فتاویٰ علماء ہند

جلد۔ ۳۰

تیار کردہ

منتخب علماء ہند

زیر سرپرستی

حضرت مولانا مفتی انیس الرحمٰن قاسمی

زیر نگرانی

حضرت مولانا محمد اسامہ شمیم الندوی

باہتمام

منظمۃ السلام العالمیۃ

ممبائی۔ الہند

فتاویٰ علماء ہند

جلد - ۳۰

تیار کردہ

منتخب علماء ہند

زیر سرپرستی

حضرت مولانا مفتی انیس الرحمٰن قاسمی

زیر نگرانی

حضرت مولانا محمد اسامہ شمیم الندوی

باہتمام

منظمۃ السلام العالمیۃ
ممبائی - الہند

نام کتاب	:	فتاویٰ علماء ہند (جلد-۳۰)
زیر سرپرستی	:	حضرت مولانا انیس الرحمٰن قاسمی صاحب
زیر نگرانی	:	حضرت مولانا محمد اُسامہ شمیم الندوی صاحب
سن اشاعت	:	اپریل ۲۰۲۱ء
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار
کمپوزنگ وڈیزائننگ	:	محمد رضاء اللہ قاسمی
ناشر	:	منظمۃ السلام العالمیۃ، ممبائی، الهند

یہ کتاب ''منظمۃ السلام العالمیۃ'' کی
طرف سے ہدیہ ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے
وقف ہے، اس کو بیچنا جائز نہیں ہے۔

منظمۃ السلام العالمیۃ
Global Peace Organisation (GPO)
Email: gpo.org@yahoo.com Mob. : +91-7303 7076 05

کتاب النکاح

بسم الله الرحمن الرحيم

قال اللّٰه عزوجل:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا﴾

﴿وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ كِتَابَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكُمْ أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُمْ بِهِ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيضَةِ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا﴾

(سورة النساء:٢٣ـ٢٤)

عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ:

"إِذَا قَبَّلَ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ مِنْ شَهْوَةٍ، أَوْ مَسٍّ، أَوْ نَظَرَ إِلَى فَرْجِهَا لَا تَحِلُّ لِأَبِيهِ، وَلَا لِابْنِهِ".

(مصنف عبدالرزاق الصنعانی،رقم :10850)

أخبرنا أبوحنيفة، عن حماد، عن إبراهيم، قال:

إذا قبل الرجل أم أمرأته أو لمسها من شهوةٍ حرمت عليه امرأته.

(أخرجه محمد فی الحجج ورجاله ثقات،إعلاء السنن: ١٣١/١١)

عن مجاهد فی الرجل يفجر بالمرأة قال:

"إذا نظر إلى فرجها فلا يحله له أمها ولا بنتها".

(أخرجه محمد فی الحجج ورجاله ثقات،إعلاء السنن: ١٣٢/١١)

فہرست عناوین

نمبر شمار	عناوین	صفحات

فہرست مضامین (۵-۳۰)

حرمت نکاح بہ سببِ نسب (۳۹-۱۱۶)

حرمت نکاح بہ سبب جمع محارم (۱۱۷-۲۰۰)

حرمت نکاح بہ سببِ مصاہرت (۲۰۱-۴۹۶)

☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۃ الشکر

نحمده و نصلي على رسوله الكريم اما بعد

نکاح کرنے والے مرد و عورت کے لئے ضروری ہے کہ وہ یہ معلوم کرے کہ کن سے نکاح درست ہے اور کن سے درست نہیں، شریعت نے جن عورتوں سے نکاح کو حرام قرار دیا ہے ان کو محرمات سے تعبیر کیا جاتا ہے، جن عورتوں سے نکاح حرام ہے ان میں تین قسم کے رشتے بنیادی طور پر اہم ہیں جن کو ''محرمات ابدیہ'' کہا جاتا ہے اور ان سے نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہے، وہ تین اسباب یہ ہیں: نسب، رضاعت اور مصاہرت، احناف کا مسئلہ حرمت مصاہرت کا مضبوط دلائل اور مستحکم بنیاد پر قائم ہے اس لیے بلاضرورت اس سے عدول کرنا سوائے سہولت پسندی کے کچھ نہیں۔

فتاویٰ علماء ہند کی تیسویں جلد تیار ہوگئی ہے۔ الحمد للہ

اس جلد میں حرمت نکاح بہ سبب نسب حرمت نکاح بہ سبب محارم حرمت نکاح بہ سبب مصاہر تکے احکام مفصل طور پر بیان کئے گئے ہیں۔ یہ عاجز بندہ اس عظیم مجموعہ کی طباعت ونشر واشاعت کی توفیق پر اپنے کریم مولا کا شکر گزار ہے۔ یہ سنت الٰہی ہیکہ اگلے کام کی توفیق پچھلے کام کی قبولیت سے ملتی ہے۔ الحمد للہ سابقہ جلدیں ملک و بیرون ملک کے علمی حلقوں میں خوب مقبول ہورہی ہیں، اور ہر طرف سے اسکی افادیت کے پیش نظر ہمت افزائی کے دعائیہ کلمات اور مفید مشورے موصول ہورہے ہیں۔

مجھے بیحد مسرت ہورہی ہے کہ موسوعہ فتاویٰ علماء ہند کی یہ عظیم علمی وفقہی خدمت عزیزم مفتی محمد اسامہ ندوی سلمہ کی نگرانی اور محب و محترم مولانا انیس الرحمن قاسمی صاحب کی سرپرستی میں المجلس العالمی للفقہ الاسلامی کے تحت علماء کرام و مفتیان عظام کی ایک عظیم جماعت سرانجام دے رہی ہے جس میں بفضلہ تعالیٰ منظمۃ السلام العالمیہ مالی تعاون فراہم کر رہا ہے جس کے نتیجے میں یہ عظیم الشان علمی و فقہی سرمایہ پایۂ تکمیل کو پہنچ رہا ہے۔

درحقیقت اس علمی کتاب کے منصۂ شہود پر آنے میں بندہ کا کوئی عمل دخل نہیں ہے بلکہ مالک حقیقی جب کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرلیتا ہے تو اپنے کسی بندے پر اپنے ارادے کا اظہار کردیتا ہے اس لیے کہ مخلوق سے جو کچھ بھی صادر ہوتا ہے وہ خالق کائنات کے ارادے کا ظہور ہے۔ دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے لطف و کرم سے اسے شرف قبولیت بخشے اور خصوصا علماء کرام و مفتیان عظام کے لئے اسے نافع بنائے اور بندہ ناچیز کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے۔

بندہ شمیم احمد (انجینئر) نقشبندی مجددی
ناشر فتاویٰ علماء ہند، خادم منظمۃ السلام العالمیہ
ممبئی الھند
۲؍شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ

تاثرات

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيدنا محمد خام النبيين وعلى آله وأصحابه أجمعين وعلى من تبعهم بإحسان إلى يوم الدين. أما بعد:

فإنه مما لا شک فيه أن الدين الإسلامى هو الدين الوحيد الخالد الذى ارتضاه رب العباد لعباده، ولذا من يبتغ غير الإسلام دينا من الأديان فلن يقبل منه، كما يقول ربنا سبحانه وتعالىٰ فى كتابه ﴿ومن يبتغ غير الإسلام دينا فلن يقبل منه وهو فى الآخرة من الخاسرين﴾ (آل عمران: ٨٥) وقد وعدنا اللّٰه سبحانه تعالى بحفظ هذا الدين إلى يوم القيامة ومن جملة حفظ الدين أن تكون شريعته الخالدة غضة طرية فى كل زمان ومكان لا تبلها تطورات الحياة ولا يشيبها كر الأعصار ومر الدهور على طوال الأيام والعصور، لأنها خاتمة الشرائع ورسولها خاتم الرسل ولها شمول وعموم لكل مجال من مجالات الحياة ولجميع أحكامها فى الدنيا والآخرة وأنها ذات نزعة عالمية، وفقهها ذو قدوة متميزة على استيعاب مختلف أحكام المسائل وضرورة بقاء هذه الشريعة والحفاظ عليها وخلودها والدفاع عن كيانها وأحكامها يتطلب من العلماء الذين لهم النظر والحكمة، الإجتهاد والإفتاء فى القضايا المعاصرة والنظر فيما يحقق مصالح الناس وحوائجهم حتى لا يهمل الناس أحكام اللّٰه ودينه ولا ينصرفوا منها إلى القوانين الوضعية لأنهم مأمورون لتبليغ رسالات اللّٰه الخالدة ونشرها والحفاظ عليها، كما أمرنا نبينا عليه أفضل الصلوات والتسليم، حيث قال: ألا فليبلغ الشاهد منكم الغائب فرب مبلغ أوعى من سامع.

ولذا إفن اللّٰه تعالى قد غيض لحفظ هذه الشريعة رجالا وقفوا حياتهم على حفظها ودراستها وتعليمها، تدوين أحكامها واستنباط مسائلها والإجتهاد فيها وابلاغها على الأجيال القادمة ولم يدخروا جهدا فى خدمة الشريعة الغراء وفقهها الحى جمعا وتأليفا، شرحا واستنباطا وتوسعا فى فنونها بما لايوجد له نظير فى الشرائع الأخرى عبر القرون، فإن العلماء كل عصر ومصر بذلوا جهودا

مشكورة لتيسير الوصول إلى مختلف الأحكام الجزئية على اسلوب خاص مرتبة على الأبواب والفصول،وأخرى بوضع موسوعات ومدونات تختلف حسب منهجها وأساليبها وتجمع فيها مسائل عدة كتب الفقهية حسب عناوين وفهارس ضافية بأساليب مختلفة لتسهيل الحصول على جزئية مطلوبة،وجميع هذه الجهود مشكورة مأجورة عنداللّٰه تعالى مشيئة مرضاعه سبحانه،ومن أحد صورهذه الجهود المشكورة المشروع العلمى الذى اطلعت عليه عبر الرسالة التى وصلت من جانب منظمة السلام العالمية بالهند إلى مجمع الفقه الإسلامى أفغانستان،وهذا المشروع العلمى عبارة عن انجاز عمل مبتكر عظيم،هو تدوين مجموعة عظيمة باسم"فتاویٰ علماء الهند"الذى قام به منظمة السلام العالمية تحت اشراف فضيلة الشيخ محمد أسامه شميم الندوى حفظه اللّٰه تعالیٰ.

وتشتمل هذه المدونة على مجموعة كبيرة من مسائل النوازل والفتاویٰ للمبرزين من العلماء والفقهاء والمفتين من شبه القارة الهندية التى صنفت فى مراحل مختلفة بأساليب متنوعه وفى أجزاء ومجلدات مستقلة وسيبلغ عدد أجزاء هذه المدونة بعد ترجمتها ونشرها إلى اللغتين الحيتين الرسميتين على مستوى العالم العربية والإنجليزية زهاء مئتى مجلد.وقد اكتمل من هذه العلمل القدر المعتد به بمقدار ثمانى مجلدات وطبعت وجعلت فى متناول اليد فى جميع مستوى العالم الإسلامى والمدارس الدينية والجامعات الإسلامية غير بعض وسائل التواصل الإجتماعية.

ونظرا إلى أهمية هذا الإنجاز العلمى رأيت جديرا ان أبت انطباعى حوله بأنه جهد مشكور وعمل مبتكر عظيم،والقيام به مهم للغاية وهو من أهم صور العناية بالفقه الإسلامى وبهذا يمكن أن نضيف إلى مكتبة الفقه الإسلامى مدونة لم تسبقها مدونة كمثلهافى شبه القارة الهندية، ونسأل المولى القدير التوفيق والسداد لإكمال هذا المشروع العظيم حسبما يرضيه سبحانه ويجزى العاملين عليها خير الجزاء ويتقبل منهم بقبول حسن وينفعهم فى يوم لا ينفع مال ولا بنون وصلى اللّٰه تعالیٰ على سيدنا محمد وآله وصحابته إلى يوم الدين وآخر دعوانا أن الحمد للّٰه رب العالمين.

أبو الخير عبدالرحمن المعتصمى
خادم الحديث النبوى
بجامعة دانشرى الإسلامية سيدنا عمر الفاروق
مدينة زرنج،نيمروز،أفغانستان
ومؤسس دارالعلوم جامعة الفريد هرات
وعضو مجمع الفقه الإسلامى أفغانستان
يوم الأربعاء: ۲۵ /ربيع الأول ۱٤٤۲ھ

تقریظ

الحمدلله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين وعلى آله وصحبه أجمعين أما بعد:
قال الله عزوجل﴿اليوم أكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الإسلام دينا﴾
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:تركتم على البيضاء ليلها كنهارها لا يزيغ عنا بعدى إلا هالك". (اتحاف السادة المتفقين: ۱۸۲/۱)

دین اسلام ایک ہمہ گیراور دائمی نظام حیات ودستورِ زندگی کا نام ہے،اس کی اپنی شان ہمہ گیری وحیثیت دوامی کے بقا کی خاطراس میں قدرت نے اس قدر لچک ووسعت رکھی ہے کہ ہر زمان ومکان میں وہ انسانی ضرورتوں کا ساتھ دے سکتا ہے اور ہر میدان میں پیش آنے والے نت نئے مسائلِ انسانی کا حل پیش کرسکتا ہے،پوری انسانیت کے لیے ایک معتدل،پُرامن اورمبنی برانصاف نظام صرف اسی کے دامن میں موجود ہےاوراس کے احکام وہدایات کی پیروی نہ صرف اس دنیامیں کام یابی؛ بلکہ اخروی سرخ روئی ونجات کا ذریعہ ہے۔

قرآن پاک نظام اسلامی کا متن اورحدیث نبوی اس کی وضاحت وتشریح ہے،جوان شاءاللہ قیامت تک باقی رہیں گے،قرآن پاک اورحدیث نبوی میں نظام اسلامی کے جواصول وضوابط بیان کئے گئے،حوادث ومسائل پران کا انطباق کرکے احکام شرعیہ کو بیان کرنا فتویٰ کہلاتا ہے،جو ہر زمانہ کے علماء وفقہائے کرام کا کام رہاہےاورالحمدللہ ان حضات نے انتہائی جاں فشانی،دل سوزی اورمحنت ومشقت کے ساتھ اسے انجام دیاہےاورآج بھی دے رہے ہیں۔

عہدرسالت سے لے کرآج تک ہردورمیں فتوے کی بڑی اہمیت اورضرورت رہی ہے۔دورحاضرمیں نئی نئی ایجادات واکتشافات اورعجیب وغریب ریسرچ وتحقیقات نے جہاں عقل انسانی کومحو حیرت کردیا،وہیں ایسے حوادث ونوازل لاکھڑے کردیئے،جن کا حل صراحۃً نہ تو کتاب اللہ اورسنت رسول اللہ میں ملتا ہےاورنہ ہی آثار صحابہ میں،جب کہ ہمارا یہ عقیدہ ودعویٰ ہے کہ اسلام ایک ہمہ گیرودائمی نظام حیات ہےاوراس میں ہر زمان ومکان میں انسانیت کی رہنمائی ورہبری کی صلاحیت موجود ہے، ہمارے اس عقیدے اوردعوے کی صداقت وحقانیت کو انہی حضرات فقہا اورمفتیان کرام نے کتاب وسنت،اجماع امت اورقیاس جیسی ادلۂ شرعیہ کی روشنی میں ان حوادث ونوازل کے احکام بیان فرما کرثابت کیا ہے،فجزاہم اللہ خیراً عنا وعن جمیع المسلمین۔

وطن عزیز ملک ہندوستان میں فتاویٰ کی تاریخ جتنی قدیم ہے،اس سے کہیں زیادہ وہ عظیم وتابناک ہے،ماضی بعید

وقریب میں حضرات علما ومفتیان کرام نے اپنے فتاویٰ کے ذریعے ملک وملت کی جو خدمات انجام دیں اور اصلاح معاشرہ میں جو اہم کردار ادا کیا، وہ اپنی مثال آپ اور سنہرے حرفوں میں لکھے جانے کے قابل ہیں۔

ہمارے بزرگوں میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، مفتی اعظم ہند حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب عثمانی، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی، مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی، فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمد حسن گنگوہی، فقیہ النفس قاضی القضاۃ حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی نور اللہ مرقدہم وبرد مضجعہم وغیرہ کی تحریریں اور فتاویٰ، کتاب وسنت ہی کی تشریح وتوضیح ہیں، جن سے عصر حاضر کے علما وفقہا استفادہ کرکے اپنی دینی وشرعی فریضوں اور ذمہ داریوں سے عہدہ برآں ہونے کی کوشش کررہے ہیں۔

ضرورت تھی کہ ہمارے اکابر کے تمام فتاویٰ یکجا ہوں؛ تاکہ جہاں ان سے استفادہ سہل وآسان ہوجائے، وہیں ملک میں موجودہ دارالافتا اپنے یہاں سے صادر ہونے والے فتاویٰ میں متفق الرائے ہوسکیں اور کسی مسئلے میں موجودہ تمام فتاویٰ پر نظر کرکے اس فتوے کو اپنے فتوے کی بنیاد واساس قرار دیں، جو امت مسلمہ کے لیے اس دنیا میں اصلح اور آخرت میں انفع ہو۔

قابل مبارک باد ہے ادارہ ''منظمة السلام العالمية''، جس نے اس کام کا بیڑہ اٹھایا اور الحمد للہ بڑی خوش اسلوبی، سلیقہ مندی اور حسن ترتیب وتہذیب کے ساتھ اس کام کو انجام دینے کی کوشش کررہا ہے، جس کی شہادت ''فتاویٰ علماء ہند'' کی منظر عام پر آنے والی جلدیں دے رہی ہیں۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ پاک اس کام سے وابستہ تمام ہی افراد کو اس کے لیے درکار اہلیتوں اور صلاحیتوں سے مالا مال فرمائے، اخلاص عطا کرے اور اپنے ہاں شرف قبولیت سے نوازے۔ (وما ذلك على الله بعزيز)

ربنا تقبل منا إنک أنت السميع العليم وتب علينا إنک أنت التواب الرحيم وصلى الله تعالىٰ على نبينا محمد وعلى آله وصحبه وسلم

غلام محمد وستانوی

رئیس جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم، اکل کوا، گجرات

۲۲؍ربیع الاول ۱۴۴۲ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على رسوله الكريم وعلى آله وأصحابه الطاهرين،أما بعد:

بڑی مسرت ہوئی جب معلوم ہوا کہ ہندوپاک کے تقریباً پچھلے دوسوسال کے جابجا بکھرے ہوئے فتاویٰ وفقہی جزئیات کوفتاویٰ علماء کے نام سے ایک لڑی میں پرونے کا کام حضرت مولانا انیس الرحمٰن قاسمی کی سرپرستی اورمولانا اسامہ شمیم ندوی کی نگرانی میں اٹھایا جارہاہے۔ یہ سن کربھی خوشی ہوئی کہ اس کی کئی جلدیں اب تک شائع ہوکرمنظرعام پرآچکی ہیں اور یہ سلسلہ تقریباساٹھ جلدوں میں کمل کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔احقرکوپہلی جلد دیکھنے کا موقع میسر ہوا اوراسے علماء اورعوام دونوں کے لیےانتہائی نفع بخش پایا۔

یقیناًیہ کتاب امت کے لیےایک نایاب ذخیرہ ہےاور یہ ایسا کارنامہ ہےجس کے بارے میں بلاکسی تردد کے کہاجاسکتا ہے کہ نسل درنسل اسے یادرکھے گی۔اس مجموعےکوایک فقہی انسائیکلوپیڈیا بھی کہاجاسکتاہے۔ یہ عمل جتنا سوچنے میں دشوار ہے،اس سے زیادہ اس کوعمل میں لانا مشکل ہے؛لیکن بقول شاعر

اولو العزمان دانشمند جب کرنے پے آتے ہیں
سمندر پاٹتے ہیں، کوہ سے دریا بہاتے ہیں

اورمیں پوری امت کی طرف سےان دونوں حضرات کاشکریہ ادا کرتا ہوں اوراللہ رب العزت سے دعاگوہوں کہ اللہ تعالیٰ اس عمل کوجلدازجلد تکمیل کے مرحلہ تک پہونچاکرامت کےحق میں اسے نفع بخش بنائے۔ نیزان دونوں حضرات کی اس زبردست محنت کوقبول فرماکران کے لیےزادآخرت بنائے۔(آمین ثم آمین)فقط والسلام

ابراہیم دیسانی
دارالافتاءمحمودیہ،جنوبی افریقہ
۱۷ربیع الثانی ۱۴۴۲ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى مَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ

اسلامی تعلیمات انسانی زندگی کے تمام شعبوں کا احاطہ کئے ہوئے ہیں، مرد وزن کا باہمی جنسی تعلق جو ایک فطری وطبعی عمل ہے اسلام نے زندگی کے اس مرحلہ میں بھی انسان کو آزاد نہیں چھوڑا ہے کہ وہ جس طرح چاہے اور جس سے چاہے یہ رشتہ استوار کرلے اور جب چاہے ناطہ توڑ لے بلکہ اسلام نے اس کا ایک مکمل نظام وضع کیا ہے اور پوری تفصیل کے ساتھ یہ بھی متعین کر دیا گیا ہے کہ زندگی کی رہ گزر میں انسانی فطرت کے مطابق کسے رفیق سفر بنایا جائے اور کسے نہیں، ان ساری تفصیلات کے مجموعے کو "اسلام کا ازدواجی نظام" کہا جاتا ہے اور اس کے الگ الگ شعبہ اور حصہ کو نظام نکاح، نظام طلاق، اور نظام حرمت کا عنوان بھی دیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ ہماری معاشرتی زندگی گوناگوں رشتوں اور قرابتوں کے گرد گھومتی ہے اور ہر فرد ان رشتوں میں بندھا ہوا ہے۔ جن کا پاس ولحاظ انسانی فطرت کا خاصہ ہے، ایک سلیم الفطرت انسان کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ انھیں نظر انداز کر دے، ان رشتوں میں بعض رشتے ایسے ہیں جو اپنے اندر ایسا تقدس اور عزت واحترام کا پہلو رکھتے ہیں کہ طبع سلیم ایسے اہل قرابت اور رشتہ داروں سے ازدواجی اور جنسی تعلق کو گوارا نہیں کرتی اور اسے انسانی شرافت ہی نہیں بلکہ خود انسانیت کے منافی باور کرتی ہے۔

اللہ رب العزت کے لاکھوں انعامات واحسانات ہیں جن کا احاطہ ممکن نہیں محض اپنے لطف وکرم سے اس نا اہل سراپا جہل ونابلد کو فتاویٰ علمائے ہند کی تیسویں جلد کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائی۔ فتاویٰ علماء ہند کی اس جلد تیسویں میں مندرجہ ذیل مسائل کا احاطہ کیا گیا ہے۔

حرمت نکاح بہ سبب نسب حرمت نکاح بہ سبب محارم حرمت نکاح بہ سبب مصاہرت

سابقہ جلدوں کی طرح اس جلد میں بھی اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ بیان کردہ تمام احکامات ومسائل دلائل وشواہد کی روشنی میں ناظرین کی خدمت میں پیش ہوسکے۔ چنانچہ فتاویٰ کے سوال وجواب کو بعینہ ذکر کیا گیا ہے، ساتھ ہی تمام فتاویٰ میں اصل کتاب کے حوالہ کو بھی درج کیا گیا ہے اور حاشیہ میں دیگر مفتی بہ مسائل کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔ حواشی میں فقہی عبارتوں کے علاوہ آیات قرآنی، احادیث نبوی، صحابہ وتابعین کے اقوال وآثار کو اہتمام کے ساتھ ذکر کرنے کی کوشش کی گئ ہے۔ اس کے بعد اس علمی وفقہی مجموعے کو مزید توثیق وتائید کے لئے ملک وبیرون ملک کے مشاہیر مفتیان عظام کی نگاہوں سے گزارنے کا اہتمام کیا جاتا ہے تاکہ یہ مجموعہ مؤثق ہوکر مؤید من اللہ ہوجائے۔

الحمد اللہ، اللہ تعالی کا احسان ہے کہ فتاوی علمائے ہند کا یہ سلسلہ اہل علم کے یہاں خوب مقبول ہو رہا ہے لیکن بہرصورت یہ ایک بشری کاوش ہے جس میں خطا وثواب کا امکان ہے چنانچہ اہل علم سے گزارش ہے کہ متنبہ فرماتے رہیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں ازالہ ممکن ہوسکے۔ میں شکرگزار ہوں اپنے علماء ومفتیان کرام کا جنہوں نے بڑے ہی عرق ریزی کے ساتھ اس جلد کی تکمیل میں میرا ساتھ دیا اسی طرح میں شکرگزار ہوں اپنے دوستوں اور بزرگوں کا جنہوں نے میری گزارش پر اپنے تاثرات ودعائیہ کلمات تحریر فرمائے ہمت افزائی فرمائی اور دعائیں دیں، دعا گو ہوں اے میرے مولیٰ تو اس خدمت کو قبول فرما کر ہم سب کے لئے نجات کا ذریعہ بنادے۔ آمین

بندہ مفتی محمد اسامہ شمیم الندوی
مشرف فتاویٰ علمائے ہند، رئیس المجلس العالمی للفقہ الاسلامی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتدائیة

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی أَحْكَمَ أَحْكَامَ الشَّرْعِ الْقَوِيمِ بِمُحْكَمِ كِتَابِهِ وَأَعْلَى أَعْلَامَ الدِّينِ الْمُسْتَقِيمِ بِمُعْظَمِ خِطَابِهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ الْمُتَطَهِّرِينَ وبعد:

مُحرَّ ماتِ نکاح؛ یعنی وہ عورتیں جن سے شادی کرنا جائز نہیں ہے اور اگر وہ واقع ہو جائے تو اسے باطل سمجھا جاتا ہے۔ ان عورتوں کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم: محرماتِ ابدیہ؛ یعنی وہ عورتیں جن سے نکاح کرنا ہمیشہ کے لیے حرام ہے۔ جیسے ماں، بیٹی اور سگی بہن وغیرہ؛ اس لیے کہ ان سے نکاح نہ کرنے کا سبب مستقل اور دائمی ہوتا ہے، کبھی ختم نہیں ہوتا؛ یعنی ان میں ابدی حرمت کے اسباب پائے جاتے ہیں۔ عورتوں سے نکاح ناجائز ہونے کے تین اسباب ہیں: (۱) رشتہ داری، جیسے ماں کا رشتہ، (۲) سسرالی رشتہ داری، جیسے ساس، (۳) رضاعت، جیسے رضاعی بیٹی۔

دوسری قسم: وقتی وعارضی محرمات؛ یعنی وہ خواتین جن سے نکاح کا حرام ہونا وقتی اور غیر مستقل ہوتا ہے؛ کیوں کہ تحریم کا سبب دائمی نہیں ہوتا اور اس کے ختم ہونے کا امکان ہوتا ہے، جیسے کسی اور کی بیوی، غیر کی معتدہ؛ یعنی عدت گزارنے والی خاتون اور اللہ کے ساتھ شرک کرنے والی عورت۔

فتاویٰ علماء ہند کے اس حصہ (۳۰ رویں) میں محرماتِ ابدیہ سے متعلق نسبی اور سسرالی رشتہ داری کی وجہ سے پائی جانے والی حرمت سے متعلق مسائل کو جمع کیا گیا ہے۔ نیز فتاویٰ کے سوال وجواب کو من وعن نقل کرنے کے ساتھ ہر فتویٰ کے ساتھ اصل کتاب کے حوالہ کو بھی درج کر دیا ہے اور حاشیہ میں دیگر مفتیٰ بہ مسائل کا اضافہ بھی کیا ہے۔ امید ہے کہ علما، ائمہ، اہل مدارس اور اصحاب افتا خاص طور پر اس سے فائدہ اٹھائیں گے، احقر نے حواشی میں فقہی عبارتوں کے علاوہ آیات قرآنی، احادیث نبوی، صحابہ وتابعین کے آثار واقوال کو اہتمام کیا ہے، جس کی وجہ سے یہ فتاویٰ مدلل بھی ہو گئے ہیں۔

میں اس موقع سے ابوالکلام ریسرچ فاؤنڈیشن، پھلواری شریف، پٹنہ کے ارکان ومعاونین کا شکر گزار ہوں، جن کی توجہ سے یہ کام پایۂ تکمیل کو پہونچ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ شانہ ان تمام معاونین ومخلصین کی اس سعی جمیل کو قبول فرمائے اور میرے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ (آمین)

(انیس الرحمٰن قاسمی)

چیرمین ابوالکلام ریسرچ فاؤنڈیشن، پھلواری شریف، پٹنہ

۱۷ رشعبان المعظم ۱۴۴۲ھ

حرمت نکاح بہ سببِ نسب

کن کن عورتوں سے نکاح حرام ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ کن کن عورتوں سے نکاح حرام ہے؟ تفصیل مطلوب ہے تا کہ بآسانی سمجھا جاسکے کہ یہ عورت فلاں مرد پر حرام ہے۔

(المستفتی: شمشاد احمد الاعظمی، چندن پورہ، کوپا گنج، مئو)

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ، الجواب ــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

مرد کے لیے مندرجہ ذیل عورتوں سے نکاح کرنا حرام ہے۔

(۱) اپنے اصول سے یعنی ماں، دادی، پردادی، اوپر تک۔

(۲) اپنے فروع سے یعنی بیٹی، پوتی، پڑپوتی وغیرہ نیچے تک۔

(۳) اپنے اصول قریب کی فروع مؤنث مثلاً بہن، بھتیجی، بھانجی اور بھتیجے، بھانجے کی لڑکی۔

(۴) اپنے اصول بعید کی فروع قریب مثلاً پھوپھی، خالہ۔

(۵) موطوءہ بیوی کی اصول اور اس کی فروع۔

(۶) اپنے اصول وفروع کی بیوی۔

(۷) رضاعی ماں کے اصول وفروع۔

(۸) مذکورہ عورتوں سے جس طرح نسبی رشتہ کی صورت میں نکاح جائز نہیں، اسی طرح اگر رضاعی رشتہ ہو، تب بھی ان عورتوں سے نکاح جائز نہیں، اس کے علاوہ مزید (مزنیہ وغیرہ کی اصول وفروع سے متعلق) دیکھنا ہو تو کتب فقہ سے مراجعت فرمائیں۔

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا﴾ (سورة النساء: ۲۳)

حرم تزوج أمه، و بنته، وإن بعد تا وأخته، وبنتها، وبنت أخيه، وعمته، وخالته، وأم امرأته، و بنتها، إن دخل بها، و امرأة أبيه، وابنه، وإن بعدتا والكل رضاعاً. (كنز الدقائق، كتاب النكاح، مكتبة مجتبائى ديوبند: ۹۷) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۲۹؍محرم الحرام ۱۴۲۹ھ (فتویٰ نمبر: الف ۹۴۳۱۳۸)

الجواب صحیح: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۱؍۲؍۱۴۲۹ھ۔ (فتاوی قاسمیہ: ۱۳؍۲۸۴-۲۸۵)

محارم کون ہیں:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کون کون سے مرد عورت کے محارم میں آتے ہیں، جن سے پردہ نہیں، تفصیلاً ان کے اسماء ذکر کردیں۔ عورت کے لیے نسب کی وجہ سے جن مردوں سے نکاح حرام ہوجاتا ہے، ان کا بھی ذکر خصوصاً کردیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

مردوں میں سے درج ذیل افراد عورت کے محارم ہیں، جن سے پردہ نہیں ہے اور انہی افراد سے عورت کا نکاح کرنا حرام ہے۔ باپ، دادا، بھائی، بیٹا، بھتیجا، بھانجا، پوتا، نواسہ، چچا، ماموں، سسر، داماد اور رضاعی رشتہ دار جو اوپر ذکر کردیئے گئے۔

نوٹ: اگر سسر اور ساس جوان ہوں تو سسر کو بہو سے اور داماد کو ساس سے اختلاط میں احتیاط کرنا چاہیے۔

لمافى القرآن المجيد (النساء: ۲۳): **﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَاَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الاَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِيْ أَرْضَعْنَكُمْ﴾**(الآية)

وفى(سورة النور: ۳۱)**﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ آبَائِهِنَّ اَوْ آبَاء بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَائِهِنَّ اَوْ اَبْنَاء بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ إِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْ إِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِي اَخَوَاتِهِنَّ اَوْ نِسَائِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التَّابِعِيْنَ غَيْرِ اُوْلِى الإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرَاتِ النِّسَاء وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْا إِلَى اللهِ جَمِيْعًا اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾**

وفى بدائع الصنائع (كتاب النكاح: ۳/ ٤١٥، ط: بيروت): **أما النوع الأول فالمحرمات بالقرابة سبع فرق الأمهات، والبنات، والأخوات والعمات، والخالات، وبنات الأخ، وبنات الأخت.**

قال اللّٰه تعالٰى: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ﴾الخ... وأما النوع الثالث وهو المحرمات بالرضاعة فكل من حرم لقرابة من الفرق السبع الذين وصفهم اللّٰه تعالٰى يحرم بالرضاعة.

وفى الدرالمختار (كتاب الكراهية: ٦/ ٣٦٨): **والخلوة بالمحرمة مباحة إلا الأخت رضاعاً والصهرة الشابة.** (نجم الفتاویٰ: ۴؍۲۱۷-۲۱۸)

محرمات ابدیہ سے نکاح جائز نہیں:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ کریم کی بہن کا ایک ہی لڑکا ہے، جس نے غیر خاندان میں شادی کی ہے، جس سے اس کی ایک لڑکی ریحانہ ہے، اس طرح یہ لڑکی ریحانہ کریم کے بھانجے کی لڑکی اور بڑی بہن کی پوتی ہے۔ مولانا صاحب کیا شریعت کی رو سے لڑکی ریحانہ اور کریم کا نکاح ہوسکتا ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

بہن اور اس کی اولاد، یا اس کی اولاد کی اولاد وغیرہ محرمات ابدیہ میں شامل ہیں کہ جن سے کسی صورت شریعت نکاح کرنے کی اجازت نہیں دیتی، لہٰذا صورت مسئولہ میں کریم کا اپنے بھانجے کی لڑکی ریحانہ سے نکاح کرنا قطعاً جائز نہیں۔

لما في القرآن الكريم (سورة النساء: ٢٣): ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الأَخِ﴾ (الآية)

وفي الدر المختار (كتاب النكاح، فصل في المحرمات: ٢٨/٣): (حرم) على المتزوج ذكرا كان أو أنثى نكاح (أصله وفروعه) علا أو نزل (وبنت أخيه وأخته وبنتها) ولو من زنى. (نجم الفتاویٰ: ۲۱۸/۴)

خونی رشتے اور حرمتِ نکاح:

سوال: خون کا رشتہ کس کو کہتے ہیں اور اس کی اہمیت کیا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً ومصلياً

جو رشتہ نسبی ہو، جیسے بھائی، بہن، پھوپھی، چچا، خالہ، ماموں، وغیرہ یہ سب خونی رشتہ ہیں، ان سے نکاح حرام ہے۔ قرآن کریم میں بھی حرمت مذکور ہے، چوتھے پارہ کا اخیر دیکھئے:

﴿حرمت عليكم أمهاتكم﴾ إلخ. (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳۹۳/۸/۵ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۲۰/۱۱)

امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن اور دیگر محرمات میں فرق:

سوال: جن عورتوں سے نکاح کرنا حرام ہے، مثلاً بہن، ماں، ساس، ان سے پردہ کرنا ہوگا، یا نہیں؟ ایک صاحب کہتے ہیں کہ ساس سے پردہ نہیں کیا جائے؛ لیکن اس کے لیے دلیل کی ضرورت ہے؛ کیوں کہ ازواجِ مطہرات سے نکاح کرنا حرام ہے؛ لیکن ارشاد باری یہ بھی ہے کہ ان سے پردہ کرنا ضروری ہے تو ساس سے پردہ نہ کرنا اور ازواجِ مطہرات سے پردہ کرنا دونوں متعارض معلوم ہوتے ہیں۔

---

(۱) سورة النساء: ٢٣

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً ومصلیاً

ازواجِ مطہرات کی کچھ خصوصیات بھی ہیں، ان کو امہات المؤمنین فرمایا گیا:

﴿النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ﴾ (الآیة)(۱)

لیکن اگر حقیقی ماں قرار دیا جائے تو اس کا تقاضہ یہ ہے کہ ان سے پردہ نہ ہو، حالاں کہ آیتِ حجاب ان کے لیے مستقلاً نازل ہوئی۔ نیز ان کو حقیقی ماں قرار دینے کا تقاضہ یہ بھی ہے کہ کسی (بھی) مرد کا کسی (بھی) عورت سے نکاح جائز نہ ہو؛ کیوں کہ سب بھائی بہن ہو جائیں گے، حالاں کہ نکاح کا بکثرت واقع ہونا اس زمانہ میں بھی پیش آیا؛ اس لیے ان دونوں مسئلوں میں ان پر وہ احکام نافذ نہیں ہوں گے، جو حقیقی ماں پر ہوتے ہیں، البتہ جس طرح اپنی ماں سے نکاح حرام ہے، اسی طرح ازواج مطہرات سے بھی کسی امتی کا نکاح جائز نہیں۔(۲)

غرض ازواجِ مطہرات کو دیگر مستورات پر قیاس کر کے جملہ احکام نافذ کرنا درست نہیں۔(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۷/۱۱/۷ ۱۳۸ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۲۹۹/۱۱)

مسائل تحریم:

سوال: تفسیر مدارک سے بعض آیات کی تفسیر کی تشریح فرمایئے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

تفسیر مدارک سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سوالات کہ مدارک وغیرہ بعض تفاسیر میں مذکور ہیں اور دُرِّ منثور میں بھی موجود ہے، صحیح طور پر ثابت نہیں، اگر صحیح فرض بھی کیا جائے تو اس کلام کے معنی یہ ہیں کہ ولایت جو آپ کو پہنچی، وہ بھی حق ہے اور تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت منعقد ہوئی تو ابتدا میں اس بارے میں اکثر لوگوں کو شکوک اور شبہات ہوئے اور ان لوگوں کو انکار رہا، جب کسی حکم کی تخصیص ظرف، یا شرط کے ساتھ ہو اور وہ ظرف، یا شرط نہ پائی جائے تو ظرف، یا شرط کے نہ پائے جانے سے حکم کی نفی صرف اس صورت میں ثابت ہوگی کہ تخصیص میں حکم کے حصر کے سوا اور کوئی دوسرا فائدہ نہ ہو؛ لیکن ایسی صورت میں کہ کوئی دوسرا فائدہ ہو تو اس ظرف، یا

(۱) سورة الأحزاب: ٦

(۲) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ وَلَكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ذَلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا﴾ (سورة الأحزاب: ٥٣)

(۳) ﴿يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا﴾ (سورة الأحزاب: ٣٢)

شرط میں کسی نے اس وقت شک وشبہ نہ کیا اور اس میں اختلاف واقع نہ ہوا تو اس وجہ سے اس وقت اس امر کے بیان کرنے کی ضرورت بھی نہ ہوئی۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ مفہوم مخالفت کی بنا پر استدلال کرنا اس وقت صحیح ہوتا ہے کہ کوئی صریح کلام اس کے معارض نہ ہو۔

خلفاء ثلاثہ کی خلافت کے جو دلائل ہیں، وہ صریح ہیں؛ بلکہ اس میں صریح نصوص وارد ہیں تو یہ مفہوم مخالف اس کے مقابلے میں قابل لحاظ نہیں جو روایت کہ تفسیر مدارک میں اس آیت کی تفسیر میں مذکور ہے:

﴿وَلَا اَنْ تَنْكِحُوْا اَزْوَاجَهٗ مِنْ م بَعْدِهٖ اَبَدًا﴾(سورة الأحزاب: ۵۳)

(ترجمہ: جائز نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کبھی نکاح کرو۔)

تو وہ روایت تفاسیر میں مشہور ہے اور وہ روایت متعدد طریقہ سے آتی ہے کہ بعض طریق کو بعض طریق سے قوت ہوتی ہے تو اس وجہ سے وہ روایت حسن کے درجہ تک پہنچتی ہے، اسی روایت سے علامہ حلی نے کتاب منہج الحق میں اس امر پر استدلال کیا ہے کہ طلحہ بن عبید اللہ کے حق میں طعن ثابت ہے اور صاحب ابطال الباطل نے اس کے چند جواب دیئے ہیں، پھر ان جوابات کو صاحب احقاق الحق نے اپنی تحقیق سے رد کیا ہے اور وہ سب تطویلات اس وقت مجھ کو یاد نہیں اور عجب وہ جواب ہے کہ بعض اہل سنت نے دیا ہے کہ اس قول کے قائل وہ طلحہ بن عبید اللہ نہیں کہ وہ عشرہ مبشرہ سے ہیں، بلکہ وہ قائل دوسرا طلحہ ہے کہ بنی عبد الدّ ار سے ہے اور وہ منافقین سے تھا۔ اُن بعض اہل سنت نے طلحہ کا جو قول ہے "بنات عمنا"، اس کو اس پر حمل کیا ہے کہ یہ قول صرف اس بنا پر کہا گیا کہ قریش ہونے میں مشارکت تھی، جیسا کہ اللہ کے اس کلام پاک میں ہے:

﴿وَبَنَاتِ عَمِّكَ وَبَنَاتِ عَمَّاتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ﴾(سورة الأحزاب: ۵۰)

اس واسطے کو عرب کا معمول ہے کہ اکثر کہا کرتے ہیں: هِيَ اِبْنَةُ عَمِّهٖ، یعنی یہ عورت اس کے چچا کی لڑکی ہے اور ایسا ہی عرب میں یہ بھی کہا کرتے ہیں: هُوَ ابْنُ عَمِّهٖ؛ یعنی وہ مرد اس کے چچا کا لڑکا ہے اور صرف جد اعلیٰ میں شارک رہتی ہے؛ لیکن صحیح جواب یہ ہے کہ طلحہ بن عبید اللہ نے جب یہ کلام کہا تھا، اس وقت آگاہ نہ تھے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حجاب کا حکم نازل ہوا ہے؛ بلکہ ان کا گمان تھا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف مشورہ سے حضرت عمر بن الخطابؓ کے یہ یہ حکم فرمایا ہے، گویا وہ اس امر میں مجتہد قرار پائے، پھر جب ان کو خبر ہوئی کہ یہ حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے تو نادم ہوئے اور استغفار کیا تو اب اُن کے حق میں طعن باقی نہ رہا کہ قرآن شریف کی مخالفت کی، ان کے حق میں جو طعن کیا جاتا ہے کہ انھوں کہا تھا:

"لَئِنْ مَّاتَ فَلَانٌ لَاُزَوِّجَنَّ فُلَانَةً".

(ترجمہ: اگر فلاں شخص فوت ہوگا تو میں فلاں عورت کے ساتھ نکاح کروں گا۔)

اگر یہ صحیح ہے کہ انہوں نے یہ کلام کہا ہے تو اس میں بھی استبعاد نہیں اس واسطے کہ ان لوگوں کی عادت تھی کہ اقارب

کے بعد ان کی ازواج سے نکاح کیا کرتے تھے اور طلحہ بن عبید کو خبر نہ تھی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات غیر کے لیے حرام ہیں اور وہ امہات المومنین ہیں، جیسا کہ اس میں استبعاد نہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کے ساتھ نکاح کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی کی لڑکی تھیں۔اس واسطے کہ ابولہب کی کنیزک ثوبیہ کا دودھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا تھا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے بھی ان کا دودھ پیا تھا، یہ بھی متحقق ہے کہ عادات اور بلاد اور اوقات اور زمانہ کے اختلاف کی بنا پر مروّت اور آداب مختلف ہوا کرتے ہیں تو ضروری نہیں کہ جو امر کسی وقت اور کسی شخص کے نزدیک خلاف مروّت ہو، جب کسی شخص کو کسی امر کے بارے میں حکم شرعی کا علم نہ ہوا اور معلوم نہ ہو کہ اس بارے میں حکم نازل ہوا ہے تو اس شخص کے حق میں اس امر کے بارے میں کسی کے لیے طعن کی جگہ نہیں اور کس طرح ایسی صورت میں طعن ہوسکتا ہے۔

روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ اُحد میں اپنے چچا حضرت حمزہؓ کو ملاحظہ فرمایا کہ شہید ہو گئے تھے اور مشرکین نے مثلہ کیا تھا؛ یعنی ان کے ہاتھ پاؤں وغیرہ کاٹے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ کو مشرکین پر قدرت دی تو میں ضرور اُن میں سے ستّر مشرکین کو قتل کروں گا تو یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَاِنْ عَا قَبْتُم فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْ قِبْتُم بِهٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصَّابِرِيْنَ﴾(سورۃ النحل:۱۲۷)

(ترجمہ: یعنی اور اگر تم سزا دو تو چاہیے کہ سزا دو مانند اس کے تم لوگوں کو سزا دی گئی ہو اور اگر تم لوگ صبر کرو تو یہ بہتر ہے صابرین کے حق میں۔)

شیخ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں کتاب المغازی کی شرح میں اہل نجران کے قصہ میں لکھا ہے کہ اُصول شرع سے ہے کہ مخالفت کے ساتھ مباہلہ کیا جائے، حجت ظاہر ہونے کے بعد اصرار سے اور یہی تحقیق اوزاعی کے نزدیک بھی ثابت ہے اور علما کرام کی ایک جماعت نے ایسا کیا بھی ہے اور تجربہ سے بھی معلوم ہوا ہے کہ جس نے مباہلہ کیا اور وہ بُطلان کرتا تھا اور اس نے مباہلہ میں ذکر کیا کہ اگر میرا کلام ناحق ہو تو چاہیے کہ ایک برس گزرنے نہ پائے کہ اس کے قبل اللہ تعالیٰ مجھ کو موت دے دے تو ایسا ہوا کہ اس مباہلہ کے بعد وہ شخص دو مہینے سے زیادہ زندہ نہ رہا، یہ مضمون ابن حجر عسقلانی کے کلام کا ہے۔

لیکن اُصول فقہ کی بنا پر اس میں بحث ہے، اس واسطے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا مباہلہ جو واقع ہوا تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات سے تھا؛ لیکن اب معجزات کا زمانہ منقطع ہو گیا، حق اور باطل کی تمیز اب صرف حجت اور بُرھان کے ذریعہ سے ہوسکتی ہے اور یہ بھی اس میں بحث ہے کہ اگر اب بھی مباہلہ کا حکم باقی ہے تو چاہیے کہ سرقہ ثابت کرنے میں اور دنیاوی خصومات کا فیصلہ کرنے میں مباہلہ کرنا جائز ہو اور اس کا کوئی قائل نہیں اور شاید شیخ ابن حجر عسقلانیؒ نے اسی وجہ سے کہا ہے، بعد ظہور الحجت یعی اصل یہ ہے کہ حجت کے ذریعہ سے دعویٰ ثابت کیا جائے اور اس کے بعد اگر مخالفت کو اصرار ہو تو مباہلہ کیا جائے۔

قصہ سالم مولا ابی حذیفہ کا صحیح ہے؛ لیکن اس کے ظاہراً معنی متروک العمل ہیں، بخاری شریف اور مسلم شریف میں موجود ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس قصے سے استدلال کیا اور فرمایا کہ کبیر کی رضاعت سے بھی نکاح کی حرمت ثابت ہوتی اور باقی امہات المومنین کو اس حکم سے انکار تھا اور وہ اس حدیث سے استدلال کرتی تھیں: لَا رِضَاعَ بَعْدَ فطام ، یعنی رضاعت کے بعد اگر رضاعت وقوع میں آئے تو اس سے نکاح حرمت ثابت نہیں ہوتی اور دیگر صحابہ کرام بھی یہی قول پسند کرتے تھے اور حضرت سالم کا قصہ ان کے مخصوصات سے شمار کرتے تھے۔ (فتاوی عزیزی، ص:۵۴۴-۵۴۷)

محرمات کی تفصیل:

سوال: مرد کے لیے کون کون سی عورتیں حرام ہیں؟ اسی طرح عورت کے لیے کون کون سے مرد حرام ہیں؟ مفصل تحریر فرمائیے۔

الجواب ــــــــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

اصول: ماں، نانی، دادی وغیرہ۔ فروع: بیٹی، پوتی، نواسی وغیرہ۔ اصلِ قریب کی فروع: بہن، بھانجی، بھتیجی وغیرہ۔ اصلِ بعید کی صلبی اولاد: خالہ، پھوپھی۔ رضاعی ماں اور اس کی اولاد، رضاعی بہن اور اس کی اولاد۔ رضاعی ماں کے اصول: نانی، دادی وغیرہ، بیوی کی ماں، نانی، دادی۔ مدخولہ بیوی کی بیٹی، پوتی، نواسی۔ باپ دادا کی بیوی، مزنیہ کی ماں، بیٹی وغیرہ یعنی اصول وفروع بیٹے، پوتے۔ نواسے کی بیوی۔ مشرکہ، کافرہ۔ یہ عورتیں تو ہمیشہ کے لیے حرام ہیں اور کچھ عورتیں ایسی بھی ہیں، جو خاص محدود حالات میں حرام ہیں، وہ حالات نہ رہیں تو ان کی حرمت نہ رہے گی، جیسے: بیوی کی خالہ، پھوپھی، بہن اس وقت تک حرام ہیں، جب تک بیوی نکاح میں ہے، اگر وہ مر جائے، یا اس کو طلاق ہو جائے اور عدت گزر جائے تو ان کی حرمت نہیں رہے گی اور اگر کسی کے نکاح میں چار بیویاں ہوں تو پانچویں سے نکاح درست نہیں؛ لیکن اگر کوئی مر جائے، یا اس کو طلاق ہو جائے اور اس کی عدت گزر جائے تو پانچویں سے نکاح حرام نہ ہوگا۔ مردوں کے جن رشتوں سے عورتوں کے نکاح درست نہیں، اگر ان رشتوں کو مردوں کی طرف منسوب کیا جائے تو عورتوں کا نکاح ان مردوں سے بھی درست نہیں ہوگا، مثلاً: کسی عورت کا نکاح اپنے اصول: باپ، دادا، نانا وغیرہ اور فروع: بیٹے، پوتے، نواسے وغیرہ سے درست نہیں ہوگا۔ مزید تفصیل کتب فقہ، شامی، فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۱/۳۰۰)

---

(۱) "أسباب التحريم أنواع، قرابة، مصاهرة، رضاع، جمع، ملك، شرك، إدخال أمة علٰى حرة، فهي سبعة ... وتعلق حق الغير بنكاح أو عدة ذكرهما في الرجعة، حرم على المتزوج ذكراً كان أو أنثىٰ، نكاح أصله، وفروعه، علا أو نزل. وبنت أخيه وأخته، وبنتها ولو من زناً، و عمته وخالته، فهذه السبعة مذكورة في آية: (حرمت عليكم أمهاتكم) ويدخل عمة جده وجدته، إلخ". (الدر المختار، كتاب النكاح، باب المحرمات: ۲۸/۳-۳۰، سعيد)

الفتاوىٰ العالمگيرية، كتاب النكاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، القسم الأول إلخ: ۲۷۳/۱، رشيدية

عورت کے محارم کون کون ہیں:

سوال: عورت کے لیے محرم کون کون شخص ہیں؟ اور نامحرم کون ہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

جس جس سے نکاح ناجائز ہے وہ محرم،(۱) اور جس جس سے نکاح جائز ہے وہ نامحرم ہے۔(۲) فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۳۹۲/۵/۲۸ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۰۰/۱۱)

محارم سے نکاح فاسد ہے، یا باطل:

سوال: اگر کسی نے اپنے محارم سے نکاح کیا ہو تو وہ نکاح فاسد ہوگا، یا باطل؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــ

وہ نکاح باطل ہے اور اگر فقہا نے کہیں اس پر اطلاق فاسد کا کیا ہے؟ تو اس سے مراد بھی باطل ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۱۷/۷)

نکاحِ فاسد و باطل کا فرق:

سوال: نکاحِ فاسد و باطل میں کیا فرق ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــ

اس بارے میں اقوال فقہاء مختلف ہیں، محقق ابنِ ہمام فرماتے ہیں کہ ''نکاح باطل و فاسد میں کچھ فرق نہیں ہے'' اور بعض کتب سے فرق ظاہر ہوتا ہے، جیسا کہ شامی میں اس کی تفصیل موجود ہے۔ (من شاء فليراجع إليه) (۳)

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۱۸/۷)

لڑکا اگر اپنی ماں سے زنا کرلے تو کیا حکم ہے:

سوال: زید نے اپنی سگی سے جماع کرلیا، اب زید اور اس کی ماں اور باپ کے لیے کیا حکم ہے؟

---

(۱) قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿حرمت عليكم أمهاتكم وبنٰتكم وأخواتكم وعمتكم وخٰلتكم وبنٰت الأخ وبنٰت الأخت وأمهاتكم التى أرضعنكم وأخواتكم من الرضاعة وأمهت نسائكم وربائبكم التى فى حجوركم من نسائكم التى دخلتم بهن﴾ (سورة النساء: ٢٣)

(۲) قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وأحل لكم ماوراء ذلكم﴾ (النساء: ٢٤)

(۳) فيه أنه لا فرق بين الفاسد والباطل فى النكاح بخلاف البيع، كمافى نكاح الفتح، لكن فى البحر عن المجتبىٰ، كل نكاح اختلف العلماء فى جوازه كا لنكاح بلاشهود، فالدخول فيه موجب اللعدة، وأما نكاح منكوحة الغير ومعتدته فالدخول فيه لايوجب العدة. (ردالمحتار، باب العدة: ٨٣٥/٢، ظفير)

الجواب ــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

زید کا فعل انتہا یہ گھناؤنا اور شرمناک ہے، زید پر لازم ہے کہ فوراً صدق دل سے مکمل ندامت اور گریہ وزاری کے ساتھ توبہ استغفار کرے اور والدین پر لازم ہے کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق اس کا بستر الگ کردیں۔ نیز ماں پر بھی توبہ واستغفار لازم ہے، زید کی اس بے ہودہ حرکت کی وجہ سے زید کی ماں زید کے باپ کے لیے حرمت مصاہرت کے تحت دائمی طور پر حرام ہوگئی، اب زید کے باپ کے لیے زید کی ماں سے تعلق از دواجیت تادمِ آخری کسی حال میں بھی بحال نہیں ہوسکتا۔

والزنا يوجب حرمة المصاهرة حتٰى لو زنا بإمرأة حرمت عليه أصولها وفروعها وحرمت المزنية علٰى أصوله وفروعه ولا تحرم أصولها وفروعها علٰى ابن الواطى وأبيه كما فى المحيط السرخسى. (۱)

لنا عموم قوله تعالٰى: ﴿ولاتنكحوا ما نكح آبائكم من النساء ولأن كل تحريم تعلق بالوطئ الحرام ولأنه استمتاع كالحلال. (مجمع الأنهر: ۳۲۶/۱) **فقط والله تعالٰى أعلم بالصواب**

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی (حبیب الفتاویٰ: ۱۶۳/۲-۱۶۴)

والدہ کو بیوی سمجھ کر ہاتھ لگانے کے اثرات:

سوال: رات کے وقت بے خبری کی حالت میں زید نے اپنی والدہ کو بیوی سمجھ کر شہوت سے ہاتھ لگایا تو کیا زید کی والدہ اس کے والد پر حرام ہوگئی، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــ

اگر زید نے اپنی والدہ کو شہوت کی حالت میں بلا حجاب ہاتھ لگایا ہو اور زید کے والد کو یہ معاملہ معلوم ہو اور اس کی تصدیق کرتا ہو تو اب یہ عورت اپنے خاوند پر حرام ہے ورنہ حرام نہیں۔

قال ابن نجيم المصرى: وأراد بحرمة المصاهرة المحرمات الأربع. حرمة المرأة علٰى أصول الزانى وفروعه نسبًا ورضاعًا وحرمة أصولها وفروعها على الزانى نسبًا ورضاعًا كما فى الوطاء الحلال. (البحر الرائق: ۱۰۱/۳، كتاب النكاح، فصل فى المحرمات)

قال فى الهندية: فلو أيقظ زوجته ليجامعها فوصلت يده إلٰى بنته منها فقرصها بشهوة وهى ممن تشتهى يظن أنها أمها حرمت عليه الأم حرمة مؤبدة. (الفتاویٰ الهندية: ۲۷۴/۱، فصل فى المحرمات)

وقال أيضاً: ثم المس إنما يوجب حرمة المصاهرة إذا لم يكن بينهما ثوب. (الفتاویٰ الهندية: ۲۷۵/۱، فصل فى المحرمات) (فتاوی حقانیہ: ۳۳۶/۴)

بڑی اماں سے شادی کرنا کیسا ہے:

سوال: زید اور عمر دو بھائی ہیں، جس میں عمر بڑا بھائی ہے اور زید وعمر دونوں کے بالغ لڑکے بھی ہیں تو عمر کے

---

(۱) مجمع الأنهر فى شرح ملتقى الأبحر: ۳۲۶/۱، باب المحرمات، ط، دار إحياء التراث العربى، بيروت، لبنان

انتقال ہوجانے کے بعد زید کے لڑکے نے عمر کی بیوی (یعنی اپنی بڑی اماں) سے شادی کر لی ہے۔کیا یہ نکاح شرعاً درست ہے، یانہیں؟ جس کا مفصل بیان واضح طور پر تحریر فرمائیں۔

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

صورتِ مسئولہ میں زید کے لڑکے کی شادی کی عمر کی بیوی (بڑی اماں) سے درست ہے، چوں کہ عمر کی بیوی نہ محرمات نسبیہ میں ہے اور نہ محرمات رضاعیہ میں سے ہے، اسی طرح محرمات بالمصاہرۃ میں سے بھی نہیں ہے، اسی طرح ﴿ما نکح آبائکم من النساء﴾ میں بھی داخل نہیں ہے؛ اس لیے کہ بتصریح حضرت تھانوی قدس سرہ باپ، دادا، نانا کا شمار اس میں ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی (حبیب الفتاویٰ:۱/۱۲۴-۱۲۵)

سوتیلی ماں سے نکاح حرام ہے:

سوال: باپ کے مرجانے کے بعد سوتیلی ماں سے نکاح درست ہے، یانہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ و باللّٰہ التوفیق

سوتیلی ماں سے نکاح حرام ہے، جس طرح حقیقی ماں سے نکاح حرام ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی: ۲۹/۱/۱۳۷۱ھ (فتاویٰ امارت شرعیہ:۴/۱۳۵)

سوتیلی ماں سے نکاح حرام ہے:

سوال: زید کے والد نے دوسری شادی کی، نکاح کے بعد رخصتی سے پہلے یہ معلوم ہونے پر کہ خود زید اس عورت میں دلچسپی رکھتا ہے۔زید کے والد نے اس عورت کو طلاق دے دی۔اب زید اس عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔آیا زید کے لیے اس عورت سے نکاح کرنا جائز ہے، یانہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

صورت مسئولہ میں اس عورت کے ساتھ زید کا نکاح ناجائز ہے؛ کیوں کہ والد کی منکوحہ کے ساتھ نکاح کرنا ہمیشہ کے لیے حرام ہوتا ہے۔

لمافی القرآن الكريم (النساء:۲۲): ﴿وَلَا تَنكِحُوا مَا نَكَحَ آبَائُكُم مِّنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيْلًا﴾

وفي الشامية (۳/۲۸): وتحرم موطوء ات آبائه وأجداده وإن علوا ولو بزنى والمعقودات لهم عليهن بعقد صحيح وموطوء ات أبنائه وأبناء أولاده وإن سفلوا ولو بزنى والمعقودات لهم عليهن بعقد صحيح.

وفيه ايضاً (۳/۵): وأما حرمة التى عقد عليها عقدا صحيحا عليهم فبالإجماع. (نجم الفتاویٰ:۴/۲۲۰)

---

(۱) ﴿وَلَاتَنْكِحُوا مَا نَكَحَ اٰبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ﴾(سورة النساء:۲۲)

باپ کی منکوحہ سے بعد طلاق شادی جائز ہے، یا نہیں:

سوال: ایک مرد نے ایک عورت سے عقد کیا، نہ خلوت ہوئی، نہ اس کو مرد نے دیکھا اور نہ اس کے گھر آئی اور اس کو طلاق دے دی، بعد طلاق اس کے اس کا لڑکا عقد کرسکتا ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــ

نہیں کرسکتا ہے۔(۱) ''ارشاد ربانی ہے:

﴿و لاتنکحوا مانکح اٰبائکم﴾ (۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳۳۲/۷)

باپ کی موطوءۃ سے نکاح:

سوال: جس عورت سے زید کو عرصۂ دراز تک تعلق ناجائز رہا، بعدہ زید نے چھوڑ دیا، پسر زید کو بعد پہونچنے سن بلوغ کے اور خوب جوان ہونے کے اس عورت سے نکاح جائز ہوگا، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ وہ اس کے باپ کی موطوءۃ ہے۔(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی، ۱۳۴۵/۸/۴ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۱۳۸/۴)

بیٹے کا باپ کی ممسوسہ سے نکاح:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ایک لڑکی جس کی عمر اس وقت تقریباً ۱۴/ یا ۱۵/ سال کی ہے اور اب سے تقریباً چار سال قبل اس کی منگنی ایک لڑکا بنام زید سے ہوگئی تھی اور منگنی کے وقت اس لڑکی کی عمر تقریباً ۹/ یا ۱۰/ سال تھی اور آثار بلوغ بالکل ظاہر نہ تھے، اس کے بعد یہ ہوا کہ منگنی سے دس بیس روز بعد زید کے باپ نے اس لڑکی کو اپنی گود میں زانو پر بٹھایا اور سر پر ہاتھ رکھا، جس کی وجہ سے شہوۃ پیدا ہوگئی تو اس کو گود سے فوراً اتار دیا، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ لڑکی سے زید کی شادی کرنا درست ہے؟ اگر اس لڑکی سے درست نہیں ہے تو اس لڑکی کی بہن سے زید کی شادی کرنا درست ہے، یا نہیں؟ (المستفتی: قاری عبدالرحمٰن، نینی تال)

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ، الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

اس لڑکی سے زید کی شادی درست نہیں ہوگی، البتہ اس لڑکی کی بہن کے ساتھ زید کی شادی درست اور جائز ہوجائے گی۔

---

(۱) وتحرم زوجة الأصل والفرع بمجرد العقد دخل بها أو لا. (ردالمحتار، فصل في المحرمات: ۳۸۳/۲، ظفير)

(۲) سورة النساء: ۲۴، ظفير

(۳) ﴿وَلاتَنْكِحُوْا مَانَكَحَ اٰبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ﴾ (سورة النساء: ۲۲)

ولا فرق فيما ذكر بين اللمس، والنظر بشهوة بين عمد ونسيان وخطأ وإكراه. (الدرالمختار)

وتحته في الشامية: وسن المراهقة، وأقله للأنثىٰ تسع. (ردالمحتار، کراتشی: ۳/۳۵، زکریا: ۴/۱۱۲)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۸/ جمادی الثانیہ ۱۴۱۵ھ (فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۶۱/ ۴۰۶۰) (فتاوی قاسمیہ: ۱۳/۳۶۳، ۳۶۴)

جس عورت کو باپ نے شہوت کے ساتھ بوسہ دیا ہو، اُس سے نکاح:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ عرض ہے کہ ایک عورت جس کا نام الطفر ہے، عمر ۳۱/ سال ہے، اس کے اپنے شوہر سے دو بچے ہیں، ایک لڑکا جس کی عمر ۱۲/ سال ہے اور ایک لڑکی جس کی عمر ۸/ سال ہے، الطفر کا شوہر شراب پی کر کبھی کبھی مار پیٹ کرتا تھا، ہوسکتا ہے اس کی کچھ غلطی ہو، الطفر نے شادی اس شوہر سے عشق میں کی تھی، نکاح سے پہلے اس شوہر کا الطفر کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا تھا، دس سال تک وہ شوہر الطفر کے ساتھ رہتا رہا، پھر اس کے بعد وہ شوہر سعودی عرب چلا گیا ٹیچری کے لیے اور یہ عورت ٹیوشن پڑھانے میرے گھر آئی تھی، اس بیچ میرے بیٹے محمد زید چھوٹے تھے، چند سال گزرنے کے بعد وہ کبھی کبھی بطور مہمان کے ہمارے گھر آتی تھی، الطفر کا روزگار ٹیچری اور ٹیوشن پڑھانے پر موقوف تھا، ٹیوشن پڑھانے کے زمانے میں زید کے والد نے اسے ریلوے اسٹیشن بلالیا اور وہ وہاں آئی اسے پتہ نہیں تھا؛ کیوں اسے بلایا ہے، زید کے والد نے اسے عام ہوٹل میں لے جاکر سمجھایا کہ آپ اپنے شوہر کے ساتھ مل جل کر رہو، یہ عورت کبھی کبھی فون کیا کرتی تھی، میرے بیٹے زید جب ۲۳/ سال کے ہوئے تب یہ ہماری گھر آئی اور کمپیوٹر سیکھنے کی درخواست کی، اس وقت الطفر کی عمر ۳۱/ سال کی تھی، زید کے والد نے الطفر کو زید سے کمپیوٹر سیکھنے کی اجازت دیدی، الطفر نے ایک مہینہ سے زیادہ کمپیوٹر سیکھا، اس کے بعد الطفر نے زید کو ای میل بھیجا، اس میں لکھا تھا کہ آپ ایک بے مثال شوہر بن سکتے ہو، مجھے آپ سے محبت ہے؛ لیکن آپ مجھے غلط نہ سمجھئے، اس ای میل کا علم زید کے والدین کو نہیں تھا، ای میل کے بعد زید اور الطفر برابر ملتے رہے اور فون پر بات کا سلسلہ برابر جاری رہا، الطفر کے شوہر سے دو بچے تھے، زید ان سے محبت کا ناٹک رچاتا رہا اور الطفر اپنے شوہر کے نکاح میں تھی، پھر الطفر نے اپنے شوہر سے خلع کی درخواست کی، اس درخواست کی بنا پر شوہر نے دو طلاقیں دے دی، پھر وہ سعودی عرب سے ممبئی آیا، اس عورت سے دوبارہ نکاح کرلیا، پھر اس عورت نے اپنے شوہر سے خلع کی درخواست کی، زید کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا تھا اور الطفر کے گھر پر رات گزارنا جب کہ الطفر اپنے گھر اکیلی تھی، اور اس کے دو بچے تھے، زید اپنے والد کے گھر رات کو کم رہنے لگا، زید کے قول کے مطابق فیکس کے ذریعہ الطفر کے اپنے شوہر سے خلع مانگنے کے بعد شوہر نے فیکس کے ذریعہ اس کو طلاق دے دی، جب کہ زید نے اس عورت سے وعدہ کیا تھا کہ اپنے شوہر سے طلاق لے لے، میں تجھ سے نکاح کرلوں گا، قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ طلاق صحیح ہے،

یا نہیں؟ زید کے والدین اس عمل سے شروع ہی سے ناراض رہے اور روکتے رہے، بالآخر زید نے سمجھانے پر اپنے والدین کے ساتھ مار پیٹ کا معاملہ کیا۔

نوٹ: قابلِ ذکر بات ہے کہ محمد زید کے نکاح کرنے سے پہلے زید کے والد نے الطفر کو شہوت کے ساتھ پکڑا اور بوسہ بھی لیا؛ مگر اللہ نے زنا سے بچالیا، اس وقت زید کا معاملہ الطفر سے موبائل پر تھا، قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ نکاح صحیح ہوا، یا نہیں؟ مدلل جواب سے نوازیں۔

(۱) زید کے والد کو مسماۃ مذکورہ کو شہوت کے ساتھ پکڑنے اور بوسہ لینے کے بارے میں اقرار ہے اور مسماۃ مذکورہ کو شہوت کے ساتھ پکڑنے کے بارے میں اقرار ہے اور بوسہ لینے کے بارے میں نہ اقرار ہے، نہ انکار ہے۔

(۲) زید کے والد اللہ کو حاضر رکھتے ہوئے اپنی دین داری سے یہ کہتے ہیں کہ ہاں مذکورہ باریک پتلے کپڑے پہنے ہوئے تھی، یا ستر کا کپڑا پہنے ہوئے تھی، مذکورہ کے گھر کا پتہ معلوم نہیں ہے؛ اس لیے اس کے دستخط ممکن نہیں، بجز وہ بھی اس بات کا اقرار زید کو کر چکی ہے، براہِ کرم جواب سے نوازیں، عنایت ہوگی؟

باسمه سبحانه وتعالىٰ، الجواب ———— وبالله التوفيق

اگر یہ بات صحیح ہے کہ زید کے والد نے مذکورہ عورت الطفر کو شہوت کے ساتھ پکڑا اور بوسہ لیا ہے تو یہ عورت زید کے لیے کبھی بھی حلال نہیں ہوسکتی اور زید کے ساتھ اس کا نکاح قطعاً درست نہ ہوگا اور رہ گئی یہ بات کہ الطفر کی طلاق پہلے شوہر سے ہوئی ہے، یا نہیں؟ تو اس بارے میں شرعی ثبوت، یا شوہر کا اقرار لازم ہے، محض زید کے قول سے کوئی حکم نہیں لگایا جاسکتا۔

عن عمر بن شعيب عن أبيه عن جده أن النبي صلى الله عليه وسلم قال في خطبته: البينة على المدعي واليمين على المدعىٰ عليه. (سنن الترمذي: ۲۴۹/۱)

وكما تثبت هٰذه الحرمة بالوطء تثبت بالمس والتقبيل ... بالشهوة. (الفتاوىٰ الهندية ۲۷۴/۱، زكريا)

وحرم أيضا بالصهرية ... أصل ممسوسته بشهوة ... وأصل ماسته ... وفروعهن مطلقاً. (الدر المختار: ۱۰۷/۴، زكريا)

فإن طلاقه صحيح لإقراره بالطلاق؛ لأن الإقرار خبر. (مجمع الأنهر: ۳۸۴/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۲۵/۷/۱۴۳۰ھ، الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ۔ (کتاب النوازل: ۲۹۲/۸-۲۹۴)

بیٹے کا ماں کو شہوت کے ساتھ چھونے کا حکم:

سوال (۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ایک شخص نے شہوت کے ساتھ بلا حائل اپنی حقیقی ماں کے پستان وشرمگاہ پر ہاتھ پھیرا، جب کہ ماں کو یہ بتایا کہ جادو اتارنے والے نے اس طرح ناپنے کا حکم دیا ہے تو کیا اس طرح بیٹے کے عمل سے اس کی ماں اپنے شوہر پر حرام ہوگئی، یا نہیں؟

اگر حرام ہوگئی تو حلال ہونے کی کوئی صورت ہے، یا نہیں:

(۲) اگر حرمت کی بات اس لڑکے سے کہی جاتی ہے تو یہ خودکشی کرلے گا اور اس کی ماں بھی خودکشی کرلے گی، گھر میں نوجوان لڑکیاں ہیں، ان کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔ عرضیکہ پورا گھر سخت خطرہ میں ہے تو ایسی صورت میں کیا کرنا چاہیے؟

(۳) کیا یہ مرد وعورت یعنی اس لڑکے کے ماں باپ جماع سے مکمل بچاؤ کے ساتھ ایک مکان میں رہ سکتے ہیں اور کیا یہ دونوں حج کے لیے ایک ساتھ جا سکتے ہیں؟ (المستفتی: عبدالمتین، ٹانڈہ، رامپور)

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ، الجواب ــــــــــــ وباللہ التوفیق

اگر واقعۃً اس شخص نے شہوت ہی کے ساتھ ماں کی پستان اور شرمگاہ پر ہاتھ پھیرا ہو تو اس کی ماں اپنے شوہر پر ہمیشہ کے لیے شرعاً حرام ہوگئی، حلال کی کوئی صورت نہیں ہے، شرعی حکم یہی ہے خواہ لڑکا اور اس کی ماں کتنے ہی خطرہ میں ہوں اور اس لڑکے کے ماں باپ سخت پردہ اور علاحدگی کی پابندی کے ساتھ ایک مکان میں رہنا چاہیں تو رہ سکتے ہیں اور دونوں ایک ساتھ حج کو نہیں جا سکتے۔

وكذا المقبلات، أو الممسوسات بشهوة لأصوله، أو فروعه. (شامي، زكريا: ٤/ ١٠٠، كراچي: ٣/ ٢٨)

لأن حرمة المصاهرة إذا ثبتت لا تسقط أبداً. (شامي زكريا: ٤/ ١٠٩، كراچي: ٣/ ٣٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۱۹/ محرم الحرام ۱۴۲۱ھ (فتویٰ نمبر: الف ۳۴/ ۶۴۳۹) (فتاوی قاسمیہ: ۱۳/ ۳۶۴، ۳۶۵)

بیٹا نے سوتیلی ماں سے زنا کیا تو وہ اس کے باپ پر حرام ہوئی، یا نہیں:

سوال: اگر کوئی شخص اپنے باپ کی زوجہ؛ یعنی سوتیلی ماں سے زنا کرے تو وہ عورت اس کے باپ کے واسطے حلال رہے گی، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــ

وہ عورت باپ کے لیے حلال نہ رہے گی۔

كما في الدر المختار: قال في البحر: أراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربع حرمة المرأة علىٰ أصول الزاني و فروعه، إلخ. (۱)

لیکن اگر ثبوت زنا کا شہادت شرعیہ سے نہ ہو اور باپ کو تسلیم نہ کرے تو پھر باپ کے ذمہ علاحدہ کرنا اس کا لازم نہیں ہے اور اس کے حق میں حرمت ثابت نہ ہوگی۔ (۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۷/ ۳۴۱)

---

(۱) ردالمحتار، فصل في المحرمات: ۲/ ۳۸٤، ظفير

(۲) وإن ادعت الشهوة تقبيله أو تقبيلها إبنه وأنكرها الرجل فهو مصدق لاهي. (الدر المختار) فهو مصدق؛ لأنه ينكر ثبوت الحرمة ولاقول للمنكر. (ردالمحتار: ۲/ ۳۸۹، ظفير)

بیٹے نے سوتیلی ماں سے زنا کیا تو وہ باپ پر حرام ہوگئی:

سوال: ایک شخص کی دو عورتیں ہیں، ایک عورت کے شکم سے لڑکا پیدا شدہ بعمر جوان ہے۔ اگر وہ لڑکا اپنی سوتیلی والدہ سے زنا کرلے اور لڑکے کا باپ اس فعل کو دیکھ لیوے تو شریعت کے مطابق کیا فتویٰ ہے۔ لڑکے کی سوتیلی والدہ اپنے خاوند پر طلاق حاصل کرنے کے لیے فسخ نکاح کی عدالت میں نالش دائر کرتی ہے۔ خاوند کہتا ہے کہ لڑکے کا ایسا فعل ہونے پر بھی تو جب کہ خاوند سے ہم بستری کرتی رہی تو نکاح فسخ نہیں ہوسکتا، لہٰذا مسئلہ کو حل فرمائیں؛ تاکہ عدالت میں پیش ہو؟　　(المستفتی: ۱۸۲۶، مستری عبدالرحمٰن (ریاست بلاسپور) ۲۳/رجب ۱۳۵۶ھ)

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــــــ

اگر خاوند کے لڑکے نے اپنی سوتیلی ماں کے ساتھ زنا کرلیا ہے تو سوتیلی ماں اپنے خاوند یعنی لڑکے کے باپ پر حرام ہوگئی، ان دونوں کے درمیان تفریق واجب ہے۔ اگر عورت اس واقعہ کے بعد بھی خاوند کے ساتھ رہی اور ہم بستری بھی ہوتی رہی تو اس سے وہ خاوند کے لیے حلال نہیں ہوسکتی، یہ ہم بستری حرام واقع ہوئی ہے اور آئندہ بھی یہ حرام ہے، ان دونوں کے درمیان تفریق یعنی فسخ نکاح ضروری ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی (کفایت المفتی: ۱۸۰/۵)

سوتیلی ماں کے ساتھ زنا کیا تو وہ اپنے شوہر پر حرام ہوئی، یا نہیں:

سوال: زید نے اپنی سوتیلی ماں سے زنا کرلیا ہے، زنا کے ثبوت میں خود فاعل کا برملا تحریری اقرار ہے اور اس فعل قبیح کے زمانہ سے شدہ شدہ عورتوں میں یہ بات گشت کرتی رہی اور عورتوں سے خود زانیہ کا زبانی اقرار بھی زنا کے ثبوت پر دال ہے۔ غرض کہ ثبوت زنا کے سارے دلائل موجود ہیں، سماج والوں نے مفتی کا سہارا لیا ہے، دو مفتیوں کے درمیان اسباب میں اختلاف ہوگیا ہے کہ وہ زانیہ عورت اپنے شوہر کے لیے حرام ہوئی، یا حلال؟ حنفی عالم فتاویٰ دارالعلوم اور فتاویٰ رحیمیہ کی روشنی میں کہتے ہیں کہ زید کی سوتیلی ماں اس کے والد کے لیے حلال نہیں رہی اور غیر مقلد عالم کا کہنا ہے کہ زید کی سوتیلی ماں اس کے والد کے لیے حرام نہیں ہوئی، حسب سابق حلال رہی۔ حنفی مسلک کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــ وباللہ التوفیق

مذکورہ سوال کا صحیح جواب یہی ہے کہ زید کی سوتیلی ماں زید کے والد پر ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی، حرمت مصاہرت کے سلسلہ میں زنا کا حکم بھی وہی ہے، جو نکاح کا ہے، یہی مسلک ہے امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کا اور ایک روایت کے اعتبار سے امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کا بھی یہی قول ہے اور یہی قول ہے حضرت عمرؓ، ابن مسعودؓ، ابن عباسؓ اور حضرت جابرؓ، حضرت عائشہؓ اور جمہور تابعین کا۔ (ردالمحتار: ۲۸۰/۲)(۱) ان حضرات کا استدلال یہ حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(۱)　(و) حرم أيضا بالصهرية (أصل مزنيته) أراد بالزنا الوطئ الحرام. (الدر المختار)　==

من نظر إلی فرج امرأة لم تحل له أمها ولا ابنتها،وروی: حرمت علیه أمّها وابنتها. (بدائع الصنائع:۱۳۹۴/۳)

اورحضرت امام ابوحنیفہؒ وغیرہ حدیث "**لا یحرم الحرام الحلال إنما یحرم ما کان نکاحاً حلالاً**" کا جواب یہ دیتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے، نیز یہ خبر واحد ہے اور کتاب اللہ کے مخالف ہونے کی وجہ سے معتبر نہیں، چناں چہ بدائع میں لکھا ہے:

"**وأما الحدیث فقدقیل إنه ضعیف، ثم هو خبر واحد مخالف للکتاب.**(۱۳۹۵/۳)

بہرحال صورت مسئولہ میں زید کی سوتیلی ماں زید کے والد پرحرام ہوگئی، ان دونوں کا شامل رہنا درست وجائز نہیں ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سہیل احمد قاسمی،۲۲/۴/۱۴۰۴ھ۔(فتاویٰ امارت شرعیہ:۲۲۲/۴-۲۲۳)

سوتیلی ماں سے زنا:

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زاہد نے اپنی سوتیلی ماں سے قصداً جماع کرلیا، یہاں تک کہ حمل بھی قرار پاگیا تو اب زاہد کے والد کے لیے زاہد کی سوتیلی ماں کا کیا حکم ہے، وہ خارج نکاح ہوئی، یانہیں؟

باسمه سبحانه وتعالیٰ، الجواب ———————— وباللّٰه التوفیق

زاہد نے اپنی سوتیلی ماں کے ساتھ زنا کرکے جرمِ عظیم کا ارتکاب کیا،خواہ حمل ٹھہرا ہو یا نہ ٹھہرا ہو، اُس پر صدق دل سے توبہ کرنا لازم ہے اور اس عملِ بد سے سوتیلی ماں اپنے شوہر یعنی زاہد کے باپ پر ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی،ان دونوں کے درمیان تفریق واجب ہے۔(کفایت المفتی:۱۸۶/۵)

وتحرم موطوء ات آبائه وأجداده وإن علوا ولو بزنی، والمعقودات لهم علیهن بعقد صحیح. (شامی:۹۹/٤،زکریا)

فمن زنی بامرأة حرمت علیه أمها وإن علت، وابنتها وإن سفلت، وکذا تحرم المزنی بها علی اٰباء الزانی وأجداده وإن علوا، وأبنائه وإن سفلوا. (الفتاویٰ الهندیة،المحرمات بالصهریة:۲۷٤/۱، زکریا)

وأراد بحرمة المصاهرة الأربع: حرمة المرأة علی أصول الزانی وفروعه نسبًا ورضاعًا. (البحر الرائق،فصل فی المحرمات:۱۷۹/۳،زکریا)

وبحرمة المصاهرة لا یرتفع النکاح، حتی لا یحل لها التزوج بآخر إلا بعد المتارکة وانقضاء العدة. (الدرالمختار،فصل فی المحرمات:۱۷/۳، کراچی، البحر الرائق:٤۰۰/۳،زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ:احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ،۲۸/۵/۱۴۲۵ھ،الجواب صحیح:شبیراحمد عفا اللہ عنہ(کتاب النوازل:۳۰۰/۸-۳۰۱)

== وإنما قید بالزنا لأن فیه خلاف الشافعی ... قال فی الفتح وبقولنا قال مالک فی روایة وأحمد وهو قول عمروابن مسعودوابن عباس فی الأصح وعمران بن الحصین وجابر وأبیّ وعائشة وجمهور التابعین.(ردالمحتار:۲۸۰/۲)

چار سالہ لڑکے نے سوتیلی ماں سے زنا کیا تو حرمت مصاہرت کا حکم:

سوال: ایک چار سالہ لڑکے نے اپنی سوتیلی ماں کے ساتھ زنا کیا تو ایسی صورت میں حرمت مصاہرت ثابت ہوئی، یا نہیں؟ اور سوتیلی ماں اس کے والد پر حرام ہوئی، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ وباللہ التوفیق

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں جب کہ چار سال کے لڑکے نے اپنی سوتیلی ماں کے ساتھ ناجائز تعلق قائم کیا تو اس کی وجہ سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوئی اور سوتیلی ماں اس کے والد پر حرام نہیں ہوئی؛ اس لیے کہ حرمت مصاہرت کے ثبوت کے لیے لڑکے کے اندر بھی شہوت کا پایا جانا ضروری ہے اور چار سال کے لڑکے کے اندر شہوت نہیں ہوتی ہے۔

تشترط الشهوة في الذكر، حتى لو جامع ابن أربع سنين زوجة أبيه لا تثبت حرمة المصاهرة، كذا في فتح القدير. (الفتاویٰ الهندية: ۲۷۵/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد جنید عالم ندوی قاسمی، ۱۴۲۱/۱۱/۱۷ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲۳۶/۴)

سوتیلی ماں غیر مدخولہ سے نکاح حرام ہے:

سوال: کیا سوتیلی ماں سے نکاح درست ہے، جب کہ والد نے دخول نہیں کیا ہو؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

جس عورت کے ساتھ باپ کا نکاح ہو جائے، چاہے باپ نے دخول کیا ہو، یا نہ کیا ہو، بیٹے کا اس عورت سے نکاح کرنا بنص قرآنی حرام ہے۔

قال ابن عابدين رحمه الله: (تحت قوله مصاهرة) وتحرم موطوء ات آبائه وأجداده وإن علو و لو بزنا والمعقودات لهم عليهن بعقد صحيح. (ردّ المحتار: ۲۸/۳، كتاب النكاح، فصل في المحرمات)(۱) (فتاویٰ حقانیہ: ۳۳۴/۴)

قبل الدخول طلاق شدہ باپ کی منکوحہ سے نکاح کا عدم جواز:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ اگر زید ہندہ کو قبل الدخول طلاق دے دے تو طلاق کے بعد زید کے بیٹے کے لیے ہندہ سے نکاح کرنا جائز ہے، یا نہیں؟ واضح فرمائیں۔

باسمه سبحانه وتعالىٰ، الجواب ــــــــــــــــــــ وباللہ التوفیق

زید کے بیٹے کے لیے ہندہ سے نکاح کرنا جائز نہیں؛ کیوں کہ باپ کی منکوحہ بیٹے پر محض عقد ہی سے حرام ہو جاتی ہے۔

---

(۱) قال العلامة ابن نجيم المصري رحمه الله: أما حليلة الأب فبقوله تعالىٰ: ﴿وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ آبَاءُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ﴾ فتحرم بمجرد العقد عليها. (البحر الرائق: ۹٤/۳، كتاب النكاح. فصل في المحرمات)
ومثله في بدائع الصنائع: ۲٦٠/۲، كتاب النكاح، فصل الفرقة الرابعة

ولا بامرأة أبيه وأجداده. لقوله تعالىٰ: ولاتنكحوا مانكح ابائكم من النساء، اعلم أن امراة الأب والأجداد تحرم بمجرد العقد عليها. (فتح القدير اشرفيه: ۲۰۲/۳)

أما حليلة الأب. فقوله تعالىٰ: ﴿ولاتنكحوا ما نكح آبائكم من النساء﴾ ... فتحرم بمجرد العقد عليها. (البحر الرائق، زكريا: ۱۶۶/۳، كوئٹه: ۹٤/۳)

أما منكوحة الأب فتحرم بالنص وهو قوله: ولاتنكحوا مانكح آبائكم من النساء والنكاح يذكر ويراد به القعد، وسواء كان الأب دخل بها، أولا لأن اسم النكاح يقع على العقد والوطء فتحرم بكل واحد منهما. (بدائع الصنائع، زكريا: ۵۳۵/۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۱۵/ربیع الاول ۱۴۳۵ھ (فتویٰ نمبر: الف ۱۱۴۷/۴۰) (فتاوی قاسمیہ: ۲۸۸/۱۳، ۲۸۹)

باپ کی منکوحہ سے نکاح:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ایک شخص بشیر احمد جس کی عمر تقریباً ۷۵/سال ہے، مسجد کا متولی ہے، مسجد میں نماز پڑھنے بھی آتا ہے، اس کے نکاح میں جو عورت ہے، وہ اس کے باپ کی منکوحہ وموطوءَ ہے، بایں طور کہ بشیر احمد کے باپ نے اس عورت سے نکاح کیا اور کچھ دن تک اس کے ساتھ میاں بیوی کی طرح زندگی گزاری، پھر بشیر احمد کے والد کا انتقال ہوگیا، پھر کچھ دن کے بعد بشیر احمد نے باپ کی اس بیوی سے نکاح کرلیا اور آج تک یہ دونوں میاں بیوی کی طرح زندگی گزار رہے ہیں، ان کے ایک لڑکا اور لڑکی بھی ہے، جو دونوں شادی شدہ ہیں اور ایک پوتی کی شادی بھی ہوچکی ہے۔

اب دریافت یہ کرنا ہے کہ باپ کی منکوحہ، یا موطوءہ سے نکاح کرنا جائز ہے؟ اگر درست نہیں ہے تو کیا اب بھی ان دونوں کے درمیان تفریق ضروری ہے؟ کیا اتنا کافی ہے کہ بشیر احمد اس عورت سے بیوی والا تعلق ختم کردے اور جس گھر میں اس وقت رہ رہے ہیں، اس میں ہی ایک ساتھ رہتے رہیں، یا دونوں کا بالکل الگ الگ رہنا ضروری ہے؟ ان دونوں کا لڑکا انہی کے قریب اپنا الگ گھر بنا کر رہتا ہے، یہ عورت بشیر احمد سے جدا ہوکر اپنے اس لڑکے کے گھر میں رہ سکتی ہے؟ اگر یہ دونوں مسئلہ معلوم ہونے کے بعد بھی علاحدگی اختیار نہ کریں تو کیا ان سے اور ان دونوں کا ساتھ دینے والوں سے قطع تعلق ضروری ہے؟ اور مسجد میں نماز پڑھنے آنے سے بشیر احمد کو روک سکتے ہیں، یا نہیں؟

(المستفتی: محمد اکرم، خوشحال پوری)

باسمه سبحانه وتعالىٰ، الجواب ـــــــــــــــــــــــ وبالله التوفيق

بشیر احمد نے جو اپنے باپ کی منکوحہ سے نکاح کیا ہے، وہ نکاح باطل اور حرام ہوا اور اس کے ساتھ ہمبستری زناکاری کے مرادف ہے، لہٰذا فوری طور پر ان کو الگ کردینا لازم ہے۔

﴿وَلَا تَنكِحُوا مَا نَكَحَ اٰبَاؤُكُم مِنَ النِّسَآءِ﴾ (النساء: ۲۲)

عن البراءؓ قال مرّبی خالی أبی بریرة ابن نیار و معه لواء فقلت: این ترید؟ فقال: بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم إلی رجل تزوج امرأة أبیه، أن آتیه برأسه. (سنن الترمذی، باب فیمن تزوج امرأة أبیه، النسخة الهندیة: ۱/۲۵۲، دار السلام رقم: ۱۳۶۲)

اور اگر عورت کو کہیں رہنے کے لیے سہارا نہیں ہے تو وہ اپنے بیٹے کے گھر میں رہ سکتی ہے اور بشیر احمد کو مسجد میں آنے سے تو نہیں روکا جائے گا، البتہ اس کے ذمہ سے مسجد کی تولیت ختم کر دینا لازم ہے؛ اس لیے کہ وہ شخص شرعاً فاسق اور خائن ہے اور کسی متبع شریعت باشرع مسلمان کو متولی بنانا ضروری ہے، یا باشرع لوگوں کی کمیٹی کے زیر تحت مسجد کا نظام چلانا ضروری ہے اور اگر مسئلہ معلوم ہونے کے بعد بھی دونوں ساتھ رہتے ہیں اور لوگوں کے ہر طرف سے نرمی اور سختی سے سمجھانے کے باوجود باز نہیں آتے ہیں تو علاقہ کے لوگوں کو چاہیے کہ ان سے قطع تعلق کر دیں بول چال، لین دین، میل جول سب بند کر دیں۔ قرآن میں ہے:

﴿وَلَا تَرْكَنُوْا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ﴾ (سورة الهود: ۱۱۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۲۲/ جمادی الثانیہ ۱۴۲۳ھ (فتویٰ نمبر: الف ۲۶/۱۳/۷۷)

الجواب صحیح: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۲۲/۶/۱۴۳۲ھ۔ (فتاوی قاسمیہ: ۱۳/۲۸۶، ۲۸۸)

کوئی ڈر سے یہ کہہ دے کہ سوتیلی ماں سے زنا کیا تو کیا حکم ہے:

سوال: زید پر اپنے باپ کی منکوحہ؛ یعنی سوتیلی ماں سے زنا کا شبہ ہوا، مسجد میں چند اشخاص نے زید سے دریافت کیا اور دھمکایا؛ بلکہ ایک شخص نے زید کے منہ پر تھپڑ بھی مارا؛ مگر زید نے اقبال نہیں کیا، پھر زید کو ایک مولوی صاحب نے جو متقی خدا پرست ہیں علاحدہ حجرہ میں بلا کر نہایت شفقت سے دریافت کیا کہ آیا واقعی تمہارا ناجائز تعلق تمہاری سوتیلی ماں سے ہے؟ زید نے اقبال کیا، مولوی صاحب نے چند اشخاص کو بلا کر زید کا اقبال سنوا دیا، صبح کو زید نے اپنے ہم عمر لڑکے سے بیان کیا کہ میں نے جورات کو اقبال زنا کیا ہے، وہ ڈر سے کیا ہے، دراصل میرا کوئی گناہ نہیں، زید نو خیز لڑکا ہے، جس کی عمر سولہ سال کی ہے، اس کی سوتیلی ماں جوان ہے، جو صاحب اولاد ہے، وہ زید کو اپنا بیٹا کہتی ہے، زید اس کو ماں کہتی ہے، زید خود شادی شدہ ہے، عورت اس کے گھر میں ہے، سب ایک ہی گھر میں رہتے ہیں، زید کی بیوی جب کبھی اپنی سوتیلی ساس سے لڑتی جھگڑتی ہے تو اس کو زید کی تہمت دیتی ہے، شہادت چشم دید زنا، یا بوس وکنار وغیرہ کے متعلق کوئی نہیں ہے، زید کا وہ اقبال جو اس مولوی صاحب کے روبرو کیا، جسے چند آدمیوں نے سنا، اس جرم کے ارتکاب کا ثبوت ہے۔

سوال یہ ہے کہ زید کی سوتیلی ماں اس کے والد پر حرام ہوگئی، یا نہیں؟ اور اس قدر ثبوت پر اہل اسلام زید اور اس کے باپ سے کھانا پینا ترک کر سکتے ہیں، یا نہیں؟

الجواب ــ

زید کی سوتیلی ماں اور زید کا باپ جب کہ زید کے اس فعل زنا ومس بالشہوۃ کا اقرار نہیں کرتے اور شہادت شرعیہ موجود نہیں تو محض زید کے اقرار کرنے سے زید کی سوتیلی ماں زید کے باپ پر حرام نہیں ہوئی، ظاہر ہے کہ زید کا اقرار اس کی والدہ وغیرہ کے حق میں معتبر نہیں ہوسکتا ہے اور یہ امر مسلم عندالفقہاء ہے کہ ایک شخص کا اقرار دوسرے کے حق میں معتبر نہیں ہوتا، پس زید کے باپ کا کھانا پینا علاحدہ کرنا اور اس کو چھوڑنا درست نہیں ہے اور زید کا اقرار باوجود تکذیب کرنے اس کی سوتیلی ماں اور والد کی محض کذب اور بہتان ہے، جس کے مطالبہ کا حق اس کی سوتیلی ماں کو ہے، جس کو تہمت لگائی گئی ہے اور جب کہ اس کو کچھ مطالبہ نہ ہو تو دوسروں کو کچھ حق مطالبہ کا نہیں۔

قال في الشامي: وكذا إذا أقر بجماع أمها قبل التزوج لايصدق في حقها. (شامی: ۳۹۰/۲)

وإن ادعت الشهوة في تقبيله أوتقبيلها إبنه وأنكرها الرجل فهومصدق لاهي. (الدرالمختار)

وقال في الشامي: لأنه ينكرثبوت الحرمة والقول للمنكر. (شامی: ۳۸۹/۲) **فقط والله أعلم**

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۶۰/۷-۳۶۱)

سوتیلی ماں اپنے سوتیلے لڑکے سے زنا کا اقرار کرے اور لڑکا منکر ہو:

سوال: زید کی بیوی زینب کے بطن سے ایک لڑکا ہے، جس کی عمر تقریباً دس برس ہوگی، اب زینب اپنے شوہر زید سے کہتی ہے کہ یہ لڑکا آپ کے لڑکے خالد کے نطفہ سے ہے (خالد زینب کا سوتیلا لڑکا ہے)۔ زید نے اپنے لڑکے سے دریافت کیا؛ مگر اس نے قسم کھا کر انکار کیا کہ میری سوتیلی ماں جھوٹ بول رہی ہے، خالد دیندار ہے۔ ایسی صورت میں شرعاً کیا حکم ہے؟ زید پر زینب حرام ہوگئی، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــ حامداً ومصلیاً

اگر زینب کے شوہر کے نزدیک زینب اپنے اس اقرار میں جھوٹی ہے تو وہ اپنے شوہر پر حرام نہیں ہوئی، پھر دس برس تک اس نے برابر تعلق رکھا اور اتنی طویل مدت میں کبھی اظہار نہیں کیا تو اب وہ اپنے اس اقرار میں خود ہی شرعاً متہم ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، ۵/۳/۱۳۸۸ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۵۳/۱۱)

سوتیلی ماں کو بدنیتی سے ہاتھ لگایا، حرمت مصاہرت کی وجہ:

سوال: زید نے اپنی سوتیلی ماں کو بدنیتی سے ہاتھ لگایا؛ مگر سوتیلی ماں نے اپنے کو پوری طاقت سے زنا بالجبر سے

(۱) "رجل تزوج امرأة على أنها عذراء فلما أراد وقاعها، وجدها افتضت، فقال لها: من افتضك؟ فقالت: أبوك، إن صدقها بانت منه، ولا مهرلها، وإن كذبها، فهي امرأته". (الفتاویٰ العالمگيرية، كتاب النكاح، القسم الثاني: المحرمات بالصهرية وما يتصل بذلك: ۲۷۶/۱، رشيدية)

بچالیا، جب شوہر تھوڑی دیر کے بعد آیا، تو عورت نے لڑکے کی گستاخی کا ذکر کیا۔ ماں نے یہ بھی کہا کہ اپنے بچانے کے لیےلڑکے کے چہرہ کو زخمی کر دیا، چنانچہ لڑکے کے چہرہ پر نشان شوہر کو دکھلا دیا۔ باپ اور بیٹے کی تھوڑی دیر بعد ملاقات ہوئی تو باپ نے یہ کہا کہ تم آج سے یہاں نہ رہو، کہیں چلے جاؤ، چناں چہ وہ لڑکا اپنی ماں کی اس حرکت کی وجہ سے اپنے شوہر پر حرام ہوگئی، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

اگر زید نے بغیر کپڑے کےسوتیلی ماں کے جسم کے کسی حصہ کوشہوت سے ہاتھ لگایا ہےاوراس سےشہوت پیدا ہوگئی، یاشہوت میں اضافہ ہوگیا، یا کپڑے کےاوپر سے مس کیا؛ مگروہ کپڑا اتنا باریک تھا کہ جسم کی حرارت محسوس ہوئی، نیز زید کوانزال نہ ہوا تو وہ زید کے والد پر ہمیشہ کے لیےحرام ہوگئی۔ (۱) اس کو دوسرے سے ابھی نکاح کی اجازت نہیں ہوگی؛ بلکہ شوہر کے ذمہ واجب ہے کہ تعلق زوجیت ختم کردے؛ بلکہ صاف صاف طلاق دے کراس کو بالکل چھوڑ دے ، پھروہ عدت گزار کر دوسرے مرد سے نکاح کر سکے گی۔ (۲)

یہ حکم اس وقت ہے کہ شوہر (زید کے والد) کو اپنی بیوی کے اس بیان پر اعتبار ہواور وہ اس کو سچ سمجھے، ورنہ کوئی حرمت نہیں، دونوں ایک دوسرے کے لیے پہلے کی طرح حلال ہیں۔ (۳) یہ مسئلہ درمختار، بحر، (۴) فتح القدیر (۵) وغیرہ سب کتب میں مذکور ہے۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک مکان میں آگ لگ جائے تواس سے دوسرے کا مکان بھی جل جاتا ہے، اگر چہ دوسرا بےقصور ہے، قریب قریب اس مسئلہ کا بھی ایسا حال ہے، آخرلڑکے کے جرم کی وجہ سے بسا اوقات ماں باپ کوبھی تھا، نہ کچہری میں جانا پڑتا ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ:۱۱/۴۰۲)

---

(۱) ”فمن زنا بامرأة،حرمت عليه أمها وإن علت،وابنتها وإن سفلت،وكذا تحرم المزني بها علىٰ آباء الزاني وأجداده وإن علوا،وأبنائه وإن سفلوا ... وكما تثبت هٰذه الحرمة بالوطء،تثبت بالمس والتقبيل ... ثم المس إنما يوجب حرمة المصاهرة إذا لم يكن بينهما ثوب،أما إذا كان بينهما ثوب إن كان صفياً لايجد الماس حرارة الممسوس إلى يده،تثبت حرمة المصاهرة وإن انتشرت آلته بذلک وإن كان رقيقاً بحيث تصل حرارة الممسوس إلىٰ يده تثبت،كذا في الذخيرة“.(الفتاویٰ العالمگيرية،كتاب النكاح، القسم الثاني:المحرمات بالصهرية وما يتصل بذلک:۱/۲۷۴ـ۲۷۵،رشيدية)

(۲) ”وبحرمة المصاهرة لايرتفع النكاح،حتىٰ لا يحل لها التزوج باٰخر إلا بعد المتاركة وإنقضاء العدة“.(الدرالمختار،كتاب النكاح،فصل في المحرمات:۳/۳۷،سعيد)

(۳) ”وثبوت الحرمة،بلمسها مشروط،بأن يصدقها، ويقع في أكبررأيه صدقها،وعلىٰ هٰذا ينبغي أن يقال يفيد ذنب “(الدرالمختارمع رد المحتار،كتاب النكاح،فصل في المحرمات:۳/۳۳،سعيد)

(۴) البحرالرائق،كتاب النكاح،فصل في المحرمات:۳/۱۷۷،رشيدية

(۵) فتح القدير،باب المحرمات:۳/۲۲۲،مصطفى البابي الحلبي،بيروت

سوتیلی ماں سے حرمت مصاہرت کی ایک صورت:

سوال: زید کی منکوحہ کو قبل نکاح زید کے لڑکے سے محبت تھی اور لڑکے کو منکوحہ زید نے نکاح کے وقت دریافت کیا کہ تجھ کو میرے لڑکے سے محبت ہے اس کو تجھ سے تو پھر میرا نکاح کیوں کر جائز ہے، اس منکوحہ نے قسم کھائی اور بہت بڑی قسم کھائی اور کہا کہ مجھ کو اس سے اولاد والی محبت ہے۔ غرض نکاح اور ایک گھر میں رہنا سہنا ہوگیا، عرصہ ۴ سال سے دیکھتے رہے کہ اکثر حرکات وسکنات واشارۂ کنایہ سے ہے؛ مگر چشم دید مجامعت کا واقعہ نہیں۔ اس وقت لڑکے کی عمر ۲۲/سال کی ہے۔

ایک شب کا واقعہ ہے کہ جس مکان میں زید کی منکوحہ رہتی تھی، اس میں سوائے زید کے اور کوئی نہ سوتا تھا، اس روز لڑکے کو مکان میں دیکھ کر شبہ ہوا اور زید نے اپنے گھر کا دروازہ کھلوایا تب زید کو زوجہ کے پاس کسی غیر شخص کے موجود ہونے کا شبہ ہوا۔ مکان میں اندھیرا تھا، زید نے منکوحہ سے دیا سلائی طلب کی؛ مگر اس نے کچھ سرسری سا جواب دیا، زید کو اور شبہ ہوگیا، پھر تلاش کرتے کرتے زید پاخانہ میں گیا تو لڑکے کو چھپا ہوا پایا، اس پر پورا شک ہوگیا۔ ہر دو شخص فعل زنا کا اقرار نہیں کرتے اور اپنی صفائی پر قسم کھاتے ہیں، اب زید علاحدہ کرے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً ومصلیاً

اگر زید نے اپنے لڑکے کو اپنی بیوی کے ساتھ جماع، یا دواعی جماع میں نہ خود کبھی مبتلا دیکھا، نہ کسی اور نے دیکھا، نیز زید کا لڑکا حلفیہ بیان دیتا ہے کہ زید کی بیوی کے ساتھ نہ مجھے کبھی جماع کی نوبت آئی ہے، نہ دواعی جماع کی؛ یعنی کبھی شہوت سے بوسہ دینے، یا مس کرنے کی نوبت نہیں آئی، اسی طرح زید کی بیوی حلفیہ بیان دیتی ہے اور زید کو دونوں کے حلفیہ بیان پر اطمینان ہے تو شرعاً اس پر بیوی کا الگ کرنا ضروری نہیں ہے، فتح القدیر (۲/۳۶۷) میں تصریح ہے:

”وثبوت الحرمة بمسها مشروط: بأن يصدقها، أو يقع في أكبر رأيه صدقها. وعلىٰ هٰذا ينبغي أن يقال في مسه إياها: لاتحرم علىٰ أبيه وإبنه إلا أن يصدقها، أو يغلب علىٰ ظنهما صدق: ثم رأيت عن أبي يوسف أنه ذكر في الأمالي ما يفيد ذلك، قال امرأة: قبلت ابن زوجها، وقالت: كان عن شهوة، إن كذبها الزوج لايفرق بينهما، ولو صدقها وقعت الفرقة“. (۱)

البتہ اگر دونوں کے بیان پر اطمینان نہیں؛ بلکہ شک باقی ہے اور طبعی تقاضا بھی بیوی کو الگ کرنے کا ہے، تو احتیاطاً بیوی کو الگ کردے۔

”دع مايريبك إلىٰ ما لايريبك“. (۲)

(۱) فتح القدير، باب المحرمات: ۲۲۲/۳، مصطفى البابي الحلبي، بيروت

(۲) فيض القدير، رقم الحديث: (۴۲۱۱): ۳۲۴۵/۶، مكتبة نزار، مصطفى الباز مكة المكرمة

اگر یہ بھی نہ ہوتو اس لڑکے اور اس عورت کا مکان الگ کر دینا چاہیے اور اس لڑکے کو ممانعت کر دی جائے اس عورت کے پاس آنے کی۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

صحیح: عبدالرحمٰن غفرلہ، صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۳/ربیع الاول ۱۳۵۲ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۱/۴۰۳)

سوتیلے بیٹے سے زنا کرانے والی عورت اپنے خاوند پر حرام ہو جاتی ہے:

سوال: اگر کوئی عورت اپنے سوتیلے بیٹے سے زنا کرائے تو کیا یہ عورت اب اپنے شوہر کے لیے حلال ہے، یا حرام؟

الجواب

جب کوئی عورت اپنے، یا شوہر کے بالغ، یا مراہق بیٹے سے جماع کرائے تو اس زنا کی وجہ سے اب یہ عورت اپنے شوہر پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو جائے گی۔

قال العلامة ابن عابدين: قال في البحر أراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربع حرمة المرأة علٰى أصول الزاني وفروعه نسباً ورضاعاً وحرمة أصولها وفروعها على الزاني نسبا ورضاعا. (الدر المختار علىٰ هامش ردالمحتار: ۳۸٤/۲، فصل فی المحرمات) (۱) (فتاویٰ حقانیہ: ۴/۴۱۴)

مراہق بیٹے نے سوتیلی والدہ کا ہاتھ اپنے آلہ تناسل پر رکھا اور انکار کر کے چند سال بعد اقرار کیا، کیا حکم ہے:

سوال: عرصہ آٹھ سال کا ہوتا ہے کہ ہندہ اپنے خاوند کے ہاں بیمار بے ہوشی کی حالت میں پڑی تھی، اچانک جو اس کی آنکھ کھلی تو دیکھتی ہے کہ اس کے خاوند کا لڑکا (پہلی بیوی سے) پلنگ پر پیر لٹکائے ہوئے بٹھا ہے اور پاجامہ اپنا کھولے ہوئے ہندہ کا ہاتھ اپنے آلہ تناسل پر رکھے ہوئے ہے۔ لڑکے کی عمر اس وقت بعضوں کے قول پر گیارہ برس اور بعض کے قول پر بارہ برس اور بعض کے قول پر تیرہ برس تھی۔ ہندہ کو ہوش آنے پر جب اس امر کا احساس ہوا تو گھبرا کر کہنے لگی کہ یہ کیا کرتا ہے، تو لڑکے نے کچھ جواب نہیں دیا اور پریشان سا ہو کر فوراً باہر چلا گیا۔ (اگرچہ لوگوں کو اس کی عمر میں اختلاف ہے؛ مگر ہندہ کا ظن غالب یہی ہے کہ اس وقت اس کی عمر تقریباً تیرہ، یا سوا تیرہ برس تھی؛ مگر یقیناً وہ بالغ نہیں ہوا تھا) ہندہ نے اس واقعہ کو اپنے خاوند سے بیان کیا۔ خاوند نے ہندہ کو جھٹلایا کہ تو اس پر تہمت لگاتی ہے۔ ابھی اس کی عمر اس قابل نہیں، جو ایسی حرکت کرے اور پھر اپنے لڑکے کو بلا کر ہندہ کے سامنے پوچھا۔ لڑکے نے صاف انکار کر دیا اور قرآن اٹھالیا۔ خاوند کو سخت غصہ آیا اور ہندہ پر بے جا تشددات کئے اور اس تمام واقعہ کو مادری کی دشمنی پر محمول کرتے ہوئے ہندہ

---

(۱) **قال العلامة ابن نجيم: والمحرمين وأراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربع حرمة المرأة علٰى أصول الزاني وفروعه نسبًا ورضاعًا وحرمة أصولها وفروعها على الزاني نسبًا ورضاعًا.** (البحر الرائق: ۱۰۱/۳، فصل في المحرمات)/ومثلهٗ في الهندية: ۲۷۵/۱، الباب الثالث في المحرمات

ہی کوقصوروار ٹھہرایا۔اب بیٹے نے جوان ہوکراس کی تصدیق کی اوراقرار کرلیا کہ ہاں مجھ سے یہ حرکت ہوئی تھی۔ مادر نے غلط نہیں بیان کیا تھا۔اس امر کوسن کر خاوند کو یقین آیا، وہ سخت پریشانی میں ہے کہ اب کیا کرنا چاہیے،لہٰذا آپ سے دریافت طلب ہے کہ مندرجہ بالاصورت میں ہندہ کا نکاح اپنے خاوند سے قائم رہے گا، یا نہیں؟

اگر بالفرض صورت مندرجہ بالا میں حرمت مصاہرت متحقق ہوگئی ہے اور حسب قول احناف کوئی طریقہ زن وشوئی کے قیام کا باقی نہیں رہا ہے تو کیا ضروریات دینیہ ودنیویہ موجودہ زمانے پر نظر ڈالتے ہوئے خاوند کو اجازت دی جاسکتی ہے کہ وہ کسی شافعی المذہب سے فتویٰ لے کر علاقہ نکاح کو برقرار رکھے، جب کہ مفقود الخبر وغیرہ مسائل میں بوجہ ضروریات وفتن کے وقوع کا صورت مسئولہ میں بھی خوف ہے۔

الجواب

اگرچہ فقہا کی تصریحات کے موافق حرمت مصاہرت میں بالغ اور مراہق کا حکم ایک ہے اور بارہ تیرہ برس کا بچہ مراہق ہوسکتا ہے؛اس لیے عمر میں جو اختلاف ہے، وہ چنداں مفید نہیں۔

مس المراهق كالبالغ وفي البزازية:المراهق كالبالغ حتٰى لوجامع امرأة أولمس بشهوة تثبت حرمة المصاهرة،آه. (ردالمحتار)(۱)

مگر ہندہ کا نکاح اپنے خاوند کے ساتھ ابھی تک قائم ہے۔

وبحرمة المصاهرة لايرتفع النكاح حتٰى لايحل لها التزوج باخرإلابعد المتاركة وإنقضاء العدة والوطء بها لايكون زنا. (رد المحتار)(۲)

(قوله:إلا بعد المتاركة) أى وإن مضى عليها سنون،كما فى البزازية. (ردالمحتار)(۳)

(قوله:والوطء بها)أى الوطء الكائن فى هٰذه الحرمة قبل التفريق والمتاركة لايكون زنا؛لأنه مختلف فيه وعليه مهرالمثل بوطئها بعد الحرمة ولا حد عليه ويثبت النسب،آه. (ردالمحتار)(۴)

ان عبارتوں کا صریح مفاد یہ ہے کہ نکاح کا تعلق ابھی تک باقی ہے، مرتفع نہیں ہوا ہے اور وقت اخبار عورت سے وقت اقرار پسر تک جو وطیات واقع ہوئیں، وہ موجب اثم ومواخذہ بھی نہیں، کیوں کہ خاوند کو واقعہ کا یقین نہیں ہوا تھا اور ثبوت کے لیے کوئی کافی وجہ نہیں تھی۔اب جب کہ پسر نے بالغ ہونے کے بعد اقرار کیا۔ یہ اقرار اگر بفور بلوغ ہوا ہوتو ممکن ہے کہ زوج کو یقین آجائے اور ممکن ہے کہ وہ اسے سوتیلی ماں کے ساتھ عداوت کا ایک کرشمہ اور تفریق کی ایک کارگر تدبیر قرار دے کر یقین نہ کرے اور اس کا اسے حق ہے۔واضح رہے کہ زوجہ کا اخبار زوج کے لیے نہ مستلزم یقین ہے، نہ موجب متارکت۔

---

(۱)　ردالمحتار، كتاب النكاح،فصل المحرمات:۳/۳۵، سعيد

(۲-۴)　(الدرالمحتار، كتاب النكاح،فصل فى المحرمات:۳/۳۷،سعيد

رجل تزوج امرأة علٰی أنها عذراء فلما أراد وقاعها وجدها قد افتضت فقال لها من افتضک فقالت: أبوک، إن صدقها الزوج، بانت منه ولامهر لها وإن کان کذبها فهی امرأته، کذا فی الظهیریة. (عالمگیری)(۱)

اور اگر بالغ ہونے کے کچھ عرصہ کے بعد یہ اقرار کیا گیا ہو تو قطعاً نا قابل اعتبار ہے اور اس پر زوج کے ذمہ متارکت لازم نہیں ہے اور چوں کہ مسئلہ بھی مختلف فیہ ہے؛ اس لیے زوج کو اس فیصلے میں (کہ وہ لڑکے کے بیان کو مسترد کردے) ملامت نہیں کی جاسکتی۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ، مدرسہ امینیہ، دہلی۔ (کفایت المفتی: ۱۷۸/۵)

جولڑکا اپنی سوتیلی ماں سے زنا کا اقرار کرے، اس کا اعتبار ہوگا، یا نہیں:

سوال: ایک لڑکا اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ میں نے اپنی سوتیلی ماں کے ساتھ جماع کیا ہے؛ لیکن کسی نے اس کو کرتے نہیں دیکھا، اس صورت میں وہ عورت شوہر پر حرام ہے، یا حلال؟

الجواب

لڑکے کا اقرار اس کے باپ اور اس کی زوجہ کے حق میں معتبر نہیں ہے، باپ پر اس کی زوجہ حرام نہ ہوگی۔

قال فی ردالمحتار: وکذا إذا أقر بجماع أمها قبل التزوج لایصدق فی حقها. (۲)

پس جب کہ خود شوہر کا اقرار جماع ام زوجہ کا زوجہ کے حق میں معتبر نہیں ہے تو بیٹے کا اقرار والدین کے بارے میں بھی معتبر نہ ہوگا۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۴۲/۷)

باپ جس سے شادی کرنا چاہتا ہے، لڑکا کہتا ہے کہ اس سے میں نے زنا کیا ہے اور عورت انکار کرتی ہے، کیا حکم ہے:

سوال: ایک شخص کا بیان ہے کہ جس عورت سے میرا باپ شادی کرنا چاہتا ہے، وہ میری مزنیہ ہے اور عورت اور اس کا باپ اس کی تصدیق نہیں کرتے [کیا حکم ہے]؟

الجواب

اس صورت میں بیان اس شخص کا لغو ہے اور شرعاً معتبر ہے، نکاح درست ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۵۷/۷)

جس عورت سے باپ بیٹے دونوں کا ناجائز تعلق رہا، اس سے ان میں سے کسی کا نکاح درست نہیں:

سوال: ایک بیوہ کو زنا کا حمل ہے، زید، بکر، عمرو غیرہ سے اس کا ناجائز تعلق پایا جاتا ہے؛ مگر یہ فیصلہ ذرا دشوار ہے

(۱) الفتاویٰ الهندیة، کتاب النکاح، الباب الثالث: ۲۷۶/۱، ماجدیة

(۲) ردالمحتار، فصل فی المحرمات: ۳۹۰/۲، ظفیر

کہ حمل کس کا ہے؛ لیکن اس امر کا اظہار ضروری ہے کہ زید اور بکر دونوں میں باپ بیٹے کا رشتہ ہے، باقی عمرو غیرہ کے مابین کوئی شرعی رشتہ نہیں ہے، کیا اس بیوہ کا نکاح زید، یا بکر کے ساتھ ہوسکتا ہے، اگر نا جائز ہے اور نکاح ہوجاوے تو کیا حکم ہے، متعاقدین کو کیا کرنا چاہیے اور اس کی تدبیر تلافی یعنی کفارہ کیا ہے، بیوہ کا نکاح کب اور کس کی ہمراہ ہونا چاہیے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

اگر زید اور بکر دونوں باپ بیٹوں کا اس بیوہ سے ناجائز تعلق رہا؛ یعنی زنا، یا مس بالشہوۃ واقع ہوا تو اس بیوہ کا نکاح نہ زید سے ہوسکتا ہے اور نہ بکر سے؛ کیوں کہ مزنیہ پسر باپ کے لیے حرام ہے اور مزنیہ پدر بیٹے کے لیے حرام، اگر نکاح کسی سے ان دونوں میں سے ہوگیا ہے تو وہ باطل اور ناجائز ہے، فوراً ان میں تفریق کرادینی چاہیے،(۱) اور عمرو غیرہ سے حسب قاعدہ اس کا نکاح کردیا جائے اور شرکائے جلسہ نکاح کو اگر اس واقعہ کی خبر نہ تھی، یا ان کو مسئلہ معلوم نہ تھا تو ان پر کچھ مواخذہ اور گناہ نہیں ہے اور زید اور بکر سے جو گناہ ہوا، اس سے توبہ کریں یہی ان کے گناہ کا کفارہ ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۷/۳۶۴-۳۶۵)

موطوءۃ الجد سے نکاح حرام ہے:

سوال: ایک شخص کے سگے نانا ہیں ان کی دو بیویاں ہیں تو اس شخص نے اپنی سوتیلی نانی سے پہلے بدکاری کی، اس کے بعد اپنے نکاح میں لے لیا، کیا نواسہ کے لیے سوتیلی نانی سے نکاح کرنا جائز ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

بدکاری تو بدکاری ہی ہے؛ مگر موطوءۃ الجد سے بھی نکاح حرام ہے۔ جد: دادا ہو، یا نانا، ہر دو کی موطوءہ سے نکاح ناجائز ہے، **لقوله تعالیٰ: ﴿و لاتنکحوا ما نکح اٰبائکم﴾** (الآیۃ)(۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳۹۲/۱۲/۲۴ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۱/۳۱۵)

دادا کی موطوءہ سے نکاح جائز نہیں، خواہ وہ درمیان میں مرتد ہوگئی ہو:

سوال: زید نے نوے سال کی عمر میں ایک سترہ سالہ عورت سے نکاح کیا، چند سال نہ گزرے تھے کہ وہ راہی ملک عدم ہوا، عورت مذکورہ شوالہ میں جا کر شدہ ہوگئی اور بت پرستی کرنے لگی، زید کے پوتہ نے کوشش کی اور وہ مسلمان ہوگئی اور سوتیلے پوتہ سے ناجائز تعلق کرلیا، آیا زید عورت کا ارتداد کوئی ایسا اثر پیدا کرسکتا ہے؛ جو دادی اور پوتہ کے رشتہ کو منقطع کردے؟

---

(۱) أراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربع حرمة المرأة علیٰ أصول الزانی وفروعه نسباً ورضاعاً وحرمته أصولها وفروعها علی الزانی نسباًورضاعاً کما فی الوطء الحلال. (البحر الرائق، فصل فی المحرمات: ۳/ ۳۸٤، ظفیر)

(۲) سورة النساء: ۲۳

الجواب

ارتداد کے بعد جب وہ عورت مسلمان ہوگئی تو جو حرمت مصاہرت پہلے تھی، وہ قائم ہے، زید کے پوتا کے اوپر وہ عورت ہمیشہ کے لیے حرام قطعی ہے۔

لقوله تعالیٰ: ﴿ولاتنكحوا ما نكح اٰبائكم من النساء﴾ (الآية) (۱) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۴۸/۷)

دادا کی جو ممسوسہ ہے، اس کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں:

سوال: زید کے دادا نے ہندہ سے جس کی عمر آٹھ نو سال تھی زنا کیا؛ لیکن بوجہ کم سنی کے دخول نہ ہوسکا، ہندہ کی شادی بکر سے ہوکر اکبری پیدا ہوئی، آیا زید کی شادی اکبری سے جائز ہے، یا نہ؟

الجواب

اگر زید کو اس فعل کا اقرار ہے، یا شہادت شرعیہ سے ثابت ہے تو زید کا نکاح اکبری سے درست نہیں ہے، جیسا کہ شامی میں بحر سے منقول ہے کہ اصول وفروع مزنیہ زانی پر حرام ہیں۔

وعبارة البحر: أراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربع، إلخ. (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۶۷/۷)

غلطی سے رات میں ماں، یا بہن کو ہاتھ لگ جائے تو کیا حکم ہے:

سوال: ایک شخص نے رات کے وقت جماع کا ارادہ کیا، اپنی جگہ سے اٹھا؛ مگر چوں کہ اندھیری رات تھی، خطاءً لڑکی، یا ہمشیرہ، یا ماں کو ہاتھ لگا دیا، اس شخص کا نکاح ٹوٹ گیا، یا نہیں؟

الجواب

اپنی والدہ، یا ہمشیرہ کو اگر ہاتھ لگا تو کسی حال میں اس کی زوجہ نکاح سے نہیں نکلتی، خواہ ہاتھ شہوت سے لگا ہو، یا بدون شہوت کے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۴۱/۷)

سوتیلی ماں کی بیٹیوں سے نکاح کرنا:

سوال: اگر ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دے کر فارغ کر دیا ہو تو کیا اس مطلقہ کے پہلے خاوند سے جو بیٹیاں ہیں، ان کے ساتھ دوسرے شوہر کی پہلی بیوی کے بیٹوں سے نکاح جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

حرمت نکاح کے لیے مابین جزئیت کا رشتہ ہونا ضروری ہے۔ صورت مسئولہ میں بظاہر حرمت کی ایسی کوئی خاص

---

(۱) سورة النساء: ۲۳، ظفیر

(۲) دیکھئے: ردالمحتار فصل فی المحرمات: ۳۸٤/۲، ظفیر

وجہ نہیں پائی جاتی، جس سے حرمت نکاح ثابت ہو سکے؛ بلکہ فقہا کی تصریحات کی روشنی میں بھی نسبی بھائی کی نسبی بہن سے نکاح کا جواز ثابت ہے؛ اس لیے مذکورہ صورت میں کیا گیا نکاح درست ہے۔

قال العلامة الحصكفي: وتحل أُخت أخيه رضاعاً ... وكذا نسبًا بأن يكون لأخيه لأبيه أخت لأم. (الدر المختار على صدر رد المحتار: ۲۱۷/۲، كتاب النكاح، فصل في الرضا)(۱) (فتاوی حقانیہ: ۳۳۷/۴)

رات کو غلطی سے بہن کی پاس پہونچ گیا:

سوال: ایک کمرہ میں سب سو رہے تھے، بھول کر رات کو بہن کی چارپائی کے پاس پہونچ گیا، جب ہاتھ لگا تو معلوم ہوا کہ بہن ہے، صحبت نہیں کی تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً ومصلياً

بھول کر بہن کے پاس جانے سے اس کا نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑا؛ بلکہ وہ معلوم ہونے پر فوراً واپس آ گیا اور جماع وغیرہ کچھ نہیں کیا تو گناہ بھی نہیں ہوا، تاہم استغنا بہر حال ضروری ہے۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳۸۹/۸/۱۳ھ۔ (فتاوی محمودیہ: ۴۱۸/۱۱)

حقیقی بہن سے صحبت کرنے کی وجہ سے کیا بیوی حرام ہو جاتی ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ میں نے اپنی سگی بہن کے ساتھ صحبت کی، اب شرعی حکم کیا ہے؟ کیا میرے نکاح میں کوئی فرق آئے گا، یا نہیں؟

(المستفتی: جابر حسین)

باسمه سبحانه وتعالىٰ، الجواب ــــــــــــــــ وبالله التوفيق

اس سے آپ کے، یا آپ کے باپ کے نکاح میں کوئی فرق نہیں آتا؛ لیکن زبردست گناہ عظیم کا ارتکاب ہوا ہے، اللہ تعالیٰ کے دربار میں اپنے گناہ سے نادم ہو کر گریہ وزاری کے ساتھ توبہ کرنا لازم ہوگا، آئندہ آپ کی اولاد اور اس بہن

---

(۱) **قال ابن نجيم المصري رحمه الله: أي تحل أخت أخيه نسبًا بأن يكون له أخ من أب له أخت من أُمّه فإنه يجوز له التزوج بها.** (البحر الرائق: ۲۲۷/۳، كتاب الرضاع) ومثلهٗ في الهندية: ۳۴۳/۱، كتاب الرضاع

(۲) **قال الله تعالىٰ: ﴿ومن يعمل سوء أويظلم نفسه، ثم يستغفر الله، يجد الله غفوراً رحيماً﴾** (سورة النساء: ۱۱)

"فالواجب علىٰ كل أن يتوب إلى الله حين يصبح وحين يمسى". (تنبيه الغافلين، ص: ۶۰، باب آخر من التوبة، مكتبة حقانية پشاور)

قال الله تعالىٰ: ﴿والذين إذا فعلوا فاحشة﴾ يعني: الكبائر ﴿أويظلم أنفسهم﴾ يعني دون الكبائر ... ﴿ذكروا الله﴾ يعني: خافوا الله عن المعصية ﴿فاستغفروا لذنوبهم ومن يغفر الذنوب إلا الله ولم يصروا علىٰ ما فعلوا﴾، إلخ". (تنبيه الغافلين للسمرقندي، ص: ۵۸، باب آخر من التوبة، مكتبة حقانية پشاور)

کی اولاد کا آپس میں نکاح جائز نہ ہوگا، جس بہن کے ساتھ منہ کالا کیا گیا ہے؛ کیوں کہ دونوں کی اولاد سوتیلے بھائی بہن کے درجہ میں ہوجائیں گی۔

لایحل للرجل أن یتزوج بأمة [إلی قوله] ولابأخته. (الهداية،اشرفي بكدپو: ۳۰۷/۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۲۶ر صفر المظفر ۱۴۱۶ھ (فتویٰ نمبر: الف ۳۲/۴۳۵۴)

الجواب صحیح: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۱۴۱۶/۲/۲۶ھ۔ (فتاوی قاسمیہ: ۱۳/ ۳۶۵، ۳۶۶)

بھائی کو شوہر سمجھ کر ہاتھ لگانے سے حرمت نہیں ہوتی:

سوال: مسماۃ رفیقاً کا شوہر اور اس کا بھائی دونوں ایک چارپائی پر رات کو سو رہے تھے، رفیقاً نے اپنے بھائی کو اپنا شوہر سمجھ کر ہاتھ لگایا، کیا مسماۃ رفیقاً اس غلطی کرنے سے اپنے خاوند کے نکاح سے باہر ہوگئی؟

الجواب ــــــــــــــــــــــ حامداً ومصلیاً

اس غلطی سے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑا، نکاح بدستور قائم ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳۹۴/۳/۲۶ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۱/ ۴۱۸)

سگے اور سوتیلے میں فرق:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مجھے سگے اور سوتیلے کا فرق معلوم کرنا ہے ماں کی باپ شریک بہن سوتیلی کہلائے گی، یا حقیقی خالہ؟ اور ماں کے بجائے باپ نے دوسری شادی کی ہو تو اس دوسری ماں کی بہن آنٹی کہلائے گی، یا سوتیلی خالہ؟ ہم نے کہیں پڑھا کہ یہ دوسری سوتیلی خالہ ہے اور پہلی سوتیلی نہیں، وہ حقیقی ہے، میں بڑا پریشان ہوا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ ہمارے ہاں تو پہلے کو سوتیلی اور دوسری کو آنٹی کہتے ہیں۔ نیز شرعی احکام کے اعتبار سے دونوں قسم کی عورتوں میں کوئی فرق ہو تو اسے بھی تحریر فرمادیں، از راہ کرم عرف اور شرع دونوں کے اعتبار سے مسئلے کی مدلل وضاحت فرمادیں۔

الجواب ــــــــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

ایک ہی ماں باپ کی اولاد آپس میں اور والدین کے اعتبار سے سگی اور حقیقی کہلائی جاتی ہے؛ لیکن اگر ماں ایک ہو،

---

(۱) حرمتِ مصاہرت تب ثابت ہوتی ہے کہ خاوند کے اصول وفروع میں سے کسی کو شہوت کے ساتھ ہاتھ لگائے اور بھائی خاوند کے اصول وفروع سے نہیں ہے۔

"فمن زنى بامرأة،حرمت عليه أمها وإن علت،وإبنتها وإن سفلت،وكذا تحرم المزني بها علىٰ آباء الزاني وأجداده وإن علوا،وأبنائه وإن سفلوا ،كذا فی فتح القدير". (الفتاویٰ العالمگيرية،القسم الثاني:المحرمات بالصهرية و ما يتصل بذلک،كتاب النكاح : ۲۷۵/۱،رشيدية)

باپ الگ الگ ہوں، یا اس کے برعکس ہو تو ایسی اولاد آپس میں اور والدین کے اعتبار سے سوتیلی کہلائی جاتی ہے۔ یہاں پر ''سوتیلے'' کا اطلاق سگے اور حقیقی کے مقابلے میں کر دیا گیا، یعنی وہ سوتیلا مراد ہے، جس کے ساتھ کسی نہ کسی درجے میں خونی تعلق قائم ہو۔

اس کے علاوہ ''سوتیلے'' کا اطلاق عرف کے اعتبار سے بعض دفعہ ان لوگوں پر بھی ہوتا ہے، جن کے ساتھ خونی رشتہ داری نہیں ہوتی؛ لیکن یاد رکھیں کہ شریعت نے صرف پہلی قسم کے سوتیلوں کا اعتبار کیا ہے، دوسری قسم کے سوتیلوں پر سوتیلے کا اطلاق صرف عرفاً ہے، شریعت نے ان سوتیلوں کا کوئی اعتبار نہیں کیا ہے۔ نیز اردو لغات میں بھی صرف پہلی قسم یعنی خونی رشتے والے سوتیلے کو ہی سوتیلا کہا گیا ہے، دوسری قسم کو نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت نے نکاح، میراث وغیرہ کے اعتبار سے دونوں قسم کے سوتیلوں میں فرق کیا ہے۔ پہلی قسم کے سوتیلوں [یعنی جو ماں یا باپ شریک ہوں] کے احکام، سگے اور حقیقی رشتہ داروں کے احکام کی طرح ہیں جبکہ دوسری قسم کے سوتیلوں کے احکام، اجنبی اور پرائے لوگوں کے احکام کی طرح ہیں، چناں چہ جس طرح سگی اور حقیقی خالہ کے ساتھ نکاح کرنا جائز نہیں، ایسے ہی سوتیلی خالہ (یعنی ماں کی باپ شریک، یا ماں شریک بہن) کے ساتھ بھی نکاح جائز نہیں؛ کیوں کہ یہاں پر مذکور خالہ کے ساتھ کسی حد تک خونی رشتہ داری قائم ہے، اس کے برعکس جس طرح کسی اجنبی عورت کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے، ایسے ہی اپنے باپ کی دوسری بیوی کی بہن کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے، اگر چہ عرفاً بعض لوگ اس کو بھی سوتیلی خالہ کہہ دیتے ہیں؛ لیکن خونی رشتہ داری نہ ہونے کی وجہ سے درحقیقت یہ سوتیلی ہے ہی نہیں؛ اس لیے شریعت نے اس کے ساتھ نکاح کرنے کو جائز قرار دے دیا۔ سوتیلے کی مذکورہ دونوں قسموں میں فرق کی وضاحت ''فتاویٰ محمودیہ'' میں مذکورہ بعض جزئیات سے بھی ہوتی ہے۔ جن میں باپ کی دوسری بیوی کی بہن کو خالہ ہونے سے خارج کر دیا ہے، چناں چہ [۱۱/۱۷۲] پر مذکور ہے ''خالہ سے نکاح حرام ہے؛ مگر خالہ وہ ہے جو حقیقی والدہ کی بہن ہو، سوتیلی والدہ، والد کی دوسری بیوی کی جو بہن ہے، وہ خالہ نہیں اس سے نکاح حرام نہیں''۔

لہٰذا صورت مسئولہ میں ماں کی باپ شریک بہن لغۃً اور شرعاً سوتیلی خالہ ہے۔ اس کے ساتھ نکاح کرنا جائز نہیں؛ لیکن باپ کی دوسری بیوی کی بہن لغوی اور شرعی اعتبار سے نہ حقیقی خالہ ہے اور نہ سوتیلی خالہ؛ اس لیے اس کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے اگر چہ عرف میں ان کو بھی سوتیلی خالہ کہہ دیتے ہیں؛ لیکن شرعاً یہ معتبر نہیں۔ باقی رہا بعض لوگوں کا باپ کی دوسری بیوی کی بہن کو ''آنٹی'' کہنا تو دراصل ''آنٹی'' انگریزی زبان کا لفظ ہے۔ انگریزی زبان میں اس کا اطلاق پھوپھی، خالہ، چچی، ممانی سب پر برابر ہوتا ہے، لہٰذا اگر کوئی عرف کی وجہ سے ان کو ''آنٹی'' کہتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ یہ ایسا ہے جیسا کہ اردو زبان میں ''خالہ'' کا لفظ کہ بعض دفعہ ان عورتوں کو احتراماً خالہ کہہ دیا جاتا ہے جو ماں کے درجے میں ہوں، اگر چہ ان سے دور کا رشتہ بھی نہ ہو۔

لمافی لسان العرب ”شقق“ (۱۸۳/۱۰): وشقيق الرجل اخوه لامه وأبيه. وفيه الحديث انتم اخواننا وأشقائنا.

وفى المعجم الوسيط فى ”شق“ (٤٨٩): الشقيق: الأخ من الأب والأم (ج) اشقاء.

الشقيقة: الاخت من الاب والام ... (ج) شقائق.

وفى قاموس الاضداد(٢٠٢): العلات: الاخياف، الاعيان.

اور فیروز اللغات اردو میں ہے: (س۔گ) (۸۰۴/۲): سگا: (س۔گا) ایک ماں باپ کا۔ایک خون۔حقیقی۔ بہت قریبی۔اپنا۔یگانہ...الخ

اور نیز یہ بھی ہے: (س۔و) (۸۱۸/۲): سوتیلا: (سو۔تے۔لا) سوت، یا سوکن سے تعلق رکھنے والا۔اولاد، بھائی، بہن یا ماں باپ جو اصلی نہ ہوں۔

وفى الهندية (كتاب النكاح، الباب الثالث فى بيان المحرمات: ۲۷۳/۱): القسم الأول المحرمات بالنسب وهن الأمهات والبنات والأخوات والعمات والخالات وبنات الأخ وبنات الأخت فهن محرمات نكاحا ووطئا ودواعيه على التأبيد ... وأما الخالات فخالته لأب وأم وخالته لأب وخالته لأم وخالات آبائه وأمهاته.

وفى الدر المختار (كتاب النكاح، فصل فى المحرمات: ۳۰/۳):وأما عمة عمة أمه وخالة خالة أبيه حلال كبنت عمه وعمته وخاله وخالته لقوله تعالى﴿وأحل لكم ما وراء ذلكم﴾. (نجم الفتاویٰ:۱۹۸/۴۔۱۹۹)

باپ اور ماں شریک بہن سے نکاح کی حرمت:

سوال: قرآن شریف میں جو رشتے نکاح، یا پردہ کے متعلق ہیں، وہ صرف سگے ہیں، یا دور کے بھی ہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــ حامداً ومصلياً

قران شریف میں بہن، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی سے نکاح حرام ہے،اس میں بہن کی تینوں قسمیں مراد ہیں: ایک عینی ماں اور باپ دونوں میں شریک ہو،جس کو سگی بہن کہتے ہیں۔ دوسرے علاتی: یعنی باپ ایک ہو اور ماں دو ہوں۔تیسرے اخیافی: یعنی ماں ایک ہو، باپ الگ الگ۔ایسی تینوں قسموں کی بہن سے نکاح حرام ہے۔(۱) ایسے ہی بھائی کی لڑکی اور بہن کی لڑکی سے بھی نکاح حرام ہے۔(۲)

(۱) مجمع الأنهر،باب المحرمات،كتاب النكاح: ۳۲۳/۱،دار إحياء التراث العربى بيروت

”قال رحمه اللّٰه:وأخته ... لأن حرمتهن منصوص عليها فى هذه الآية،ويدخل الأخوات المتفرقات، إلخ“.(تبيين الحقائق،كتاب النكاح، فصل فى المحرمات:٤٦/٢،دارالكتب العلمية بيروت)

(۲) قال اللّٰه تعالٰى:﴿حرمت عليكم أمها تكم وبناتكم وأخواتكم وعماتكم وخالاتكم وبنات الأخ وبنات الأخت،إلخ﴾(سورة النساء :۲۳)

==

باقی دور کے رشتہ کی اگر بہن ہو، مثلاً پھوپھی کی لڑکی، یا خالہ کی لڑکی، یا ماموں کی لڑکی یا چچا کی لڑکی تو اس سے نکاح حرام نہیں ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ:۱۱/۳۱۰)

اگر کوئی غیر مسلم اپنی ہمشیرہ زادی سے نکاح کر کے میاں بیوی دونوں مسلمان ہو جائیں تو نکاح فسخ ہوگا:

سوال: کیا فرماتے ہیں کہ علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک ہندو اپنے قومی شاستر کے مطابق اپنی حقیقی ہمشیرہ زادی کو اپنے نکاح میں لایا تھا، جس سے اولاد موجود ہیں، وہ ہندو اپنی مستورات واولاد سمیت کلمہ طیبہ پڑھ کر داخل دائرۂ اسلام ہوا۔ ازروئے شرع مذکورہ بیوی کو وہ اپنی زوجیت میں رکھ سکتا ہے، یا اُس سے چھوڑ دینا چاہیے؟

الجواب

ہاں چھوڑ دینا واجب ہے، نسب بچوں کا باپ سے ثابت ہوگا، بچے اگر چھوٹے ہوں تو حق حضانت (پرورش) ماں کو ہے اور وہ بچے باپ اور ماں دونوں کے وارث ہوں گے۔

وقایہ میں ہے:

وإن أسلم الزوجان المحرمان فرق بينهما، انتهٰى. (۲)

اور تنویر الابصار میں ہے:

ويجب المهر المثل في نكاح فاسد ولكل واحد منهما فسخهٗ ولو بغيره محضر من صاحبه دخل بها أولا وتجب العدة من وقت التفريق ويثبت النسب، انتهٰى. (۳) (فتاویٰ باقیات صالحات، ص:۱۳۱)

ایک شوہر سے لڑکا ہو، دوسرے شوہر سے لڑکی ان میں نکاح جائز نہیں:

سوال: زینب کے دو نکاح ہوئے، پہلے شوہر متوفی سے دو لڑکے اور شوہر ثانی موجودہ سے دو لڑکیاں ہیں، آیا ان دونوں لڑکوں اور لڑکیوں کا نکاح جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

وہ دونوں لڑکے اور لڑکیاں بھائی بہن ہیں، ان میں باہم نکاح جائز نہیں ہے۔(۴) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۷/۳۱۶-۳۱۷)

== قال العلامة الكاساني: "وتحرم عليه بنات الأخ وبنات الأخت بالنص، الخ" (بدائع الصناع، كتاب النكاح، فصل في المحرمات بالقرابة:۳/۴۰۶-۴۱۰، دار الكتب العلمية بيروت)

(۱) قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿وأحل لكم ما وراء ذلكم﴾ (سورة النساء: ۲۴)
"أى ماعدا من ذكرن من المحارم هن لكم حلال". (تفسير ابن كثير: ۱/۴۷۴، سهيل اكيڈمی لاهور)

(۲) شرح الوقاية مع عمدة الرعاية، باب نكاح الرقيق والكافر: ۳/۱۸۹، بيروت، لبنان

(۳) ديكهيے، ردالمحتار، كتاب النكاح، باب المهر: ۴/۲۷۵، الرياض، انيس

(۴) قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿وحرمت عليكم أمهاتكم وبناتكم وأخوتكم﴾ (سورة النساء: ۲۴، ظفير)

باپ شریک بھائی بہن میں نکاح:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ایک شخص کی دو بیویاں ہیں، ایک بیوی کے لڑکا اور دوسری بیوی کی لڑکی تو کیا اِن دونوں کے درمیان نکاح ہوسکتا ہے، یا نہیں؟

باسمه سبحانه وتعالىٰ، الجواب ــــــــــــــــــ وبالله التوفيق

یہ دونوں لڑکا لڑکی چوں کہ باپ شریک بھائی بہن ہیں، لہٰذا اِن دونوں میں نکاح حرام ہے۔

قال الله تعالىٰ: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَاَخَوَاتُكُمْ﴾ (النساء: ۲۲)

وتحرم أخته لأب وأم أو لأحدهما. (مجمع الأنهر، باب المحرمات: ۳۲۳/۱، دار إحياء التراث العربى بيروت)

حرم تزوج أمه وبنته، وإن بعدتا وأخته، قوله: وأخته، للنص الصريح ودخل فيه الأخوات المتفرقات. (البحر الرائق، فصل فى المحرمات: ۱٦٤/۳، زكريا)

قال رحمه الله: وأخته... لأن حرمتهن منصوص عليها فى هٰذه الآية ويدخل الأخوات المتفرقات. (تبيين الحقائق، فصل فى المحرمات: ٤٦٠/۲، دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۱۴۱۴/۶/۲٦ھ، الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ۔ (کتاب النوازل: ۲۴۶/۸-۲۴۷)

علاتی بھائی بہن کا نکاح:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ دو ماں اور ایک باپ کی دو اولاد لڑکی لڑکے کا عقد درست ہے، یا نہیں؟ (المستفتی: عبداللہ، مرادآبادی)

باسمه سبحانه وتعالىٰ، الجواب ــــــــــــــــــ وبالله التوفيق

صورت مسئولہ میں باپ شریک بھائی بہن کا آپس میں نکاح کرنا ہمیشہ ہمیش حرام ہے۔

وفى الهندية: هن الأمهات والبنات، والأخوات، والعمات، والخالات، وبنات الأخ، فالأخت لأب وأم، والأخت لأب، والأخت لأم. (عالمگيرى، زكريا ديوبند: ۲۷۳/۱، جديد: ۳۳۹/۱، هٰكذا فى البحر الرائق، كوئٹه: ۹۳/۳، زكريا ديوبند: ۱٦۲/۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۱۳/ ربیع الاول ۱۴۱۴ھ (فتویٰ نمبر: الف ۳۳۵۷/۲۹)

الجواب صحیح: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۱۴۱۴/۳/۱۳ھ۔ (فتاوی قاسمیہ: ۲۹۷/۱۳)

باپ شریک بہن بھائی کا آپس میں نکاح جائز نہیں:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک شخص نے شادی کی اور عرصہ

آٹھ ماہ میں اس کا انتقال ہوگیا۔اس کے انتقال کے وقت اس کی بیوی نے اعلان کیا کہ اس سے مجھے حمل ہے،اس کے بعداس نے وضع حمل کے بعداپنے خاوند کے بھائی سے نکاح کرلیا،اس سے بھی ایک لڑکی پیدا ہوئی اور یہ اس کو دودھ پلاتی رہی،اب وہ بچی جوان ہوچکی ہےاوراس کے خاوند نے بعد میں دوسری شادی کی اوراس کی دوسری بیوی سے ایک لڑکا ہے۔اب وہ شوہراس بچی کی شادی اس لڑکے کے ساتھ کرنا چاہتا ہے۔آیا یہ نکاح ہوجائے گا،یانہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب ـــــــــــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

صورت مسئولہ میں اگرلڑکی سے مراد وہ ہے جوکہ عورت کے پہلے شوہر سے ہےتو اس صورت میں اس لڑکی کا اس لڑکے سے [جوکہ دوسرے شوہر کی دوسری بیوی سے ہے] نکاح درست ہوگا؛ کیوں کہ ان میں حرمت کا کوئی سبب موجودنہیں اوراگرلڑکی سے دوسرے شوہر(میت کے بھائی) کی بیٹی جوکہ اس بیوہ سے ہوئی مراد ہےتو اس صورت میں اس لڑکی اور دوسری بیوی کے لڑکے کا آپس میں نکاح کرنا،یاباپ کا ان کا نکاح کرانا ناجائز وحرام ہے؛ کیوں کہ یہ دونوں باپ شریک بہن بھائی ہیں اوراخوت کے رشتے کی بناپرایک دوسرے کے لیےمحرم ہیں۔

لمافي القرآن الكريم (النساء:۲۳): ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَاَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الاَخِ وَبَنَاتُ الاُخْتِ وَاُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِيْ أَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوَاتُكُم مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهَاتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ اللَّاتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِن لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ اَبْنَائِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾

وفي عمدة القاري (۱۰۰/۱۰، باب مايحل من النساء وما يحرم،الخ): **الثالثة الاخوات والمراد الشقيقات وغيرهن من الآباء والأمهات،إلخ.**

وفي الدرالمختار (۲۸/۳،فصل في المحرمات): **(حرم) على المتزوج ذكرا كان أو أنثى نكاح (أصله وفروعه) علا أو نزل (وبنت أخيه وأخته وبنتها) ولو من زنى (وعمته وخالته) فهذه السبعة.** (نجم الفتاویٰ:۴/۱۹۵)

اخیافی بہن سے نکاح:

سوال(۱) زید کا انتقال ہوگیا اوراس نے ایک لڑکا اور بیوی کو چھوڑا،بعدآں اس کی بیوی نے عمر کے ساتھ نکاح کرلیااورعمر سےلڑکی ہوئی۔اس صورت میں زید کےلڑکے کا نکاح عمر کی لڑکی کے ساتھ کرنا صحیح ہوگا،یانہیں؟

باپ شریک بہن کے ساتھ نکاح:

(۲) بکر کی پہلی بیوی سے ایک لڑکا ہوا تھا اور بکر کی بیوی کا انتقال ہوگیا،چناں چہ بکر نے دوسرا نکاح کرلیا، دوسری بیوی سےلڑکی ہوئی۔کیاان دونوں کا نکاح درست ہے،ہوجائے گا،یانہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

(۱) صورتِ مسئولہ میں زید کے لڑکے اور عمر کی لڑکی کی ماں ایک ہے، پس یہ دونوں بہن بھائی ہوئے، لہٰذا ان کا آپس میں نکاح درست نہیں۔

(۲) ان دونوں کا باپ ایک ہے، لہٰذا ان کا نکاح ناجائز ہے۔

"تحرم أخته لأب وأم أو لأحدهما، آه". (مجمع الأنہر، ص: ۳۲۳)(۱) واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مظاہر العلوم سہارنپور، ۷/۱۱/۱۳۵۵ھ۔

صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف، ۹/ ذی قعدہ/۱۳۵۵ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۰۹/۱۱)

سوتیلی بہن سے نکاح جائز نہیں:

سوال: سوتیلی بہن سے جو دوسرے باپ سے ہو، نکاح جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ

جائز نہیں ہے۔

لقوله تعالىٰ: ﴿وأخوتكم﴾ (الآية) أی حرمت علیکم. (۲)

وأخواتكم لأب وأم أو لأب أو لأم. (۳) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳۱۹/۷)

اخیافی بہن سے نکاح:

سوال: زید نے جس عورت سے شادی کی ہے، اس کو پہلے شوہر سے ایک لڑکی ہے اور عورت مذکورہ کو زید سے ایک لڑکا ہے اس لڑکے کا نکاح پہلے شوہر والی لڑکی سے جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ وباللہ التوفیق

یہ دونوں اخیافی بھائی بہن ہوں گے اور اخیافی بھائی بہن میں نکاح حرام ہے۔ (۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی، ۲۴/۱۰/۱۳۷۱ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۱۳۶/۴)

---

(۱) مجمع الأنہر، باب المحرمات، کتاب النکاح: ۳۲۳/۱، دار إحیاء التراث العربی، بیروت

"قال رحمه الله: وأخته ... لأن حرمتهن منصوص علیها فی هٰذه الآية، ویدخل الأخوات المتفرقات، الخ" (تبیین الحقائق، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات: ۴٦/۲، دار الکتب العلمیة، بیروت)

(۲) سورة النساء: ۲٤، ظفیر

(۳) مدارک التنزیل: ۱٦۹/۱، ظفیر

(۴) القسم الأول المحرمات بالنسب وهن الأمهات والبنات والأخوات... وأما الأخوات فالأخت لأب وأم والأخت لأب والأخت لأم. (الفتاوی الهندية، الباب الثالث فی بیان المحرمات، القسم الأول المحرمات بالنسب: ۲۷۳/۱)

حقیقی بہن کی رضاعی بہن سے نکاح:

سوال: میری خاص پھوپھی کی لڑکی ہے، وہ اپنی لڑکی کا نکاح میرے بھائی سے کرنا چاہتی ہے، وہ میری بہن کو دودھ بھی پلائی ہے۔کیا یہ نکاح ہوسکتا ہے؟

الجواب ________________ وباللّٰہ التوفیق

آپ کے بھائی کا نکاح آپ کی پھوپھی کی لڑکی سے شرعاً درست ہوگا؛ کیوں کہ آپ کے بھائی سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہے؛ بلکہ آپ کی بہن سے ثابت ہے اور خود ان دونوں کے درمیان کوئی ایسا رشتہ نہیں ہے، جس سے کہ نکاح حرام ہو۔(۱) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

محمد جنید عالم ندوی قاسمی، ۶/۸/۱۴۲۰ھ۔(فتاویٰ امارت شرعیہ: ۱۳۶/۴-۱۳۷)

منکوحہ کی لڑکی سے نکاح حرام ہے:

سوال: زید نے ایک عورت سے نکاح کیا؛لیکن وہ عورت ابھی تک والدین ہی کے گھر میں تھی اور کوئی دخول وغیرہ زید کا اس کے ساتھ نہیں ہوا تھا کہ عمرا سے اغوا کر کے لے گیا،عرصہ دراز تک منکوحہ زید عمر کے یہاں رہی اور عمر سے اس عورت کے دو بیٹیاں پیدا ہوئیں تو زید، یا زید کا بھائی ان لڑکیوں سے نکاح کرسکتا ہے، یا نہیں؟ اور یہ دونوں لڑکیاں نسب میں کس کی طرف منسوب ہوں گی۔

الجواب ________________

درمختار میں ہے:

لأن للعقدحكم الوطء حتٰى لونكح مشرقى بمغربية يثبت نسب أولادها منه،إلخ.

وفيه، فى ثبوت النسب:وقد اكتفوا بقيام الفراش بلا دخول كتزوج المغربى بمشرقية بينهما سنة فولدت لستة أشهرمنذ تزوجها،إلخ.(۲)

الغرض جب کہ شرعاً فراش ثابت ہے اور اولاد زید کی منکوحہ زید کی طرف منسوب ہے اور اس سے ثابت النسب ہے تو زید کا نکاح اپنی اولاد سے درست نہیں ہوسکتا،اسی طرح زید کا بھائی بھی اس سے نکاح نہیں کرسکتا کہ وہ لڑکی زید کے بھائی کی بھتیجی ہوئی۔

قال عليه الصلاة والسلام:"الولد للفراش وللعاهرالحجر".(۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۲۴/۷-۳۲۵)

---

(۱) (وتحل أخت أخيه رضاعا).(تنوير الأبصار على هامش ردالمحتار: ۴۰۸/۲)

(۲) الدرالمختارعلٰى ها مش ردالمحتار: ۸۶۷/۲،ظفير

(۳) مشكاة المصابيح،ظفير/أخرجه البخارى عن أبى هريرة،رقم الحديث: ۶۸۱۸،والمسلم،رقم الحديث: ۱۴۵۸، وأبوداؤد عن عبد الله بن عمربن العاص،رقم الحديث: ۴۷۲۲،انيس

منکوحہ کے پہلے شوہر کی بیٹی سے نکاح:

سوال: زینب بیوہ کا نکاح زید سے ہوا اور زید نے بعد کئی روز کے زینب کو طلاق دے دی تو پھر زید کا نکاح زینب کے پہلے خاوند کی بیٹی ہندہ سے ہوسکتا ہے، یا نہیں؟ یا اس کا بالعکس؛ یعنی اگر پہلے ہندہ سے نکاح ہوا تو بعد میں زینب سے (نکاح) ہوسکتا ہے، یا نہیں؟

الجواب

اگر ہندہ (۱) اس منکوحہ سے ہو تو دونوں صورتوں میں ناجائز، (۲) ورنہ دونوں صورتوں میں جائز ہے۔ واللہ اعلم

(بدست خاص، ص:۱) (باقیاتِ فتاویٰ رشیدیہ: ص ۲۴۱)

بیوی کی لڑکی سے نکاح:

سوال: زید نے کسی عورت سے نکاح کیا، اس کے ساتھ پہلے شوہر سے ایک لڑکی بھی آ گئی، اس عورت کے مرنے، یا طلاق دینے کے بعد اس کی حقیقی لڑکی سے نکاح کر سکتے ہیں، یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً

جس عورت سے زید نے نکاح کے بعد ہمبستری کی ہے، اس کی لڑکی سے جو کہ اس کے پہلے خاوند سے ہے، زید کا نکاح کبھی بھی اور کسی حال میں بھی جائز نہیں، بالکل حرام ہے۔ (۳) ان دونوں کی علاحدگی اور متارکت واجب ہے۔ (۴)

---

(۱) اصل میں زینب لکھا ہوا ہے، جو کہ سبقت قلم ہے۔

(۲) منکوحہ کی بیٹی سے نکاح حرام ہونے کے لیے منکوحہ سے وطی، یا خلوت صحیحہ شرط ہے۔

ففی الدر المختار: بنت زوجته الموطوءة إلٰی أن قال لماتقرر أن وطئ الأمهات يحرم البنات ونكاح البنات يحرم الأمهات (۱۸۷/۱) كتاب النكاح، فصل فی المحرمات [عکس مجتبائی دہلی: ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳م] [نور]

وفی الشامی: واحترز بالموطوءة عن غيرها فلا تحرم بنتها بمجرد العقد..... أما الصحيحة فلا خلاف فی أنها تحرم البنت تأمل، إنتهٰی، كتاب النكاح، فصل فی المحرمات (۲۷۸/۲) [مطبع مجتبائی دہلی: ۱۲۸۸ھ] نیز شامی فصل مذکور ج:۳/ص:۲۸، [دارالفکر بیروت: ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء] [نور]

(۳) **قال اللّٰه تعالٰی: ﴿حرمت عليكم أمهاتكم ... وربائبكم التی فی حجوركم من نسائكم الّتی دخلتم بهن﴾ (الآية) (سورة النساء : ۲۳)**

"بنات الزوجة (أی تحرم) وبنات أولادها وإن سفلن بشرط الدخول بالأم، كذا فی الحاوی القدسی، سواء كانت الإبنة فی حجره أو لم تكن، كذا فی شرح الجامع الصغير". (الفتاویٰ العالمگيرية، الباب الثالث فی بيان المحرمات، القسم الثانی المحرمات بالصهرية : ۲۷٤/۱، رشيديه)

(۴) **"بل يجب علی القاضی التفريق بينهما". (الدر المختار، باب المهر، مطلب فی النكاح الفاسد: ۱۳۳/۳، سعيد)**

جب زید جملیہ سے جماع کر چکا ہے تو جمیلہ کی اولاد خواہ کسی سے ہو، زید پر حرام ہے، لہٰذا زید کا نکاح جمیلہ کی بیٹی سے جو بکر سے ہے، ہرگز جائز نہیں۔(۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۴/۴/۱۳۵۸ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم، ۶/ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۱۹/۱۱)

باپ شریک بہن کی پوتی سے نکاح:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ قطب الدین نامی شخص کا اپنی باپ شریک بہن کی پوتی کے ساتھ تعلق بہت دنوں سے چلا آرہا ہے، جب اس واقعہ کا علم لڑکی کے والدین کو ہوا تو انہوں نے اپنی لڑکی کی شادی قطب الدین کے ساتھ کر دی، شرعاً کرنا کیسا ہے؟ اس بات کو جاننا چاہا، مفتی حضرات سے استفتاء کیا گیا تو سبھوں نے قطب الدین کے نکاح کو اس لڑکی کے ساتھ حرام قرار دیا، والدین نے اس شادی سے انکار کر دیا؛ مگر لڑکی بضد رہی اور اس نے کہا کہ میری شادی اگر ہوگی تو اسی قطب الدین سے، ورنہ میں جان دے دوں گی، لڑکا یعنی قطب الدین کئی اور لوگوں کے تعاون سے لڑکی کو اس کے گھر سے بھگا کر ایک اور جگہ لے گیا، ایک کورٹ میں قطب الدین کی شادی اس لڑکی کے ساتھ ہوگئی اور اس شہر میں ایک مولوی صاحب نے اس کا نکاح قطب الدین کے ساتھ کر دیا، قطب الدین اب اس لڑکی کے ساتھ اپنے گھر میں بیوی شوہر کے بطور رہ رہا ہے، اس بات کی خبر جب بستی والوں کو ہوئی تو انہوں نے فوراً اُن کا مکمل بائیکاٹ کر دیا؛ مگر اب ہمیں اس طرح خبر مل رہی ہے کہ کئی شخص اب بھی قطب الدین سے تعلق رکھے ہوئے ہیں۔ اب قابلِ دریافت بات یہ ہے کہ قطب الدین کا نکاح اس کی باپ شریک بہن کی پوتی سے جائز ہے، یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ، الجواب ـــــــــــــــــــ وباللہ التوفیق

باپ شریک بہن بھی رشتہ میں سگی بہن کے مانند ہے؛ لہٰذا بہن کی پوتی قطب الدین کے بھانجے کی لڑکی ہوئی اور قطب الدین اس لڑکی کا ماموں قرار پایا، بریں بنا قطب الدین کا نکاح اپنی باپ شریک بہن کی پوتی سے قطعاً حرام ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَاَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْاَخِ وَبَنَاتُ الْاُخْتِ﴾ (النساء: ۲۳)

---

(۱) **قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿حرمت علیکم أمهاتکم ... وربائبکم التی فی حجورکم من نسائکم التی دخلتم بهن﴾ (الآیة) (سورة النساء: ۲۳)**

"بنات الزوجة (أی تحرم) وبنات أولادها وإن سلفن بشرط الدخول بالأم، کذا فی الحاوی القدسی، سواء کانت الأبنة فی حجره أو لم تکن، کذا فی شرح الجامع الصغیر". (الفتاویٰ العالمگیریة: ۱/ ۲۷۴، الباب الثالث فی بیان المحرمات، القسم الثانی: المحرمات بالصهریة، رشیدیة)

وفروع أبيه وإن نزلن فتحرم بنات الإخوة والأخوات، وبنات أولاد الإخوة والأخوات وإن نزلن. (شامی: ٩٩/٤،زکریا)

ويحرم أخته لأب وأم، أو لأحدهما، لقوله تعالى: ﴿وَاَخَوَاتُكُمْ﴾ وبنتها، لقوله تعالى: ﴿وَبَنَاتُ الْاُخْتِ﴾ وإبنة أخيه لأب وأم أو لأحدهما، لقوله تعالى: ﴿وَبَنَاتُ الْاَخِ﴾ وإن سفلتا. (مجمع الأنهر: ٣٢٣/١، دار إحياء التراث العربي بيروت)

أما الأخوان فالأخت لأب وأم والأخت لأب والأخت لأم، وكذا بنات الأخ والأخت وإن سفلن. (الفتاویٰ الهندية: ٢٣/١،زکريا)

وبنات الأخ وبنات الأخت وإن سفلن بالإجماع. (بدائع الصنائع: ٥٣٠/٢)

القسم الأول: المحرمات بالنسب وهن الأمهات والبنات والأخوات والعمات والخالات، وبنات الأخ وبنات الأخت، فهن محرمات نكاحاً ووطأ ودواعيه على التابيد ... وكذا بنات الأخ والأخت وإن سفلن. (الفتاویٰ الهندية: ٢٤٣/١،زکريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۲/۵/۱۴۳۰ھ، الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ۔ (کتاب النوازل: ۲۵۱/۸-۲۵۳)

چچا سے بھتیجی کا نکاح:

سوال: کیا خاص چچا سے بھتیجی کا عقد جائز ہے، یا نہیں؟ صورت در اصل یہ ہے کہ لڑکا، لڑکی بالغ وبالغہ باکرہ تقریباً ہم عمر ہیں، لڑکی کا اصرار یہ ہے کہ شادی ہو تو اس لڑکے سے، ورنہ بصورتِ دیگر خودکشی کرلوں گی، اس مجبوری کی حالت میں شریعت میں جان بچانے، یا خوشگوار زندگی کے لیے کچھ گنجائش ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً ومصلياً

چچا، بھتیجی کا نکاح حرام ہے، کسی صورت سے جائز نہیں۔ قرآن کریم میں ہے:

﴿حرمت عليكم أمهاتكم وبناتكم وأخواتكم وعماتكم وخالاتكم وبنات الأخ﴾ (الآية) (۱)

جس چیز کو اللہ پاک نے خود حرام قرار دیا ہے، اس کو حلال کرنے کی کس کی مجال ہے، اس طرح جان بچانے کی دھمکی سے کیا حقیقی بہن، بیٹی، والدہ کے نکاح کی بھی اجازت حاصل کی جائے گی؟ اور پھر اگر کسی کے دل میں کفر اختیار کرنے کا جوش پیدا ہو، اس کی بھی اجازت لی جائے گی؟ دین، ایمان کا کیا ہوگا، جی چاہتا ہے تو کھلونا بن جائے گا۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند۔ الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۱۱/۱۱)

---

(۱) سورۃ النساء: ۲۳/ قال العلامة الكاساني تحت آية: ﴿حرمت عليكم أمهاتكم وبناتكم وأخواتكم وعماتكم وخالاتكم وبنات الأخ وبنات الأخت﴾ وتحريم عليه بنات الأخ وبنات الأخت بالنص، وهو قوله تعالىٰ: ﴿وبنات الأخ وبنات الأخت﴾. (بدائع الصنائع، كتاب النكاح، فصل فى المحرمات بالقرابة: ٤٠٦/٣-٤١٠، دار الكتب العلمية بيروت)

اخیافی چچا سے نکاح:

سوال: ہندہ کی شادی زید سے ہوئی، زید سے ایک لڑکا پیدا ہوا، پھر زید نے اپنی بیوی ہندہ کو طلاق دے دی، بعد عدت ہندہ نے دوسری شادی کر لی اور دوسرے شوہر سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ عمر جو ہندہ کے پہلے شوہر کا بیٹا ہے، جو ہندہ ہی سے پیدا ہوا تھا، اس کی ایک لڑکی روشن ہے۔ کیا اس روشن کی شادی ہندہ کے دوسرے بیٹے بکر سے جو دوسرے شوہر سے پیدا ہوا ہو سکتی ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

جس طرح اخیافی بھائی بہن کا آپس میں نکاح حرام ہے، اسی طرح اخیافی چچا بھتیجی کا بھی نکاح حرام ہے۔(۱) لہٰذا صورت مسئولہ میں بکر کا نکاح عمر کی لڑکی روشن سے نہیں ہو سکتا ہے، اس سے احتراز لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد جنید عالم ندوی قاسمی، ۲۴/۱۲/۱۴۲۶ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۱۴۲/۴)

اخیافی بھتیجی سے نکاح حرام ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ سکینہ بی بی نے اللہ وسایا سے شادی کر لی، اس سے ایک لڑکا غفران پیدا ہوا، غفران سے پھر ایک لڑکی شگفتہ پیدا ہوئی اب اللہ وسایا فوت ہو گیا، اس کے بعد سکینہ بی بی نے اللہ دتہ سے شادی کر لی اور اس شوہر سے ایک لڑکا مہربان پیدا ہوا، اب مہربان اور شگفتہ کے درمیان نکاح ہو سکتا ہے، یا نہیں؟ بینوا توجروا۔ (المستفتی: محمد نواز لغاری آئی ڈی او مردان، ۹/۲/۱۹۷۲ء)

الجواب ــــــــــــــــــــ

چوں کہ شگفتہ بی بی مہربان کی بھتیجی ہے لہٰذا ان دونوں کے درمیان نکاح حرام قطعی ہے۔

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: ﴿وبنات الأخ﴾ (الآیة)(۲)

وفی الدر المختار: حرم علی المتزوج أصله و فروعه وبنت أخيه، إلخ.(۳)

والمسئلة واضحة.(۴) وهو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۲۸۸/۴)

---

(۱) المحرمات بالنسب وهن الأمهات والبنات والأخوات والعمات ... وأما العمات فثلاث عمة لأب وأم وعمة لأب وعمة لأم. (الفتاوى الهندية: ۱/ ۲۷۳)

(۲) سورة النساء: ۲۳

(۳) الدرلمختار على هامش ردالمحتار: ۳۰۱/۲، فصل فى المحرمات

(۴) قال العلامة الكاسانى: وتحرم عليه بنات الاخ وبنات الاخت بالنص وهو قوله تعالىٰ (وبنات الاخ وبنات الأخت) وإن سفلن بالاجماع. (بدائع الصنائع: ۵۳۰/۲، المحرمات بالقرابة)

حقیقی بھانجہ اور حقیقی بھتیجہ کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں:

سوال: ماموں حقیقی کو اپنے بھانجہ حقیقی کی بنت سے نکاح کرنا جائز ہے، یا نہیں؟ اور چچا حقیقی کو اپنے ابن الاخ حقیقی کی بنت کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

واضح ہو کہ قرآن شریف میں محرمات کے بیان میں جو ارشاد ہے: ﴿**وبنات الأخ وبنات الأخت**﴾ (۱) اس سے یہ مراد ہے کہ خواہ بھائی اور بہن کی بنات صلبیہ ہوں، یا ان کی اولاد اور اولاد کی اولاد ہو۔

پس جیسے بھانجی سے نکاح حرام ہے، بھانجہ کی دختر سے بھی نکاح حرام ہے نیچے تک اور جیسے بھتیجی حرام ہے، بھتیجہ کی دختر بھی حرام ہے **وإن سفلت**، پس عدم جواز نکاح ساتھ **بنت ابن الأخت** کے، یا **بنتِ ابن الأخ** کے نص قطعی سے ثابت ہے، اس میں کسی کا اہل حق میں سے خلاف نہیں ہے۔ تفسیر خازن میں ہے:

والبنت عبارة عن كل أنثىٰ رجع نسبها إليك بالولادة بدرجة أو درجات [إلىٰ أن قال] قوله تعالىٰ: وبنات الأخ: أى حرمت عليكم بنات الأخ، إلخ، وبنات الأخت وهى عبارة عن كل امرأة لأخيك أو لأختك عليها ولادة يرجع نسبها إلى الأخ أو الأخت، فيدخل فيهن جميع بنات أولاد الأخ والأخت وإن سفلن، إلخ. (۲) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۷/۳۱۶)

بھانجی بھتیجی سے نکاح جائز ہے، یا نہیں:

سوال: بھانجی، یا بھتیجی کی لڑکی کے ساتھ نکاح درست ہے، یا نہیں؟

الجواب

جیسا کہ بھانجی اور بھتیجی حقیقی سے نکاح حرام ہے، ان کی دختر سے بھی حرام ہے؛ کیوں کہ لفظ ﴿**وبنات الأخ وبنات الأخت**﴾ (۴) نیچے تک جملہ اولادِ اخ واخت واولاد اولادِ اخ واخت کو شامل ہے۔

كما فى تفسير الخازن: وبنات الأخ وبنات الأخت وهى عبارة عن كل امرءة لأخيك أو لأختك عليها ولادة يرجع نسبها إلى الأخ أو الأخت فيدخل فيهن جميع بنات أولاد الأخ والأخت وإن سفلن، إلخ. (۳) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۷/۳۱۹-۳۲۰)

بھتیجہ و بھانجی سے نکاح درست نہیں ہے:

سوال: بہشتی زیور میں ہے کہ بھتیجہ اور بھانجی سے نکاح درست نہیں۔ یہ مسئلہ صحیح ہے، یا نہ؟

(۱،۴) **النساء: ۲۴، ظفير**

(۲،۳) **تفسير الخازن: ۱/۴۰۴، ظفير**

الجواب

یہ مسئلہ بھی صحیح ہے کہ عورتوں کو اپنے بھتیجہ عینی علاتی واخیافی اور بھانجہ حقیقی وعلاتی واخیافی سے نکاح جائز نہیں،(۱) البتہ چچازاد بھائی اور بہن کی لڑکی سے نکاح درست ہے۔فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۷/۳۲۱-۳۲۲)

بھانجی اور بھتیجی سے نکاح:

سوال: سگی بھانجی اور سگی بھتیجی کے ساتھ اسلام کی نظر میں شادی جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

سگی بھانجی (بہن کی لڑکی) اور سگی بھتیجی (بھائی کی لڑکی) سے نکاح کرنا حرام ہے،اس کی حرمت قرآن کے چوتھے پارے کے اخیر میں مذکور ہے۔(۲)فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ (فتاویٰ محمودیہ:۱۱/۳۰۱)

بھانجی اور تایازاد بہن سے نکاح:

سوال: کیا خاص بہن کی لڑکی، یا تایا کی لڑکی سے نکاح کرنا جائز ہے؟ (امام قاسم،کڑپہ)

الجواب

بہن کی لڑکی؛ یعنی سگی بھانجی سے نکاح حرام ہے،(۳) تایازاد اور چچازاد بہن سے نکاح کرنا جائز ہے۔(۴)

(کتاب الفتاویٰ:۴/۳۳۴)

ماموں اور بھانجی میں نکاح:

سوال: اگر ایک شخص نے حالت کفر میں اپنی بھانجی سے نکاح کیا، بعد میں اس نے اسلام قبول کرلیا تو چوں کہ حالت کفر کا گناہ معاف ہوجاتا ہے تو کیا اس کا نکاح باقی رہے گا؟ ایسے متعدد واقعات ہمارے علاقہ میں پیش آرہے ہیں۔

(نصیرالدین،نلگنڈہ)

---

(۱) حرم المتزوج ذكراًكان أوأنثىٰ أصله وفرعه علا أونزل وبنت أخيه وأخته وبنتها.(الدرالمختار)
كما يحرم عليه تزوج بنت أخيه يحرم عليها ابن أخيه وهٰكذا.(ردالمحتار،فصل فى المحرمات:۲/۳۸۱،ظفير)

(۲) قا ل اللّٰه تعالىٰ:﴿حرمت عليكم أمهاتكم وبناتكم وبنات الأخ وبنات الأخت﴾(سورة النساء:۲۳)
"وتحرم عليه بنات الأخ وبنات الأخت،إلخ" (بدائع الصنائع،كتاب النكاح،فصل فى المحرمات بالقرابة:۳/۴۱۰،دارالكتب،بيروت)

(۳) ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ ... وَبَنَاتُ الْأُخْتِ﴾(النساء:۲۳)

(۴) ﴿و أحل لكم ما وراء ذلكم﴾(النساء:۴)

الجواب

جن عورتوں سے نکاح کرنا حرام ہے، ان کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ عورتیں جن سے عارضی طور پر نکاح سے منع کیا گیا ہے، دوسری وہ جن سے دائمی حرمت ہے تو اگر حالت کفر میں ایسی عورتوں سے نکاح کرلیا، جن سے عارضی حرمت پائی جاتی ہے تو قبول اسلام کے بعد نکاح باقی رہے گا؛ لیکن جو عورتیں ہمیشہ کے لیے حرام ہیں، اسلام قبول کرنے کے بعد بھی ان کی حرمت باقی رہے گی، ماموں بھانجی کے درمیان ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہے؛(۱) اس لیے یہ حرمت اسلام کے بعد بھی باقی ہے۔ ہاں نکاح کرنے کی وجہ سے جو گناہ اس سے سرزد ہوا، اسلام قبول کرنے کی وجہ سے وہ معاف ہوگیا، اسی طرح جو بچے اس نکاح کی وجہ سے قبول اسلام سے پہلے پیدا ہوئے، وہ حلال سمجھے جائیں گے؛ لیکن آئندہ ایک دوسرے سے علاحدگی اختیار کرلینا ضروری ہوگا۔ (کتاب الفتاویٰ: ۳۳۶/۴-۳۳۷)

حکم نکاح دختر پسر اخت عینیہ وعلاتیہ واخیافیہ:

سوال: دختر پسر اخت عینیہ وعلاتیہ واخیافیہ را نکاح کردن رواست، یا نہ؟ واز بنات الاخت ابن الاخت داخل باشد، یا چہ ارشاد فرمایند؟

الجواب

بنات الأخت میں بنات إبن الأخت سب داخل ہیں ولو سفلن، جیسا کہ بناتکم میں بنت الإبن والبنت داخل ہیں۔ واللہ اعلم

حررہ الاحقر عبدالکریم عفی عنہ، ۲۵/شوال ۱۳۴۸ھ (امداد الاحکام: ۲۵۱/۳)

اخیافی بہن کی دختر سے نکاح جائز نہیں:

سوال: امینہ کے شوہر عظیم نے انتقال کیا، ایک دختر سائرہ چھوڑی، سائرہ کی شادی محمد سے ہوئی، محمد کے نطفہ سے ایک لڑکی سکینہ پیدا ہوئی، امینہ نے ایام عدت گزر جانے کے بعد عثمان سے عقد ثانی کیا، عثمان کے نطفہ سے عبدالکریم پیدا ہوئی، اب عبدالکریم کا نکاح محمد کی لڑکی سکینہ سے ہوگیا ہے، کیا یہ نکاح جو اخیافی بہن کی دختر سے ہوا، شرعاً جائز ہے، یا کیا؟

الجواب

یہ نکاح جو اخیافی بہن کی دختر سے ہوا، قطعی حرام اور ناجائز ہے، بنات الاخت کی حرمت قرآن شریف میں منصوص ہے اور ہر سہ قسم کی اخت اس میں شامل ہے؛ عینی ہو، یا علاتی، یا اخیافی۔

كما في عامة كتب الفقه والتفسير، قال في المدارك: قوله تعالى: ﴿وأخوتكم﴾ لأب وأم

(۱) ﴿حرمت عليكم امهاتكم وبنٰتكم واخواتكم وعماتكم وخٰلٰتكم و بنٰت الاخ وبنٰت الاخت﴾ (النساء: ۲۳)

أو لأب أو لأم، ﴿وعمّاتكم﴾ من الأوجه الثلاثة، ﴿وخالاتكم﴾ كذلك، ﴿وبنات الأخت﴾ كذلك، الخ.(۱) وهكذا في الجلالين وغيره من كتب التفاسير. فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۷/۳۱۸-۳۱۹)

علاتی بہن کی بیٹی سے نکاح کرنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید کی شادی ہوگئی، ایک لڑکی پیدا ہوئی، اس کے بعد زید کی بیوی کا انتقال ہوگیا، پھر زید نے دوسری شادی کرلی، کچھ وقت بعد اس کی بیوی گھر سے چلی گئی اور کافی وقت کے بعد پھر واپس گھر آگئی، معلوم ہوا کہ اس کا چال وچلن اچھا نہیں ہے اور اب زید کی دوسری بیوی سے چار بچے پیدا ہوئے، بات پورے یقین کے ساتھ نہیں کہی جاسکتی کہ چار بچے زید سے ہی پیدا ہیں، اس کے چال چلن کی وجہ سے، زید نے اپنی دوسری بیوی کو طلاق دے دی، زید کی پہلی بیوی سے پیدا ہوئی لڑکی کی بھی شادی ہوگئی اور پھر اس لڑکی سے بھی ایک لڑکی پیدا ہوئی، زید کی دوسری بیوی جو بدچلن تھی اس نے چار بچوں کو بانٹ دیا کہ بچہ جو ۱۰/مہینہ کا تھا، اس کو فاروق نے گود لے لیا اور فاروق کا بیٹا بالغ ہوگیا اور زید کی پہلی بیوی کی لڑکی کی لڑکی سے فاروق کا بیٹا محبت کرنے لگا اور یہ محبت کافی حد تک پروان چڑھ گئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ لڑکی زید کی نواسی ہے، کیا فاروق کا بیٹا اس لڑکی سے شادی کرسکتا ہے، یا نہیں؟

باسمه سبحانه وتعالىٰ، الجواب ———— وبالله التوفيق

مسئولہ صورت میں زید کا وہ لڑکا جسے فاروق نے اپنا لے پالک بنایا ہے، جس لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہے، یہ لڑکی اس کی علاتی بہن (زید کی پہلی بیوی کی لڑکی) کی بیٹی یعنی اس کی بھانجی ہے اور اپنی بھانجی سے نکاح حرام ہے؛ لہٰذا یہ لڑکا مذکورہ لڑکی سے شادی نہیں کرسکتا۔

وابنة الأخ حرام، وهي على ثلاثة أصناف: ابنة الأخ لأب وأم، وابنة الأخ لأب، وابنة الأخ لأم، الأخ والأخت وإن سفلت بالاجماع. (بدائع الصنائع: ۳/۳۰٦)

ويحرم بنت أخته لأب وأم أو لأحدهما لقوله تعالىٰ: ﴿وَاَخَوَاتُكُمْ﴾ وفيها لقوله تعالىٰ: ﴿وَبَنَاتُ الْاُخْتِ﴾ وابنة أختيه لأب وأم، أو لأحدهما لقوله تعالىٰ: ﴿وَبَنَاتُ الْاَخِ﴾ وإن سفلن لعموم المجاز أو دلالة النص أو الإجماع. (مجمع الأنهر: ۱/۳۲۳، دار إحياء التراث العربي بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ، ۱۷/۳/۱۴۳۴ھ، الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ۔ (کتاب النوازل: ۸/۲۴۸-۲۴۹)

سوتیلی بھانجی سے نکاح:

سوال: میری ایک سوتیلی بھانجی ہے، ہم اس سے شادی کرنا چاہتے ہیں، یہ جائز ہے، یا نہیں؟

---

(۱) دیکھئے آیت ﴿وحرمت عليكم أمّهاتكم﴾ إلخ. (تفسیر مدارک التنزيل: ۱/۱٦۹، ظفیر)

الجواب ــــــــــــــــــــ وباللہ التوفیق

صورت مسئولہ میں اگر آپ کی یہ بھانجی آپ کے باپ یا ماں شریک بہن کی بچی ہے تو اس سے آپ کا نکاح جائز نہیں۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللہ خالد مظاہری، ۵/۷/۱۴۰۱ھ۔(فتاویٰ امارت شرعیہ:۴/۱۴۳)

سوتیلی بہن کی بیٹی سے شادی:

سوال: میں اپنی سوتیلی بہن کی بیٹی سے شادی کرنا چاہتا ہوں، میری سوتیلی بہن نے میری والدہ کا دودھ نہیں پیا ہے اور میں اپنے والد کی دوسری بیوی کا لڑکا ہوں اور اس لڑکی کی ماں دوسری بیوی سے ہے۔ (محمد قاسم)

الجواب ــــــــــــــــــــ

وہ لڑکی آپ کی بھانجی ہے اور اس کی ماں آپ کی بہن؛ اس لیے آپ اس سے نکاح نہیں کر سکتے، قطعاً حرام ہے، بھانجی، بہن کے رشتہ کے لیے ماں باپ دونوں میں اشتراک ضروری نہیں، باپ شریک بھائی بہن ہونا بھی کافی ہے۔(۲)

(کتاب الفتاویٰ:۴/۳۲۷-۳۲۸)

ماں شریک بہن کی بیٹی سے نکاح:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید کا زینب سے نکاح ہوا اور اُن دونوں سے ایک بچہ عمر پیدا ہوا، پھر زینب کا انتقال ہوگیا، زینب کے انتقال کے بعد زید نے فاطمہ سے نکاح کیا، فاطمہ اپنے ساتھ پہلے شوہر کی ایک لڑکی عائشہ ساتھ لے کر آئی۔ پھر زید کی پہلی بیوی زینب سے پیدا ہوئے لڑکے عمر کا فاطمہ کے پہلے شوہر کی لڑکی عائشہ کے ساتھ نکاح ہوگیا، جس سے ایک لڑکی رقیہ پیدا ہوئی اور زید کی دوسری بیوی فاطمہ سے ایک لڑکا بکر پیدا ہوا، اب زید اور فاطمہ اپنے اِس بچے بکر کا عمر اور عائشہ کی لڑکی رقیہ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا بکر اور رقیہ کے درمیان رشتہ مناکحت جائز ہے، یا نہیں؟

---

(۱) ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَاَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْاَخِ وَبَنَاتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهَاتُكُمُ اللّٰتِىٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهَاتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ اللّٰتِىْ فِىْ حُجُوْرِكُمْ مِنْ نِسَآئِكُمُ اللّٰتِىْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ (سورة النساء :۲۳)/وأما الأخت فالتاء فيها بدل من الواو لأنها من الأخوة والأخوات ينتظمن الأخوات من الجهات الثلاث.(روح المعاني:۳۹۳/٤)

(۲) قال في المدارك:قوله تعالىٰ:﴿وأخواتكم﴾ لأب وأم أو لأب أو لأم ﴿وعماتكم﴾ من الأوجه الثلاثة، ﴿وخالاتكم﴾ كذلك ﴿وبنات الأخت﴾ كذلك". (دیکھئے:آیت﴿وَ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ﴾ (الآية) (تفسير مدارك التنزيل:۱۶۹/۱)

باسمه سبحانه وتعالیٰ، الجواب ـــــــــ وبالله التوفيق

صورتِ مسئولہ میں بکر اور رقیہ کے درمیان نکاح کرنا جائز نہیں ہے؛ اس لیے کہ رقیہ بکر کی بھانجی (یعنی ماں شریک بہن عائشہ کی بیٹی) ہے اور ماموں بھانجی میں نکاح جائز نہیں ہے۔

قال تعالیٰ: ﴿وَاَخَوَاتُكُمْ﴾ سواء كن لأب وأم أو لأب وأم لإطلاق اسم الأخت. (بدائع الصنائع، المحرمات بالقرابة: ۵۳۰/۲، زكريا)

فكل شخصين لا يجوز لأحدهما أن يتزوج الآخر لو كان أحدهما ذكرًا، والآخر أنثى لأجل القرابة لا يجوز الجمع بينهما لتأدية ذٰلك إلى قطعية الرحم القريبة. (إعلاء السنن، باب من تحرم من أهل قرابة المرأة: ۳۷/۱۱، دار الكتب العلمية بيروت)

وحرم تزوج أمه وأخته وبنتها وبنت أخيه وعمته وخالته للنص الصريح، ودخل فيه الأخوات المتفرقات وبناتهن الأخوان المتفرقين. (بدائع الصنائع: ۹۳/۳، زكريا، الهداية: ۳۰۷/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۱۴۲۱/۶/۲۸ھ، الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ۔ (کتاب النوازل: ۲۴۷/۸-۲۴۸)

بھانجی اور چچازاد بہن سے نکاح:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ آپا کی لڑکی سے نکاح کرنا درست ہے، یا نہیں؟ یعنی سگی بہن کی لڑکی سے اور چچی زاد بہن کی لڑکی سے نکاح کرنا جائز ہے، یا نہیں؟ یہاں پر عرف ورواج کے لحاظ سے تایا کی لڑکی سے نکاح کرنا معیوب سمجھا جاتا ہے، یہاں پر بہت سے لوگوں کا کہنا ہے کہ اگر تایا کی لڑکی سے نکاح کرنا جائز ہے تو آپا کی لڑکی سے بھی جائز ہونا چاہیے، اگر تایا اور چچا کی لڑکی سے جائز ہے اور آپا کی لڑکی سے ناجائز تو پھر اس کی کیا وجہ ہے؟ (المستفتی: محمد ہاشم قاسمی، چیرولی، ضلع کھمم)

باسمه سبحانه وتعالیٰ، الجواب ـــــــــ وبالله التوفيق

سگی بہن کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں ہے؛ اس لیے کہ یہ حقیقی بھانجی ہے اور حقیقی بھانجی شرعی طور پر محرم ہوتی ہے اور محرم کے ساتھ نکاح کرنے سے قرآن وحدیث میں ممانعت آئی ہے اور چچازاد بہن کی لڑکی محرم نہیں ہے؛ اس لیے اس کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ نیز چچا یا تایا کی لڑکی بھی محرم نہیں ہوتی؛ اس لیے اس کے ساتھ بھی نکاح کرنا شرعی طور پر جائز اور درست ہے اور دونوں میں محرم اور غیر محرم کا فرق ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ ... وَبَنَاتُ الْاَخِ وَبَنَاتُ الْاُخْتِ﴾ (النساء: ۲۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۲۶/ربیع الاول ۱۴۱۱ھ (فتویٰ نمبر: الف ۴۳۹۵/۳۲) (فتاوی قاسمیہ: ۲۹۵/۱۳)

پاؤں سے معذور بھانجی کا ماموں سے نکاح:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ایک لڑکی جو کہ پاؤں سے معذور ہے، اور اس لڑکی کے سگے ماموں نے اپنی بھانجی سے اِسی معذوری کے سبب نکاح کیا تو کیا معذوری کے سبب ماموں کا بھانجی کے ساتھ نکاح منعقد ہو جاتا ہے؟

باسمه سبحانه وتعالیٰ، الجواب ــــــــــــــــــ وبالله التوفيق

ماموں کا سگی بھانجی سے نکاح قطعاً حرام ہے، لہٰذا مسئولہ صورت میں نکاح منعقد ہی نہیں ہوا، دونوں میں فوراً تفریق لازم ہے۔

قال اللّٰه تعالى: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَاَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالاَتُكُمْ وَبَنَاتُ الْاَخِ وَبَنَاتُ الْاُخْتِ﴾ (النساء: ۲۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۲۰/۱/۱۴۳۰ھ، الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ۔ (کتاب النوازل: ۲۴۹/۸-۲۵۰)

علاتی بہن کی اولاد سے نکاح:

سوال: ایک شخص خلیل خان نے اپنے سوتیلے بھانجے مردان خان کی پوتی سے نکاح کیا ہے، یہ نکاح شرعاً جائز ہے، یا نہیں؟ بھانجہ سے مراد یہ ہے کہ مردان خلیل خان کی علاتی بہن کا بیٹا ہے، رخصت ابھی تک نہیں ہوئی ہے، فریقین کا قول ہے کہ خواہ نکاح جائز نہ ہو تو ہم زنا ہی کرائیں گے، شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــ

علاتی بہن کی اولاد سے نکاح کرنا ویسا ہی حرام ہے، جیسا کہ عینی بہن کی اولاد سے نکاح حرام ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے [سورۂ] نساء [میں] محرمات کے بیان میں فرمایا:

﴿وَبَنَاتُ الْاَخِ وَبَنَاتُ الْاُخْتِ﴾ (الآية)

وفي تفسير المدارك: ﴿وأخوٰتكم﴾ لأب وأم أو لأب أو لأم ﴿وعماتكم﴾ من الأوجه الثلاثة ﴿وخالاتكم﴾ كذلك ﴿وبنات الأخ﴾ كذلك، ﴿وبنات الأخت﴾ كذلك. (۱)

وفي الخازن: ... وبنات الأخ وبنات الأخت وهي عبارة عن كل امرأة لأخيك أو لأختك عليها ولادة ويرجع نسبها إلى الأخ أو لأخت فيدخل فيهن جميع بنات أولاد الأخ والأخت وإن سفلن. (۲)

اس عبارت اخیرہ کا مطلب صاف یہ ہے کہ بھائی اور بہن عینی ہوں، یا علاتی، یا اخیافی ان کی اولاد نیچے تک حرام

(۱) مدارك التنزيل: ۱/۱٦۹، ظفير

(۲) تفسير الخازن: ۱/۳٤۰، ظفير

ہے، پس علاتی بھانجہ کی پوتی سے نکاح کرنا قطعاً حرام ہے اور حرمت اس کی نص صریح قطعی سے ثابت ہے، جو شخص مرتکب اس کا ہوگا، فاسق وفاجر وعاصی ہے اور فریقین کا قول بمقابلہ حکم شریعت کے کہ گو عقد حرام ہی کیوں نہ ہو، الخ، سخت معصیت اور دلیری ہے، ان کو فوراً اس سے توبہ کرنی چاہیے اور لڑکی کو رخصت نہ کرنا چاہیے کہ وہ نکاح نہیں ہوا اور اگر وہ اس فعل سے توبہ نہ کریں اور لڑکی کو رخصت کردیں تو اہل برادری کو اس سے متارکت کردینی چاہیے، جو لوگ شریک اور معاون ہوں گے، وہ سب فاسق اور گنہ گار اور شریعت کا مقابلہ کرنے والے سمجھے جاویں گے اور ایسی دلیری سے شریعت غراء کے مقابلہ میں خوف کفر ہے، فی الفور سب کو تائب ہوجانا لازم ہے اور اس نکاح کو باطل سمجھیں وہ نکاح ایسا ہی ہے، جیسا اپنی ماں بیٹی بہن سے کوئی شخص نکاح کرے۔

فاعتبروا یا أولی الأبصار واللّٰہ ولی التوفیق وآخر دعوانا أن الحمد للّٰہ رب العالمین والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ.

مفتی مدرسہ عربیہ (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۷/۳۲۵-۳۲۶)

اخیافی ماموں بھانجی کا نکاح:

سوال: عائشہ مطلقہ ہوئی، اس کو اس شوہر سے ایک لڑکی ہوئی تھی، اس کے بعد عائشہ نے ایک اور شخص سے نکاح کیا، جس سے یک لڑکا ہوا۔ سوال یہ ہے کہ اس شوہر سے پیدا شدہ لڑکے کا نکاح اس لڑکی کی لڑکی (یعنی عائشہ کی نواسی) سے ہوسکتا ہے؟

الجواب

عائشہ کا لڑکا اور لڑکی دونوں آپس میں اخیافی (ماں شریک) بھائی بہن ہیں، لہذا آدمی کا اپنی اخیانی بہن کی لڑکی سے نکاح درست نہیں؛ کیوں کہ یہ دونوں رشتہ کے اعتبار سے ماموں بھانجی ہیں۔

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ ...وَبَنَاتُ الْاَخِ وَبَنَاتُ الْاُخْتِ﴾ یعنی فروع الأخ والأخت بناتھما وبنات أبنائھما وإن سفلن، سواء کان الأخ والأخت لأبوین أو لاحد ھما. (التفسیر المظھری، سورۃ النساء، ص: ٥٦) فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ: ۸/-------)

چچازاد بھائی کی لڑکی سے نکاح جائز ہے، یا نہیں:

سوال: حامد کے دو لڑکے بکر وعمر ہیں اور بکر کا لڑکا زید، اور عمر کا لڑکا الیاس ہے، آیا زید کا نکاح الیاس کی لڑکی سے ہوسکتا ہے، جن کا آپس میں چچا بھتیجی کا رشتہ ہے؟

الجواب

ہوسکتا ہے، یہ صورت **﴿أحل لکم ما وراء ذٰلکم﴾**(۱) میں داخل ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۷/۳۲۲)

(۱) النساء: ٢٤، ظفیر

سوتیلے ماموں سے نکاح:

سوال(۱) زید نے اپنی لڑکی کا نکاح اپنے علاتی ماموں سے کردیا، علاتی ماموں اور حقیقی والدہ کا والد ایک ہے اور والدہ مختلف ہیں۔شرعاً یہ نکاح جائز ہے، یا نہیں؟

(۲) اگرنہیں تو نکاح کے موقع پر جولوگ واقف کار تھے اور نکاح میں موجود تھے،ان کے ساتھ شریعت کیا حکم رکھتی ہے؟

(۳) زید کے ساتھ، یا اس کی لڑکی کی اولاد کے ساتھ میل جول برتاؤ کے متعلق شریعت کیا حکم دیتی ہے؟

(۴) ہر چہارا ماموں میں سے کسی امام صاحب کے مذہب میں درست ہوتو بھی مطلع فرمایا جائے؟

الجواب＿＿＿＿＿＿＿＿＿＿＿حامداً ومصلیاً

(۱) یہ نکاح شرعاً جائز نہیں۔

”ويحرم أخته لأب وأم أو لأحدهما، لقوله:﴿وأخوتكم﴾ وبنتها، لقوله تعالىٰ:(وبنات الأخت) وابنة أخيه لأب وأم، أو لأحدهما، لقوله تعالىٰ:(بنات الأخ) وإن سفلن لعموم المجاز أو دلالة النص أو الأجماع،آه“. (مجمع الأنهر: ۳۲۳/۱)(۱)

(۲) جولوگ واقف ہونے کے باوجود اس نکاح میں شریک ہوئے،وہ سب گناہ گار ہوئے،سب کوتوبہ لازم ہے۔(۲)

(۳) اگر زید اپنی لڑکی اور داماد میں تفریق نہ کرائے اور وہ دونوں متارکت نہ کریں تو ان سے تعلقات ترک کردیئے جائیں؛ تاکہ وہ تنگ آ کر توبہ کریں۔(۳)

(۴) عبارتِ منقولہ سے معلوم ہوا کہ یہ اجماعی ہے۔فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۶۳/۲/۲۵ ۱۳ھ۔

صحیح:عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم، ۲۹/صفر۶۳ ۱۳ھ، الجواب صحیح:سعید احمد غفرلہ۔(فتاویٰ محمودیہ:۳۱۳/۱۱)

---

(۱) مجمع الأنهر ، باب المحرمات: ۳۲۳/۱،دار أحياء التراث العربي بيروت

”قوله :(وأخته وبنتها وبنت أخيه) ... ودخل فيه الأخوات المتفرقات وبنتهن وبنات الإخوة المتفرقين،إلخ“.(البحرالرائق،كتاب النكاح،فصل في المحرمات :۱٦٤/۳،رشيدية)

(۲) قال الله تعالىٰ:﴿ولاتعاونوا على الإثم والعدوان﴾(سورة المائدة : ۲)

قال العلامة آلوسی البغدادی فی تفسير هذه الأية:”فيعم النهی كل ما هو من مقولة الظلم والمعاصی ، ويندرج فيه النهی عن التعاون على الاعتداد والانتقام“.(تفسير روح المعانی:٥۷/٦،دارإحياء التراث العربی بيروت)

”واتفقوا أن التوبة من جميع المعاصی واجبة سواء كانت المعصية صغيرةً أو كبيرة“.(شرح النووی على صحيح مسلم، كتاب التوبة:۳٥٤/۲،قديمی)

(۳) قال الخطابي :رخص للمسلم أن يغضب علىٰ أخيه ثلاث ليال لقلته،ولا يجوز فوقها،إلا إذا كان الهجران فی حق من حقوق الله تعالىٰ:فيجوزفوق ذلک مالم يظهر منه التوبة والرجوع إلى الحق“.(مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح،باب ما ينهى عنه من التهاجر والتقاطع إلخ، الفصل الأول:۷٥۸/۸،رشيدية)

سگے بھانجے کی لڑکی سے نکاح:

سوال: سگے بھانجے کی بیٹی سے نکاح کرنا جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

بہن اور بہن کی اولاد کسی سے بھی نکاح جائز نہیں، بھانجے کی لڑکی سے بھی نکاح جائز نہیں۔ ﴿**وبنات الأخ وبنات الأخت**﴾ کے تحت اس کی تصریح موجود ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیو بند، ۱۳۸۹/۹/۴ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۱/۳۰۸)

حقیقی بھانجی کی لڑکی سے نکاح کرنا حرام ہے:

سوال: کسی شخص کا اپنی حقیقی بھانجی کی لڑکی سے نکاح کرنا کیا جائز ہے؟ اگر کرلیا تو اس کو کیا کرنا چاہیے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــ

هو الموفق للصواب: جائز نہیں، حرام ہے۔ اللہ جل شانہ قرآن مجید میں محرمات؛ یعنی جن عورتوں سے نکاح کرنا حرام ہے۔ ان کے بارے میں فرماتا ہے:

﴿**وبنات الأخ وبنات الأخت**﴾.

یعنی بھتیجوں اور بھانجیوں سے نکاح کرنا حرام ہے اور اس کی تفسیر میں لکھا ہے:

"**ويدخل فيهن أولادهن**".

یعنی ان میں ان کی اولاد بھی داخل ہیں۔

اگر نکاح کرلیا ہے تو وہ نکاح فاسد ہے، چاہیے کہ اس نکاح کو توڑ دے؛ یعنی مرد اور عورت دونوں پر لازم ہے کہ ہر ایک دوسرے سے باز رہیں۔ مرد، عورت کے ساتھ اختلاط نہ رکھے۔ اگر وہ اس طرح باز نہ رہیں تو ان میں تفریق کر دینا قاضی پر واجب ہے۔ اگر اس سے وطی کرلی ہے تو مہر مثل دینا واجب ہے۔ اگر اس سے بچہ پیدا ہو جائے تو اس کا نسب اس خاوند سے ثابت ہو جائے گا، چناں چہ درمختار میں لکھا ہے:

مهر المثل في نكاح فاسد با الوطئ لا بغيره ولم يزد على المسمیٰ ويثبت لكل واحد منهما فسخه ولو بغير محضر من صاحبه دخل بها أولا خروجها عن المعصية بل يجب على القاضي التفريق بينهما وتجب العدة من وقت التفريق أو متاركة الزوج ويثبت النسب، انتهیٰ. (۲) **فقط واللّٰہ اعلم بالصواب**

کتبہ: عبدالوہاب کان اللہ لہ (فتاویٰ باقیات صالحات، ص: ۱۷۰-۱۷۱)

---

(۱) بدائع الصنائع، كتاب النكاح، فصل في المحرمات بالقرابة: ۳/ ۴۰۶-۴۱۰، دار الكتب العلمية، بيروت

(۲) رد المحتار، كتاب النكاح، باب المهر: ۴/ ۲۷۵، بيروت لبنان

حقیقی بھانجی کی لڑکی سے نکاح:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی حقیقی بہن کی لڑکی کی لڑکی سے نکاح کیا۔کیا یہ نکاح صحیح ہے؟

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ، الجواب ــــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

کسی شخص کا اپنی سگی بہن کی نواسی سے نکاح قطعاً حرام ہے؛ کیوں کہ یہ لڑکی اس شخص کے لیے رشتہ میں بھانجی کی لڑکی لگتی ہے اور بھانجی کی اولاد سے ماموں کا نکاح جائز نہیں، اُن دونوں میں فوراً تفریق لازم ہے، ورنہ سخت گنہگار ہوں گے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ: ۱۱/۳۰۱، ڈابھیل: ۱۶/۴۳۸-۴۳۹، میرٹھ)

فتحرم بنا ت الإخوة والأخوات وبنات أولاد الإخوة والأخوات، وإن نزلن. (شامی: ۳/۲۸، کراچی)

وتحرم عليه بنات الأخ بالنص، وهو قوله تعالىٰ: ﴿وَبَنَاتُ الْاَخِ وَبَنَاتُ الْاُخْتِ﴾ وإن سفلن بالإجماع. (بدائع الصنائع: ۳/۵۷۲، الفتاویٰ الهندية: ۱/۲۷۳، زکریا)

ويحرم بنت أخته لأب وأم أو لأحدهما، لقوله تعالىٰ: ﴿وَاَخَوَاتُكُمْ﴾ وفيها لقوله تعالىٰ: ﴿وَبَنَاتُ الْاُخْتِ﴾ وابنة أختيه لأب وأم، أو لأحدهما، لقوله تعالىٰ: ﴿وَبَنَاتُ الْاَخِ﴾ وإن سفلن، لعموم المجاز أو دلالة النص أو الإجماع. (مجمع الأنهر: ۱/۳۲۳، دار إحياء التراث العربي بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۱۴۳۳/۱۰/۲۷ھ، الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ۔ (کتاب النوازل: ۸/۲۵۰-۲۵۱)

بھانجہ، یا بھانجی کی لڑکی سے نکاح:

سوال: بھانجے، یا بھانجی کی لڑکی سے نکاح شرعاً جائز ہے، یا ناجائز؟

الجواب ــــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

بھانجا اور بھانجی کی لڑکی محرم ہے، اس سے نکاح حرام ہے، عام ازیں کہ وہ بھانجا، یا بھانجی حقیقی ہوں، یا علاتی، یا اخیافی، یا رضاعی، ان سب کی لڑکیاں محرم ہیں۔قرآن شریف میں جہاں محارم کا حکم فرمایا گیا ہے، وہیں پر بنات الاخت کا لفظ بھی فرمایا گیا ہے؛ یعنی بہن کی لڑکی، پوتی، نواسی حرام کی گئی ہیں اور بنات الأخ فرمایا گیا ہے؛ (۱) یعنی بھائی کی لڑکی، پوتی، نواسی حرام کی گئی ہیں۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عباس، ۱۳۵۳/۵/۷ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۴/۱۳۷)

---

(۱) ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ﴾ (سورة النساء: ۲۳)

(حرم) على المتزوج ذكرا كان أنثى نكاح (أصله وفرعه) علا أو نزل (وبنت أخيه وأخته وبنتها) ولو من زنا. (الدر المختار على هامش ردالمحتار با ب المحرمات: ۲/۲۷۷)

بھانجہ کی لڑکی سے نکاح حرام ہونے کی وجہ:

سوال: بھانجے کی لڑکی سے نکاح کس وجہ سے حرام ہے اور اس کا ثبوت کہاں ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

حرمتِ قرابت کی بنا پر ممنوع ہے۔

"**فتحرم بنات الإخوة والأخوات،وبنات أولاد الإخوة والأخوات وإن نزلن،آه**". (شامی،المجلد الأول،فصل فی المحرمات)(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ (فتاویٰ محمودیہ:۱۱/۳۰۱)

بھانجی کی لڑکی سے نکاح:

سوال: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں چودہ عورتوں کی تخصیص فرمائی ہے اور ماسوا ان چودہ عورتوں کے جن جن عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے، ان سب کی تشریح حدیث میں صراحۃً بیان فرمائی ہے۔ اب (۲) سے چودہ عورتوں کے سوا جتنی عورتیں ہیں، سب سے نکاح کرنا جائز معلوم ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں ﴿**بنات الأخ وبنات الأخت**﴾ کی حرمت آئی ہے؟ اگر بھانجی کی لڑکی سے نکاح کرنا حرام ہے تو عم، عمہ، خالہ کی لڑکی سے نکاح کرنا حرام ہونا چاہیے، چوں کہ معطوف اور معطوف علیہ کا ایک حکم ہوتا ہے اور فقہاء کے قول میں اختلاف ہوا ہے، بعض فقہاء نے "**وإن سفلن**" کی قید لگائی ہے، جیسا کہ صاحب درمختار اور بعض فقہاء نے "**وإن سفلن**" کی قید نہیں لگائی ہے؛ بلکہ سکوت کیا، جیسا کہ صاحب ہدایہ۔

الجواب ـــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

"**وتحرم عليه بنات الأخ بالنص،وهو قوله تعالٰى:﴿وبنات الأخ وبنات الأخت﴾وإن سفلن بالإجماع**". (بدائع:۲/۵۷)(۳)

اس سے معلوم ہوا کہ بھانجی کی لڑکی سے نکاح حرام ہے اور یہ حرمت اجماع سے ثابت ہے۔

"**ويحرم بنته أخته لأب وأم،أو لأحد هما لقوله تعالٰى:﴿وأخواتكم﴾.**

وفيها لقوله تعالٰى:﴿وبنات الأخت﴾وإبنة أختيه لأ ب وأم أو لأحدهما،لقوله تعالٰى:﴿وبنات الأخ﴾وإن سفلن،لعموم المجازأو دلالة النص أو الإجماع". (مجمع الأنہر،ص:۳۲۳)(۴)

---

(۱) رد المحتار، كتاب النكاح ،باب المحرمات:۳/۲۸،سعيد

(۲) ﴿أحل لكم ما وراء ذلكم﴾(سورة النساء:۲٤)

(۳) بدائع الصنائع، كتاب النكاح،فصل في المحرمات بالقرابة :۳/٤۱۰،دارالكتب العلمية،بيروت

(۴) مجمع الأنهر، كتاب النكاح،باب المحرمات: ۱/۳۲۳،دار إحياء التراث العربي،بيروت

اس سے معلوم ہوا کہ بھانجی کی لڑکی کی حرمت عموم مجاز سے بھی نکلتی ہے اور ''دلالۃ النص'' سے بھی ثابت ہوتی ہے۔

رہا بعض فقہاء کا سکوت تو اس سے جواز ثابت نہیں ہوتا؛ **لأن الناطق مقدم علی الساکت**، اور اس کو اختلاف نہیں کہتے، اگر بعض جواز لکھتے اور بعض حرمت، تب اختلاف ہوتا۔ رہا عم، عمہ خالہ کی لڑکی کو بھانجی کی لڑکی پر قیاس کر کے حرمت کا تقاضہ کرنا، سو یہ قیاس مع الفارق ہے؛ کیوں کہ نص میں ''بنات الأخ وبنات الأخت'' مذکور ہیں اور ''بنت'' کا اطلاق جس طرح سے لڑکی پر آتا ہے، لڑکی کی لڑکی پر بھی آتا ہے اور ''عمہ'' کا اطلاق پھوپھی پر آتا ہے؛ مگر پھوپھی کی لڑکی پر نہیں آتا۔ نیز اس کے متعلق کوئی اجماع منعقد نہیں ہوا۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۹/۵/۱۳۵۵ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم، ۹/ جمادی الاولی/۱۳۵۵ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۱/۳۰۳)

بھانجی کی لڑکی سے نکاح،

ایسی اولاد کا نسب، حقِ وراثت، مہر، ان کا ایک مکان میں رہنا، ایسی عورت کا حقِ وراثت:

سوال: زید نے اپنی سگی بہن کی بیٹی یعنی اپنی سگی بھانجی کی بیٹی سے نکاح کر دیا، جس میں دو آدمی گواہ تھے اور حالتِ نکاح میں زید اور اس کی بھانجی کی بیٹی دونوں بالغ تھے اور زید مذکورہ اپنی سگی بہن کی بیٹی سے نکاح کرنا شرعاً حلال سمجھتا ہے اور قیاس بھی کرتا ہے، جیسا کہ اپنی پھوپھی سے نکاح کرنا حرام؛ مگر اس کی بیٹی سے حلال ہے۔

وقال رجل آخر: جاء في تفسير خازن: قوله تعالیٰ: ﴿وبنات الأخ وبنات الأخت﴾ آه". (پارہ لن تنال البر، ص: ۳٤۰)(۱)

وفي الدرالمختار علیٰ حاشیة ردالمحتار: "حرم علی المتزوج ذکراً کان أو أنثیٰ نکاح أصله وفرعه علا أو نزل، آه". (۲)

عبارتِ مذکورہ سے معلوم ہوا کہ اپنی بھانجی کی بیٹی سے نکاح کرنا حرام ہے۔ استفتاء ان باتوں کا ہے:

(۱) زید مذکور کا نکاح اپنی سگی بھانجی کی بیٹی سے شرعاً درست ہوا، یا نہیں؟

(۲) ان دونوں کی جفتی سے جو اولاد ہوئی، اس کا نسب زید سے ثابت ہوا، یا نہیں؟ مگر زید اس کو اپنا لڑکا لڑکی ثابت کرتا ہے؟

(۳) زید کے مرنے کے بعد یہ لڑکا لڑکی عصبہ بن کر اس کے مال کی وارث بنیں گے، یا نہیں؟

(۴) زید پر اس کا مہر واجب ہے، یا نہیں؟

(۱) تفیسر الخازن: ۳٦٢/۱، حافظ کتب خانة، کوئٹه

(۲) الدرالمختار، فصل في المحرمات: ۲۸/۳-۲۹، دارالفکر بیروت، انیس

(۵) زید کے مرنے کے بعد اس کے مال سے یہ عورت ثمن کی وارث ہوگی، یا نہیں؟

(۶) زید مذکور کی سگی بھانجی کی بیٹی سے جو لڑکے زید کی جفتی سے پیدا ہوئے، اگر وہ عورت اپنے لڑکا لڑکی کو لے کر زید کے مکان کے باہر دوسری جگہ سکونت کرے تو ہر قسم کی دشواری و سختی و بے غیرتی پیش آتی ہے، اس تقدیر پر اگر وہ عورت اپنے بال بچے لے کر زید کے مکان میں علاحدہ گھر بنوا کر سکونت اختیار کرے اور زید سے نزدیکی نہ کرے؛ مگر ایک دوسرے کو گھر کے باہر آمد و رفت کے وقت دیکھتا ہے؛ کیوں کہ ایک مکان میں ایک دوسرے کو ضرور دیکھ لیا کرتا ہے؛ مگر بدکاری سے دور رہتے ہیں؛ مگر امکان سے خالی نہیں، شیطان ہر شخص کے ساتھ ہے اور زید مذکور بظاہر فاسق ہے، علامت فسق کی اس میں پائی جاتی ہے تو ایک مکان میں دونوں کا علاحدہ علاحدہ رہنا شرعاً درست ہے، یا نہیں؟

(۷) زید اور اس کی بھانجی کی بیٹی دونوں سے فرزند پیدا ہوئے، اب زید اور اس کی بھانجی کی بیٹی پر کون سی سزا شرع کی رو سے وارد ہے، زنا کی، یا اور کسی قسم کی؟ مفتیٰ بہ قول بیان فرمادیں۔

(۸) زید اپنی بھانجی کی بیٹی سے نکاح و جماع کرنے کے بعد جو لڑکی پیدا ہوئی اور اس لڑکی سے دوسرے نیک شریف النسب آدمی کا نکاح کردیں تو اس میں شرعاً کوئی عیب تو نہیں ہوگا؟ زید بھی شریف النسب آدمی ہے۔

(۹) زید کی بھانجی کی بیٹی سے جو زید کے لڑکا، یا لڑکی پیدا ہو تو شرعاً ''ولد الزنا'' کہلائے جائیں گے، یا نہیں؟

(۱۰) اگر وہ لڑکا بالغ عالم ہونے کے بعد امامت کرے تو اس کے پیچھے دوسروں کی نماز بلا کراہت جائز ہے، یا نہیں؟

ہر سوال کے جواب کو ادلہ سے زیور پہنا کر تحریر فرمادیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

(۱) یہ نکاح ناجائز ہے۔ متون، شروح، فتاویٰ سب میں عدمِ جواز مصرح ہے، کسی کتاب میں اس کا جواز نہیں ہے۔

(۲) باوجود نکاح حرام ہونے کے اس نکاح سے جو اولاد ہوگی، وہ زید سے ثابت النسب ہوگی، نکاحِ محارم سے جو اولاد پیدا ہوتی ہے، وہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ثابت النسب ہوتی ہے۔

''ولا حد إن كان بشبهة العقد: أي عقد النكاح عنده: أي الإمام كوطء محرم نكحها وقالا: إن علم الحرمة حد وعليه الفتوىٰ، خلاصة، لكن المرجع في جميع الشروح قول الإمام، فكان الفتوىٰ عليه أولىٰ، قاله قاسم في تصحيحه، لكن في القهستاني عن المضمرات: علىٰ قولهما الفتوىٰ وحرر في الفتح أنها من شبهة المحل وفيها يثبت النسب، كما مر، آه''. (الدر المختار، كتاب الحدود)

''(قوله: كوط، محرم نكحها): أي عقد عليها، أطلق في المحرم فيشتمل المحرم نسباً ورضاعاً وصهرية، آه، (قوله: وقالا، إلخ) مدار الخلاف علىٰ ثبوت محلية النكاح للمحارم وعدمه، فعنده هي ثابتة علىٰ معنىٰ أنها محل نفس العقد لا بالنظر إلى خصوص عاقد بقبولها مقاصده من التولد ...

فأورث شبهة ونفياً علىٰ معنى أنها ليست محلاً يعقد هٰذا العاقد فلم يورث شبهة، و تمامه في الفتح والنهر، آه". (رد المحتار: ۳۳۶/۳)(۱)(والمسئلة مذكورة في رد المحتار: ۵۷۵،۵۷٤/۲)(۲)

(۳) نسب تو ثابت ہے، احتیاطاً میراث کا استحقاق نہیں ہوگا۔

"وأما الإرث فلا ثبت فيه، آه". (الطحطاوي: ۶۰/۲)(۳)

(۴) واجب ہے۔

"ويجب مهر المثل في نكاح فاسد، وهو الذي فقد شرطاً من شرائط الصحة كشهود بالوط، في القبل لا بغيره، ولم ترد على المسمى، ويثبت لكل واحد منهما فسخه ولو بغير محضر من صاحبه، دخل بها أولا في الأصح، آه". (الدر المختار: ۵۷٤/۲)

"(قوله: كشهود) ومثله تزوج الأختين معاً، ونكاح الأخت في عدة الأخت، إلخ". (شامي) (۳)

عبارت بالا سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مہر مثل واجب ہوگا اور مسمی سے زائد نہیں ہوگا اور طرفین پر اس نکاح کا فسخ کرنا واجب ہے، دخول کی نوبت آئی ہو یا نہیں آئی ہو۔

(۵) اگر زندگی میں نکاح فسخ نہیں کیا تب بھی عورت کو میراث نہیں ملے گی۔ (کما مر فی ، ص: ۳)(۵) (اس نکاح کا فسخ واجب ہے)۔

(۶) اس میں فتنہ کا قوی احتمال ہے ، لہذا قطعاً علاحدگی اور متارکت کر کے عورت کا نکاح دوسری جگہ کر دیا جائے ، زید کے لیے اس عورت کو اپنے نکاح میں رکھنا ہرگز ہرگز جائز نہیں، (۶) دنیا میں ناسمجھ لوگوں میں اگر بے عزتی ہوتی ہے تو آخرت کے عذاب سے ان شاء اللہ نجات ہوگی، جس کے مقابلہ میں دنیا کی بے عزتی کوئی شئی نہیں اور اہلِ فہم لوگ دنیا میں بھی بے عزتی نہیں کریں گے۔

(۷) حدِ زنا واجب نہیں، (۷) تعزیر واجب ہے، (۸) بشرطیکہ اسلامی حکومت ہو، (۹) ورنہ باہمی متارکت تامہ کر کے ہر دو توبہ کرلیں۔ (۱۰)

---

(۱) الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الحدود، مطلب في بيان شبهة العقد: ۲٤،۲۳/٤، سعيد

(۲) الدر المختار ، كتاب النكاح، باب المحرمات: ۲۸/۳-۲۹، سعيد

(۳) حاشية الطحطاوي على الدر المختار، باب المهر: ۶۰/۲، دار المعرفة، بيروت

(۴) الدر المختار مع رد المحتار، باب المهر ، مطلب في النكاح الفاسد: ۱۳۱/۳، سعيد

(۵) جواب نمبر: ۴ مراد ہے۔

(۶) "بل يجب على القاضي التفريق بينهما ". (الدر المختار، باب المهر، مطلب في النكاح الفاسدة: ۱۳۳/۳، سعيد)

(۷) "وركنه (أي الحد) إقامة الإمام أو نائبه في الاقامة ". (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الحدود، الباب الأول: ۱٤۳/۱، رشيديه)

(۸) "الحاصل أن كل من ارتكب معصية فيها حد مقرر وثبت عليه عند الحاكم ، فإنه يجب التعزير". (البحر الرائق، كتاب الحدود، باب العزير: ۷۱/۵، رشيديه)

==

(۸) اولاد کا اس میں کیا قصور ہے، دوسرے لوگ اگر اس اولاد سے نکاح کر لے تو شرعاً درست ہے۔(۱)

(۹) "ولد الزنا"، نہیں؛ بلکہ ثابت النسب ہیں۔(۲)

(۱۰) اگر اس میں امامت کی اہلیت ہے تو اس کے پیچھے بلا کراہت نماز درست ہے۔(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

صحیح: عبداللطیف، ۲۷/ربیع الثانی ۱۳۶۴ھ۔ الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ، ۲۷/۲/۱۳۶۴ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۱/۳۰۸)

بھانجی کی بیٹی سے نکاح کا حکم:

سوال: زید زینب کا علاتی بھائی ہے، زینب کی بیٹی رقیہ ہے، رقیہ کی بیٹی کلثوم ہے تو کیا زید کا نکاح کلثوم کے ساتھ صحیح ہے، یا نہیں؟

الجواب

اپنے والدین کے کسی بھی فروع (یعنی اولاد جس درجے میں بھی ہو) سے نکاح کرنا درست نہیں، لہٰذا زید کا نکاح کلثوم کے ساتھ جائز نہیں ہے۔

قال العلامة الحصكفي: وفروع أبويه وإن نزلن فتحرم بنات الإخوة والأخوات وبنات أولاد الأخوة والأخوات وإن نزلن. (الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار: ۳۰۰/۲، فصل في المحرمات)(۴) (فتاویٰ حقانیہ: ۲۴۸/۴)

==(۹) رقم الحاشية: ۷

(۱۰) "قال الخطابي: رخص للمسلم أن يغضب على أخيه ثلاث ليال لقلته، ولا يجوز فوقها، إلا إذا كان الهجران في حق من حقوق الله تعالىٰ، فيجوز فوق ذلك مالم يظهر منه التوبة والرجوع إلى الحق". (مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب، باب ما ينهى عنه من التهاجر والتقاطع واتباع العورات، الفصل الأول: ۷۵۸/۸، رشيديه)

حاشية صفحه هذا:

(۱) "والولد محترم مكرم داخل تحت قوله تعالىٰ: ﴿ولقد كرمنا بني آدم﴾ (الإسراء: ۷۰) فليس فيه صفة القبح؛ لأنه مخلوق بخلق الله تعالىٰ، إلخ". (البحر الرائق، كتاب النكاح، فصل في المحرمات: ۱۷۴/۳، رشيدية)

"النكاح ينعقد متلبسا بإيجاب من أحد هما وقبول من الآخر" (الدر المختار، كتاب النكاح: ۹/۳، سعيد)

(۲) "ويثبت نسب الولد المولود في النكاح الفاسد، الخ". (الفتاوىٰ الهندية، الباب الثامن في النكاح الفاسد وأحكامه: ۳۳۰/۱، رشيديه)

(۳) "ولد الزنا إذا كان أفضل القوم، فلا كراهة إذا لم يكونا محتقرين بين الناس، لعدم العلة للكراهة، الخ" (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۶۱۰/۱: رشيديه)

ولد الزنا، هذا إن وجد غيرهم، وإلا فلا كراهة، بحر. (الدر المختار، مطلب: البدعة خمسة أقسام: ۵۶۲/۱، رشيديه)

(۴) وفي الهندية: القسم الأوّل المحرّمات بالنسب وهن الأمّهات والبنات والأخوات (إلىٰ قوله) وأمّا الأخوات فالأُخت لأبٍ وأُمٍّ والأُخت لأب والأُخت لامٍ وكذا بنات الأخ والأخت وإن سفلن. (الفتاوىٰ الهندية: ۲۷۳/۱، الباب الثالث في بيان المحرمات) ومثلهٗ في الهداية: ۲۸۷/۲، فصل في بيان المحرمات

علاتی بہن کے لڑکے کی لڑکی سے نکاح جائز ہے، یانہیں:

سوال: زید بنت ابن اخت علاتی را بنکاح خود درآورد، پس نکاحش جائز است یا نہ؟ و برزید چہ سزا آید، شرعاً اگر آں نکاح جائز نیست؟(۱)

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

با بنتِ ابن اخت علاتی نکاح حرام است، و ناکح مستوجب تعزیر است، و اگر وبہ نکند و زنِ مذکور را علاحدہ نہ کند با او مشاربت و مواکلت ومجالست ترک کردہ شود۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وبنات الأخ وبنات الأخت﴾ (الآیة): أی و حرمت علیکم. (۲) وقال تعالیٰ: ﴿فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظالمین﴾ (الآیة) (سورة الأنعام: ۸) (۳) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۷/۳۱۴)

سوتیلی بھانجی کی بیٹی سے نکاح:

سوال: زید اپنی سوتیلی بھانجی کی بیٹی کے ساتھ نکاح کرسکتا ہے، یانہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

حرام ہے۔

وأما لأخوات فالأ خت لأب وأم والأ خت لأب والأخت لأم وکذا بنات الأخ والأخت وإن سفلن. (الفتاوی الهندیة: ۱/۲۷۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد بشیر احمد، ۳/محرم ۱۳۸۹ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۴/۱۳۷)

علاتی بھتیجہ کی بیٹی سے نکاح حلال نہیں:

سوال: علاتی بھتیجہ کی لڑکی سے نکاح کرنا جائز ہے، یانہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

یہ نکاح حلال نہیں، بھائی خواہ حقیقی ہو، یا علاتی واخیافی، اس کی اولاد دوسرے بھائی پر حلال نہیں، خواہ اولاد صلبی ہو، یا اولاد کی اولاد۔ (کذا فی الدر المختار وعامة الکتب) (واللہ تعالیٰ اعلم) (امداد المفتین: ۲/۴۳۱)

(۱) ترجمہ سوال: زید نے اپنے بھانجے کے علاتی بیٹی سے نکاح کرلیا تو یہ نکاح جائز ہے، یانہیں؟ اور اگر یہ نکاح جائز نہیں ہے تو زید کو کیا سزا دینی چاہیے؟

(۲) دیکھئے، سورة النساء: ۲۴، ظفیر

(۳) ترجمہ جواب: بھائی کے علاتی بیٹی سے نکاح درست نہیں ہے اور نکاح کرنے والا سزا کا مستحق ہے، اس سے میل جول ختم کردینا چاہیے۔ اللہ کا ارشاد ہے: ''اور بھائی کی بیٹیاں اور بہن کی بیٹیاں'' یعنی ان سے نکاح کرنا تمہارے لیے حرام ہے۔ نیز اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے کہ ''معلوم ہوجانے کے بعد ظالم لوگوں کے ساتھ نہ اٹھا بیٹھا جائے''۔

ماں کے ماموں سے نکاح:

سوال: ماں کے ماموں محرمات میں داخل ہیں، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً ومصلیاً

داخل ہیں۔

”وكذا بنت الأخ والأخت وإن سفلن، آه“. (عالمگیری: ۲۷۳/۲)(۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۱/۶/۱۳۶۴ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۳/۶/۱۳۶۴ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۱۳/۱۱)

علاتی نواسی سے نکاح:

سوال: زید کی شادی ہندہ سے ہوئی، زید ہندہ کا سوتیلا نانا ہے؛ یعنی زید جس باپ کا لڑکا ہے، ہندہ کی اپنی سگی نانی اسی باپ کی لڑکی ہے اور دونوں کی ماں الگ الگ ہیں تو گویا زید اور ہندہ کی نانی سوتیلے بھائی بہن ہیں، اس طور پر ہندہ زید کی سوتیلی نتنی (نواسی) ہے، لہٰذا زید کی شادی جو ہندہ سے ہوئی، وہ جائز ہوئی، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ وباللہ التوفیق

جس طرح حقیقی نواسی سے نکاح حرام ہے، اسی طرح علاتی نواسی سے بھی نکاح حرام ہے، لہٰذا صورت مسئولہ میں اگر صحیح ہے کہ ہندہ زید کی علاتی نواسی ہے اور اس کا نکاح زید سے ہوا، جیسا کہ سوال سے واضح ہے تو ایسی صورت میں یہ نکاح شرعاً حرام ہے، دونوں آپس میں میاں بیوی نہیں ہوئے، دونوں پر لازم ہے کہ فوراً علاحدگی اختیار کریں اور پوری ندامت کے ساتھ توبہ واستغفار کریں اور آئندہ اس طرح کی حرکت سے باز رہنے کا پختہ عہد کریں۔

(حرم على المتروج) ذكرا كان أو أنثى نكاح (أصله فرعه) علا أو نزل. (الدرالمختار فصل في المحرمات: ۲۷۷/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد جنید عالم ندوی قاسمی (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۱۳۵/۴)

علاتی پوتی سے نکاح:

سوال: جاوید کی دو شادیاں ہوئیں، پہلی بیوی سے پسر جس کا نام رحیم ہے، دوسری بیوی سے بھی پسر جس کا نام کریم ہے، رحیم کو بعد نکاح پسر ہوا، جس کا نام انوار ہے، انوار کی شادی کے بعد لڑکی پیدا ہوئی، جس کا نام نور بانو ہے، انوار کی لڑکی نور بانو اور کریم سے قریب دو سال سے غلط جسمانی تعلق ہے۔ نور بانو اور کریم دونوں شادی کے لیے تیار

(۱) الفتاویٰ الهندية، الباب الثالث في بيان المحرمات، القسم الأول: المحرمات بالنسب: ۲۷۳/۱، رشيديه

ہیں، کیا شریعت میں اس کی اجازت ہے؟ شادی نہ ہونے کی صورت میں خودکشی کی نوبت آسکتی ہے، لہٰذا غلط جسمانی تعلق اور خودکشی کے مسئلہ کو مدنظر رکھتے ہوئے جواب تحریر فرمائیں۔

الجواب ــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

صورت مسئولہ میں انوار کی لڑکی نور بانو، کریم کی علاتی پوتی ہے اور علاتی پوتی سے نکاح شرعاً حرام ہے، لہٰذا آپس میں دونوں کا نکاح نہیں ہوسکتا ہے، (۱) اس سے احتراز لازم ہے۔ خودکشی حرام ہے، اس پر سخت وعید آئی ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ تم اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ (۲) دوسری جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد ہے کہ خودکشی نہ کرو۔ (۳) نیز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ خودکشی کرنے والے ہمیشہ ہمیش جہنم میں رہیں گے۔ (۴)

لہٰذا ہر مسلمان پر اس سے اجتناب لازم ہے، ہر مسلمان کو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہیے، نیز گزشتہ ناجائز تعلقات پر پوری ندامت کے ساتھ توبہ واستغفار کرتے رہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد جنید عالم ندوی قاسمی، ۱۷/۱۱/۱۴۲۶ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۱۴۳/۴-۱۴۴)

علاتی اخیافی، رضاعی بھائی کی پوتی سے نکاح:

سوال: زید عمرو کا علاتی بھائی ہے، زید کی پوتی خالدہ سے عمرو کا نکاح جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

جس طرح حقیقی بھائی کی پوتی سے نکاح حرام ہے، اسی طرح علاتی بھائی، اخیافی بھائی، رضاعی بھائی کی پوتی سے بھی نکاح حرام ہے؛ اس لیے عمرو کا زید کی پوتی سے نکاح ناجائز وحرام ہے۔ (۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی، ۴/۱۱/۱۳۷۵ھ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۱۳۶/۴)

علاتی بہن کی پوتی حرام ہے:

سوال: زید اپنی علاتی بہن کی پوتی سے نکاح کرنا چاہتا ہے، نکاح جائز ہے، یا نہیں؟

---

(۱) المحرمات بالنسب وهن الأمهات والبنات والأخوات... وأما الأخوات فالأخت لأب وأم والأخت لأب والأخت لأم وكذا بنات الأخ والأخت وإن سفلن. (الفتاوىٰ الهندية: ۲۷۳/۱)

(۲) ﴿وَلاتُلْقُوا بِأَيْدِيْكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ (سورة البقرة: ۱۹۵)

(۳) ﴿وَلَاتَقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ﴾ (سورة النساء: ۲۹)

(۴) عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تردّى من جبل فقتل نفسه فهو في نارجهنم يتردى فيها خالداً مخلداً فيها أبداً. (مشكاة المصابيح، كتاب القصاص: ۲۹۹/۱)

(۵) المحرمات بالنسب ... وأماالأخوات فالأخت لأب وأم والأخت لأب والأخت لأم وكذابنات الأخ والأخت وإن سفلن. (الفتاوى الهنديه: ۲۷۳/۱)

الجواب

تمام مفسرین اور علماء اہل سنت والجماعت اس پر متفق ہیں کہ آیت کریمہ: ﴿وبنات الأخت﴾ (۱) سے ہر قسم کی بہن کی اولاد سے اور اولاد کی اولاد سے نکاح حرام ہے؛ یعنی خواہ بہن عینی حقیقی ہو، یا علاتی یعنی صرف باپ میں شریک ہو، یا اخیافی یعنی صرف ماں میں شریک ہو، پس اگر سوتیلی بہن سے علاتی، یا اخیافی بہن مراد ہے تو اس کی پوتی سے نکاح قطعاً حرام ہے۔ (کذا فی عامة کتب الفقه) (۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۱۶/۷)

سوتیلی بہن کی پوتی سے نکاح جائز ہے، یا نہیں:

سوال: زید کا عقد اس کی سوتیلی بہن کی پوتی سے ہوسکتا ہے، یا نہیں؟ صورت یہ کہ بکر نے اول ایک عقد کیا، جس سے ہندہ پیدا ہوئی اور ہندہ سے خالد اور خالد سے سلیمہ پیدا ہوئی، بعد اس کے بکر نے ایک عقد کیا، اس سے زید پیدا ہوا، آیا زید کا عقد سلیمہ سے شرعاً جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

زید کا نکاح اس صورت میں سلیمہ سے درست نہیں ہے، حرام قطعی ہے۔

کما قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿وبنات الأخ وبنات الأخت﴾ (الآیة) (۳) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۲۰/۷)

علاتی بہن کی پوتی سے نکاح حرام ہے:

سوال: اپنی علاتی بہن کی پوتی سے نکاح جائز ہے کہ نہیں؟

الجواب

علاتی بہن کی پوتی سے نکاح حرام ہے۔

کما فی الجلالین فی تفسیر قوله تعالیٰ: ﴿وبنات الأخ وبنات الأخت﴾ وتدخلن فیهن بنات أولادهن. (۴)

وفی الدر المختار: حرم أصله وفرعه علا أو نزل وبنت أخیه وأخته وبنتها، إلخ. (۵)

وأیضاً فی الجلالین فی تفسیر قوله تعالیٰ: ﴿وأخوتکم﴾ من جهة الأب أو الأم. (۶) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۲۱/۷)

(۱) سورة النساء: ۲٤، ظفیر

(۲) ودخل فیه الأخوات المتفرقات وبناتهن وبنات الأخوة المتفرقین والعمات الخالات المتفرقات؛ لأن الإسم یشمل الکل. (البحر الرائق، فصل فی المحرمات: ۹۹/۳، ظفیر)

(۳) سورة النساء: ۲٤، ظفیر

(۴) دیکھئے تفسیر الجلالین، سورة النساء، ص: ۷۳، ظفیر

(۵) الدر المختار علیٰ هامش ردالمحتار، فصل فی المحرمات: ۲/ ۳۸۱، ظفیر

(۶) تفسیر الجلالین، سورة النساء، ص: ۷۳، ظفیر

سوتیلی بہن کی پوتی سے نکاح کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ میرے والد نے میری سوتیلی بہن کی شادی اپنے چچازاد بھائی سے کی اور اس چچازاد بھائی کا اس عورت سے ایک لڑکا پیدا ہوا تھا، اب اس لڑکے کی ایک لڑکی ہے، جو کہ میری سوتیلی بہن کی پوتی لگتی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ میرا نکاح اس لڑکی کے ساتھ جو میری سوتیلی بہن کی پوتی ہے، جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

آپ کے لیے اپنی سوتیلی بہن (یعنی باپ شریک) کی پوتی سے نکاح کرنا حلال نہیں ہے۔

قال فی العالمگیریة، ج:۲، ص:۵، **فی بیان المحرمات النسبیة: وکذا بنات الأخ والأخت وإن سفلن.** (۱) واللہ سبحانہ اعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ، الجواب صحیح: محمد عاشق الٰہی عفی عنہ، ۱۳۹۰/۱۲/۲۳ھ۔ (فتاویٰ عثمانی: ۲/۲۴۴)

اخیافی بہن کی پر پوتی سے نکاح:

سوال: مسماۃ بی بی فلانی کی پہلی شادی امیر الحسن سے ہوئی، جس سے ایک لڑکی سبیدن پیدا ہوئی، امیر الحسن کے انتقال کے بعد مسماۃ فلانی نے دوسری شادی کچنا گیناں سے کی اور سبیدن کی شادی محمد سے کردی، جس سے تین لڑکے پیدا ہوئے، ان تین لڑکوں میں سے ایک لڑکی کے لڑکے کو ایک لڑکی پیدا ہوئی، اس لڑکی سے کچنا گیناں کا لڑکا شادی کرسکتا ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

اخیافی بہن کی پر پوتی سے نکاح ناجائز وحرام ہے؛ اس لیے کچنا گیناں کا جو لڑکا مسماۃ بی بی فلانی سے ہے، اس کا نکاح مسماۃ بی بی فلانی کی لڑکی کی پر پوتی سے جائز نہیں۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی، ۱۳۶۹/۴/۱۱ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۴/۱۳۹-۱۴۰)

---

(۱) **الفتاویٰ الهندیة، کتاب النکاح، الباب الثالث فی بیان المحرمات**، ج:۱، ص:۲۷۳ **(طبع مکتبة رشیدیة کوئٹه)**

وفیها أیضا الباب الثالث القسم الأول، ج:۱، ص:۲۷۳ **(طبع ماجدیة) وبنات الأخت فهن محرمات نکاحا ووطأ و دواعیه علی التابید، إلخ.**

وفی التفسیر المظهری، ج:۲، ص:۵۶، **تحت قوله تعالیٰ: "وبنٰت الأخ وبنٰت الأخت" یعنی فروع الأخت والأخت بناتهما وبنات أبنائهما، وبنات بناتهما، وإن سفلن سواء کان الأخ والأخت لأبوین أوأحدهما.**

(۲) **المحرمات بالنسب وهن الأمهات والبنات والأخوات... وأماالأخوات فالأخت لأب وأم والأخت لأب والأخت لأم وکذابنات الأخ والأخت وإن سفلن. (الفتاوی الهندیة: ۱/۲۷۳)**

بہن کی نواسی سے نکاح درست نہیں:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کہ زید کے عقدِ نکاح میں ہندہ اور رضیہ دوعورتیں تھیں، ہندہ کے بطن سے ایک بیٹی مخدومہ پیدا ہوئی اور رضیہ کے بطن سے ایک بیٹا بکر پیدا ہوا، اب مخدومہ کی سگی نواسی سے بکر کی شادی ہوسکتی ہے، یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــ

مخدومہ کی نواسی سے بکر کا نکاح درست نہیں ہے۔

کما قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وبنات الأخ﴾ (الآیة): أی حرمت علیکم. (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۱۸/۷)

علاتی بہن کی نواسی سے نکاح جائز نہیں ہے:

سوال: عبدالوہاب اپنی علاتی (باپ شریک) بہن کی لڑکی کی لڑکی بلقیس سے نکاح کرسکتا ہے، یا نہیں؟

الجواب ــ

حقیقی اور علاتی اور اخیافی تینوں قسم کی بہنوں کی لڑکیاں (بھانجیاں) اوران لڑکوں (بھانجوں) کی بیٹیاں بھی حرام ہیں۔

وکذا الأخوات من أی جهةٍ کن وبنات الأخوات وإن سفلن. (فتاویٰ قاضی خان: ۶۵/۲، وأیضاً الفتاویٰ الهندیة: ۲۷۳/۱)

لہٰذا عبدالوہاب کا اپنی علاتی بہن کی لڑکی کی لڑکی بلقیس کے ساتھ نکاح نہیں ہوسکتا۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

یکم محرم الحرام ۱۳۸۰ھ (فتاویٰ رحیمیہ: ۸/ــــــــــــ)

سوتیلی بہن کی نواسی سے نکاح:

سوال: اگر کسی نے اپنی سوتیلی بہن کی بیٹی کی بیٹی سے نکاح کیا تو یہ جائز ہوا، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

سوتیلی بہن کی بیٹی کی بیٹی سے نکاح حرام ہے، (۲) اگر اس شخص کا نکاح ہوچکا ہے تو اس پر فرض ہے کہ اس کو فوراً طلاق دیا، یا چھوڑ دیا کہہ کر چھوڑ دے اور اس سے کوئی تعلق نہ رکھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی، ۱۳۷۳/۱/۲۳ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۱۴۰/۴)

---

(۱) النساء: ۲۴، ظفیر / فیدخل فیهن جمیع بنات أولاد الأخ والأخت إن سفلن. (تفسیر الخازن: ۴۰۴/۱، ظفیر)

(۲) المحرمات بالنسب وهن الأمهات والبنات والأخوات ... وأما الأخوات فالأخت لأب وأم والأخت لأب والأخت لأم وکذا بنات الأخ والأخت وإن سفلن. (الفتاوی الهندیه: ۲۷۳/۱)

سوتیلے بھائی کی نواسی سے نکاح جائز ہے، یا نہیں:

سوال: زید وعمر دونوں سوتیلے بھائی ہیں؛ یعنی ایک باپ اور دو ماں سے تو زید کی نواسی کا نکاح عمر سے کیا جاوے تو درست ہے، یا نہیں؟

الجواب

تینوں قسم کے بھائی یعنی عینی، اخیافی بھائی کی اولاد اور اولاد کی اولاد سے نکاح حرام ہے۔

لقوله تعالیٰ: ﴿وبنات الأخ وبنات الأخت﴾(۱) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۷/۳۲۱)

لڑکی کی لڑکے کی زوجہ سے نکاح حرام ہے:

سوال (۱) نانا کی بیوہ سے جو کہ دو تے ''نواسے'' کی نانی ہو؛ بلکہ دوسری کوئی غیر عورت ہو، نکاح جائز ہے، یا نہیں؟

(۲) اگر دو؛ یعنی پسر دختر کے دوسرے بھائی کے ساتھ کہ وہ بھی پسر دختر ہے، اس عورت بیوہ مذکورہ کے ساتھ ایجاب وقبول شرعی ہو گیا ہو تو اگر نانا ایسی عورت مخطوبہ پسر دختر خود کے ساتھ نکاح کرے تو جائز ہے، یا نہیں؟

نانا کی بیوہ سے نکاح درست نہیں:

(۳) اگر نانا شیخ فانی ہو اور وہ اپنا نکاح کسی عورت سے محض خدمت کے لیے کرے اور مجامعت پر قادر نہ ہو تو بعد وفات نانا کے اس عورت سے کیا نکاح جائز ہے؟

﴿ولاتنکحوا﴾ کی تفسیر:

سوال: اس عبارت تفسیر مولانا ابوالسعود کا کیا مطلب ہے، جو بذیل آیت: **﴿ولاتنکحوا ما نکح اٰبائکم﴾** (الآیة)(۲) ہے؟

الجواب

حرام ہے۔ **بقوله تعالیٰ: ﴿ولاتنکحوا ما نکح اٰباء کم من النساء﴾**(الآیة)(۳)

وقال في العالمكيرية: نساء الاٰباء والأجداد من جهة الأب أو الأم وإن علوا فهٰولاء محرمات على التأبيد نكاحاً ووطياً. (۱/۲۱٤)

(۲) اگر ایجاب وقبول نکاح کا ہو چکا تھا؛ یعنی نکاح شرعی حسب قاعدہ شرعیہ ایجاب وقبول کے ساتھ ہو چکا تو نانا کا نکاح زوجہ سے دختر خود سے فاسد اور حرام اور ناجائز ہے اور اگر خطبہ ہوا [نکاح کا پیغام دینا] تو نانا سے نکاح اور مخطوبہ پسر دختر کا جائز ہے۔

(۱-۳) النساء: ۲٤، ظفیر

(۳) ایسی حالت میں بھی پسر دختر کا نکاح اپنے نانا کی منکوحہ سے درست نہیں، کمامر فی الجواب الاول۔

(۴) جو کچھ حاصل اس عبارت ابوالسعود کا ہے، وہی مذہب ہے جمہور کا اور حنفیہ کا کہ نکاح اگر صحیح ہوا تو نفس نکاح موجب حرمت اور اگر فاسد ہو تو بعد وطی **وما یجری مجراہ** حرمت ثابت ہوگی۔

قال في العالمكيرية: فلو تزوجها نكاحاً فاسداً لاتحرم عليه أمها بمجرد العقد بل بالوطء، كذا في البحر. (۱)

پس اگر پسر دختر کی منکوحہ کے ساتھ نانا نے نکاح کیا تھا تو نکاح فاسد تھا اور اگر مخطوبہ کے ساتھ کیا تھا تو صحیح ہوا اور شیخ ضعیف کے حق میں تحرک قلب، یا ازدیاد تحرک قلب قائم مقام شہوت کے ہے۔(۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۷/۳۲۳-۳۲۴)

پھوپھا سے نکاح:

سوال: میری حقیقی پھوپھی کے شوہر مجھ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں، کیا یہ جائز ہے؟ (گلبرگہ، کرناٹک)

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

پھوپھی اور بھتیجی کو نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں؛(۳) اس لیے اگر پھوپھی زندہ ہو اور نکاح میں ہو تو آپ سے ان کا نکاح درست نہیں ہوگا اور یہ بات کہ محض آپ سے نکاح کے لیے وہ آپ کی پھوپھی کو طلاق دے دیں، سخت گناہ ہے؛ اس لیے آپ اس رشتہ سے معذرت کردیں، اسی میں آپ کی بھلائی اور نیک نامی ہے۔ (کتاب الفتاویٰ: ۴/۳۳۷)

پھوپھی سے نکاح:

سوال: حقیقی پھوپھی؛ یعنی باپ کی بہن سے نکاح جائز ہے، یا نہیں؟ اگر کوئی شخص حقیقی پھوپھی سے نکاح کرلے تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ حامداً ومصلياً

حقیقی پھوپھی سے نکاح کرنا قطعی حرام ہے،(۴) لہٰذا یہ نکاح کرنے والا اگر اس مسئلہ کو جانتے ہوئے نکاح کرے گا تو شرعی قاعدہ کے موافق صاحبین کے نزدیک اس پر حد جاری کی جائے گی اور تفریق ہر حال میں ضروری ہے۔(۵)

---

(۱) نیز دیکھئے: البحر الرائق، فصل في المحرمات: ۳/۱۰۰، انیس

(۲) حد الشهوة في امرأة ونحو شيخ كبير تحرك قلبه أو زيادته. (الدر المختار على هامش رد المحتار، فصل في المحرمات: ۲/۳۸۶، ظفير)

(۳) عن أبي هريرة ص قال: قال رسول الله صلى الله عله وسلم: "لا يجمع بين المرأة و عمتها ولا بين المرأة وخالتها". (الصحيح لمسلم: ۱/۴۸۲)

(۴) قال الله تعالىٰ: ﴿حرمت عليكم أمهاتكم وبناتكم وأخواتكم وعماتكم وخالاتكم﴾ الخ (سورة النساء: ۲۳) "فلهٰذا تحرم والخالات، وتحل بنات الأعمام والعمات، إلخ". (حاشية الشبلي على تبيين الحقائق، كتاب النكاح، فصل في المحرمات: ۲/۴۵۹، دار الكتب العلمية بيروت)

(۵) "بل يجب على القاضي التفريق بينهما" (الدر المختار، باب المهر، مطلب في النكاح الفاسد: ۳/۱۳۳، سعيد)

”وعندهما إذا نكح نكاحاً مجمعاً علٰى تحريمه، فليس ذلک بشبهة، ويحد إن علم باالتحريم، وإلا لا“. (عالمگيرى: ۲/ ۱۵۴)(۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی، یکم ربیع الاول ۱۳۵۴ھ۔

صحیح: عبد اللطیف، یکم / ربیع الاول / ۱۳۵۴ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۱/ ۳۱۴)

لڑکی کا اپنی سوتیلی دادی کے بیٹے کے ساتھ نکاح کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ لڑکی اپنی سوتیلی دادی کے بیٹے (جو کہ رشتے میں اس لڑکی کا چچا کہلاتا ہے) کے ساتھ نکاح کرسکتی ہے، یا نہیں؟ آپ سے گزارش ہے کہ اس مسئلہ کی مفصل ومدلل تحقیق سے بمع دلائل کی نشاندہی کے مطلع فرمائیں۔

الجواب ــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

مستفتی نے یہ وضاحت نہیں کی ہے کہ لڑکی کی سوتیلی دادی کا بیٹا (جو کہ رشتہ میں اس لڑکی کا چچا کہلاتا ہے) یہ اپنے سگے دادا سے ہے؛ یعنی اپنے دادا کا بیٹا ہے، یا کسی اور کا۔ اس اعتبار سے مسئلے کی دو صورتیں بنیں گی اور دونوں کا حکم الگ الگ ہوگا۔

صورت نمبر (۱) لڑکی کی سوتیلی دادی کا بیٹا اس کے اپنے دادا کا بیٹا ہو، اس صورت میں حکم یہ ہوگا کہ لڑکی کے لیے اپنے سوتیلی دادی کے بیٹے سے نکاح حرام ہے؛ کیوں کہ سوتیلی دادای کا بیٹا اس صورت میں لڑکی کے والد کا (باپ شریک) بھائی ہے، اس کو شریعت کی اصطلاح میں علاتی چچا کہا جاتا ہے اور علاتی چچا کے ساتھ نکاح ناجائز اور حرام ہے۔

صورت نمبر (۲) لڑکی کی سوتیلی دادی کا یہ بیٹا لڑکی کے دادا سے نہ ہو؛ بلکہ کسی اور شخص سے ہو، اس طور پر کہ سوتیلی دادی کا نکاح پہلے کسی اور سے تھا اور اس شخص سے اس کا ایک بیٹا ہوا، پھر اُس شخص نے اس عورت (یعنی لڑکی کی سوتیلی دادی) کو طلاق دے دی، یا وہ شخص فوت ہوگیا، پھر اس کے بعد اس عورت نے لڑکی کے دادا سے نکاح کیا تو اب لڑکی کا اس سوتیلی دادی کے بیٹے سے نکاح جائز ہوگا؛ کیوں کہ اس صورت میں یہ لڑکی کا چچا نہیں۔

لما فی القرآن الکریم (النساء: ۲۳): ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَاَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الاَخِ﴾(الآية)

وفی البدائع (۲/ ۲۵۷): وتحرم عليه أخواته وعماته وخالاته بالنص وهوقوله عزوجل ﴿وأخواتكم وعماتكم وخالاتكم﴾ سواء كن لأب وأم أو لأب أو لأم لإطلاق اسم الأخت والعمة والخالة.

وفی الشامية (۳/ ۲۸-۲۹): (حرم على المتزوج) أی مريد التزوج وقوله ذكرا كان أو أنثى بيان لفائدة إرجاع الضمير إلى المتزوج الشامل لهما لا إلى الرجل فإن ما يحرم على الرجل يحرم على الأنثى إلا ما يختص بأحد الفريقين بدليله فالمراد هنا أن الرجل كما يحرم عليه

(۱) الفتاویٰ الهندية، كتابالحدود، الباب الرابع فی الوطء الذی يوجب الحد والذی لايوجبه: ۲/ ۱۴۷، رشيدية

تزوج أصله أو فرعه كذلك يحرم على المرأة تزوج أصلها أو فرعها وكما يحرم عليه تزوج بنت أخيه يحرم عليها تزوج ابن أخيها وهكذا فيؤخذ فى جانب المرأة نظير ما يؤخذ فى جانب الرجل لا عينه. (نجم الفتاویٰ:۴/۱۹۹-۲۰۰)

داداوغیرہ کی بہن سے نکاح کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ دادا کی بہن سے نکاح حرام ہے، یا حلال؟ نیز دادی کے بھائی سے نکاح کا حکم کیا ہے؟ اسی طرح نانا کی بہن سے نکاح کا کیا حکم ہے؟ ان تینوں نکاح کے حلت وحرمت کا بیان کر دیں۔ نیز پرنانا کی بہن اور پردادی کے بھائی سے نکاح کے جواز وعدم جواز پر بھی روشنی ڈال دیں۔ ان نکاحوں میں اگر عدم جواز اور جواز کے اعتبار سے فرق ہو تو فرق کی وجہ کیا ہے؟ اصول کے بھائی بہنوں سے کون سے نکاح حلال ہیں اور کون سے حرام نیز وجہ فرق کیا ہے؟ تفصیلاً تحریر فرما دیں۔

الجواب ـــــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

واضح رہے کہ اصول کے بھائی بہنوں سے نکاح کرنا حرام ہے، چناں چہ دادا کی بہن، دادی کے بھائی اور بہن، نیز نانا کی بہن، پرنانا کی بہن اور پردادی کے بھائی ان تمام سے نکاح کرنا حرام ہے، البتہ ماں شریک پھوپھی کی پھوپھی [یعنی باپ کی ماں شریک بہن] اور باپ شریک خالہ کی خالہ سے نکاح حلال ہے۔

لمافي القرآن (النساء: ۲۱-۲۲): ﴿**وَلَا تَنكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُم مِّنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيلًا**﴾

﴿**حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُم مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ**﴾(الآية)

وفى الشامية (۳/۳۰): **(قوله: وأما عمة عمة أمه، إلخ) قال فى النهر: وأما عمة العمة وخالة الخالة فإن كانت العمة القربى لأمه لا تحرم وإلا حرمت وإن كانت الخالة القربى لأبيه لا تحرم.** (نجم الفتاویٰ:۴/۲۱۹-۲۲۰)

نانا کی زوجہ سے نکاح کرنا:

سوال: نانا کی ایسی زوجہ جس کا تعلق نانی اور ماں سے کچھ نہ ہو وہ حرام ہوگی، یا حلال؟

الجواب ـــــــــــــــــــ

حنفیہ کے نزدیک نانا کی زوجہ حرام ہے۔ خزانۃ الروایات میں خزانۃ الفقہ کے حوالہ سے مذکور ہے:

"إمرأة الجد أبى الأم حرام"، إنتهىٰ. (۱)

---

(۱) دیکھئے: المبسوط للسرخسي، باب تفسير التحريم للنسب: ۳۰/۲۹۲، دارالمعروفة، بيروت، انيس

اور بھی مذکور ہے:

"المنکوحة للجدو أبی الجد و جد الجد و أب جد الجد من قبل الأب و الأم حرام"، إنتهی.

اور نانا کی زوجہ کی حرمت امہات نساء، یا امہات کی آیت میں داخل ہونے کی وجہ نہیں؛ بلکہ ﴿و لا تنکحوا ما نکح آبائکم﴾ (۱) اس صورت کو شامل ہے۔

ہدایہ میں ہے:

و لا بامرأة أبیه و أجداده، لقوله تعالیٰ: ﴿و لا تنکحوا ما نکح آبائکم﴾، انتہیٰ. (۲)

(مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحئی اردو: ۲۴۴)

سوتیلی نانی سے نکاح حرام ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ حقیقی نانی کے علاوہ بقیہ منکوحہ جد من قبل الام؛ یعنی حقیقی نانی کی سوت کو شرعاً نکاح میں لانا درست ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــ الأول

صورت مذکورہ بالا میں حقیقی نانی کی سوت کو نکاح میں لانا درست اور جائز ہے؛ اس لیے اس میں کسی قسم کی شرعی قباحت اور حرج متصور نہیں ہے، جیسے مولانا حاجی شاہ عبدالحی صاحب زاد فضلہ نے فرمایا کہ اول وجہ یہ ہے کہ "منکوحة الجد من قبل الأم تحت آیة حرمت ﴿لاَ تَنْکِحُوْا مَا نکح آباؤکم﴾ میں داخل نہیں؛ کیوں کہ لغت میں آباء کے معنی باپ دادا کے ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ قرآن پاک میں آباء کا اطلاق دادا پر ہوا ہے، جیسے قوله تعالیٰ ﴿قالوا نعبُدُ إلٰهک وَاِلٰهَ اٰبَائِکَ اِبْرَاهِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهاً وَّاحِدًا، إلخ﴾ نہ کہ نانا پر، لہٰذا قرآن میں جب آباء کا اطلاق نانا پر نہ ہوا تو معلوم ہوا کہ نانا آباء میں داخل نہیں ہے، پس جب نانا آباء میں داخل نہ ہو تو ان کے تحت آیۃ ﴿حرمت لاتنکحوا، إلخ﴾ میں داخل نہ ہوئی۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ خود واللہ تبارک وتعالیٰ نے کچھ دور کے بعد فرمایا ہے: ﴿حُرِّمَت عَلَیْکُمْ اُمَّهَاتُکُمْ، إلخ﴾ یعنی حرام کی گئیں مائیں تمہاری تم پر، اس سے بھی معلوم ہوا کہ نانا آباء میں داخل نہ تھا، ورنہ کیا ضرورت ﴿حرمت علیکم، إلخ﴾ فرمانے کی، لہٰذا یقینی امر یہ ہے کہ ﴿لاتنکحوا﴾ میں نانا داخل نہ تھا؛ اس لیے اس کی منکوحہ بھی نہ ہوئی تھی، اس کو ﴿حرمت علیکم امهاتکم﴾ سے حرمت میں داخل فرمایا، ورنہ آیت ثانی ارشاد ربانی فضول محض ہو، نعوذ باللہ من ذلک اور امہات میں نانی کی سوت داخل نہیں اور چوتھی وجہ یہ ہے کہ دادا باپ کی طرح ولی جابر ذوی الفرائض ہے، نہ کہ نانا، پس ان میں

---

(۱) سورة النساء: ۲٤

(۲) الهدایة، کتاب النکاح، باب المحرمات: ۱/۱۸٦، ط: دار إحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان

تفاوت عظیم ہے اوران کے احکام بھی متفاوت ہیں۔ پانچویں وجہ یہ ہے کہ فقہ کی کتابوں میں متون وشروح وفتاوی معتمدہ متداولہ مذہب حنفیہ میں حرمت کے لیے اصول وفروع،فروع اصل قریب وصلب اصل بعید ہونے کی وجہ لکھتے ہیں،حالاں کہ حقیقی نانی (کی سوت) کسی نوع محرمات میں داخل نہیں،لہٰذااس کونکاح میں لانا درست ہے،الغرض نانی کی سوت کی حرمت ثابت نہیں،لہٰذا حلت باقی ہے،**تعرف الاشیاء باضد ادھا**. واللہ اعلم

کتبہ الاحقر العبید ابوالفرید۔

الجواب صحیح: ابونصر محمد فضل الرحمٰن۔

الجواب صحیح ،فیض الرحمٰن عبدالوہاب۔

ہذا ہوالحق الصریح یا تیہ الباطل فمن خالفہ فھو جاہل: ابوالفتح محمد حبیب اللہ۔

الجواب صحیح ،خلافہ قبیح: محمد عبدالسلام۔

الجواب ـــــــــــــــــــــ الثانی

(از مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور)

مولانا لکھنوی اس استفتاء کا جواب اپنے فتاوی کی جلد ثانی (ص:۱۱) پر یہ تحریر فرماتے ہیں کہ حنفیہ کے نزدیک نانا کی زوجہ حرام ہے۔خزانۃ الروایات میں ہے:

’’امرأۃ الجد حرام،منکوحۃ الجد وأبی الجد وجد الجد وأب الجد من قبل الأب والأم حرام‘‘.

اورحرمت کی علت یہ ہے کہ ﴿**لاتنکحوا آباؤکم**﴾اس کوشامل ہے۔

ہدایہ میں ہے:

’’ولا بإمرأۃ أبیه وأجدادہ لقوله تعالیٰ ﴿ولاتنکحوا مانکح آباؤکم﴾‘‘.(۱)

اورفتح القدیر میں ہے:

’’اعْلَمْ أَنَّ امْرَأَةَ الْأَبِ وَالْأَجْدَادِ تَحْرُمُ بِمُجَرَّدِ الْعَقْدِ عَلَيْهَا‘‘.(ص:۳۵۹)(۲)

رہا یہ امرکہ آباء کا لفظ اس کوشامل نہیں؛ کیوں کہ آباء لغت میں باپ دادا کو کہتے ہیں تو یہ تحقیق باجماع علماء مسترد ہے؛ اس لیے کہ علماء کا اجماع ہے کہ اس آیت میں آباء سے مراداصول ہیں،جیسا کہ آئندہ آیت ﴿**و حلائل أبنائکم**﴾ ابناء سے مرادفروع ہیں،چناں چہ صادی حاشیہ جلالین میں کہتے ہیں کہ :

’’المراد بالنکاح العقد و بالآباء الأصول وإن علوا ففی عقد أحد من أصولک علیٰ امرأۃ فلا یحل لک ولا لأحد من ذریتک تزویجها بحال‘‘.(ص:۱۷۱)

---

(۱) الهدایة،فصل فی بیان المحرمات: ۱/۱۸۶،دار إحیاء التراث العربی بیروت،انیس

(۲) فتح القدیر،فصل فی بیان المحرمات: ۳/۱۱،دارالفکر بیروت،انیس

الغرض نانا کی منکوحہ سے نواسہ کا نکاح کرنا حرام ہے۔فقط
کتبہ اشفاق الرحمٰن
الجواب صحیح ،نکاح حرام ہے:عبداللطیف عفی عنہ

الجواب صحیح،قال فی الهندية: نساء الأباء والأجداد من جهة الأب والأم وإن علوا محرمات على التأبيد نكاحاً ووطئاً، كذا في الحاوي القدسي.(۱)

فما قاله المجيب الأول يدل علىٰ نقصان شبهة ''.فقط والله أعلم

بدالرحمٰن عفی عنہ (کاملپوری)

مجیب اول نے نانا کی منکوحہ کو نواسہ کے لیے حلال لکھا ہے،غلط ہے،معلوم ہوتا ہے کہ مجیب اوراس کے مصدقین علم سے بالکل بے بہرہ ہیں،ایسے لوگوں کو فتوی (دینا) اوراس کی تصدیق کرنا حرام ہے،صحیح یہ ہے کہ اصول کی منکوحات سے نکاح کرنا ناجائز ہے۔فقط واللہ اعلم

خلیل احمد عفی عنہ (فتاوی مظاہر علوم،ص:۱۱۴)

سوتیلی نانی سے نکاح:

سوال: سوتیلی نانی سے نکاح ازروئے شرع جائز ہے،یانہیں؟ یہاں ایک مفتی صاحب سے معلوم کیا تو انہوں نے بتلایا کہ نکاح جائز ہے۔صحیح مسئلہ سے آگاہ فرمائیں؟

الجواب ______________ وبالله التوفيق

سوتیلی نانی بھی محرم ہے،اس سے نکاح کرنا حرام ہے۔

قاضی خان،ص:۳۶۰ میں ہے:

أماالمحرمات بالعقد فمنكوحة الأب والجد من قبل الأب والأم وإن علا.(۲)

یعنی:باپ، دادا، نانا کی منکوحہ بھی حرام ہے،اسی طرح تمام کتب فقہ میں ایسا ہی لکھا ہے اور اصل الاصول؛ یعنی قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے:

(۱) الفتاویٰ الهندية،القسم الثاني المحرمات بالصهرية: ۲۷٤/۱،دارالفکربیروت،انیس

(۲) (وَامْرَأَةِ أَبِيهِ وَابْنِهِ وَإِنْ بَعُدَا) أَيْ تَحْرُمُ عَلَيْهِ امْرَأَةُ أَبِيهِ وَامْرَأَةُ ابْنِهِ وَإِنْ بَعُدَ الْأَبُ وَالِابْنُ بِأَنْ كَانَ أَبَ الْأَبِ أَوْ أَبَ الْأُمِّ أَوْ أَبَ أُمِّ الْأَبِ، وَإِنْ عَلَا أَوْ كَانَ ابْنُ الِابْنِ، وَإِنْ سَفَلَ أَمَّا امْرَأَةُ الْأَبِ فَلِقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَلا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ﴾(النساء: ۲۲) فَيَتَنَاوَلُ مَنْكُوحَةَ الْأَبِ وَطْئًا وَعَقْدًا صَحِيحًا، وَكَذَلِكَ لَفْظُ الْآبَاءِ يَتَنَاوَلُ الْآبَاءَ وَالْأَجْدَادَ وَإِنْ كَانَ فِيهِ جَمْعٌ بَيْنَ الْحَقِيقَةِ وَالْمَجَازِ؛ لِأَنَّهُ نَفْيٌ وَفِي النَّفْيِ يَجُوزُ الْجَمْعُ بَيْنَهُمَا كَمَا يَجُوزُ فِي الْمُشْتَرَكِ أَنْ يَعُمَّ جَمِيعَ مَعَانِيهِ فِي النَّفْيِ،.(تبيين الحقائق،فصل في المحرمات:۱۰۲/۲-۱۰۳،المطبعة الكبرى الأميرية بولاق،انيس)

﴿وَلَا تَنكِحُوا مَا نَكَحَ اٰبَاءُ كُمْ﴾ (سورة النساء: ۲۲)

یعنی جن عورتوں سے تمہارے باپ دادا نے نکاح کیا ہو، وہ بھی تم پر حرام ہیں۔

جس مفتی نے سوتیلی نانی سے جواز نکاح کا فتویٰ دیا ہے اوراس نے صحیح مسئلہ جانتے ہوئے غلط مسئلہ بتایا ہے تو بلاشبہ وہ بڑا گنہگار اور معصیت کبیرہ کا مرتکب ہوا ہے اور ہرگز اس سے دینی مسائل دریافت نہیں کرنا چاہیے۔اس کو لازم ہے علی الاعلان توبہ کرے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عباس: ۱۳۵۷/۱۱/۵ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۱۵۰/۴) ☆

حقیقی نانی کی سوتیلی بہن سے نکاح:

سوال: زید نے حقیقی نانی کی سوتیلی بہن سے شادی کرلی ہے، جواس وقت حاملہ ہے۔کیا نکاح صحیح ہوا؟

الجواب ـــــــــــــــــــ وباللہ التوفیق

زید نے حقیقی نانی کی سوتیلی بہن سے جوشادی کرلی ہے، یہ نکاح صحیح نہیں ہے؛ اس لیے کہ وہ زید کی ماں کی پھوپھی ہے اور وہ محرمات میں داخل ہے۔اکلیل میں ہے:

(قوله: عماتكم) من الأوجه الثلاثة عمته لأب وأم وعمته لأب وعمته لأم وكذا عمات أبيه وعمات أجداده وعمات أبيه وعمات جداته وإن علون. (ص: ۱۱۰)

عالمگیری میں ہے:

وكذا عمات أبيه وعمات أجداده وعمات أمه وعمات جداته. (الفتاویٰ الهندية: ۲۷۳/۱)

☆ سوتیلی نانی سے نکاح کرنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید اور ہندہ میاں بیوی ہیں، ہندہ کے بطن سے خالدہ پیدا ہوئی، پھر خالدہ اور بکر کی شادی ہوئی، خالدہ کے بطن سے عمر پیدا ہوا، اس کے بعد ہندہ کا انتقال ہوگیا، پھر زید نے دوسری شادی آمنہ سے کی، اس کے بعد زید کا بھی انتقال ہوگیا۔تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ عمر اور آمنہ کے درمیان نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟

باسمه سبحانه وتعالىٰ، الجواب ـــــــــــــــــــ وباللہ التوفیق

صورتِ مسئولہ میں نسبی رشتہ کے اعتبار سے آمنہ عمر کی والدہ خالدہ کی سوتیلی ماں؛ یعنی عمر کی نانی ہے، لہٰذا اُس کا نکاح آمنہ سے جائز نہیں ہے۔

ولا بامرأة أبيه وأجداده لقوله تعالىٰ: ﴿وَلَا تَنكِحُوا مَا نَكَحَ اٰبَآءُ كُمْ﴾. (الهداية، باب المحرمات: ۳۰۸/۲، كذا في مجمع الأنهر: ۳۲٤/۱، دار إحياء التراث العربي بيروت)

وتحرم عليه جداته من قبل أبيه وأمه، وإن علون بدلالة النص. (بدائع الصنائع، المحرمات بالقرابة: ۵۳۰/۲، زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۱۴۱۱/۵/۲۴ھ۔ (کتاب النوازل: ۲۴۶/۸)

حاصل یہ ہے کہ جس طرح اپنی پھوپھی ہر شخص پر حرام ہوتی ہے، اسی طرح اصل کی پھوپھی بھی حرام ہوتی ہے اور بیان اصل میں ماں ہے اور نانا کی سوتیلی بہن، اس کے لیے پھوپھی لاب ہے، لہٰذا وہ محرمات میں داخل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالصمد رحمانی، ۱۲/۱۲/۶/۱۳۷ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۱۴۴/۴)

حقیقی خالہ سے نکاح:

سوال: فہمیدہ اور زاہدہ دونوں حقیقی بہنیں ہیں، فہمیدہ کو ایک لڑکا ہے، زاہدہ کی شادی خورشید سے ہوئی تھی، خورشید کا انتقال ہوگیا ہے۔ اب فہمیدہ چاہتی ہے کہ میرے لڑکے کی شادی میری بہن (لڑکے کی خالہ) سے ہوجائے تو کیا یہ شادی جائز ہوگی، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

حقیقی خالہ سے نکاح شرعاً حرام ہے، لہٰذا صورت مسئولہ میں فہمیدہ کے لڑکے کا نکاح زاہدہ سے نہیں ہوسکتا ہے شرعاً ناجائز و حرام ہے۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی، ۲۶/۳/۰/۱۳۷ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۱۴۰/۴-۱۴۱)

خالہ سے نکاح:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ایک بھانجے نے اپنی حقیقی خالہ سے نکاح کیا، اس نکاح کے نتیجہ میں جو اولاد پیدا ہوئی، جو کہ نیک اور دینی مزاج رکھتی ہے، اس اولاد سے تعلقات رکھنے اور اس کے گھر کے کھانے پینے کا شرعاً کیا حکم ہے؟ براہ کرم آگاہ فرمائیں۔ (المستفتی: محمد فرمان)

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ، الجواب ــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

خالہ سے نکاح کے نتیجے میں جو اولاد پیدا ہوئی ہے وہ ناجائز ہے؛ لیکن اس اولاد سے تعلقات رکھنے اور ان کے گھر کا کھانے اور پینے میں کوئی حرج نہیں ہے؛ کیوں کہ ان اولادوں کے ناجائز اولاد ہونے میں خود کوئی ان کا قصور نہیں ہے، وہ مسلمان ہیں، اہل ایمان میں سے ہیں سارا گناہ ان دونوں کے سر ہوگا، اگر آج بھی یہ دونوں زندہ ہیں تو محلے اور علاقے کے لوگوں پر لازم اور ضروری ہے کہ وہ فوری طور پر ان دونوں کو الگ کردیں، بشرطیکہ خالہ سے مراد حقیقی خالہ ہو، اگر حقیقی خالہ نہیں ہے تو اس کا حکم دوسرا ہوگا اور بچے ہر حال میں مسلمان ہیں۔

حرم علی المتزوج ذکرا کان أو أنثیٰ نکاح أصله، وفروعه، أو نزل ... وعمته، وخالته، فهذه السبعة مذکورة فی الآیة حرمت علیکم أمهاتکم، وبنتکم، وأخوتکم، وعمتکم، وخلتکم. (شامی، زکریا: ۱۰۰/۴-۱۰۳، کراچی: ۲۸/۳، ۲۹، ۳۰)

---

(۱) ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ﴾ (سورۃ النساء: ۲۳)

عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كل مولود يلد على الفطرة، فأبواه يهودانه، أو ينصرانه. (أبوداؤد: ٦٤٨/٢، باب في ذراري المشركين، رقم: ٤٧١٤)

قلت: يظهرلي الحكم بالإسلام للحديث الصحيح كل مولود يولد على الفطرة، قالوا إنه جعل اتفاقهما ناقلا له عن الفطرة، فإذا لم يتفقا بقي على الفطرة. (شامي، زكريا: ٣٧١/٤، كراچي: ١٩٧/٣)

عن أبي هريرة قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: إذا دخل أحدكم على أخيه المسلم فليأكل من طعامه، و لايسأل، ويشرب، من شرابه ولايسأل. (شعب الإيمان، دارالكتب العلمية بيروت: ٦٧/٥، رقم: ٥٨٠١) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۱۴؍محرم الحرام ۱۴۳۶ھ (فتویٰ نمبر: الف ۴۱؍۱۱۸۲۱)

الجواب صحیح: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۱۴؍۱؍۱۴۳۶ھ۔ (فتاوی قاسمیہ: ۱۳؍۲۹۰،۲۹۱) ☆

سوتیلی خالہ سے نکاح جائز نہیں:

سوال: سوتیلی خالہ سے نکاح جائز ہے، یا نہیں؟ اور آیت کریمہ میں لفظ ﴿خٰلٰتكم﴾ سے کیا مراد ہے؟ اور لفظ جمع سے کیوں تعبیر فرمایا ہے؟

☆ **سگی خالہ سے نکاح:**

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ میرے لڑکے ساجد وشال جو کہ مرکزی سرکار میں اچھے عہدہ پر ہے، میری سگی سالی یعنی اپنی خالہ گوہر سے نکاح کر لیا ہے، جس میں کسی عزیز کو بھی معلوم نہیں ہوا اور کافی عرصہ کے بعد پتہ چلا، اس میں شریعت کیا کہتی ہے؟ اس کی روشنی میں جواب دیں۔ لڑکے کی عمر ۲۸؍سال ہے اور لڑکی کی عمر قریب ۴۰؍سال ہے۔ (المستفتی: محمد خالد وشال، دھام پور، بجنور)

باسمه سبحانه وتعالىٰ، الجواب ــــــــــــ وبالله التوفيق

آپ کے لڑکے ساجد وشال نے اپنی سگی خالہ گوہر کے ساتھ جو نکاح کیا ہے، وہ قرآن وحدیث کی رو سے قطعی طور پر حرام ہے۔ دونوں کو ساتھ رہنا ہرگز جائز نہیں ہے، یہ نکاح ہوا ہی نہیں، یہ ہمیشہ کے لیے زنا کاری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَاَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ﴾ (النساء: ٢٣)

(ترجمہ: تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں حرام ہوئی ہیں۔ (ترجمہ شیخ الہند: ۱۰۴)

وحرم على المتزوج ذكراً كان أو انثىٰ نكاح أصله، وفروعه، أو نزل وبنت أخيه، وأخته وبنتها، ولو من زنى و عماته، وخالاته. (الدرالمختار مع الشامي، كتاب النكاح، فصل في المحرمات، زكريا: ١٠٠/٤، الهندية، زكريا: ٢٧٣/١، البحرالرائق كوئٹه: ٩٣/٣، زكريا: ١٦٢/٣) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۸؍جمادی الثانیہ ۱۴۱۹ھ (فتویٰ نمبر: الف ۳۳؍۵۸۰۹)

الجواب صحیح: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۹؍۶؍۱۴۱۹ھ۔ (فتاوی قاسمیہ: ۱۳؍۲۹۱-۲۹۲)

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

﴿وخٰلٰتکم﴾ میں ہرسہ اقسام کی خالات داخل ہیں اور سب سے نکاح حرام ہے، خواہ ماں کی حقیقی بہن ہو، یا باپ میں شریک؛ یعنی علاتی بہن ہو، یا ماں میں شریک؛ یعنی اخیافی بہن ہو۔ (هٰکذا فی کتب التفسیر والفقه) (۱)

(فتاویٰ دار العلوم دیو بند: ۳۱۵/۷)

سوتیلی خالہ سے نکاح:

سوال: سوتیلی خالہ سے نکاح جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ وباللّٰه التوفیق

صورت مسئولہ میں سوتیلی خالہ سے نکاح درست نہیں حرام ہے، خواہ علاتی ہو، یا اخیافی۔ (شرح وقایہ: ۱۲۱۱/۲) (۲)

علاتی یعنی باپ ایک ماں دو، اخیافی؛ یعنی ماں ایک اور باپ دو، دونوں صورتوں میں سوتیلی خالہ سے نکاح درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سید نظام الدین، ناظم امارت شرعیہ، ۱۹/۵/۱۴۲۵ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۱۴۱/۴)

سوتیلے ماموں اور سوتیلی خالہ سے نکاح کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ زید کی شادی اس کی سوتیلی خالہ اور زید کی بہن کی شادی اس کے سوتیلے ماموں سے ہوسکتی ہے، جب کہ زید کے نانا تو سگے ہیں؛ لیکن نانی سوتیلی ہیں۔

الجواب ــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

زید کی شادی اس کی سوتیلی خالہ سے حرام ہے اور اسی طرح زید کی بہن کی شادی اس کے سوتیلے ماموں سے ناجائز اور حرام ہے؛ کیوں کہ مذکورہ سوتیلی خالہ اور سوتیلا ماموں، حقیقی خالہ اور حقیقی ماموں کے مانند ہیں۔

لمافی القرآن الکریم (سورة النساء: ۲۳): ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَاَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الاَخِ﴾ (الآية)

وفی الهندية (۲۷۳/۱، الباب الثالث فی بیان المحرمات) وهی تسعة أقسام القسم الأول المحرمات بالنسب وهن الأمهات والبنات والأخوات والعمات والخالات وبنات الأخ وبنات الأخت فهن محرمات نكاحاً ووطئا ودواعيه على التأبيد... وأما الأخوات فالأخت لأب وأم والأخت لأم وكذا بنات الأخ والأخت وإن سفلن... وأما الخالات فخالته لأب وأم وخالته لأب وخالته لأم وخالات آبائه وأمهاته. (نجم الفتاویٰ: ۲۱۸/۴-۲۱۹)

---

(۱) دخل فيه الأخوات المتفرقات وبناتهن، إلخ، والعمات والخالات المتفرقات. (البحر الرائق: ۹۹/۳، ظفير)

(۲) حرم على المرء أصله وفرعه ... والأصل البعيد الأجداد والجدات فتحرم بنات هؤلاء الصلبية أى العمّات والخالات لأب وأم أو لأب أو لأم. (شرح الوقاية: ۱۱/۲-۱۲)

علاتی خالہ سے نکاح جائز نہیں:

سوال: زید کے خسر کے دو بیوی ہیں، ایک بیوی سے جو لڑکی ہے، وہ زید سے منسوب ہے اور دوسری بیوی سے جو لڑکی ہے، اس سے زید کے لڑکے کا نکاح جائز ہے، یا نہیں؟ یعنی زید کے لڑکے کا نکاح اپنی سوتیلی خالہ سے درست ہے، یا نہیں؟

الجواب

زید کے خسر کی دونوں لڑکیاں جو زید کے خسر کی دو زوجہ کے بطن سے ہیں، وہ دونوں لڑکیاں علاتی بہنیں؛ یعنی باپ شریک بہنیں ہیں، پس زید کے پسر کا نکاح اس کی خالہ علاتی سے درست نہیں ہے۔ قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿حرمت علیکم أمہٰتکم وبنٰتکم وأخوتکم وعمٰتکم وخالٰتکم﴾(۱) اس آیت سے ہر قسم کی خالہ کی حرمت ثابت ہے، یعنی عینی وعلاتی واخیافی ہر قسم کی خالہ سے نکاح حرام ہے۔(۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۱۷/۷) ☆

علاتی خالہ سے نکاح:

سوال: زید کے محل اولیٰ سے ایک نواسہ ہے، اس کا نکاح زید کے محل ثانی کی لڑکی سے ہوسکتا ہے، یا نہیں؟ گویا یہ لڑکی اس لڑکے کی علاتی خالہ ہے، زید کی لڑکی کہتی ہے کہ اس طرح کا نکاح میرے سامنے کلکتہ میں ہوا ہے۔

الجواب وباللّٰہ التوفیق

جس طرح حقیقی خالہ سے نکاح حرام ہے، اسی طرح علاتی خالہ، اخیافی خالہ، رضاعی خالہ سب سے نکاح حرام ہے۔(۳) زید کی یہ لڑکی زید کے نواسہ کی علاتی خالہ ہے؛ اس لیے ان دونوں میں نکاح حرام ہے، اگر کوئی شخص اپنی ماں سے نکاح کرے تو اس کے کرنے سے ماں سے نکاح حلال نہیں ہوگا۔ فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی، ۱۳۷۷/۲/۳/۶ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۱۴۲/۴)

اخیافی خالہ سے نکاح:

سوال: ایک عورت کی والدہ کی دو شادیاں ہوئیں پہلے شوہر کے انتقال کے بعد دوسرے شخص سے دوسری شادی ہوئی۔ پہلے شوہر سے زاہدہ اور دوسرے فاطمہ پیدا ہوئیں، زاہدہ کو ایک لڑکا ہے۔ کیا اس لڑکے کا نکاح اپنی اخیافی خالہ فاطمہ سے جائز ہے؟

---

(۱) النساء: ۲۴، ظفیر

(۲) دخل فیہ الأخوات المتفرقات وبناتھن وبنات الأخوۃ المتفرقین والعمات والخالات المتفرقات؛ لأن الإسم یشمل الکل. (البحر الرائق، فصل في المحرمات: ۹۹/۳، ظفیر)

☆ کذا فی فتاویٰ باقیات صالحات، ص: ۱۸۷، انیس

(۳) وأما الخالات فخالتہ لأب وأم وخالتہ لأب وخالتہ لأم وخالات آبائہ وأمھاتہ. (الفتاوی الھندیۃ، الباب الثالث في بیان المحرمات، القسم الأول المحرمات بالنسب: ۲۷۳/۱)

الجواب ـــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

اخیافی خالہ سے نکاح ناجائز وحرام ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی، ۲۷؍۳؍۱۳۷۰ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ:۱۴۱/۴)

خالہ کا بھانجے سے نکاح جائز نہیں:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ میرا ایک دوست ہے، جس نے دو نکاح کئے: ایک عورت کا نام فاطمہ، دوسری کا آمنہ ہے۔ فاطمہ سے ایک لڑکی پیدا ہوئی، جس کا نام رابعہ ہے، میرے دوست نے اپنی بیٹی رابعہ کا نکاح خالد نامی ایک شخص سے کر دیا اور اس خالد کا رابعہ سے ایک لڑکا ہوا اور میرے دوست کی دوسری بیوی آمنہ سے بھی ایک لڑکی پیدا ہوئی، اب میرے دوست کا ارادہ ہے کہ میری اس بیٹی کا نکاح خالد کے لڑکے کے ساتھ ہو جائے۔ نیز میرا دوست خالد کا بہنوئی بھی ہے اور خالد اس کا داماد بھی ہے؛ کیوں کہ میرے دوست کی منکوحہ آمنہ خالد کی بہن ہے اور میرے دوست کی بیٹی رابعہ خالد کی بیوی ہے۔ اب صورتِ مندرجہ بالا میں ایک وجہ سے خالد کی اولاد کا آمنہ کی لڑکی کے ساتھ خالہ کا رشتہ بنتا ہے اور ایک وجہ سے پھوپھی کی لڑکی کا رشتہ متصور ہوتا ہے، لہٰذا اس مسئلہ میں تسلی بخش جواب عنایت فرما کر ثواب دارین حاصل فرمائیں۔

الجواب ـــــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

حرمت نکاح کے اسباب میں سے ایک سبب نسب بھی ہے؛ یعنی ذی رحم محرم سے نکاح کرنا جائز نہیں، لہٰذا صورت مسئولہ میں آمنہ کی لڑکی اور رابعہ کے لڑکے کا آپس میں رشتہ خالہ اور بھانجے کا ہے؛ کیوں کہ رابعہ اور آمنہ کی لڑکی آپس میں بہنیں ہیں اور خالہ اور بھانجے کا آپس میں نکاح ناجائز ہے، اگر چہ والد کے رشتے سے وہ لڑکی اس کی پھوپھی زاد بہن بنتی ہے؛ لیکن والدہ کے رشتہ سے خالہ ہونے کی وجہ سے یہ نکاح حرام ہوگا۔

لما فی القرآن الکریم (سورۃ النساء: ۲۳): ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ﴾ (الآیۃ)

وفی الشامیۃ (۲۸/۳): وفروع أجداده وجداته ببطن واحد فلهذا تحرم العمات والخالات وتحل بنات العمات والاعمام والخالات والأخوال، فتح. (نجم الفتاویٰ:۲۱۸/۴)

خالو اور پھوپھا محرم ہیں، یا غیر محرم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ خالہ، بھانجی، پھوپھی، بھتیجی

---

(۱) وأما الخالات فخالته لأب وأم وخالته لأب وخالته لأم وخالات آبائه وأمهاته. (الفتاوى الهندية، الباب الثالث فی بیان المحرمات، القسم الأول المحرمات بالنسب: ۲۷۳/۱)

ایک شخص کے نکاح میں جمع بیک وقت نہیں ہوسکتی ہیں۔کیا ہندہ کے لیے ہندہ کے خالو اور پھوپھا محرم ہیں، یا غیر محرم؟

(المستفتی: رشید احمد سیڈھا، بجنور، یوپی)

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ، الجواب ــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

جب تک ہندہ کی خالہ، خالو اور پھوپھی پھوپھا کے نکاح میں رہیں گی، اس وقت تک ہندہ کے خالو اور پھوپھا اس کے محرم رہیں گے اور خالہ اور پھوپھی کے نکاح سے نکل جانے کے بعد، یا وفات پاجانے کے بعد اختتام عدت پر ہندہ کا نکاح خالو، یا پھوپھا کے ساتھ جائز اور درست ہے۔ (مستفاد: فتاوی دار العلوم: ۲۴۹/۷)

عن أبی هريرة قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم: لاتنكح المرأة علی عمتها، ولاعلی خالتها. (الصحيح لمسلم، كتاب النكاح، باب تحريم الجمع بين المرأة و عمتها،أو خالتها فی النكاح، النسخة الهندية: ۴۵۲/۱، بيت الأفكار رقم: ۱۴۰۸، صحيح البخاری، كتاب النكاح، باب لاتنكح المرأة على عمتها، النسخة الهندية: ۷۶۶/۲، رقم: ۴۹۱۷، ف: ۵۱۰۸)

وحرم الجمع بين المحارم نكاحاً أی عقداً صحيحاً وعدةً ولو من طلاق بائن–لحديث مسلم "لاتنكح المرأة علیٰ عمتها "وهو مشهور يصلح مخصصاً للكتاب. (الدر المختار مع الشامی، زكريا: ۱۱۵/۴، كراچی: ۳۸/۳-۳۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۱۵/ ربیع الاول ۱۴۱۸ھ (فتویٰ نمبر: الف ۹۲۰۸/۳۸) (فتاوی قاسمیہ: ۲۹۳/۱۳-۲۹۴)

ماں بیٹی دو بھائیوں کے نکاح میں ہو، ان کی اولاد کے درمیان نکاح کا مسئلہ:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ دو سگے بھائی ہیں، انہیں میں سے ایک بھائی نے ایک عورت سے نکاح کیا اور دوسرے بھائی نے اس عورت کی بیٹی سے نکاح کیا، اب دونوں سے اولاد پیدا ہوگئی، پھر ان اولاد کی اولاد پیدا ہوگئی اب اس بیٹی کے بیٹیوں کے بیٹیوں کا نکاح ماں کے لڑکوں کے ساتھ جائز ہے، یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

(المستفتی: مرزا جان ٹیکسلا)

الجواب ــــــــــــــــ

یہ لڑکیاں اور لڑکیوں کی لڑکیاں ان لڑکوں کے بھانجیاں اور بھانجیوں کی بیٹیاں ہیں، جو کہ محرمات میں سے ہیں۔(۱) **قال اللّٰہ تعالیٰ ﴿وبنات الأخت﴾ (الآية)** (۲) **وهو الموفق** (فتاویٰ فریدیہ: ۲۹۵/۴)

---

(۱) قال العلامة ابن الشحنة: ويحرم على الرجل نكاح اصوله... وفروعه... وفروع اصوله أی الاخوة والأخوات وأولادهم وأولاد أولادهم وإن نزلوا. (لسان الحكام يلی معين الحكام: ۳۱۷/۱، الفصل الثالث عشر فی النكاح)

(۲) سورة النساء: ۲۳

نواسی سے نکاح حرام ہے اور اس کے معاون فاسق ہیں:

سوال: زید نے حقیقی نواسی سے عقد کیا تو زید کے لیے شرعاً کیا حکم ہے اور جو لوگ اس کے معاون ومددگار ہیں، ان کے لیے کیا حکم ہے؟

الجواب

نواسی حقیقی سے نکاح کرنا قطعاً حرام ہے اور یہ نصِ قطعی سے ثابت ہے۔(۱) لہٰذا مرتکب اس فعلِ شنیع کا فاسق وفاجر ہے اور اگر وہ توبہ نہ کرے اور اس کو علاوہ حدہ نہ کرے تو اس سے متارکت ومقاطعت لازم ہے اور جو لوگ اس کے معاون ومددگار ہیں اور اس کا ساتھ دیتے ہیں، وہ بھی فاسق ہیں، اعانتِ معصیت بھی معصیت ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وتعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الإثم والعدوان﴾(۲) فقط

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳۲۰/۷-۳۲۱)

نواسی سے نکاح:

سوال: نواسی سے نکاح درست ہے، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــ حامداً ومصلیاً

جس طرح اپنی حقیقی بہن سے نکاح حرام ہے، اسی طرح حقیقی بہن کی لڑکی اور اس کی لڑکی سے بھی حرام [ہے]۔

لقوله تعالیٰ: ﴿حرمت علیکم أمهاتكم وبناتكم وأخواتكم وعماتكم وخالاتكم وبنات الأخ وبنات الأخت﴾ (الآیة) وتحرم علیه بنات الأخ وبنات الأخت بالنص، هو قوله تعالیٰ: ﴿وبنات الأخ وبنات الأخت﴾ وبنات بنات الأخ والأخت، وإن سفلت بالإجماع". (بدائع الصنائع: ۲۵۷/۲)(۳)

حررہ العبد محمود غفر لہ، دار العلوم دیوبند، ۱۳۸۹/۶/۸ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۱۷/۱۱)

علاتی نواسی سے شادی درست نہیں ہے:

سوال: میاں بھائی کی دو زوجہ بی جان وعمدہ بی بی ہیں، بی جان سے ایک لڑکا محبوب اور عمدہ بی سے ایک لڑکی مسماۃ حشمت، اس کی لڑکی معصوم بی اس کی لڑکی قطب بی ہے، محبوب کا نکاح قطب بی سے جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

مسماۃ قطب بی محبوب کی بہن علاتی حشمت بی کی نواسی ہے، لہٰذا نکاح محبوب کا مسماۃ قطب بی سے حرام قطعی ہے۔

---

(۱) ﴿حرمت علیکم أمهٰتكم وبنٰتكم وأخوٰتكم وعمّٰتكم وخٰلٰتكم﴾ (سورة النساء: ۲۴، ظفیر)
والبنت عبارة عن كل أنثیٰ رجع نسبها إلیک بالولادة بدرجة أو درجات. (تفسیر الخازن: ۴۰۴/۱، ظفیر)

(۲) سورة المائدة: ۱، ظفیر

(۳) بدائع الصنائع، كتاب النكاح، فصل في المحرمات بالقرابة: ۴۰۶/۳-۴۱۰، دار الكتب العلمية بيروت

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وبنٰت الأخ وبنٰت الأخت﴾ (الآیة)(۱)

پس جیسے بہن سے نکاح حرام ہے، بہن کی اولاد اور اولاد اولاد سے بھی نکاح حرام ہے اور یہی مراد ہے بنات الاخت سے اور اخت میں تینوں قسم کی اخت داخل ہیں؛ عینی علاتی اخیافی۔ (۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۲۲/۷)

اپنی لڑکی کا نکاح اپنے سگے نواسے سے کرنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید سے دو بیویوں کی اولاد ہے، پہلی بیوی کی اولاد سے وہ نواسی نواسوں والا ہے، اب وہ خود اپنی ہی لڑکی اپنے نواسے کو دینا چاہتا ہے، جو کہ خود اس کا سگا نواسہ ہے، کیا شرعی اعتبار سے ایسا ممکن ہے؟

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ، الجواب ــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

زید کا اپنی سگی لڑکی کا سگے نواسے سے نکاح کرنا قطعاً حرام ہے؛ اس لیے کہ زید کی لڑکی اس کے نواسے کی سگی خالہ ہوتی ہے اور خالہ سے نکاح قطعاً جائز نہیں ہے۔

وتحرم علیه أخواته وعماته وخالاته بالنص، وهو قوله عزوجل: ﴿وَاَخَوَاتُکُمْ وَعَمّٰتُکُمْ وَخٰلٰتُکُمْ﴾. (بدائع الصنائع: ۲/ ۵۳۰، زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۱۴۲۸/۲/۷ھ، الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ۔ (کتاب النوازل: ۲۵۱/۸)

نواسہ اور پوتے کی بیوی محرمات سے ہے، یا نہیں:

سوال: نواسہ اور پوتے کی بیوی سے پردہ ہے، یا نہیں؟ وہ محرمات میں سے ہے، یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــ

نواسہ اور پوتے کی بیوی سے پردہ نہیں ہے، وہ محرمات میں سے ہے۔ قولہ تعالیٰ ﴿حلائل أبنائکم﴾ یعنی بیٹے کی بیوی سے نکاح حرام ہے اور بیٹے کے عموم میں پوتا نواسہ بھی داخل ہے، لہٰذا ان کی بیبیوں سے بھی نکاح جائز نہ ہوگا۔ روح المعانی میں ہے:

ثم یراد بالأبناء الفروع فتحرم حلیلة الابن السافل علی الجد الأعلی وکذا ابن البنت وإن سفل. (روح المعانی: ٤/ ٣٦٠، سورة النساء) فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ: ۸/ ـــــــ)

☆☆☆

(۱) سورة النساء: ٢٤، ظفیر

(۲) دیکھئے تفسیر خازن: ۴۰۴/۱ ظفیر

حرمت نکاح بہ سبب جمع محارم

کن عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ زید نے عمر کی ربیبہ (دوسری بیوی سے بیٹی) سے نکاح کیا ہے، کیا عمر کی حقیقی بیٹی سے زید نکاح کرسکتا ہے؛ یعنی ربیبہ اور عمر کی حقیقی بیٹی ماں شریک بہنیں ہیں، کیا ان کے درمیان جمع بین الاختین کی وجہ سے حرمت آتی ہے، یا نہیں؟ اگر حرمت آتی ہے تو اول کو طلاق دینے کے بعد عدت گزرنے کا انتظار کیا جائے، یا فوراً نکاح جائز ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

دو ایسی عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا درست نہیں، جن میں سے کسی بھی ایک کو اگر مرد فرض کیا جائے تو پھر ان کا آپس میں نکاح درست نہ ہو، لہٰذا صورت مسئولہ میں عمر کی ربیبہ اور حقیقی بیٹی جو ربیبہ کی ماں سے ہے، ان دونوں کو نکاح میں ایک ساتھ جمع کرنا درست نہیں، اگر ایک سے نکاح وہمبستری کر چکا ہے تو دوسری سے نکاح کرنے کے لیے ضروری ہے کہ پہلی کو طلاق دے اور جب اس کی عدت ختم ہوجائے تو پھر دوسری سے نکاح کی اجازت ہے۔

لما في الهندية (۲۷۳/۱): **وأما الأخوات فالأخت لأب وأم والأخت لأم وكذا بنات الأخ والأخت وإن سفلن.**

وفيه ايضا (۲۷۷/۱): **وأما الجمع بين ذوات الأرحام فإنه لا يجمع بين أختين بنكاح ولا بوطء بملك يمين سواء كانتا أختين من النسب أو من الرضاع هكذا في السراج الوهاج والأصل أن كل امرأتين لو صورنا إحداهما من أى جانب ذكرا لم يجز النكاح بينهما برضاع أو نسب لم يجز الجمع بينهما، هكذا في المحيط.**

وفي الدرالمختار(۳۸/۳)**:(و) حرم (الجمع) بين المحارم (نكاحا) أى عقدا صحيحا (وعدة ولو من طلاق بائن و) حرم الجمع (وطأ بملك يمين بين امرأتين أيتهما فرضت ذكرا لم تحل للأخرى)أبدا لحديث مسلم لا تنكح المرأة على عمتها.**

وفي الرد تحته:قوله (بين المحارم)...وأراد بالمحارم ما يشمل النسب والرضاع... قوله (وأيتهما فرضت إلخ) أى أية واحدة منهما فرضت ذكرا لم يحل للأخرى كالجمع بين المرأة وعمتها أو خالتها. (نجم الفتاویٰ:۲۵۵/۴)

کن عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بہت سی عورتوں کے بارے میں سنا ہے کہ انہیں نکاح میں جمع کرنا حرام ہے، جن کا قرآن پاک میں بھی ذکر ہے، کیا ایسا ہی ہے؟ کیا دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا جائز ہے؟ کن کن عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا ناجائز ہے؟ کیا کوئی اصول ہے کہ میں پہچان لوں کہ یہ قاعدہ ہے اور کوئی عقلی وجہ اکابر نے لکھی ہو تو ازراہِ کرم وہ بھی لکھ دیں، میں اس معاملے میں پریشان ہوں؛ کیوں کہ بظاہر دو بہنیں ایک ہی گھر میں آجائیں تو یہ سہولت والا معاملہ ہے۔

الجواب ــــــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

نکاح سے متعلق جو نصوص وارد ہوئے ہیں، ان نصوص کو مدنظر رکھتے ہوئے دو عورتوں کو ایک نکاح میں جمع کرنے سے متعلق فقہاءِ کرام نے ایک اصول مستنبط کیا ہے، اگر آپ اس اصول کو ذہن میں رکھیں تو آپ کبھی پریشان نہ ہوں گے۔ وہ یہ ہے کہ اگر دو عورتوں میں سے ہر ایک کو مرد اور دوسری کو عورت فرض کرلیں تو اُن کا نکاح آپس میں جائز نہ ہو تو ایسی دو عورتوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا حرام ہے، مثلاً دو بہنوں میں سے ایک مرد دوسری کو عورت شمار کریں تو بہن بھائی بن گئے اور بہن بھائی کا نکاح آپس میں جائز نہیں، اسی طرح پھوپھی بھتیجی کے رشتہ میں پھوپھی کو مرد شمار کریں تو چچا بن گیا اور چچا بھتیجی کا نکاح آپس میں جائز نہیں، اس کے برعکس بھتیجی کو مرد شمار کریں تو وہ بھتیجا بن گیا اور بھتیجا اور پھوپھی کا نکاح آپس میں جائز نہیں ہے۔

لہٰذا اصول مذکورہ اور نصِ قرآنی سے معلوم ہوا کہ دو بہنوں کو بیک وقت نکاح میں جمع کرنا حرام ہے اور اسی طرح پھوپھی بھتیجی اور خالہ بھانجی کو خواہ نسبی ہوں، یا رضاعی جمع کرنا جائز نہیں، جب کہ نکاح کے مقاصد میں سے بڑا مقصد نسل انسانی کی بڑھوتری ہے، جس کا سبب تعدد ازواج ہے اور ظاہر ہے تعدد ازواج کی صورت میں بیویاں آپس میں لڑتی بھی ہیں؛ لیکن شریعت مطہرہ نے نسل انسانی کی بڑھوتری کے عظیم نفع کے مقابلے میں بیویوں اور سوتنوں کے جھگڑے کو برداشت کیا اور تعدد ازدواج سے منع نہیں کیا؛ لیکن جب یہی تعدد ازدواج دو خونی رشتوں کو جمع کرنے کی صورت میں ہو تو شریعت نے اس کو منع قرار دے دیا؛ کیوں کہ جب دو خونی رشتے سوتنوں کی صورت میں ظاہر ہوں گے تو اُن کا آپس میں لڑنا جھگڑنا ظاہر اور معروف ہے اور آپس کا یہ لڑنا جھگڑنا قطع رحمی کا سبب بنے گا، جو کہ حرام ہے اور جو حرام کا سبب بنے وہ بھی حرام ہے اور قطع رحمی سے بچانا ہی حکمت ہے دو خونی رشتوں کو جمع نہ کرنے کی۔

لـمافي الدرالمختار (۳/ ۳۰،فـصل فی المحرمات): و حـرم الـمصاهرة (بنت زوجته الموطوئة وأم زوجتـه) وجـداتهـا مـطـلـقـا بمجرد العقد الصحيح (وإن لم توطأ) الزوجةلما تقرر أن وطء الأمهات يحرم البنات ونكاح البنات يحرم الأمهات ويدخل بنات الربيبة والربيب.

و فی الموسوعة الفقهية (۲۱۳/۳۶):حكمة التحريم: أمر الإسلام بصلة الرحم والحرص على الروابط التی تربط الأفراد بعضهم ببعض وحمايتها من الخصومات والمنازعات،وقد قال الكاسانی: إن نكاح هؤلاء يفضی إلى قطع الرحم لأن النكاح لا يخلو من مباسطات تجری بين الزوجين عادة، وبسببها تجری الخشونة بينهما، وذلک يفضی إلى قطع الرحم، فكان النكاح سببا لقطع الرحم، مفضيا إليه، وقطع الرحم حرام، والمفضی إلى الحرام حرام... أصل الزوجة وهی أمها وأم أمها، وأم أبيها وإن علت... فروع الزوجة، وهن بناتها، وبنات بناتها، وبنات أبنائها وإن نزلن، لأنهن من بناتها بشرط الدخول بالزوجة، وإذا لم يدخل فلا تحرم عليه فروعها بمجرد العقد. (نجم الفتاویٰ:۲۵۶،۲۵۵/۴)

ایک عورت سے نکاح کے بعد اس کی بیٹی سے نکاح کرنا:

سوال: زیب النساء بیوہ سے شرف الدین نے نکاح کیا، ابھی صحبت نہیں ہوئی تھی کہ بیوی نے اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح شرف الدین سے کردیا، جس پر برادری میں شور مچ گیا۔ یہ بات بالکل سچی ہے کہ ابھی خلوت پہلی بیوی زیب النساء سے نہیں ہوئی تو اب کون سا نکاح درست ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً ومصلیاً

ماں اور بیٹی کا نکاح میں جمع کرنا حرام ہے، (۱) لہٰذا جب زیب النساء سے نکاح ہو چکا ہے تو اس کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں ہوا؛ مگر چوں کہ ابھی زیب النساء سے صحبت کی نوبت نہیں آئی؛ اس لیے اس کو اگر اس حالت میں طلاق دے دے گا تو اس لڑکی سے نکاح کی اجازت ہو جائے گی؛ لیکن یہ نکاح کافی نہیں ہوگا، دوبارہ نکاح کرنا پڑے گا۔ پھر زیب النساء ہمیشہ کے لیے حرام ہو جائے گی، خواہ اس کی لڑکی سے صحبت ہو، یا نہ ہو۔ اگر زیب النساء سے صحبت وغیرہ ہوگی، یا ہو جائے تو اس کی وجہ سے بھی اس کی لڑکی ہمیشہ کے لیے حرام ہو جائے گی۔ (۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳۹۵/۱/۲۴ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۴۳۲/۱۱)

---

(۱) "وحرم الجمع إمرأتين أيتهما فرضت ذكراً،لم تحل للأخرىٰ أبداً، فجاز الجمع بين إمرأة وبنت زوجها، إلخ". (الدر المختار، كتاب النكاح،باب المحرمات: ۳۸/۳،سعيد)

(۲) "عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده أن النبی صلی اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم قال:"أيما رجل نكح امرأة،فدخل بها،فلا يحل له نكاح إبنتها،فإن لم يكن دخل بها،فلينكح إبنتها وأيما رجل نكح امرأة، فدخل بها أو لم يدخل،فلايحل له نكاح أمها"... قالوا: إذا تزوج الرجل إمرأة،ثم طلقها قبل أن يدخل بها حل له أن ينكح إبنتها،وإذا تزوج الرجل الابنة فطلقها قبل أن يدخل بها،لم يحل له نكاح أمها،لقول اللّٰه تعالىٰ:﴿وأمهات نسائكم﴾". (سنن الترمذی، كتاب النكاح،باب ما جاء فی من يتزوج المرأة ثم يطلقها قبل أن يدخل بها،هل يتزوج ابنتها أم لا: ۲۱۲/۱،سعيد/والسنن الكبرى للبيهقی، كتاب النكاح، باب ما جاء فی قول اللّٰه تعالىٰ:﴿وأمهات نسائكم وربائبكم التی فی حجوركم﴾:۱۶۰/۷،نشر السنة ،ملتان)

ماں بیٹی کو نکاح میں جمع کرنا:

سوال (۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ہندہ نے زید سے نکاح کیا ایک لڑکی خالدہ پیدا ہوئی، ہندہ کے شوہر زید کا انتقال ہوگیا، ہندہ کی لڑکی خالدہ بالغ ہوگئی، حامد نے ہندہ کی عدت گزر جانے کے بعد ہندہ سے اور ہندہ کی لڑکی خالدہ دونوں سے نکاح کرلیا اور دونوں ماں، بیٹی حامد کی زوجیت میں رہنے لگیں، معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا ہندہ اور خالدہ کا نکاح حامد سے صحیح ہوگیا؟

(۲) اگر حامد نے ہندہ سے نکاح تو کرلیا؛ مگر صحبت نہیں کی تو کیا ہندہ کی کسی بھی بالغ لڑکی سے نکاح اور صحبت حامد کرسکتا ہے۔

﴿وَرَبَآئِبُكُمُ اللّٰاتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِنْ نِسَآئِكُمُ اللّٰاتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ﴾ کا کیا مطلب ہے؟ (المستفتی: باشندگان ملک مقیم پور، بجنور)

باسمه سبحانه وتعالیٰ، الجواب ـــــــــــــــــــــ وبالله التوفيق

(۱) ہندہ اور خالدہ ماں، بیٹی ہیں، ان دونوں کو کسی ایک شخص کے نکاح میں جمع کرنا قطعاً حرام اور ناجائز ہے۔ قرآن کریم کے اندر اس کی حرمت نازل ہوئی ہے، اگر دونوں سے ایک ساتھ نکاح کیا ہے تو کسی کے ساتھ بھی نکاح درست نہیں ہوا ہے۔

والجمع بين المرأة وعمتها، وبنتها، وبين خالتها ماقد حرمه الله تعالىٰ على لسان رسول الله صلى الله عليه وسلم. (بدائع الصنائع، كراچی: ۲/۲۶۳، زكريا: ۲/۵٤٠، دارالكتب العلمية بيروت: ۳/٤۳۷)

(۲) اگر ہندہ سے صرف عقد نکاح کیا ہے اور رخصتی اور ہمبستری سے پہلے اس کو طلاق دے دی ہے تو ایسی صورت میں ہندہ کی کسی بھی بالغ لڑکی سے نکاح کرنا اور صحبت کرنا جائز ہے۔

﴿وَرَبَآئِبُكُمُ اللّٰاتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِنْ نِسَآئِكُمُ اللّٰاتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ﴾ (النساء: ۲۳)

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده، أن النبى صلى الله عليه وسلم قال: أيما رجل نكح امرأة فدخل بها، فلا يحل له نكاح ابنتها، وإن لم تكن دخل بها، فلينكح ابنتها. (سنن الترمذی، كتاب النكاح، باب ماجاء فيمن يتزوج المرأة، ثم يطلقها قبل أن يدخل بها هل يتزوج ابنتها أم لا، النسخة الهندية: ۱/۲۱۲، درالسلام رقم: ۱۱۱۷) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۹ رمحرم الحرام ۱۴۳۰ھ (فتویٰ نمبر: الف ۹۷۳۳/۳۸)

الجواب صحیح: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۹/۱/۱۴۳۰ھ۔ (فتاوی قاسمیہ: ۱۳/۴۰۴، ۴۰۶)

بیوی اوراس کی سوتیلی ماں کوایک نکاح میں جمع کرنے پرایک اشکال وجواب:

سوال: جن دوعورتوں کو بیک وقت نکاح میں جمع کرنا جائزنہیں ہے، جیسے دوبہنیں، خالہ بھانجی، پھوپھی بھتیجی، وغیرہ تو ایسی عورتوں کونکاح میں بیک وقت ساتھ نہ رکھنے کی اصل علت قطع رحمی ہے اور یہ علتِ قطع رحمی بیوی کی سوتیلی ماں میں بھی پائی جاتی ہے۔ یہ قاعدہ ہے کہ جن دوعورتوں میں سے ایک کومردتصور کریں اور دوسری کوعورت تو ان کا آپس میں نکاح جائزنہیں ہوتا ہوتو ان کوایک ساتھ جمع کرنا بھی جائزنہیں ہوگا تو بیوی اوراس کی سوتیلی ماں میں سے بیوی کومردتصورکرلیا جائے تو اس بچے کا اپنی سوتیلی ماں سے نکاح ابدی طور پرحرام ہے تو پھران دونوں کوایک ساتھ نکاح میں رکھنا کیوں جائز ہے؟

دوسری بات کہ قرآن پاک میں بھی ﴿وَلَا تَنكِحُوا مَا نَكَحَ آبَائُكُم مِّنَ النِّسَاءِ﴾ باپ کی منکوحہ سےنکاح کرنے کومنع کیا گیاہے،علت قطع رحمی کا پایا جانا ہے، لہٰذا آپ بتائیں کہ قطع رحمی کی علت کے ہوتے ہوئے نکاح میں بیوی اوراس کی سوتیلی ماں کوایک ساتھ رکھنا کیوں جائز ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

ہر وہ دوعورتیں کہ جن میں نسبی ورضاعی تعلق وقرابت دونوں طرف سے پایا جاتا ہواوران دونوں میں سے ہرایک کو اگرمردتصورکیا جائے اوردوسری کوعورت تو ان کا آپس میں نکاح درست نہ ہوتو شریعت نے ان کو بیک وقت ایک مرد کے نکاح میں جمع کرنے سے منع کیا ہے، جیسے دوبہنیں ہیں۔

البتہ ایسی دوعورتیں جن میں سے ہرایک کومردتصورکریں اوردوسری کوعورت تو شریعت نے ان کوایک دوسرے سے نکاح کی رخصت دی ہوتو ان کو بیک وقت ایک مرد کے نکاح میں جمع کرنے کی اجازت ہے، جیسے دواجنبی عورتیں اور خالہ زادبہنیں، پھوپھی زادبہنیں اورایسی دوعورتیں ہوں کہ ایک طرف سے اگرایک کومرداوردوسری کوعورت تصورکریں تو ان کا نکاح جائز نہ ہو؛ لیکن اگر دوسری طرف سے ایک کومرداوردوسری کوعورت تصورکریں تو ان کا نکاح آپس میں جائز ہوتو پھربھی ان کو بیک وقت ایک مرد کے نکاح میں رکھنا جائز ہے، جیسے لڑکی اوراس کی سوتیلی ماں، لڑکی کو اگرمرد فرض کریں، تب تو لڑکے کا اپنی سوتیلی ماں سے نکاح جائزنہیں؛ لیکن اگر یہاں سوتیلی ماں کومردتصورکریں تو یہ اجنبی ہونے کی وجہ سے مذکورہ لڑکی سے اس کا نکاح جائز ہے تو اسی وجہ سے لڑکی اوراس کی سوتیلی ماں کو بیک وقت ایک مرد کے نکاح میں رکھنا جائز ہے؛ کیوں کہ اس صورت میں علت قطع رحمی وتعلق قرابت مفقود ہے اورنکاح کے عدم جواز کے لیے علت قطع رحمی وتعلق قرابت کا پایا جانا دونوں طرف سے ضروری ہے۔

لـمافي اعلاء السنن (۲۹/۱۱،بـاب جـواز الجمع بين امرأة وبنت زوج،الخ،ادارة القرآن) : ولنا قـول الله تعالىٰ﴿وَأُحِلَّ لَكُم مَّا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ﴾ ولأنهما لاقرابة بينهما فاشبهتا الأجنبيتين، ولو كان

لرجل ابن من غير زوجته ولها بنت من غيره أو كان له بنت ولها ابن جاز تزويج أحدهما من الآخر في قول عامة الفقهاء.

وفي الهندية (۱/۲۷۷، الباب الثالث في المحرمات): والأصل أن كل امرأتين لو صورنا إحداهما من أي جانب ذكراً لم يجز النكاح بينهما برضاع أو نسب، لم يجز الجمع بينهما، هكذا في المحيط. (نجم الفتاویٰ: ۴/۲۶۰، ۲۶۱)

بیوی اور اس کی رضاعی، یا سوتیلی ماں کو جمع کرنے میں فرق کی وجہ:

سوال: اپنی بیوی کی سوتیلی ماں سے نکاح جائز ہے، یا نہیں؟ نیز بیوی کی رضاعی ماں کا کیا حکم ہے؟ وہ جائز ہے، یا ناجائز؟ نیز بیوی اور اس کی سوتیلی ماں کو جمع کرنا، یا بیوی اور اس کی رضاعی ماں کو جمع کرنا، ان دونوں کا حکم بھی لکھ دیں۔ برائے کرم فقہ حنفی کے صریح جزئیات سے ثابت کردیں، ایک صاحب کو اشکال ہے کہ رضاعی اور سوتیلی ماں ایک جیسی ہیں، حلال ہیں، یہ حقیقی ساس کی طرح نہیں، لہٰذا آپ صریح جزئیات سے رضاعی اور سوتیلی ساس کے احکام لکھ دیں۔

الجواب ــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

اپنی بیوی کی سوتیلی ماں سے نکاح کرنا جائز ہے۔ اپنی بیوی کی رضاعی ماں سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ وجہ فرق یہ ہے کہ نکاح کے عدم جواز کے لیے دو رشتوں کا ہونا ضروری ہے: (۱) نسب، (۲) رضاعت۔ ان دونوں میں سے کوئی ایک رشتہ پایا گیا تو اس مرد، یا عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں ہوگا، اپنی بیوی کی سوتیلی ماں سے نکاح کے جائز ہونے کی وجہ یہی ہے کہ مذکورہ بالا دونوں رشتوں میں سے یہاں کوئی رشتہ نہیں پایا جاتا، لہٰذا بیوی کی سوتیلی ماں سے نکاح جائز ہے، جب کہ اپنی بیوی کی رضاعی ماں سے نکاح کے جائز نہ ہونے کی وجہ ظاہر ہے کہ یہاں رضاعی رشتہ پایا جاتا ہے، لہٰذا بیوی کی رضاعی ماں کے رضاعی ساس کے حکم میں ہونے کی وجہ سے نکاح جائز نہیں ہوگا، چنانچہ اپنی بیوی اور اس کی سوتیلی ماں کو ایک ساتھ نکاح میں رکھنا بھی جائز ہے، جب کہ بیوی کی رضاعی ماں سے نکاح جائز نہیں ہے تو ان کو ایک ساتھ نکاح میں رکھنا بھی جائز نہ ہوگا۔

نیز بیوی اور اس کی سوتیلی ماں کو نکاح میں جمع کرنا اس لیے بھی جائز ہے؛ کیوں کہ جمع کی حرمت کے لیے فقہاء نے جو اصول بیان کیا ہے، وہ ان پر صادق نہیں آتا۔ اصول یہ ہے کہ جن دو عورتوں میں سے ہر ایک کو مرد اور دوسری کو عورت فرض کرلیں تو اُن کا نکاح آپس میں جائز نہ ہو تو ایسی دو عورتوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا حرام ہے، مثلاً دو بہنوں میں سے ایک کو مرد اور دوسری کو عورت شمار کریں تو بہن بھائی بن گئے اور بہن بھائی کا نکاح آپس میں جائز نہیں، اسی طرح پھوپھی بھتیجی کے رشتہ میں پھوپھی کو مرد شمار کریں تو چچا بن گیا اور چچا بھتیجی کا نکاح آپس میں جائز نہیں، اس کے برعکس بھتیجی کو مرد شمار کریں تو وہ بھتیجا بن گیا اور بھتیجا اور پھوپھی کا نکاح آپس میں جائز نہیں ہے، لہٰذا ان کو ایک شخص کے نکاح میں جمع کرنا بھی جائز نہیں، جب کہ سوتیلی ماں کو اگر مرد تصور کریں تو وہ اجنبی بن جاتا ہے۔

لمافی الهندية (۲۷۷/۱، كتاب النكاح، الباب الثالث فی المحرمات، ط:ماجديه) : كل من تحرم بالقرابة والصهرية تحرم بالرضاع على ما عرف فی كتاب الرضاع كذا فی محيط السرخسی القسم الرابع المحرمات بالجمع... وأما الجمع بين ذوات الأرحام فإنه لا يجمع بين أختين بنكاح ولا بوطء بملك يمين سواء كانتا أختين من النسب أومن الرضاع هكذا فی السراج الوهاج والأصل أن كل امرأتين لو صورنا إحداهما من أی جانب ذكرا لم يجز النكاح بينهما برضاع أونسب لم يجز الجمع بينهما هكذا فی المحيط فلا يجوز الجمع بين امرأة وعمتها نسبا أورضاعا وخالتها كذلك ونحوها ويجوز بين امرأة وبنت زوجها فإن المرأة لو فرضت ذكرا حلت له تلك البنت بخلاف العكس.

وفی الدرالمختار (۳۸/۳): (و)حرم الجمع (وطأ بملك يمين بين امرأتين أيتهما فرضت ذكرا لم تحل للأخرى)أبدا،لحديث مسلم.

وفی الرد تحته:(قوله:وأيتهما فرضت،إلخ) أی أية واحدة منهما فرضت ذكراً لم يحل للأخرى كالجمع بين المرأة وعمتها أوخالتها والجمع بين الأم والبنت نسبا أو رضاعا. (نجم الفتاویٰ:۲۵۶/۴، ۲۵۷)

ربیب کی ماں کے نکاح میں ہوتے ہوئے اس کی مطلقہ بیوی سے نکاح:

سوال: ایک شخص نے اپنی بھاوج سے نکاح کیا، اس کے ایک بچہ بھائی کا دودھ پی رہا تھا، جب یہ بچہ جوان ہوگیا تو اس کی شادی کردی، اس لڑکے نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی، تو پھر چچا نے اس کی بیوی سے نکاح کرلیا تو یہ نکاح جائز ہے، یانہیں؟ جب کہ لڑکے کی ماں اس کے نکاح میں موجود ہے۔ لوگ اس کو زنا کہتے ہیں۔

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ حامداً ومصلیاً

ایسی دوعورتوں کو نکاح میں جمع کرنا ناجائز ہے کہ دونوں میں سے جس کو بھی مرد فرض کیا جائے، تو اس کا نکاح دوسری سے ناجائز ہو، یہاں یہ صورت ہے کہ اگر اپنی پہلی منکوحہ کو یہ شخص مرد فرض کرے تو اس کا نکاح لڑکے کی بیوی سے ناجائز ہوگا؛ کیوں کہ وہ اس کے بیٹے کی بیوی ہوگی اور قرآن کریم میں ہے:

﴿وحلائل أبناء كم الذين من أصلابكم﴾ (۱)

اگر اس لڑکے کی بیوی کو مرد فرض کریں، تو اس کا نکاح اس پہلی منکوحہ سے ناجائز نہیں ہوگا؛ کیوں کہ کوئی حرمت کا رشتہ نہیں، ربیب کی بیوی سے نکاح جائز نہیں۔

---

(۱) سورة النساء:۲۳

"وأما الفرقة الثالثة،فحليلة الابن من الصلب وإبن الإبن وإبن البنت وإن سفل،فتحرم على الرجل حليلة إبنه من صلبه بالنص،وهو قوله عزو جل:﴿وحلائل أبنائكم الذين من أصلابكم﴾". (بدائع الصنائع،كتاب النكاح،فصل فی الفرقة الثالثة من المحرمات: ۴۱۹/۳ ،دارالكتب العلمية بيروت)

"ولاتحرم زوجة الربيب ولازوجة الراب،آه".(۱)

قال العلامة الحصكى رحمه الله تعالىٰ:"وحرمة الجمع بين إمرأتين أيتهما فرضت ذكراً لم تحل للأخرىٰ أبداً، فجازالجمع بين إمرأة وبنت زوجها أوإمرأة ابنها أو أمة؛لأنه لوفرضت المرأة أومراة الإبن ذكراً،لم يحرم بخلاف عكسه، آه". (الدرالمختار: ٢٩٤/٢)(۲)

پس اس نکاح کوزنا کہنا غلط ہے؛ کیوں کہ یہ نکاح جائز ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبدمحمودغفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳۹۱/۳/۲۹ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ:۱۱/۴۳۷)

پھوپھی بھتیجی کا جمع کرنا نکاح میں حرام ہے:

سوال: پھوپی، بھتیجی ایک شخص کے نکاح میں جمع ہوسکتی ہیں، یانہیں؟

الجواب

پھوپی اور بھتیجی ایک شخص کے نکاح میں ایک وقت میں جمع نہیں ہوسکتی۔

درالمختار میں اور مسلم شریف میں ہے:

لاتنكحواالمرأة علىٰ عمتها ولا علىٰ خالتها ولاعلىٰ إبنة أخيها ولاعلىٰ إبنة أختها.(۳)

پس ایسا ارادہ ہرگز نہ کیا جاوے، یہ حرام قطعی ہے، البتہ اگر منکوحہ سابقہ کوطلاق دے دے اوراس کی عدت گزر جاوے، یا وہ فوت ہوجائے تو پھراس کی بھتیجی سے نکاح صحیح ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۷/۴۴۰)

پھوپھی اور بھتیجی کو نکاح میں جمع کرنا:

سوال: میں بی بی رفیزہ بیگم بنت سہراب خان نے مورخہ ۹۹/۷/۳۰ء کو اسلامی رسم ورواج کے مطابق سمیع داد خاں سے نکاح کرلیا، یہ رشتہ میرے اپنے پھوپھا سے ہوا ہے اور میری پھوپھی بھی حیات سے ہیں، لہٰذا دریافت یہ ہے کہ یہ نکاح ازروئے شرع درست ہوا، یانہیں؟ کچھ لوگ اس نکاح کو ناجائز کہتے ہیں۔

---

(۱) رد المحتار، كتاب النكاح ،فصل فى المحرمات: ٣١/٣،سعيد

(۲) الدرالمختار، كتاب النكاح،باب المحرمات: ٣٨/٣، ٣٩،سعيد

(۳) دیکھئے: البحرالرائق،فصل فى المحرمات: ١٠٤/٣،ظفير، نیز دیکھئے: البناية: ٥١٩/٤-٥٢٠)

اس مضمون کی روایت حضرت جابر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، امام بخاریؒ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں روایت نقل کی ہے:

نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم "أن تنكح المرأة علىٰ عمتها أوعلىٰ خالتها". (صحيح البخارى،رقم الحديث: ٤٨١٩ ،باب لا تنكح المرأة علىٰ عمتها، كتاب النكاح. الصحيح لمسلم،رقم الحديث: ١٤٠٨ ،باب تحريم الجمع بين المرأة و عمتها أوخالتها، كتاب النكاح،انيس)

الجواب ـــــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

پھوپھی اور بھتیجی کو نکاح میں جمع کرنا شرعاً حرام ہے۔

(و)حرم الجمع ... (بين امرأتين أيتهما فرضت ذكرالم تحل للأخرىٰ).(الدرالمختار)

(قوله: أيتهما فرضت،الخ) أى أية واحدة منهما فرضت ذكراً لم يحل للأخرىٰ كالجمع بين المرأة وعمتها أو خالتها.(ردالمحتار: ٢٨٤/٢)

لہٰذا صورت مسئولہ میں پھوپھی کے نکاح میں رہتے ہوئے آپ نے جو اپنے پھوپھا سے نکاح کیا تو یہ نکاح شرعاً صحیح ومنعقد نہیں ہوا، دونوں فوراً علاحدگی اختیار کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد جنید عالم ندوی قاسمی، ۱۲؍شوال ۱۴۲۰ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۱۴۹/۴) ☆

پھوپھی بھتیجی ایک نکاح میں جمع نہیں ہوسکتی:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور وہ عورت اپنے خاوند کے پاس ۹؍ یا ۱۰؍ برس رہی، اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا اور دو برس کا ہو کر فوت ہوگیا اور وہ عورت اس کی منکوحہ کسی رنج، یا تکلیف کے سبب سے اپنے والدین کے مکان پر آ گئی اور کچھ عرصہ کے بعد اس کے شوہر نے اپنی زوجہ کی حقیقی بھتیجی سے نکاح کرلیا، اب ایک شخص کے نکاح میں یہ ہر دو پھوپھی بھتیجی جائز ہوسکتی ہیں، یا نہیں؟ اور بعد نکاح بھتیجی کے لوگوں کے کہنے سننے سے چار پانچ روز کے بعد پہلی زوجہ یعنی پھوپھی کو طلاق دے دیا۔ اب کون جائز ہوسکتی ہے، یا کوئی نہیں؟ بینوا توجروا۔

☆ **پھوپھی اور بھتیجی کو ایک نکاح میں جمع کرنا:**

سوال: کیا سگی پھوپھی اور بھتیجی کو ایک نکاح میں شرعا جمع کیا جاسکتا ہے، یانہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــ

پھوپھی اور بھتیجی کے درمیان ایسا رشتہ ہے کہ اگر دونوں میں سے کسی ایک کو بھی مرد فرض کرلیا جائے تو دوسری کا نکاح اس سے جائز نہیں؛ اس لیے ان دونوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا شرعا جائز نہیں۔

قال ابن نجيم المصرى: حرم الجمع بين امرأتين إذا كانتا بحيث لو قدرت إحداهُما ذكرًا حرم النكاح بينهما أيتهما كانت المقدرة ذكراً كالجمع بين المرأة وعمّتها ... لحديث مسلم لاتنكح المرأة علىٰ عمّتها،إلخ.(البحر الرائق: ٩٧/٣، كتاب النكاح، فصل فى المحرمات)

قال ابن عابدين تحت (قوله وايتهما فرضت): أى أية واحدة منهما فرضت ذكرًا لم يحل للأخر كالجمع بين المرأة وعمتها،إلخ.(ردّ المحتار: ٣٨/٣، كتاب النكاح،فصل فى المحرمات)

ومثله فى بدائع: ٢٦٢/٢، كتاب النكاح،فصل أن لايقع نكاح المرأة. (فتاوی حقانیہ: ۳۳۵/۴)

الجواب

پھوپھی اور بھتیجی دونوں ایک شخص کے نکاح میں جمع نہیں ہوسکتیں؛اس لیے پھوپھی کی موجودگی نکاح میں جواس کی بھتیجی سے نکاح کیا گیا ہے، وہ فاسد ہے، درست نہیں ہوا،البتہ پھوپھی کو طلاق دے کر اس کی عدت طلاق تمام ہوجانے کے بعد بھتیجی سے نکاح ہوسکتا ہے

پس صورت مسئولہ میں اس شخص نے اپنی بیوی کی بھتیجی سے پھوپھی کو نکاح میں رکھتے ہوئے جو نکاح کیا ہے، یہ بہت بڑا گناہ ہوا اس سے توبہ علانیہ لازم ہے اور بھتیجی سے علاحدگی واجب ہے، پھر چوں کہ اس نے پہلی بیوی کو طلاق دے دی ہے تو جب اس کی عدت طلاق تین حیض پوری ہوجاوے،اس کے بعد اس کی بھتیجی سے دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے۔ واللہ اعلم

۲۰/ذی قعدہ ۱۳۴۹ھ (امداد الاحکام:۳/۲۵۵)

پھوپھی بھتیجی کو نکاح میں جمع کرنے کی حرمت:

سوال: زید صاحب اولاد ہے اور متقی ہے اور چالیس برس کا ہے اور زوجہ اولیٰ زندہ ہے، من بعد وہ یعنی زید اپنی زندہ زوجہ کی سوتیلی پھوپھی (بنگینی عمہ) سے نکاح کرتا ہے۔ آیا یہ نکاح جائز ہے، یا نہیں؟ اور جب اس کو ٹوکا گیا تو اپنے فعل پر اصرار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے کسی کتاب میں ایسا نکاح ناجائز نہیں دیکھا، کیا ایسا شخص متقی ہے؟ کیا اسکے پیچھے نماز پڑھی جاسکتی ہے؟ کیا یہ کفر کی حد تک پہنچتا ہے، آپ فتویٰ دیں؟

الجواب

فی الدرالمختار،باب المحرمات: وعمته وخالته [إلٰی قوله] ويدخل عمة جده وجدته وخالتهما الأشقاء وغيرهن.

فی ردالمحتار (قوله:الأشقاء وغيرهن) لايختص هٰذا التعميم بالعمة والخالة فإن جميع ما تقدم سوى الأصل والفرع كذلک، كما أفاده الاطلاق. (۲/۴۵۵)(۱)

وفی الدرالمختار:(و)حرم (الجمع) بين المحارم (نكاحاً) أی عقداً صحيحاً[إلٰی قوله] (... بين إمرأتين أيهما فرضت ذكراً لم تحل الأخرىٰ) أبداً، لحديث مسلم:"لاتنكح المرأة علىٰ عمتها" وهو مشهور يصلح مخصصاً للكتاب.

فی ردالمحتار:(قوله:وهو مشهور):فإنه ثابت فی صحيحی مسلم وابن حبان ورواه أبوداؤد والترمذی والنسائی وتلقاه الصدرالأول بالقبول من الصحابة والتابعين ورواه الجم الغفير منهم أبوهريرة وجابر وابن عباس وابن عمر وابن مسعود وأبوسعيد الخدری فيصلح مخصصاً [إلٰی أخرما قال وأطال](۲/۴۶۶)(۲)

(۱) الدرالمختار،فصل فی المحرمات:۳/۳۰،دارالفکربیروت،بیروت،انیس

(۲) الدرالمختار مع ردالمحتار،فصل فی المحرمات:۳/۳۸-۳۹،دارالفکر بیروت،انیس

روایت اولیٰ سے معلوم ہوا کہ پھوپھی خواہ سگی ہو، یا سوتیلی؛ یعنی باپ کی علاّتی بہن، یا اخیافی سب حرام ہیں اور دوسری روایت سے معلوم ہوا کہ جن عورتوں میں ایک کو مرد فرض کرنے سے دوسری سے نکاح حرام ہو، ان کو جمع کرنا حرام ہے اور صورت مسئولہ میں جن عورتوں کو جمع کیا ہے، یہ پھوپھی بھتیجی ہیں، جن میں ایک کو مرد فرض کرنے سے اس کا نکاح دوسرے سے حرام ہے **للروایة الأولیٰ**، پس دونوں کو جمع کرنا لامحالہ حرام ہوگا **للروایة الثانیة**، ایسا شخص ہرگز متقی نہیں، اگر وہ اس فعل سے توبہ کرکے پھوپھی کو چھوڑ نہ دے فاسق ہے اور یہ فسق قریب بکفر ہے، امامت اس کی جائز نہیں۔ فقط

۲۵ر شوال ۱۳۲۶ھ (تتمہ اولیٰ، ص:۶۷) (امداد الفتاویٰ جدید:۲/۳۱۶)

پھوپھی، بھتیجی کا ایک شخص کے نکاح میں جمع ہونا:

سوال: زید نے اپنی حقیقی بہن ہندہ کا نکاح عمر کے ساتھ کردیا تھا، بہن مذکورہ حیات ہے اور نکاح میں ہے، اب زید نے اپنی لڑکی کا نکاح بھی عمر کے ساتھ کردیا ہے، یہ جائز ہے، یا نہیں؟ ماجد کہتا ہے کہ ہرگز نہیں ہونا چاہیے۔

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

ماجد ٹھیک کہتا ہے کہ یہ نکاح ہرگز جائز نہیں، فوراً اپنی لڑکی کو اس سے علاحدہ کردے، ورنہ یہ نکاح کے نام پر حرام کاری ہوگی۔(۱) فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳۸۹/۸/۵ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ:۱۱/۴۲۵)

جن دو عورتوں کے درمیان پھوپھی بھتیجی کا رشتہ ہو، ان دونوں کو بیک وقت کوئی اپنے نکاح میں جمع نہیں کرسکتا:

سوال: ایک عورت کا زید سے نکاح ہوکر اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا، زید کے اس لڑکے کو ایک لڑکی پیدا ہوئی، زید کے انتقال کے بعد زید کی عورت نے بکر سے نکاح کرلیا، بکر سے ایک لڑکی پیدا ہوئی، ایک شخص بکر کی لڑکی کو نکاح میں لاکر بعد ازاں زید کے لڑکے کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہے، اس پر فتویٰ کیا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

هو المصوب: عورت مذکورہ کی بیٹی (جو اس کے دوسرے خاوند بکر سے پیدا ہوتی ہے) اور اس کی پوتی (جو اس

---

(۱) "ولا یجمع بین المرأة وعمتها أو خالتها أو إبنتة أخیها أو إبنة أختها، لقوله علیه السلام: "لا تنکح المرأة علیٰ عمتها ولا علیٰ خالتها ولا علیٰ إبنة أخیها ولا علیٰ إبنة أختها، إلخ". (الهدایة، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات: ۳۰۸/۲، ۳۰۹، مکتبة شرکة علمیة، ملتان/ونصب الرأیه لأحادیث الهدایة للزیلعی، کتاب النکاح، فصل فی بیان المحرمات: ۱۶۹/۳، المکتبة المکیة بیروت/والحدیث رواه البخاری فی صحیحه فی کتاب النکاح، باب: لاتنکح المرأة علیٰ عمتها: ۷۶۶/۲، قدیمی)

کے پہلے خاوند زید سے پیدا شدہ بیٹے کی بیٹی ہے) ان دونوں کے درمیان اخیافی پھوپھی بھتیجی کا رشتہ ہے۔ پھوپھی کسی قسم کی ہو، نکاح میں رہتے ہوئے اس کی بھتیجی سے نکاح کرنا جائز نہیں۔ اگر نکاح ہو گیا ہے تو مسئلہ جاننے کے بعد فوراً اس نکاح کو توڑ دینا اور ہر ایک کا دوسرے کو چھوڑ دینا واجب ہے۔ اگر وہ نہ چھوڑیں تو قاضی نافذ الاحکام نہ ہونے کی بنا پر اہل اسلام پر لازم ہے کہ ان کو جدا کر کے توبہ کرائیں۔ اگر ان دونوں میں ہمبستری ہو چکی ہو تو اس کو مہر مثل دینا ہوگا۔ بشرطیکہ وہ مہر مسمی سے زائد نہ ہو۔ اگر وہ عورت حاملہ نہیں ہے تو تین حیض پورے ہونے تک اور اگر حاملہ ہے تو بچہ پیدا ہونے تک عدت گزارنا واجب ہے اور اس شخص پر لازم ہے کہ عدت کے دن پورے ہونے تک پہلی عورت سے دور رہے؛ یعنی اس کو چھونے اور بوسہ لینے اور جماع کرنے سے باز رہے۔ اگر اس سے بچہ پیدا ہو گیا تو اس بچہ کا نسب اس شخص سے ثابت ہوگا، جیسا کہ درمختار میں ہے:

(و)حرم (الجمع) بين المحارم (نكاحاً) ...(وعدة ولو من طلاق بائن و)حرم الجمع (وطء بملک يمين بين إمرأتين أيتهما فرضت ذكراً لم تحل للأخرى)أبداً،إنتهىٰ.(۱)

اور اسی میں لکھا ہے:

(ويجب مهر المثل في نكاح فاسد) ... (بالوطء) ...(ولم يزد) ... (على المسى) ... (و) يثبت (لكل واحد منهما فسخه ولو بغير محضر عن صاحبه دخل بها أولا) في الأصح خروجاً عن المعصية فلا ينافي وجوبه بل يجب على القاضي التفريق بينهما (وتجب العدة بعد الوطء) ... (من وقت التفريق) ... (ويثبت النسب)،انتهىٰ.(۲)

اور فتاویٰ عالمگیریہ میں لکھا ہے:

وإن تزوجها في عقدتين فنكاح الأخيرة فاسد ويجب عليه أن يفارقها ولو علم القاضي بذلک يفرق بينهما فإن فارقها قبل الدخول لايثبت شيءٔ من الأحكام وإن فارقها بعد الدخول فلها المهر ويجب الأقل من المسمىٰ ومن مهر المثل وعليها العدة ويثبت النسب ويعتزل عن إمرأته حتىٰ تنقضي عدة أختها،كذا في محيط السرخسي.(۳)فقط والله أعلم بالصواب

کتبہ عبدالوہاب کان اللہ لہ (فتاویٰ باقیات صالحات، ص:۱۴۹،۱۵۰)☆

---

(۱) الدر المختار،فصل في المحرمات:۳/۳۸-۳۹،دار الفكر بيروت،انيس

(۲) الدر المختار،مطلب في النكاح الفاسد:۲/۱۳۱-۱۳۴،دار الفكر بيروت،انيس

(۳) الفتاوىٰ الهندية،القسم الرابع المحرمات بالجمع:۱/۲۷۷-۲۷۸،دار الفكر بيروت،انيس

☆ **پھوپھی اور بھتیجی کو بیک وقت نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں:**

سوال: زید کی منکوحہ زینب زید کے گھر میں بحیثیت زوجہ سکونت پذیر ہے اور بقول زینب زید کے ساتھ زوجیت کے سوا زینب کا اور کوئی رشتہ نہیں ہے۔ اس صورت میں زید اپنی زوجہ زینب کی حقیقی برادر زادی سے نکاح کر لے تو کیا یہ شرعاً جائز ہو سکتا ہے؟==

پھوپھی کی موجودگی میں بھتیجی سے نکاح کالعدم ہوگا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مثلاً زید کی ایک بیوی ہندہ ہے، اب زید نے ہندہ کا نکاح باقی رکھتے ہوئے ہندہ کی بھتیجی زینب سے شادی کرلی۔اب زید کا دونوں کے ساتھ نکاح برقرار رہے گا، یا نہیں؟ اگر نکاح برقرار رہے گا تو ان میں ہندہ کے ساتھ باقی ہے، یا زینب کے ساتھ اور اگر برقرار نہیں رہے گا تو ہندہ کا نکاح فسخ ہوگا، یا زینب کا، یا ان دونوں کا نکاح فسخ ہوجائے گا۔نیز جس کے ساتھ نکاح فسخ ہوجائے گا، اس کے ساتھ دوبارہ نکاح کرنے کے لیے حلالہ شرط ہے، یا نہیں؟ برائے مہربانی قرآنی وسنت کی روشنی میں جواب دے کر میری راہنمائی فرمائیں۔

الجواب ــــــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

صورت مسئولہ میں زید کا ہندہ کے ہوتے ہوئے اس کی بھتیجی زینب سے نکاح کرنا جائز نہیں، اگر کرلیا ہے تو یہ نکاح منعقد ہی نہیں ہوا، لہٰذا زینب کو چھوڑ دے، باقی ہندہ سے اس کا نکاح برقرار رہے گا، ہندہ کے ہوتے ہوئے زینب سے نکاح کی کوئی صورت نہیں۔

لما في الدر المختار (۳۸/۳):(و) حرم (الجمع) بين المحارم (نكاحا) أى عقدا صحيحا (وعدة ولو من طلاق بائن و) حرم الجمع (وطأ بملك يمين بين امرأتين أيتهما فرضت ذكرا لم تحل للأخرى)أبداً.

وفي الرد تحته: قوله (أى عقدا صحيحا) الأنسب حذف قوله صحيحا كما فعل في البحر والنهر ولذا قال ح لا ثمرة لهذا القيد فيما إذا تزوجهما في عقد واحد فإنه لا يكون صحيحا قطعا ولا فيما إذا تزوجهما على التعاقب وكان نكاح الأولىٰ صحيحا فإن نكاح الثانية والحالة هذه باطل قطعا.

(نجم الفتاویٰ:۴/ ۲۵۷، ۲۵۸)

== الجواب ـــــــــــــــــــــــــــ

هو الموفق للصواب: جن دو عورتوں کے درمیان ایسا رشتہ ہو کہ ان میں سے کسی ایک کو مرد فرض کرلیا جائے تو دوسری اس پر حرام ہو؛ جیسے خالہ، بھانجی، پھوپھی بھتیجی، دو بہنیں حقیقی ہوں، یا سوتیلی، ایسی دو عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں، چاہے دونوں سے ایک ہی ایجاب وقبول سے نکاح کرے، یا ایک عورت نکاح میں، یا عدت میں ہوتے ہوئے دوسری سے نکاح کرے، چناں چہ وقایۃ الروایۃ میں لکھا ہے:

وحرم على المرء الجمع بين إمرأتين أيتهما فرضت ذكراً لم تحل له الأخرىٰ.

اور مختصر وقایہ میں ہے:

ويحرم في نكاح إمرأة وعدتها نكاح إمرأة أيتهما فرضت ذكراً لم تحل له الأخرىٰ.

چوں کہ صورت مسئولہ میں زینب زید کے نکاح میں ہے؛ اس لیے اس کی برادر زادی سے نکاح کرنا جائز نہیں، حرام ہے۔ہدایہ میں ہے:

ولا يجمع بين المرأة وعمتها، إنتهىٰ. (الهداية، فصل في بيان المحرمات: ۱۸۷/۱، دار إحياء التراث العربي بيروت، انيس) (فتاویٰ باقیات صالحات، ص:۱۶۸)

پھوپھی اوراس کی بھتیجی کونکاح میں جمع کرنے اور ہدایہ کی عبارت کی توضیح:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ "قوله: ولا على ابن أخيها،إلخ، ذكر النهي من الجانبين للمبالغة في التحريم أو لإزالة الاشكال،فربما يظن أن نكاح ابنة الأخ على العمة لا يجوز ونكاح العمة على بنت الأخ يجوز لفضل العمة كما لا يجوز نكاح الأمة على الحرة و يجوز نكاح الحرة على الأمة، كذا في الكافي" ،کیا اس حکم کے تحت بھتیجی کے ہوتے ہوئے عورت کی بھتیجی سے نکاح جائز ہے؟ یا کیا پھوپھی کوطلاق دے کر بھتیجی کے ساتھ نکاح کرسکتا ہے اور پھر دوبارہ بھتیجی کی موجودگی میں اس کی اسی پھوپھی سے نکاح کرسکتا ہے؟ بینوا توجروا۔

(المستفتی: مولوی عبدالخالق کوہالہ راولپنڈی،۱۴/۹/۱۹۷۰ء)

الجواب

عمہ اور بنت الاخ کے درمیان جمع کرنا حرام ہے،خواہ پہلے بنت الاخ سے نکاح ہوا ہو، یا عمہ کے ساتھ۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يجمع بين المرأة وعمتها.(متفق عليه)(۱)

نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن تنكح المرأة علىٰ عمتها أو العمة علىٰ بنت أخيها.(رواه الترمذي وأبوداؤد وصرح به في الهندية: ۱/۲۹۵)(۲)وغير واحد من كتب الفروع)

اور جو عبارات آپ نے نقل کی ہے،اس کا مقصد جواز نہیں ہے؛ بلکہ صاحب ہدایہ کی عبارت کا سر[راز] اور حکمت ذکر کرنا ہے۔وھوالموفق (فتاویٰ فریدیہ:۴/۲۹۲)☆

---

(۱) عن أبي هريرة رضى الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:لا يجمع بين المرأة وعمتها ولا بين المرأة و خالتها.(رواه البخاري :۱۵/۷،ومسلم: ۳۳/٤)

(۲) سنن الترمذي: ۱۳٤/۱،باب لا تنكح المرأة علىٰ عمتها ولا علىٰ خالتها/سنن أبي داؤد: ۲۸۹/۱،باب ما يكره أن يجمع بينهن من النساء

وفي الهندية: ولا يجوز الجمع بين امرأتين كل منهما عمة لأخرىٰ ولا بين امرأتين كل منهما خالة للأخرىٰ و صورة ذلك أن يتزوج كل من رجلين ام الآخر ويولدها بنتا فيكون كل واحدة من البنتين عمة للاخرىٰ ولو تزوج كل من رجلين بنت الآخر وأولادها كانت بنت كل واحد منهما خالة للاخرىٰ،كذا في الهداية.(الفتاوىٰ الهندية: ۲۷۹/۱،قبيل القسم الخامس الاماء المنكوحة، الخ)

☆ لڑکی کے ساتھ عمہ، یا خالہ ایک نکاح میں جمع کرنا حرام ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ الف ایک مرد ہے،جس کا منکوحہ با موجود ہے، با کی بہن جیم ہے،جیم کا ایک بیٹا دال ہے، دال کی بیٹی ہا ہے، کیا با کی موجودگی میں الف یعنی شوہر ہا کو نکاح میں لاسکتا ہے؛ یعنی با اور ہا کو ایک نکاح میں جمع کرنا کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔ (المستفتی: مولانا سراج الدین ملازئی ڈی آئی خان)==

جس کے نکاح میں کسی عورت کی بھتیجی ہو، پھر وہ عورت اس مرد سے نکاح نہیں کرسکتی:

سوال: ہندہ نے اپنی بھتیجی کا نکاح الف سے کردیا تو ہندہ کا نکاح الف سے ہوسکتا ہے، یا نہیں؟ اور ہندہ کو الف سے پردہ کرنے کا کیا حکم ہے؟ اگر ہندہ الف کے سامنے آئی تو گنہ گار ہوئی، یا نہیں؟

الجواب

جس حالت میں کہ الف کے نکاح میں ہندہ کی بھتیجی ہے، اس وقت تک الف کا نکاح ہندہ سے نہیں ہوسکتا؛ کیوں کہ پھوپھی بھتیجی کو جمع کرنا نکاح میں حرام ہے؛(۱) لیکن یہ ضروری ہے کہ ہندہ الف کی محرمات ابدیہ میں سے نہیں ہے، لہٰذا پردہ کے بارے میں وہ بحکم اجنبیہ ہے۔ باقی فقہا نے یہ بھی لکھا ہے کہ اگر خوف فتنہ نہ ہو تو چہرے کے دیکھنے میں گنہ نہیں ہے، پس اس بنا پر ہندہ اگر الف کے سامنے آئی اور منہ نہ چھپایا تو گنہگار نہ ہوگی، البتہ اگر خوف فتنہ ہو تو احتیاط کرنی چاہیے۔ درمختار میں ہے:

(ومن محرمة) هي من لايحل له نكاحها أبداً ...(و) ينظر (من الأجنبية) ولو كافرة، مجتبىٰ (إلىٰ وجهها وكفيها فقط) للضرورة ... (فإن خاف الشهوة) أوشک (إمتنع نظره إلىٰ وجهها) فحل النظر مقيد بعدم الشهوة وإلا فحرام. (الدرالمختار) (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۷/۴۴۱-۴۴۲)

پھوپھی کے نکاح میں ہوتے ہی پھوپھا سے نکاح جائز نہیں:

سوال: ہندہ کی پھوپھی زندہ ہے، اس نے اپنے پھوپھا کے ساتھ نکاح کرلیا، یہ نکاح منعقد ہوا، یا نہیں؟ بصورت عدم جواز ان دونوں کے لیے کیا سزا کفارہ ہے؟

الجواب

پھوپھا کے ساتھ بموجودگی پھوپھی کے اور بحالت منکوحہ ہونے پھوپھی کی ہندہ کا نکاح جائز نہیں ہے۔ غرض یہ ہے

== الجواب

با اور ہا کے درمیان نکاحا جمع کرنا حرام ہے۔

قال رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم: لا يجمع بين المرأة وعمتها ولا بين المرأة وخالتها. (متفق عليه) (مشكواة المصابيح: ۲۷۳/۱، باب المحرمات الفصل الأول)

قلت: استنبط منه الفقهاء، لا يجمع بين امرأتين لو كانت إحداهما رجلاً لم يجز له أن يتزوج بأخرىٰ. (الهداية: ۲۸۹) (الهداية ۳۰۹/۲، فصل في بيان المحرمات) وهو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۲۹۳/۴)

(۱) ولايجمع الرجل بين أختين من الرضاعة ولابين المرأة وإبنة أختها أوإبنة أخيها. (البحر الرائق، فصل في المحرمات: ۱۰۲/۳، ظفير)

(۲) الدرالمختار علىٰ هامش ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في النظر و المس: ۳۲۲/۵-۳۲۵، ظفير

کہ پھوپی اور بھتیجی ایک شخص کے نکاح میں جمع نہیں ہوسکتی، **كما في الحديث: لاتنكح المرأة علىٰ عمتها وخالتها. (الحديث) أو كما قال صلى الله عليه و سلم.** (۱)

اور کفارہ اس کا یہ ہے کہ نکاح کرنے والا ہندہ کو علاحدہ کردیوے اور اپنے گناہ سے توبہ کرلے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴۴۲/۷)

پھوپھا کا نکاح زوجہ کی بھتیجی سے جائز ہے، یا نہیں:

سوال: پھوپھا کا نکاح بھتیجی سے جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

پھوپھا کا نکاح زوجہ کی بھتیجی سے بعد مرنے زوجہ کے، یا بعد طلاق دینے اور عدت گزرنے کے درست ہے۔ (۲) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴۴۳/۷-۴۴۴)

بیوی کے رہتے ہوئے اس کی بھتیجی کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں:

سوال: ایک شخص نکاح ثانی کرنا چاہتا ہے، اس کی زوجہ حیات ہے، جس عورت سے عقد کرنا چاہتا ہے، وہ زوجہ کی حقیقی بھتیجی کی لڑکی اور حقیقی بھانجی کی لڑکی ہے؛ یعنی بھائی حقیقی کی نواسی ہے اور حقیقی بہن کی پوتی ہے، علماء کرام اس نکاح کو حرام ثابت کرتے ہیں، آیا فتویٰ ان کا صحیح ہے، یا نہیں؟

الجواب

علماء کرام کا فتویٰ صورت مذکورہ میں صحیح ہے، بموجودگی زوجہ کے اس کے بھائی کی نواسی اور بہن کی پوتی سے نکاح درست نہیں ہے قطعاً حرام ہے۔ (**هٰكذا في كتب الحديث و الفقه**) (۳) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴۵۰/۷)

---

(۱) دیکھئے: **ردالمحتار، فصل في المحرمات: ۳۹۱/۲، ظفير**

اس مضمون کی روایت حضرت جابر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، امام بخاری نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں روایت نقل کی ہے:

نهى رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم أن تنكح المرأة علىٰ عمتها أو علىٰ خالتها. (صحيح البخاري، رقم الحديث: ٤٨١٩، باب لا تنكح المرأة علىٰ عمتها، كتاب النكاح. الصحيح لمسلم، رقم الحديث: ١٤٠٨، باب تحريم الجمع بين المرأة و عمتها أو خالتها، كتاب النكاح، انيس)

(۲) **وحرم الجمع بين إمرأتين أيتهما فرضت ذكرا لم تحل للأخرىٰ أبداً لحديث مسلم: "لاتنكح المرأة علىٰ عمتها". (الصحيح لمسلم: ١٠٣٩/٢، رقم الحديث: ١٤٠٨، انيس) (الدر المختار)**

ولا علىٰ خالتها ولا إبنة أخيها ولا علىٰ إبنته أختها. (ردالمحتار، فصل في المحرمات: ٣٩١/٣، ظفير)

(۳) **ولايجمع الرجل ... بين إمرأة و إبنة أختها أو إبنة أخيها وكذالك كل إمرأة ذات محرم منها من الرضاعة للأصل الذي بنياً أن كل إمرأتين لو كانت أحدهما ذكر أو أخرىٰ أنثىٰ لم يجز للذكر أن يتزوج الأنثىٰ فإنه يحرم الجمع بينهما بالقياس علىٰ حرمة الجمع بين الأختين. (البحر الرائق، فصل في المحرمات: ١٠٢/٣، ظفير)**

بیوی کے ہوتے ہوئے پھوپھا نے بیوی کی بھتیجی سے نکاح کیا، پھر باپ نے اس کا دوسرا نکاح کردیا،کون درست ہے:

سوال: ایک شخص نے اپنی لڑکی کو اس کے پھوپھا کے پاس چھوڑ آیا،عرصہ کے بعد جب وہ اپنی لڑکی کو لینے گیا تو لڑکی کا پھوپھا کہنے لگا کہ میں نے تیری لڑکی سے نکاح کرلیا ہے، میں نہیں بھیجتا، دنگہ فساد ہوکر بمشکل تمام لڑکی کو وہاں سے لے آیا، جب یہ شہرت ہوئی تو لوگوں نے لعنت ملامت کہنے لگا کہ میں نے تو اپنی زوجہ کو طلاق دے کر اس سے نکاح کیا ہے، حالاں کہ وہ عورت اس وقت تک اس کے گھر میں ہے، کیا ایسی صورت میں نکاح جائز ہوسکتا ہے،لڑکی کے والد نے لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کردیا ہے۔صحیح ہے، یا نہیں؟

الجواب

پھوپی کے نکاح میں رہتے ہوئے اس کی بھتیجی سے نکاح حرام ہے،جمع کرنا پھوپی اور بھتیجی کو نکاح میں حرام قطعی ہے۔(۱) پس اگر پھوپا نے اپنی پہلی زوجہ کو طلاق نہیں دی تو کس طرح اس لڑکی سے نکاح درست نہیں ہے اور اگر طلاق دی؛ لیکن عدت طلاق کی جو تین حیض ہے نہیں گزرے، تب بھی نکاح لڑکی سے حرام ہے اور اگر طلاق بھی دے دے اور عدت بھی گزر گئی؛ لیکن لڑکی نابالغہ ہے، تب بھی بدون اجازت باپ کے نکاح ناجائز ہے، البتہ اگر پہلی زوجہ کو طلاق دے دی ہو اور اس کی عدت پوری ہوگئی ہو اور لڑکی بالغہ ہو اور لڑکی کی رضاء اجازت سے نکاح ہوا ہو، تب نکاح صحیح ہے اور جن صورتوں میں پھوپا کا نکاح ناجائز ہوا، ان صورتوں میں اگر لڑکی کے باپ نے کسی دوسری جگہ نکاح لڑکی کا کردیا تو وہ نکاح صحیح ہوگا۔(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۷/۴۵۰۔۴۵۱)

بیوی کی حقیقی بھتیجی سے نکاح جائز ہے، یا نہیں:

سوال: زید منکوحہ کے ہوتے ہوئے اس کی حقیقی برادرزادی سے نکاح کرلے تو شرعاً جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

بیوی کی حقیقی برادرزادی ''بھتیجی'' سے نکاح حرام ہے؛ کیوں کہ پھوپھی بھتیجی کا نکاح میں جمع کرنا احادیث میں ممنوع اور حرام آیا ہے۔(۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۷/۴۵۲)

(۱) ولایجمع بین المرأة وعمتها. (الهداية،باب المحرمات: ۲/۸۸،ظفیر)

(۲) لایجمع بین المرأةوعمتها. (الحديث)(مشكاة المصابيح،باب المحرمات،ص:۲۷۲،ظفیر)

☆ **پھوپھی اور بھتیجی کو ایک نکاح میں جمع کرنا:**

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کی بھتیجی سے شادی کی ہے؛ یعنی پھوپھی اور بھتیجی ایک ہی شوہر کے گھر میں رہتی ہیں، اس میں فرق صرف اتنا ہے کہ پہلی بیوی کی جو بھتیجی ہے، ==

بیوی کی علاتی بھتیجی سے نکاح جائز ہے، یانہیں:

سوال: ایک شخص نے ایک ایسی عورت سے نکاح کیا، جواس کی بیوی کی علاتی بھتیجی تھی اور نیز نکاح کرنے والا قبل از نکاح اپنی بیوی کوطلاق بھی دے چکا تھا، یہ نکاح جائز ہے، یانہیں؟

الجواب

اکھٹا کرنا پھوپی اور بھتیجی کا نکاح میں حرام ہے۔

لقوله عليه الصلاة والسلام: "لاتنكح المرءة على عمتها". (رواه مسلم)(۱)

ولا على خالتها ولا على إبنة أخيها ولا على إبنة أختها. (۲)

لیکن اگر اپنی زوجہ کوطلاق دے دی تھی اوراس کی عدت بھی گزر گئی تھی؛ یعنی تین حیض پورے ہوگئے تھےتو اس کے بعد بیوی کی بھتیجی سے نکاح درست ہےاور حقیقی اور علاتی پھوپی اور بھتیجی حرمت میں تو برابر ہیں۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۷/۴۵۲)

== وہ سوتیلے بھائی کی لڑکی ہے، اس سوتیلے بھائی کی صرف ماں دوسری ہے باپ ایک ہے، دونوں بیویوں کے بچے بھی ہیں، لہٰذا ہمارے سوال کا جواب عنایت فرمادیں تا کہ اگر نا جائز ہےتو کس کوطلاق دی جائے؟ شکریہ

(المستفتی: حاجی ضیاءالدین منصوری، کندرکی، مرادآباد، یوپی)

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ، الجواب وباللّٰہ التوفیق

بیوی کے ہوتے ہوئے اس کی بھتیجی سے نکاح حرام اور فاسد ہے، واجب الفسخ ہے، فوراً بھتیجی کونکاح سے الگ کردیں۔ نیز مہر مسمیٰ اور مہر مثل میں جوکم مقدار ہے، وہ ادا کرنا واجب ہےاور بھتیجی کوعلاحدگی پر عدت گزارنا بھی واجب ہےاوراس عدت کے دوران بیوی سے جماع بھی ناجائز ہے۔ بھتیجی کی عدت کے بعد جماع جائز ہوگا اور بھتیجی کے بطن سے جواولاد پیدا ہوئی، وہ ثابت النسب ہے، ان پر ولدالزنا کا الزام بھی موجب فسق ہے۔ (مستفاد: امدادالفتاوی زکریا: ۲/۳۱۶)

ومنها الجمع بين ذوات رحم محرم لا يجوزله أن يتزوج امرأة على عمتها، ولا على خالتها، ولا على ابنة اختها، ولا على ابنة اخيها. (فتاوى قاضى خان مع الهندية، كتاب النكاح، باب المحرمات، زكريا: ١/٣٦٥، جديد: ١/٢٢١)

وإن تزوجهما في عقدتين، فنكاح الأخيرة فاسدة ويجب عليه أن يفارقها (إلى قوله) وإن فارقها بعد الدخول فلها المهر ويجب الأقل من المسمىٰ، ومهر المثل وعليها العدة، ويثبت النسب، ويعتزل عن امرأته حتى تنقضى عدة أختها. (الفتاوى الهندية، الباب الثالث فى بيان المحرمات، القسم السابع المحرمات بالجمع، زكريا: ١/٢٧٧، جديد: ١/٣٤٣)

وبألفاظ مختلفة. (الدر المختار: ٢/٢٠٨، البحر الرائق، كتاب النكاح، فصل فى المحرمات، زكريا: ٣/١٧٢، كراچى: ٣/١٧، مجمع الأنهر شرح ملتقى الأبحر، كتاب النكاح، باب المحرمات، دار الكتب العلمية بيروت: ١/٤٨٠، ١/٣٢٥) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۲۹ر محرم الحرام ۱۴۰۸ھ (فتویٰ نمبر: الف ۲۳/۴۷۸) (فتاوی قاسمیہ: ۱۳/۴۰۳، ۴۰۴)

(۱) الصحيح لمسلم، رقم الحديث: ١٤٠٨، انيس

(۲) رد المحتار: ٢/٣٩١، ظفير

بیوی کے ہوتے ہوئے اس کے رضائی بھائی کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں اوراسی طرح رضاعی بھتیجی سے بھی نکاح درست نہیں:

سوال: ہندہ نے زید وعمر کوایام رضاعت میں دودھ پلایا، ہندہ نے اپنی لڑکی صالحہ کا عقد عمر کے بھائی خالد سے کیا، چندسال کے بعد زید نے اپنی لڑکی حمیدہ کا عقد خالد سے کرنا چاہا بموجودگی صالحہ کے، اس وقت بکر نے زید کولکھا کہ حمیدہ کا نکاح بموجودگی صالحہ خالد سے نہیں ہوسکتا؛ کیوں کہ پھوپھی، بھتیجی رضاعی کا اجتماع حرام ہے؛ اس لیے حمیدہ کا نکاح خالد سے نہیں ہوا؛ لیکن چندسال بعد جب کہ شاہدوں میں سے سوائے مرضعہ ودیگر چندعورتوں کے کوئی شاہد رضاعت کا نہ رہا، تب عمر نے یہ خواہش کی کہ میں اپنا نکاح زید کی لڑکی حمیدہ سے کروں گا، اب اس وقت سوائے دو چار عورتوں کے کوئی شاہد رضاعت کا مردوں میں سے نہیں رہا، البتہ زید رضیع جو نہایت ثقہ وعالم باعمل تھا، اس کی تحریر موجود ہے، جس کو خالد بمنزلہ ایک شاہد عدل کے تصور کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تحریر زید ودیگر مستورات کی شہادت کا مجموعہ ثبوت رضاعت کے لیے کافی شہادت شرعیہ ہے، پس نکاح حمیدہ کا عمر سے جائز نہیں۔ عمر کہتا ہے کہ صرف مستورات کی شہادت سے رضاعت ثابت نہیں ہوسکتی؛ کیوں کہ زید کی تحریر کا دیانۃً وقضاءً کچھ اعتبار نہیں، لہٰذا نکاح حمیدہ کا عمر سے جائز ہے، ایسی حالت میں عمر کا نکاح حمیدہ سے دیانۃً وقضاءً جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

جیسا کہ پھوپھی بھتیجی نسبی کا جمع کرنا نکاح میں حرام ہے، ایسے ہی پھوپھی بھتیجی رضاعی کا جمع کرنا بھی حرام ہے۔

لقوله عليه الصلاة والسلام: "يحرم من الرضاع مايحرم من النسب. (رواه الشيخان)(۱)

وفي الشامي: وأراد بالمحارم ما يشمل النسب والرضاع. (۲)

ولیکن رضاع از شہادت نساء ثابت نمی شود۔ (۳)

وتحریر زید بحکم شہادت زید نخواہد شد۔ (۴) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۷/۴۴۷-۴۴۸)

---

(۱) دیکھئے: ردالمحتار، باب الرضاع: ۲/۵۵۷، ظفیر

(۲) ردالمحتار، فصل فی المحرمات: ۲/۳۹۰، ظفیر

(۳) یعنی حرمت رضاعت صرف عورتوں کی گواہی سے ثابت نہیں ہوتی ہے، كما في الدرالمختار: حجته حجة المال وهي شهادة عدلين أوعدل وعدلتين. (الدرالمختار علىٰ هامش رد المحتار، باب الرضاع: ۲/۵۶۸، ظفیر)

(۴) زید کی تحریر شہادت کے حکم میں نہ ہوگی؛ لأن الشهادة بيان عن العيان والله المستعان. لیکن جب رضاعت پہلے سے ثابت شدہ ہے اور خود عمر بھی جانتا ہے؛ اس لیے دیانۃً اس کا نکاح زید کی لڑکی حمیدہ سے درست نہیں ہے۔ واللہ اعلم (ظفیر)

علاتی دادی اور پوتی کو ایک نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں:

سوال: کیا فرماتے ہیں علما دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ دادا کی علاتی بہن ہے اور ایک آدمی کے نکاح میں ہے، اب وہ آدمی دادا کی پوتی کو نکاح میں لانا چاہتا ہے۔ کیا ان دونوں کا جمع کرنا جائز ہے؟ بینوا توجروا۔

(المستفتی: سراج الدین کانگڑہ چارسدہ)

الجواب

ان دونوں کے درمیان جمع ناجائز ہے۔

وفی الھندیة: والاصل ان کل امرأتین لو صورنا احداھما من أی جانب ذکرا لم یجز النکاح بینھما برضاع أو نسب لم یجز الجمع بینھما. (۲۹۵/۱)(۱) **وھو الموفق** (فتاویٰ فریدیہ: ۲۹۶/۴)

بیوی کی حقیقی بہن سے نکاح باطل ہے اولاد ثابت النسب ہوگی اور نہ وارث ہوگی:

سوال: زید نے اول مسماۃ ہندہ سے نکاح کیا اور مہر بھی مقرر ہوا، اب چند سال بعد زید نے ہندہ کی بہن حقیقی سے نکاح کرلیا، اب دریافت یہ امر ہے کہ نکاح اول وثانی دونوں باطل ہیں، یا صرف ثانی اور درصورت جواز نکاح اول جو اولاد زید سے پیدا ہوئی، وہ دعویٰ جائداد منقولہ وغیرہ منقولہ میں کرسکتی ہے، یا نہیں؟ دوسرے درصورت عدم جواز نکاح ثانی جو اولاد زید سے زوجہ ثانیہ کے بطن سے پیدا ہوئی، وہ حرامی ہوئی، یا کیا؟ اور یہ اولاد جائداد منقولہ وغیرہ پر دعویٰ کرسکتی ہے، یا نہیں؟

الجواب

نکاح اول صحیح ہوا اور دوسرا نکاح جو زوجہ اولیٰ کی بہن سے ہوا، وہ باطل ہے اور زوجہ اولیٰ سے جو اولاد ہوئی، وہ صحیح النسب ہے اور زید کی وارث ہوگی اور دوسری بہن سے اگر کچھ اولاد ہوئی تو اس کا نسب زید سے ثابت نہیں اور وہ وارث زید کی نہ ہوگی۔ (۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴۳۷/۷)

بیوی کی بہن سے نکاح کا حکم:

سوال: یونس کی بیوی زندہ ہے اور وہ اپنی سگی سالی سے شادی کرنا چاہتا ہے اور حال یہ ہے کہ اس نے سالی کو

---

(۱) **الفتاویٰ الھندیة: ۲۷۷/۱، القسم الرابع المحرمات بالجمع**

(۲) **فإن تزوج الأختین فی عقدة واحدة فیفرق بینھما وبینه إلخ وإن تزوجھما فی عقدتین فنکاح الأخیرة فاسد ویجب علیه أن یفارقھا ولو علم القاضی بذالک یفرق بینھما، فإن فارقھا قبل الدخول لایثبت شئی من الأحکام وإن فارقھا بعد الدخول فلھا المھر ویجب الأقل من المسمیٰ ومن مھر المثل وعلیھا العدة ویثبت النسب و یعزل عن إمرأته حتیٰ تنقضی عدة أختھا، کذا فی محیط السرخسی.** (الفتاویٰ الھندیة، نولکشوری، القسم الرابع فی المحرمات: ۲۸۵/۲، ظفیر)

گھر والی بنا کر اس سے زنا بھی کیا ہے، یہ غلط معاملہ آج سے نہیں؛ بلکہ ۶ رسال سے ہے اور یونس کا کہنا ہے کہ میں اس سے شادی کروں گا۔شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

ایک خاتون کے نکاح میں رہتے ہوئے اس کی بہن سے نکاح کرنا حرام ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الاُخْتَيْنِ إلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْراً رَّحِيْماً﴾(سورة النساء:۲۳)

(اور حرام ہے کہ اکٹھا کرو دو بہنوں کو؛ مگر جو پہلے ہو چکا، بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔)

اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"إن أم حبيبة زوج النبى صلى الله عليه وسلم حدّثتها أنها قالت لرسول الله صلى الله عليه وسلم يا رسول الله انكح أختى عَزة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم أتحبين ذٰلک فقالت نعم يارسولَ اللّٰه لست لک بمخلية وأحب من شركنى فى خير أختى فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم فإن ذلک لا يحل لى". (الصحيح لمسلم كتاب الرضاع: ۱/۴٦۸)

(حضرت ام حبیبہ ام المؤمنینؓ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ میری بہن عزہ سے نکاح کرلیں تو حضور صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا کہ کیا تم کو یہ پسند ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ ہاں، یارسول اللہ! میں جانتی ہوں کہ میں تنہا آپ کی زوجیت میں نہیں رہوں گی اور کسی خیر میں میرے ساتھ میری بہن شریک ہو، یہ میرے لیے زیادہ پسند ہے، تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ میرے لیے حلال نہیں۔)

اور ہدایہ میں ہے:

"ولايجمع بين أختين نكاحاً و لابملک يمين وطأً". (۱)

لہٰذا صورت مسئولہ میں مذکورہ شخص یونس کے لیے اپنی بیوی کے زندہ اور اس کی زوجیت میں موجود ہوتے ہوئے اس کی بہن سے شادی کرنا شرعاً قطعاً حرام ہوگا۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مجاہد الاسلام قاسمی (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۴/۱۴۴-۱۴۵)

ایک شخص نے دو بہنوں سے نکاح کیا حکم ہے:

سوال: ایک شخص نے دو بہنوں سے نکاح کیا، پھر لوگوں کے کہنے سننے سے پہلی بہن کو طلاق دے دی، بعد عدت کے دوسری بہن سے نکاح کرسکتا ہے، یا نہیں؟

(۱) الهداية، فصل فى بيان المحرمات: ۲/۳۰۸

الجواب

مسئلہ شریعت کا یہ ہے کہ اگر دو بہنوں سے آگے پیچھے نکاح کیا جاوے تو پہلا نکاح صحیح ہوتا ہے اور دوسرا باطل ہے، پس صورت مسئولہ میں اگر اس شخص نے دونوں بہنوں سے آگے پیچھے نکاح کیا تھا؛ یعنی ایک وقت میں ایک ایجاب وقبول سے نکاح نہ ہوا تھا؛ بلکہ متفرق وقت میں نکاح ہوا تھا تو دوسرا نکاح جو بعد میں ہوا، وہ باطل ہے اور پہلا صحیح ہے؛ لیکن جب اس نے زوجہ اولیٰ کو طلاق دے دی تو اگر طلاق بائنہ، یا مغلظہ دی تھی، یا طلاق رجعی دے کر عدت میں رجوع نہ کیا تھا تو وہ نکاح بھی ٹوٹ گیا، پس اس کی عدت گزرنے کے بعد اگر وہ دوسری عورت سے نکاح کرے تو صحیح ہے۔(۱) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴۵۳/۷) ☆

بھائی کی بیوہ سے جو اس کی بیوی کی بہن ہے، نکاح جائز نہیں:

سوال: زید نے اپنی شادی ایک لڑکی کے ساتھ کی اور زید کے حقیقی چھوٹے بھائی نے بھی اپنی شادی ایک بھاوج کی حقیقی چھوٹی بہن کے ساتھ کی، کچھ دنوں میں زید کا انتقال ہوگیا، اب عمر اپنی بھاوج کا عقد ثانی اپنے ساتھ کرسکتا ہے، یا نہ؟

الجواب

جب تک عمر کے نکاح میں اس کی زوجہ موجود ہے، اس وقت تک اپنی زوجہ کی بہن سے نکاح نہیں کرسکتا؛ کیوں کہ دو بہنوں کا جمع ہونا کسی کے نکاح حرام ہے۔

لقوله تعالیٰ: ﴿وأن تجمعوا بين الأختين﴾ (الآية) (۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴۴۰/۷)

---

(۱) وحرم الجمع بين المحارم نكاحاً أى عقداً صحيحاً وعدة ولو من طلاق بائن. (الدر المختار)
إذا تزوجها فى عقد واحد فإنه لا يكون صحيحاً قطعا ولا فيما إذا تزوجها على التعاقب و كان نكاح الأولىٰ صحيحاً فإن نكاح الثانية والحالة هٰذا باطل قطعاً. (ردالمحتار، باب المحرمات: ۳۹۰/۲، ظفير)

☆ دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنے کا حکم:

سوال: ایک آدمی نے ایک عورت سے نکاح کیا ہوا ہے، اب وہ اس عورت کو طلاق دیئے بغیر اس کی بہن سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو کیا اس آدمی کے لیے ایسا کرنا جائز ہے؟

الجواب

ایک عورت کا کسی شخص کے نکاح میں ہوتے ہوئے اس کی سگی بہن سے یہ شخص نکاح نہیں کرسکتا ہے، جو کہ بنص قرآنی حرام ہے، ایسا کیا ہوا نکاح کالعدم رہے گا۔

قال العلامة الكاسانى: لاخلاف فى أن الجمع بين الأختين فى النكاح حرام لقوله تعالیٰ: ﴿وأن تجمعوا بين الأختين﴾ معطوفًا علىٰ قوله عزوجل: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ﴾. (بدائع الصنائع: ۲۶۲/۲، كتاب النكاح، فصل أن لايقع النكاح المرأة)/ قال فى الهندية: فى أنه لايجمع بين الأختين ولا بوطء ملك يمين. (الفتاویٰ الهندية: ۲۷۷/۱، القسم الرابع المحرمات بالجمع)/ ومثلهٗ فى البحر الرائق: ۹۵/۳، كتاب النكاح، فصل فى المحرمات) (فتاویٰ حقانیہ: ۳۳۶/۴)

(۲) سورة النساء: ۲۴، ظفير

بیوی کے رہتے ہوئے سالی سے نکاح کرنا:

سوال: زید نے ایک عورت سے نکاح کیا۔ بعد میں اسی مرد نے اس کی دوسری حقیقی بہن سے عقد کیا تو کیا دونوں کا نکاح باطل ہوگا، یا ایک کا؟ اگر دونوں کا نکاح باطل ہو تو پھر وہ ایک سے نکاح بغیر عدت کے کرسکتا ہے، یا کہ عدت گزرنے کے بعد کرسکتا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ وباللّٰه التوفيق

پہلا نکاح صحیح ہے۔ بیوی کی بہن سے دوسرا نکاح جو کیا ہے وہ جائز نہیں ہے۔ اگر اس کے ساتھ صحبت کرچکا ہے تو بغیر عدت گزارے پہلی کے پاس جانا جائز نہیں ہے۔ عدت گزرنے کے بعد پہلی کو رکھنا چاہئے۔ کیوں کہ اس کا نکاح باطل نہیں ہوا۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی، ۱۹ر محرم ۱۳۴۲ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۱۴۵/۴-۱۴۶)

بیوی کے رہتے ہوئے سالی، یا سالی کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں:

سوال: عبدالسلام کی ایک سالی ہے، اس کی دختر زبیدہ ہے، عبدالسلام کا نکاح زبیدہ سے جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

بموجودگی اپنی زوجہ کے سالی سے، یا سالی کی دختر سے نکاح نہیں کرسکتا؛ اس لیے کہ سالی کی دختر اس کی زوجہ کی بھانجی ہے اور خالہ و بھانجی کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے، البتہ اگر وہ زوجہ اس کے نکاح میں نہ رہے، مرجاوے، یا اس کو طلاق دے دے تو عدت طلاق کے بعد اس کی بھانجی سے نکاح درست ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴۴۲/۷) ☆

---

(۱) (والجمع بين الأختين نكاحا ووطأ بملك يمين)...أماالأول فلقوله تعالىٰ ﴿وأن تَجْمَعُوْا بَيْنَ الاُخْتَيْنِ﴾ وأما الثاني فللحديث "من كان يُؤمِنُ بِاللّٰه واليوم الآخر فلا يجمعنّ ماءه في رحم أختين"...(قوله ولو تزوّج أختين، إلخ) ... وقيّده بعدم علم العقد الأوّل إذلوعلم فهوالصحيح والثاني باطل وله وطء الأولىٰ إلا أن يَطَأَ الثانية فتحرم الأولىٰ إلىٰ إنقضاء عدة الثانية.(البحرالرائق: ۱۰۳/۳-۱۰۴)

☆ **بیوی کے ہوتے ہوئے اس کی بہن سے نکاح کرلیا تو یہ نکاح صحیح ہے، یا نہیں:**

سوال: زید نے عارفہ سے نکاح کیا، اس کے سات سال بعد زید نے عارفہ کی حقیقی بہن زینب سے بھی نکاح کرلیا اور دونوں بہنوں کو چند سال اپنے ساتھ رکھا، بعد میں زید کو احساس ہوا کہ میرے لیے دو حقیقی بہنوں کا نکاح میں رکھنا صحیح نہیں، لہٰذا زید نے عارفہ کو تین طلاق دے کر جدا کردیا ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس وقت جب کہ عارفہ زید کے نکاح سے نکل چکی ہے، زینب زید کے نکاح میں اپنے سابق عقد کے مطابق رہ سکتی ہے، یا زید کو زینب کے ساتھ عقد ثانی کرنے کی ضرورت ہے، یا دونوں ہی زید کے لیے حرام ہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــــــ

زید نے اپنی بیوی کی بہن سے نکاح کیا تھا، وہ صحیح نہیں تھا، دونوں زنا کے مرتکب رہے۔ ==

دو بہنوں کو کسی صورت میں نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک شخص کے عقد میں دو بیویاں ہیں اور وہ دونوں عورتیں آپس میں بہنیں ہیں، کیا وہ شخص دو بہنوں کو عقد میں رکھ سکتا ہے؟ برائے مہربانی تفصیل سے وضاحت فرمائیں۔

الجواب ــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

کسی بھی شخص کے لیے دو بہنوں کو چاہے نسبی [عینی، خیفی، علاتی یعنی ماں باپ شریک، یا صرف ماں شریک، یا صرف باپ شریک ہوں] یا رضاعی یعنی دودھ شریک ہوں، ایک ہی وقت میں عقدِ نکاح میں رکھنا ناجائز، حرامِ قطعی اور گناہ کبیرہ ہے، ایسے شخص کو اللہ سے ڈرنا چاہیے اور اپنے اس مذموم اور قبیح فعل سے توبہ کرنی چاہیے۔ اگر شخصِ مذکور نے دونوں بہنوں سے جُدا جُدا نکاح کیا ہے تو پہلا نکاح درست اور دوسرا نکاح فاسد ہے اور اس پر لازم ہے کہ فی الفور اس دوسری بہن کو اپنے سے جدا کرے اور اگر دوسری بہن سے صحبت کر چکا ہے تو جب تک اس کی عدت پوری نہ ہو جائے، پہلی بیوی سے قربت نہ کرے اور اگر وہ حاملہ ہے تو بچے کا نسب بھی شخص مذکور سے ثابت ہو جائے گا، البتہ اگر وہ دونوں، چچازاد، خالہ زاد، ماموں زاد، پھوپھی زاد بہنیں ہیں تو اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے۔

لمافی کتاب اللّٰه تعالیٰ (النساء:۲۳): ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَاَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ ... وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾

وفی صحیح البخاری (۷٦٦/۲، کتاب النکاح، باب ﴿وأن تجمعوا بين الأختين إلا ما قد سلف﴾: أن زينب بنت أبی سلمة، أخبرته أن أم حبيبة رضی اللّٰه عنها، قالت: قلت يا رسول اللّٰه، انكح أختی بنت أبی سفيان، قال: وتحبين؟ قلت: نعم، لست لک بمخلية، وأحب من شاركنی فی خير أختی، فقال النبی صلی اللّٰه عليه وسلم: إن ذلک لا يحل لی، قلت: يا رسول اللّٰه،

== ہدایہ میں ہے:

ولا يجمع بين أختين نكاحاً ولا بملک يمين وطئاً لقوله تعالیٰ ﴿وأن تجمعوا بين الأختين﴾ ولقوله عليه السلام: من كان يؤ من باللّٰه واليوم الآ خر فلا يجمعن ماء ه فی رحم أختين. (الهداية أولين، ص: ۲۸۸، فصل فی المحرمات)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

وأما الجمع بين ذوات الأرحام فإنه لا يجمع بين أختين بنكاح ولا بوطء بملک يمين سواء كانتا أختين من النسب أو من الرضاع، هٰكذا فی السراج الوهاج (إلٰی قوله) وإن تزوجها فی عقدتين فنكاح الأخيرة فاسد ويجب عليه أن يفارقها. (الفتاویٰ الهندية: ۲/ ۷-۸، القسم الرابع المحرمات بالجمع)

اب جب کہ اس نے اپنی بیوی (عارفہ) کو تین طلاق دے کر جدا کر دیا ہے تو اس کی عدت طلاق ختم ہونے کے بعد زینب سے نکاح درست ہوگا، عدت کے اندر نہیں۔ فقط واللہ اعلم (فتاویٰ رحیمیہ: ۸/ـــــــ)

فوالله إنا لنتحدث إنک ترید أن تنکح درة بنت أبی سلمة، قال: بنت أم سلمة، فقلت: نعم، قال: فوالله لو لم تکن فی حجری ما حلت لی، إنها لابنة أخی من الرضاعة، أرضعتنی وأبا سلمة ثویبة، فلا تعرضن علی بناتکن ولا أخواتکن.

وفی الدر المختار (۳۸/۳): (و) حرم (الجمع) بین المحارم (نکاحا) أی عقدا صحیحا (وعدة ولو من طلاق بائن).

وفی الرد تحته: وأراد بالمحارم ما یشمل النسب والرضاع فلو کان له زوجتان رضیعتان أرضعتهما أجنبیة فسد نکاحهما کما فی البحر قوله (أی عقدا صحیحا) الأنسب حذف قوله صحیحا کما فعل فی البحر والنهر ولذا قال ح لا ثمرة لهذا القید فیما إذا تزوجهما فی عقد واحد فإنه لا یکون صحیحا قطعا ولا فیما إذا تزوجهما علی التعاقب وکان نکاح الأولیٰ صحیحا فإن نکاح الثانیة والحالة هذه باطل قطعا نعم له ثمرة فیما إذا تزوج الأولیٰ فاسدا فإن له حینئذ أن یعقد علی الثانیة ویصدق علیه أنه جمع بینهما نکاحا ونکاح الأولی وإن کان فاسدا یسمی نکاحا کما شاع فی عباراتهم، آه. (نجم الفتاویٰ: ۲۵۷/۴)

دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے:

سوال: بکر کی دو بیٹی ہیں، ایک کو زید کے ساتھ بیاہ کر دیا، بعد دو یا چار برس کے زید نے دوسری بیٹی کو بھی نکاح کرلیا، پس دونوں میں ایک ساتھ نکاح کرنا حرام ہے کیا؟ دونوں حرام ہوگا؟ اور پہلی عورت کے بطن سے جو لڑکی پیدا ہوئی ہے، کیا وہ حرامی ہوگی؟

الجواب

زید نے جب اپنی سالی سے نکاح کرلیا تو وہ نکاح ہوا؛ لیکن جو بہن زید کی پہلے سے بیوی ہے، اس کا نکاح باقی ہے اور وہ بدستور حلال ہے؛ لیکن اگر زید دوسری منکوحہ سے وطی کر چکا ہے تو پہلی منکوحہ سے بھی وطی حرام ہے، یہاں تک کہ دوسری کو جدا کر دے اور اس کی عدت گزر جاوے، پس ہر حال میں لازم ہے کہ دوسری منکوحہ کو الگ کر دے اور اگر اس سے صحبت ہو چکی ہے تو اس کی عدت ختم ہونے تک اپنی بیوی سے بھی ہمبستر نہ ہو۔

کما فی الدر المختار (وأن تزوجهما معاً) أی الأختین أو بمعناهما (أو بعقدتین ونسی) النکاح (الأول فرق) القاضی (بینه و بینها).

وقال الشامی تحت (قوله: ونسی الأول) فلو علم الصحیح والثانی باطل وله وطء الأولیٰ إلا أن یطأ الثانیة فتحرم الأولیٰ إلیٰ إنقضاء عدة الثانیة کما لو وطی أخت إمرأته بشبهة حیث تحرم إمرأته ما لم تنقض عدة ذات الشبهة، عن البحر. (۴۴۸/۲) (۱)

(۱) الدر المختار مع رد المحتار، فصل فی بیان المحرمات: ۴۰/۳-۴۱، دار الفکر بیروت، انیس

اورتفریق کی صورت یہ ہے کہ طلاق دے دے، یا زبان سے کہہ دے کہ میں نے تجھ کو الگ کر دیا اور اگر ہم بستری نہیں ہوئی تو فقط علاحدہ ہوجانا بھی کافی ہے، زبان سے کچھ کہنا ضروری نہیں اور کسی حال میں قضاء قاضی شرط نہیں ہے؛ بلکہ عورت خود بھی علاحدہ ہوسکتی ہے، چاہے مرد الگ کرے یا نہ کرے۔

كما في تنوير الأبصار: (و)مبدؤها ... بعد التفريق ... (أو)...(إظهار العزم) ... (علیٰ ترك وطئها).

وفي الدر تحته: بأن يقول بلسانه: تركتك بلا وطء ونحوه ومنه الطلاق وإنكار النكاح لو بحضرتها وإلا لا، لامجرد العزم لو مدخولة وإلا فيكفي تفرق الأبدان.

وقال الشامي تحت قول الدر(العزم من الزوج): قال في البحر: ورجحنا في باب المهر أنها تكون من المرأة أيضاً. (۲/ ۱۰۰)(۱)(امدادالاحکام:۳/ ۲۴۶)☆

کیا جمع بین الاختین کے اصول سے کوئی صورت مستثنیٰ ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک اصول بیان کیا جاتا ہے کہ ''ایسی دو عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے، جن میں سے ایک کو مرد فرض کرلیا جائے تو اس کا دوسرے سے نکاح حرام ہے'' کیا یہ اُصول کسی آیت، یا حدیث سے ثابت ہے، یا قیاس ہے؟ نیز کلی ہے، یا اس سے کوئی صورت مستثنیٰ بھی ہے؟ نیز ایک کو مرد فرض کرلیا جائے، دوسری کو عورت اس کو چند مثالوں سے بھی واضح فرمادیں؛ تاکہ بات سمجھنا آسان ہوجائے۔

---

(۱) الدرالمختار مع ردالمحتار، مطلب في وطء المعتدة بشبهة: ۳/ ۵۲۲-۵۲۳، دارالفکر بیروت، انیس

☆ **دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا:**

سوال: زید کی شادی ۱۹۸۰ء میں ''ش'' سے ہوئی ہے، اس عورت کو چار بچے ہیں، پچھلے چھ سال سے اس نے اپنی منکوحہ بیوی کی چھوٹی بہن ''س'' سے جسمانی تعلقات جاری رکھے ہوا ہے، ''س'' سے بھی ایک لڑکا ہے، اس کے بعد یہ پتہ چلا کہ دو حقیقی بہنیں ایک ساتھ ایک شخص کے نکاح میں حرام ہیں، ''ش'' فی الوقت الگ تھلگ رہ رہی ہے، وہ اپنے شوہر کے ساتھ رہنے سے انکار کرتی ہے اور وہ دوسری جگہ زندگی بسر کررہی ہے، دوسری بہن ''س'' بغیر نکاح کے زید کے ساتھ رہ رہی ہے، وہ زید کو چھوڑنے کے لیے راضی نہیں ہے؛ کیوں کہ اسے زید سے ایک بچہ بھی ہوا ہے، دونوں بہنوں کو اپنی کی ہوئی غلطیوں کا احساس ہوا ہے اور اب پچھتا رہی ہیں، اب آگے انہیں کیا کرنا چاہیے؟ (محمد شیخ ''کاٹے والے'' شولاپور)

الجواب

جو صورت آپ نے لکھی ہے، وہ نہایت ہی شرمناک بھی ہے اور کھلی ہوئی معصیت بھی؛ اس لیے مسلمان سماج پر یہ بات واجب ہے کہ زید اور ''س'' پر اخلاقی دباؤ ڈالے کہ وہ فی الحال ایک دوسرے سے علاحدگی اختیار کرلیں، دو بہنیں ایک شخص کی نکاح میں نہیں رہ سکتیں، (النساء: ۲۳) اب ممکن صورت یہی ہے کہ یا تو ''س'' سے وہ ترک تعلق کرلے، یا اگر ''ش'' اس کے ساتھ رہنے پر آمادہ نہ ہو تو زید اسے طلاق دے دے اور اس کی عدت گزرنے کے بعد ''س'' سے نکاح کرلے، ورنہ زید اور ''س'' دونوں سخت گنہگار ہوں گے اور ان کی اولاد بھی ثابت النسب نہیں ہوگی اور نہ زید کی وارث بن سکے گی، گویا یہ نہ صرف اپنے ساتھ ظلم ہے؛ بلکہ بچوں کے ساتھ بھی ظلم کرنے کے مترادف ہے۔ (کتاب الفتاویٰ: ۴/ ۳۳۱، ۳۳۲)

الجواب ــــــــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

اللہ رب العزت قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَاَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الاَخِ وَبَنَاتُ الاُخْتِ وَاُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِىْ أَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوَاتُكُم مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهَاتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِىْ فِىْ حُجُورِكُم مِّنْ نِّسَآئِكُمُ اللَّاتِىْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِن لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ اَبْنَائِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيْمًا﴾(۱)

(تم پر حرام کی گئی ہیں تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا اور تمہاری وہ بہنیں جو دودھ پینے کی وجہ سے ہیں اور تمہاری بیبیوں کی مائیں اور تمہاری بیبیوں کی بیٹیاں جو کہ تمہاری پرورش میں رہتی ہیں، ان بیبیوں سے کہ جن کے ساتھ تم نے صحبت کی ہو اور اگر تم نے اُن بیبیوں سے صحبت نہ کی تو تم کو کوئی گناہ نہیں اور تمہارے اُن بیٹوں کی بیبیاں جو کہ تمہاری نسل سے ہوں اور یہ کہ تم دونوں بہنوں کو (رضاعی ہوں یا نسبی اپنے نکاح میں) ایک ساتھ رکھو، اللہ تعالیٰ غفور ورحیم ہے۔)

بخاری شریف میں حدیث ہے:

''نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن تنكح المرأة على عمتها أو خالتها''. (۲)

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اس بات سے کہ عورت سے نکاح کیا جائے، اس کی پھوپھی پر یا اس کی خالہ پر۔)

ایسے ہی دوسری جگہ فرمایا:

''لا يجمع بين المرأة وعمتها، ولا بين المرأة وخالتها''. (۳)

(نہ جمع کیا جائے (نکاح میں) عورت اور اس کی پھوپھی کو اور نہ عورت اور اس کی خالہ کو۔)

قرآن پاک کی آیت اور احادیث میں جن عورتوں کو نکاح میں جمع کرنے کی ممانعت آئی ہے، ان کا یاد رکھنا ذرا مشکل تھا اور وہ سب ایک قاعدہ کلیہ کے تحت جمع بھی ہو جاتی تھیں، لہٰذا فقہاء نے تمام صورتوں کا احاطہ کر کے یہ قاعدہ بنا دیا ''ولا يجمع بين امرأتين لو كانت كل واحد منهما رجلاً لم يجزله أن يتزوج بالأخرى'' (۴) جس کا مفہوم یہ ہے کہ ''ایسی دو عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے، جن میں سے ہر ایک کو اگر مرد فرض کر لیا جائے تو ان کا آپس میں نکاح نہ ہوسکتا ہو۔'' نیز یہ اُصول کلی ہے، اس سے کوئی صورت مستثنیٰ نہیں۔

(۱) سورة النساء:۲۳،انیس

(۲) صحيح البخاری،عن جابر رضی الله عنه،رقم الحديث:۵۱۰۸،باب لاتنكح المرأة على عمتها،انيس

(۳) صحيح البخاری،عن أبی هريرة رضی الله عنه،رقم الحديث:۵۱۰۹،باب لاتنكح المرأة على عمتها/ صحيح لمسلم،باب تحريم الجمع بين المرأة وعمتها أو خالتها فی النكاح،رقم الحديث:۱۴۰۸،انيس

(۴) الهداية على صدر فتح القدير،فصل فی بيان المحرمات:۲۱۷/۳،دارالفكر بيروت،انيس

مثال: خالہ اور بھانجی کو ایسے ہی پھوپھی بھتیجی کو نکاح میں جمع نہیں کر سکتے، مثلاً خالہ کو اگر مرد فرض کرلیا جائے تو وہ اس بھانجی کا ماموں بن جائے گا اور ماموں اور بھانجی کا نکاح جائز نہیں اور بھانجی کو اگر مرد فرض کیا جائے تو وہ بھانجا بن جائے گا، جب کہ خالہ اور بھانجے کا نکاح بھی جائز نہیں؛ اسی لیے ان دونوں خالہ اور بھانجی کو ایک ساتھ نکاح میں جمع کرنا بھی جائز نہیں۔

لما في الشامية (۳۸/۳، كتاب النكاح، ط:سعيد): (قوله: وأيتهما فرضت إلخ) أی أية واحدة منهما فرضت ذكرا لم يحل للأخرى كالجمع بين المرأة وعمتها أو خالتها والجمع بين الأم والبنت نسبا أو رضاعا. (نجم الفتاویٰ: ۲۵۸/۴، ۲۵۹)

بیوی کے ہوتے ہوئے اس کی بہن سے نکاح:

سوال (۱) زید صاحب اولاد ہے، اس نے دوسری شادی کرنے کا بیوی سے اظہار کیا، بیوی نے کہا، اگر آپ شادی کرنا چاہتے ہیں تو میری چھوٹی بہن سے ہی کریں، آخر کار زید نے نکاح کرلیا۔ اب لوگوں نے اس نکاح کو ناجائز کہنا شروع کردیا، ایک قاضی صاحب سے معلوم کیا، انہوں نے بھی ناجائز کہا۔ آیا یہ نکاح جائز ہے، یا ناجائز؟

(۲) نکاح کرنے سے سالی زوجیت میں آ گئی، یا نہیں؟

(۳) نصفِ مہر واجب ہوگا، یا نہیں؟

(۴) اگر جماع کرلیا ہے تو پہلی بیوی نکاح میں باقی ہے، یا نکاح فسخ ہوگیا؟

(۵) جماع کے بعد دونوں میں سے اول کو رکھ سکتا ہے، یا ثانی کو؟

الجواب ______________ حامداً ومصلياً

(۱) بیوی کی بہن سے نکاح حرام ہے، (۱) ہاں! اگر بیوی مرجائے، یا اس کو طلاق دے دے اور عدت گزر جائے تو اس کی بہن سے نکاح ہوسکتا ہے۔ (۲)

---

(۱) **قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿حرمت عليكم ... وأن تجمعوا بين الأختين﴾ (سورة النساء: ۲۳)**

(۲) **فتحريم المنكوحة بالطلاق والخلع والردة مع إنقضاء العدة". (رد المحتار: ۴۰/۳، كتاب النكاح، فصل في المحرمات: سعيد)**

"ولا يجوز أن يتزوج أخت معتدته، سواء كانت العدة عن طلاق رجعي أو بائن أو ثلاث، إلخ". (الفتاوىٰ العالمگيرية: ۲۷۹/۱، كتاب النكاح، الباب الثالث، القسم الرابع، رشيدية)

"يحرم على الرجل ... الجمع بين الأختين نكاحاً، ولو في عدة من بائن أو رجعي ... حتیٰ يحرم الأخرى (أو رجعي) ... أما لو ماتت المرأة، فتزوج بأختها بعد يوم، جاز ... (الأخرىٰ) فإن كانت منكوحة، فحرمتها با طلاق أو الخلع أو الردة مع إنقضاء العدة". (مجمع الأنهر: ۴۷۵/۱، ۴۷۹، كتاب النكاح، غفارية كوئٹة)

(۲) وہ زوجیت میں نہیں آئی۔(۱)

(۳) کچھ واجب نہ ہوگا، علاحدگی واجب ہوگی، ہرگز تنہائی میں جمع نہ ہونے پائیں۔(۲)

(۴) سالی سے جماع کرنا حرام ہے؛ مگر اس سے اس کا پہلا نکاح فسخ نہیں ہوا۔

(۵) اول تو پہلے ہی سے نکاح میں ہے، دوسری کو فوراً الگ کردے، پھر اگر پہلی کو طلاق دے دے گا اور عدت گزر جائے گی تو دوسری سے نکاح کی اجازت ہو سکے گی۔(۳) فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۵/۴/۱۳۸۹ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔ (فتاویٰ محمودیہ:۱۱/۴۲۸)

بیک وقت دو بہنوں کو نکاح میں رکھنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ایک لڑکے نے شادی کی، اُس بیوی سے اولاد بھی ہے، اب وہ چاہتا ہے کہ اپنی بیوی کی بہن سے شادی کرے اور ایک ہی ساتھ دونوں کو رکھنا چاہتا ہے، یہ کہاں تک درست ہے؟

باسمه سبحانه وتعالىٰ، الجواب ———— وبالله التوفيق

بیک وقت دو بہنوں کو نکاح میں رکھنا قطعاً حرام ہے۔

قال اللّٰه تعالىٰ: ﴿وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ﴾ (النساء:۲۳)

---

(۱) (و) حرم (الجمع) بين المحارم (نكاحاً) ... (وعدة ولو من طلاق بائن". (الدر المختار)

"ولا فيما إذا تزوجهما على التعاقب وكان نكاح الأولى صحيحاً، فإن نكاح الثانية والحالة هٰذه باطل قطعاً". (ردالمحتار، كتاب النكاح، فصل في المحرمات: ۳/۳۸، سعيد)

(۲) "ويجب عليه أن يفارقها ولو علم القاضي بذلك، يفرق بينهما، فإن فارقها قبل الدخول، لا تثبت شيء من الأحكام". (الفتاوىٰ الهندية: ۱/۲۷۷، كتاب النكاح، الباب الثالث، القسم الرابع، رشيدية)

"ويفرق بينه وبين الأخرى، ولا شيء لها؛ لأنه ظهر أنها المتأخرة، فيكون نكاحها باطلاً، وقد مر أن الباطل لايجب فيه المهر إلا بالدخول". (رد المحتار: ۳/۴۳، كتاب النكاح، فصل في المحرمات، سعيد)

(۳) "فتحريم المنكوحة بالطلاق والخلع والردة مع إنقضاء العدة" (رد المحتار: ۳/۴۰، كتاب النكاح، فصل في المحرمات، سعيد)

"ولايجوز أن يتزوج أخت معتدته، سواء كانت العدة عن طلاق رجعي أو بائن أو ثلاث، إلخ" (الفتاوىٰ الهندية: ۱/۲۷۹، كتاب النكاح، الباب الثالث، القسم الرابع، رشيدية)

"يحرم على الرجل ... الجمع بين الأختين نكاحاً، ولو في عدة من بائن أو رجعي ... حتىٰ يحرم الأخرىٰ (أو رجعي) ... أما لو ماتت المرأة، فتزوج بأختها بعد يوم، جاز ...(الأخرى) فإن كانت منكوحة، فحرمتها بالطلاق أو الخلع أو الردة مع إنقضاء العدة". (مجمع الأنهر: ۱/۴۷۵، ۴۷۹، كتاب النكاح، غفارية كوئٹة)

والجمع بين الأختين لا يجوز، فإذا تزوج أختين معاً فسد نكاحهما. (الفتاویٰ التاتارخانية: ٤/ ٦١، رقم: ٥٥٣١، زكريا ديوبند)

وقال الضحاك بن فيروز عن أبيه قال: قلت يا رسول الله! إن أسلمت وتحتي أختان، قال: طلّق أيتهما شئت. (سنن أبی داؤد: ١/ ٣٠٥، سنن الترمذی: ١/ ٢١٤، سنن ابن ماجة: ١/ ١٤٠)

وحرم الجمع بين المحارم نكاحاً أی عقداً صحيحاً. (الدر المختار)

وفی الشامی: ولا فيما إذا تزوجهما علىٰ التعاقب وكان نكاح الأولىٰ صحيحاً؛ فإن نكاح الثانية والحالة هٰذه باطل قطعاً. (شامی: ٣/ ٣٨، کراچی)

ولا بجمع بين اختين نكاحاً ولا بملك يمين. (الهداية مع الفتح: ٣/ ٢١٤، بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۱۹/۱۰/۱۴۱۶ھ، الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ۔ (کتاب النوازل: ۸/ ۳۱۰، ۳۱۱) ☆

دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا:

سوال: زید نے ہندہ سے شادی کی؛ مگر چند دنوں کے بعد اس نے ہندہ کی حقیقی بہن سے شادی کر لی، جب کہ ہندہ اس کے نکاح میں پہلے سے موجود تھی تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ نکاحِ ثانی درست ہوا، یا نہیں؟ اگر درست نہیں ہوا تو پہلی بیوی پر اس کا کچھ اثر پڑے گا، یا نہیں؟

الجواب ———————— حامداً ومصلياً

بیک وقت دو بہنوں کو نکاح میں رکھنا حرام ہے۔

☆ *بہن کے نکاح میں رہتے ہوئے بہنوئی سے نکاح کرنا:*

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ میں اپنے بہنوئی سے شادی کرنا چاہتی ہوں؛ کیوں کہ میری بہن ٹی بی کی مریض ہیں اور ایک سال ہوگیا ہے، اس کے دو چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، ایک چار سال کا، دوسرا ڈیڑھ سال کا ہے اور ہم دونوں خدا کو حاضر ناظر جان کر ایک دوسرے کو شوہر بیوی مان چکے ہیں اور شوہر بیوی کی طرح ہی رہتے ہیں، ایک دوسرے کے ہر راز سے بھی واقف ہیں اور میری بہن بھی اس کے لیے خوش ہے؛ مگر میرے چچا اور ماں باپ راضی نہیں ہیں، مہربانی کر کے بتلائیے کہ کیا میں خدا کو حاضر وناظر مان کر اُن کو نیا شوہر مان چکی ہوں تو کیا میں اُن کی بیوی بن گئی، یا نہیں؟ میں اُن کو سب کچھ مانتی ہوں اور اپنے ماں باپ اور بھائی سے بھی زیادہ چاہتی ہوں؟

باسمه سبحانه وتعالىٰ، الجواب ———————— وبالله التوفيق

جب تک آپ کی بہن آپ کے بہنوئی کے نکاح میں ہے، آپ کا بہنوئی سے زن وشوئی کا تعلق قطعاً حرام ہے، یہ کھلی ہوئی زنا کاری ہے، جس کی شریعت میں نہایت سخت سزا ہے اور آخرت میں دردناک عذاب ہے، آپ کو اللہ کے عذاب سے ڈرتے ہوئے فوراً اِس بدترین معصیت سے باز آنا چاہیے اور بہنوئی سے الگ ہو جانا چاہیے اور سچے دل سے اللہ رب العزت سے توبہ اور استغفار کرنا چاہیے۔

وحرم الجمع بين المحارم نكاحاً. (الدر المختار مع الشامی: ٢/ ٣٨، کراچی: ٤/ ١١٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۲/۹/۱۴۱۷ھ۔ (کتاب النوازل: ۸/ ۳۱۶)

لقوله تعالیٰ: ﴿وأن تجمعوا بين الأختين﴾ (الآية)(۱)

صورت مسئولہ میں دوسرا نکاح باطل ہوا۔

"ولوتزوج أختين في عقدين ولم تعلم الأولیٰ ... إذ لو علمت، لبطل نكاح الثانية". (سكب الأنهر: ۳۲۵/۱)(۲)

زید پر لازم ہے کہ فوراً دوسری عورت سے علاحدگی اختیار کرکے صدقِ دل سے توبہ واستغفار کرے۔ اگر دوسری عورت سے زید نے مجامعت کرلی تو ہندہ سے اس وقت تک علاحدہ رہے، جب تک دوسری عورت کو ایک حیض نہ گزر جائے۔

"ولو زنیٰ بإحدی الأختين لايقرب الأخری، حتیٰ تحيض الأخریٰ بحيضة". (مجمع الأنهر: ۳۲۵/۱) (۳) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳۸۸/۶/۲ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۴۲۹/۱۱)

بیوی کے ہوتے ہوئے اس کی بہن سے نکاح نہیں ہوتا، ہاں صحبت کے بعد مہر اور عدت لازم ہے:

سوال: اگر زید نے اپنی بی بی کے ہوتے ہوئے اس کی بہن سے نکاح کرلیا تو صحیح ہوگا، یانہیں؟ اگر صحیح نہ ہوا تو زید کو طلاق دینا ہوگی، یانہیں؟ اور مہر واجب الادا ہوگا، یانہیں؟ اور عدت لازم ہوگی، یانہ؟ اگر ہندہ زوجہ زید مرجائے تو اس کی بہن سے زید نکاح کرسکتا ہے، یانہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

اپنی زوجہ کے نکاح میں رہتے ہوئے اس کی بہن سے خواہ عینی ہو، یاعلاتی، یااخیافی نکاح کرنا حرام ہے۔

لقوله تعالیٰ: ﴿وأن تجمعوا بين الأختين﴾ (الآية)(۴)

اور وہ نکاح ثانی زوجہ کی بہن سے باطل ہے، حاجت طلاق دینے کی نہیں ہے، وہ نکاح صحیح ہی نہیں ہوا اور اگر صحبت کرلی تو مہر مثل اس کا اور عدت اس پر لازم ہے، (۵) اور زوجہ اولیٰ فوت ہوجائے تو اس کی بہن سے دوبارہ نکاح کرنا جائز ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴۴۶/۷-۴۴۷)

---

(۱) سورة النساء: ۲۳/ "وتحرم الجمع بين الأختين نكاحاً". (مجمع الأنهر، باب المحرمات، كتاب النكاح: ۳۲٤/۱، دارإحياء التراث بيروت)

(۲) سكب الأنهر علیٰ هامش مجمع الأنهر، كتاب النكاح، باب المحرمات: ۳۲۵/۱، دارإحياء التراث العربي، بيروت

(۳) مجمع الأنهر، كتاب النكاح، باب المحرمات: ۳۲۵/۱، دارإحياء التراث العربي، بيروت

(۴) سورة النساء: ۲٤، ظفير

(۵) وإن تزوجهما أي الأختين أوبعقدتين ونسي النكاح الأول فرق القاضي بينه وبينها إلخ وإن كانت الفرقة بعد الدخول وجب لكل واحدة مهر كامل. (الدرالمختار: ۱۱۹/٤)

(قوله: نسي الأول) فلوعلم فهوالصحيح والثاني باطل وله وطي الأولیٰ إلا أن يطأ الثانية فتحرم الأول إلیٰ إنقضاء عدة الثانية. (رد المحتار، فصل في المحرمات: ۳۹۳/۲-۳۹٤، ظفير)

بیوی کے رہتے ہوئے اس کی بہن سے نکاح حرام ہے اور زنا تو ہر حال میں:

سوال: زبیدہ چار سال سے بیوہ ہے اور اس کو چار ماہ کا حمل ہے، جو اس کے دیور مسمیٰ اکبر سے ہے، اب حرام حمل میں مسماۃ مذکور کا نکاح اس کے دیور اکبر سے جائز ہے، یا نہیں؟ جب کہ مسماۃ زبیدہ کی حقیقی بہن اکبر کے گھر میں موجود ہے، دو بہنوں کا نکاح میں جمع کرنا جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

جو عورت حاملہ زنا سے ہوئی، اس کے ساتھ نکاح کرنا درست ہے؛(۱) مگر جب اکبر کے نکاح میں مزنیہ کی بہن ہے تو اس صورت میں مزنیہ کے ساتھ اکبر کا نکاح درست نہیں۔(۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۷/۴۴۹) ☆

جمع بین الاختین کی حرمت پر عقلی ونقلی دلائل:

سوال: جمع بین الاختین کی حرمت کی وجہ بدلائل عقلیہ ونقلیہ بوضاحت تحریر فرمائی جاوے؟

الجواب

عقلی وجہ ایک تو عام ہے، جو تمام شرعی احکام کی عقلی حکمتوں پر مشتمل ہے اور وہی عوام کے لیے زیادہ مفید ہے، وہ یہ

---

(۱) أن تزوج حبلٰی من زنا جازالنکاح.(الھدایة،ص:۲۹۲،ظفیر

(۲) ولایجمع بین أختین نکاحا.(الھدایة: ۲/۲۸۸،ظفیر)

☆ **کسی شخص کا دو بہنوں کو اپنے نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں:**

سوال: زید نے اپنی لڑکی کا ایک شخص سے نکاح کر دیا، وہ ہمیشہ بیمار رہتی ہے؛ اس لیے زید اپنی دوسری لڑکی کو جو دوسری عورت سے پیدا ہوئی ہے، اسی شخص کے نکاح میں دینا چاہتا ہے آیا یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

ھو المصوب: جائز نہیں، کوئی شخص کسی عورت کو اپنے نکاح میں رکھتے ہوئے، یا اس کو طلاق دے کر (خواہ طلاق بائن ہو) عدت میں رہتے ہوئے اس کی بہن سے نکاح نہیں کر سکتا، خواہ وہ اس کی نسبی بہن ہو، یا رضاعی، حقیقی بہن ہو، یا سوتیلی۔ اللہ جل شانہٗ قرآن شریف میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وأن تجمعوا بین الأختین﴾(النساء:۲۳،انیس) (یعنی دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔)

اور شرح وقایہ میں لکھا ہے:

وحرم الجمع بین الأختین نکاحاً وعدۃ ولو من بائن،انتھیٰ.

اور فتاوی عالمگیریہ میں لکھا ہے:

سواء کانتا أختین من النسب أومن الرضاع،ھٰکذا فی السراج الوھاج،انتھٰی. (الفتاویٰ الھندیة،القسم الرابع المحرمات بالجمع: ۱/۲۷۷،دارالفکر بیروت،انیس)فقط واللّٰہ اعلم بالصواب

کتبہٗ عبدالوہاب کان اللہ لہ (فتاویٰ باقیات صالحات،ص:۱۵۱)

کہ قرآن مجید کی حیثیت انسانوں کے ساتھ یا تو ایسی ہے جیسے شاہی قانون اور رعایا کی اور یا ایسی جیسے طبیب اور مریض کی؛ کیوں کہ قرآن کریم ہمارے لیے ایک نسخۂ شفا ہے، جو ظاہری اور باطنی امراض سے پاک کرنے والا ہے ﴿وننزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنين﴾ (۱) اس کا شاہد ہے۔ اب دونوں حیثیتوں میں سے جس کو بھی لیا جائے، اس کا مقتضیٰ عقلی ہر عقل مند کے نزدیک یہ ہے کہ ایک مرتبہ پورے غور وخوض اور تحقیق سے اس کو ثابت کرلیا جائے کہ یہ قانون جس بادشاہ کی طرف سے آیا ہے، وہ واقع میں ہمارا بادشاہ اور واجب الاطاعت ہے۔

یا یہ نسخہ جس طبیب نے تجویز کیا ہے، وہ نہایت حاذق اور مہربان طبیب ہے، اس کے تحقیق کرنے میں جتنی دیر لگے اور جتنی کوشش صرف کرے، وہ مقتضائے عقل اور دیانت ہے؛ لیکن جب یہ تحقیق ہو جائے کہ بادشاہ واقع میں واجب الاطاعت بادشاہ ہے تو پھر رعایا کو اس نکتہ سنجی کا حق نہیں رہتا کہ تعزیرات کی ہر دفعہ کے متعلق حکمت اور فلسفہ پوچھے کہ فلاں دفعہ میں جو چار سال کی قید تجویز کی ہے اور فلاں میں دو سال کی اس کی حکمت وفلسفہ کیا ہے، ہم نے کسی کو نہیں دیکھا کہ پوسٹ آفس کے ذمہ داروں سے لفافہ کے ڈھائی تولہ پر ایک آنہ اور اس سے زائد ایک ماشہ ہو جائے، پر دو آنہ محصول لینے کی حکمت وفلسفہ کا سوال کیا ہو، جس کی وجہ وغور کرنے سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ لوگ ان کو بادشاہ اور صاحب قانون سمجھتے ہیں؛ اس لیے ہر ہر جزو میں فلسفہ نہیں پوچھتے۔

اسی طرح اگر آپ کسی ڈاکٹر، یا طبیب کی طرف رجوع کریں، یہ تو آپ کا فرض ہے کہ اس کے ماہر ڈاکٹر ہونے کی تحقیق اس کی سندات اور مریضوں کی شہادت کے ذریعہ کرلیں؛ لیکن جب آپ نے اس کے ساتھ میں اپنا ہاتھ دے دیا تو کسی عقلی قانون میں آپ کو یہ حق نہیں کہ ڈاکٹر صاحب کے نسخہ کے ہر جزو پر مباحثہ کیا کریں کہ آپ نے فلاں دوا کیوں لکھی اور اس کی اتنی مقدار کیوں رکھی۔

افسوس ہے کہ ایک ڈاکٹر کے قول وفعل پر اعتماد ہوسکتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر یہ اعتماد کیوں نہیں ہوسکتا، کیا وجہ ہے کہ وہاں ہر ہر جزو میں فلسفہ پوچھا جاتا اور یہاں ہر چیز میں اس کا سوال ہے، اگر غور کیجئے تو اس کی وجہ اس کے سوا نہیں کہ ڈاکٹری اور تعزیرات اور قوانین حکومت کی عظمت قلوب میں ہے اور شریعت اور قوانین شرعیہ کی عظمت سے قلوب خالی ہیں؛ اسی لیے ایسے سوالات پیدا ہوئے ہیں، اسی بنا پر میرے نزدیک ایسے سوالات کا یہی عام جواب کافی ہے کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت پر میں اطمینان ہے اور آپ کی عقل وذہانت میں کوئی شبہ نہیں تو کسی کو اس کا حق نہیں پہنچتا کہ ہر ہر جزو احکام شرعیہ میں فلسفہ پوچھا کرے اور اگر اس کا شوق ہی ہے تو ہمارے نزدیک بھی اس کا وہی جواب ہے، جو ڈاکٹری پڑھے اور دس برس اس کی تعلیم میں خرچ کیجئے تو آپ کو خود بخود انکشاف ہو جائے گا کہ کوئی جزو خلاف عقل نہیں، اس کے بغیر ان تحقیقات کا حق نہیں۔

(۱) سورة الإسراء: ۸۲، انیس

درحقیقت یہی جواب عوام کے لیے کافی ہے، باقی تبرعاً اتنا اورعرض کر دیتا ہوں کہ اس حکم قرآن یعنی جمع بین الاختین کی حرمت میں خدا ہی جانتا ہے کہ کسی قدر حکمتیں ہوں گی؛ لیکن ایک حکمت جو بالکل سرسری نظر سے ہر شخص سمجھتا ہے، وہ بھی ایسی اہم ہے کہ اس کی وجہ سے بھی جمع حرام ہوسکتا ہے، وہ یہ ہے کہ عادۃً دوسوکنوں میں اتحاد واتفاق اور تعلقات محبت قائم نہیں رہ سکتی، اب اگر دو بہنیں ایک نکاح میں جمع ہوگئیں تو ان کے آپس میں قطع رحمی لازم آجائے گی، جو سخت ناجائز ہے۔ واللہ اعلم (امداد المفتین: ۴۲۸/۲)

دو بہنوں کا جمع کرنا:

سوال: بندہ کی منکوحہ عرصہ دراز سے ایک لاعلاج مرض میں مبتلا ہے، حتی کہ زندگی سے مایوس ہے، ایسی صورت میں بندہ منکوحہ وخوشدامن صاحبہ وخسر صاحب دوسری شادی کرنے کی بخوشی اجازت دیتے ہیں؛ بلکہ اپنی دوسری لڑکی یعنی بندہ کی منکوحہ کی چھوٹی ہمشیرہ نکاح ثانی میں دینے کو رضا مند ہیں، جناب سے صرف اس قدر استدعا ہے کہ امور بالا کا لحاظ کرتے ہوئے منکوحہ سے نکاح ثانی جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

بیوی اوراس کے ماں باپ کی اجازت سے اس بیوی کی حیات، یا عدت کے اندر اس کی دوسری بہن سے نکاح ہرگز جائز نہیں، قطعاً حرام ہے، ان کی اجازت سے یہ حرام حلال نہیں ہوسکتا۔

لقوله تعالیٰ: ﴿وأن تجمعوا بين الأختين﴾ (الآية) (۱) (امداد المفتین: ۴۲۸/۲) ☆

(۱) سورۃ النساء: ۲۳، انیس

☆ **دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا:**

سوال (۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ کیا بیک وقت دوسگی بہنوں کو زید اپنے نکاح میں رکھ سکتا ہے؟

(۲) اگر زید نے لاعلمی میں دوسگی بہنوں سے نکاح کرلیا تو اس کا کفارہ کیا ہوگا؟

(۳) زید کا نکاح ایک بہن سے پانچ سال قبل ہوا اور دوسری بہن سے لگ بھگ پانچ ماہ قبل ہوا تو کس کا نکاح فاسد ہوگا، پہلی کا یا دوسری کا؟ (المستفتی: آصف احمد، سرسید نگر میاں کالونی، مرادآباد)

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ، الجواب ــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

زید نے جس بہن سے پہلے نکاح کیا ہے، وہ اس کی بیوی ہے اور دوسری بہن سے جو بعد میں نکاح کیا ہے، وہ نکاح باطل اور فاسد ہے، اس نکاح سے دوسری بہن اس کی بیوی نہیں بنی ہے، اس کے ساتھ بدکاری اور زنا کاری ہورہی ہے، فوری طور پر اس کو زید سے الگ کردینا لازم ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ﴾ (النساء: ۲۳)

وحرم الجمع بين المحارم نكاحاً وعدةً. (شامي، كراچي: ۳۸/۳، زكريا: ۱۱۵/٤، ۱۱٦)

وإن تزوّجهما في عقدتين فنكاح الأخيرة فاسدة. (الهندية زكريا: ۲۷۷/۱، جديد: ۳٤۳/۱) **فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۳/ ذی الحجہ ۱۴۳۳ھ (فتویٰ نمبر: الف ۱۰۸۷۷/۴۰) (فتاویٰ قاسمیہ: ۳۸۸/۱۳-۳۸۹)

اگر زوجہ کی حقیقی بہن سے نکاح کرلیا جائے:

سوال: زید نے ہندہ سے نکاح کیا اور کچھ مدت کے بعد مسماۃ حمیدہ بہن ہندہ سے نکاح کیا، یہ اخیر نکاح باطل ہے، یا فاسد؟ فتاوی عالمگیری میں اس نکاح کو فاسد قرار دیا ہے:

وإن تزوجهما فی عقدتین فنکاح الأخیرة فاسد ویجب علیه أن یفارقها،إلخ.(۱)

ویثبت نسب الولد المولود فی النکاح الفاسد وتعتبر مدة النسب من وقت الدخول عند محمد وعلیه الفتوی.(۲)

یہ فتوی صحیح ہے، یا نہیں؟

الجواب

یہ نکاح فاسد ہی ہے اور حسب قاعدہ نکاح فاسد سے نسب ثابت ہو جائے گا اور مہر بھی واجب ہوگا۔ عالمگیری کی عبارت صحیح اور مفتی بہ ہے۔ عالمگیری نے خود محرمات کے باب میں بھی عبارت مندرجہ سوال کے بعد اس کی تصریح کردی ہے:

وإن فارقها بعد الدخول فلها المهر ویجب الأقل من المسمی ومن مهر المثل وعلیها العدة ویثبت النسب،انتهٰی.(۳)

اور شامی نے نکاح فاسد کے بیان میں صفحہ:۳۵۹، جلد:۲ میں نکاح فاسد کی مثال نکاح بلاشہود پیش کرنے کے بعد فرمایا ہے:

ومثله تزوج الأختین معاً ونکاح الأخت فی عدة الأخت.(۴)

البتہ فصل محرمات میں شامی نے دونوں لفظ استعمال کئے ہیں، ایک جگہ باطل اور دوسری جگہ ایک ہی عبارت میں فاسد فرمایا ہے، پہلے فرماتے ہیں:

فالباطل نکاح کل منهمایقینا.(۵)

اور اس کے آگے فرماتے ہیں:

وإن دخل بهما وجب لکل الأقل من المسمی ومن مهر المثل کما هوحکم النکاح الفاسد ولیهما العدة،بحر.(۶)

---

(۱) الفتاویٰ الهندیة،القسم الرابع المحرمات بالجمع: ۲۷۷/۱،دارالفکر بیروت،انیس

(۲) الفتاویٰ الهندیة،الباب الثامن فی النکاح الفاسد وأحکامه: ۳۳۰/۱،دارالفکر بیروت،انیس

(۳) عالمگیری مصری: ۲۶۰/۱

(۴) ردالمحتار،مطلب فی النکاح الفاسد: ۱۳۱/۳،دارالفکر بیروت،انیس

(۵) ردالمحتار،فصل فی بیان المحرمات: ۴۱/۳،دارالفکر بیروت،انیس

(۶) شامی،فصل المحرمات: ۲۹۴/۲،مصری

اسی طرح البحر الرائق میں بعینہ یہی دونوں قسم کے الفاظ مذکور ہیں؛(۱) لیکن تحقیق یہی ہے کہ یہ نکاح فاسد ہے، جیسا کہ عالمگیری اور شامی، کتاب النکاح الفاسد کی تصریح سے ثابت ہوا اور دوسری مواضع میں جو باطل کا لفظ بولا گیا تو اس بنا پر کہ بعض حضرات کے نزدیک نکاح باطل اور فاسد میں کوئی فرق نہیں اور توسعاً فاسد پر باطل کا لفظ اطلاق کردیا گیا؛ کیوں کہ قرائن سیاق وسباق سے اس کی توضیح دشوار نہ تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم (امداد المفتین:۴۲۹/۲)

بیوی کی موجودگی میں بیوی کی سگی بہن سے نکاح:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ اگر کسی شخص نے بیوی کی موجودگی میں اپنی سالی سے زنا کیا، اس کے بعد اس سے نکاح کرلیا، دراں حالیکہ اس کی بیوی اس کے نکاح میں اب بھی موجود ہے تو کیا اس کی سابق بیوی اس کے نکاح میں باقی رہے گی، یا نہیں؟

(المستفتی: مظفر حسین، دملوی، متعلم مدرسہ شاہی مرادآباد)

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ، الجواب ــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

بیوی کی موجودگی میں سالی سے نکاح کرنا حرام ہے اور نکاح باطل ہے، پہلی بیوی ہی اس کے نکاح میں ہے اور سالی کو فوراً الگ کردینا واجب ہے، ورنہ اس کے ساتھ زناکاری ہوتی رہے گی۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَاَنۡ تَجۡمَعُوۡا بَیۡنَ الۡاُخۡتَیۡنِ﴾(النساء:۲۳)

وحرم الجمع بين المحارم نكاحاً أى عقداً صحيحاً (تحت قوله) ولا فيما إذا تزوجها على التعاقب، وكان نكاح الأولىٰ صحيحاً، فإن نكاح الثانية والحالة هذه باطل قطعاً. (شامی، کراچی: ۳۸/۳، زکریا: ۱۱۵/٤، ۱۱٦) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۱۵ ر صفر المظفر ۱۴۱۷ھ (فتویٰ نمبر: الف ۳۲/ ۴۶۵۵)

الجواب صحیح: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۱۶/۲/ ۱۴۱۷ھ۔ (فتاوی قاسمیہ: ۳۸۷/۱۳، ۳۸۸) ☆

(۱) البحر الرائق، فصل المحرمات: ۱۰۳/۳

☆ **بیوی کی موجودگی میں سالی سے نکاح:**

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ایک صاحب کے چار بچے ہیں، ان صاحب نے چاروں بچوں کے بعد اپنی بیوی کی بہن؛ یعنی اپنی سالی سے نکاح کرلیا۔ اب دونوں بہنیں؛ یعنی ان صاحب کی دونوں بیویاں ایک مکان میں ساتھ ساتھ رہتی ہیں، انہیں بہنوں میں سے پہلی والی کے ایک بیٹے کا رشتہ میری بیٹی کے ساتھ آیا ہے، کیا میں اپنی بیٹی کی شادی اس لڑکے سے کرسکتا ہوں؟

(۱) اس میں شریعت کی رو سے کوئی رکاوٹ تو نہیں ہے؟

(۲) کیا ان حالات میں مجھے نکاح کے لیے کوئی شرط رکھنی چاہیے؟ (المستفتی: فخر عالم، پیرزادہ، مرادآباد) ==

بیوی کے نکاح میں ہوتے ہوئے اس کی بہن سے نکاح:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کے رہتے ہوئے اپنی بیوی کی حقیقی بہن سے عدالت میں شادی کرلی ہے، اس کے بعد وہ شخص نکاح پڑھوانے کے لیے مسجد کے امام صاحب کے پاس گیا؛ لیکن امام صاحب نے نکاح پڑھانے سے یہ دلیل دیتے ہوئے انکار کردیا کہ دو حقیقی بہنیں ایک ساتھ کسی ایک شخص کے نکاح میں نہیں رہ سکتی ہیں۔ مذکورہ شخص کا یہ کہنا ہے کہ اس کو اس طرح کے مسئلہ کی معلومات نہیں تھی، اس کا یہ بھی کہنا ہے کہ اس نے اپنی سسرال والوں سے مذکورہ لڑکی کو واپس اس کے میکے بھیجنے کی بات کہی تھی؛ لیکن وہ لوگ واپس لے جانے کو تیار نہیں ہیں، مذکورہ شخص مسجد میں بڑھئی کا کام کر رہا ہے۔

مندرجہ بالا حالات کی وجہ سے کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ ایسے شخص سے مسجد میں کام نہیں کرانا چاہیے۔ اب مذکورہ شخص کو دوسری بیوی کے بارے میں کیا کرنا چاہیے اور مذکورہ شخص سے مسجد میں کام کرانے میں کوئی حرج تو نہیں ہے؟

(المستفتی: اسرار احمد، محلّہ ملکیان سیوہارہ، بجنور، یوپی)

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ، الجواب ـــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

بیوی کے نکاح میں موجود ہوتے ہوئے بیوی کی حقیقی بہن سے نکاح صحیح نہیں ہوتا ہے، سالی کو رکھنا حرام کاری ہے؛ اس لیے فوراً سالی کو اس کے والدین کے حوالہ کردینا لازم ہوگا۔

وحرم الجمع بين المحارم نكاحاً. (الدر المختار، کراچی: ۳/۳۸، زکریا: ٤/١١٥، ١١٦)

==

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ، الجواب ـــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

مذکورہ صورت میں پہلی بیوی کا نکاح شرعی طور پر صحیح اور درست ہے، اس کی ساری اولادیں بھی حلال اور ثابت النسب ہیں، لہٰذا اس کے چاروں بیٹوں میں سے کسی ایک کے ساتھ آپ کی بیٹی کا نکاح بلاشبہ جائز اور درست ہے۔ ہاں البتہ اس شخص نے بیوی کی بہن سے جو نکاح کیا ہے، وہ نکاح شرعی طور پر صحیح نہیں ہوا ہے، اس کے ساتھ مسلسل زنا اور بدکاری ہو رہی ہے؛ اس لیے اس بدکار شخص سے یہ شرط لگانا آپ کے لیے بہتر ہے کہ تم سالی کے ساتھ نکاح کے نام سے جو بدکاری کرتے ہو، اس کو پہلے چھوڑ دو، اس کے بعد اپنے بیٹے کے نکاح کے لیے ہمارے پاس پیغام بھیجو۔ (مستفاد: محمودیہ میرٹھ: ۱۶/۱۳۷)

﴿وأحل لكم ماوراء ذلكم﴾ أى ماعدا ماذكرن من المحارم هن لكم حلال. (تفسير ابن كثير بيروت: ١/٣٧٤)

﴿وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ﴾ أى وحرم عليكم الجمع بين الأختين معاً فى التزويج. (تفسير ابن كثير، بيروت: ١/٣٧٣)

وأجمعت الأمّة على منع جمعهما فى عقد واحد من النكاح بهذه الآية. (تفسير القرطبي بيروت: ٥/٧٧)

لايجمع بين أختين بنكاح، ولابوطء بملك يمين سواء كانتا أختين من النسب، أو من الرضاع (إلىٰ قوله) وإن تزوجهما فى عقدتين فنكاح الأخيرة فاسد ويجب عليه أن يفرقها. (الفتاویٰ الهندية، زكريا: ١/٢٧٧، جديد: ١/٣٤٣) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۹/ ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ (فتویٰ نمبر: الف ۳۹/۱۰۶۵۲)

الجواب صحیح: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۹/۴/۱۴۳۳ھ۔ (فتاوی قاسمیہ: ۱۳/۳۸۹-۳۹۰)

وكان نكاح الأول صحيحاً، فإن نكاح الثانية والحالة هذه باطل قطعًا. (شامی، کراچی :۳۸/۳، زکریا: ۱۱۶/٤)

وہ آدمی خودتو معصیت میں مبتلا ہے؛مگراس کا مسجد کی تعمیری کام کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ ہاں البتہ اگراس سے کام نہ لیے جانے کی صورت میں فعل حرام سے باز آنے کی امید ہے تو کام نہ لینا بہتر ہوسکتا ہے۔فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ:شبیراحمد قاسمی عفااللہ عنہ،۲۲ رصفرالمظفر ۱۴۱۴ھ (فتویٰ نمبر:الف ۲۹/۳۳۲۹)

الجواب صحیح:احقرمحمد سلمان منصور پوری غفرلہ،۲۲/۲/۱۴۱۴ھ۔ (فتاوی قاسمیہ:۳۹۱/۱۳،۳۹۲) ☆

سالی سے نکاح:

سوال: کیا بیوی کے رہتے ہوئے اس کی بہن سے نکاح کیا جاسکتا ہے؟ (محمد عرفات، باکارم)

الجواب

بیک وقت دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے اور قرآن مجید میں اس کی صراحت موجود ہے:

﴿وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ﴾ (۱) (کتاب الفتاویٰ:۳۲۷/۴)

☆ **بیوی کے نکاح میں رہتے ہوئے اس کی بہن سے شادی کرنا:**

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ایک شخص کے نکاح میں ایک ہی وقت میں دوسگی بہنیں رہ سکتی ہیں، کیا پہلی بیوی کا نکاح باقی رہا ہے اور دوسری کا نکاح باقی ہے، یا سرے سے ہوا ہی نہیں ہے اور دوسری بیوی کے وکیل گواہ وغیرہ اور قاضی کا کیا فیصلہ ہے، اس نکاح کے گواہ وغیرہ سے یہ کہہ دیا گیا ہے کہ میں نے مفتی صاحب سے معلوم کرلیا ہے اور کیا کریں، دوسرے نکاح کے بارے میں پہلی بیوی بہت زیادہ پریشان ہے، چھوٹے چھوٹے بچے ہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مفصل جواب تحریر فرمادیں۔ (المستفتی: حاجی ضمیر، تحصیل اسکول، مرادآباد)

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ، الجواب وباللّٰہ التوفیق

بیوی کے نکاح میں موجود ہوتے ہوئے بیوی کی حقیقی بہن سے جو نکاح ہوا ہے، وہ شرعی طور پر نکاح ہی نہیں ہوا ہے، وہ سرے سے باطل ہے، اس کے ساتھ جتنے دن رہنا ہوا ہے، آپس میں زناکاری اور بدکاری ہوئی ہے، محلہ اور کنبہ کے لوگوں پر لازم ہے کہ فوری طور پر دونوں کو علاحدہ کردیں اور سالی بہنوئی کے درمیان کبھی ملاقات اور دعا سلام بھی نہ ہوسکے، ورنہ اللہ کا عذاب اور ادبار آنے کا خطرہ ہے اور جو بیوی شوہر کے نکاح میں پہلے سے موجود ہے، اس کا نکاح بدستور باقی ہے، بعد میں جس بہن سے نکاح کیا ہے، وہی باطل ہے، اور سرے سے ہوا ہی نہیں ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ ... وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ﴾ (النساء: ۲۳)

وحرم الجمع بين المحارم نكاحاً: أي عقداً صحيحاً. وتحته في الشامية: فإن تزوجهما على التعاقب وكان نكاح الأولى صحيحاً، فإن نكاح الثانية والحالة هذه باطلة قطعاً. (شامی، کراچی: ۳۸/۳، زکریا: ۱۱۵/٤، ۱۱٦) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ:شبیراحمد قاسمی عفااللہ عنہ،۴ ر جمادی الثانیہ ۱۴۲۹ھ (فتویٰ نمبر:الف ۳۸/۹۶۲۲)

الجواب صحیح:احقرمحمد سلمان منصور پوری غفرلہ،۴/۶/۱۴۲۹ھ۔ (فتاوی قاسمیہ:۳۹۵/۱۳۔۳۹۶)

(۱) سورۃ النساء: ۲۳

سگی سالی سے نکاح:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید نے اپنی سالی سے بیوی کی موجودگی میں شادی کرلی تو اس کی سالی کا نکاح منعقد ہوا، یا نہیں؟ اگر نہیں ہوا، جیسا کہ آپ کے مسائل اوران کے حل میں بیان کیا گیا؛ لیکن شادی کرنے والا اس فعل کو جائز سمجھ کر کررہا ہے تو اس کی پہلی بیوی نکاح سے خارج ہوجائے گی تو نکاح سے خارج ہونے کے بعد اس کا وارثت میں کتنا حصہ رہے گا؟

(المستفتی: ربیع الدین، جھبو کا نالہ، مرادآباد)

باسمه سبحانه وتعالیٰ، الجواب ــــــــــــ وبالله التوفيق

جب زید کے نکاح میں پہلے سے ایک بہن موجود ہے تو اس کے ہوتے ہوئے سگی سالی سے نکاح کرنا ناجائز اور حرام ہے، سالی سے جو نکاح کیا گیا ہے، وہ منعقد ہی نہیں ہوا؛ بلکہ باطل ہے؛ اس لیے سالی کو بیوی بنا کر رکھنا زید کے لیے قطعاً جائز نہیں ہے؛ بلکہ زید پر لازم ہے کہ فوراً سالی کو الگ کردے اور اگر مسئلہ جانتے ہوئے بھی زید اس فعل کو جائز سمجھتا ہے تو یہ گناہ کبیرہ؛ بلکہ ایمان کا بھی خطرہ ہے؛ کیوں کہ اس کی حرمت قرآن پاک میں بھی مذکور ہے، لہٰذا زید پر توبہ کرنا بھی لازم ہے۔ (مستفاد: کفایت المفتی قدیم: ۱۸/۵، ۱۹، جدید زکریا: ۳۳/۵)

﴿وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ﴾ (النساء: ۲۳)

وتحريم الجمع بين الأختين، ومن في معناهما. (الهندية، زكريا: ۲۷۸/۱، جديد: ۳۴۳/۱، هكذا في الهداية أشرفي ديوبند: ۳۰۲/۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۱۵؍محرم الحرام ۱۴۲۶ھ (فتویٰ نمبر: الف ۸۶۶۵/۳۷) (فتاوی قاسمیہ: ۳۹۸/۱۳، ۳۹۹)

علاتی سالی سے نکاح:

سوال: زید نے زبیدہ سے نکاح کیا، جس سے چند لڑکے بھی پیدا ہوئے، بعدہ زید نے زبیدہ کی حیات میں زبیدہ کو طلاق دیئے بغیر اس کی علاتی بہن خدیجہ سے شادی کرلی۔ خدیجہ کے والدین اور گاؤں والوں نے بہت سمجھایا؛ لیکن خدیجہ اور کہیں نکاح کے لیے آمادہ نہیں ہوئی، نہ زید زبیدہ کو طلاق دینے کو تیار ہوا، زبیدہ بھی طلاق لینے پر آمادہ نہ ہوئی۔ ایسی صورت میں خدیجہ کا نکاح زید سے درست ہوا، یا نہیں؟ کیا ان لوگوں سے قطعِ تعلق ضروری ہے، اگر نہ کیا جائے تو کیسا ہے؟ زید کی کمائی زبیدہ اور ان کے خسر اور سالے وغیرہ کو کھانا کیسا ہے؟

الجواب ــــــــــــ حامداً ومصلیاً

یہ نکاح حرام ہے۔(۱)

(۱) قال الله تعالىٰ: ﴿وأن تجمعوا بين الأختين إلا ما قد سلف﴾ (سورة النساء: ۲۳)

==

لوگوں کو چاہیے کہ زید اور خدیجہ کے درمیان تفریق کرادیں۔(۱) اگر وہ نہ مانیں تو ان سے قطعِ تعلق کردیں، یہاں تک کہ وہ تنگ آ کر توبہ کرلیں اور حرام سے کنارہ کش ہوجائیں، جب تک وہ اس حرام کاری سے باز نہ آئیں، ان سے میل جول نہیں رکھنا چاہیے۔(۲) خسر اور سالے وغیرہ کو خصوصیت سے اس معاملہ میں زور دالنے کی ضرورت ہے، یہ لوگ لین دین بالکل بند کردیں۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ (فتاویٰ محمودیہ:۴۳۵/۱۱)

دوعلاتی بہنوں کا نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں:

سوال: ہمارے خسر صاحب کے دو بی بی سے ایک ایک لڑکی ہے، بڑی لڑکی ہماری بیوی زندہ ہے، اس سے کوئی اولاد نہیں، آیا دوسری لڑکی کا نکاح ہمارے ساتھ جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

دو بہنوں علاتی کا بھی نکاح میں جمع کرنا حرام ہے، مثل دو حقیقی بہنوں کے۔

لعموم قوله تعالیٰ: ﴿وأن تجمعوا بين الأختين﴾ (الآية) (۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴۴۵/۷) ☆

== "عن أم حبيبة أنها قالت: يا رسول الله! هل لک فی أختي؟ قال: "فأصنع ما ذا"؟ قالت: تزوجها، قال: "فإن ذلک أحب إليک"؟ قالت: نعم لست لک بمخلية وأحب من يشركني في خير أختي قال: "إنها لاتحل لي"، قالت: فإنه قد بلغني أنک تخطب درة بنت أم سلمة، قال: "بنت أبي سلمة"؟ قالت: نعم، قال: "والله! لولم تكن ربيبتي ماحلت لي أنها لإبنة أخي من الرضاعة، فلا تعرضن على بناتكن ولا أخواتكن الجمع" (سنن النسائی، كتاب النكاح، باب تحريم الجمع بين الأختين: ۸۰/۲، قديمی)

"أما الكتاب، فقوله عزوجل: ﴿وأن تجمعوا بين الأختين﴾ والجمع بينهما فی الوطی جمع، فيكون حراماً، وأما السنة، فما روی عن رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم أنه قال: "من كان يؤمن بالله واليوم الآخر، فلا يجمعن ماءه فی رحم أختين، إلخ". (بدائع الصنائع، كتاب النكاح، فصل فی الجمع فی اللفظ بملک اليمين: ۴۴۰/۳، دارالكتب العلمية، بيروت)

(۱) "بل يجب على القاضي التفريق بينهما". (الدرالمختار، باب المهر، مطلب فی النكاح الفاسد: ۱۳۳/۳، سعيد)

(۲) "قال الخطابي: رخص للمسلم أن يغضب على أخيه ثلاث ليال لقلته، ولا يجوز فوقها، إلا إذا كان الهجران في حق من حقوق الله تعالىٰ: فيجوز فوق ذلک ... فإن هجرة أهل الأهواء والبدع واجبة على مر الأوقات مالم يظهر منه التوبة والرجوع إلى الحق" (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، باب ماينهى عنه من التهاجر و التقاطع إلخ، الفصل الأول: ۷۵۸/۸، رشيدية)

(۳) سورة النساء: ۲۴، ظفير

☆ **دوعلاتی بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا:**

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: دولڑکی جن کی والدہ الگ الگ، والد ایک ہیں تو کیا دونوں لڑکیوں کا ایک وقت میں ایک شوہر سے نکاح ہوسکتا ہے، یا نہیں؟ (المستفتی: محمد ذبیح الرحمٰن، ۲۴ پرگنہ)==

جمع محرمات سے متعلق استفتاء کا جواب:

سوال: خالد نے ایک نکاح کیا زینب بنت بکر کے ساتھ بعد فوت ہونے بکر کے بی بی اس کی نکاح ثانی کیا، ساتھ زید کے اور زید سے ایک لڑکی پیدا ہوئی ہندہ نامی؛ لیکن جس روز لڑکی پیدا ہوئی، اسی روز مادر دختر انتقال کرگئی اور مطلق دودھ اپنی ماں کا دودھ پیا نہیں؛ بلکہ غیر کے دودھ سے پرورش پا کر بالغ ہوئی اور نکاح اس کا ساتھ ایک دوسرے شخص کے ہوا تھا؛ لیکن شوہر کے انتقال ہونے کے بعد قریب تین سال تک بیوہ رہی، اب وہی خالد مذکور جو شوہر زینب کا ہے، اس کے ساتھ نکاح کیا، نکاح صحیح ہوگا، یا نہیں؟ آیت ﴿وأن تجمعوا بين الاختين﴾ ثابت ہوتا ہے کہ حرام ہے اور رضاعت کی شرط ہے کہ نہیں اخیافی میں؟ فقط والسلام

الجواب

صورت مسئولہ میں ہندہ چوں کہ زینت کی اخیافی بہن ہے؛ اس لیے خالد کو زینب کے ساتھ ہندہ کا جمع کرنا جائز نہیں۔ ﴿وأن تجمعوا بين الأختين﴾ میں اخت عینی وعلاتی واخیافی سب مراد ہیں، جیسا کہ ﴿وأخواتكم﴾ میں اور جب وہ نسب کے اعتبار سے بہن ہے تو رضاعی کی کیا ضرورت؟ جیسا کہ حقیقی بہن اگر اپنی ماں کا دودھ نہ پیئے، تب بھی وہ بہن ہے۔

عبدالکریم عفی عنہ۔ الجواب صحیح: ظفر احمد عفا عنہ، ۱۰ اشوال ۱۳۴۵ھ۔ (امداد الاحکام: ۲۴۵/۳)

باپ شریک بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ زید نے دو شادیاں کی ہیں، اس کی ایک بیوی زینب ہے، جس سے ہندہ پیدا ہوئی، دوسری بیوی جمیلہ ہے، جس سے ایک بیٹی راشدہ ہے، ہندہ کی شادی پانچ سال قبل بکر سے ہوئی تھی، اب بکر راشدہ سے بھی شادی کرنا چاہتا ہے، کیا یہ شادی کرنا جائز ہے؟

الجواب بعون الملك الوهاب

صورت مسئولہ میں چوں کہ ہندہ اور راشدہ باپ شریک بہنیں ہیں، لہٰذا بکر کا راشدہ سے شادی کرنا صحیح نہیں ہے؛

== باسمہ سبحانہ وتعالی، الجواب وباللّٰہ التوفیق

یہ دونوں لڑکیاں آپس میں علاتی بہن ہیں، ان دونوں کو بیک وقت ایک شخص کے نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں ہے؛ اس لیے کہ یہ دونوں آپس میں محارم ہیں۔

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ ...وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ﴾ (النساء: ۲۳)

وحرم الجمع بين المحارم نكاحاً أى عقداً صحيحاً. (الدرالمختار، كراتشي: ۳۸/۳، زكريا: ۱۱۵/٤، ۱۱۶)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۲۴/ رمضان المبارک ۱۴۱۴ھ (فتویٰ نمبر: الف ۶۳۲۲/۳۱) (فتاوی قاسمیہ: ۳۸۷/۱۳)

کیوں کہ یہ جمع بین الاختین ہے اور جمع بین الاختین (دو بہنوں کو بیک وقت نکاح میں جمع کرنا) حرام ہے، لہٰذا بکر کے عقد نکاح میں جب تک ہندہ باقی ہے، اس وقت تک بکر راشدہ سے شادی نہیں کرسکتا۔

لما في القرآن الكريم (النساء: ٢٣): ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ ... وَأَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾

وفي الهندية (٢٧٧/١): وأما الجمع بين ذوات الأرحام فإنه لا يجمع بين أختين بنكاح ولا بوطء بملك يمين سواء كانتا أختين من النسب أو من الرضاع هكذا في السراج الوهاج والأصل أن كل امرأتين لو صورنا إحداهما من أي جانب ذكرا لم يجز النكاح بينهما برضاع أو نسب لم يجز الجمع بينهما، هكذا في المحيط. (نجم الفتاویٰ: ۲۶۳/۴، ۲۶۴)

دو ماں شریک، یا باپ شریک بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا:

سوال: زید نے ایک غیر مسلم عورت کو مسلمان بنا کر نکاح کیا تھا، اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی، اس کے بعد زید کا انتقال ہوگیا، اب اس عورت نے ایک غیر مسلم مرد سے شادی کرلی اور پھر اپنا پہلے والا مذہب اختیار کرلیا اور اب تک غیر مسلم ہی ہے، اس غیر مسلم سے ایک لڑکی پیدا ہوئی اور اس عورت کا غیر مسلم شوہر بھی مرگیا، پہلی لڑکی جو ایک مسلمان مرد سے پیدا ہوئی تھی، بکر نے شرع محمدی کے طریقہ پر نکاح کیا تھا، بکر کی غیر مسلم ساس غیر مسلم سے پیدا شدہ دوسری لڑکی کو لے کر اپنے داماد بکر کے ہی گھر پر رہنے لگی، دوسری لڑکی بچپن سے بکر کے گھر رہنے کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو مسلمان سمجھتی ہے، بکر اس دوسری لڑکی کو جو غیر مسلم سے پیدا ہوئی اور غیر مسلم ساس کی لڑکی ہے؛ یعنی ماں شریک دونوں بہن سے نکاح کرسکتا ہے کہ نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــ وباللّٰه التوفيق

ایک مرد کے لیے بیک وقت دو بہنوں کو نکاح میں رکھنا حلال نہیں ہے، خواہ دونوں بہنیں حقیقی ہوں، یا باپ شریک، یا ماں شریک سب کا حکم یہی ہے؛ اس لیے بکر کا اپنی سالی سے بیوی کی موجودگی میں نکاح کرنا حلال نہیں ہے۔(۱) اگر اس کی سالی عقیدہ کے اعتبار سے مسلمان ہے تو اس کی شادی کسی دوسرے مسلمان مرد سے کردی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد صدر عالم، ۱۴/۹/۱۳۹۷ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۱۴۶/۴)

ماں شریک دو بہن ایک مرد کے نکاح میں نہیں آسکتی:

سوال: ایک عورت نے نکاح کیا اس خاوند سے ایک لڑکی پیدا ہوئی، خاوند کا انتقال ہوگیا، عورت مذکورہ نے نکاح ثانی کرلیا، اس سے بھی ایک لڑکی پیدا ہوئی، اس عورت نے ہر دو لڑکیوں کا نکاح بالغہ ہونے پر کردیا، دو مردوں

---

(۱) ﴿وَأَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْراً رَّحِيْماً﴾ (سورة النساء: ٢٣)

کے ساتھ، ایک لڑکی کے خاوند کا انتقال ہوگیا، کیا وہ لڑکی اپنی ہمشیرہ کے خاوند سے نکاح کرسکتی ہے، ایک مرد کے نکاح میں دو بہنیں ماں شریک جمع ہوسکتی ہیں؟

الجواب

ماں شریک بہنیں ایک مرد کے نکاح میں جمع نہیں ہوسکتی ہیں، لہٰذا اس بیوہ لڑکی کا نکاح اس کی بہن کے شوہر سے بحالت موجودگی بہن کے صحیح نہیں؛ بلکہ قطعاً حرام اور باطل ہے۔

لقوله تعالیٰ:﴿وأن تجمعوا بين الأختين﴾(الآية)(۱)

پس یہ آیت تینوں قسم کی بہنوں کو شامل ہے؛ یعنی عینی بہنیں ہوں، یا علاتی، یا اخیافی، علاتی وہ جن کا باپ ایک اور ماں دو اور اخیافی وہ جن کی ماں ایک اور باپ دو ہوں۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۷/۴۴۳)

دو اخیافی بہن سے نکاح جائز سمجھنے والے کا کیا حکم ہے:

سوال: اگر کوئی شخص دو بہن اخیافی کو ایک ساتھ نکاح میں رکھے اور اس فعل کو جائز سمجھے، اس کے لیے کیا حکم ہے؟

الجواب

دو بہنوں کا نکاح میں جمع کرنا حرام ہے، خواہ دونوں بہنیں عینی ہوں، یا علاتی، یا اخیافی۔

كما قال الله تعالیٰ:﴿وأن تجمعوا بين الأختين﴾(الآية)(۲) وهكذا في عامة التفاسير وكتب الفقه.

اور جمع کرنے والا دو بہنوں کا ایک ساتھ نکاح میں فاسق ہے اور منکر اس کی حرمت کا کافر ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۷/۴۴۵-۴۴۶)

بیوی کی ماں شریک اخیافی بہن سے نکاح:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ محمد چھوٹے نے تقریباً تیس سال پہلے نفیسہ سے شادی کی، کچھ عرصہ کے بعد نفیسہ کی ماں شریک و دودھ شریک بہن جمیلہ سے بھی محمد چھوٹے نے شادی کرلی۔ اب دونوں بیویوں سے بچے ہیں اور تقریباً سب جوان ہیں، بچوں کو دینی شعور آیا اور ان کو اپنے والد کے اس عمل سے آگاہی ہوئی تو فکر مند ہوئے، محمد چھوٹے اور ان کی پہلی بیوی نفیسہ کا کہنا ہے کہ ہم میں طلاق بھی نہیں ہوئی ہے؛ یعنی طلاق کا دونوں انکار کرتے ہیں۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ بچے کیا کریں اور دونوں بیویوں میں اصل چھوٹے کی بیوی کون سی ہے، یا دونوں بیوی شمار ہوں گی اور چھوٹے کے وارث کون سی بیوی کے بچے ہوں گے؟

(المستفتی: افسر، شاہ آباد، رامپور، یوپی)

(۱،۲) سورة النساء: ۲٤، ظفير

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ، الجواب ــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

نفیسہ کے ساتھ شرعی نکاح ہوجانے کے بعد پھر اس کے نکاح کے باقی رہنے کی حالت میں نفیسہ کی ماں شریک اخیافی بہن جمیلہ سے جو نکاح کیا گیا ہے، وہ نکاح صحیح نہیں ہوا ہے اور چھوٹے پر لازم ہے کہ فوری طور پر جمیلہ کو اپنے سے جدا کردے؛ لیکن ساتھ ہی یہ بات واضح کردینا ضروری ہے کہ اب تک جمیلہ کے بطن سے جو اولادیں اس درمیان میں پیدا ہوئی ہیں، ان سب کا نسب چھوٹے سے ثابت ہوگا اور وہ سب بچے چھوٹے کے وارث بھی ہوں گے، لہٰذا چھوٹے پر لازم ہے کہ نفیسہ سے پیدا شدہ اولاد کے ساتھ جو حقوق ادا کریں گے، وہی حقوق جمیلہ سے پیدا شدہ اولادوں کے ساتھ بھی کرنا لازم اور واجب ہے اور جمیلہ کو نکاح سے الگ کرنے کے بعد اس کو عدت گزارنا بھی لازم ہے، تین ماہواری عدت گزرنے کے بعد وہ دوسرے مرد سے نکاح کرسکتی ہے اور جمیلہ کا مہر ادا کرنا بھی چھوٹے پر لازم ہوگا۔ نیز جب تک جمیلہ کی عدت پوری نہ ہوجائے، اس وقت تک نفیسہ کے ساتھ ہمبستری سے دور رہنا بھی چھوٹے پر لازم ہے۔

ولا يجمع بين الأختين نكاحا، ولا بملك يمين وطأ لقوله تعالىٰ﴿وأن تجمعوا بين الأختين﴾ولقوله عليه السلام:من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يجمعن ماء ه فى رحم أختين. (الهداية، اشرفيه ديوبند:۲/۳۰۸، بدائع الصنائع، زكريا:۲/۵۴۲، كراچي:۲/۲۶۴)

وإن تزوجهما فى عقدتين، فنكاح الأخيرة فاسد ويجب عليه أن يفارقها... فإن فارقها قبل الدخول لا يثبت شيء من الأحكام، وإن فارقها بعد الدخول فلها المهر، ويجب الأقل من المسمىٰ ومن مهر المثل وعليها العدة، ويثبت النسب و يعتزل عن امرأته حتى تنقضى عدة أختها. (الهندية زكريا:۱/۲۷۷،جديد:۱/۳۴۳، بدائع الصنائع، زكريا:۲/۵۴۰، كراچي :۲/۲۶۳، شامي زكريا:۴/۲۷۴، كراچي:۳/۱۳۱)

إذا ثبت حرمة المصاهرة بين الزوجين،ثم حدث بينهما ولد، ثم مات الأب (إلى قوله) وقال الشيخ أبو الحسن السعدى:يرث؛ لأنه ثابت النسب منه؛ لأن هذه الحرمة مختلف فيها،ومثل هذه الحرمة لايمنع ثبوت النسب ألا ترىٰ أن من قال:إن تزوجت فلانة فهى طالق ثلاثاً، فتزوجها حتىٰ طلقت ثلاث تطليقات وجاء ت بولد يثبت النسب منه وإن حرمت عليه، ولم يبق بينهما نكاح ولاعدة لها كانت الحرمة مختلف فيها كذا هنا والولد الذى هو ثابت النسب من الأب يرث لا محالة. (الفتاوى التاتارخانية: ۳۵۰/۲۰، رقم:۳۳۴۲۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ:شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۱۶؍صفر المظفر ۱۴۳۰ھ (فتویٰ نمبر:الف ۹۷۴۰/۳۸)

الجواب صحیح:احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۱۴۳۰/۲/۲۰ھ۔ (فتاوی قاسمیہ:۱۳/۴۰۹،۴۱۱)

دوسوتیلی بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا:

سوال: زید اپنے سسر نتھو صاحب کی اس لڑکی سے بھی نکاح کرنا چاہتا ہے، جو نتھو کی محل ثانی سے ہے، دراں

حالیکہ محل اولیٰ کی لڑکی بھی زید کے نکاح میں ہے۔ یہ نکاح جائز ہوگا، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

جس طرح بیوی کے نکاح میں رہتے ہوئے بیوی کی حقیقی بہن سے نکاح حرام ہے اسی طرح بیوی کی سوتیلی بہن سے بھی نکاح حرام ہے، اس لیے زید نتھو صاحب کی دوسری بیوی کی لڑکی سے جو نتھو صاحب کے نطفہ سے ہے نکاح نہیں کرسکتا ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی، ۲۷/۲/۲۷ ۱۳ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۱۴۷/۴)

دواخیافی بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا اور ان کی اولاد سے نکاح کرنا:

سوال (۱) ہندہ کا نکاح زید سے ہوا تھا، اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی، اس کے بعد زید کا انتقال ہوگیا، پھر ہندہ کا دوبارہ نکاح بکر سے ہوا، اس سے بھی ایک لڑکی پیدا ہوئی، اس نے اپنی اس لڑکی کا نکاح عمرو سے کیا، جب کہ زید کی لڑکی جو ہندہ سے ہے، اس کا بھی نکاح عمرو سے ہی ہوا تھا، اس طرح دونوں لڑکیاں آپس میں اخیافی بہن ہوئیں؛ کیوں کہ ماں ایک ہے اور باپ دو ہیں تو اب بتایا جائے کہ ان دونوں لڑکیوں کا عمرو سے نکاح درست ہے، یا نہیں؟

(۲) عمرو کا نکاح ہندہ کی پہلی لڑکی سے جو ہوا تھا، اس کی اولاد سے نکاح کرنا کیسا ہے؟ دوسری لڑکی کی اولاد سے نکاح کرنا کیسا ہے؟ جب کہ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس کی اولاد حرام ہے؛ اس لیے اس سے نکاح جائز نہیں ہے۔

الجواب ـــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

(۱) زید و بکر کی لڑکیاں رشتہ میں اخیافی بہنیں ہیں اور جس طرح حقیقی بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے، اسی طرح اخیافی بہنوں کو بھی نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔

﴿وَأَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ﴾ (سورة النساء: ۲۳)

لہٰذا صورت مسئولہ میں بکر کی لڑکی کا نکاح عمرو سے درست نہیں ہوا، دونوں پر لازم وضروری ہے کہ فوراً علاحدگی اختیار کریں، دونوں ساتھ نہیں رہ سکتے ہیں۔

(۲) کسی بھی مسلمان کا عمرو کی دونوں بیویوں کی اولاد سے نکاح کرنا شرعاً درست ہے۔

﴿ وَأُحِلَّ لَكُمْ مَاوَرَاءَ ذٰلِكُمْ﴾ (القرآن) (سورة النساء: ۲۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سہیل احمد قاسمی، ۶/ رجب ۱۴۲۰ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۱۴۸/۴-۱۴۹)

---

(۱) ﴿وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْراً رَّحِيْماً﴾ (سورة النساء: ۲۳)
وأما الأخوات فالأخت لأب وأم والأخت لأب والأخت لأم. (الفتاوىٰ الهندية: ۲۷۳/۱)

دو بہن سے نکاح اوران کی اولاد کا حکم:

سوال: دو بہن سے ایک عقد میں، نہ بلکہ دو عقد میں ایک شخص نے نکاح کرلیا اور دونوں سے لڑکے والے بھی شروع ہوگئے تو اب اولاد کا نسب اس شخص سے ثابت ہوگا، یا نہ؟ اور پچھلی عورت کے انتقال کے بعد پہلی عورت کا نکاح سابق باقی رہے گا، یا نکاح جدید کرنا ہوگا اور اس پر کفارہ ہے اور جس قاضی، یا امام نے باوجود مسلمانوں کے منع کرنے کے نکاح پڑھایا، اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب

اگر نکاح دو بہن سے آگے پیچھے ہوا ہے تو پہلی کا نکاح صحیح ہوگیا، اس سے جو اولاد ہوئی وہ صحیح النسب ہے اور دوسری پچھلی کا نکاح باطل ہوا، اس سے جو اولاد ہوئی، اس کا نسب ثابت نہ ہوگا اور پچھلی کے مرنے کے بعد پہلی عورت سے نکاح جدید کی ضرورت نہیں ہے، وہ نکاح قائم و باقی ہے۔(۱) اور کفارہ اس گناہ کا یہ ہے کہ وہ شخص اپنے فعل بد سے تائب ہو اور استغفار کرے اور کچھ کفارہ نہیں ہے اور قاضی فاسق و گنہ گار ہے، توبہ کرے اور اس قاضی کی امامت مکروہ ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۷/۴۵۳-۴۵۴)

دو بہنوں سے نکاح کی صورت میں اولاد کا حکم:

سوال: ایک شخص نے پہلے ایک عورت سے نکاح کیا، جس سے کوئی اولاد نہیں، پھر اس کو طلاق دئے بغیر اس کی سگی بہن سے دوسرا نکاح کرلیا، جس سے اولاد ہوئی اور ماشاء اللہ اس وقت وہ جوان اور قابل نکاح ہے، کیا ان کی اس اولاد سے نکاح کرنا درست ہوگا؟ (شکیل، جلگاؤں)

(۱) وحرم الجمع بين المحارم نكاحاً وعدة، إلخ، وإن تزوجهما معاً أى الأختين، إلخ، ونسبى النكاح الأول فرق القاضى بينه وبينهما. (الدرالمختار)

(قوله: نسبى الأول) فلوعلم فهوالصحيح والثانى باطل، إلخ، وفرق بينه وبين الأخرى. (ردالمحتار، فصل فى المحرمات: ۵۱۵/۴-۵۱۶، ظفير)

رجل مسلم تزوج بمحارمة فجئن بأولاد يثبت نسب الأولادمنه عند أبى حنيفة خلافا لهما بناء علىٰ أن النكاح فاسد عند أبى حنيفة وباطل عندهما، كذا فى الظهيرية. (عالمگيرى كشورى، كتاب الطلاق، باب ثبوت النسب: ۵۶۴/۱، ظفير)

وإن تزوجهما أى الأختين فنكاح الأخيرة فاسد ويجب عليه أن يفارقها بعد الدخول فلها المهر، إلخ، علم القاضى بذالک يفرق بينهما فإن فارقها قبل الد خول لايثبت شئى من الأحكام و إن فارقها بعد الدخول فلهاالمهر، إلخ، وعليها العدة ويثبت النسب ويعتزل إمرأته حتىٰ تنقضى عدة أختها. (عالمگيرى باب المحرمات: ۲۸۵/۲، ظفير)

وتقدم فى باب المهر أن الدخول فى النكاح الفاسد موجب العدة وثبوت النسب ومثل له فى البحر هناک بالتزوج بلاشهود وتزوج الأختين معاً. (ردالحتار، باب العدة: ۸۳۵/۲، نیز دیکھئے: البحر الرائق: ۱۶۹/۲، باب المهر)

اس تفصیلی حوالے کا منشاء یہ ہے کہ دوسری کی اولاد بھی ثابت النسب ہوگی۔ واللہ اعلم (ظفیر)

الجواب

ایک عورت کے نکاح میں رہتے ہوئے اس کی بہن سے نکاح کرنا حرام ہے، خود قرآن مجید میں اس کی صراحت موجود ہے،(۱) اگر وہ دونوں ایجاب وقبول کر بھی لیں تب بھی نکاح منعقد نہیں ہوگا؛ اس لیے اس شخص کا یہ عمل نہایت ہی نامناسب اور گناہ کا ہے، ایک دوسرے سے الگ ہوجانے کا مشورہ دینا چاہیے، اگر ناواقفیت کی وجہ سے اس نے ایسا کیا تھا تو ان بچوں کا نسب اس سے ثابت ہوگا؛ کیوں کہ فقہ کی اصطلاح میں یہ وطی بالشبہ کی صورت سمجھی جائے گی، ورنہ ان کا نسب اس مرد سے ثابت نہیں ہوگا؛ کیوں کہ جانتے بوجھتے بدکاری سے جو بچے پیدا ہوں، ان کا نسب باپ سے متعلق نہیں ہوتا ہے، جہاں تک نکاح کی بات ہے تو اس کے لیے ضروری نہیں؛ بلکہ مسلمان ہونا کافی ہے؛ اس لیے ان بچوں سے نکاح کرنا درست ہے۔ (کتاب الفتاویٰ:۳۳۲/۴، ۳۳۳)

بیوی کی موجودگی میں سالی سے نکاح اور اولاد کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ بیوی کے نکاح میں ہوتے ہوئے اس کی بہن سے اگر کوئی شخص شادی کرے اور اس سے اولاد پیدا ہو تو یہ اولاد اس باپ سے ثابت النسب ہوگی، یا نہیں؟

(المستفتی: محمد برہان مہاراشٹری)

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ، الجواب ـــــــ وباللّٰہ التوفیق

بیوی کے نکاح میں ہوتے ہوئے، اس کی بہن سے نکاح کرنا نکاح فاسد ہے، لہٰذا اس کو نکاح سے فوراً الگ کردینا لازم اور واجب ہے؛ لیکن اس نکاح سے جو بچے پیدا ہوئے، وہ ثابت النسب ہوں گے۔

أن نكاح المحارم مع العلم لعدم الحل فاسد ... وتقدم في باب المهر أن الدخول في النكاح الفاسد موجب للعدة، وثبوت النسب. (شامی، زکریا: ۱۹۷/۵، کراچی: ۵۱۶/۳)

وإن تزوجهما في عقدتين، فنكاح الأخيرة فاسد ويجب عليه أن يفارقها (إلى قوله) وإن فارقها بعد الدخول فلها المهر ويجب الأقل من المسمىٰ ومن مهر المثل و عليها العدة ويثبت النسب. (الفتاویٰ الهندية، زکریا: ۲۷۷/۱، جدید: ۳۴۳/۱) فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۱۱/ربیع الاول ۱۴۲۶ھ (فتویٰ نمبر: الف ۸۷۴۹/۳۷)

الجواب صحیح: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۱۴۲۶/۳/۱۱ھ۔ (فتاوی قاسمیہ: ۴۰۰/۱۳) ☆

---

(۱) ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ ... وَ اَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ﴾ (سورة النساء : ۲۳)

☆ **دو بہنیں ایک مرد کے نکاح میں اور ان کی اولاد کا نکاح:**

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ایک شخص کے نکاح میں دو حقیقی بہنیں ہیں، دونوں کی اولاد ہے، بڑی بیوی کے لڑکے کے نکاح میں ہمارے قریب کے رشتہ دار کی بیٹی ہے، ==

دو سگی بہنوں سے نکاح کیا، ان سے اولاد ہوئی، ان اولاد کا آپس میں نکاح جائز ہے، یا نہیں:

سوال: ایک شخص کے نکاح میں دو سگی بہنیں تھیں، ان کی اولاد کا نکاح آپس میں صحیح ہے، یا نہیں؟

الجواب

دو بہنوں کا نکاح میں جمع کرنا حرام ہے، ان میں سے پہلی کا نکاح صحیح ہے اور دوسری بہن کا نکاح جو بعد میں ہوا وہ صحیح نہیں ہوا، (۱) اور اولاد اس شخص کی جو پہلی عورت سے ہوئی، اس کا نسب ثابت ہے اور دوسری عورت سے جو اولاد ہوئی، اس کا نسب ثابت نہیں ہے اور دونوں کی اولاد کا نکاح حسب شرائط نکاح صحیح ہو جاوے گا۔ (۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۷/۲۳۱-۲۳۲)

== اس لڑکے کا کاروبار علاحدہ ہے؛ لیکن کھانا پینا سب کا مشترک ہے۔ مفتی صاحب سے سوال یہ ہے کہ ہم اپنے رشتہ دار کی لڑکی اور اس کے شوہر سے تعلقات برقرار رکھیں، یا منقطع کرلیں؟ (المستفتی: محمد جاوید، پنڈت نگلہ، مرادآباد)

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ، الجواب وباللّٰہ التوفیق

جس لڑکے کے نکاح میں آپ کی قریبی رشتہ دار کی بیٹی ہے، وہ لڑکی اور اس کا شوہر والد کے گناہ میں شریک نہیں ہیں؛ تاہم اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے والد کو اس حرام کام سے منع کرے؛ کیوں کہ دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا حرام ہے اور دونوں بہنوں میں سے جس سے بعد میں نکاح ہوا ہے، وہ نکاح صحیح نہیں ہوا ہے، ہمیشہ کے لیے بدکاری ہو رہی ہے، ان کو فوری طور پر الگ کر دینا لازم ہے؛ لیکن قریبی رشتہ دار کی بیٹی اور اس کے شوہر سے تعلقات قائم رکھنے میں کوئی گناہ نہیں ہے؛ اس لیے کہ اس میں اس کا کوئی قصور نہیں ہے۔

﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ اُخْرٰی﴾ (بنی اسرائیل: ۱۵)

﴿وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ﴾ (النساء: ۲۳)

ولا فیما إذا تزوجهما علی التعاقب، وکان نکاح الأولیٰ صحیحاً، فإن نکاح الثانیة والحالة هذه باطل قطعاً. (شامی، زکریا: ۴/۱۱۶، کراچی: ۳/۳۸)

عن أبی وهب الجیشانی أنه سمع ابن فیروز الدیلمی یحدث عن أبیه، قال: أتیت النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فقلت یا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم إنی أسلمت وتحتی أختان، فقال رسول اللّٰه اختر أیتهما شئت. (سنن الترمذی: ۱/۲۱۴، رقم: ۱۱۳۹، ابن ماجة، ۱۴۰، رقم: ۱۹۵۱، أبوداؤد: ۱/۳۰۵، رقم: ۲۲۴۳) فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۳ر شعبان ۱۴۳۵ھ (فتویٰ نمبر: الف ۴۱/۱۱۶۱۵) (فتاوی قاسمیہ: ۱۳/۴۰۱، ۴۰۲)

(۱) **ولا یجمع بین أختین نکاحاً ولا بملک یمین وطیاً.** (الهدایة، فصل فی المحرمات: ۲/۲۷۶)

وحرم الجمع بین المحارم نکاحاً أی عقداً صحیحاً وعدة وبمن طلاق بائن. (الدر المختار)

إذا تزوجهما فی عقد واحد فإنه لا یکون صحیحاً قطعاً ولا فیما إذا تزوجهما علی التعاقب و کان نکاح الأولیٰ صحیح فإن نکاح الثانیة والحالة هذه باطل قطعاً. (ردالمحتار، فصل فی المحرمات: ۲/۳۹۰، ظفیر)

(۲) اگر یہ نکاح یکے بعد دیگرے ہوا ہے، تب تو جواب وہی ہے جو مفتی علام نے لکھا؛ لیکن اگر دونوں بہنوں سے ایک ساتھ ہوا ہے تو دونوں کی اولاد کا نسب ثابت ہوگا اور ان کے مابین شادی کسی حال میں درست نہیں ہوگی؛ بلکہ پہلی صورت میں بھی احتیاط کے خلاف ہے۔

وعدة المنکوحة نکاحاً فاسداً فلا عدة فی باطل وکذا موقوف قبل الإجازة اختیار، لکن الصواب ثبوت العدة والنسب، بحر. (الدر المختار) ==

مفلوج بیوی کی بہن سے نکاح:

سوال: زید کی زوجہ ایک مدتِ دراز سے بعارضہ فالج بیمار ہوگئی، گھر کا کوئی کام نہیں ہوسکتا، اس سے زید کو از حد مشکل ہوگئی، ایسے مشکل وقت میں زید کی سالی گھر کا کام چلاتی رہی، اس پر مشکل یہ پڑی کہ اس سالی سے ناجائز تعلق ہوگیا، اب یہ سالی زید کے گھر رہا کرتی ہے۔ ایسے وقت پہلی بیوی کو طلاق دینے کی سوچ رہا ہے اور وہ طلاق لینے کو ناپسند کرتی ہے اور اپنی بہن سے نکاح کر لینے سے رضا مند ہے۔

فی الحال زید نے یہ تجویز کیا کہ پہلی عورت جو کسی کام کے قابل نہیں رہی، اس کا مہر اور رہائش کا جدا مکان اور نفقہ وغیرہ کی پوری صورت دے کر بغیر طلاق دیئے اس کی بہن سے نکاح کرنے کا ارادہ ہے۔ شریعتِ مطہرہ میں کوئی صورت ہو تو زید کی کوئی امید ہوگی، ورنہ زندگی سے ہاتھ دھونے کا مسلم خیال ہے۔

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــ حامداً ومصلیاً

جب تک ایک بہن نکاح میں ہے، دوسری بہن سے نکاح قطعاً حرام ہے؛ بلکہ اگر اس کو طلاق دے دی جائے، تب بھی جب تک عدت نہ گزر جائے، اس کی بہن سے نکاح جائز نہیں۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: (وأن تجمعوا بين الأختين﴾ (الآية)(۱)

"وحرم الجمع بين المحارم نكاحاً: أى عقداً صحيحاً وعدة ولو من طلاق بائن. (الدر المختار: ۴۳۸/۲)(۲)

زندگی سے ہاتھ دھونا کچھ آسان نہیں، دنیا اور آخرت دونوں منزلیں نہایت کٹھن ہیں، حرام موت کا انجام زید کو خود سوچ لینا چاہیے، اگر ناواقف ہو تو کسی عالم سے دریافت کرلے۔ زید زندگی سے ہاتھ دھوتا ہے؛ اس لیے کہ جو شئی اللہ تعالیٰ نے حرام فرمادی ہے، وہ اس کے لیے حلال کیوں نہیں، غور وفکر کرے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا اور یہ ضد خداوند تعالیٰ کا قانونِ عام توڑنے کی ضد ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۶/۳/۱۳۵۷ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۶/ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۴۳۰/۱۱)

== (قوله: نكاحاً فاسداً) هى المنكوحة بغير شهود ونكاح إمرأة الغير بلا علم بأنها متزوجة لنكاح المحارم مع العلم بعدم الحل فاسد عند الإمام خلافاً لهما، فتح، إلخ، قلت: ويشكل عليه أن نكاح المحارم مع العلم بعدم الحل فاسد كما علمت مع أنه لم يقل أحد من المسلمين بجوازه وتقدم فى باب المهر أن الدخول فى النكاح موجب للعدة وثبوت النسب ومثل له فى البحر. (ردالمحتار، باب العدة: ۸۳۵/۲، ظفير)

(۱) سورة النساء: ۲۳/ "ويحرم الجمع بين الأختين نكاحاً". (مجمع الأنهر، باب المحرمات، كتاب النكاح: ۳۲۴/۱، دار إحياء التراث العربى بيروت)

(۲) الدر المختار، كتاب النكاح، باب المحرمات: ۳۸/۳، سعيد

دو رضاعی بہنوں کو جمع کرنا حرام ہے:

سوال: ایک لڑکی ہے، جس کا باپ عرصہ تک لا پتہ رہا اور ماں کا انتقال ہوگیا، حالت لا وارثی میں اس لڑکی کے ایک عزیز نے اپنے یہاں لے جا کر اپنے لڑکے کے ساتھ عقد کر دیا، جس کو زمانہ بیس سال کا ہوتا ہے؛ لیکن اس وقت لڑکا ولڑکی دونوں نابالغ تھے، حالت بلوغیت پر لڑکی نے اس عقد کو منظور نہیں کیا اور عرصہ سولہ سال کا ہوتا ہے کہ وہ اپنی لڑکی اپنے شوہر کے یہاں سے اپنے مکان چلی آئی، اس وقت اس کا لا پتہ والد بھی آ گیا اور شروع عقد سے آج تک اس لڑکے اور لڑکی میں کسی قسم کا واسطہ نہیں رہا ہے، اب اس لڑکے نے اپنی بیوی کی خالہ زاد بہن سے عقد کر لیا ہے؛ مگر ان دونوں لڑکیوں نے ایک ہی ماں کا دودھ پیا ہے، آیا اس پہلی لڑکی کا عقد ناجائز ہو کر دوسرا عقد ہوسکتا ہے، یا نہیں؟ اور یہ دوسری لڑکی اس لڑکے کے نکاح میں آسکتی ہے، یا نہیں؟

الجواب

جب کہ اس کی پہلی زوجہ اور اس زوجہ کی خالہ زاد بہن رضاعی بہنیں ہیں تو وہ دونوں ایک شخص کے نکاح میں جمع نہیں ہوسکتیں اور اگر اس پہلی زوجہ کی خالہ زاد بہن سے جو کہ اس کے رضاعی بہن ہے، نکاح کرنا منظور ہے تو پہلی زوجہ کو طلاق دے دیوے، جب اس کی عدت تین حیض گزر جاویں، اس وقت اس کی رضاعی بہن سے نکاح درست ہوسکتا ہے اور محض عورت کے انکار سے بعد بلوغ کے بلا قضائے قاضی نکاح فسخ نہیں ہوتا۔ (کذا فی الدر المختار) (۱)

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۷/۴۴۹-۴۵۰)

دو رضاعی بہنوں سے بیک وقت نکاح کرنا حرام ہے:

سوال: نمی الدین نامی ایک شخص کے گھر میں لڑکا نہیں جنتا تھا تو بہت برس بعد اس نے ایک لڑکی کی روش کی، اللہ کے حکم سے پندرہ دن بعد مذکورہ شخص کی بیوی کو جو حاملہ تھی، ایک لڑکی پیدا ہوگئی، اب دونوں ہمشیر ہوگئے، رفتہ رفتہ ان میں سے ایک بالغ ہوگئی تو اس کی نذیر احمد نامی شخص سے شادی کرادی اور ساتھ دوسری لڑکی بھی بالغہ ہوئی اور بہنوئی کے گھر میں آ گئی، لوگوں کو جب زنا کا اندیشہ ہوا تو ان کے زجر وتو بیخ پر باپ اسے اپنے گھر لے گئے، پھر چند دنوں بعد معلوم ہوا کہ موصوفہ پھر بہنوئی کے گھر گئی ہے، لوگوں نے اس سے پوچھ پاچھ کیا، اس نے اقرار کیا کہ میں حاملہ ہوں، بعد میں بہنوئی سے پوچھا گیا تو اس نے بھی زنا کا اقرار کیا، بعد میں داماد نے سسر کو ایک سو روپے جھوٹی بات کہنے کے لیے دیئے تو باپ نے روپے کے حرص میں کہا کہ یہ لڑکی رضیعہ نہیں، ایک مجلس طلب کی گئی، اس میں گواہ پیش ہوئے کہ

(۱) بشرط القضاء للفسخ. (الدر المختار)

حاصله أنه إذا كان المزوج للصغير والصغيرة غير الأب والجد فلهما الخيار بالبلوغ أو العلم به فإن اختار الفسخ لايثبت الفسخ إلا بشرط القضاء. (رد المحتار، باب الأولى: ۲/۴۲۱، ظفير)

یہ رضیعہ نہیں ہے؛ مگر اس کی خالہ اس لڑکی کو موصوفہ دایہ کے پاس لے گئی، اس نے لڑکی کے والد کو کہا کہ تم چھوٹے روپے کے خوف سے جھوٹ بات منہ سے نکالتے ہو، اس پر وہ خاموش رہا۔ اب شرعاً وسیاسةً کیا حکم ہے؟

الجواب

صورت مسئولہ میں جب کہ دو معتبر گواہ اس بات کے موجود ہیں کہ ان دونوں لڑکیوں نے ایک ہی عورت کا دودھ پیا ہے تو ان دونوں سے بیک وقت نکاح کرنا نذیر احمد کے لیے حرام ہے،(۱) اور جو گواہیاں رضیعہ نہ ہونے پر لائی گئی ہیں، وہ قابل قبول نہیں ہیں؛ کیوں کہ المثبت مقدم علی النافی، نذیر احمد کو چاہیے کہ فوراً دوسری لڑکی کو چھوڑ دے اور اس گناہ سے توبہ واستغفار کرے اور وہ چھوڑنے پر آمادہ نہ ہو تو عدالت کے ذریعے بھی دونوں میں تفریق کرائی جاسکتی ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم

۱۳۹۰/۱۲/۱۲ھ (فتاویٰ عثمانی: ۲/۲۴۵-۲۴۶)

رشتہ کی بہنوں کا نکاح میں اجتماع:

سوال: بیوی کے رشتہ کی بہنیں، جیسے: ماموں زاد، خالہ زاد، پھوپھی زاد بہنوں سے بیوی کی موجودگی میں نکاح جائز ہے، یا نہیں؟ (محمد جہانگیر الدین طالب، باغ امجد الدولہ)

الجواب

شریعت نے دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنے سے منع کیا ہے؛(۲) لیکن قرآن وحدیث اور کتب فقہ میں جب کہیں بھائی بہن کے رشتے ذکر کئے جاتے ہیں تو ان سے سگے، یا رضاعی بھائی بہن مراد ہوتے ہیں، چچا، پھوپھی، خالہ، ماموں کی اولاد گو عرف میں بھائی بہن کہلاتے ہیں؛ لیکن قانونِ شریعت کی نگاہ میں وہ بھائی بہن نہیں ہیں،----- دو بہنوں سے ایسی دو بہنیں مراد ہیں، جن کے ماں باپ ایک ہوں، یا دونوں کی ماں ایک ہو، یا دونوں کا باپ ایک ہو، یا ان دونوں کے درمیان رضاعی بھائی بہن کا رشتہ ہو، اس طرح کہ دونوں نے ایک عورت کا دودھ پیا ہو، یا ایک نے دوسرے کی ماں کا دودھ پیا ہو، ایسی دو عورتوں کو نکاح میں جمع نہیں کیا جاسکتا۔

"سواء كانتا أختين من النسب أو من الرضاع". (۳)

خالہ زاد، پھوپھی زاد اور اس طرح کے رشتہ کی بہنوں کے ساتھ نکاح میں اجتماع ہوسکتا ہے۔ (کتاب الفتاویٰ: ۴/۳۳۱)

(۱) وفي الشامية، كتاب النكاح، باب الرضاع، ج:۳، ص:۴۲۲: وهي شهادة عدلين أي من الرجال وافاده انه لايثبت بخير الواحد امرأة كان أو رجلا. / وفي الهندية، كتاب الرضاع، ج:۱، ص:۳۴۷ (طبع ماجدية): ولا يقبل في الرضاع الاشهاد رجلين أو رجل وامرأتين عدول.

(۲) ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ ... وَ اَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ﴾ (سورة النساء: ۲۳)

(۳) الفتاوى الهندية: ۱/۲۷۷

بیوی کے ہوتے ہوئے ناجائز بہن سے بھی نکاح حرام ہے:

سوال: زید کی ایک زوجہ حمیدہ ہے اور دوسری عورت غیر منکوحہ مسماۃ ہندہ جو زید کی زرخرید موجود ہے، زوجہ منکوحہ کے بطن سے ایک لڑکی سعیدہ ہے اور غیرہ منکوحہ عورت سے ایک لڑکی کریمہ ہے، زید نے سعیدہ کا عقد اپنے بھانجہ خالد کے ساتھ کر دیا، جو بقید حیات موجود ہے؛ لیکن خالد اب یہ چاہتا ہے کہ کریمہ کے ساتھ بھی نکاح کرے تو کیا سعیدہ کی موجودگی میں کریمہ سے خالد کا عقد صحیح ہوسکتا ہے؟

الجواب

فی الشامی قال: (قوله: ولو من زنا) تعمیم بالنظر إلیٰ کل ما قبله أی لافرق فی أصله أو فرعه أو أخته أن یکون من الزنا أو لا. (شامی)(۱)

پس معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں جمع کرنا درمیان سعید کے اور کریمہ کے جو بہنیں علاتی ہیں، خالد کو درست نہیں ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۷/۴۴۲-۴۴۳)

دو جڑی ہوئی لڑکی سے نکاح کی تحقیق:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہندہ کے دو لڑکی جڑی ہوئی پیدا ہوئیں کہ جن کے دو دو پیر اور دو دو ہاتھ اور جدا جدا سر اور جدے جدے پیشاب کے راستے؛ مگر مقام براز دونوں کا ایک ہی ہے، چوں کہ کمر سے اوپر کا حصہ جدا جدا ہے اور کمر سے مع سرین کے ایک ہے، اب اس کو ایک سمجھا جاوے گا، یا دو؟ اگر زید نکاح کا ارادہ کرے تو کیا اجازت ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب

جو اعضاء مکرر ہیں، اگر ان دونوں سے ان کے افعال مختصہ صادر ہوتے ہیں، تب تو وہ دو لڑکیاں ہیں، ورنہ ایک لڑکی۔ پس ایک ہونے کی صورت تو اس کا نکاح مرد سے جائز ہے، بقیہ اعضا کو زائد سمجھا جاوے گا اور دو ہونے کی صورت میں دیکھنا چاہیے کہ وہ اسی طرح سے رکھی جائیں گی، یا حکماء کے مشورہ سے ان کو جدا جدا کر دیا جائے گا، اگر جدا جدا کر دیا جاوے، تب بھی دونوں کا نکاح دو مردوں سے درست ہے اور اگر ملی ہوئی رہیں تو ان کا نکاح کسی سے نہیں ہوسکتا؛ کیوں کہ اگر دونوں کا ایک مرد سے کیا جاوے، تب تو دو بہنیں ایک شخص سے نکاح نہیں کر سکتیں اور اگر ایک مرد سے ایک ہی کا کیا جاوے تو اس لیے جائز نہیں کہ اس سے تمتع بدون دوسری سے تمتع ہوئے ممکن نہیں اور غیر منکوحہ سے تمتع حرام ہے، پس موقوف علی الحرام بھی حرام ہے، خصوص جب کہ عضو مشترک میں احتمال ہے کہ یہ شاید غیر منکوحہ کا ہو، یا منکوحہ وغیر منکوحہ میں مشترک ہو، جیسے کہ خنثی سے نکاح، ایسے ہی اشتباہ کے سبب باطل ہے۔ **وقد صرحوا به.** (امداد الفتاویٰ جدید: ۲/۲۳۸)

(۱) دیکھئے: ردالمحتار للشامی، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات: ۳/۳۸۱، ظفیر

عدم جواز نکاح با دو زنان کہ باہم توام و متفق اند:

سوال: آج کل نمائش ہو رہی ہے، اس میں ریاست میسور کے برہمنی کی دو لڑکیاں توام بھی آئی ہیں، ایک کا داہنا کولھا دوسری کے بائیں کولہے سے خلقۃً جڑا ہوا ہے، اس طرح کہ نہ ایک تنہا بیٹھ سکتی ہے، نہ لیٹ سکتی ہے، نہ چل سکتی ہے، نہ پاخانہ پیشاب کو جاسکتی ہے، نہ دونوں الگ الگ پاجامہ پہن سکتی ہیں، دونوں کا ایک ہی لہنگا ہے، چار پاؤں چار ہاتھ غرض سب اعضاء الگ الگ ہیں، یہ سب امور میں نے اور حافظ یعقوب صاحب گنگوہی اور حاجی احمد مرزا صاحب نے پنی آنکھ سے دیکھے ہیں اور سینکڑوں آدمی مرد وعورت ہر روز ان کو دیکھنے کے لیے آتے ہیں۔ یہ دوسروں سے معلوم ہوا ہے کہ بھوک، پیاس، نیند، پاخانہ، پیشاب کی حاجت، تندرستی، بیماری اور طمث، طہر سب دونوں کو ساتھ ساتھ ہوتے ہیں، چودہ پندرہ برس کی عمر ہے، صرف اتنا فرق ہے کہ مجرائے بول ایک کے ہے، دوسری کے نہیں، جب صاحب مجرے پیشاب سے فارغ ہو جاتی ہے تو دوسری بھی فارغ ہو جاتی ہے۔ مجرائے طمث الگ الگ ہیں، یہ حال عرض کرنے سے متسود یہ پوچھنا ہے کہ اگر دونوں مسلمان ہوتیں، یا ہو جائیں تو شرعاً ان کے نکاح کی کیا صورت ہوگی؟

الجواب

فی الدرالمختار حكماً لمفصاة ما نصه: وأنه لايحل وطؤها إلا إن أمكن الاتيان فی القبل بلاتعد. (۱٤۱/۱)(۱)

اس سے ایک کلیہ ثابت ہوا، جس عورت سے وطی کرنا بدون ارتکاب معصیت کے عادۃً ممکن نہ ہو، اس سے وطی کرنا حرام ہے اور ظاہر ہے کہ یہاں اگر ایک سے وطی کی جائے تو وطی کرنے والے کو دوسری سے نہ تو انتفاع حلال ہے؛ کیوں کہ دونوں اخت ہیں اور نہ اس دوسری کے لمس ونظر وتعری سے عادۃً بچ سکتا ہے؛ اس لیے کلیہ مذکورہ کی بنا پر منکوحہ سے بھی وطی حرام ہوگی، یہ حکم تو وطی کا ہے، باقی نکاح کی صحت میں کوئی امر مانع نہیں ہوتا؛ لیکن یہ نکاح فائدہ سے خالی ہونے کے سبب لغیرہ منہی عنہ ہوگا، جیسے منکوحہ کا اگر کوئی شخص حق ادا نہ کر سکتے، جس کو خوف جور سے تعبیر کیا جاتا ہے، اس کے لیے حسب تصریح فقہاء نکاح کرنا مکروہ ہے اور جیسے منکوحہ اگر مصاہرۃً حرام ہو جاوے، نکاح تو باقی ہے؛ مگر اس کا امساک بالمعروف چوں کہ ممکن نہیں؛ اس لیے تسریح باحسان واجب ہوگا، یہاں پہلے ہی سے نہی عن النکاح کا حکم کیا جاوے گا **ولولغيره ومع حكم الصحة.**

مشورہ: اگر ڈاکٹر دونوں کو جلد قطع کر کے علاحدہ کر سکیں تو پھر سب اشکال رفع ہو جاویں۔ (امدادالفتاویٰ جدید: ۲۴۰/۲)

دو بہن جو جڑی ہوئی ہیں، ان کی شادی کی کیا صورت ہوگی:

سوال: دو لڑکیاں توام [جڑی ہوئیں] ہیں، ایک کا داہنا کولھا دوسری کے بائیں کولہے سے خلقۃً جڑا ہوا ہے،

(۱) ردالمحتار، سنن الوضوء: ۱۳٦/۱، دارالفکر بیروت، انیس

اس طرح کہ نہ ایک تنہا بیٹھ سکتی ہے، نہ اٹھ سکتی ہے، نہ لیٹ سکتی ہے، نہ ہل سکتی ہے، نہ پاخانہ پیشاب کو جاسکتی ہے، اتنا تو میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے اور اتنا دوسروں سے سنا ہے کہ ساتھ کھاتی ہیں، ساتھ سوتی ہیں، ساتھ بیمار ہوتی ہیں، ساتھ اچھی ہوتی ہیں، مرض بھی دونوں کو ایک ہی ہوتا ہے اور طمث بھی ساتھ ہوتا ہے اور طہر بھی ساتھ، تیرہ چودہ برس کی عمر ہے، مجریٰ طمث اور مبرز دونوں کا الگ الگ ہے؛ مگر مجری بول صرف ایک کے ہے، دوسری کے نہیں، ایک جب پیشاب کرتی ہے تو دوسری بھی فارغ ہوتی ہے، بہرحال لکھ کر یہ پوچھنا مقصود ہے کہ اگر وہ دونوں مسلمان ہوتیں، یا اب وہ مسلمان ہو جاویں تو ان کے نکاح کی شرعی صورت کیا ہوگی؟

الجواب

مکرمی جناب مولانا حکیم محمد جمیل الدین صاحب مدفیوضہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہم

والا نامہ پہنچا، واقعہ عجیب معلوم ہوا، کتب فقہ میں کوئی جزئیہ اور اس کے حکم کے متعلق کوئی تصریح نہیں ہیں، البتہ قواعد سے عدم جواز نکاح بصورت مذکور معلوم ہوتا ہے۔ درمختار میں نکاح کی تعریف یہ کی ہے:

هو عقد يفيد ملک المتعة أى حل استمتاع الرجل من إمرأة لم يمنع من نكاح مانع شرعی. (۱)

اور شامی میں بدائع سے منقول ہے:

أن من أحكامه ملک المتعة وهو اختصاص الزوج بمنافع بضعها و سائر أعضائها استمتاعاً أو ملک الذات والنفس فی حق التمتع علٰی اختلاف مشائخنا فی ذلک. (شامی)(۲)

ان عبارات سے بالاجمال اس قدر واضح ہوتا ہے کہ صورت مسئول عنہا میں مانع شرعی استمتاع سے موجود ہے اور اگر اس کا لحاظ رکھا جائے کہ ایک سے استمتاع میں دوسری سے بھی استمتاع ہے تو پھر بنص حرمت جمع بین الاختین سے بھی اس کی حرمت واضح ہوتی ہے، بہرحال جواز نکاح کی کوئی صورت بحالت موجودہ معلوم نہیں ہوتی، البتہ اگر ان کو بذریعہ آپریشن جدا کر دیا جائے تو پھر کچھ اشکال نہیں ہے۔ فقط

(اگر استمتاع ایک سے دوسری کے لیے بھی کافی ہو جاتا ہے تو اس صورت میں دونوں کو ایک کے حکم میں مان کر کسی ایک شخص سے شادی کر دینے میں جمع بین الاختین لازم نہیں آنا چاہیے؛ بلکہ ایک کے حکم میں قرار دے دینا چاہیے، بہرحال یہ مسئلہ قابل غور ہے۔ [ظفیر]) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۵۱۳/۷-۵۱۴)

دو جڑواں بہن سے نکاح:

سوال: دو جڑواں لڑکی پیدا ہوئی، جس کے ہاتھ، پاؤں، منہ ہر ایک چیز دونوں کے لیے علاحدہ علاحدہ ہیں،

(۱) الدر المختار علٰی هامش رد المحتار، كتاب النكاح: ۳۵۵/۲، ظفير

(۲) رد المحتار، كتاب النكاح: ۳۵۵/۲، ظفير

دونوں جوان ہوچکی ہیں اور شادی کرانی ہے اور دونوں کو بذریعہ آپریشن علاحدہ کرانے میں جان جانے کا خطرہ ہے، دونوں کی عادت ایسی ہے کہ اگر ایک کو بھوک لگتی ہے تو دوسرے کو بھی، اگر ایک کو استنجا کی ضرورت پڑتی ہے تو دوسرے کو بھی، اگر ایک بیمار پڑی، یا کہیں درد ہوا تو دوسری کی بھی وہی حالت ہوتی ہے۔

لہٰذا ایسی صورت میں دونوں کی شادی کس طرح ہو؟ اگر ایک مرد سے کرتے ہیں تو جمع بین الاختین لازم آتا ہے اور اگر دو مرد سے کرتے ہیں تو دونوں کی علاحدگی کی صورت میں جان جانے کا خطرہ ہے۔

الجواب ــــــــــــــــــــــــ وباللہ التوفیق

صورت مسئولہ میں اگر یہ صحیح ہے کہ مذکورہ جڑواں لڑکی کو آپریشن کے ذریعہ علاحدہ نہیں کیا جاسکتا ہے اور دونوں کی عادت بھی ایسی ہے کہ ایک کو بھوک لگنے کی صورت میں دوسری بھی بھوک کو محسوس کرتی ہے، ایک کو استنجا لگنے کی صورت میں دوسری کو بھی ضرورت محسوس ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ اور شادی نہ کرنے کی صورت میں عفت وعصمت کی حفاظت ممکن نہیں ہے تو ایسی صورت میں اس کو ایک لڑکی شمار کیا جائے گا اور ایک مرد سے اس کی شادی کی جائے گی۔(۱)

البتہ اگر وہ برداشت کرلے اور بغیر شادی کے بھی اپنی عزت کی حفاظت کرسکتی ہے تو اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ شادی نہ کرے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد جنید عالم ندوی قاسمی، ۲۳؍رجب ۱۴۲۱ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۴؍۱۴۷-۱۴۸) ☆

---

(۱) فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جدید: ۷؍۵۰۱-۵۱۳

☆ **جڑواں بہنوں کا نکاح کس طرح ہوگا:**

سوال: حال ہی میں دو جڑواں بہنوں کے آپریشن اور آپریشن کے درمیان وفات کی خبریں اخبارات میں چھپی ہیں ،اس سے معلوم ہوا کہ دو جڑواں لڑکیاں زندہ رہ سکتی ہیں، ایسی صورت میں ان کا نکاح کس طرح ہوگا؟ اور دونوں کا نکاح دو الگ مردوں سے ہوگا، یا ایک ہی مرد سے؟ (محمد شہباز فلاحی، مالیگاؤں)

الجواب ــــــــــــــــــــــــ

اگر انہیں الگ کرنا ممکن نہ ہو، تو کسی سے ان کا نکاح کرنا جائز نہیں؛ کیوں کہ دو مردوں سے ان دونوں کا نکاح کیا جائے تو بے ستری بھی یقینی ہے اور گناہ میں پڑ جانا بھی قریب قریب یقینی ہے اور ایک ہی مرد کے نکاح میں دونوں کو نہیں دیا جاسکتا؛ اس لیے کہ ایک نکاح میں بیک وقت دونوں بہنوں کا اجتماع حرام ہے اور خود قرآن مجید میں صراحت کے ساتھ اس کی حرمت بیان کی گئی ہے۔(﴿وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ﴾ (النساء: ۲۳)

اور چوں کہ جسمانی اعضا کے اعتبار سے دونوں کا مستقل وجود ہے، دونوں کا نظامِ تنفس اور نظامِ ہضم ایک دوسرے سے مختلف ہے؛ اس لیے ان کے مجموعہ کو ایک عورت کا وجود قرار نہیں دیا جاسکتا؛ اس لیے قرآن مجید کی صراحت کے مطابق یہ دونوں ایک مرد کے نکاح میں نہیں آسکتیں، ان کے لیے صبر وبرداشت ہی کا راستہ ہے اور اگر صبر کی قوت نہ ہو تو ایسی میڈیکل تدبیر اختیار کی جاسکتی ہے کہ ان میں صنفی جذبات کمزور پڑ جائیں اور انہیں برداشت کرنا ممکن ہوجائے۔(کتاب الفتاویٰ: ۴؍۳۳۴، ۳۳۵)

عورت کا اپنے بہنوئی سے حلالہ کرانے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ زید کی سالی کو اس کے شوہر نے تین طلاق دے دیں، اب حلالہ کرنا چاہتا ہے؛ لیکن ساتھ ساتھ شوہر یہ بھی چاہتا ہے کہ کسی کو پتہ نہ چلے تو زید کہتا ہے کہ میں تیار ہوں۔ زید یہ کرسکتا ہے، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

مذکورہ مسئلہ کو سمجھنے سے پہلے یہ سمجھ لیجئے کہ قرآن پاک اور احادیث مبارکہ کے واضح نصوص اور اجماع امت سے ثابت ہے کہ ایک بہن کے نکاح میں ہوتے ہوئے اس کی دوسری بہن سے نکاح منعقد نہیں ہوسکتا؛ بلکہ اس سے نکاح کرنا حرامِ قطعی اور گناہ کبیرہ ہے اور یہ بھی سمجھ لیجئے کہ جس عورت کو شوہر نے تین طلاقیں دی ہوں تو جب تک یہ عورت دوسرے مرد سے نکاح صحیح نہ کرلے اور پھر وہ دوسرا شوہر اس سے میاں بیوی کا تعلق قائم کرکے طلاق نہ دے دے اور پھر عدت بھی گزر جائے، اس وقت تک پہلے شوہر کے لیے اس سے نکاح کرنا حلال نہیں۔

لہٰذا صورت مسئولہ میں جب زید کا نکاح ہی اپنی سالی سے منعقد نہیں ہوسکتا جو کہ حلالہ کے لیے شرط ہے تو پھر شوہر کے لیے اس کے بعد نکاح کیسے حلال ہوسکتا ہے۔

لما فی القرآن الکریم (النساء: ٢٣): ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ ... وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا.

وفی الخانية (٣٦٤/١): ومنها الجمع بين الأختين نكاحا حرتين كانتا أو أمتين إن تزوجهما جملة بطلا وإن تزوجهما على التعاقب صح الأول وبطل الثاني.

وفی الدرالمختار (٣٨/٣): وحرم (الجمع) بين المحارم (نكاحاً) اى عقدا صحيحاً، آه.

وفی (ص: ٤١٠): (حتى يطأها غيره ولو) الغير (مراهقا) يجامع مثله... (بنكاح) نافذ خرج الفاسد والموقوف. (نجم الفتاویٰ: ۲۶۲/۴)

سالی اور بہنوئی میں بے تکلفی:

سوال: اکثر دیکھا جاتا ہے کہ سالی اور بہنوئی کے درمیان بے تکلفی اور آزادانہ میل جول ہوتا ہے، سالیاں بہنوئیوں کی دلجوئی، اس سے مصافحہ کرنے، یہاں تک کہ اس کے ہاتھ پیر دبانے میں بھی پیش پیش رہتی ہیں، اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ (سید جلال پاشاہ، جہاں نما)

الجواب ـــــــــــــــــــ

سالی اور بہنوئی کے درمیان بے تکلفی قطعا جائز نہیں اور ان کا باہم ناشائستہ ہنسی مذاق کرنا، ہاتھ پاؤں دبانا قطعا

حرام وگناہ ہے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لیے دیور کو موت یعنی اخلاقی تباہی کا باعث قرار دیا ہے؛(۱) کیوں کہ دیور اور بھاوج مذاق کیا کرتے تھے،بعینہ یہی بات سالی اور بہنوئی کے ساتھ صادق آتی ہے،سالی اور بہنوئی ایک دوسرے کے لیے غیر محرم ہیں۔(کتاب الفتاویٰ:۴/۴۳۷،۴۳۸)

دوسوتیلی بہنوں کو جمع کرنا بھی حرام ہے:

سوال: زید کے دو بیویاں ہیں ایک امینہ جس کے بطن سے زینب ہے اور دوسری سکینہ جس کے بطن سے کلثوم ہے، زید نے عمر سے زینب کا نکاح کردیا، چند روز بعد زینب کی زندگی ہی میں کلثوم سے بھی نکاح کردیا،فی الحال دونوں بہنیں جن کا باپ ایک ہے زید کے گھر میں ہیں تو یہ نکاح جائز ہے،یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

قال اللّٰہ تعالیٰ:﴿وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ﴾(۲)(الآیة)(اور حرام ہے تم پر دو بہنوں کا جمع کرنا؛یعنی نکاح میں۔)
پس جو نکاح عمر کا بعد میں کلثوم سے ہوا،وہ باطل اور ناجائز ہے اور حرام ہے،اس کو علاحدہ کردینا چاہیے۔
(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۷/۴۳۷۔۴۳۸)

سوتیلی سالی سے نکاح:

سوال: میری شادی کو ۲۲/ برس ہوگئے،کوئی اولاد نہیں ہوئی،اب میری بیوی کو خواہش ہے کہ میں اپنی سوتیلی سالی سے نکاح کروں،کیا سوتیلی سالی سے نکاح درست ہے،جب کہ میری بیوی موجود ہو؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

دو بہنوں کو ایک شخص کے نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں،بالکل حرام ہے،دونوں بہنیں حقیقی ہوں،یا سوتیلی سب کا یہی حکم ہے،یہ خدا کا حکم ہے۔بیوی کو خوشی،یا ناخوشی کو اس میں کوئی دخل نہیں۔خدا کی حرام کی ہوئی چیز بیوی کے کہنے سے حلال نہیں ہوگی۔(۳) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ،دارالعلوم دیوبند،۲/۴/۱۳۸۸ھ۔

الجواب صحیح:بندہ نظام الدین عفی عنہ،دارالعلوم دیوبند۔(فتاویٰ محمودیہ:۱۱/۴۳۴)

(۱) "إن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال:إیاکم و الدخول علی النساء،فقال رجل من الأنصار یارسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم! أفرأیت الحمو؟ قال:الحمو الموت"عن عقبة بن عامر رضی اللّٰہ عنہ".(صحیح البخاري، رقم الحدیث:۵۲۳۲،باب لایخلون رجل بإمرأة إلا ذومحرم والدخول علی المغیبة)

(۲) سورة النساء:۲۳،ظفیر

(۳) "والجمع بین الأختین نکاحاً ... فلقولہ تعالیٰ:﴿وأن تجمعوا بین الأختین﴾(النساء:۲۳)"وأما الثاني فللحدیث:"من کان یؤمن باللّٰہ والیوم الآخر،فلا یجمعن ماء في رحم أختین" ... وتفرع علیٰ عدم الفرق بین الأختین نسباً ورضاعاً،إلخ".(البحر الرائق،کتاب النکاح،فصل في المحرمات:۳/۱۶۸،رشیدیة)

زوجہ کی سوتیلی ماں سے نکاح کسی صورت میں درست ہے، یا نہیں:

سوال: زوجہ کی زندگی میں، یا بعد وفات زوجہ اس کی سوتیلی ماں سے نکاح کرنا جائز ہے، یا نہیں؟ مع دلیل بیان فرمائیے۔

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــ

زوجہ کی زندگی میں بھی اس کی سوتیلی ماں سے نکاح جائز ہے؛ یعنی زوجہ اور اس کی سوتیلی ماں کو نکاح میں جمع کرنا جائز ہے۔ درمختار میں ہے: **فجاز الجمع بین إمرأة وبنت زوجها أو امرأة إبنها.** (۱)
سوتیلی ماں ہے اور بنت زوج سوتیلی بیٹی ہے اور جب کہ زوجہ وفات پا چکی ہے تو اس حالت میں اس کی سوتیلی ماں سے نکاح جائز ہونے میں کچھ شک وشبہ ہی نہیں۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۴۳۹/۷-۴۴۰)

بیوی کے رہتے ہوئے اس کی سوتیلی ماں سے نکاح درست ہے، یا نہیں:

سوال: زید کا نکاح اپنے خسر کی منکوحہ ہندہ سے درست ہے، یا نہیں؟ ہندہ زید کی زوجہ زینب کی ماں نہیں ہے تو ہندہ وزینب کا جمع کرنا زید کے لیے درست ہے، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــ

زید کا نکاح ہندہ مذکورہ سے درست ہے اور جمع کرنا مابین زینب و ہندہ درست ہے۔
کما فی الدر المختار: فجاز الجمع بین إمرأة وبنت زوجها. (۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۴۴۶/۷)

سوتیلی والدہ کی بہن سے نکاح جائز ہے:

سوال: زید کی پہلی اہلیہ سے، جو فوت ہو چکی ہے، ایک بالغ لڑکا موجود ہے۔ کیا زید اپنی موجودہ دوسری منکوحہ کی حقیقی ہمشیرہ سے اپنے فرزند بکر کا عقد کر سکتا ہے؟ یعنی بکر کا نکاح اس کی سوتیلی خالہ سے ہو سکتا ہے، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــ

ہاں بکر کا نکاح اس کی سوتیلی خالہ سے جو اس کی سوتیلی ماں کی بہن ہے جائز ہے۔
فإن أخت الموطوءة للأب لیس لها ذکر فی المحرمات واللّٰہ أعلم (امداد الاحکام: ۲۴۹/۳)

بیوی کے مرنے کے بعد خوشدامن کے بہن سے نکاح جائز ہے، یا نہیں:

سوال: زید کی بیوی کا انتقال ہو گیا ہے، زید اپنی بیوی کی خالہ حقیقی سے نکاح کرنا چاہتا ہے؛ یعنی خوشدامن کی بہن حقیقی سے یہ نکاح جائز ہے، یا نہیں؟

---

(۱) **الدر المختار علیٰ هامش رد المحتار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات: ۱۱۷/٤، ط: الریاض**
(۲) **الدر المختار علیٰ هامش رد المحتار، فصل فی المحرمات: ۳۹۱/۲، ظفیر**

الجواب

بیوی کے مرنے کے بعد اس کی خالہ؛ یعنی خوشدامن کی بہن حقیقی سے نکاح درست ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۷/۴۴۴)

باپ اور بیٹے کا دو سگی بہنوں سے نکاح کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام و مفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ فاروق نے رشیدہ نامی عورت سے شادی کی جس سے ایک بیٹا سلمان پیدا ہوا، پھر رشیدہ حادثہ میں مرگئی تو فاروق نے رضوانہ نام کی خاتون سے شادی کرلی، اس وقت تک فاروق کا بیٹا سلمان بھی بالغ ہو چکا تھا، سلمان کی شادی رضوانہ کی بہن ڈاکٹر ریحانہ سے کردی گئی، اب باپ اور بیٹے کے نکاح میں دو سگی بہنیں ہیں؛ لیکن کچھ لوگ اشکال کررہے ہیں کہ دوسرا نکاح صحیح نہیں؛ کیوں کہ سلمان نے اپنی خالہ سے نکاح کرلیا ہے؛ لیکن باپ کہتا ہے کہ یہ سگی خالہ نہیں اور کچھ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ ان باپ بیٹے کی اولاد کا آپس میں نکاح نہیں ہوسکتا۔ ازراہِ کرم مسئلہ کی مفصل و مدلل تنقیح مع بیان الحرمات الصادرة من هذا النکاح بیان فرمادیں۔

الجواب بعون الملك الوهاب

خالہ چاہے حقیقی (ماں اور باپ شریک خالہ) ہو، یا اخیافی (ماں شریک خالہ) ہو، یا علاتی (باپ شریک خالہ) ہو، یہ محرمات ابدیہ میں داخل ہیں، لہٰذا ان سے نکاح کرنا حرام اور ناجائز ہے، البتہ سوتیلی ماں کی بہن خالہ نہیں؛ بلکہ یہ اجنبی عورت کے حکم میں ہے؛ اس لیے اگر کوئی دوسری ممانعت نہ ہو تو اس سے نکاح کرنا جائز ہے۔ اس عورت کو شرعی احکام میں سوتیلی خالہ سمجھنا درست نہیں؛ بلکہ شرعی احکام میں حقیقی ماں کی باپ شریک، یا ماں شریک بہن سوتیلی خالہ ہے اور سوتیلی خالہ کے احکام حقیقی خالہ والے ہوتے ہیں۔

لہٰذا صورت مسئولہ میں باپ (فاروق) اور بیٹے (سلمان) کے نکاح میں دو سگی بہنیں ہیں، یہ چونکہ سلمان کی خالہ نہیں؛ اس لیے سلمان کا سوتیلی ماں کی بہن ریحانہ سے نکاح جائز ہے، لہٰذا لوگوں کا یہ اشکال کرنا کہ دوسرا نکاح صحیح نہیں (اس لیے کہ سلمان نے اپنی خالہ سے نکاح کرلیا ہے) یہ شرعی امور سے ناواقفیت کی بنا پر ہے، اس کا کوئی اعتبار نہیں، البتہ ان باپ اور بیٹے کی اولاد کا نکاح آپس میں جائز نہیں؛ کیوں کہ ان دونوں کی اولاد آپس میں ایک دوسرے کے ابدی محرم رشتے دار بن جائیں گے، مثلاً سلمان بیٹے کا لڑکا ہو اور فاروق باپ کی لڑکی تو ان دونوں کا آپس میں نکاح نہیں ہوسکتا؛ کیوں کہ وہ لڑکی اس لڑکے کی پھوپھی بھی ہے (چوں کہ وہ لڑکی فاروق کی بیٹی ہے، لہٰذا اس لڑکے کے باپ سلمان کی بہن ہے اور باپ کی بہن یعنی پھوپھی سے نکاح نہیں ہوسکتا) اور خالہ بھی ہے۔ (وہ لڑکی اس کی خالہ اس طرح ہے کہ اس لڑکی کی ماں یعنی فاروق کی بیوی اور اس لڑکے کی ماں یعنی سلمان کی بیوی اگرچہ بہنیں ہیں؛ لیکن فاروق کی بیوی چوں کہ باپ فاروق کے نکاح میں ہے تو وہ سلمان کی موطوءۃ الاب ہے اور سلمان کی بیوی اس کی بیٹی

کے درجے میں ہے، لہٰذا فاروق کی بیٹی اس لڑکے کے باپ یعنی سلمان کے موطوئۃ الاب کی بیٹی اور اس کی ماں کی بہن ہے، لہٰذا یہ دور کی خالہ بھی ہے) اسی طرح کوئی بھی صورت ہو، مثلاً فاروق باپ کا لڑکا اور سلمان بیٹے کی لڑکی ہو تو وہ لڑکا اس لڑکی کا چچا ہو جائے گا اور چچا کا بھتیجی سے نکاح جائز نہیں، لہٰذا ان کی اولاد کا آپس میں نکاح نہ ہو پائے گا۔

ولما في مجمع الانهر (كتاب النكاح: ٤٨١/١، ط: دار الكتب العلمية) : ولا بأس بأن يتزوج الرجل امرأة، ويتزوج ابنه امها أو بنتها.

وفي الهندية (كتاب النكاح: ٢٧٧/١، ط: حقانية): لا بأس بان يتزوج الرجل إمرأة ويتزوج ابنه ابنتها أو أمها، إلخ. (نجم الفتاویٰ: ۴/۲۰۵، ۲۰۶)☆

☆ باپ بیٹے کا دو سگی بہنوں کے ساتھ نکاح کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک آدمی اور اس کے بیٹے نے دو سگی بہنوں کے ساتھ نکاح کیا، بڑی بہن کے ساتھ باپ کا اور چھوٹی بہن کے ساتھ بیٹے کا نکاح ہوا، آیا یہ نکاح درست ہوا، یا نہیں؟ اگر درست ہوا تو ان کی اولادوں کا آپس میں نکاح کرنا جائز ہوگا، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

صورت مسئولہ کو سمجھنے سے قبل یہ سمجھ لیجئے کہ کیا نکاح کے باب میں سوتیلے رشتے اور نسبی رشتے حرمت وحلت کے اعتبار سے برابر ہوتے ہیں، یا نہیں؟ تو فقہاءِ کرام کی تصریح کے مطابق دونوں ایک جیسے نہیں ہوتے؛ بلکہ جہاں جن کے نکاح حرام ہیں، وہ صرف نسب، یا رضاعی رشتوں میں ہوگا۔ سوتیلے رشتے اس میں داخل نہیں ہوں گے، مثلاً خالہ پھوپھی جن کے ساتھ نکاح حرام ہیں، ان سے مراد وہ افراد ہوں گے، جو دادا، دادی یا نانا، نانی کی اولاد ہوں، چاہے ماں باپ کی ماں شریک بہن ہو، یا باپ شریک، یا دونوں کی طرف سے بہن ہوں؛ لیکن جو دادا، دادی، یا نانا، نانی کی کسی بھی جہت سے اولاد میں شامل نہ ہوں، ان کے ساتھ نکاح جائز ہوگا، جیسے دو سگی بہنیں تھیں، ایک کے ساتھ باپ نے نکاح کیا اور دوسرے کے ساتھ بیٹے نے تو یہ جائز ہے، اگر چہ باپ کے نکاح کرنے سے، باپ کی بیوی کی بہن اس کے بیٹے کے لیے سوتیلی خالہ بن گئی؛ لیکن چونکہ دادا دادی نانا نانی کی اولاد میں سے نہیں ہے؛ اس لیے اس کے ساتھ بیٹے کا نکاح جائز ہوگا۔

لہٰذا صورت مسئولہ میں باپ (عمرو) اور بیٹے (زید) کا دو سگی بہنوں کے ساتھ نکاح جائز ہوگا، البتہ ان کی اولاد کا آپس میں نکاح کرنا درست نہیں ہوگا، وجہ اس کی یہ ہے کہ اگر عمرو کی بیٹی ہو اور زید کا لڑکا ہو تو عمرو کی بیٹی زید کی سوتیلی اور باپ شریک بہن ہے اور زید کے لڑکے کے لیے بھی سوتیلی خالہ ہونے کی ساتھ دادا کی بیٹی بھی ہے، اسی طرح اگر عمرو کا بیٹا ہو اور زید کی بیٹی ہو تو یہ لڑکا زید کا باپ شریک بھائی ہے اور زید کی لڑکی کے لیے دادا شریک بیٹا؛ یعنی چچا ہوا، لہٰذا عمرو اور زید کی اولاد کا آپس میں نکاح درست نہیں ہوگا۔

لما في القرآن الكريم (النساء: ٢٣): ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَاَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الاَخِ وَبَنَاتُ الاُخْتِ وَاُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِیٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوَاتُكُم مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهَاتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِیْ فِیْ حُجُورِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ اللَّاتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِن لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ اَبْنَائِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيْمًا﴾

وفي روح البيان (١٨٦/٢): ﴿وَعَمّٰتُكُمْ﴾ العمة كل أنثى ولدها من ولد والدك قريباً أو بعيداً ﴿وَخٰلٰتُكُمْ﴾ الخالة كل أنثى ولدها من ولد والدتك قريباً أو بعيداً يعني العمات تعم أخوات الآباء والأجداد وكذا الخالات تعم أخوات الأمهات والجدات سوائكن من قبل الأب والأم أو من قبل أحدهما. ==

سالی کی لڑکی [بھانجی] سے نکاح درست ہے، یا نہیں:

سوال: سالے کی لڑکی بہنوئی کے نکاح میں ہوسکتی ہے، یا نہیں؟

الجواب

پہلی زوجہ کے نکاح میں ہوتے ہوئے اس کی بھانجی، یا بھتیجی سے نکاح حرام ہے، غرض یہ کہ جمع کرنا درمیان خالہ بھانجی اور پھوپی بھتیجی کے درست نہیں ہے، (۱) البتہ جب زوجہ نکاح میں نہ رہے تو پھر اس کی بھانجی، یا بھتیجی سے نکاح درست ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیو بند: ۴۳۸/۷)

خالہ اور بھانجی کو ایک نکاح میں جمع کرنا درست نہیں:

سوال: زید نے پہلے ہندہ سے بعدہ صالحہ سے نکاح کیا اور ہندہ وصالحہ آپس میں خالہ بھانجی ہیں؛ جس کا حکم شرعاً "**وإن تزوجهما على التعاقب صح الأول وبطل الثاني**" ناطق ہے اور صالحہ جس کا نکاح آخری ہے، زید اس سے متارکت نہیں کرتا، جس کے لیے تفریق ضروری ہے، آیا قبل متارکت، یا تفریق غیر مدخولہ سے نکاح درست ہے، یا نہیں؟

الجواب

یہ ظاہر ہے اور عبارت منقولہ سے ثابت ہے کہ اس صورت میں نکاح ثانی باطل ہوا، پس جب تک زوجہ اولیٰ کو طلاق نہ دے گا، دوسری عورت سے نکاح صحیح نہ ہوگا اور اس صورت میں طلاق ہی تفریق کے لیے متعین ہے، تفریق قاضی یہاں نہیں ہوسکتی؛ کیوں کہ دوسرا نکاح صحیح نہیں ہوا، وہ تو خود باطل ہے اور پہلا نکاح صحیح ہے، پس منکوحہ اولیٰ جس کا نکاح صحیح ہے، اس سے تفریق کی ضرورت نہیں اور ثانیہ کا نکاح نہیں ہوا، اگر اس سے جماع کرے گا تو زنا ہوگا۔

درمختار میں ہے:

وإن تزوجهما معاً أوبعقدتين ونسي الأول فرق القاضي بينه وبينهما، إلخ.

وفي الشامي (قوله: ونسي الأول) فلوعلم فهوالصحيح والثاني باطل. (۲)

== وفي البحر الرائق (۹۳،۹۲/۳): قوله (وأخته وبنتها وبنت أخيه وعمته وخالته) للنص الصريح ودخل فيه الأخوات المتفرقات وبناتهن وبنات الإخوة المتفرقين.

وفي ردالمحتار (۳۱/۳): قوله (وأما بنت زوجة أبيه أو ابنه حلال) وكذا بنت ابنها، بحر، قال الخير الرملي: ولا تحرم بنت زوج الأم ولا أمه ولا أم زوجة الأب ولا بنتها ولا أم زوجة ابن ولا بنتها ولا زوجة الربيب ولا زوجة الراب، آه. (نجم الفتاویٰ: ۲۶۳،۲۶۲/۴)

(۱) ولايجمع الرجل بين أختين من الرضاعة ولابين المرءة وإبنة أختها أوإبنة أخيها. (البحرالرائق، فصل في المحرمات: ۱۰۲/۳، ظفير)

(۲) دیکھئے: ردالمحتار، كتاب النكاح، فصل في المحرمات: ۳۹۳/۲، ظفير

اس عبارت اور عبارت شامی سے واضح ہوتا ہے کہ تفریق قاضی، یا متارکت کی ضرورت وہاں ہے، جب کہ نکاح صحیح ونکاح باطل متعین نہ ہو اور صورت مسئولہ میں یہ امر متعین ہے کہ نکاح اول صحیح ہے اور ثانی باطل ہے تو لامحالہ ثانیہ سے اگر مقاربت کرلے گا، زنا ہوگا، عام مسلمانان اگر قدرت رکھیں، اس عورت ثانیہ کو اس مرد سے علاحدہ کرسکتے ہیں اور اگر ان کو قدرت نہ ہو تو ہر ایک حاکم اس کو حکم کرسکتا ہے کہ اس عورت کو علاحدہ کردے، یا اگر وہ مرد اس عورت ثانیہ سے نکاح کرنا چاہے تو پہلی کو طلاق دے دے، پھر اگر وہ مدخولہ ہے تو دوسرے سے فوراً نکاح کرسکتا ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۷/۴۳۸-۴۳۹) ☆

خالہ بھانجی کو نکاح میں جمع کرنا کیسا ہے:

سوال: احمد اپنی بیوی عائشہ کے ساتھ اپنے تین بچے سمیت زندگی گزار رہا ہے۔ اسی اثنا میں احمد نے بیوی کی بھانجی آمنہ کے ساتھ سول میرج (کورٹ میں نکاح) کرلیا تو خالہ، بھانجی کے ساتھ نکاح میں رہ سکتی ہے؟ واضح رہے کہ آمنہ عائشہ کی اخیانی بہن (ماہ ایک باپ علاحدہ) کی لڑکی ہے۔

☆ سالی کی لڑکی سے بیوی کی موجودگی میں نکاح حرام ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ میری سالی سے میری شادی تو اس وقت تک نہیں ہوسکتی، جب تک اس کی بہن میرے نکاح میں ہے، مگر کیا سالی کی بیٹی سے میرا نکاح ہوسکتا ہے، جب کہ اس کا باپ علاحدہ اور میری اہلیہ کے والد علیحدہ ہیں۔ نیز میری اہلیہ اور اس لڑکی نے ایک عورت کا دودھ بھی نہیں پیا؟

الجواب ــــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

سالی کی بیٹی چوں کہ منکوحہ کی بھانجی بنتی ہے اور خالہ بھانجی کو ایک نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں، حضرت ابوہریرہ سے منقول ہے:

"نهى النبى صلى الله عليه وسلم أن تنكح المرأة على عمتها والمرأة وخالتها". (صحيح البخارى: ٧٦٦/٢)

(آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ عورت سے اس کی پھوپھی کی موجودگی میں نکاح کیا جائے اور عورت اور اس کی خالہ کو جمع کرنے سے [منع فرمایا])۔

لہٰذا صورتِ مسئولہ میں سالی کی بیٹی سے اس کی خالہ کی موجودگی میں نکاح جائز نہیں۔ باقی آپ کا یہ شبہ کہ آپ کی اہلیہ اور اس لڑکی کے والد الگ ہیں، یا دونوں رضاعی بہنیں نہیں تو یہ درست نہیں؛ کیوں کہ حرمت صرف بہن ہونے، یا رضاعت کی وجہ سے نہیں آتی؛ بلکہ نصوصِ شرعیہ میں دیگر حرمتیں بھی وارد ہوئی ہیں، انہی میں سے ایک یہ بھی ہے کہ پھوپھی، بھتیجی اور خالہ بھانجی کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔

لما فى الدرالمختار (٣٨/٣):و) حرم الجمع (وطأ بملك يمين بين امرأتين أيتهما فرضت ذكرا لم تحل للأخرى)أبدا لحديث مسلم لا تنكح المرأة على عمتها.

وفى الرد تحته:(قوله:وأيتهما فرضت إلخ) أى أية واحدة منهما فرضت ذكرا لم يحل للأخرى كالجمع بين المرأة وعمتها أو خالتها والجمع بين الأم والبنت نسبا أو رضاعا وكالجمع بين عمتين أو خالتين كأن يتزوج كل من رجلين أم الآخر فيولد لكل منهمابنت فيكون كل من البنتين عمة الأخرى أو يتزوج كل منهما بنت الآخر ويولد لهما بنتان فكل من البنتين خالة الأخرى كما فى البحر... قوله (لا تنكح المرأة على عمتها) تمامه ولا على خالتها ولا على ابنة أخيها ولا على ابنة أختها. (نجم الفتاویٰ: ۴/۲۶۱، ۲۶۲)

الجواب

صورت مسئولہ میں جب تک عائشہ احمد کے نکاح میں، یا عدت طلاق میں ہو، اس وقت تک عائشہ کی بھانجی آمنہ کے ساتھ احمد کا نکاح درست نہیں ہے اور یہ حرام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"لایجمع بين المرأة وعمته ولا بين المرأة وخالته". (الصحيح لمسلم: ٤٥٤/١، باب تحريم الجمع بين المرأة وعمتها، إلخ)

(ترجمہ: عورت کو اس کی پھوپھی کے ساتھ اور عورت کو اس کی خالہ کے ساتھ نکاح میں جمع نہیں کیا جاسکتا۔)

اور ایک روایت میں ہے:

"لاتنكح العمة علىٰ بنت الأخ ولا ابنة الأخت على الخالة." (النووی شرح لمسلم: ٤٥٤/١، باب تحريم الجمع بين المرأة وعمتها، الخ)

(یعنی: پھوپھی بھتیجی کی ساتھ اور خالہ بھانجی کے ساتھ نکاح میں جمع نہیں کی جاسکتی۔)

جس طرح حقیقی بہن اور علاتی بہن اور اس کی اولاد حرام ہے، اسی طرح اخیافی بہن اور اس کی اولاد بھی حرام ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

وأما الأخوات فالأخت لأب وأم والأخت لأب والأخت لأم وكذا بنات الأخ والأخت وإن سفل. (الهداية: ٢٨٧/٢، القسم الرابع المحرمات باالجمع) فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ: ۸/..........)

خالہ، بھانجی ایک نکاح میں جمع کرنا:

سوال: عرصہ آٹھ سال ہوا کہ میرے شوہر نے میری حقیقی بھانجی سے جو کہ بیوہ ہے، نکاح کرلیا ہے، سب ایک ہی ساتھ رہتے تھے، جب وہ ایک مرتبہ گھر میں آئے تو میں نے پردہ کرلیا۔ اب میں بہت سخت پریشان ہوں، کیا کروں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

خالہ بھانجی کا ایک نکاح میں جمع کرنا حرام ہے تو آپ کی بھانجی سے آپ کے شوہر نے جو نکاح کرلیا ہے، وہ شرعی نکاح نہیں؛ بلکہ نکاح کے نام پر زنا ہے، حرام کاری ہے؛(۱) تاہم آپ کا نکاح فسخ نہیں ہوا، آپ کو اپنے شوہر سے پردہ نہیں کرنا چاہیے، اپنی غلطی کے وہ وہ خود ذمہ دار ہیں، ان کی غلطی میں ان کا ساتھ ہرگز نہ دیں اور حقوقِ زوجیت اپنی طرف سے پوری طرح ادا کریں، حق تعالیٰ سے شوہر کے لیے دعا کریں، اللہ پاک ان کی اصلاح فرمائے اور آپ کی پریشانی دور کرے اور سکون عطا فرمائے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۴۲۶/۱۱)

(۱) "ولا يجمع بين المرأة وعمتها أو خالتها أو إبنة أخيها أو إبنة أختها، لقوله عليه السلام: "لاتنكح المرأة علىٰ عمتها ولا علىٰ خالتها ولا علىٰ إبنة أخيها ولا علىٰ إبنة أختها "إلخ" (الهداية، كتاب النكاح، فصل فى المحرمات: ٣٠٨/٢، ٣٠٩، متكبة شركة علمية، ملتان)

خالہ اور بھانجی ایک شخص کے نکاح میں جمع نہیں ہوسکتی:

سوال: مسمی امام کی خالہ حقیقی کامل کے نکاح میں موجود ہے اور اولاد کی تربیت نہیں ہوتی، بغرض تربیت اولاد مسمی کامل کو نکاح ثانی کی ضرورت تھی؛ اس لیے مسمی امام کی لڑکی سے نکاح کرلیا ہے۔ یہ نکاح درست ہے، یا نہیں؟ اگر نکاح درست نہیں تو طلاق کی ضرورت ہے، یا نہیں؟ عدت کی کیا صورت ہے؟

الجوابــــــــــــــــــــــــــــــــ

باپ کی خالہ کے نکاح میں ہوتے ہوئے اس کی لڑکی سے نکاح حلال نہیں؛ کیوں کہ ان دونوں میں محرمیت ثابت ہے کہ یہ لڑکی اس خالہ کی بہن کی اولاد میں داخل ہے۔

وفی الهداية: ولايجمع بين المرأة وعمتها أوخالتها أوإبنة أختها (إلٰى قوله) لايجمع بين إمرأتين لوكانت إحداهما رجلاً لم يجزله أن يتزوج بالأخرٰى.(۱)

اور جب نکاح ہی صحیح نہیں تو طلاق کی حاجت نہیں اور اگر وطی کے بعد علاحدہ ہوئی تو تین حیض عدت کرنی ہوگی۔

فی الدرالمختارمن العدة: (وعدة المنكوحة نكاحاً فاسداً) فلا عدة فی باطل (إلٰی قوله) (الحيض للموت) أی موت الواطی (وغيره) كفرقة أومتاركة.

قال الشامی: أی ثلاث حيض.(۲)

وأيضاً فيه: فإنها [يعنی: العدة] لاتجب فيه بالخلوة بل بالوطء فی القبل. (شامی: ۹۹۹/۲، مصری)(۳)

(امداد المفتین: ۴۳۲/۲)

خالہ اور بھانجی کو نکاح میں جمع کرنا:

سوال: زید نے اپنے ساڑھو کی بیٹی سے شادی کرلی تو کیا یہ شادی جواز کا حکم رکھتی ہے، یا نہیں؟

الجوابــــــــــــــــــــــــــــــــ **وباللّٰه التوفيق**

صورت مسئولہ میں اگر زید نے اپنی بیوی کے زوجیت میں رہتے ہوئے اپنے ساڑھو کی لڑکی؛ یعنی اپنی بیوی کی بھانجی سے نکاح کیا ہے تو یہ نکاح حرام ہے؛ اس لیے کہ بیک وقت خالہ اور بھانجی کو ایک نکاح میں جمع کرنا حرام ہے، البتہ اگر زید کی بیوی اس کی زوجیت میں نہیں ہے، یا تو اس نے طلاق دے دی ہے اور اس کی عدت گزر گئی ہے، یا اس کی وفات ہوگئی ہے تو ساڑھو کی لڑکی سے نکاح شرعاً جائز و درست ہے۔

---

(۱) الهداية، فصل فی بيان المحرمات: ۱۸۷/۱، دارإحياء التراث العربی بيروت، انيس

(۲) الدرالمختار مع ردالمحتار، مطلب عدة المنكوحة فاسداً والموطوءة بشبهة: ۵۱۶/۳-۵۱۸، دارالفكربيروت، انيس

(۳) ردالمحتار، مطلب عدة المنكوحة فاسداً والموطوءة بشبهة: ۵۱۶/۳، دارالفكربيروت، انيس

ولایجمع بین المرأۃ وعمتها أو خالتها أو ابنة أخیها أو ابنة أختها.(۱)

لقوله علیه السلام: لاتُنكح المرأة علی عمتها ولا علی خالتها.(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد جنید عالم ندوی قاسمی، ۱۴۱۸/۳/۱ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۱۴۹/۴-۱۵۰) ☆

اخیافی بھانجی اور خالہ کو نکاح میں جمع کرنا:

سوال: زاہدہ اور شاکرہ ایک ماں کی لڑکیاں ہیں؛ مگر دونوں کے باپ الگ الگ ہیں، زاہدہ کی ایک لڑکی رشیدہ ہے، اس لحاظ سے شاکرہ، رشیدہ کی خالہ ہوئی شاکرہ مطلقہ عورت ہے، اس کو حلالہ کی ضرورت پڑی، لاعلمی کی بنا پر شاکرہ کو رشیدہ کے شوہر سے حلالہ کرا دیا گیا تو اس صورت میں شاکرہ کا حلالہ درست ہوا، یا نہیں؟ جب کہ شاکرہ، رشیدہ کے شوہر کی ساس لگی، لہٰذا دریافت یہ ہے کہ جو ساس اور داماد میں حلالہ ہوا، اس کی وجہ سے رشیدہ کا نکاح برقرار رہا، یا باطل ہو گیا؟

---

(۱) الهداية،فصل فی بيان المحرمات: ۳۰۸/۲

(۲) الصحيح لمسلم،باب تحريم الجمع بين المرأة وعمتها أو خالتها فی النكاح: ۴۵۲/۱

☆ **بھانجی، خالہ سے بیک وقت نکاح ناجائز ہے:**

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی کسی لڑکی کو اغوا کر کے لے جاتا ہے اور چند دن بعد اس لڑکی سے شادی کر لیتا ہے، مگر اس آدمی کی پہلی بیوی جو کہ حیات ہے اور اس کے نکاح میں موجود ہے، اس دوسری لڑکی کی علاتی (باپ شریک) بھانجی ہے، کیا شریعت میں یہ جائز ہے کہ ایک مرد بیک وقت ایسی دو عورتوں کو نکاح میں رکھے کہ ان کا آپس میں خالہ اور بھانجی کا رشتہ ہو۔ یہ واضح ہو کہ یہ دوسری لڑکی شخص مذکور کی پہلی بیوی کی حقیقی خالہ نہیں ہے؛ بلکہ علاتی خالہ ہے۔ قرآن وسنت کی روشنی میں مسئلہ بتا کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب ــــــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

خالہ اور بھانجی کو نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں ہے، چاہے حقیقی خالہ ہو، یا علاتی، یا اخیافی (ماں شریک)۔ اس باب میں صریح احادیث منقول ہیں کہ خالہ اور بھانجی کو نکاح میں جمع نہیں کیا جا سکتا، صحیح بخاری (۷۶۶/۲) پر حدیث ہے:

"نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن تنكح المرأة على عمتها أو خالتها".

(آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت سے اس کی پھوپھی، یا خالہ کی موجودگی میں نکاح سے منع فرمایا۔)

لما فی صحيح البخاری(۷۶۶/۲): عن أبی هريرة رضی الله عنه: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا يجمع بين المرأة وعمتها، ولا بين المرأة وخالتها.

وفی البحرالرائق (۱۶۴/۳): (قوله:وأخته وبنتها وبنت أخيه وعمته وخالته) للنص الصريح ودخل فيه الأخوات المتفرقات وبناتهن وبنات الإخوة المتفرقين والعمات والخالات المتفرقات لأن الاسم يشمل الكل وكذا يدخل فی العمات والخالات أولاد الأجداد والجدات وإن علوا وكذا عمة جده وخالته وعمة جدته وخالاتها لأب وأم أو لأب أو لأم وذلك كله بالإجماع.

وفی الفقه الاسلامی وأدلته(۶۶۶۴/۹): ويحرم على الزوج أن يطأ الأولٰى،أی قربان زوجته الأولٰى حتى تنقضی عدة الثانية، لئلا يكون جامعاً بينهما،والجمع بين المحارم حرام.(نجم الفتاویٰ: ۲۵۹/۴)

الجواب ــــــــــــــــــــــــ وباللّٰه التوفيق

جس طرح حقیقی دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا حرام ہے، اسی طرح اخیافی بھانجی اور خالہ دونوں کو بھی ایک نکاح میں جمع کرنا شرعاً حرام ہے، لہٰذا صورت مسئولہ میں جب کہ شخص مذکور نے اپنی بیوی کی زوجیت میں رہتے ہوئے اس کی اخیافی خالہ سے نکاح کرلیا تو یہ نکاح شرعاً منعقد اور صحیح نہیں ہوا اور اس سے حلالہ بھی صحیح نہیں ہوا؛ کیوں کہ حلالہ کے لیے نکاح صحیح شرط ہے۔(۱) مذکورہ شخص اور شاکرہ دونوں گنہ گار ہوئے دونوں پر لازم ہے کہ پوری شرمندگی اور ندامت کے ساتھ توبہ واستغفار کریں اور آئندہ اس طرح کی غلط حرکت سے باز رہنے کا پختہ عہد کریں۔

واضح رہے کہ اس کی وجہ سے رشیدہ کا نکاح ختم نہیں ہوا۔ دونوں اب بھی میاں بیوی ہیں۔

(و)حرم (الجمع) بين المحارم (نكاحاً) أى عقداً صحيحاً...(و) حرم الجمع (وطأً بملك يمين بين امرأتين أيتهما فرضت ذكراً لم تحل للأخرىٰ) أبدا. (الدر المختار: ۲۸۴/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد جنید عالم ندوی قاسمی، ۲۳/۱۱/۱۴۲۰ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۱۵۰/۴)

بیوی کے محرم سے نکاح، یا زنا کے بعد بیوی سے ہمبستری کا حکم:

سوال: اگر ایک شخص بیوی اور سالی کی بیٹی سے نکاح کرلیتا ہے؛ یعنی خالہ اور بھانجی کو جمع کرلیتا ہے، ہمبستری دونوں سے ہوجاتی ہے۔ معلوم ہونے پر بھانجی کو علاحدہ کردیتا ہے تو وہ فوراً پہلی بیوی؛ یعنی خالہ سے وطی کرسکتا ہے، یا کچھ انتظار کرنا ہوگا۔ نیز پھوپھی بھتیجی اور دو بہنوں کے جمع کی صورت میں دوسری کی علاحدگی کے بعد پہلی سے وطی کا حکم بھی لکھ دیں، یہ عدت کہلائے گی، یا استبراء رحم؟ جمہور کا قول ہے، یا کسی ایک کا، مفتی بہ کیا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

صورت مسئولہ میں اولاً یہ سمجھیں کہ ایک شخص اگر اپنی بیوی کے کسی بھی محرم رشتے دار (جس سے بیوی کی موجودگی میں نکاح کرنا حرام ہو) سے نکاح کرلے تو یہ نکاح فاسد ہوگا اور اس میں علاحدگی ضروری ہوگی اور اس علاحدگی کے بعد وہ دوسری عورت تین حیض عدت گزارے گی اور اس عورت کی عدت کے دوران یہ شخص اپنی بیوی سے بھی ہمبستری نہیں کرسکتا؛ کیوں کہ اس کی بیوی کی محرم مثلاً بہن اس کی عدت میں ہے اور دوران عدت نکاح کسی درجہ میں باقی رہتا ہے، لہٰذا ایک وقت میں دو بہنوں کو جمع کرنا لازم آئے گا، لہٰذا دوسری کی عدت کے اختتام تک یہ اپنی بیوی سے ہمبستری نہیں کرسکتا۔ یہی حکم سالی کی بیٹی یعنی بیوی کی بھانجی، یا بیوی کی بھتیجی سے نکاح کرکے علاحدگی کا ہے، البتہ یہاں یہ بات ملحوظ رہے کہ بیوی کے کسی ایسے محرم سے جس سے بیوی کی موجودگی میں نکاح حرام ہو، نکاح کرلینے سے یہ احکام

---

(۱) **وإن كان الطلاق ثلاثاً فى الحرة... لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحا صحيحا و يدخل بها ثم يطلقها أويموت عنها.** (الهداية، فصل فيما تحل به المطلقة: ۳۹۹/۲)

جاری ہوں گے، اس دوسری لڑکی کو عدت تین حیض گزارنا واجب اور ضروری ہوگا، اس دوران بیوی سے ہمبستری کرنا جائز نہ ہوگا، البتہ اگر کوئی شخص بیوی کی موجودگی میں اس کی کسی ایسے محرم سے جس سے نکاح حرام ہو، اس سے زنا کرلے تو یہ حکم نہیں؛ بلکہ اس صورت میں اس دوسری عورت کو ایک حیض بطور استبراء رحم کے گزارنا ہوگا اور اس دوران اس شخص کے لیے اپنی بیوی سے ہمبستری نہ کرنا بہتر ہے۔

لمافی الخانية على هامش الهندية (٣٦٤/١): ولو تزوج امرأة ثم نكح أختها جاز نكاح الأولٰى وبطل نكاح الثانية وإن وطء الثانية لم يطأ الأولٰى حتى تنقضى عدة الثانية.

وفى الشامية (٣٨٠/٦): ومنها إذا زنى بأخت امرأته أوبعمتها أوبخالتها أو بنت أخيها أو أختها بلا شبهة فإن الأفضل أن لا يطأ امرأته حتى تستبرأ المزنية فلو زنى بها بشبهة وجب عليه العدة فلا يطأ امرأته حتى تنقضى عدة المزنية.

وفى الفقه الاسلامى وأدلته (٦٦٦٤/٩): حكم العقد الواحد أو العقدين على الأختين ونحوهما: إذا تزوج رجل امرأتين بينهما محرمية كالأختين وكالبنت وخالتها، والبنت وعمتها، ففى حكم الزواج تفصيل: ... إن تزوجهما معاً فى عقد واحد، فسد زواجهما معاً ولم يبطل... (ب) وإن تزوج كلاً منهما بعقد مستقل، الواحدة بعد الأخرى، صح زواج الأولى وفسد زواج الثانية؛ لأن الجمع حصل بزواج الثانية، فاقتصر الفساد عليه، ويفرق بينه وبين الثانية. (نجم الفتاویٰ: ۲۵۹/۴، ۲۶۰)

زوجہ کی موجودگی میں اس کی بھانجی سے نکاح فاسد ہے اور عقر واجب ہوگا:

سوال: زید کا نکاح ہندہ سے ہوا، جس کو ایک مدت دراز گزر گئی اور کوئی اولاد اس وقت تک ہندہ کے بطن سے نہیں ہوئی، عرصہ تین سال کا ہوا کہ زید نے ہندہ کی حقیقی ہمشیرہ زادی کے ساتھ بسازیا بعلم تعلق ناجائز کرلیا، اس درمیان میں ہندہ کی ہمشیرہ زادی کے تعلق ناجائز سے حمل قرار پا گیا، جس کا علاج حکماء سے کرایا گیا اور اسقاط ظاہر کیا گیا، بعد گزرنے نو ماہ کے فروری ۱۹۲۲ء کو ہندہ کی ہمشیرہ زادی کے تعلق ناجائز سے دختر پیدا ہوئی کہ جواب چھ ماہ کی ہے اور موجود ہے، بروقت پیدائش دختر کے زید نے یہ ظاہر کیا کہ ہندہ کے ہمشیرہ زادی سے جس سے وہ دختر پیدا ہوئی ہے، میں نے نکاح کرلیا ہے، جس کا علم زید کو ہوگا اور باقی نکاح کا علم یہاں کسی کو نہیں ہے۔ ایسی صورت میں ہندہ اور اس کی ہمشیرہ زادی دونوں کا اجتماع بموجودگی ہندہ زید کے گھر میں جائز طور سے ہوا اور دونوں خالہ بھانجی زید کے زوجگان جائز قرار دی جاسکتی ہیں اور وہ دختر جو پیدا ہوئی ہے اور موجود ہے، اولاد جائز ہے؟ اب زید کا انتقال ہوگیا، اب زید نے ہندہ اور اس کی ہمشیرہ زادی مع دختر کے اور تیسری اور زجہ لاولد نکاح سے چھوڑی، ایسی صورت میں تینوں زوجگان میں سے کس کس کا زید پر واجب تھا اور بعد انتقال کس کس کا واجب رہا اور وہ دختر جو ہندہ کے ہمشیرہ زادی سے موجود ہے، وہ مستحق ترکہ پدری؛ یعنی زید کا ہے، یا نہیں؟ اور زید کے مرنے کے بعد علاوہ ان عورتوں کے ایک بڑا بھائی

حقیقی بھی موجود ہے، ایسی حالت میں شرع شریف کا کیا حکم ہے؟ مفصل حال سے معزز فرمائیے؟

الجواب

صورت مسئولہ میں زید کی دو زوجہ جن سے نکاح صحیح ہوا ہے؛ یعنی ہندہ اور زوجہ لاولد وارث ہیں اور ہندہ کی بھانجی جس سے زید نے ہندہ کی موجودگی میں نکاح کرنے کا دعوی کیا ہے، وارث نہیں ہے؛ کیوں کہ اس سے زید کا نکاح فاسد ہوا ہے، البتہ ہندہ کی بھانجی سے جولڑکی پیدا ہوئی ہے، وہ بیشک زید کی وارث ہے، یہ حکم تو میراث کا ہے، مہر کا حکم یہ ہے کہ زید کی دو زوجہ یعنی ہندہ اور زوجہ لاولد نکاحی کو مہر مسمی کامل ملے گا اور ہندہ کی بھانجی مہر مثل بطور عقر کے دیا جائے گا، خواہ مہر مثل کتنا ہو؛ لیکن مہر مثل دیا جائے گا۔ خلاصہ یہ کہ مہر مسمی اور مہر مثل میں جو کم ہو دیا جائے گا اور اگر مہر مثل سے زیادہ ہو تو مہر مثل دیا جائے گا، خلاصہ یہ کہ مہر مسمی اور مہر مثل جو کم ہو وہی اس کو ملے گا۔

قال في الدر: (ويجب مهر المثل في نكاح فاسد) وهو الذى فقد شرطا من شرائط الصحة كشهود (بالوطء) في القبل (لابغيره) كالخلوة لحرمة وطئها (ولم يزد) مهر المثل (علىٰ المسمى) لرضاها بالحط ولو كان دون المسمى لزم مهر المثل لفساد التسمية بفساد العقد ولولم يسم أوجهل لزم با لغا مابلغ ... (ويثبت النسب) احتياطاً بلا دعوة، إلخ. (۵۷۴/۲-۵۷۷)

وفي رد المحتار: (قوله: كشهود) ومثله تزوج الأختين معاً ونكاح الأخت في عدة الأخت ونكاح المعتدة. (۵۷۴/۲)

وفيه أيضاً: (قوله: ويثبت النسب) أماالإرث فلا يثبت فيه وكذا النكاح الموقوف ط عن أبى السعود. (۵۷۷/۲)(۱)

پس صورت مسئولہ میں اگر زید کا وارث بجز ان لوگوں کے جن کا ذکر سوال میں ہے اور کوئی نہیں تو بعد ادائے دین مہر وقرض وغیرہ کے جو ترکہ بچے اس کے آٹھ سہام کر کے ایک سہم دونوں زوجہ کو اور چار سہام زید کی بیٹی کو جو ہندہ کی بھانجی سے ہوئی ہے اور ۳/ سہام زید کے بھائی کو ملیں گے۔ واللہ اعلم

۸/ ذی الحجہ ۱۳۴۰ھ (امداد الاحکام: ۲۶۰/۳) ☆

---

(۱) الدر المختار مع ردالمحتار، مطلب في النكاح الفاسد: ۱۳۱/۳-۱۳٤، دار الفكر بيروت، انيس

☆ **بیوی کے رہتے ہوئے اس کی حقیقی بھانجی سے نکاح:**

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ مسماۃ طاہرہ خاتون کی شادی محمد نعیم ولد عبدالعزیز ساکن کانٹھ، مرادآباد کے ساتھ ہوئی تھی، قریب ایک سال گزرنے کے بعد محمد نعیم نے طاہرہ خاتون کی حقیقی بھانجی مسماۃ حسن آرا بنت اکبر حسین کو اپنے نکاح میں داخل کر لیا اور اب وہ مستقل کانٹھ میں اپنے ہونے والے شوہر محمد نعیم کے ساتھ رہ رہی ہے، جب کہ طاہرہ خاتون کو یہ معلوم ہونے کے بعد کہ میری حقیقی بھانجی کے ساتھ میرے شوہر محمد نعیم نے نکاح کر لیا ہے، اپنے والدین کے پاس محلّہ کچا باغ میں رہ رہی ہے تو محمد نعیم کا یہ نکاح جائز ہے، یا نہیں؟ اور اگر جائز نہیں ہے تو قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کی کیا سزا ہے اور طاہرہ خاتون کو اس کی سگی بھانجی کے ساتھ دوسری بیوی بنا کر رکھ سکتا ہے، یا نہیں؟ (المستفتی: جاوید ملک، مرادآباد) ==

خالہ بھانجی ایک نکاح میں جمع کرنا حرام ہے، خواہ خالہ اعیانیہ ہوں، یا غیر اعیانیہ:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی نے اپنی لڑکی کا نکاح اس آدمی سے کیا، جس کے نکاح میں اس آدمی کی لڑکی کی لڑکی موجود ہے، یہ دونوں عورتیں آپس میں خالہ بھانجی بنتی ہیں، جب کہ مذکورہ

==

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ، الجواب ـــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

طاہرہ خاتون کے محمد نعیم کے نکاح میں رہتے ہوئے اس کی حقیقی بھانجی حسن آرا کے ساتھ محمد نعیم کا نکاح باطل ہے اور حسن آرا کو اس حالت میں بیوی بنا کر رکھنا زنا کاری اور حرام کاری ہے، حسن آرا کو محمد نعیم کے پاس سے جدا کر دینا لازم ہے۔ شرعی طور پر محمد نعیم کی بیوی طاہرہ خاتون ہے، حسن آرا بیوی نہیں ہے۔

وحرم الجمع بين المحارم نكاحًا أى عقداً صحيحاً. (الدرالمختار، کراچی: ۳/۳۸، زکریا: ۴/۱۱۵، ۱۱۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۱۳؍ شوال المکرّم ۱۴۱۵ھ (فتویٰ نمبر: الف ۳۱/ ۱۴۷۹)

الجواب صحیح: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۱۳/ ۱۰/ ۱۴۱۵ھ۔ (فتاوی قاسمیہ: ۱۳/ ۴۰۸، ۴۰۹)

بیوی اور اس کی بھتیجی کو ایک نکاح میں جمع کرنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ میں شکیل ٹیلر ماسٹر بارہ دری سنہری مارکیٹ کے سامنے سرائے ترین سنبھل کا رہنے والا ہوں، میری بیوی منی کی طبیعت خراب تھی، میری بیوی کی سگی بھتیجی شمائلہ پروین اس درمیان میرے گھر رہ رہی تھی، بیماری کی وجہ سے قریب دو مہینہ تک میرے گھر پر رہی، اسی درمیان شمائلہ پروین کے میرے ساتھ جسمانی تعلقات ہو گئے، قریب ہر رات شمائلہ پروین سے صحبت کرتا رہا، یہ بات میری بیوی منی کو معلوم ہو گئی اور شمائلہ کے گھر والوں کو بھی پتہ چل گیا۔ اب میں شمائلہ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں، کیا یہ نکاح جائز ہو سکتا ہے؟

(المستفتی: شکیل ٹیلر سنہری، مارکیٹ بارہ دری، سرائے ترین، سنبھل)

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ، الجواب ـــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

منی بیوی کو اپنی زوجیت میں برقرار رکھتے ہوئے شمائلہ پروین جو اس کی حقیقی بھتیجی ہے، اس سے نکاح کرنا جائز نہ ہوگا۔ ہاں البتہ بیوی کو طلاق ہو جائے تو عدت گزرنے کے بعد اس کی حقیقی بھتیجی سے نکاح ہو سکتا ہے اور اب تک شمائلہ پروین سے جو بدکاری ہوئی ہے، اس کی وجہ سے عذاب الٰہی کا سخت خطرہ ہے؛ اس لیے اس کو اپنے گھر سے فوراً روانہ کر دے، وہ اپنے ماں باپ کے یہاں پہونچ جائے۔ (مستفاد: فتاوی دارالعلوم: ۷/ ۴۴۰)

عن الشعبي سمع جابراً رضي الله عنه، قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم: أن تنكح المرأة على عمتها، أو خالتها. (صحيح البخاري، كتاب النكاح، باب لاتنكح المرأة على عمتها، النسخة الهندية: ۲/ ۷۶۶، رقم: ۴۹۱۷، ف: ۵۱۰۸)

أن من تزوج عمة ثم بنت أخيها، أو خالة، ثم بنت أختها لا يجوز. (بدائع الصنائع، زكريا: ۲/ ۵۳۹، کراچی: ۲/ ۲۶۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۷؍ رجب المرجب ۱۴۲۵ھ (فتویٰ نمبر: الف ۳۷/ ۸۴۴۸)

الجواب صحیح: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۷/ ۷/ ۱۴۲۵ھ۔ (فتاوی قاسمیہ: ۱۳/ ۴۰۷، ۴۰۸)

بالا آدمی کے نکاح میں دو بیویاں ہیں؛ اس لیے بعض جہال کہتے ہیں کہ چوں کہ مائیں جدا جدا ہیں؛ اس لیے یہ نکاح صحیح ہے اور حقیقت میں یہ رشتہ سورہ میں دیا گیا ہے اور وہ اس پر بضد ہیں۔ اب ہم ان کے ساتھ کیا سلوک کریں؟ اور اس نکاح خواں اور گواہوں وغیرہ سے کیا سلوک کرنا چاہیے؟ بینوا توجروا۔

(المستفتی: مولانا محمد عثمان، مدرسہ قاسم العلوم ضلع سکھر، ۱۹۷۲/۱۲/۷ء)

الجواب

اس لڑکی کا (یعنی بیوی کی خالہ کا) نکاح باطل ہے، خواہ اعیانی خالہ ہو یا غیر اعیانی۔ (۱) تمام مسلمانوں اور خصوصاً حکام پر ضروری ہے کہ اس آخری عورت کو اس آدمی سے جدا کریں۔

لما روی عن أبی هريرة رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله عليه وسلم نهی أن تنكح المرأة علٰی عمتها والعمة علٰی بنت أخيها والمرأة علٰی خالتها أو الخالة علٰی بنت أختها. (رواه الترمذی) (۲)

یہ شخص واجب القتل ہے، لو كان مستحلاً، (۳) لیکن قتل کرنا چونکہ ہماری طاقت میں نہیں ہے، (۴) لہٰذا کم از کم اس کے ساتھ ترک موالات کرنا تو طاقت سے خارج نہیں ہے۔ (۵) وهو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۲۹۴،۲۹۳/۴)

---

(۱) وفی الهندية: فلا يجوز الجمع بين امرأة وعمتها نسباً أو رضاعاً وخالتها كذلك. (الفتاویٰ الهندية: ۲۷۷/۱، القسم الرابع المحرمات بالجمع)

(۲) سنن الترمذی: ۱۳٤/۱،باب لا تنكح المرأة علٰی عمتها ولا علی خالتها

(۳) وعن البراء بن عازب قال مربی خالی أبوبردة بن نيار ومعه لواء فقلت أين تذهب قال بعثنی النبی صلی الله عليه وسلم إلٰی رجل تزوج امرأة أبيه آتيه برأسه،رواه الترمذی وأبوداؤد وفی رواية له وللنسائی وابن ماجه والدارمی ان اضرب عنقه وآخذماله، ذهب اكثر اهل العلم الی ان المتزوج كان مستحلا له علی ما يعتقده اهل الجاهلية فصار بذلك مرتدا محارباللّٰه ولرسوله فلذلك امر بقتله واخذماله وكان ذلك الرجل يعتقد حل هذا النكاح فمن اعتقد حل شيئ محرم كفر وجاز قتله واخذماله ومن جهل تحريم نكاح واحدة من محارمه فتزوجها لم يكفر ومن علم تحريمها واعتقدالحرمة فسق وفرق بينهما وعزر هذا اذا لم يجربينهما دخول والا فان علم تحريمها فهو زان... وإن قال علمت انها علی حرام ولكن يجب المهر ويعاقب عقوبة هی اشد ما يكون من التعزير سياسة لاحدا مقدرا شرعا... قالا والشافعی ومالک واحمد يجب حده اذا كان عالما قال ابن الهمام وفی مسئلة المحارم رواية عن جابر انه يضرب عنقه،إلخ. (مرقاة المفاتيح شرح المشكاة: ۲۲۸،۲۲۷/٦، التعزير علی النكاح بالمحارم)

(۴) وفی الهندية: وينقسم إلٰی ماهو حق اللّٰه وحق العبد والأول يجب علی الامام ... قالوا لكل مسلم اقامة التعزير حال مباشرة المعصية وأما بعد المباشرة فليس ذلک لغير الحاكم،إلخ. (الفتاویٰ الهندية: ۱٦۷/۲ ،فصل فی التعزير)

(۵) قال الحافظ ابن الحجر العسقلانی: (قوله باب مايجوز من الهجران لمن عصی) أراد بهٰذه الترجمة بيان الهجران الجائز لان عموم النهی مخصوص بمن لم يكن لهجرة سبب مشروع فتبين هنا السبب المسوغ للهجر وهو لمن صدرت منه معصية فيسوغ لمن اطلع عليها منه هجره عليها ليكف عنها ... قال المهلب غرض البخاری فی هذا الباب ان يبين صفة الهجران الجائز وانه يتنوع بقدر الجرم ... الهجران علی مرتبتين الهجران بالقلب والهجران باللسان فهجران الكافر بالقلب وبترک التودد والتعاون والتناصر لا سيما اذا كان حربيا،إلخ. (فتح الباری شرح البخاری ۵۹۷/۱۳ ،باب مايجوز من الهجران لمن عصی)

خالہ اور بھانجی ایک نکاح میں جمع کرنا حرام ہے، اگرچہ علاتی ہوں:

سوال: کیا فرماتے ہیں علما دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ حبیبہ اور صائمہ علاتی بہنیں ہیں؛ یعنی والد ایک ہے اور مائیں جدا جدا ہیں، اب حبیبہ کا شوہر چاہتا ہے کہ صائمہ کی لڑکی زینبہ کے ساتھ نکاح کرے، اب اعیانی کی صورت میں تو مطلقا ناجائز ہے؛ لیکن علاتی ہونے اور اخیافی ہونے میں کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

(المستفتی: میر شہزادہ خارڈاگئی ملاکنڈ ایجنسی)

الجواب

خالہ اور بنت الاخت کے درمیان نکاح میں جمع کرنا مطلقا ناجائز ہے، کسی نے تخصیص پر قول نہیں کیا ہے۔

فی الهداية: لايجمع بين المرأة وعمتها أو خالتها أو إبنة أخيها أو ابنة اختها، لقوله عليه السلام لا تنكح المرأة. (الحديث) (۵/۲)(۱)

وفي الهندية: فلا يجوز الجمع بين امرأة وعمتها نسباً أو رضاعاً وخالتها كذلك، إلخ. (۲۹۵/۱)(۲)**وهو الموفق** (فتاویٰ فریدیہ:۲۹۶/۴) ☆

بیوی کی خالہ سے نکاح:

سوال: اپنی ساس کی بہن کیا ساس میں داخل ہے اور اس سے نکاح جائز ہے، یا نہیں؟

زندگی میں، یا بیوی کو طلاق دینے، یا مرجانے کے بعد ان تین حالتوں میں کون سی حالت میں جائز ہے اور کس حالت میں ناجائز ہے؟ مدلل تحریر فرمائیں۔

---

(۱) الهداية: ۳۰۸/۲، كتاب النكاح، فصل في المحرمات

(۲) الفتاویٰ الهندية: ۲۷۷/۱، القسم الرابع المحرمات بالجمع أی الجمع بين ذوات الارحام

☆ **بیوی اور اس کی بھانجی کو نکاحا جمع کرنا جائز نہیں:**

سوال: کیا فرماتے ہیں علما دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی اپنی بیوی؛ یعنی منکوحہ کی بھانجی کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہے۔ کیا ان دونوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا جائز ہے؟ بینوا توجروا۔　(المستفتی: مفقود الخبر، ۱۱/۱۱/۱۹۷۶ء)

الجواب

بیوی اور اس کی بھانجی کے درمیان جمع حرام ہے، البتہ انفراداً جائز ہے؛ یعنی منکوحہ کو طلاق دینے کے بعد اس کی بھانجی سے نکاح کرنا، یا صرف بیوی کو برحال آباد کرنا، **لأن المحرم هو الجمع دون غيره. (وفي الهندية: وان اراد ان يتزوج احداهما بعد التفريق فله ذلك ان كان التفريق قبل الدخول وان كان بعد الدخول فليس له ذلك حتى تنقضي عدتهما وان انقضت عدة احداهما دون الاخرىٰ فله ان يتزوج المعتدة دون الاخرىٰ مالم تنقض عدتها وان دخل باحداهما فله ان يتزوجها دون الاخرىٰ مالم تنقض عدتها. (الفتاوىٰ الهندية: ۲۷۸/۱، القسم الرابع المحرمات بالجمع)**

قال اللّٰه تعالىٰ: ﴿وأحل لكم ما وراء ذلكم﴾ (سورة النساء: ۲۳) وهو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۲۹۶/۴)

الجواب ــــــــــــــــــــ وباللہ التوفیق

بیوی کی موجودگی میں اس کی خالہ سے نکاح جائز نہیں،(۱) البتہ اگر اس کو طلاق دے دے اور اس کی عدت گزر جائے، یا اس کی موت واقع ہو جائے تو یہ نکاح صحیح و درست ہوگا۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی، ۲۵/۱۰/۱۳۴۵ھ۔(فتاویٰ امارت شرعیہ:۴/۱۵۰)

بیوی کی بھانجی سے نکاح:

سوال: زید کی بیوی فاطمہ حیات ہے اور یہ زید کی خالہ زاد بہن ہے اور فاطمہ کی ہمشیرہ مریم بھی حیات ہے اور اس کی ایک دختر ہے، اس کا نکاح مریم کی دختر فاطمہ کی بھانجی سے درست ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

بموجدگی فاطمہ کے نکاح زید میں زید کا نکاح ہمشیرہ زادی فاطمہ سے درست نہیں ہے۔

لقوله عليه السلام: لاتنكح المرء ةعلىٰ عمتها ولاعلىٰ خالتها ولاعلىٰ إبنة أخيها ولاعلىٰ إبنة أختها. (رواه مسلم)(۳) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند:۷/۴۴۱)

بیوی کی بھانجی سے نکاح:

سوال: اپنی بیوی کی بہن کی لڑکی سے نکاح کرنا جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً ومصلیاً

بیوی مر جائے، یا اس کو طلاق دے کر عدت ختم ہو جائے تو بیوی کی بہن کی لڑکی سے نکاح درست ہوگا۔(۴) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ، دار العلوم دیوبند۔(فتاویٰ محمودیہ:۱۱/۴۳۱)

---

(۱) ولايجمع بين المرأة وعمّتها وخالتها. (الهداية، فصل في المحرمات: ۲/۲۸۸-۲۸۹)

(۲) ماتت إمراته له التزوج بأختها بعد يوم من موتها كما في الخلاصة. (ردالمحتار باب المحرمات: ۲/۲۸٤)
وإذا طلّق امرأته طلاقاً بائناً أو رجعيا لم يجز له أن يتزوّج بأختها حتى تنقضي عدتها. (الهداية: ۲/۳۱۰)

(۳) الصحيح لمسلم، رقم الحديث: ۱٤۰۸، انیس/ دیکھئے: ردالمحتار، فصل في المحرمات: ۲/۳۹۱، ظفیر)

(۴) "لوماتت الزوجة ... فلزوجها التزوج بأختها يوم الموت". (سكب الأنهر علىٰ هامش مجمع الأنهر، كتاب النكاح، باب المحرمات: ۱/۳۲٤، دار إحياء التراث العربي، بيروت)

"(قوله : لم يجز له أن يتزوج بأختها) حتى تنقضي عدتها، الخ" (فتح القدير، كتاب النكاح، فصل في بيان المحرمات: ۳/ ۲۲۵، مصطفى البابي الحلبي مصر)، خالہ بھانجی کو ایک نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں ("ولا يجمع بين المرأة وعمتها أو خالتها أوابنة أخيها أو ابنة أختها، لقوله عليه السلام : "لا تنكح المرأة على عمتها ولا على خالتها". (الهداية، كتاب النكاح، فصل في المحرمات : ۲/ ۳۰۸، مكتبه شركة علميه ملتان)

سالی کی لڑکی سے نکاح:

سوال: سالی کی لڑکی سے نکاح جائز ہے، یانہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

اس رشتہ کی وجہ سے نکاح حرام نہیں ہوتا،(۱) جمع حرام ہے۔(۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ۔ (فتاویٰ محمودیہ:۱۱/۴۳۳) ☆

بیوی کے ہوتے ہوئے اس کی بھانجی سے نکاح کرنے والا اور کرانے والا کا کیا حکم ہے:

سوال: ایک شخص نے اپنی زوجہ کی موجودگی میں بغیر اس کو طلاق دئے اس کی حقیقی بھانجی سے یعنی اپنی سالی کی دختر سے نکاح کیا، آیا وہ نکاح شرعاً درست ہے، یانہیں؟ اور پہلی زوجہ اس پر حلال ہے، یا حرام؟ مسلمانوں کو اس کے بیاہ میں شریک ہونا کیسا ہے؟ اور جن لوگوں نے اس نکاح میں مدد کی، ان کے لیے کیا حکم ہے؟ اگر ان میں کوئی مر گیا ہو، اس کی جنازہ کی نماز شرعاً جائز ہے، یانہیں؟ وہی خطیب جس نے خلافِ شرع نکاح پڑھایا تھا، فوت ہوگیا، اس کی تجہیز و تکفین میں کوئی مسلمان شریک نہیں ہوا، دو آدمیوں نے گاڑیوں میں ڈال کر بغیر نماز پڑھے دفن کردیا، آیا اس کی جنازہ کی نماز مسلمانوں کو پڑھنے چاہیے تھی، یانہیں؟ اور تارک الصلوٰۃ کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہیے، یانہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ

خالہ اور بھانجی کو نکاح میں جمع کرنا؛ یعنی دونوں سے نکاح کرنا حرام ہے۔

کما فی حدیث مسلم: "لاتنکح المرءۃ علیٰ عمتها ولاعلیٰ خالتها ولاعلیٰ إبنة أخیها ولاعلیٰ إبنة أختها.(۳)

---

(۱) قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿وأحل لکم ماوراء ذلکم﴾ (النساء: ۲٤)
"أی ما عدا من ذکرن من المحارم، هن لک حلال". (تفسیر ابن کثیر: ۱/٤۷٤، سهیل أکیڈمی لاهور)

(۲) "ولایجمع بین المرأۃ وعمتها أو خالتها أو إبنة أخیها أو إبنة أختها، لقوله علیه السلام: "لاتنکح المرأۃ علیٰ عمتها، ولاعلیٰ خالتها" إلخ". (الهدایة، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات: ۲/۳۰۸، مکتبة شرکة علمیة، ملتان)

☆ **بیوی کی موت کے بعد اس کی بھانجی سے نکاح:**

سوال: کیا بیوی کے مرنے کے بعد سالی کی لڑکی سے شادی کی جاسکتی ہے؟ جب کہ ان کے درمیان کوئی اور رشتہ نہ ہو۔

(حبیب حسن الحامد، گلبرگہ)

الجواب ــــــــــــــــ

سالی کی بیٹی سے اس کی خالہ کے نکاح میں رہتے ہوئے نکاح اس لیے حرام ہے کہ اس سے ایک ہی شخص کے نکاح میں خالہ اور بھانجی کا جمع ہونا لازم آتا ہے اور یہ جائز نہیں، اس سلسلہ میں حدیثیں بھی موجود ہیں۔ (صحیح البخاري، رقم الحدیث: ۵۱۰۸) لہٰذا جب خالہ کا انتقال ہوچکا تو اب اس کی بھانجی کو نکاح میں لانے میں کچھ حرج نہیں۔ (کتاب الفتاویٰ: ۴/۳۲۸، ۳۲۹)

(۳) الصحیح لمسلم: ۲/۱۰۳۹، رقم الحدیث: ۱٤۰۸، انیس / (فتح القدیر: ۳/۲۱٤، ظفیر)

اوران دونوں میں جو پچھلا نکاح ہوا، وہ باطل ہے۔

کما فی الشامی: فلو علم فهو الصحیح والثانی باطل وله وطئ الأولٰی إلا أن یطأ الثانیة فتحرم الأولٰی إلٰی إنقضاء عدة الثانیة. (۱)

پس جس شخص نے نکاح کیا ہے، اس کو چاہیے کہ اس فعل شنیع سے توبہ کرلے اور دوسری زوجہ کو علاحدہ کردے اور اس کے پاس نہ جاوے اور اگر اس سے وطی کرلی ہے تو جب تک اس کی عدت نہ گزرے، اس وقت تک پہلی زوجہ سے وطی نہ کرے اور جن لوگوں نے باوجود علم کے اس نکاح ثانی کی مدد کی اور شرکت کی، وہ سب عاصی وفاسق ہوئے، توبہ واستغفار کریں اور اللہ سے معافی چاہیں اور جب تک وہ توبہ نہ کریں، مسلمانان ان سے ملنا جلنا چھوڑ دیں اوران کو تنبیہ کریں، بعد توبہ کے ان سے ملنا اور شریک شادی غمی ہونا درست ہے اور جو ان میں سے فوت ہوگیا ہے، اس کے جنازہ کی نماز پڑھیں؛ کیوں کہ فاسق کے جنازہ کی نماز پڑھنے کا حکم ہے؛ کیوں نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"صلوا علٰی کل بر وفاجر". (۲)

پس اس خطیب کے جنازہ کی نماز بھی پڑھنی چاہیے، بوجہ حدیث مذکور کے کہ اس کا حاصل یہ ہے کہ ہر ایک نیک اور فاجر کی جنازہ کی نماز پڑھو۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۷/۴۴۴-۴۴۵)

غلط طریقہ پر پیدا شدہ لڑکی اور علاتی سالی کی لڑکی سے نکاح:

سوال: ﴿أن تجمعوا بین الأختین﴾ (۳) کی زوجہ ثانیہ کی اولاد سے انجان صورتِ حال، یا جانکاری کی حالت میں ان کے اغیار سے جن کو ان کے رشتہ سے کوئی واسطہ نہیں، ایسی لڑکی سے ایک مومن کا عقد ومنا کحت جائز ہے، یا نہیں؟ باپ شریک سالی کی اولاد سے یعنی اس قسم کی ساڑھو کی بیٹی سے نکاح جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــ حامداً ومصلیاً

اگر کوئی لڑکی غلط طریقہ پر پیدا ہوئی تو اس سے عقد نکاح حرام نہیں، جب کہ اس سے حرمت کا کوئی رشتہ نہ ہوا، جب

---

(۱) ردالمحتار، فصل فی المحرمات: ۲/۳۹۳، ظفیر

(۲) اس حدیث کی تخریج بغدادی نے تاریخ بغداد میں: ۴/۴۰۳، علامہ ابن حبان نے المجروحین: ۲/۱۰۲، عثمان بن عبداللہ المغربی الدمولی کے ترجمہ کے ضمن میں ذکر کیا ہے، جب کہ امام دارقطنی ابوالولید المخزومی کی سند سے حضرت عبداللہ ابن عمر کی روایت ان الفاظ میں نقل کی ہے:

عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله علیه وسلم: "صلوا علٰی من قال لا إله إلا الله وصلوا وراء من قال لا إله إلا الله. (سنن الدارقطنی: ۲/۵٦، رقم: ٤/ علامہ ابن جوزی نے بھی اس کو روایت کی۔ انیس) (دیکھئے: مشکاة المصابیح)

(۳) قال الله تعالیٰ: ﴿وأحل لكم ما وراء ذالكم﴾ (النساء: ۲٤)

"أی ما عدا من ذکرن من المحارم، هن لكم حلال" (تفسیر ابن کثیر: ۱/٤٧٤، سهیل أکیڈمی لاهور) وکذا فی التفسیر المنیر: ۵/٦، دارالفکر بیروت/ وکذا فی التفسیر المظهری: ۲/٦٦، حافظ کتب خانه/ وکذا فی بدائع الصنائع، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات بالقرابة: ۳/٤١١، دارالکتب العلمیة بیروت)

تک بیوی نکاح میں رہے، اس کی سوتیلی بہن کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں۔(۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳۹۲/۱۲/۲ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند ۱۳۹۲/۱۲/۴ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۱/۴۳۷)

مطلقہ عورت کی بھتیجی سے نکاح کرنا:

سوال: ایک آدمی نے ایک عورت سے شادی کر لی۔ بعد میں اس کو ایک طلاق دے دی، اب اس کی بھتیجی سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو کر سکتا ہے، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

اگر عورت کو طلاق دخول سے پہلے دی ہے تو اس کی بھتیجی سے جب چاہے نکاح کر سکتا ہے؛ لیکن اگر دخول کے بعد طلاق دی ہے تو جب تک اس عورت کی عدت ختم نہیں ہوتی اس وقت تک آدمی اس مطلقہ عورت کی بھتیجی سے نکاح نہیں کر سکتا۔

لمافي القرآن الكريم (النسآء: ٢٣): ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ..... وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيْمًا﴾

وفي الهندية (١/٢٧٧): والأصل أن كل امرأتين لو صورنا إحداهما من أى جانب ذكرا لم يجز النكاح بينهما برضاع أونسب لم يجز الجمع بينهما، هكذا في المحيط.

وفيه أيضاً (١/٢٧٨): وإن أراد أن يتزوج إحداهما بعد التفريق فله ذلک إن كان التفريق قبل الدخول وإن كان بعد الدخول فليس له ذلک حتى تنقضي عدتهما، إلخ. (نجم الفتاویٰ: ۴/۲۶۰)

بیوی کے ہوتے ہوئے سالے کی نواسی سے نکاح جائز نہیں:

سوال: زید کے سالے کی لڑکی کی لڑکی سے زید نکاح کرنا چاہتا ہے اور زید کی زوجہ سابقہ بھی موجود ہے تو زید اس سے نکاح کر سکتا ہے، یا نہیں؟

الجوابـــــــــــــــــــ

زید کے سالے کی نواسی زید کی زوجہ کی بھتیجی کی دختر ہوئی، پس جبکہ زید کی زوجہ سابقہ موجود ہے تو جمع کرنا ان دونوں میں حرام ہے؛ یعنی زید اپنی زوجہ کی بھتیجی کی دختر سے نکاح نہیں کر سکتا۔ (كذا في كتب الفقه) (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۷/۳۴۶)

(۱) ”ولايجمع بين المرأة وعمتها أوخالتها أوإبنة أخيها أوإبنة أختها، لقوله عليه السلام: ”لا تنكاح المرأة علىٰ عمتها، ولا علىٰ خالتها“ إلخ (الهداية، كتاب النكاح، فصل في المحرمات: ٢/٣٠٨، مكتبة شركة علمية، ملتان)

(۲) ولايجمع الرجل بين أختين من الرضاعة ولابين إمرأة وإبنة أختها أوإبنة أخيها وكذالک كل إمرأة ذات محرم منها من الرضاعة للأصل الذى بينا أن كل إمرأتين كانت إحداهما ذكراً والأخرىٰ انثى لم يجز للذكر أن يتزوج الأنثىٰ فإنه يحرم الجمع بينهما بالقياس علىٰ حرمة الجمع بين لا أختين. (البحر الرائق فصل في المحر مات: ٣/١٠٢، ظفير)

ایک بیوی سے بیٹی اور دوسری بیوی سے نواسی ایک نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں:

سوال: کیا فرماتے ہیں علما دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے علم کے مطابق تو یہ صورت جائز نہیں؛ لیکن آپ کے علم کے مطابق رائے معلوم کرنے کا حصول بھی لازمی ہے، وہ یہ کہ ایک شخص کی دو بیویاں تھیں اور ہر ایک بیوی سے ایک ایک بیٹی تھی اور ایک بیٹی کی ایک بیٹی ہے، ان میں سے ایک بیٹی کا نکاح کسی شخص کے ساتھ کیا گیا، کچھ عرصہ بعد اس دوسری لڑکی کی لڑکی یعنی نواسی کا نکاح بھی اس شخص کے ساتھ کیا گیا، اس صورت میں اس دوسرے نکاح کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔ (المستفتی: مولوی ولی محمد بابر، مدرسہ شمس المدارس ژوب شہر،۳/۹/۱۹۹۰ء)

الجواب

صورت مسئولہ میں پہلا نکاح (بیٹی کے ساتھ) درست اور دوسرا نکاح کالعدم اور حرام قطعی ہے۔

لـلأصـل الشهيـر: حـرم الـجـمـع بين المحارم نكاحا ووطأ بملك يمين بين امرأتين أيتهما فرضت ذكرا لم تحل للأخرىٰ أبدا. (۱)

پس اس شوہر پر ضروری ہے کہ دوسری عورت سے قبضہ اٹھائے۔علماء اور تمام قوم اور تمام اہل اسلام پر ضروری ہے کہ اگر یہ شوہر مصر (مستحل) ہو تو اس مرتد سے مقابلہ کریں۔ (۲) وهو الموفق (فتاویٰ فریدیہ:۲۹۶/۴)

نانی اور نواسی کو ایک نکاح میں جمع کرنا:

سوال: کیا کوئی شخص ایک عورت اور اس کی نواسی کو ایک نکاح میں جمع کرسکتا ہے، یا نہیں؟

الجواب

نواسی اور نانی کو ایک نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں، اس کے لیے فقہا نے ایک قاعدہ تحریر فرمایا ہے کہ دو عورتوں میں سے کسی ایک کو مذکر (مرد) فرض کرکے اگر ان کا نکاح آپس میں جائز نہ ہو تو ایسی دونوں عورتوں کا ایک نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں۔

قـال الـعـلامة الحصكفي: حرم الجمع وطأ بملك يمين بين اِمراتين أيتهما فرضت ذكرًا لم تحل للأخرىٰ أبداً. (الدرالمختارعلىٰ صدر ردالمحتار:۳۸/۳، كتاب النكاح، فصل في المحرمات)(۳)(فتاویٰ حقانیہ:۳۳۵/۴)

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار: ۳۰۸/۲، فصل في المحرمات

(۲) قـال الـعلامة على بن سلطان محمد: ذهب اكثر اهل العلم الى ان المتزوج كان مستحلا له على ما يعتقده أهل الجاهلية فصار بذلك مرتدا محاربالله ولرسوله فلذلك امر بقتله واخذ ماله وكان ذلك الرجل يعتقد حل هذا الـنـكـاح فمن اعتقد حل شيئ محرم كفر وجاز قتله واخذماله ومن جهل تحريم نكاح واحدة من محارمه فتزوجها لم يـكـفـرو من علم تحريمها واعتقد الحرمة فسق وفرق بينهما وعزر هذا اذا لم يجر بينهما دخول،إلخ. (مرقاة المفاتيح شرح المشكاة:۲۲۸/۶، باب المحرمات الفصل الثانى)

(۳) قـال ابـن نجيم المصرى رحمه الله: للأصل الذى بينا أن كُلّ اِمرأتين لوكانت اِحداهما ذكرا والأخرىٰ اُنثىٰ لم يجز للذكرأن يتزوّج الانثىٰ فإنهٗ يحرم الجمع بينهما. (البحرالرائق:۹۵/۳، كتاب النكاح. فصل في المحرمات)==

طلاق دے کرفوراًاس کی بہن، یا بھتیجی سے نکاح جائز ہے، یانہیں:

سوال: ایک شخص کا نکاح ایک عورت سے ہوا، اس کے اولاد نہیں ہوئی، اسی وجہ سے اس کو چھوڑ کر اس کی دوسری بہن سے نکاح کیا، اسی روز ایک بہن کو طلاق دی اور دوسری بہن سے نکاح کرلیا، یہ نکاح جائز ہوا، یانہیں؟ اسی طرح ایک شخص نے زوجہ کو طلاق دے کرفوراً اس کی سگی بھتیجی سے نکاح کرلیا جائز ہے، یانہیں؟

الجواب

دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے، لہٰذا ایک بہن کو طلاق دے کر جس وقت اس کی عدت گزر جائے، اس وقت دوسری بہن سے نکاح کرسکتا ہے، اس طرح پھوپی کو طلاق دے کر جس وقت اس کی عدت گزر جائے، اس وقت اس کی بھتیجی سے نکاح جائز ہے، قبل عدت گزرنے کے دوسرے سے نکاح جائز نہیں ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۷/۴۳۹)

بیوی کو چھوڑ کر سالی سے نکاح کرنا کیسا ہے:

سوال: ایک شخص اپنی سالی؛ یعنی بیوی کی خاص سگی بہن سے جوعرصہ سے بیوہ تھی، اپنی بیوی کی زندگی میں جبراً اپنا نکاح پڑھادے اور برادری میں دوسری جگہ سے مناسب آدمی ہوتے ہوئے نکاح کرنے کو منع کرے اور بیوی کو بلا خطا شرعی چھوڑ دیوے اور طلاق دیوے اور بچوں کو بھی علاحدہ کرے۔ دریافت طلب یہ ہے کہ اس سبب سے بیوی کو طلاق دینا جائز ہے، یانہیں؟ اور اس کا نکاح سگی سالی سے ہوجائے گا، یانہیں؟ بینوا۔

الجواب

اگر اپنی بیوی کو پہلے طلاق دے دی ہے اور اس کی عدت طلاق، یعنی تین حیض گزر گئے ہیں، یا اگر حیض آنا عورت کو بند ہوگیا ہو اور تین ماہ گزر گئے ہیں تو بیوی کی حقیقی بیوہ بہن سے شرعاً نکاح درست ہے اور اگر اپنی بیوی کو طلاق دینے سے قبل، یا طلاق دینے کے بعد اس کی عدت گزرنے سے قبل بیوی کی سگی بہن سے نکاح کرے تو نکاح باطل ہوگا اور منعقد نہیں ہوگا۔

وحرم الجمع بين المحارم نكاحاً، أى عقداً صحيحاً، وعدة ولو من طلاق بائن. (۱)

ولايجوز أن يتزوج أخت معتدته سواء كانت المعتدة عن طلاق رجعى أوبائن أوثلاث أوعن نكاح فاسداً وعن شبهته، آه. (۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۷/۳۰۷-۳۰۸)

== ومثله فى بدائع الصنائع: ۲/۲٦۲، كتاب النكاح. فصل أن لايقع نكاح المرأة.

(۱) الدرالمختار علىٰ هامش الشامى: ۲/۳۹۰

(۲) عالمگیری: ۲/۲۹٦، ظفیر

ایک بہن کو طلاق دلوا کر دوسرے سے شادی کردی:

سوال: ایک شخص نے اپنی چھوٹی بہن کا نکاح ایک شخص سے کردیا، والدہ اس نکاح سے ناراض تھی اس نے چھوٹی لڑکی کو طلاق دلوا کر بڑی لڑکی کا نکاح کردیا، کیا فوراً بعد طلاق کے بڑی لڑکی کا نکاح اس شخص سے جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

اگر چھوٹی لڑکی سے خلوت بھی نہیں ہوئی تھی اور قبل خلوت اس کو طلاق دی گئی تو عدت اس پر واجب نہیں۔(۱) اس حالت میں اس کی بہن سے فوراً نکاح صحیح ہے؛ لیکن والدہ ولی نہیں، اگر بڑی لڑکی نابالغہ ہے تو بدون بھائی کی اجازت کے نکاح صحیح نہ ہوگا۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۱۲/۷) ☆

(۱) قال لزوجته غير المدخول بها "أنت طالق ثلاثاً" وقعن، إلخ، وإن فرق بانت بالأولٰى لا إلٰى عدة. (الدر المختار علٰى هامش رد المحتار، باب طلاق غير المدخول بها: ۶۲۶/۲. ظفير)

☆ بڑی بہن کو طلاق دے کر چھوٹی بہن سے نکاح کرنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ اگر کسی نے ایک بڑی بہن کو طلاق دے دی اور پھر اس کی دوسری چھوٹی اور سگی بہن سے نکاح کرلے تو کیا اِس صورت میں نکاح مانا جائے گا؟ اِسی طرح اگر بیوی طلاق کو نہ مانے اور عدت پوری نہ کرے تو کیا اِس دوران اُس کی چھوٹی بہن سے نکاح کرنا جائز نہ ہوگا؟

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ، الجواب وباللّٰہ التوفیق

بڑی بہن کو طلاق دینے کے بعد جب تک اس کی عدت (تین ماہواری، یا وضع حمل) نہ گزر جائے، مذکورہ شخص کے لیے اُس کی سگی بہن سے نکاح کرنا جائز نہیں اور عدت گزرنے کے بعد نکاح کرنے میں حرج نہ ہوگا اور بڑی بہن کی طرف سے طلاق کو نہ ماننے، یا باقاعدہ عدت میں نہ بیٹھنے سے مسئلہ پر کوئی فرق نہ پڑے گا؛ کیوں کہ عدت گھر میں بیٹھنے کا نام نہیں؛ بلکہ تین ماہواری کا وقت گزرنے کا نام ہے، لہٰذا اگر یہ وقت گزر چکا ہے تو دوسری بہن سے نکاح صحیح ہوا اور اگر یہ وقت نہیں گزرا تو دوسری بہن سے نکاح صحیح نہیں ہوا، اس کی تحقیق کرلی جائے۔

وحرم الجمع بين المحارم نكاحا ... وعدة ولو من طلاق بائن ... وهي في حق حرة ... تحيض ثلاث حيض كوامل، وفي حق الحامل وضع جميع حملها. (شامي مع الدر المختار: ۱۱۵/۵، ۱۱۶، ۱۸۲، ۱۹۸، ۱۹۰، وكذا في الفتاوىٰ الهندية: ۵۲۶/۱، زكريا)

أما تفسير العدة وبيان وقت وجوبها: فالعدة في عرف الشرع اسم لأجل ضرب لانقضاء ما بقي من اٰثار النكاح، وهٰذا عندنا وعند الشافعي: هي اسم لفعل التربص ... والدليل على أنها اسم للأجل لا للفعل أنها تنقضي من غير فعل التربص بأن لم تجتنب عن محظورات العدة حتٰى انقضت المدة، ولو كانت فعلاً لما تصور انقضاء ها مع ضدها وهو الترك ... وكذا تنقضي بدون العلم به. (بدائع الصنائع، فصل في حكم التوابع للطلاق العدة: ۳۰۱/۳، زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۱۴۳۴/۱/۲۵ھ۔ (کتاب النوازل: ۳۱۴/۸، ۳۱۵)

بیوی کو طلاق دے کر اس کی بیوہ بہن سے شادی کرے تو یہ درست ہے یا نہیں:

سوال: دو بھائیوں کا نکاح دو بہنوں سے ہوا تھا، اب بڑا بھائی فوت ہوگیا، اس کی بیوی بالغہ ہے تو چھوٹا بھائی اپنی بیوی نابالغہ کو طلاق دے کر اپنے بڑے بھائی کی بیوی سے نکاح کرسکتا ہے، یا نہیں؟

الجواب

اگر چھوٹا بھائی اپنی زوجہ نابالغہ کو طلاق دے کر اس کی بڑی بہن سے نکاح کرے تو یہ درست ہے؛ لیکن اگر وہ چھوٹا بھائی اب بھی نابالغ ہے تو اس کی طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر بالغ ہے تو اس کی طلاق واقع ہوجاوے گی اور اگر وہ خلوت اپنی زوجہ نابالغہ سے کرچکا ہے تو اس کی عدت پوری ہونے کے بعد اس کی بڑی بہن سے نکاح کرے۔ فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۱۲/۷-۳۱۳)

پہلی بہن کو اسی مجلس میں طلاق دے کر دوسری بہن سے نکاح درست ہے، یا نہیں:

سوال: ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق دے کر اس مطلقہ کی ہمشیرہ حقیقی سے اسی مجلس میں نکاح کرلیا، بعد نکاح کے عورت نے میکہ جاکر دوسرے شخص سے نکاح کرلیا تو کون سا نکاح درست ہوا اور جائز ہوا؟

الجواب

جو نکاح عورت مذکورہ کا اس کی بہن کی عدت کے اندر ہوا تھا، وہ باطل ہے۔(۱) لہٰذا جو نکاح عورت مذکور نے اپنے والدین کے گھر جاکر دوسرے شخص سے کیا وہ صحیح ہوگیا۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴۴۰/۷-۴۴۱)

مطلقہ بیمار کو گھر رکھنا اور اس کی بہن سے نکاح کرنا:

سوال: زید نے اپنی بیوی کو اس کی صحت کی خرابی کی بنا پر طلاق دے دی۔ بعد عدت گزر نے مطلقہ بیوی کی حقیقی بہن سے نکاح کرلیا، مطلقہ بیوی بہت بیمار ہے اور والدین بوجہٴ غربت کے اس کے نفقہ سے مجبور ہیں؛ اس لیے زید کا اس مطلقہ بیوی کو بھی اپنے گھر ٹھہرائے رکھنا درست ہوگا، یا نہیں؟

الجواب　حامداً ومصلیاً

اس کی ہمدردی اور اعانت کے لیے درست ہے؛ مگر پردہ پورا رہے اور سامنا نہ ہو، نیز تنہائی بھی نہ ہونے پائے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۴/۷/۱۳۸۷ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۵۸۳/۱۰-۵۸۴)

(۱) وحرم الجمع بين المحارم نكاحا وعدة ولو من طلاق بائن. (الدر المختار)

وأشار إلى من طلق الأربع لا يجوز له أن يتزوج المرأة قبل إنقضاء عدتهن. (ردالمحتار، كتاب النكاح، فصل في المحرمات: ۳۹۰/۲، ظفير)

ایک بہن کی عدت میں دوسری بہن سے نکاح کرنا:

سوال: زید نے اپنی بی بی کلثوم کو طلاق ثلاثہ دے کر اسی روز کلثوم کی سوتیلی بہن قادری بی بی سے نکاح کرلیا، یہ نکاح جائز ہے، یانہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

کلثوم بی بی پر تین طلاقیں واقع ہوکر حرمت مغلظہ ثابت ہوگئی؛مگر قادر بی بی سے بہن جو نکاح کیا ہے، درست نہیں ہوا ؛ کیوں کہ اس کی بہن کلثوم بی بی کی عدت ابھی تک نہ گزری تھی اور ایک بہن کی عدت میں دوسری بہن سے نکاح ناجائز وحرام ہے۔

قال فی الدرالمختار: وحرم الجمع بین المحارم نکاحاً أی عقداً صحیحاً وعدة ولو من طلاق بائن. (شامی، باب المحرمات: ۳۹۰/۲) (واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم) (امداد المفتین: ۴۲۹/۲) ☆

بیوی کی عدت میں اس کی بہن سے نکاح کرنے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں اور کچھ دن بعد ہی اس کی بہن سے نکاح کیا تو اس نکاح کا کیا حکم ہے؟ ان کے بچوں کا نسب ان سے ثابت ہوگا، یانہیں؟ شریعت کی روشنی میں جواب دیں۔

(تنقیح: بیوی کو طلاق دیئے ہوئے مہینہ بھی نہیں گزرا تھا کہ دوسرا نکاح کیا گیا)۔

الجواب ــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

مطلقہ بیوی کی جب تک عدت نہ گزر جائے اس وقت تک اس کی بہن سے نکاح کرنا جائز نہیں۔صورت مسئولہ میں یہ نکاح فاسد ہے شوہر پر لازم ہے کہ عورت کو اپنے سے علاحدہ کردے؛ یعنی یوں کہہ دے ''میں نے تجھے چھوڑ دیا'' یا ''تو چلی جا'' البتہ اس صورت میں بچے ثابت النسب سمجھے جائیں گے۔

☆ **عدت کے دوران سالی سے نکاح کرنا صحیح نہیں:**

سوال: اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دے کر عدت کے دوران ہی اس کی بہن سے نکاح کرے تو کیا ایسا کرنا شرعاً جائز ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــ

چوں کہ عدت کے اندر عورت شوہر کے نکاح میں من وجہ داخل ہے؛ اس لیے اس دوران بیوی کی بہن سے نکاح کرنا جائز نہیں؛ تاہم اگر عدت کے بعد نکاح کرنا چاہتا ہو تو کرسکتا ہے۔

لما قال العلامة الحصکفی رحمه اللّٰه: والجمع نکاحًا وعدّة ولو من طلاق بائن. (الدرالمختار علٰی هامش ردّ المحتار: ۳۰۸/۲، فصل فی المحرمات) (قال العلامة بُرهان الدین المرغینانی: وإذا طلق امرأتهٗ طلاقًا بائنًا أورجعیًا لم یجز له أن یتزوج بأختها حتٰی تنقضی عدّتها. (الهدایة: ۲۸۹/۲، کتاب النکاح، فصل فی بیان المحرمات) / ومثله فی الهندیة، الباب الثالث فی بیان المحرّمات. (القسم الرابع المحرّمات بالجمع) (فتاوی حقانیہ: ۳۵۲/۴)

لما فی القرآن الکریم (النساء:۲۳):﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ ... وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا﴾

وفی الدرالمختار (۱۳٤/۳):(ویثبت النسب) احتیاطا بلا دعوة (وتعتبر مدته) وهی ستة أشهر(من الوطء فإن كانت منه إلى الوضع أقل مدة الحمل) يعنى ستة أشهر فأكثر (يثبت النسب (وإلا) بأن ولدته لأقل من ستة أشهر (لا) يثبت وهذا قول محمد وبه يفتى وقالا ابتداء المدة من وقت العقد كالصحيح ورجحه فی النهر بأنه أحوط.

وفی الشامیة (۱۳۱/۳):(قوله: كشهود) ومثله تزوج الأختين معا ونكاح الأخت فی عدة الأخت ونكاح المعتدة والخامسة فی عدة الرابعة،إلخ. (نجم الفتاویٰ:۲۶۱/۴) ☆

☆ **بیوی کی عدت گزرنے سے پہلے سالی سے نکاح کرنا:**

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ہندہ اور خالدہ دوسگی بہن ہیں، زید کا نکاح ہندہ سے ہوا، کچھ مدت کے بعد زید نے ہندہ کو طلاق دے دی اور ہندہ عدت میں ہے تو اس کی عدت کے درمیان زید کی شادی خالدہ سے جائز ہے، یا نہیں؟ اگر ہندہ مرگئی تو زید خالدہ سے تین ماہ کے درمیان نکاح کرسکتا ہے، یا نہیں؟

باسمه سبحانه وتعالیٰ، الجواب ـــــــــــــــ وبالله التوفيق

مسئولہ صورت میں جب تک ہندہ کی عدت طلاق نہ گزرے، زید کے لیے ہندہ کی بہن خالدہ سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔

عن سليمان بن يسار أن عمر رضى الله عنه قال للتى نكحت فی عدتها:فرق بينهما،وقال: لا يتناكحان أبدًا، وجعل لها المهر بما استحل من فرجها، وأمرها أن تعتد من هٰذا وتعتد من هٰذا.

وعن الشعبى أن عليًا رضى الله عنه فرق بينهما، وجعل لها الصداق بما استحل من فرجها، وقال:انقضت عدتها إن شاء تتزوجته فعلت.(سنن سعيد بن منصور، كتاب النكاح، باب المرأة تزوج فی عدتها:۱۸۹/۱،رقم:۶۹۸ـ۶۹۹)

ولا يجوز نكاح منكوحة الغير ومعتدة الغير عند الكل، ولو زوّج بمنكوحة الغير وهو لا يعلم أنها منكوحة الغير فوطئها تجب العدة، وإن كان يعلم أنها منكوحة الغير فوطئها لا تجب العدة حتى لا يحرم على الزوج وطؤها.(الفتاویٰ التاتارخانية: ٦٦/٤،رقم:٥٥٤٤، زكريا)

وأما نكاح منكوحة الغير ومعتدته، فالدخول فيه لا يوجب العدة إن علم أنها للغير؛ لأنه لم يقل أحد بجوازه، ولهٰذا يجب الحد مع العلم بالحرمة، لكونه زنا،كما فی القنية وغيرها.(ردالمحتار، باب المهر،مطلب فی النكاح الفاسد:۱۳۲/۳،كراچی، وكذا فی البحر الرائق،باب العدة: ٢٤٢/٤،زكريا)

لا يجوز للرجل أن يتزوج زوجة غيره، وكذٰلك المعتدة. (الفتاویٰ الهندية، كتاب النكاح ،الباب الثالث، القسم السادس: المحرمات التی يتعلق بها حق الغير: ۲۸۰/۱ ،زكريا، كذا فی بدائع الصنائع، كتاب النكاح، فصل فی شرط ألا تكون منكوحة الغير :٤٥١/۳،دار الكتب العلمية بيروت، الفقه الإسلامی وأدلته، الفصل الثالث، المحرمات من النساء،باب المرأة المتزوجة:٦٦٤٦/٩،رشيدية، وكذا فی التفسير المظهری: ٦٢/٢، كوئٹه)

وحرم الجمع بين المحارم نكاحا وعدة ولو من طلاق بائن.(شامی: ١١٦/٤، زكريا)

اگر ہندہ کی وفات ہوجائے تو زید اس کی بہن سے فوراً نکاح کرسکتا ہے، اس میں عدت وغیرہ کی شرط نہیں ہے۔

إذا ماتت امرأته له التزوج بأختها بعد يوم من موتها. (شامی: ١١٦/٤،زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۱۴۳۲/۱/۹ھ، الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ۔ (کتاب النوازل: ۳۱۱/۸، ۳۱۲)

سالی سے بیوی کے انتقال کے فوراً بعد نکاح جائز ہے، یا اس کے لیے کسی خاص وقفہ کی ضرورت ہے:

سوال: یہاں علماء دین ایک مسئلہ میں مختلف جھگڑ رہے ہیں، مسئلہ یہ ہے کہ زوجہ مرنے کے بعد زوجہ کی بہن نکاح کرنے میں مرد کو عدت پالنا ہوگا، یا نہیں؟ اور عدت کے اندر یا ل بعد ایک دن کے زوجہ کی بہن کے ساتھ نکاح جائز ہے، یا نہیں؟ اور کتاب شامی میں یہ عبارت تحریر ہے: ماتت إمرأته له التزوج بأختها بعد يوم من موتها، كما فى الخلاصة عن الأصل وكذا فى المبسوط لصدر الإسلام والمحيط السرخسى والبحر والتتارخانية غيرها من الكتب المعتمدة. اور اس کے نیچے پھر یہ عبارت لکھا: وأما ما عزى إلى النتف من وجوب العدة لايعتمد عليه وتمامه فى كتابنا تنقيح الفتاوىٰ الحامدية. (۱)

اور دوسری کتاب فتاوی برہنہ میں یہ عبارت لکھا:

''امابعد وفات زودہ نکاح خواہر او بروزے روانیست ہمچنیں خامسہ بعداز مردن رابعہ''۔

پس اس عبارت کے موافق عدت وجوب ہوگا، یا نہیں؟ فتوی وجوب پر، یا غیر وجوب پر مع حوالہ عبارات کتب فیصلہ فرماویں؟ اجردارین یابند۔

الجواب

قال فى تنقيح الفتاوى الحامدية: (سئل) فى رجل ماتت زوجته المدخول بها ولها أخت فهل له تزوج أختها بعد موتها بيوم؟ (الجواب): نعم، كما فى الخلاصة عن الأصل للإمام محمد وكما فى المبسوط لصدر الإسلام كما نقله عنه القهستانى والمحيط للإمام السرخسى والبحر و التتارخانية عن السراجية وفتاوى الأنقروى وقدرى آفندى ومؤيدٍ زاده ومجمع الفتاوٰى وصُرّة الفتاوى ومجمع المنتخبات ونهج النجاة وغيرها من الكتب المتعمدة وأما ما عزى إلى النتف من وجوب العدة عليه فلا يعتمد عليه وكتب تحت الجواب ما صورته قلت:

لعمرك ما كل النقول صحائح ... ولا كل خل فى المو دة ناصح
عليك باقواها دليلاً ومأخذا ... وما هو فى الكتب الشهيرة راجح
ولا تعتمد إلا صديقا مجربا ... وكن حامد للّٰه فالأمر واضح

وقال: ولنا فى ذلك رسالة سميناها بنقول القوم فيه جواز نكاح الأخت بعد موت أختها بيوم. (۱۸/۱)(۲)

قلت: والتقييد بيوم اتفاقى وإلا فالظاهر الجواز بعد موت زوجته معاً لأن العلة انقطاع النكاح بينهما بالموت فلايكون بذلك جامعاً بين الأختين نكاحاً والله أعلم

(۱) ردالمحتار، فصل فى المحرمات: ۳۸/۳، دارالفكر بيروت، انيس
(۲) العقود الدرية فى تنقيح الفتاوىٰ الحامدية، كتاب النكاح: ۱۸/۱، دارالمعرفة بيروت، انيس

ان عبارات سے واضح ہے کہ زوجہ کے مرنے کے بعد عدت کے اندر، یا موت کے ایک دن بعد اس کی بہن سے نکاح جائز ہے۔

۷؍رجب ۱۳۴۶ھ (امداد الاحکام:۳؍۲۴۷-۲۴۸)

بیوی کے انتقال کے بعد فوراً اس کی بہن سے نکاح جائز ہے:

سوال: ما قولکم رحمکم اللہ زید کی بہن بی بی انتقال کرگئی، اس کی بہن کے ساتھ فی الفور اس کا نکاح جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــ

ہاں کرسکتا۔(۱) (امداد الاحکام:۳؍۲۵۰)

بیوی کے لا پتہ ہونے سے موت کا حکم اور اس کی بہن سے نکاح:

سوال: ایک شخص کی بیوی کو پاگل ہوئے تقریباً سات آٹھ سال ہو چکے، اب سے دس ماہ پہلے گھر سے نکل گئی، گھر سے نکلنے کے دو ہفتہ بعد تک کچھ اس طرح پتہ چلتا رہا کہ کل یہاں تھی آج وہاں تھی؛ مگر تلاش کرنے پر وہ کہیں نہ مل سکی، اس کے بعد بالکل لا پتہ ہے، نہ معلوم کہ وہ زندہ ہے، یا مر چکی ہے۔ شروع میں پتہ دینے والے کا کہنا یہ ہے کہ وہ بیماری کی حالت میں تھی اور حالت نازک تھی، اب اس کا شوہر اس کی بہن سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو کیا وہ اپنی پہلی بیوی کو مردہ تصور کر کے دوسری بہن سے نکاح کرسکتا ہے؟ اگر نہیں کرسکتا ہے تو اگر اس کو طلاق دے کر دوسری بہن سے نکاح کرنا چاہے تو اس صورت میں مطلقہ کے لیے عدت ہوگی، یا نہیں؟ اگر عدت ہوگی تو کیا ہوگی؟ اور اس عدت کا گزرنا کیسے معلوم ہوگا؟ بیوی کی بہن سے نکاح کرنے کا مقصد یہ ہے کہ پہلی بیوی سے تین بچے ہیں، جس کی وجہ سے بچوں کی پرورش اچھی طرح ہو جانے کی امید ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــ حامداً ومصلیاً

اگر اس کی موت وحیات کی تحقیق نہیں تو اس کو ابھی مردہ تصور نہیں کیا جائے گا،(۲) اس کو طلاق دے دے، پھر عدت تین ماہواری کا انتظار کر کے اس کی بہن سے نکاح کرلے،(۳) جتنی مدت میں اس کو تین حیض آیا کرتے تھے، وہ مدت انتظار کافی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیو بند، ۸؍۱۱؍۱۳۹۰ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ:۱۱؍۴۳۸)

---

(۱) مرد کے ذمہ عدت کا انتظار طلاق اخت وطلاق رابعہ میں ہے، موت اخت وموت رابعہ میں نہیں۔

(۲) ”ھو لغة المعدوم، وشرعاً: غالب لم یدرأ حی ھو فیتوقع قدومه، أم میت أودع اللحد البلقع ... وھو فی حق نفسه حی، فلا ینکح عرسه غیرہ ولا یقسم“. (الدر المختار، کتاب المفقود: ۴/۲۹۲، ۲۹۳، سعید)

(۳) قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿ولا تعزموا عقدة النکاح حتیٰ یبلغ الکتاب أجله﴾ (البقرة: ۲۳۴) / وقال اللّٰه تعالیٰ: ﴿والمطلقات یتربصن بأنفسهن ثلاثة قروء﴾ (البقرة: ۲۳۴) / ”عدة الحرة المدخول التی تحیض للطلاق أو الفسخ ثلاثة قروء: أی حیض، لقوله تعالیٰ: ﴿والمطلقات یتربصن بأنفسهن ثلاثة قروء﴾ (مجمع الأنهر، باب العدة: ۱/۴۶۴، دار إحیاء التراث بیروت)

بیوی اوراس کے شوہر سابق کی لڑکی کا جمع کرنا جائز ہے، یا نہیں:

السوال: هل يجوز الجمع بين امرأة وإبنة زوجها من غيرها أم لا؟بينوا توجروا.(۱)

الجواب

قال في الدرالمختار:"فجاز الجمع بين امرأة وبنت زوجها أوإمرأة إبنها".وكذا في غيره من كتب الفقه.(۲)(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۷/۴۴۸)

مندرجہ ذیل رشتہ کی دوعورتوں کوجمع کرنا کیسا ہے:

سوال: زید کے نکاح میں ہندہ عرصہ تک رہی، اب وہ زبیدہ سے نکاح کرنا چاہتا ہے، ہندہ وزبیدہ کا رشتہ ذیل ہے، زبیدہ کے باپ کے نانا کی دوعورتیں تھیں، ان کے ایک لڑکی پیدا ہوئی، زبیدہ کے نانا کے باپ کی پہلی بیوی ہندہ پیدا ہوئی اور دوسری سے وہ لڑکی جوزبیدہ کے باپ کی ماں ہے، اب ان دونوں میں دادی پوتی کا رشتہ ہے، یا نہیں؟ اور ان دونوں کوجمع کرنا نکاح میں درست ہے، یا نہیں؟ اگر زید ہندہ کوطلاق دے دے اوراس کی عدت میں زبیدہ سے نکاح کرے تو جائز ہے، یا نہیں؟ اگر نکاح ہوگیا ہو، اب کیا کرنا چاہیے، نکاح اول جوعدت میں پڑھایا گیا، باطل ہوگیا توتجدید نکاح کیوں کر ہو؛ کیوں کہ اب زبیدہ حاملہ بھی ہے اورنکاح خواں وحاضرین کے لیے شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب

زبیدہ اور ہندہ میں ایسا رشتہ اورقرابت ہے کہ ان دونوں کونکاح میں جمع کرنا حرام ہے؛ کیوں کہ ان میں سے جوکومرد فرض کرو، دوسرے اس کے لیے حرام ہوگئے؛ اس لیے کہ زبیدہ کی دادی ہندہ کی ہمشیرہ علاتی ہے،(۳) اوراگر ہندہ کوطلاق دے دی جاوے تواس کی عدت بھی زبیدہ سے نکاح حرام ہے، اگرایسا ہوگیا تواس نکاح کو باطل سمجھا جاوے، بعدعدت کے پھرنکاح کیا جاوے۔(۴) زبیدہ اگرچہ حاملہ ہو ہندہ کی عدت گزرنے کے بعدزبیدہ سے اسی حالت حمل میں تجدید نکاح ہوسکتی ہے؛ کیوں کہ وہ حمل ثابت النسب نہیں ہے اورحاملہ عن الزنا سے قبل از وضع حمل نکاح صحیح ہے،(۵) اورنکاح خواں اورحاضرین توبہ کریں اورکوئی تعزیر ان کے لیے نہیں ہے۔(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۷/۴۵۱-۴۵۲)

(۱) کیا کسی عورت اوراس کی دوسرے شوہر کی بیٹی کونکاح میں جمع کرنا جائز ہے؟ انیس

(۲) الدرالمختار علىٰ هامش رد المحتار،فصل في المحرمات: ۲/۳۹۱،ظفير صديقي ر پس معلوم شدکہ جمع کردن درمیان زن وبنت زوج اوکہ اززن دیگراست جائز وحلال است کہ علت حرمت جمع درآنہا یافتہ نمی شد، كماحققه في ردالمحتار.(ظفير)

تو معلوم ہوا کہ عورت اوراس کی دوسرے شوہر کی بیٹی کونکاح میں جمع کرنا جائز ہے اورحرمت علت اس میں نہیں پائی جاتی ہے۔انیس

(۳) وحرم الجمع وطأ بملك،ويمين بين إمرأتين أيتهما فرضت ذكرا لم تحل للأ خرىٰ أبداً.(الدر المختار علىٰ هامش ردالمحتار،باب المحرمات: ۲/۳۹۰،ظفير)

(۴) إذاأطلق الرجل امرأته طلاقاً بائناً أورجعيا لم يجزله أن يتزوج بأختها حتىٰ تنقضي عدتها. (الهداية،فصل في المحرمات: ۲/۲۸۹،ظفير)

(۵) وأن تزوج حبلىٰ من زنا جازالنكاح ولايطأها حتىٰ تضع حملها.(الهداية: ۲/۲۸۹،ظفير

حرمت نکاح بہ سببِ مصاہرت

حرمتِ مصاہرت سے مراد:

سوال: تیس جون کے شمارہ میں آپ کے شرعی مسائل کے کالم میں ایک فقہی اصطلاح ''حرمتِ مصاہرت'' استعمال ہوئی ہے، اس اصطلاح سے عام اردو قاری ناواقف ہیں، اگر اس کی تشریح فرمائیں تو مہربانی ہوگی؟

(ابوزبیر ہاشمی، ریاض)

الجواب

''مصاہرت'' کے معنی سسرالی رشتہ کے ہیں، محرم رشتہ داروں میں سے کچھ وہ ہیں، جو سسرالی رشتہ سے تعلق رکھتے ہیں؛ جیسے سسر، ساس، اوران کا پدری مادری سلسلہ، بیوی کی بیٹی، شوہر کا بیٹا، انہی رشتہ داروں سے حرمت کو''حرمت مصاہرت'' کہا جاتا ہے۔ (کتاب الفتاویٰ:۳۶۳/۴)

حرمتِ مصاہرت کے اسباب:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ مصاہرت کی بنیاد پر حرمت کی کیا شرائط اور تفصیلات ہیں، وضاحت فرمائیں؟

باسمه سبحانه وتعالیٰ، الجواب وبالله التوفيق

حرمتِ مصاہرت (یعنی عورت سے رشتہ نکاح، یا وطی، یا دواعیٔ وطی کی بنیاد پر پیدا ہونے والی حرمت) کے اسباب درج ذیل ہیں:

(۱) نکاح صحیح مطلقاً (مثلاً نکاح صحیح ہوتے ہی منکوحہ کی ماں اور نانی دادی کا حرام ہوجانا)۔

ونكاح البنات يحرم الأمهات. (الدرالمختار: ۸٤/٤، بیروت: ۱۰٤/٤، زکریا)

(۲) منکوحہ سے وطی، اگرچہ نکاح فاسد ہی کیوں نہ ہو (مثلاً بیوی سے وطی کرتے ہی اس کی بیٹی یا پوتی وغیرہ کا حرام ہوجانا)۔

لما تقرر ان وطء الأمهات يحرم البنات. (الدر المختار مع الشامی:۸٤/٤، بیروت، ۱۰٤/٤،زکریا)

فالفاسد لا يحرم إلا بمس بشهوة ونحوه. (شامی: ۸٤/٤، بیروت: ۱۰٤/٤، زکریا)

(۳) اپنی مملوکہ باندی سے جماع۔

سواء كان بنكاح أو ملك. (الفتاوىٰ الهندية: ٢٧٤/١،زكريا)

(۴) شبہ کی وطی (مثلاً اجنبی عورت کو اپنی بیوی سمجھ کر وطی کرلی)۔

وتثبت بالوطء حلالاً كان أو عن شبهة أو زنا. (الفتاوىٰ الهندية: ٢٨٤/١، زكريا)

(۵) زنا (یعنی بلا کسی شبہ کے اجنبی عورت سے جماع کرنا)

ولو من زنى. (الدر المختار مع الشامي: ١٠١/٤،زكريا، ٨١/٤، بيروت)

لأن الزنا وطء مكلف في فرج مشتهاة ولو ماضياً خالٍ عن الملك وشبهة. (شامي: ٨٦/٤، بيروت: ١٠٧/٤، زكريا)

(۶) کسی مرد کا عورت سے بوس وکنار کرنا، یا عورت کا مرد کا شہوت سے بوسہ لینا۔

تثبت بالمس والتقبيل. (الفتاوىٰ الهندية: ٢٧٤/١،زكريا)

(۷) بلا کسی حائل کے پستان یا پوشیدہ اعضا کو چھونا۔

وعلى هٰذا ينبغي أن يكون مس الفرج كذٰلك بل أولٰى لأن تأثير المس فوق تأثير النظر. (شامي: ٨٧/٤، بيروت: ١٠٩/٤،زكريا)

(۸) شہوت کے ساتھ بدن کے کسی حصہ کو چھونا۔

وأصل ممسوسته بشهوة،إلخ. (الدر المختار: ٨٦/٤، بيروت، ١٠٨/٤،زكريا)

(۹) شہوت کے ساتھ ایک دوسرے کے پوشیدہ اعضا کو دیکھ لینا۔

لأن المس والنظر سببٌ داعٍ إلى الوطء فيقام مقامه في موضع الاحتياط. (شامي: ٨٦/٤ بيروت، ١٠٧/٤،زكريا)

وحرم أيضاً بالصهرية أصل مزنية: قال في البحر: أراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربع حرمة المرأة على أصل الزاني وفروعه نسباً ورضاعاً وحرمة أصولها وفروعها على الزاني نسباً ورضاعاً، كما في الوطء الحلال. (شامي: ١٠٧/٤،زكريا)

نوٹ: اگر مرد وعورت کے پوشیدہ اعضا فوٹو، یا آئینہ کے عکس میں دیکھے گئے تو اس سے حرمتِ مصاہرت ثابت نہ ہوگی۔

ولو نظر في مرآة ورأى فيها فرج امرأة فنظر عن شهوة لا تحرم عليه أمها وابنتها؛ لأنه لم ير فرجها وإنما رأى عكس فرجها. (الفتاوىٰ الهندية: ٢٧٤/١،زكريا، شامي: ١١٠/٤، زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۱۴۳۶/۱۰/۱۲ھ، الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ۔ (کتاب النوازل: ۲۸۳/۸-۲۸۵)

محرمات ابدیہ سے حرمت مصاہرت ثابت ہونے کا ثمرہ:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ جو عورتیں محرمات ابدیہ

میں سے ہیں، مثلاً خالہ، پھوپھی، ماں، بیٹی وغیرہ اگر ان میں سے کسی سے مس بالشہوت، یا تقبیل وغیرہ دھوکہ سے، یا جان بوجھ کر ہوجائے تو حرمت مصاہرت ثابت ہوجاتی ہے، معلوم یہ کرنا ہے کہ جب یہ عورتیں پہلے ہی سے محرمات ابدیہ میں سے ہیں تو اس حرمت مصاہرت کا ثمرہ اور فائدہ کیا ہے؟ (المستفتی: محمد عتیق سیتاپوری)

باسمه سبحانه وتعالىٰ، الجواب ــــــــــــــ وبالله التوفيق

جو عورتیں محرمات ابدیہ میں سے ہیں؛ مثلاً خالہ، پھوپھی، ماں، بیٹی، وغیرہ ان سے حرمت مصاہرت کا ثمرہ یہ ہے کہ اگر مثلاً کسی نے اپنی خالہ، یا پھوپھی کو شہوت کے ساتھ چھودیا یا بوسہ لے لیا، خواہ دھوکہ سے ہو، یا جان بوجھ کر، بہر دوصورت ان کی تمام فروعات یعنی لڑکی وغیرہ اس پر حرام ہوجائیں گی اور اس کے لیے ان لڑکیوں سے نکاح کرنا جائز نہ ہوگا اور حرمت مصاہرت کے ثبوت سے پہلے ان کی اولاد سے نکاح جائز تھا اور اسی طرح اگر ماں کے ساتھ کسی بیٹے نے اس خلاف فطرت عمل کا ارتکاب کیا تو اس کی ماں اپنے شوہر (اس کے باپ) پر ہمیشہ ہمیش کے لیے حرام ہوجاتی ہے اور اگر کسی حیا سے عاری باپ نے اپنی بیٹی کے ساتھ اس حیا سوز عمل کا ارتکاب کیا خواہ دھوکہ سے ہو، یا جان بوجھ کر تو بیٹی کی ماں اپنے شوہر (اس کے باپ) پر ہمیشہ ہمیش کے لیے حرام ہوجاتی ہے، جب کہ اس عمل سے قبل ایسا نہیں تھا۔

حرم أيضاً بالصهرية ... أصل ممسوسته بشهوة ... وفروعهن مطلقاً ... ولافرق بين عمد ونسيان، خطأ وإكراه. (شامي، زكريا: ١٠٧/٤-١١٢، كراچی: ٣٢/٣-٣٥)

في القبلة يفتىٰ بها أي بالحرمة. (شامي، زكريا: ١١٣/٤، كراچی: ٣٦/٣، الهندية: ٢٧٦/١ جديد زكريا: ٣٤١/١)

فلو أيقظ زوجته، أو أيقظته هي لجماعها، فمست يده بنتها المشتهاة، أو يدها ابنه حرمت الأم أبداً. (شامي، زكريا: ١١٢/٤، كراچی: ٣٥/٣) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۴؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۲ھ (فتویٰ نمبر: الف ۷۲۲۱/۳۵)

الجواب صحیح: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۱۴۲۲/۵/۱۰ھ۔ (فتاوی قاسمیہ: ۳۱۰/۱۳-۳۱۱)

حرمت مصاہرت کے ثبوت کی شرائط:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ حرمت مصاہرت کے ثابت ہونے کے لیے کن شرائط کا پایا جانا ضروری ہے؟ اور کن افراد کو شہوت سے چھونے سے یہ ثابت ہوجاتی ہے؟

الجواب ــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

حرمت مصاہرت عورت کے بدن کو بلا حائل کے (یا اتنا باریک کپڑا وغیرہ ہو کہ جسم کی حرارت محسوس ہو) شہوت کے ساتھ ہاتھ لگانے، بوسہ لینے، یا فرج داخل کو دیکھنے، یا زنا کا مرتکب ہوجانے سے ثابت ہوجاتی ہے۔

حرمت مصاہرت کے لیے دونوں جانب سے شہوت کا پایا جانا ضروری نہیں؛ بلکہ ایک جانب شہوت کا پایا جانا کافی ہے، پھر مرد میں شہوت کی حد یہ ہے کہ آلے میں انتشار پیدا ہو جائے اور اگر پہلے سے انتشار ہو تو اس میں شدت بڑھ جائے اور عورت میں شہوت کی حد یہ ہے کہ دل میں حرکت پیدا ہو جائے اور اگر پہلے سے حرکت ہو تو اس میں زیادتی ہو جائے تو یہ شہوت کہلائے گی؛ لیکن یاد رہے کہ حرمت مصاہرت کے ثبوت کے لیے فاعل کا اقرار، یا دو عادل گواہوں کی گواہی کا پایا جانا ضروری ہے، نیز اگر بیوی کسی شخص (مثلاً سسر وغیرہ) پر مس بالشہوۃ وغیرہ کا الزام لگائے تو شوہر کی تصدیق بھی ضروری ہے۔ حرمتِ مصاہرت کے ثبوت کی شرائط میں سے ایک یہ ہے کہ ممسوسہ لڑکی نو سال سے زیادہ عمر کی ہو ورنہ حرمت ثابت نہ ہوگی۔

لمافی الهندية (۲۷٤/۱): وتثبت حرمة المصاهرة بالنكاح الصحيح دون الفاسد كذا في محيط السرخسي ... وتثبت بالوطء حلالا كان أو عن شبهة أو زنا كذا في فتاوى قاضي خان فمن زنى بامرأة حرمت عليه أمها وإن علت وابنتها وإن سفلت وكذا تحرم المزني بها على آباء الزاني وأجداده وإن علوا وأبنائه وإن سفلوا، كذا في فتح القدير.

(ص:۲۷٥): وحد الشهوة في الرجل أن تنتشر آلته أو تزداد انتشارا إن كانت منتشرة كذا في التبيين، وهو الصحيح كذا في جواهر الأخلاطي، وبه يفتى كذا في الخلاصة.

وفي الشامية(۳٤٦/٦): (قوله: في الديانات) أي المحضة، درر، احتراز عما إذا تضمنت زوال ملك كما إذا أخبر عدل أن الزوجين ارتضعا من امرأة واحدة لا تثبت الحرمة لأنه يتضمن زوال ملك المتعة فيشترط العدد والعدالة جميعا إتقاني.

وفيه أيضاً(۳۳/۳): (قوله: وأصل ماسته) أي بشهوة قال في الفتح وثبوت الحرمة بلمسها مشروط بأن يصدقها ويقع في أكبر رأيه صدقها وعلى هذا ينبغي أن يقال في مسه إياها لا تحرم على أبيه وابنه إلا أن يصدقاه أو يغلب على ظنهما صدقه ثم رأيت عن أبي يوسف ما يفيد ذلك.

وفي الدر المختار(۳۷/۳): (وبنت) سنها (دون تسع ليست بمشتهاة) به يفتى.

وفي الرد تحته: (قوله: ليست بمشتهاة، به يفتى) كذا في البحر عن الخانية ثم قال: فأفاد أنه لا فرق بين أن تكون سمينة أو لا ولذا قال في المعراج بنت خمس لا تكون مشتهاة اتفاقا وبنت تسع فصاعدا مشتهاة اتفاقا وفيما بين الخمس والتسع اختلاف الرواية والمشايخ والأصح أنها لا تثبت الحرمة، اه. (نجم الفتاویٰ: ۲۲۷/۴)

حرمت مصاہرت میں "المرأة كالقاضي" کے قاعدہ کا اجراء:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر ایک شخص بیوی کو تین طلاقیں دے اور بیوی سن لے، پھر مرد انکار کر دے کہ میں نے تین طلاقیں نہیں دیں۔ اس صورت میں، میں نے سنا ہے کہ

بیوی کو قتل تک کردینے کا حق ہے؛ لیکن وطی پر قدرت نہ دے، کیا یہ صحیح ہے؟ نیز اگر سسر بہو کو شہوت سے ہاتھ لگائے، پھر شوہر تصدیق سے انکار کردے اور قاضی فسخ کا فیصلہ نہ کرے تو کیا حکم ہے؟ عورت تمکین دے سکتی ہے، اگر دے سکتی ہے تو یہاں عورت کے علم کو حجت کیوں نہیں بنایا جارہا اور شوہر کی تصدیق کو اتنی اہمیت کیوں دی جارہی ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

طلاق سے متعلق کتبِ فقہ میں تصریح ہے کہ اگر بیوی تین طلاق سن لے تو بعد از قضاء قاضی بھی عورت شوہر کو تمکین نہ دے؛ بلکہ خلع، یا طلاق کے ذریعے علاحدگی اختیار کرے، یا بھاگ کر جان بچائے، البتہ شوہر کو قدرت دینا جائز نہیں۔ نیز قتل کرنا بھی جائز نہیں، فقط عزت بچانے کے لیے بھاگنے وغیرہ کی تدبیر کرنا جائز ہے۔

جہاں تک تعلق ہے دوسری صورت کا؛ یعنی سسر اپنی بہو کو شہوت سے چھو لے اور پھر شوہر اور سسر عورت کی تصدیق نہ کریں؛ لیکن فی الواقع عورت کو اس بات کا یقین ہے تو ظاہر ہے قضاءً تو فیصلہ بیوی کے خلاف ہوگا، البتہ اس صورت میں تین طلاقوں کی طرح تمکین نہ دینے کا قول کیا جائے گا، یا نہیں؟ کتب فقہ میں اس سے متعلق تصریح نہ مل سکی، البتہ حیلہ ناجزہ میں ایک رسالہ ''المختارات فی مہمات التفریق والخیارات'' ہے، اس میں حضرت تھانوی سے اس مسئلے میں تمکین نہ دینے کا قول نقل ہے۔ عبارت یہ ہے:

مسئلہ دوم: اگر عورت کا دعویٰ صحیح تھا؛ مگر شہادت معتبر نہ ہوسکی اور خاوند نے حلف کرلیا، اس واسطے قاضی نے مقدمہ خارج کردیا؛ یعنی نہ تفریق کی اور نہ زوجیت میں رہنے کا حکم دیا تو اس عورت کے لیے جائز نہیں کہ اپنے اختیار سے شوہر کو اپنے نفس پر قدرت دے؛ بلکہ خلع وغیرہ کے ذریعے اپنے آپ کو اوس سے علاحدہ کرلے اور اگر تدبیر کارگر نہ ہو تو جب تک اپنا بس چلے، اس شوہر کو پاس نہ آنے دے۔ (**كما صرح به في الدرالمختار وغيره فيمن سمعت من زوجها الطلاق الثلاث ولا بينة لها**)

اگر قاضی نے عورت کا دعویٰ رد کرنے کے ساتھ یہ حکم بھی کردیا کہ بدستور اس شوہر کی زوجیت میں رہے تو اس صورت میں عورت کو تمکین جائز ہے، یا نہیں؟ اس کے متعلق نہ تو کوئی جزئیہ ملا اور نہ قواعد سے احقر کی فہم ناقص میں آیا اور خود غور و تلاش کے بعد جب مولانا محمد شفیع صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند سے مکالمت پر بھی مسئلہ حل نہ ہوا تو حضرت حکیم الامت دامت برکاتہم سے مراجعت کی، حضرت نے ارشاد فرمایا: قواعد سے صاف واضح ہے کہ اس صورت میں بھی عورت کو تمکین جائز نہیں۔۔۔ یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ مجھے اس میں شرح صدر ہے، کچھ تردد نہیں اور مفتی صاحب موصوف نے بھی اس میں موافقت فرمائی۔ (حیلہ ناجزہ، ص:۹۱)

حضرت کے ارشاد کی روشنی میں سسر کے بہو کو شہوت سے چھونے کے مسئلے میں بھی عورت کو اگر یقین ہو، اور عدالت ساتھ رہنے کا فیصلہ کردے تو عورت کو تمکین دینا جائز نہ ہوگا۔

لـمافي الطحطاوی علی الدر (۱۱۳/۲):واعـلـم ان المرأة كالقاضي لايحل لها أن تمكنه اذا سـمـعت أو شهد عندها به عدل لكن تعتبر نيته بينه وبين اللّٰه تعالىٰ،درر، فتدفعه عن نفسها بغير الـقتـل عـلـى الـمـختـار لـلـفتـوی وعـلـى القول بالقتل فتقتله بالدواء ... والمراد بكون المرأة كـالـقـاضي ان ذلک في عدم التصديق لا مطلقا لأن خبر الواحد يعتبر عند المرأة ولا يعتبر عند القاضي لأن شأن القاضي التفريق وشأن المرأة عدم التمكين احتياطا، بحر. (نجم الفتاویٰ:۲۲۹/۴،۲۳۰)

حرمت مصاہرت کس عضو کو دیکھنے سے ہوتی ہے:

سوال: کون سے عضو پر شہوت سے نظر کرنے سے حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے؟

الجواب

قال في الدرالمختار: ولاالمنظور إلىٰ فرجها الداخل. (۱)

اس سے معلوم ہوا کہ سوائے فروج کے دیگر اعضا کو بنظر شہوت دیکھنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳۵۶/۷)

نکاح اور زنا سے ثابت حرمت مصاہرت میں فرق:

سوال: مجھے حرمت مصاہرت سے متعلق ایک مسئلہ دریافت کرنا ہے، ایک صاحب نے کسی مفتی صاحب سے یہ مسئلہ معلوم کیا تھا کہ نکاح کے بعد اگر ہمبستری ہوجائے تو ربیبہ (اس عورت کی پہلے کسی شوہر سے بیٹی) سے نکاح حرام ہوجاتا ہے اور اس شخص کی آئندہ پیدا ہونے والی اولاد سے بھی نکاح حرام ہے، البتہ اگر شوہر کا بھی پہلے کسی بیوی سے بیٹا ہو تو اس ربیبہ سے اس مرد کی پہلی بیوی سے موجود بیٹے کا نکاح جائز ہے۔ اسی طرح ممسوسۃ (جسے شہوت سے چھوا ہو اس) عورت سے حرمت مصاہرت کا ثبوت ہوجاتا ہے، اس کے بعد اس عورت کی زنا وغیرہ سے پیدا شدہ لڑکی سے اس مرد کے پہلے سے موجود بیٹے کا نکاح جائز نہیں۔ مفتی صاحب کیا یہ بات درست ہے؟ مفتی صاحب کیا یہاں پر نکاح سے پیدا شدہ بچوں کے احکام جاری ہوں گے؟

الجواب ــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

واضح رہے کہ مس بالشہوۃ بھی دخول کے حکم میں ہوتا ہے اور دخول چاہے حرام (یعنی زنا کی وجہ سے) ہو، اس صورت میں بھی حرمت مصاہرت ثابت ہوجاتی ہے؛ یعنی فاعل (مرد) پر مفعول (عورت) کے اصول وفروع اور مفعول (عورت) پر فاعل (مرد) کے اصول وفروع حرام ہوجاتے ہیں۔ نیز نکاحِ صحیح سے بھی حرمتِ مصاہرت ثابت ہوجاتی ہے۔ نفسِ عقد نکاح سے بھی مرد کے اصول وفروع عورت پر اور عورت کے اصول وفروع مرد پر حرام ہوجاتے

(۱) الدرالمختار علىٰ هامش ردالمحتار، باب المحرمات: ۳۸۶/۲، ظفير

ہیں، البتہ نکاح اور غیر نکاح (زنا، مس بالشہوۃ) سے حرمت مصاہرت کے ثبوت میں اتنا فرق ہے کہ نکاح کے بعد پیدا شدہ اولاد کا نکاح سے پہلے موجود اولاد سے نکاح حرام ہوتا ہے مثلاً ایک مرد کا بیٹا ہو، اور وہ دوسری شادی کرے اور اس عورت سے اس مرد کی بیٹی ہو جائے تو اس لڑکے کا اس لڑکی سے نکاح جائز نہیں؛ کیوں کہ یہ دونوں باپ شریک بہن بھائی ہیں، البتہ اگر عورت کی نکاح سے پہلے کسی اور شوہر سے لڑکی ہو تو اس سے اس لڑکے کا نکاح جائز ہوگا، گویا نکاح سے ثبوت مصاہرت میں نکاح سے قبل عورت کی اولاد اور بعد پیدا شدہ اولاد کا اس شخص کی پہلے سے موجود اولاد سے نکاح میں فرق ہے، جب کہ زنا، یا مس بالشہوۃ سے ثبوت مصاہرت میں ایسا نہیں؛ یعنی نکاح صحیح میں فروع کے درمیان مصاہرت ثابت ہوتی ہے، جب کہ زنا، یا مس بالشہوۃ میں ایسا نہیں ہوتا؛ بلکہ مصاہرت تو حقیقتاً ایک نعمت ہے، قیاساً تو زنا وغیرہ سے اس کا اثبات ہی نہیں ہونا چاہیے؛ لیکن ضرورتاً چوں کہ اس عورت سے جزئیت بعضیت کا رشتہ قائم ہو چکا ہے، لہٰذا مرد پر تو اس عورت کے اصول وفروع سے نکاح حرام قرار دیا گیا، البتہ ان کے فروع کا ہر حال میں آپس میں نکاح جائز ہے، اس میں زنا سے قبل یا بعد پیدا شدہ اولاد میں کسی قسم کا فرق نہیں، مرد کا زنا سے قبل کوئی بیٹا ہو تو زنا سے، یا زنا کے بعد پیدا شدہ لڑکی سے اس کا نکاح جائز ہے۔ ان فروع کی آپس میں کوئی مصاہرت نہیں، لہٰذا ان صاحب کی بات درست نہیں نکاح اور غیر نکاح میں ثبوت مصاہرت فروع کے درمیان ثابت ہونے کے اعتبار سے فرق ہے، غیر نکاح (زنا یا مس بالشہوۃ) سے فاعل اور مفعول کی فروع کی آپس میں قبل، یا بعد از زنا کوئی مصاہرت ثابت نہیں ہوتی۔

لمافي إعلاء السنن (۱۱/۳۳): واتفق اصحابنا والثوری ومالک والاوزاعی والليث والشافعی أن المس بالشهوة بمنزلة الجماع فی تحريم ام المرأة وبنتها، فكل من حرم بالوطء الحرام اوجبه بالمس إذا كان بشهوة ومن لم يوجبه بالوطء الحرام لم يوجبه بالمس بشهوة.

وفي مجمع الانهر (۱/۴۸۱): (والزنايوجب حرمة المصاهرة) حتى لو زنى بامرأة حرمت عليه أصولها وفروعها وحرمت المزنية على أصوله وفروعه ولا تحرم أصولها وفروعها على ابن الواطء وأبيه، كما في المحيط للسرخسي.

وفي ردالمحتار (۳/۳۲): (قوله: وحرم أيضا بالصهرية أصل مزيته) قال في البحر أراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربع حرمة المرأة على أصول الزانی وفروعه نسبا ورضاعا وحرمة أصولها وفروعها على الزانی نسبا ورضاعا كما في الوطء الحلال ويحل لأصول الزانی وفروعه أصول المزنی بها وفروعها، اه. (نجم الفتاویٰ: ۴/۲۳۷، ۲۳۸)

شک کی بنا پر حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ زید اپنی کسی محرم عورت ''مثلاً خالہ وغیرہ'' کے ساتھ سفر پر جا رہا تھا، دونوں ایک سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے اور عورت برقعہ پہنی ہوئی تھی۔ اس وقت زید کو

شہوت آئی اور اس کا بدن مثلاً باز وعورت کے بدن کی ساتھ لگ گیا کپڑوں اور برقعہ کے ہوتے ہوئے؛ لیکن اس کو یہ معلوم نہیں کہ اس وقت حرارت محسوس ہوئی، یا نہیں؟ اور اسی طرح ایک وقت حرارت محسوس ہوئی ہے؛ لیکن یہ معلوم نہیں کہ اس وقت شہوت تھی، یا نہیں؟ تو اس شک کی صورت میں حرمت مصاہرت ثابت ہوگی، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

صورت مسئولہ کو سمجھنے سے قبل یہ سمجھئے کہ زید جس عورت کے ساتھ ایک سیٹ پر سفر کررہا تھا، زید کا باز واس عورت کے بدن کے ساتھ لگ گیا اور درمیان میں حائل؛ یعنی کپڑا بھی موجود تھا تو اس کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر کپڑا اتنا موٹا ہو کہ حرارت محسوس نہ ہو تو محض باز و کے لگنے سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوگی اور اگر کپڑا اتنا باریک ہو کہ باز و کے لگنے سے حرارت محسوس ہوتی ہو تو اس صورت میں حرمت مصاہرت ثابت ہوگی اور اگر کوئی حائل نہ ہو تو بھی محض باز و لگنے سے حرمت ثابت نہیں ہوگی، جب تک اس کے ساتھ شہوت نہ ہو۔ اب اس کے بعد صورت مسئولہ کو سمجھئے کہ صورت مذکورہ میں زید کا باز وعورت کے بدن کے ساتھ لگ تو گیا؛ لیکن جس وقت حرارت محسوس ہوئی، اس وقت یہ معلوم نہیں کہ شہوت تھی، یا نہیں اور جس وقت شہوت تھی، اس وقت (چوں کہ درمیان میں کپڑا موجود تھا اس لیے) حرارت کا ہونا اور نہ ہونا معلوم نہیں؛ یعنی دونوں میں شک ہوگیا اور فقہاء کرام کی تصریح کے مطابق شک کے ذریعہ کوئی حکم ثابت نہیں ہوتا، لہٰذا شک کی صورت میں حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوگی۔

لما في الاشباه والنظائر (ص:٥٦): القاعدة الثالثة: اليقين لا يزول بالشك: ودليلها ما رواه مسلم عن أبي هريرة رضي الله عنه مرفوعا "إذا وجد أحدكم في بطنه شيئا فأشكل عليه أخرج منه شيء أم لا فلا يخرجن من المسجد حتى يسمع صوتا، أو يجد ريحا".

وفيه أيضاً (ص:٦٨): وفي الخانية: صغير وصغيرة بينهما شبهة الرضاع ولا يعلم ذلك حقيقة قالوا: لا بأس بالنكاح بينهما.

وفي الدرالمختار (٣٢/٣): (و) أصل (ممسوسته بشهوة) ولو لشعر على الرأس بحائل لا يمنع الحرارة.

وفي الردتحته: (قوله: بشهوة) أي ولو من أحدهما كما سيأتي... قوله (بحائل لا يمنع الحرارة) أي ولو بحائل الخ فلو كان مانعا لا تثبت الحرمة كذا في أكثر الكتب... قوله (وأصل ماسته) أي بشهوة قال في الفتح وثبوت الحرمة بلمسها مشروط بأن يصدقها ويقع في أكبر رأيه صدقها وعلى هذا ينبغي أن يقال في مسه إياها لا تحرم على أبيه وابنه إلا أن يصدقاه أو يغلب على ظنهما صدقه ثم رأيت عن أبي يوسف ما يفيد ذلك، اه. (نجم الفتاویٰ: ۲۳۸/۴)

وسوسہ والا شخص کیا کرے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک شخص وساوس کا مریض ہے، اکثر

وبیشتر وسوسے آتے ہیں، اس کو شک ہے کہ میں نے اپنی ساس کو شہوت کے ساتھ ہاتھ لگایا ہے، ۶۰ ؍فیصد گمان یہ ہے کہ ہاتھ نہیں لگایا ہے؛ لیکن ۴۰ ؍فیصد گمان یہ ہے کہ شہوت کے ساتھ ہاتھ لگایا ہے تو آیا اس کی بیوی اس پر حرام ہوگی، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

حرمت مصاہرت کے ثبوت کے لیے شہوت کے ساتھ چھونا شرط ہے۔ شریعت مطہرہ میں وساوس اور توہمات کا کوئی اعتبار نہیں؛ بلکہ کم از کم غلبہ ظن کا ہونا ضروری ہے، لہٰذا صورت مسئولہ میں اس توہم اور وسوسہ کی بنا پر حرمت مصاہرت ثابت نہ ہوگی، جب تک غلبہ ظن نہ ہو؛ تاہم یہ ایک انتہائی نازک معاملہ ہے؛ اس لیے ہاتھ لگانے اور پاؤں وغیرہ دبانے سے مکمل اجتناب کرنا چاہیے؛ تاکہ ان وساوس وتوہمات تک نوبت ہی نہ آئے۔

لمافي المصنف لعبدالرزاق باب "وربائبكم" (۲۷۸/۶): عن ابراهيم قال: إذا قبل الرجل المرأة من شهوة أو مس أو نظر إلى فرجها لا تحل لأبيه ولا لابنه.

وفي الشامية (كتاب النكاح،فصل في المحرمات: ۳۳/۳):(قوله:وحدها فيهما) أي حد الشهوة في المس والنظر ح (قوله:أو زيادته) أي زيادة التحرك إن كان موجودا قبلهما (قوله:به يفتى) وقيل حدها أن يشتهي بقلبه إن لم يكن مشتهيا أو يزداد إن كان مشتهيا ولا يشترط تحرك الآلة وصححه في المحيط والتحفة وفي غاية البيان وعليه الاعتماد والمذهب الأول بحر،قال في الفتح: وفرع عليه ما لو انتشر وطلب امرأة فأولج بين فخذي بنتها خطأ لا تحرم أمها ما لم يزدد الانتشار (قوله:وفي امرأة ونحو شيخ،إلخ) قال في الفتح: ثم هذا الحد في حق الشاب أما الشيخ والعنين فحدهما تحرك قلبه أو زيادته إن كان متحركا لا مجرد ميلان النفس فإنه يوجد فيمن لا شهوة له أصلا كالشيخ الفاني.

وفيه أيضاً (۳۲/۳):(قوله:وأصل ماسته) أي بشهوة، قال في الفتح: وثبوت الحرمة بلمسها مشروط بأن يصدقها ويقع في أكبر رأيه صدقها وعلى هذا ينبغي أن يقال في مسه إياها لا تحرم على أبيه وابنه إلا أن يصدقاه أو يغلب على ظنهما صدقه ثم رأيت عن أبي يوسف ما يفيد ذلك، آه.

(نجم الفتاویٰ: ۲۳۸/۴، ۲۳۹)

حرمت مصاہرت میں مذہب غیر پر فتویٰ دینا جائز نہیں:

سوال: ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کرلیا اور بچے بھی پیدا ہوگئے، پھر بعد میں مذکورہ شخص (زوج) نے اس کی (زوجہ کی) ماں کو شہوت کی ساتھ ہاتھ لگایا، لہٰذا اس سے حرمت مصاہرت ثابت ہوگی اور نکاح ٹوٹ جائے گا، یا نہیں؟ نکاح ٹوٹنے کی صورت میں ضرر خاص سے بچنے کے لیے مذہب غیر پر فتویٰ لے کر عمل کرنا جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

حرمت مصاہرت اس وقت ثابت ہوگی، جب کہ شہوت کے ساتھ ساتھ بدن کی حرارت بھی محسوس ہو جائے اور حرارت

محسوس ہونے کے لیے ضروری ہے کہ درمیان میں کوئی حائل (کپڑا وغیرہ) نہ ہو یا ہو؛ لیکن اتنا باریک ہو کہ وہ حرارت کے محسوس ہونے سے مانع نہ ہو تو اس صورت میں اگر داماد نے ساس کو مس کیا تو حرمت مصاہرت ثابت ہو کر نکاح ٹوٹ جائے گا، لہٰذا اب میاں بیوی کے درمیان تفریق لازمی ہے، فقہ حنفی میں مسئلہ کا صرف یہی جواب ہے، جب کہ اس ضرر سے بچنے کے لیے مذہب غیر پر فتویٰ دینا اور عمل کرنا خواہشات نفسانی کی پیروی ہے جو کہ ناجائز اور حرام ہے۔

لما في إعلاء السنن (۱۱/۴۰): عن أبي هاني مرفوعاً: ’’من نظر إلى فرج امرأة لم تحل له أمها ولا بنتها‘‘.

وعن الحسن البصري عن عمران بن حصين قال فيمن فجر بأم امرأة: ’’حرمتا عليه‘‘، رواه عبدالرزاق ولا بأس باسناده (ص:۴۴): وقد ثبت بمرسل أبي هاني كون النظر إلى الفرج في ايجاب التحريم مثل اللمس وهو قول ابن مسعود ومسروق وابن عمر، كما تقدم.

وفي شرح عقود رسم المفتي (ص:۳): وكلام القرافي دال على أن المجتهد والمقلد لايحل لهما الحكم والإفتاء بغير الراجح لأنه اتباع للهوى وهو حرام إجماعاً.

وفي الشامية (۳/۳۲): (قوله: بحائل لا يمنع الحرارة) أي ولو بحائل، الخ، فلو كان مانعا لا تثبت الحرمة، كذا في أكثر الكتب، وكذا لو جامعها بخرقة على ذكره فما في الذخيرة من أن الإمام ظهير الدين يفتي بالحرمة في القبلة على الفم والذقن والخد والرأس وإن كان على المقنعة محمول على ما إذا كانت رقيقة تصل الحرارة معها، بحر. (نجم الفتاویٰ: ۴/۲۳۹)

حرمت مصاہرت کی حدیث میں راوی ابوہانی، یا ام ہانی کی تحقیق:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ علامہ ظفر احمد عثمانی کی کتاب ’’اعلاء السنن‘‘ میں حضرت ام ھانی سے مرفوعاً یہ نقل ہے:

’’من نظر إلى فرج امرأة لم تحل له أمها ولابنتها‘‘. (۱۱/۴۰)

اور یہ ابن ابی شیبہ کے حوالے سے نقل ہے؛ لیکن اگر ابن ابی شیبہ کے اصل نسخے میں دیکھا جائے تو وہاں ابوہانی سے منقول ہے، کیا یہ الگ روایتیں ہیں، یا کیا مسئلہ ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

اعلاء السنن میں یہ روایت ابن ابی شیبہ سے نہیں لی گئی؛ بلکہ فتح الباری سے لی گئی ہے اور ’’فتح الباری‘‘ میں اس روایت کو ام ہانی کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے، ’’فتح الباری‘‘ میں ام ہانی کے حوالے سے نقل کرنے میں تصحیف ہوئی ہے؛ کیوں کہ فتح الباری میں بھی مصنف ابن ابی شیبہ ہی کا حوالہ دیا گیا ہے، حالاں کہ مصنف ابن ابی شیبہ میں یہی روایت ابوھانی کے حوالے سے مذکور ہے، نہ کہ ام ہانی اور اعلاء السنن کے حاشیہ میں خود حضرت ظفر احمد عثمانی علیہ الرحمہ

نے ذکر کیا ہے،(۱) اورعلامہ خود اعلاء السنن میں آگے ذکر کرتے ہیں کہ ان کا نام حمید بن ھانی ابوھانی الخولانی ہے، نام حمید بن ھانی اور کنیت ابوھانی ہے، جو کہ تابعین میں سے ہیں، ثقہ ہیں اور ابن وھب کے بڑے شیوخ میں سے ہیں، لہٰذا یہ ایک ہی روایت ہے، جو کہ حمید بن ھانی ابوھانی الخولانی سے مروی ہے، جو کہ تابعین میں سے ہیں اور ام ھانی سے نقل کرنا بعض رواۃ سے تصحیف ہے اور اس تصحیف کا ذکر حضرت نے خود حاشیہ میں کیا ہے۔

لما في المصنف لابن ابی شیبة (کتاب النکاح: ۹۹/۹): حدثنا جریر بن عبدالحمید عن حجاج عن أبی هانی قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من نظر إلى فرج امرأة لم تحل له أمها و لا ابنتها.

وفي اعلاء السنن (باب من زنى بامرأة حرمت عليه امهاوبنتها: ۳۰/۱۱): عن أم هانى مرفوعاً من نظر إلى فرج امرأة لم تحل له امها ولا بنتها، رواه ابن ابى شيبة واسناده مجهول،قاله البيهقى.(فتح البارى: ۱۳۵/۹) قوله عن أم هانى،الخ قال المؤلف دلالته على الباب صريحة وهو وإن كان ضعيفا لكن يكفى للاعتضاد فإن الحديث الثانى والثالث يثبتان المقصود وإنما قدمته عليهما لكونه صريحا.

وفى حاشيته:فيه تصحيف عندى فإن ابن ابى شيبة إنما رواه عن ابن هانىء الخولانى كما سيأتى فلعل بعض المجاهيل من الرواة صحفه بأم هانى فافهم. (نجم الفتاویٰ:۲۳۹/۴-۲۴۰)

بیٹے کو شہوت سے چھونے کے باوجود حرمت ثابت نہ ہونے کی وجہ:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی اپنی بالغہ بیٹی کو شہوت سے ہاتھ لگائے تو ہم نے سنا ہے کہ اس کی بیوی اس پر حرام ہو جاتی ہے، اب پوچھنا یہ ہے کہ اگر اپنے بالغ بیٹے کو شہوت سے ہاتھ لگائے تو کیا اس سے بھی اس کی بیوی اس پر حرام ہو جائے گی؟ اگر نہیں تو دونوں میں کیا فرق ہے؟

الجواب ــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

باپ اپنی نو سال، یا اس سے زائد عمر کی بیٹی کو شہوت سے ہاتھ لگائے، یا بوسہ لے تو حرمت مصاہرت کی وجہ سے بیوی اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو جائے گی؛ لیکن اگر اپنے بالغ بیٹے کو شہوت سے ہاتھ لگائے، یا بوسہ لے تو حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی۔ دونوں میں فرق کی وجہ یہ ہے کہ حرمت مصاہرت کے ثبوت کی اصل وجہ اور سبب ایسے محل میں مجامعت کرنا ہے، جس کو شریعت مطہرہ نے اس کے لیے متعین فرمایا ہے اور نسل انسانی کی افزائش کا ذریعہ بنایا ہے اور پھر اس کی طرف پہنچانے والے ذرائع اور اسباب کو بھی اس کے قائم مقام بنا دیا کہ جس طرح اصل سبب سے حرمت ثابت ہوگی، اسی طرح اس کے اسباب وذرائع سے بھی حرمت ثابت ہوگی، لہٰذا جہاں پر اصل وجہ (محل خاص میں جماع) کے

---

(۱) فيه تصحيف عندى فإن ابن أبى شيبة إنما رواه عن ابن هانى الخولانى كما سيأتى، فلعل بعض المجاهيل من الرواة صحفه بأم هانى فافهم

وجود کا امکان ہوتو وہاں اسباب جماع سے بھی حرمت ثابت ہوجائے گی اور جہاں پر اصل وجہ کا وجود ہی ممکن نہیں تو اسباب تو بدرجہ اولیٰ نہ ہوں گے، چوں کہ بیٹی میں اصل وجہ؛ یعنی محل خاص میں جماع کے وقوع کا امکان موجود ہے، لہٰذا وہاں اسباب جماع سے حرمت ثابت ہوجاتی ہے، بخلاف بیٹے کے کہ اس میں اصل وجہ حرمت ہی ناپید ہے۔

لما في الشامية (۳۵،۳٤/۳):في الولوالجية: أتى رجل رجلا له أن يتزوج ابنته لأن هذا الفعل لو كان في الإناث لا يوجب حرمة المصاهرة، ففي الذكر أولى (قوله:لعدم تيقن كونه في الفرج) علة لعدم إيجاب وطء المفضاة المصاهرة فقط وأما العلة في عدم إيجاب وطء الدبر المصاهرة فالتيقن بعدم كون الوطء في الفرج الذى هو محل الحرث وإنما تركها لانفهامها بالأولى، قال في البحر وأورد عليهما أى على المسألتين أن الوطء فيهما وإن لم يكن سببا للحرمة فالمس بشهوة سبب لها بل الموجود فيهما أقوى وأجيب بأن العلة هي الوطء السبب للولد وثبوت الحرمة بالمس ليس إلا لكونه سببا لهذا الوطء ولم يتحقق في الصورتين اه وبه علم أنه لا فرق في المسألتين بين الإنزال وعدمه ح. (نجم الفتاویٰ:۲۴۱/۴)

کیا نامحرم سے ناجائز تعلقات کی وجہ سے بیوی حرام ہوجاتی ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید کی شادی زبیدہ سے ہوئی، دونوں میں ہنسی وخوشی زندگی گزر رہی ہے، زید کے تین چار بچے ہیں، زید پر شیطان سوار ہوا اور اس نے باوجود بیوی بچوں کے ہوتے ہوئے کسی نامحرم عورت سے ناجائز تعلقات پیدا کرلیے اور وہ عورت تین چار شوہروں کو چھوڑ کر زید کے ساتھ آگئی، ان شوہروں میں سے کسی نے طلاق نہیں دی؛ بلکہ وہ چاہتے ہیں کہ پھر ہمارے پاس آجائے، ایسی صورت میں زبیدہ زید کے نکاح میں ہے، یا نکاح سے نکل گئی؟　　(المستفتی: محی الدین احمد، سہسپور، بجنور)

باسمه سبحانه وتعالیٰ، الجواب ———— وبالله التوفيق

زید کا غیرمحرم عورت سے ناجائز تعلق حرام ہے، مجامعت زنا سے غضب الٰہی کا سخت خطرہ ہے، وہ عورت اس شخص کی بیوی ہے، جس کے ساتھ پہلے نکاح شرعی ہوا ہے اور جب اس نے نہ طلاق دی اور نہ شرعی تفریق ہوئی تو بعد کے تمام نکاح باطل، یا فاسد ہیں۔

وأما نكاح منكوحة الغير ومعتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة إن علم أنها للغير لأنه لم يقل أحد بجوازه، فلم ينعقد أصلاً. (الدرالمختار، باب العدة، مطلب في النكاح الفاسد والباطل، كراچی: ۵۱٦/۳، زكريا: ۱۹۷/۵،البحرالرائق، زكريا: ۲٤۲/٤، كوئٹه: ۱٤٤/٤)

لو تزوج بامرأة الغير عالماً بذلک ودخل بها لا تجب العدة عليها حتى لا تحرم على الزوج وطؤها وبه يفتى لأنه زنىٰ والمزني بها لاتحرم على زوجها. (شامی، كراچی:۵۰/۳، زكريا:۱٤٤/٤)

زید کی بیوی زبیدہ کا نکاح زید کے ساتھ شرعاً قائم ہے،اس میں کوئی خرابی نہیں آئی۔(مستفاد: فتاوی دارالعلوم:۷/۴۵۸)
فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ:شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ،۲۶/ربیع الاول ۱۴۰۸ھ(فتویٰ نمبر:الف ۲۳/۵۹۴)(فتاوی قاسمیہ:۱۳/۳۸۴،۳۸۵)

کسی کی عزت ووجاہت کی وجہ سے حرمت ساقط نہیں ہوتی:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کی پہلی بیٹی کا(جس کی عمر تقریباً گیارہ سال ہے)شہوت سے بوسہ لیا۔کیا اس سے حرمت ثابت ہوگئی،جب کہ یہ بڑا نیک آدمی ہے،لوگ اس کا بڑا خیال رکھتے ہیں اور جہاں بھی دوفریقوں میں کوئی لڑائی وغیرہ ہوجاتی ہے تو اس آدمی کے آجانے سے دونوں میں صلح ہوجاتی ہے اور فتنہ مزید بڑھنے سے رُک جاتا ہے اور اگر یہ درمیان میں نہ آئے تو قتل وقتال کا قوی اندیشہ ہوتا ہے؛ بلکہ بسا اوقات ہوا بھی ہے۔

اب اگر اس صورت میں اس حرمت والی بات کا چرچا ہوگیا تو آئندہ اس پر کوئی اعتماد نہیں کرے گا اور پھر وہی قتل وقتال شروع ہوجائے گا،جب کہ یہ آدمی بھی اپنے اس فعل پر سخت نادم ہے،اب کیا کیا جائے؟ اور کیا ایسے حالات میں مذہب غیر پر عمل کیا جاسکتا ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

حنفیہ کے نزدیک بیوی اور اس کی بیٹی اس شخص پر حرام ہوگئیں؛اس لیے فرقت لازمی ہے،کسی چیز کی حلت وحرمت کسی شخص کی عزت ووجاہت کی وجہ سے تبدیل نہیں ہوتی۔اس میں مذہب غیر پر عمل کرنے کی گنجائش کے بارے میں فقہائے مذہب سے کوئی صراحت منقول نہیں۔

لمافي الشامية(۳/۳۰،۵):قوله (قبل أم امرأته الخ) قال في الذخيرة وإذا قبلها أو لمسها أو نظر إلى فرجها،ثم قال:لم يكن عن شهوة ذكر الصدر الشهيد أنه في القبلة يفتى بالحرمة ما لم يتبين أنه بلا شهوة وفي المس والنظر لا إلا إن تبين أنه بشهوة لأن الأصل في التقبيل الشهوة.

وفيه أيضا (ص:٣٦):(قوله:حرمت عليه امرأته،الخ)أي يفتى بالحرمة إذا سئل عنها ولا يصدق إذا ادعى عدم الشهوة إلا إذا ظهر عدمها بقرينة الحال. (نجم الفتاویٰ:۴/۲۳۳)

اپنی دختر کو صرف ہاتھ لگ جانے سے،حرمت مصاہرت کی تحقیق:

سوال: لکھا ہے کہ اگر مرد حالت شہوت میں ہو اور لڑکی کے ہاتھ لگ جاوے تو بیوی ہمیشہ کو حرام ہوجاوے۔اس کا کیا مطلب ہے؟ آیا نعوذ باللہ مرد دانستہ قصداً لڑکی کو ہاتھ لگادے،تب بیوی حرام ہوتی ہے،یا کہ ارادہ بیوی کا کرتا ہے اور لڑکی پاس پڑی ہے اور اندھیرے میں لڑکی کے بلا ارادہ ہاتھ لگ جاوے،یا یوں سمجھ کر کہ یہ بیوی ہے،اندھیرے میں ارادہ

سے ہاتھ لگادے اور جب معلوم کرے کہ لڑکی ہے، ہاتھ اٹھالیوے، تب بھی بیوی حرام ہوتی ہے؟ مفصل تحریر فرمائیں۔

الجواب

اگر لڑکی مشتہاۃ ہے اور ہاتھ لگ گیا قصداً، یا سہواً، یا خطاً اور ہاتھ لگنے سے شہوت پیدا ہوئی، یا غلبہ شہوت کا ہوجاوے تو حنفیہ کے نزدیک والدہ اس کی ہمیشہ کو حرام ہوجاتی ہے۔(۱)

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (بدست خاص، شوال ۱۳۲۴ھ) (باقیاتِ فتاویٰ رشیدیہ، ص:۲۸۸)

غلطی سے دختر پر جا پڑا، کیا حکم ہے:

سوال: میں نابینا ہوں، ایک شب بخیال صحبت زوجہ بیدار ہوا، زوجہ ہمراہ دختر ۱۲؍سالہ میری ہمبستر تھی، بہ غلطی سراویل دختر خود کھولی اور اندام نہانی اپنا بشہوۃ اس کی اندام نہانی پر رکھا، بعدہ خبر ہوگئی کہ یہ زوجہ نہیں ہے، جلدی قبل از دخول ذکر جدا ہوا، زوجہ کو بیدار کیا، شہوۃ سابقہ قدرے موجود تھی صحبت کی انزال ہوا، اس صورت میں حرمت مصاہرت ثابت ہوگی، یا نہیں؟ اگر ثابت ہے تو امام شافعیؒ کے مذہب پر فتویٰ دے سکتے ہیں اور عمل کر سکتے ہیں، یا نہ؟

الجواب

درمختار میں ہے:

وفي الخانية: أن النظر إلٰى فرج إبنته بشهوة يوجب حرمة امرأته وكذا لو فزعت فدخلت فراش أبيها عريانة فانتشر لها أبوها تحرم عليه أمها، إلخ.(۲)

اور انزال کی روایت میں قید مع المس والنظر ہے، چناں چہ درمختار میں ہے:

فلو أنزل مع مس أو نظر فلا حرمة.(۳)

ان روایات سے ثابت ہے کہ صورت واقعہ میں حرمت ثابت ہے اور حنفی کو اس بارے میں امام شافعیؒ کے مذہب پر عمل کرنے کی کوئی روایت اور فتویٰ منقول نہیں ہے۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم دیو بند: ۳۷۴/۷-۳۷۵)

---

(۱) یعنی ہاتھ لگتے وقت شہوت یا غلبہ شہوت ہو؛ اس لیے کہ مس کے بعد شہوت کا پایا جانا، حرمت مصاہرت کو ثابت نہیں کرتا۔
ففي الدر المختار: والعبرة للشهوة عند المس والنظر لا بعدهما. الدر المختار (۱۸۸/۱) [عکس مجتبائی ۱۳۲۲ھ [نور]
وقال العلامة الشامي: قال في الفتح وقوله بشهوة في موضع الحال فيفيد اشتراط الشهوة حال المس، فلو مس بغير شهوة، ثم اشتهى عن ذالك المس لا تحرم عليه. ردالمحتار (۲۸۰/۲) مجتبائی دہلی (۱۲۸۸ھ) كتاب النكاح، فصل في المحرمات، ص:۳۰۴ جلد:۲ [مکتبہ ماجدیہ، کوئٹہ پاکستان ۱۳۹۹ھ] نیز ردالمحتار، كتاب النكاح ج:۳/ص:۳۳ باب مذکور [دار الفکر بیروت: ۱۳۸۶ھ] [نور]

(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار، فصل في المحرمات: ۳۸۹/۲، ظفير

(۳) الدر المختار علٰى هامش رد المحتار، فصل في المحرمات: ۳۸۶/۲، ظفير

غلطی سے بیٹی کو بیوی سمجھ کر ہاتھ لگانے سے بیوی حرام کیوں ہو جاتی ہے:

سوال: ایک مسئلہ ہے مرد رات کو اپنی بیوی کو جگانے کے لیے اٹھا؛ مگر غلطی سے لڑکی پر ہاتھ پڑ گیا، ساس پر پڑ گیا اور بیوی سمجھ کر جوانی کو خواہش کے ساتھ اس کو ہاتھ لگایا تو وہ مرد اپنی بیوی پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو گیا، لازم ہے کہ یہ مرد اب اس عورت کو طلاق دے دے، اس میں غلطی کی کوئی رعایت نہیں، جب منشائے دلی اس کا ایک فعل کا نہیں تھا تو ایسی سخت سزا کیوں دی جاتی ہے؟ پھر یہ کہ ''کرے کوئی بھرے کوئی''، ''نزلہ برعضوِ ضعیف ریزد'' کا مضمون ہے۔ والسلام

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

اگر کوئی ہرن کے بندوق مارے اور کسی آدمی کے غلطی سے لگ جائے تو اس غلطی سے بالکل تو اس کی معافی نہیں ہو جاتی ہے، بلکہ خون بہا دلایا جاتا ہے اور وہ بھی مارنے والے کے اعزا سے دلایا جاتا ہے۔ دیکھئے یہاں بھی اسی طرح ہے؛ یعنی اگر جان کر مارا تو قتل کیا جاتا، غلطی کی تو اتنی رعایت ہوئی کہ خون بہا سے جان بچ گئی، نیز گناہ نہیں ہوا۔(۱)

صورتِ مسئولہ میں بھی اگر جان کر کرتا اور قاضی شرعی تک اطلاع پہونچتی تو وہ حسب صوبدید تعزیراً سزا دیتا، نیز گناہ عظیم کا مرتکب قرار پاتا، (۲) اور غلطی کی وجہ سے سزا گناہ دونوں سے بچ گیا۔

بسا اوقات ایک فعل کا اثر دوسرے پر بھی پہونچتا ہے، جیسا کہ مثال مذکور میں اعزاء سے خون بہا دلایا جاتا ہے۔ اگر کوئی ناسمجھ بچہ کسی کا کوئی نقصان کر دے تو اس کی ذمہ داری بھی بڑوں پر آتی ہے، غور کرنے سے مثالیں ملیں گی، (۳) اور یہ سب دنیوی احکام ہیں، آخرت میں بلا وجہ ایک کے فعل کا گناہ دوسرے کو بھگتنا نہیں پڑے گا۔(۴) جان کر فعل مذکور کرنے سے جس قدر گناہ ہوتا ہے (حرمت تو بہر حال ہے) اس کے مقابلہ میں حرمت کس قدر ہے، ہلکی اور نرم سزا ہے، غور کا مقام ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۳۰/۱/۱۳۸۵ھ۔

---

(۱) ''والخطأ على نوعين، خطأفي القصد وهو أن يرمي شخصاً يظنه صيداً، فإذا هو آدمي أويظنه حربياً، فإذا هومسلم ... وموجب ذلك الكفارة والدية على العاقلة لقوله تعالىٰ: (فتحرير رقبة مؤمنة مسلمة إلىٰ أهله) ولا إثم: يعني في الوجهين ،إلخ''(الهداية، كتاب الجنايات: ٤/٥٥٧-٥٥٨، إمدادية، ملتان)

(۲) ''الحاصل أن كل من ارتكب معصية ليس فيها حد مقرر وثبت عليه عند الحاكم، فإنه يجب التعزير من نظر محرم ومس محرم ... والأصل في وجوب التعزير أن كل من ارتكب منكراً ،أوآذى مسلماً بغير حق بقوله أوبفعله، يجب عليه التعزير''(البحر الرائق، كتاب الحدود، باب حد القذف، فصل في التعزير: ٥/٧١، رشيدية)

(۳) ''وإن أتلفا شيئاً، لزمهما ضمانه إحياء لحق المتلف عليه، وهٰذا لأن كون الإتلاف موجباً لا يتوقف على القصد، إلخ''. (الهداية، كتاب الحجر: ٣/٣٥١، إمدادية، ملتان)

(۴) ''﴿ولا تزروا وازرة وزرأخرى﴾ أي لايحمل أحد ذنب أحد، ولايجني جان إلا علىٰ نفسه''. (تفسير ابن كثير، سورة الإسراء: ٣/٤١، مكتبة دارالسلام بيروت)

آپ کے سوالات کا منشاء مسائل دینیہ سے ناواقفیت ہے؛ اس لیے ضروری ہے کہ علما کی صحبت اختیار کیجئے، ان شاء اللہ تعالیٰ اس قسم کے شبہات پیدا نہ ہوں گے۔

الجواب صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۵/صفر/۱۳۵۸ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۱/۳۶۰)

کیا بیٹی کو چھونے سے نواسے نواسی میں بھی حرمت ہو جائے گی:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید نے اپنی بیٹی صالحہ پر ہاتھ رکھ دیا تھا، جس کی وجہ سے حرمتِ مصاہرت کا فتویٰ علماء نے دیا تھا۔ اب دریافت یہ کرنا ہے کہ صالحہ اپنی اولاد کا نکاح اپنی سگی بہن کی اولاد سے کرسکتی ہے، یانہیں؟ نیز صالحہ اپنی سگی بہن کے داماد سے پردہ کرے گی، یانہیں؟

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ، الجواب ــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

مسئولہ صورت میں حرمتِ مصاہرت کی وجہ سے زید کی بیوی تو اُس پر حرام قرار پائے گی؛ لیکن اِس حرمت کا اثر زید کی بیٹی صالحہ کی اولاد اور اُس کی بہن کی اولاد کے درمیان رشتہ داری پر نہیں پڑے گا، لہٰذا صالحہ اپنی اولاد کا نکاح اپنی بہن کی اولاد کے ساتھ کرسکتی ہے اور صالحہ کی بہن کا داماد اگر کوئی غیر محرم ہے تو صالحہ کے لیے اس سے پردہ کرنا لازم ہے۔ (مستفاد: بدائع الصنائع: ۴/۲۹۳)

لو زنا بامرأة حرمت عليه أصولها وفروعها، وحرمت المزنية على أصوله وفروعه، ولا تحرم أصولها وفروعها على ابن الواطي وأبيه. (مجمع الأنهر: ۱/۴۸۱ مكتبة فقيه الأمت)

ويحل لأصول الزاني وفروعه أصول المزني بها وفروعها. (البحر الرائق، فصل في المحرمات: ۳/۱۷۹، زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۶/۱/۱۴۱۶ھ، الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ۔ (کتاب النوازل: ۸/۲۸۵)

بیٹی پوتی کو شہوت کے ساتھ چھونے سے حرمتِ مصاہرت:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ کوئی آدمی اپنی بیٹی، یا پوتی، یا نواسی جن کی عمریں گیارہ، بارہ سال کی ہوں، اور اُن کو ماہواری بھی نہیں ہوئی ہو تو اُن سے اپنی نفسانی خواہش کے لیے اپنے عضو کو اُن کے بدن سے جو چھوا ہوا تھا، رگڑ کر پوری کرلی، اب وہ توبہ کررہا ہے کہ اب کبھی ایسا نہیں کروں گا تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟ اور اس آدمی کا اپنی بیوی سے کوئی واسطہ رہا، یانہیں؟ اِس معاملہ میں اُسے کیا کرنا چاہیے؛ تاکہ وہ اپنی بیوی سے واسطہ رکھ سکے؟

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ، الجواب ــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

اگر اس شخص نے لڑکی، پوتی، یا نواسی سے باقاعدہ جماع نہیں کیا؛ بلکہ شرم گاہ کے علاوہ کسی اور جگہ عضو کو رگڑ کر اُسی

حالت میں شہوت پوری کرلی؛ یعنی انزال ہوگیا تو حرمتِ مصاہرت ثابت نہیں ہوئی اور اُس شخص کی بیوی اُس پر حرام نہیں ہوئی؛ لیکن اگر بیٹی یا پوتی سے باقاعدہ جماع کیا ہے، یا اُنہیں چھوتے وقت انزال نہیں ہوا تو حرمتِ مصاہرت ثابت ہوگی، اب اُس شخص کا اپنی بیوی کے ساتھ رہنا حلال نہ ہوگا۔

سوال سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ اُس شخص نے بیٹی وغیرہ سے باقاعدہ جماع نہیں کیا ہے اور چھونے کی حالت میں انزال ہوگیا ہے، اگر ایسا ہی واقعہ ہو تو اُس کی بیوی اُس پر حرام نہیں ہوئی، باقی یہ عمل نہایت گھناؤنا اور شریعت اور انسانیت سے گرا ہوا ہے، اُسے سچے دل سے توبہ کرنی چاہیے۔

فلو أنزل مع مس أو نظر فلا حرمة، به يفتیٰ. (الدر المختار) **لأنه بالإنزال تبين أنه غير مفضٍ إلى الوطءِ.** (الدر المختار مع الشامي: ۳۳/۳، كراچی: ۱۰۹/٤، زكريا)

وحرم أيضاً بالصهرية أصل مزنيته وأصل ممسوسته بشهوة. (الدر المختار: ۳۲/۳ كراچی: ۱۰۷/٤، زكريا)

والزنا واللمس والنظر بشهوة يوجب حرمة المصاهرة. (كنز)

قال ابن نجيم: وأطلق المصنف ولم يقيد المس والنظر بشهوة بغير الإنزال للاختلاف فيما إذا أنزل فقيل يوجب الحرمة، وفي الهداية: والصحيح أنه لا يوجبها؛ لأنه بالإنزال تبين أنه غير مفض إلى الوطء، وفي غاية البيان وعليه الفتویٰ. (البحر الرائق، فصل في المحرمات: ۱۷۹/۳، زكريا)

وشرطه أن لا ينزل حتى لو أنزل عند المس أو النظر لم تثبت حرمة المصاهرة، كذا في التبيين. قال الصدر الشهيد: وعليه الفتویٰ، كذا في الشمني شرح النقاية. ولو مسَّ فأنزل لم تثبت به حرمة المصاهرة في الصحيح؛ لأنه تبين بالإنزال أنه غير داع إلى الوطء، كذا في الكافي. (الفتاویٰ الهندية، القسم الثاني المحرمات بالصهرية: ۲۷۵/۱، زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۲۹/۱۱/۱۴۱۳ھ۔ (کتاب النوازل: ۲۸۶/۸-۲۸۷)

مس بالشہوۃ غلطی سے بھی ہو تو حرمت ثابت ہو جاتی ہے:

(الجمعیۃ، مورخہ ۳۱/جولائی ۱۹۲۷ء)

سوال: بہشتی زیور، حصہ چہارم، صفحہ: ۵/پر مسئلہ رات کو اپنی بی بی کے جگانے کے لیے اٹھا؛ مگر غلطی سے لڑکی پر ہاتھ پڑ گیا، یا ساس پر ہاتھ پڑ گیا اور بی بی سمجھ کر جوانی کی خواہش کے ساتھ اس کو ہاتھ لگایا تو اب وہ مرد اپنی بی بی پر ہمیشہ کے لیے حرام ہوگیا، اب کوئی صورت جائز ہونے کی نہیں ہے اور لازم ہے کہ یہ مرد اس عورت کو طلاق دے دے تو اب سوال یہ ہے کہ جب دونوں اس میں بے قصور ہیں تو طلاق دینے کی کیا وجہ ہے؟

الجواب

بہشتی زیور سے جو مسئلہ آپ نے نقل کیا یہ مسئلہ حنفیہ کے نزدیک اسی طرح ہے کہ اگر غلطی سے، یا قصداً کوئی شخص اپنی لڑکی، یا

اپنی ساس کے بدن کو بغیر حائل ہاتھ لگادے اور اس وقت اس کو خواہش (شہوت) ہو تو اس کی لڑکی کی ماں، یا ساس کی بیٹی (یعنی ہاتھ لگانے والے کی بیوی) اس پر حرام ہو جاتی ہے۔(۱) اس میں اگر چہ بیوی کا قصور نہیں اور غلطی ہو جانے کی صورت میں مرد کا بھی قصور نہیں مگر حرمت کی وجہ دوسری ہے جس میں قصور ہونے نہ ہونے کو دخل نہیں ہے۔ حنفیہ کا مذہب یہی ہے۔ واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی (کفایت المفتی: ۱۸۶/۵)

لڑکی سوتیلے ماں باپ سے زنا کا اقرار کرتی ہے اور باپ منکر ہے، کیا حکم ہے:

(الجمعیۃ، مورخہ ۱۳/ مارچ ۱۹۳۶ء)

سوال: مسماۃ ہندہ زید کی زوجہ ہے اور ہندہ کے دوسرے شوہر سے لڑکی ہے، جس کا نام زینب ہے، زینب کا یہ قول ہے کہ زید نے میرے ساتھ زنا کیا ہے اور زید منکر ہے اور زینب کے قول کے سوا کوئی ثبوت زنا کا نہیں ہے۔

الجواب

اگر زید منکر ہے تو صرف زینب کے کہنے سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوگی۔(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی (کفایت المفتی: ۱۸۶/۵)

لڑکی پر نیت بد کی تو کیا حکم ہے:

سوال: زید کے ایک بیوی زینب اور تین لڑکیاں ہیں، زید نے اپنی خواہش نفسانی کی وجہ سے اپنی منجھلی لڑکی پر نیت بد کر کے خواہش فعل بد کی، اگر زینب زوجہ زید کی مانع نہ ہوتی تو فعلِ بد کا ارتکاب ہو جاتا، ایسی حالت میں طلاق جائز ہوئی، یا نہیں؟ اور زینب کو کئی حق مہر وغیرہ کا ہے، یا نہیں؟

الجواب

فقط ارادہ اور خواہش فعل بد سے تو زینب اس پر حرام نہیں ہوئی، البتہ اگر شہوت کے ساتھ دختر کے بدن کو بحالت برہنگی ہاتھ لگا دیا تو زینب پر حرام ہوگئی، اس کو علاحدہ کر دینا چاہیے،(۳) اور مہر زینب کا لازم ہے، مدخولہ ہے تو پورا، ورنہ نصف۔(۴) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۶۱/۷-۳۶۲)

---

(۱) وأما الحرمة بدواعي الوطء إذا مسها أوقبلها بشهوة تثبت حرمة المصاهرة وإن أنكر الشهوة كان القول قوله إلا أن يكون ذلک مع انتشار الآلة. (الخانية علىٰ هامش الهندية، كتاب النكاح، باب في المحرمات: ۳۶۱/۱، ماجدية)

(۲) وإن ادعت الشهوة في تقبيله أوتقبيلها إبنه أوتقبيلها إبنه وأنكرها الرجل فهو مصدق لاهي. (الدرالمختار، كتاب النكاح، فصل في المحرمات: ۳۷/۳، سعيد)

(۳) والشهوة تعتبر عندالمس والنظرحتىٰ لوجدا بغيرشهوة ثم اشتهىٰ بعد الترک لايتعلق به الحرمة. (عالمگيری كشوری، كتاب النكاح، الباب الثالث والقسم الثاني: ۲۸۳/۲، ظفير)

(۴) ومن سمى مهرعشرفمازاد فعليه المسمى إن دخل بهاأومات عنها، إلخ، وإن طلقها قبل الدخول والخلوة فلها، نصف المسمى. (الهداية، باب في المهر: ۳۸۲/۲، ظفير)

بیوی کے دھوکہ میں حالت شہوت میں لڑکی کو چھودیا، کیا حکم ہے:

سوال: شخصے درحالت شہوت دختر خودرا کہ زوجہ خود پنداشتہ بگرفت چوں معلوم نمود کہ دختر است نہ زوجہ اوفوراً دست برداشت زوجہ اش بروحرام خواہد شد، یانہ؟

الجواب ـــــــــــــــــــ

درمختار میں ہے:

وكذا لوفزعت فدخلت فراش أبيها عريانة فانتشر لها أبوها تحرم عليه أمها.

وفي الشامي: (قوله: فدخلت فراش أبيها) كنّى به من المس وإلا فمجرد الدخول في الفراش بغير مس لايعتبر ط. (شامی: ۲/۲۸۳) (۱)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ حالت شہوت میں بلاحیلولہ [بغیر رکاوٹ] مس کرنا دختر مشتہاۃ کو حرام کرتا ہے، اس کی ماں کو یعنی اپنی زوجہ کو۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۷/۳۳۱-۳۳۲)

بغیر شہوت چہروں ٹٹول کر پہچاننے سے حرمتِ مصاہرت نہیں:

سوال: کوئی شخص رات کو اپنی بیوی کو جگانے کے لیے اٹھا، بیوی کے بستر پر لڑکی بھی سوئی ہوئی تھی، جس کی عمر نو دس برس تھی؛ یعنی نابالغ تھی، پہچان کرنے کے لیے دونوں کے چہروں کو ٹٹول کر دیکھتا رہا، آخر پہچان کر بیوی کو جگالیا۔ سوال یہ ہے کہ لڑکی کو ٹٹولنے کی وجہ سے کیا اس شخص کی بیوی اس کے لیے ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی۔

الجواب ـــــــــــــــــــ حامداً ومصلیاً

اگر لڑکی کے چہرے پر ہاتھ ڈالا اور فوراً ہٹالیا کہ یہ تو لڑکی ہے بیوی نہیں تو اس صورت میں بیوی حرام نہیں ہوگی، (۲) اگر پہلے سے شہوت موجود ہو اور ہاتھ لگانے سے شہوت میں اضافہ ہو، یا شہوت پہلے سے نہیں تھی، ہاتھ لگانے سے شہوت ہو، تب حرمت مصاہرت ہوتی ہے، (۳) وہ بھی جب کہ لڑکی بالغہ ہو، یا بلوغ کے قریب ہو۔ (۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود، غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۳۹۹/۸/۲۵ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۱/۴۲۲)

---

(۱) ردالمحتار، فصل في المحرمات: ۲/۳۸۹، ظفير

(۲) "(وفي المس لا) تحرم (مالا تعلم الشهوة)". (الدرالمختار، فصل في المحرمات: ۳/۳۶، سعيد)

(۳) "والعبرة للشهوة عند المس والنظر، لابعدهما، وحدها فيهما تحرك آلته أوزيادته، آه" (الدر المختار، فصل في المحرمات: ۳/۳۳، كتاب النكاح، سعيد)

(۴) (أما غيرها) يعني: الميتة صغيرة لم تشتهت (فلا) تثبت الحرمة بها أصلاً". (الدرالمختار)

قال العلامة ابن عابدين: "(قوله: مشتهاة) سيأتي تعريفها بأنها تسع فأكثر، آه". (الدرالمختار، كتاب النكاح، فصل في المحرمات: ۳/۳۴، سعيد)

شہوت میں غلطی سے لڑکی کو چھولیا تو بیوی حرام ہوگئی:

سوال: زید سے بحالت شہوت غلطی سے مساس بنت واقع ہوا، معلوم ہوتے ہی تائب ونادم ہوا۔ ہاں مساس مع الثوب ہوا اور ثوب نہ رقیق محض نہ غلیظ؛ بلکہ متوسط درجہ کا تھا، وہ ثوب ایسا نہ تھا کہ ہاتھ لگاتے ہی حرارت محسوس ہوجائے۔ براہ مہربانی اس مسئلہ کا جواب باصواب مع حوالہ کتب معتبرہ احناف رحمہم اللہ تعالیٰ ارسال فرمائیں؟ غلطی اور غیر غلطی کا بھی کچھ فرق ہے، یا نہیں؟ بر تقدیر حرام ہونے ام ممسوسہ کے اس مسئلے میں احناف کے نزدیک کوئی حیلہ شرعی معتبر متصور ہے، یا نہیں؟

الجواب

مس بالشہوۃ غلطی اور قصد اور سہو کا کوئی فرق نہیں ہے۔

ثم لافرق في ثبوت الحرمة بالمس بين كونه عامداً أوناسيًا أومكرهاً أومخطئًا، كذا في فتح القدير. (عالمگیری)(۱)

لیکن جب کہ مساس کپڑے پر سے ہوا ہے اور کپڑا ایسا نہیں تھا کہ بدن کی گرمی لامس اور ممسوسہ کے مابین محسوس ہوسکے تو حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی۔

ثم المس إنما يوجب حرمة المصاهرة إذا لم يكن بينهما ثوب أما إذا كان بينهما ثوب فإن كان صفيقًا لايجد الماس حرارة الممسوس لا تثبت حرمة المصاهرة. (عالمگیری)(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ (کفایت المفتی: ۱۷۶/۵)

نیند میں بیوی سمجھ کر اس کی لڑکی کا بوسہ لیا، کیا حکم ہے:

سوال: ایک شخص اپنی چار پانچ برس کی عمر کی لڑکی کو ساتھ لے کر سویا نیند میں اپنی بیوی سمجھ کر اس لڑکی کا بوسہ لیا اور اس کو لپٹایا؛ لیکن ایک بڑا تکیہ بیچ میں رکھ کر سویا تھا، اب اس کی بیوی اس پر حلال ہے، یا نہیں؟

الجواب

اس سے حرمت مصاہرت نہیں ہوئی، بیوی حلال ہے، **لأنها صغيرة جداً.**

۳۰ ر رمضان ۱۳۲۹ھ (تتمہ اولیٰ، ص: ۹۳) (امداد الفتاویٰ جدید: ۳۱۳/۲)

بیوی کی لڑکی سے صحبت کی کوشش کی تو کیا حکم ہے:

سوال: زید نے ہندہ بیوہ سے نکاح کیا، ہندہ کے پہلے خاوند سے ایک لڑکی جس کی عمر دس سال ہے ساتھ آئی،

(۱،۲) الفتاویٰ الهندية، كتاب النكاح، الباب الثالث، القسم الثاني: ۲۷٤/۱، ماجدية

زید نے اس لڑکی سے صحبت کی؛ لیکن بوجہ نابالغہ اور مقام تنگ ہونے دخول نہیں ہوا؛ لیکن زید نے دخول ہو جانے کے کی کوشش بہت کی تو ہندہ زید کی نکاح میں رہی، یا نہیں؟

الجواب

اس صورت میں زید کی منکوحہ زید پر حرام ہوگئی اس کو علاحدہ کر دینا چاہیے۔(۱) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۳۵/۷)

خبیث الطبع باپ کا شہوت سے بیٹی کو سینے سے لگا لینے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ باپ اگر اپنی بیٹی سے چھیڑ چھاڑ کرے (یعنی سینے سے لگائے، سینہ پر ہاتھ لگائے یا بوسہ لے) بُری نیت سے تو کیا اُس کا اپنی بیٹی سے باپ کا رشتہ قائم رہے گا، یا نہیں؟

الجواب بعون الملك الوهاب

اگر کوئی باپ اپنی بیٹی کو شہوت کے ساتھ سینہ سے لگائے، یا شہوت کے ساتھ سینہ پر ہاتھ مارے اور جسم کی حرارت محسوس ہو، یا شہوت کے ساتھ بوسہ لے تو ان تمام صورتوں میں اس لڑکی کی ماں اس شخص پر ہمیشہ ہمیش کے لیے حرام ہوجائے گی اور دونوں کے درمیان ازدواجی تعلق بھی ہمیشہ ہمیش کے لیے ختم ہوجائے گا، البتہ باپ بیٹی کا رشتہ برقرار رہے گا؛ لیکن باپ اور بیٹی دونوں پر لازم ہے کہ دونوں اپنا رہن سہن الگ کرلیں، نیز باپ کو چاہیے کہ اپنے اس فعل پر ندامت کے ساتھ اللہ رب العزت سے خوب توبہ واستغفار کرے؛ کیوں کہ یہ انسانیت سے گری ہوئی حرکت ہے، بعض حیوان بھی اس قسم کے گھناؤنے فعل سے پرہیز کرتے ہیں، چہ جائیکہ اشرف المخلوقات انسان ایسے اقدامات کرے۔

لمافی القرآن الكريم (النساء: ٢٣): ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَاَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الاَخِ﴾(الآية)

وفی المصنف لابن أبی شيبة (٩٩/٩، رقم: ١٦٤٩٢): عن عطاء رحمه الله قال: إذا أتى الرجل المرأة حراما، حرمت عليه ابنتها وإن أتى ابنتها حرمت عليه أمها.

(ورقم: ١٦٤٨٩) عن عبدالله قال: لا ينظر الله إلى رجل نظر إلى فرج امرأة وابنتها.

وفی الدرالمختار مع الشامية (٣٢/٣): (و) حرم أيضا بالصهرية (أصل مزنيته) أراد بالزنی

(۱) قال فی البحر: أراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربع حرمته المرأة علىٰ أصول الزانی وفروعه نسباًورضاعاً وحرمة أصولها وفروعهاعلى الزانی نسباً ورضاعاً كما فی الوطء الحلال. (ردالمحتار، فصل فی المحرمات: ٣٨٤/٢، ظفير)

قال فی المعراج بنت خمس لاتكون مشتهاة اتفاقاًوبنت تسع فصاعداً مشتهاة اتفاقاً وفيما بين الخمس والتسع اختلاف الرواية والمشائخ والأصح أنها لاتثبت الحرمة. (رد المحتار، كتاب النكاح: ١١٤/٤، ظفير)

الوطء الحرام (و) أصل (ممسوسته بشهوة). وفی (ص: ۳۵/۳): فلو أيقظ زوجته أو أيقظته هی لجماعها فمست يده بنتها المشتهاه أو يدها ابنه حرمت الأم أبدا. (نجم الفتاویٰ: ۲۴۴/۴-۲۴۵)

شہوت کے ساتھ بیٹی کو ہاتھ لگ جانے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ میں ایک رات گھر دیر سے آیا، کمرے میں داخل ہوا تو میری اہلیہ کے ساتھ میری بیٹی بھی سو رہی تھی۔ میں نے شہوت کے ساتھ اپنی اہلیہ کو پکڑنا چاہا؛ لیکن غلطی سے اپنی بیٹی کو ہاتھ لگ گیا، آیا اس طرح میرا نکاح فاسد ہوگیا، یا نہیں؟ میں اگرچہ شہوت کی حالت میں تھا؛ لیکن میرا قصد میری اہلیہ تھی، نہ کہ بیٹی، اس کو تو ہاتھ غلطی سے لگ گیا، قرآن وحدیث کی روشنی میں بتائیں کہ میرا اپنی بیوی کے ساتھ نکاح باقی ہے، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

صورت مسئولہ میں شہوت کے ساتھ آپ کا ہاتھ آپ کی بیٹی کو لگ گیا، خواہ غلطی سے لگ گیا ہو، یا بھول کر، اس سے آپ کی بیوی آپ پر ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی، بشرطیکہ آپ کی بیٹی کی عمر نو سال سے کم نہ ہو، اگر اس کی عمر نو سال سے کم ہے تو حرمت ثابت نہ ہوگی اور آپ کی بیوی بدستور آپ کی زوجیت میں رہے گی۔

لما فی الشامية (۳۲/۳): (قوله: وأصل ممسوسته، إلخ) لأن المس والنظر سبب داع إلى الوطء فيقام مقامه فی موضع الاحتياط هداية واستدل لذلک فی الفتح بالأحاديث والآثار عن الصحابة والتابعين قوله (بشهوة) أی ولو من أحدهما كما سيأتی.

وفيه أيضا (۳۳/۳): قلت: ويشترط وقوع الشهوة عليها لا على غيرها لما فی الفيض لو نظر إلى فرج بنته بلا شهوة فتمنى جارية مثلها فوقعت له الشهوة على البنت تثبت الحرمة وإن وقعت على من تمناها فلا... قال فی الفتح وفرع عليه ما لو انتشر وطلب امرأة فأولج بين فخذی بنتها خطأ لا تحرم أمها ما لم يزدد الانتشار. (نجم الفتاویٰ: ۲۴۶/۴، ۲۴۷)

مذکورہ فتوی پر ایک اشکال کا جواب:

سوال: مفتی صاحب! ملحقہ فتوے پر مجھے کچھ تحفظات ہیں، نیز متعلقہ فقہی عبارات بھی کچھ متضاد معلوم ہوتی ہیں، جناب مفتی صاحب ایک شخص اپنی بیوی کو چھونا چاہتا ہے؛ لیکن غلطی سے بیٹی پر ہاتھ لگ جاتا ہے اور شہوت موجود ہوتی ہے تو کیا بیوی اس پر حرام ہوجائے گی؟ شامیہ کی عبارت سے تو حرمت ثابت ہوتی ہے:

"قلت: ويشترط وقوع الشهوة عليها لا على غيرها لما فی الفيض لو نظر إلى فرج بنته بلا شهوة فتمنى جارية مثلها فوقعت له الشهوة على البنت تثبت الحرمة وإن وقعت على من تمناها فلا". (شامية ۳۳/۳)

مفتی صاحب اگر چہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ جزئیہ صرف نظر میں غلطی کا ہے؛ لیکن ''ویشترط الوقوع،إلخ'' عام ہے، مس کو بھی شامل ہے۔ یہ پورا کلام علامہ نے بوقت مس اور نظر شہوت کے ضروری ہونے پر قیاس کیا ہے، وہ مسئلہ نظر اور مس دونوں سے متعلق ہے، لہٰذا مقیس بھی دونوں سے متعلق ہونا چاہیے۔

مفتی صاحب احسن الفتاوی (۵/۸۴) پر اسی پر عدم حرمت کا فتوی دیا ہے۔ شامیہ (۳/۳۵) پر اگر چہ ایک جزئیہ ہے، جس سے مس میں غلطی غیر معتبر معلوم ہوتی ہے؛ لیکن بندہ آپ سے گزارش کرتا ہے کہ یہ فیض کے حوالے سے نقل جزئیہ اور کن کتب میں ذکر ہے، اسے تحریر کردیں، اس پر فتوی دینا کیسا ہے؟ اصل جواب کیا ہے؟ نیز کسی کتاب میں صراحۃ مس میں غلطی غیر معتبر ہونے کا ذکر ہو تو اسے بھی تحریر فرمادیں۔

الجواب ــــــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

فقہاء کی عبارات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اصل اعتبار ''اول وہلہ میں شہوت'' (یعنی پہلی مرتبہ میں شہوت) کا ہے، اول وہلہ میں شہوت موجود ہوئی تو حرمت ثابت ہوجائے گی، چاہے نظر کی حالت ہو، چاہے مس کی۔ اگر اول وہلہ میں شہوت موجود نہ ہو، چاہے نظر کی حالت ہو، یا مس کی تو اس صورت میں حرمت ثابت نہیں ہوگی۔

علامہ شامی کی عبارت ''ویشترط وقوع الشهوة'' کے عموم سے یہی معلوم ہورہا ہے کہ اس جزئیہ کا تعلق مس اور نظر دونوں کے ساتھ ہے؛ کیوں کہ ماقبل میں مس اور نظر دونوں کے متعلق بات ہورہی ہے اور جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے (کہ یہ پورا کلام علامہ نے بوقت مس اور نظر شہوت کے ضروری ہونے پر قیاس کیا ہے، وہ مسئلہ نظر اور مس دونوں سے متعلق ہے، لہٰذا مقیس بھی دونوں سے متعلق ہونا چاہیے) درست ہے؛ لیکن اس میں اس بات کا ذکر ہے کہ اوّل وہلہ میں شہوت نہ ہو؛ یعنی جس وقت بیٹی کو دیکھا، یا چھوا، اس وقت شہوت نہیں تھی، پھر اس نے خواہش کی کہ میری اس جیسی باندی ہوتی اور اسے شہوت آ گئی تو اب دیکھا جائے گا کہ شہوت بیٹی پر آئی ہے، یا جس باندی کی خواہش کی ہے اس پر؟ اگر بیٹی پر شہوت واقع ہوئی ہے تو حرمت ثابت ہوجائے گی اور اگر ''جاریۃ متمنی'' پر واقع ہوئی ہے تو حرمت ثابت نہیں ہوگی۔

شامیہ کی جو عبارت ص:۳۵ پر ہے کہ ''**ولا فرق في ثبوت الحرمة بالمس بين كونه عامداً أو ناسياً أو مكرهاً أو مخطئاً**'' اس میں یہ بات ہے کہ ''شہوت اول وہلہ'' میں تھی؛ یعنی جس وقت بیوی کو جگانا چاہا، اس وقت بھی شہوت تھی اور جس وقت بیٹی کو ہاتھ لگایا، اس وقت بھی شہوت تھی تو اس صورت میں (جس وقت شہوت اول وہلہ میں ہو) علامہ نے فرمایا ہے کہ اب عمداً، یا خطاً کا کوئی فرق نہیں، ہر صورت میں چاہے عمداً چھوا ہو، یا خطاً حرمت ثابت ہوجائے گی۔

علامہ شامی کا فیض کے حوالے سے ذکر کردہ جزئیہ ان کتب محیط البرهانی، بنایہ، فتاوی ولوالجیۃ، خلاصۃ الفتاوی، فتاوی قاضی خاں، تاتارخانیہ، عالمگیری، طحطاوی علی الدر میں مذکور ہے، نیز اول وہلہ میں شہوت کے موجود ہونے کے وقت اس جزئیہ کو مستدل بنا کر عدم حرمت کا فتوی دینا درست نہیں۔

احسن الفتاوی (۵/۸۴) پر (اول وہلہ میں مس بالشہوۃ کے موجود ہونے کے باوجود) جو عدم حرمت کا فتوی دیا گیا ہے، یہ محل نظر ہے اور اصل جواب یہی ہے کہ صورت مسئولہ میں حرمت ثابت ہو جائے گی اور بیوی اس پر حرام ہو جائے گی، جیسا کہ حضرت والا کے اگلے فتوے میں اس کی صراحت ہے۔

لما في الهندية (١/٢٧٤، كتاب النكاح، القسم الثاني المحرمات بالصهرية) : وكما تثبت هذه الحرمة بالوطء تثبت بالمس والتقبيل والنظر إلى الفرج بشهوة كذا في الذخيرة... وبعد أسطر: وإذا نظر الرجل فرج ابنته بغير شهوة فتمنى أن يكون له جارية مثلها فوقعت منه شهوة مع وقوع بصره قالوا إن كانت الشهوة وقعت على ابنته حرمت عليه امرأته وإن كانت الشهوة وقعت على التي تمناها لا تحرم لأن نظره في هذه الصورة إلى فرج ابنته لم يكن عن شهوة كذا في فتاوى قاضي خان والذخيرة ثم لا فرق في ثبوت الحرمة بالمس بين كونه عامدا أو ناسيا أو مكرها أو مخطئا، كذا في فتح القدير، أو نائما، هكذا في معراج الدراية، فلو أيقظ زوجته ليجامعها فوصلت يده إلى بنته منها فقرصها بشهوة وهي ممن تشتهي يظن أنها أمها حرمت عليه الأم حرمة مؤبدة، كذا في فتح القدير.

وفي الدر المختار (٣/٣٥): (ولا فرق) فيما ذكر (بين اللمس والنظر بشهوة بين عمد ونسيان) و خطأ وإكراه فلو أيقظ زوجته أو أيقظته هي لجماعها فمست يده بنتها المشتهاه أو يدها ابنه حرمت الأم أبدا، فتح.

وفي الشامية تحته: (قوله: ولا فرق فيما ذكر) أي من التحريم وقوله بين اللمس والنظر صوابه في اللمس والنظر وعبارة الفتح ولا فرق في ثبوت الحرمة بالمس بين كونه عامدا أو ناسيا أو مكرها أو مخطئا، الخ، أفاده ح ، قال الرحمتي: وإذا علم ذلك في المس والنظر علم في الجماع بالأولٰى، (قوله: فلو أيقظ، إلخ) تفريع على الخطأ، ط (قوله: أو يدها ابنه) أي المراهق كما علم مما مر وأما تقييد الفتح بكونه ابنه من غيرها، فقال في النهر ليعلم ما إذا كان ابنه منها بالأولٰى ولا بد من التقييد بالشهوة أو ازديادها في الموضعين. (نجم الفتاویٰ: ۴/۲۴۷، ۲۴۸)

بیوی کے دھوکہ میں بحالت شہوت لڑکی کو چھو دیا تو کیا حکم ہے:

سوال: اندھیری رات میں شوہر نے اپنی بیوی کو جماع کی غرض سے اٹھانا چاہا، غلطی سے شہوت کے ساتھ مشتہات لڑکی پر ہاتھ پڑ گیا اور اس کو دبایا، شرعاً کیا حکم ہوگا؟ اسی طرح عورت نے شوہر کو بغرض جماع اٹھانا چاہا اور غلطی سے شہوت کے ساتھ ہاتھ مراہق لڑکے پر پڑ گیا تو کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

صورت مسئولہ میں جب کہ مرد نے اندھیری رات میں غلطی سے شہوت کے ساتھ اپنی مشتہات لڑکی کو دبایا تو

حرمت مصاہرت ثابت ہوگئی اور اس مرد پر اس کی بیوی ہمیشہ ہمیش کے لیے حرام ہوگئی، اسی طرح عورت نے شہوت کے ساتھ اپنے لڑکے کو چھولیا تو یہ عورت اپنے شوہر پر ہمیشہ ہمیش کے لیے حرام ہوگئی، دونوں صورتوں میں شوہر کو چاہئے کہ متارکہ کردے یعنی چھوڑ دیا یا اس طرح کا جملہ استعمال کردے تا کہ وہ عدت گزار کر دوسرا نکاح کر سکے۔(۱)

و أیقظ زوجته لیجامعها فوصلت یده إلی بنته منها فقرصها بشهوة وهي ممن تشتهی یظن أنها أمها حرمت علیه الأم حرمة مؤبدة، کذا فی فتح القدیر ثم لا فرق فی ثبوت الحرمة بالمس بین کونه عامداً أو ناسیا أو مکرها أو مخطئاً، کذا فی فتح القدیر، أو نائما، کذا فی معراج الدرایة. (الفتاویٰ الهندیة: ۲۷٤/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سہیل احمد قاسمی، ۱۴۲۰/۵/۲۵ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲۲۶/۴-۲۲۷)

لڑکی کا ہاتھ عضو مخصوص سے لگا اور انزال ہوگیا تو کیا حکم ہے:

سوال: زید اپنی لڑکی سے جسمانی خدمت لیتا ہے، ایک مرتبہ وہ اپنی لڑکی (جو سن بلوغ کو پہونچ چکی ہے) سے پاؤں مالش کرا رہا تھا، دوران مالش لڑکی کا ہاتھ اس کے اعضاء تناسل سے ٹکرا گیا اور اس کو انزال ہوگیا، کیا زید کے لیے اس کی بیوی حرام ہوگئی اور حرمت مصاہرت ثابت ہوگئی؟

الجواب ــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں جب کہ انزال ہوگیا تو حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوئی اور زید کی بیوی زید کے لیے حرام نہیں ہوئی، اب بھی دونوں میاں بیوی ہیں، البتہ زید پر لازم ہے کہ آئندہ اپنی لڑکی سے جسمانی خدمت نہ لے اور پوری ندامت کے ساتھ توبہ واستغفار کرے۔

فلو أنزل مع مس أو نظر فلا حرمة، به یفتیٰ. (الدرالمختار) **(قوله: فلا حرمة) لأنه بالإنزال تبیّن أنه غیر مفض إلی الوطء.** (ردالمحتار: ۲۸۰/۲-۲۸۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد جنید عالم ندوی قاسمی، ۱۴۲۱/۴/۷ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲۲۷/۴)

باپ کا بیٹی سے زنا کرنے سے بیوی ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی:

سوال: ایک شخص نے اپنی بیٹی سے (نعوذ باللہ) زنا کیا، اب اس شخص کی بیوی کہتی ہے کہ میں تجھ پر طلاق ہوچکی

---

(۱) **وبحرمة المصاهرة لا یرتفع النکاح حتی لا یحل لها التزوّج بآخر إلا بعد المتارکة وانقضاء العدة.** (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المحرمات: ۲۸۳/۲)

(قوله: إلا بعد المتارکة) ... أن المتارکة لا تتحقق إلا بالقول إن کانت مدخولا بها کترکتک أو خلیت سبیلک، إلخ. (ردالمحتار: ۲۸۳/۲)

ہوں تو کیا اس کی بیوی اس پر طلاق ہوئی، یا نہیں؟ اگر ہوئی تو قرآن کریم کی یہ آیت ﴿وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ﴾ کا مصداق اور مذکورہ مسئلہ میں فرق واضح کر کے بتائیں؛ تاکہ صحیح مسئلہ ہم پر واضح ہوکر ہماری پریشانی دور ہوجائے، نیز اس شخص کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

اگر اس شخص نے واقعی اپنی بیٹی سے (نعوذ باللہ) زنا کیا ہے تو اس کی بیوی اس پر حرام ہوگئی، میاں بیوی کا آپس میں زوجیت کا تعلق رکھنا بالکل ناجائز اور حرام ہے، البتہ اس عورت کے لئے دوسرے شخص سے نکاح کرنا بھی جائز نہیں جب تک یہ شوہر طلاق نہ دے یا آپس میں تفریق واقع نہ ہوجائے، اور یہ شخص جس نے اپنی بیٹی سے زنا کیا ہے، اس نے سخت گناہ کا ارتکاب کیا ہے، اس پر توبہ واستغفار لازم ہے، اس فعل پر توبہ واستغفار کرتا رہے، آیت اور اس مسئلہ کا آپس میں کوئی تعلق نہیں، آیت کا مصداق ربیبہ (بیوی کی دوسرے شوہر سے بیٹی) ہے؛ یعنی ربیبہ سے نکاح حرام ہے۔

لمافی القرآن الكريم (النساء:۲۳): ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ ... وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ﴾(الآية)

وفی الدرالمختار(۳/۳۰ـ۳۱):تقررأن وطء الأمهات يحرم البنات ونكاح البنات يحرم الأمهات.

وفی الدرالمختار:أيضا(۳/۳۷):وبحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح حتى لا يحل لها التزوج بآخر إلا بعد المتاركة وانقضاء العدة.

وفی الردتحته:(قوله:وبحرمة المصاهرة،الخ) قال فی الذخيرة:ذكر محمد فی نكاح الأصل أن النكاح لا يرتفع بحرمة المصاهرة والرضاع بل يفسد حتى لو وطئها الزوج قبل التفريق لا يجب عليه الحد اشتبه عليه أولم يشتبه عليه،آه،(قوله:إلا بعد المتاركة) أی وإن مضى عليها سنون كما فی البزازية وعبارة الحاوی إلا بعد تفريق القاضی أو بعد المتاركة اه وقد علمت أن النكاح لا يرتفع بل يفسد وقد صرحوا فی النكاح الفاسد بأن المتاركة لا تتحقق إلا بالقول إن كانت مدخولا بها كتركتك أوخليت سبيلك وأما غير المدخول بها فقيل تكون بالقول وبالترك على قصد عدم العود إليها وقيل لا تكون إلا بالقول فيهما حتى لو تركها ومضى على عدتها سنون لم يكن لها أن تتزوج بآخر فافهم. (نجم الفتاویٰ:۴/۲۴۵)

بیوی کو صحبت سے پہلے طلاق دے دی تو کیا اس کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے:

سوال: زید نے ہندہ سے نکاح کیا؛ لیکن مباشرت سے قبل اس کو طلاق دے دی، کیا ہندہ کی دختر سے جو پہلے خاوند سے ہے، زید کا نکاح جائز ہے؟

ولدالحرام لڑکی سے نکاح کا کیا حکم ہے:

سوال: کیا ولدالحرام لڑکی سے نکاح جائز ہے؟

الجواب

اس صورت میں ہندہ کی دختر س جو دوسرے شوہر سے ہے، زید کا نکاح درست ہے۔
جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
﴿وربائبکم اللاتی دخلتم بهن فإن لم تکونوا دخلتم بهن فلاجناح علیکم﴾ (الآیة) (۱)

الجواب

جائز ہے۔فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۷۰/۷)

شوہر پر بیٹی کو بشہوت چھونے کا الزام لگوا کر بغیر طلاق کے دوسرے سے نکاح کرنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ایک شخص شافعی المسلک ہے، اس کی بیوی ایک نومسلمہ عورت ہے، جو اسی کے ہاتھ پر ایمان لے آئی، اُس کے اعمال سے پتہ چلتا ہے کہ وہ بھی شافعی المسلک ہے، موصوفہ کی ایک لڑکی نے اپنی ماں اور ایک دوسرے شخص کے سامنے یہ بیان دیا کہ میرے والد صاحب کبھی کبھی مجھے شہوت کے ساتھ چھو لیتے ہیں، اس بیان کے بعد میاں بیوی کے درمیان چار مہینہ، یا اُس سے زیادہ جدائیگی رہی، اور شوہر طلاق دئے بغیر سفر پر چلا گیا، اِسی درمیان بیوی نے اپنے بیٹے اور داماد کے سامنے یہ راز ظاہر کیا کہ میرے غیر مرد کے ساتھ کچھ گناہ (زنا) سرزد ہوگئے ہیں، میں اس گناہ کی تلافی کی صورت یہ سمجھتی ہوں کہ میرا اُس کے ساتھ نکاح ہوجائے، چناں چہ اُن کے لاکھ سمجھانے کے باوجود اُس نے بیٹے اور داماد کی موجودگی میں نکاح کرلیا، دوسرا شوہر اُس کے ساتھ ڈیڑھ ماہ گذار کر سعودی عرب چلا گیا، اُس کے بعد پہلا شوہر سفر سے واپس آیا اور یہ حالت دیکھ کر کہا کہ اولاً میرے اُس بچی کے ساتھ کبھی بھی اِس قسم کے تعلقات نہیں رہے، اگر تعلقات رہے بھی تو میں شافعی المسلک ہوں، ہمارے مسلک میں حرمتِ مصاہرت کسی بھی طرح ثابت نہیں ہوتی، لہٰذا وہ میری بیوی ہے، میں اُس کو کبھی جدا نہیں کرسکتا، جب کہ بیوی کا کہنا یہ ہے کہ میں ایک نومسلمہ ہوں، میں کسی کا مسلک نہیں مانتی اور میں اُس شخص کے نکاح میں رہنا بھی نہیں چاہتی، اب بیٹی کا فی الحال یہ کہنا ہے کہ میں نے ماں کے اُکسانے پر پہلے جھوٹ کہہ دیا تھا، حقیقت یہ ہے کہ والد صاحب کی میرے ساتھ اِس قسم کی حرکات کبھی سرزد نہیں ہوئیں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ شوہر کے طلاق دئے بغیر دوسرے مرد سے نکاح صحیح ہوا، یا نہیں؟ نیز شوہر کا یہ کہنا کہ میں شافعی المسلک ہوں،

---

(۱) سورة النساء: ۲٤، ظفیر

ہمارے مسلک میں حرمتِ مصاہرت ثابت نہیں ہوئی، اس کا قول کہاں تک درست ہے؟ کیا اِس قول کی وجہ سے میاں بیوی کے درمیان نکاح بحالہ باقی رہے گا؟ اور بیوی کا یہ کہنا کہ میں کسی مسلک کو نہیں مانتی، اس مسئلہ پر کوئی اثر پڑے گا؟ اگر بیوی رہنے پر راضی نہ ہو اور شوہر رکھنے پر مصر ہو تو شرعاً کس کے حق میں فیصلہ کیا جائے گا؟

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ، الجواب ـــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

سوال میں ذکر کردہ تفصیل کے مطابق چوں کہ شوہر اول نے اپنی بچی کو شہوت کے ساتھ ہاتھ لگانے کا کبھی اقرار نہیں کیا؛ بلکہ خود بچی نے بھی بعد میں اپنے الزام کو جھوٹا قرار دیا ہے؛ لہٰذا کسی بھی امام کے نزدیک اُن کے مابین حرمتِ مصاہرت ثابت نہیں ہوئی، اور مذکورہ عورت بدستور شوہرِ اَول کے نکاح میں برقرار رہی، اب اس شوہر کے سفر پر چلے جانے کے بعد اس نے حرمتِ مصاہرت کے جھوٹے الزام کو بنیاد بنا کر جو دوسرے شخص سے نکاح کیا ہے وہ قطعاً باطل اور حرام ہے، اس عورت پر لازم ہے کہ وہ فوراً دوسرے شخص سے جدائیگی اختیار کر کے پہلے شوہر کے پاس چلی جائے، ورنہ مسلسل حرام کاری اور گناہ میں مبتلا رہے گی، جب تک پہلا شوہر طلاق نہ دے دے یا اس سے شرعی تفریق نہ ہو جائے، اس وقت تک اس عورت کا نکاح کسی دوسرے شخص سے ہرگز جائز نہ ہوگا۔ اس حکم میں حنفیہ اور شافعیہ کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔

عن الزهری عن سعید ابن المسیب قال: ذوات الأزواج، یرجع ذٰلک إلی أن اللّٰه تعالیٰ حرم الزنا. (المصنف لابن أبی شیبة: ۵۳۰/۳، رقم: ۱۶۸۸۶، دار الکتب العلمیة بیروت)

عن إبراهیم قال: کل ذات زوج علیک حرام إلا ما أصبت من السبایا. (المصنف لابن أبی شیبة: ۵۳۰/۳، رقم: ۱۶۸۸۸، دار الکتب العلمیة بیروت)

لایجوز للرجل أن یتزوج زوجة غیره. (الفتاویٰ الهندیة: ۲۸۰/۱، زکریا)

ومنها أن لا تکون منکوحة الغیر، لقوله تعالیٰ: ﴿وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ﴾ وهن ذوات الأزواج. (بدائع الصنائع: ۵۴۸/۲) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۴/۷/۱۴۲۳ھ، الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ۔ (کتاب النوازل: ۳۰۶/۸-۳۰۸)

بحالت نابالغ اپنی لڑکی کو شہوت سے چھونا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ تین چار سالہ لڑکی ایک جگہ پر لیٹی تھی اور شوہر اپنی بیوی کو جماع کے لیے جگانے کے لیے ہاتھ اٹھا کر ہاتھ دیا؛ مگر ہاتھ لڑکی کے بدن پر پڑ گیا تو کیا اب بیوی شوہر پر حرام ہوگئی، یا نہیں؟ (المستفتی: محمد مصطفیٰ)

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ، الجواب ـــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

۳،۴ رسال کی بچی مشتہاۃ نہیں ہوتی ہے، اس کے شہوت کا ہاتھ لگنے سے حرمت کا ثبوت نہیں ہوتا۔

دون تسع ليست بمشتهاة، به يفتىٰ.

و تحته في الشامية: والأصح أنها لا تثبت الحرمة. (الدرالمختار، زكريا: ١١٤/٤، كراچی: ٣٧/٣، الهندية، زكريا: ٣٤٤/١، الموسوعة الفقهية الكويتية: ٣١٢/٣٧، جديد: ٤٠٠/١) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۲۱؍محرم الحرام ۱۴۱۹ھ (فتویٰ نمبر: الف ۵۵۹۵/۳۳) (فتاوی قاسمیہ: ۳۲۲/۱۳)

بیوی سے صحبت کرتے ہوئے ۷سالہ بچی کو ہاتھ لگنے سے حرمت کا ثبوت:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید پلنگ پر لیٹا ہوا ہے، اُس کے پیروں کی جانب تقریباً ۷؍سالہ اُسی کی معصوم بچی سوئی ہوئی ہے، بیوی بھی آئی اور دودھ پینے والی بچی گود میں تھی، بیوی زید کے برابر میں لیٹ گئی اور بچی کو ایک طرف کردیا؛ یعنی بیوی درمیان میں لیٹ گئی، گفتگو کے دوران جوانی کی خواہش ہوئی، بچوں کی احتیاط کی غرض سے لیٹے لیٹے کروٹ سے صحبت شروع کی؛ لیکن قرب واتحاد کی وجہ سے اور بغیر نیت کے دودھ پینے والی اور سوئی ہوئی بچی سے معمولی ہاتھ پاؤں ٹکرا گئے؛ لیکن اس میں شہوت کی آمیزش قطعاً قطعاً نہیں ہوئی تو کیا زید اس صورت میں شرعاً گنہگار ہوگا، یا نہیں؟

باسمه سبحانه وتعالىٰ، الجواب ــــــــــــــــــــ وبالله التوفيق

حرمتِ مصاہرت کے ثابت ہونے کی شرطوں میں سے دو شرطیں یہ بھی ہیں:

(۱) لڑکی مشتہاۃ ہو۔

(۲) اور جس کو ہاتھ لگایا جارہا ہے، شہوت بھی بالقصد اسی پر ہو اور صورتِ مسئولہ میں سات سال کی بچی نہ تو مشتہاۃ ہے اور نہ ہی اُس کے لیے شہوت پیدا ہوئی ہے، لہٰذا صحبت کے وقت اس کو ہاتھ لگانے سے زید پر اُس کی بیوی حرام نہیں ہوئی ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم: ۳۷۰/۷، امدادالفتاویٰ: ۳۱۳/۲)

ولا كذٰلك الصغيرة ... وقال الفقيه أبو الليث: ما دون تسع سنين لا تكون مشتهاة وعليه الفتوىٰ. (البحر الرائق، فصل في المحرمات: ١٧٦/٣، زكريا)

ويشترط أن تكون المرأة مشتهاة، كذا في التبيين، والفتوىٰ على أن بنت تسع محل الشهوة لا ما دونها، كذا في معراج الدراية. (الفتاوىٰ الهندية، القسم الثاني المحرمات بالصهرية: ٢٧٤/١، زكريا)

وبنت سنها دون تسع ليست بمشتهاة به يفتىٰ. (الدر المختار: ١١/٤، زكريا)

قلت ويشترط وقوع الشهوة عليها لا على غيرها لما في الفيض لو نظر إلى فرج بنته بلا شهوة فتمنى جارية مثلها فوقعت له الشهوة على البنت تثبت الحرمة، وإن وقعت على تمناها فلا. (شامي: ١٠٨/٤، زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۱۴۲۳/۵/۴ھ، الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ۔ (کتاب النوازل: ۲۸۷/۸-۲۸۸)

عورت کے جماع کے قابل بچے کو چھونے سے حرمت ثابت ہوجائے گی:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ زید کی ماں کا انتقال ہوگیا، اس کے باپ نے ایک نوجوان لڑکی سے شادی کرلی۔ ایک دن زید کے سر میں درد تھا، اس کی سوتیلی ماں نے شہوت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا، تھوڑی دیر بعد ہٹایا تو کیا اس صورت میں یہ عورت اپنے شوہر پر حرام ہوگئی؟

الجواب ــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

اگر زید محل شہوت ہو (یعنی سن مراہقت بارہ سال کی عمر میں ہو، یا اگر اس سے کم عمر میں ہو تو اتنا بڑا ہو کہ شہوت کے ساتھ جماع کرسکے اور عورتیں اس سے حیا کریں) تو زید کی سوتیلی ماں زید کے سر پر اس طرح شہوت کے ساتھ ہاتھ رکھنے کی وجہ سے اپنے شوہر پر حرام ہوگئی، ورنہ نہیں۔

لمافي الشامية(۳۲/۳): (قوله: وأصل ممسوسته، الخ) لأن المس والنظر سبب داع إلى الوطء فيقام مقامه في موضع الاحتياط هداية واستدل لذلک فی الفتح بالأحاديث والآثارعن الصحابة والتابعين قوله (بشهوة) أی ولو من أحدهما كما سيأتی.

وفی (۳۵/۳): (قوله: فلو جامع غير مراهق، الخ) الذی فی الفتح حتی لو جامع ابن أربع سنين زوجه أبيه لاتثبت الحرمة، قال فی البحر وظاهره اعتبار السن الآتی فی حد المشتهاة أعنی تسع سنين قال فی النهر وأقول التعليل بعدم الاشتهاء يفيد أن من لا يشتهی لا تثبت الحرمة بجماعه ولا خفاء أن ابن تسع عار من هذا بل لا بد أن يكون مراهقا ثم رأيته فی الخانية قال الصبی الذی يجامع مثله كالبالغ قالوا وهو أن يجامع ويشتهی وتستحيی النساء من مثله وهو ظاهر فی اعتبار كونه مراهقا لا ابن تسع ويدل عليه ما فی الفتح مس المراهق كالبالغ وفی البزازية المراهق كالبالغ حتی لو جامع امرأته أو لمس بشهوة تثبت حرمة المصاهرة اه وبه ظهر أن ما عزاه الشارح إلی الفتح وإن لم يكن صريح كلامه لكنه مراده فتحصل من هذا أنه لا بد فی كل منهما من سن المراهقة وأقله للأنثی تسع وللذكر اثنا عشر لأن ذلک أقل مدة يمكن فيها البلوغ كما صرحوا به فی باب بلوغ الغلام وهذا يوافق ما مر من أن العلة هی الوطء الذی يكون سببا للولد أولمس الذی يكون سببالهذا الوطء ولا يخفی أن غير المراهق منهما لا يتأتی منه الولد.

وفی (۳۷/۳): وفی الفتح لو مس المراهق وأقر بشهوة تثبت الحرمة عليه. (نجم الفتاویٰ: ۲۴۱/۴، ۲۴۲)

حرمت مصاہرت کے ثبوت کے لیے لڑکی کا نو برس کا ہونا شرط ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ زید کی ایک لڑکی ہے، جس کی عمر تقریباً آٹھ سال سے کچھ زائد ہے۔ رات کو بادل گرج رہے تھے، لڑکی خوف کی وجہ سے اپنے والد کے ساتھ سوگئی۔

اسی رات کو باپ نے اپنی زوجہ سے صحبت کا ارادہ کیا تو حالت شہوۃ میں اس کا ہاتھ لڑکی کو لگ گیا۔ اس صورت میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

بچی چونکہ نابالغہ ہے اور وہ حد شہوۃ تک نہیں پہنچی؛ یعنی عمر ۹ر سال سے کم ہے؛ اس لیے حرمت مصاہرت ثابت نہ ہوگی۔ نیز باپ کے اس فعل پر شریعت میں اس سے کچھ مواخذہ گناہ وغیرہ کا نہ ہوگا، البتہ اس عمر کی بچی کا والد کے ساتھ سونا مناسب نہیں، اس سے احتراز لازم ہے۔

لمافي الشامية (۳۷/۳): قوله (فدخلت فراش أبيها) كنى به عن المس وإلا فمجرد الدخول بغير مس لا يعتبر ط (قوله: ليست بمشتهاة، به يفتى) كذا في البحر عن الخانية، ثم قال: فأفاد أنه لا فرق بين أن تكون سمينة أو لا ولذا قال في المعراج بنت خمس لا تكون مشتهاة اتفاقا وبنت تسع فصاعدا مشتهاة اتفاقا وفيما بين الخمس والتسع اختلاف الرواية والمشايخ والأصح أنها لا تثبت الحرمة، آه. (نجم الفتاویٰ: ۴/۲۲۷، ۲۲۸)

سات سالہ بیٹی کو شہوت کے ساتھ چھونے سے حرمت مصاہرت ثابت ہوئی، یا نہیں:

سوال: زید اپنی سات سالہ بچی کو گود میں لے کر جب پیار کرتا ہے تو اسے شہوت ہوجاتی ہے اور مذی آجاتی ہے، اس صورت میں زید کی بیوی زید پر حرام ہوئی، یا نہیں؟ یہ بھی واضح رہے کہ زید کا بیٹی سے پیار کرنا درحقیقت بدنیتی سے بالکل پاک ہے، اب رہا شہوت، یا مذی آنا یہ زید کی کمزوری کا باعث ہے، نہ کہ خواہشات نفسانی کا۔

الجواب ــــــــــــــــــــ وبالله التوفيق

صورت مسئولہ میں زید کی بیوی زید پر حرام نہیں ہوئی۔ عالمگیری میں ہے:

ويشترط أن تكون المرأة مشتهاة كذافي التبيين والفتوىٰ على أن بنت تسع محل الشهوة لا مادونها كذافي معراج الدراية، وقال الفقيه أبوالليث مادون تسع سنين لاتكون مشتهاة وعليه الفتوىٰ، كذا في فتاوىٰ قاضي خان. (۱)

اگر یہ مذی منی ہو تو بھی عالمگیری میں ہے:

وشرطه أن لا ينزل حتى لو أنزل عندالمس أو النظر لم تثبت به حرمة المصاهرة، كذا في التبيين، قال الصدر الشهيد: وعليه الفتوىٰ، كذا في الشمني شرح النقاية، ولو مس فأنزل لم تثبت به حرمة المصاهرة في الصحيح؛ لأنه تبيّن بالإنزال أنه غير داع إلى الوطء، كذا في الكافي. (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالصمد رحمانی (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۴/۲۲۵-۲۲۶)

(۱،۲) الفتاویٰ الهندية، القسم الثاني المحرمات بالصهرية: ۱/۲۷۵

آٹھ سالہ بچی کو چھو دیا تو کیا حکم ہے:

سوال: ایک شخص بوقت شب اپنے پلنگ پر لیٹا ہوا تھا اور اس کی منکوحہ دوسرے پلنگ پر مع دولڑکیوں کے ایک شیر خوار اور دوسری تقریباً آٹھ سال کی تھی لیٹی ہوئی تھی، اس کے خاوند نے بارادہ مباشرت عورت کو اٹھانا چاہا، اگر اس کا ہاتھ بجائے منکوحہ کے لڑکی پر پہنچا اور بیوی سمجھ کر بدن کو ٹٹولا؛ لیکن جب احساس ہوا کہ یہ بیوی نہیں ہے تو فوراً ہاتھ علاحدہ کرلیا، بدن کو چھونے کے وقت غلبۂ شہوت نہ تھا، اس صورت میں کیا حکم ہے اور اگر بدن کا چھونا خواہش کے ساتھ تصور کرلیا جائے تو کیا حکم ہے، جب کہ لڑکی صغیر السن ہے اور دھوکہ ہوگیا ہے؟

الجواب ـــ

اس صورت میں اس کی زوجہ اس پر حرام نہیں ہوئی کہ اول تو مس بالشہوت نہیں پایا گیا، دوسرے لڑکی صغیر السن ہے، اس کے چھونے سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی۔ درمختار میں ہے:

وبنت سنها دون تسع ليست بمشتهاة به يفتى، إلخ.

وفي رد المحتار: والأصح أنها لاتثبت الحرمة. (۱) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۷/۳۷۰-۳۷۱)

نوسالہ بیٹی کے ساتھ ناجائز تعلق قائم کرنے سے بیوی حرام ہوگئی:

سوال: وائے بدقسمتی و بدبختی افسوس صد افسوس، زید نے اپنی ہی نابالغہ لڑکی کے ساتھ نازیبا حرکت کرلی ہے، زنا کا مرتکب ہوگیا ہے، لڑکی کی عمر پوری تحقیق کے ساتھ نو اور دس برس کے درمیان ہے، اب ندامت دامن گیر ہے، زید کیا کرے؟ کہاں جائے، کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے۔

کسی عالم نے بتایا کہ اس کی بیوی اس پر حرام ہوگئی، یہ سن کر زید مرتکب زنا خودکشی کرنے پر کمربستہ ہے، ایک طرف وحشیانہ فعل پر افسوس تو دوسری طرف بیوی کے حرام ہونے کا غم شدید طور پر لاحق ہے۔

لہٰذا دریافت یہ ہے کہ اگر بیوی حرام ہوگئی، طلاق پڑگئی تو زید کیا کرے؟ رجعت کی کوئی صورت ہے، یا نہیں؟ یہ نازیبا حرکت اور بیوی کی جدائی کا غم یقیناً اسے خودکشی پر آمادہ کردے گا۔ براہ کرم شرعی طریقہ بیان فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

زید کا مذکورہ فعل بہت ہی گندہ اور وحشیانہ ہے، اس فعل اور اتنے سخت گناہ کرنے سے قبل ہی زید کو سوچ لینا چاہیے تھا، اب شرمندگی اور پچھتاوا سے فائدہ نہیں۔

صورت مسئولہ میں یہ صحیح ہے کہ زید پر اس کی بیوی حرام ہوگئی اور ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی۔ اس فعل سے زید کی بیوی پر

(۱) ردالمحتار، فصل فی المحرمات: ۳۸۹/۲، ظفیر

طلاق واقع نہیں ہوئی، طلاق واقع ہونے سے تو کسی نہ کسی طرح گنجائش شرعاً ہوتی بھی ہے، مذکورہ صورت میں زید کی بیوی زید پر حرمت مصاہرت کی وجہ سے حرام ہوگئی اوراب کوئی طریقہ ایسا نہیں کہ پھر دوبارہ یہ عورت زید کی بیوی بن سکے۔

وفی الخانية أن النظر إلى فرج ابنته بشهوة يوجب حرمة امرأ ته و كذا فزعت فدخلت فراش أبيها عريانة، فانتشرلها أبوها، تحرم عليه أمّها (وبنت) سنها (دون تسع ليست بمشتهاة)، به يفتىٰ. (الدر المختار علی ردالمحتار: ۲۸۳/۲)

وبنت تسع فصاعدا مشتها ة اتفاقا. (ردالمحتار: ۲۸۳/۲)

لہٰذا اب صورت مسئولہ میں زید کو چاہیے کہ متارکہ کردے؛ یعنی دو مرد، یا ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے زبان سے یہ لفظ کہہ دے کہ میں نے اپنی بیوی فلانہ دختر فلاں کو چھوڑ دیا۔

وبحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح حتى لا يحل لها التزوج باٰخر إلابعد المتاركة وانقضاء العدة. (ردالمحتار: ۲۸۳/۲)

متارکہ کے بعد عدت گزار کر یہ عورت کسی دوسرے مرد کے ساتھ نکاح کرسکتی ہے۔ زید کا یہی گناہ بہت سخت قسم کا ہے۔ اب مزید خودکشی کرکے اس کو اور گناہوں کا مرتکب نہیں ہونا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللہ خالد مظاہری، ۱۴۰۳/۲/۱۵ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲۲۴/۴-۲۲۵)

دس گیارہ سال کی بیٹی کو چھونے سے حرمت مصاہرت ثابت ہوگی، یا نہیں:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید بچپن ہی سے بیمار ہے، ان میں سے ایک بیماری یہ بھی ہے کہ وہ اپنی آنکھ سے سامنے کی چیز، یا آدمی بڑی مشکل سے پہچان پاتے ہیں، آنکھ کی بینائی بالکل کم ہے، ایک رات کا واقعہ ہے کہ وہ عشا کی نماز پڑھ کر گھر آئے، گھر میں بھی بہت کم روشنی جل رہی تھی؛ اس لیے یہ نہیں دیکھا کہ وہ ان کی لڑکی ہے، جو عمر میں اس وقت گیارہ سال کی ہوگی کمسن ہے، نابالغہ ہے، وہ لڑکی اپنی ماں کی جگہ سو رہی تھی، زید نے اپنی بیوی سمجھ کر بوسہ دینے کے لیے لڑکی کے رخسار پر ہاتھ پھیرا، فوراً اطلاع ملی کہ وہ اس کی لڑکی ہے، فوراً ہاتھ ہٹالیا اور دل دل میں بہت شرمندہ ہوئے، آیا اس سے زید کی بیوی زید پر حرام ہوگئی، یا نہیں؟ عقد نکاح میں کوئی خلل ہوا ہے، یا نہیں؟　　(المستفتی: عبدالجلیل، چارکھوٹی، جنتا میڈیکل ہال، نوگاؤں، آسام)

باسمه سبحانه وتعالىٰ، الجواب ــــــــــــ وبالله التوفيق

واقعہ میں لڑکی نابالغ ہونے کے ساتھ ساتھ اس طرح کمسن معلوم ہوتی ہے کہ اس کو دیکھ کر مردوں کی نگاہ شہوت نہیں پڑسکتی ہے اور دیکھنے میں مراہق اور مشتہاۃ نہیں ہے، چھوٹا قد ہونے کی وجہ سے دس گیارہ سال میں مراہق اور مشتہاۃ نہیں ہوئی ہے تو ایسی صورت میں زید کی بیوی زید پر حرام نہ ہوگی اور اگر لڑکی دس گیارہ سال میں مشتہاۃ اور مراہق

ہوچکی ہے، دیکھنے میں مردوں کی نگاہ شہوت پڑسکتی ہے تو نابالغہ ہونے کے باوجود زید پر ایسی صورت میں بیوی حرام ہوجائے گی۔آپ خود ہی صورت حال کا جائزہ لیجئے۔

فلو أيقظ زوجته أو أيقظته هي لجماعها، فمست يده بنتها المشتهاةأو يدها ابنه حرمت الأم ابداً.

وفي الشامية: لابد في كل منهما من سن المراهقة وأقله للأنثىٰ تسع و للذكر اثناعشر؛لأن ذلک أقل مدة يمكن فيها البلوغ. (الدرالمختار مع شامی، کراچی:۳/۳۵، زکریا:۱۱۲/٤) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ:شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ،۱۲/ربیع الاول ۱۴۱۳ھ(فتویٰ نمبر:الف ۳۰۹۱/۲۸)

الجواب صحیح:احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ،۱۳/۳/۱۴۱۳ھ۔(فتاوی قاسمیہ:۳۲۳/۱۳،۳۲۴)

بارہ سال کی لڑکی کو چھونے سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی:

سوال: مسائل سے ناواقف شخص نے اپنی نابالغ لڑکی پر جس کی عمر چار سال کی ہوگی، جوانی کی خواہش سے ہاتھ ڈالا، کمر بند تک کھولا؛ مگر کھولتے ہی پھر بند کردیا تو کیا عورت حرام ہوگئی؟

الجواب

یہ حرمت کا نو برس، یا زیادہ عمر کی لڑکی کو ہاتھ لگانے سے ثابت ہوتا ہے اور عمداً اور خطاً ونسیاناً اس میں برابر ہے، دلائل حرمت کے کتب فقہ میں مبسوط ہیں۔ردالمحتار میں ہے:

قال في الفتح:وبقولنا قال مالک في رواية وأحمد وهوقول عمروابن مسعود وابن عباس في الأصح وعمران ابن الحصين وجابروأبی وعائشة وجمور التابعين کا لبصری والشعبی والنخعي والأوزاعی وطاؤس وعطاومجاهد وابن المسيب وسليمان بن يساروحماد و الثوری وابن راهويه وتمامه مع بسط الدليل فيه،الخ.

وفيه أيضاً:ل(قوله أصل ممسوسته،إلخ)أن المس والنظر سبب داع إلى الوطء فيقام مقامه في موضع الاحتياط، هداية، واستدل لذلک في الفتح بالأحاديث والآثارعن الصحابة والتابعين. (شامی:۲/۲۸۰)(۱)

چار پانچ برس کی عمر کی لڑکی کو شہوت کے ساتھ ہاتھ لگائے تو حرمت ثابت نہیں ہوتی، پس صورت مسئولہ میں زوجہ حرام نہ ہوگی، ناواقفیت عذر نہیں ہے؛ لیکن لڑکی کے چھوٹے ہونے کی وجہ سے حکم حرمت کا نہیں ہوا۔(۲)

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳۷۹/۷-۳۸۰)

---

(۱) دیکھئے:ردالمحتار،فصل في المحرمات،تحت قوله أراد بالزناالوطء الحرام:۲/۳۸٤-۳۸۵،ظفير

(۲) أقول التعليل بعدم الاشتهاة يفيد أن من لايشتهى لاتثبت الحرمة بجماعه،إلخ،وأقله للأنثىٰ تسع وللذكر إثناعشر.(ردالمحتار،فصل في المحرمات:۲/۳۸۷،ظفير)

شہوت سے اپنی بالغ لڑکی کے بدن کو مس کیا:

سوال: ایک شخص نے اپنی بالغہ کنواری لڑکی کی چھاتیوں کو شہوت کے ساتھ پکڑ کر خوب بھینچا اور پھر چھوڑ دیا، اب استفتایہ ہے کہ اس لڑکی کی ماں اور باپ میں رشتہ زوجیت قائم رہا، یا ٹوٹ گیا؟ اگر ٹوٹ گیا تو رجوع کی کوئی صورت ہے، یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــ

صورت مسئولہ میں اگر لڑکی کے جسم پر ایسا موٹا کپڑا ہوا کہ پستان پکڑنے پر بدن کی حرارت محسوس نہ ہو تو حرمت مصاہرت ثابت نہ ہوگی۔

(قولہ:بحائل لایمنع الحرارة) أی ولو بحائل فلو کان مانعاً لاتثبت الحرمة، کذا فی أکثر الکتب. (شامی: ۳۸۵/۲)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

ثم المس إنما یوجب حرمة المصاهرة إذا لم یکن بینهما ثوب أما إذا کان بینهما ثوب فإن کان صفیقاً لایجد الماس حرارة الممسوس لاتثبت حرمة المصاهرةوإن انتشرت آلته بذلک وإن کان رقیقاً بحیث یصل حرارة الممسوس إلٰی یده تثبت، کذا فی الذخیرة. (الفتاویٰ الهندیة: ۶/۲، کتاب النکاح،الباب الثالث فی بیان المحرمات)

لہٰذا اگر لڑکی کے جسم پر کپڑا نہ ہو یا ہو؛ مگر، یا سا پتلا سا ہو کہ جسم کی حرارت محسوس ہوگئی تو حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی اور اس کی والدہ اس کے باپ پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو جائے گی، رجوع اور تجدید نکاح کی کوئی صورت نہیں ہے۔

وحرم أیضاً بالصهریة(أصل مزینته وأصل ممسوسته بشهوة) ولولشعرعلی الرأس بحائل لا یمنع. (الدرالمختارمع الشامی: ۳۸۵/۲،فصل فی المحرمات)

دوسری جگہ ہے:

فلو أیقظ زوجته،أو أیقظته هی لجماعها فمست یده،بنتها المشتهاة أویدها ابنهَ حرمت الأم أبداً،فتح. (الدرالمختارمع الشامی: ۳۸۸/۲،فصل فی المحرمات) فقط واللہ اعلم بالصواب

۲/ جمادی الاولی ۱۳۹۹ھ (فتاویٰ رحیمیہ: ۸/ــــــــــــــــ)

فتاویٰ رحیمیہ جلد دوم کے ایک فتویٰ پر اشکال کا جواب:

سوال: حامد نامی آدمی نے ایک ایسی عورت سے شادی کی، جو اپنے ساتھ اگلے شوہر سے اپنی لڑکی لائی تھی، کچھ مدت کے بعد حامد نے اپنی عورت کو طلاق دے دی اور اس لڑکی سے تعلق قائم کرلیا اور اس سے ایک بچہ بھی ہوا ہے تو

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ حامد اس لڑکی کو اپنے نکاح میں رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ جب کہ اس کی ماں اس کی مدخولہ ہے: ﴿وربائبکم التی فی حجورکم من نساءکم التی دخلتم بھن﴾ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے ساتھ رشتہ زوجیت قائم نہیں رکھ سکتا۔ اور فتاویٰ رحیمیہ جلد ثانی کے ص ۱۰۸(۱) کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کو جمع کرسکتا ہے، جو بظاہر قابل اعتراض معلوم ہوتا ہے، اس کا جواب مرحمت فرما کر ممنون فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

فتاویٰ رحیمیہ (۱۰۸/۲) کے سوال وجواب کی عبارت یہ ہے:

سوال: ایک آدمی اپنی عورت کے پہلے شوہر کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو ان دونوں کو نکاح میں جمع کرنا کیسا ہے؟

الجواب: کرسکتا ہے۔

شرح وقایہ کی عبارت یہ ہے: "**لابین امرأة وبنت زوجها**". (شرح الوقایة، باب المحرمات: ۱۵/۲)

(یعنی حرام نہیں ہے عورت کے ساتھ اس کے شوہر کی بیٹی کو جمع کرنا۔)

اس لیے کہ یہ بیٹی اس عورت کی نہیں ہے؛ بلکہ اس کے اگلے شوہر کی بیٹی ہے دوسری بیوی سے، ان دونوں کو جمع کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے البتہ اپنی بیوی کی بیٹی جو پہلے شوہر سے ہے وہ حرام ہے، الغرض فتاویٰ رحیمیہ جلد دوم کی صورت جداگانہ ہے آپ کی پیش کردہ صورت میں حامد کا اپنی بیوی کی بیٹی سے نکاح کرنا حرام ہے، نکاح منعقد ہی نہیں ہوا، تفریق ضروری ہے۔

عمدۃ الرعایہ میں ہے: (**قوله: لابین امرأة، إلخ) أی لایحرم الجمع بین امرأة وبنت زوجها من زوجته الأخریٰ**. (عمدة الرعایة علی شرح الوقایة: ۱۵/۲، باب المحرمات) فقط واللہ اعلم بالصواب

۲۵ / شعبان المعظم ۱۴۰۱ھ (فتاویٰ رحیمیہ: ۸/-----------)

اپنی لڑکی، یا سالی سے زنا کرنے سے کیا بیوی حرام ہو جائے گی:

سوال (۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ کسی نے اپنی لڑکی سے زنا کیا تو اس صورت میں کیا اس کا نکاح اپنی اہلیہ سے باقی رہے گا، یا نہیں؟

(۲) اگر کسی نے اپنی سالی سے بیوی کی موجودگی میں نکاح کرلیا، یا زنا کا صدور ہوگیا تو اس کا نکاح باقی رہا، یا نہیں؟ (المستفتی: شمیم اختر، بجنور)

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ، الجواب وباللہ التوفیق

لڑکی سے زنا کرنے سے اس کی ماں حرام ہو جاتی ہے، لہٰذا اس پر ضروری ہے کہ اس سے جدائی اختیار کرلے۔

(۱) جدید ترتیب کے مطابق اسی باب میں، اپنی بیوی کے پہلے شوہر کی لڑکی سے نکاح کرنا کیسا ہے، کے عنوان سے دیکھیں۔

كـمـا استفيد من هذه العبارة حتى لو وطى من امرأته أوبنتها حرمت عليه امرأته،إلخ. (الفتاویٰ البزازية على الهندية، زكريا :١١٢/٤، جديد: ٧٦/١،هٰكذا في الشامي، كراتشي: ٣٥/٣، زكريا: ١١٢/٤، الهندية، زكريا: ٢٧٤/١، جديد: ٣٣٩/١)

البتہ لفظ متارکت (طلاق دیا، یا چھوڑ دیا وغیرہ) استعمال کرنا ضروری ہے۔

وبـحـرمة الـمصاهرة لا يرتفع النكاح حتى لا يحل لها التزوج بآخر إلا بعد المتاركة. (شامي، كراتشي: ٣٧/٣، زكريا: ١١٤/٤)

(۲) دونوں صورتوں [نکاح، زنا] میں نکاح باقی ہے اور بیوی کی موجودگی میں سالی سے نکاح کرنے میں سالی کا نکاح باطل ہے۔

إن تـزوجهـمـا بـعـقـدتيـن ونسـى الأول فـلـو عـلـم فهو الصحيح، والثاني بـاطل. (شـامي، كراتشي: ٤٠/٣، زكريا ديوبند: ١١٩/٤)

وطء أخت امـرأتـه لا تـحرم عليه امرأته. (الدرالمختار مع الشامي، كراتشي: ٣٤/٣، زكريا ديوبند: ١٠٩/٤) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۱۷/رجب المرجب ۱۴۱۵ھ (فتویٰ نمبر: الف ۱۴۲۵/۳۱)

الجواب صحیح: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۱۴۱۵/۷/۱۷ھ۔ (فتاوی قاسمیہ: ۳۲۶/۱۳، ۳۲۷)

لڑکی، یا ساس کو شہوت سے ہاتھ لگانے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ بہشتی زیور حصہ چہارم میں جن لوگوں سے نکاح حرام ہے، ان کے اس مسئلہ کا بیان ۱۹/۱۸ر پر ہے، کسی عورت نے جوانی کی خواہش کے ساتھ بدنیتی سے کسی مرد کو ہاتھ لگایا تو اب اسی عورت کی ماں اور اولاد کو اس سے نکاح کرنا جائز نہیں، اسی طرح اگر کسی مرد نے کسی عورت پر ہاتھ ڈالا وہ مرد اس کی ماں اور اولاد پر حرام ہو گیا۔ ۱۱ر پر ہے رات اپنی بیوی کو جگانے کے لیے اٹھا؛ مگر غلطی سے لڑکی پر ہاتھ پڑ گیا، یا ساس پر ہاتھ پڑ گیا اور بیوی سمجھ کر جوانی کی خواہش کے ساتھ اس کو ہاتھ لگایا تو وہ مرد اپنی بیوی پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو گیا۔

اب کوئی صورت جائز ہونے کی نہیں اور لازم ہے کہ یہ مرد اب اس عورت کو طلاق دے دے، جب کہ یہ مسئلہ سہواً پیش آ گیا تو قصداً اس کے برعکس اگر لڑکے کی بیوی پر ہاتھ وغیرہ لگ گیا، یا کسی موقع پر خدمت کرتے کراتے اعضا مس ہو جائیں اور خدانخواستہ دل میں کوئی بات یعنی غلط تصور ہو تو کیا حکم ہے؟ اس پرفتن دور میں خسر بہو کے ناجائز تعلقات کا پتہ چلتا ہے تو اس صورت میں کیا حکم ہے؟ اور اس قسم کے گھروں میں اختلاط تو ہوتا ہے، سب ایک ہی جگہ رہتے سہتے ہیں اور چیزوں کا لین دین بھی ہوتا ہے تو مذکورہ معاملہ کا کیا حکم ہے؟ جوابات سے نواز کر مشکور فرمائیں۔ (المستفتی: محمد یونس، پنجاب)

باسمه سبحانه وتعالیٰ، الجواب ــــــــــــــ وبالله التوفيق

جی ہاں! شہوت سے ہاتھ لگانے میں حرمت مصاہرت ثابت ہوجاتی ہے اور اگر غلطی سے بیوی سمجھ کر لڑکی، یا ساس، یا بہو پر شہوت سے ہاتھ لگ گیا ہے، تب بھی حرمت ثابت ہوجاتی ہے، اسی طرح اگر جسمانی خدمت یعنی پیر وغیرہ دباتے وقت شہوت ابھر جائے اور نیت خراب ہوجائے تو بھی حرمت ثابت ہوجائے گی؛ اس لیے ساتھ رہنے میں بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔

فلو أيقظ زوجته،أو أيقظته هي لجماعها، فمست يده بنتها المشتهاة،أو يدها ابنه حرمت الأم أبداً. (الدرالمختار، کراچی: ۳۵/۳، زکریا: ۱۱۲/٤) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۲۶ / رمضان المبارک ۱۴۱۴ھ (فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۳۶۱۹) (فتاوی قاسمیہ: ۳۳۰/۱۳، ۳۳۱)

بیٹی کو باشہوت چھونے سے حرمت مصاہرت کے بعد اپنی بیوی کو مجبوراً گھر میں رکھنا:

سوال: زید نے اپنی بیٹی کو لاعلمی اور شبہ سے بالشہوۃ چھولیا تو کیا زید پر اپنی بیوی ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی، جیسا کہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک ہے؟ مفتی حضرات اجازت دیتے ہیں کہ وہ اپنی بیوی کو رکھ سکتا ہے، اگر زید اپنی بیوی کو علاحدہ نہیں کرتا تو وہ فی ما بینہ وبین اللہ آثم ہوگا، یا نہیں؟ اور اس صورت میں جو بچہ پیدا ہوا ہے، وہ حرام ہے، یا نہیں؟ اور اگر ان کو یہ مسئلہ معلوم نہ ہو تو کچھ گنجائش بیوی کو رکھنے کی ہے، یا نہیں؟ دوسرے جن لوگوں کو مسئلہ معلوم ہو، ان کے ذمہ لازم ہے کہ وہ زید کو اس مسئلہ سے آگاہ کریں، یا نہیں؟ اگر ایسی صورت میں کئی مجبوریاں ہوں تو دیگر ائمہ کے مسلک پر فتویٰ دیا جاسکتا ہے، یا نہیں؟ جیسا کہ زوجہ مفقود میں فتویٰ دیا جاتا ہے، مثلاً زید کے نکاحِ ثانی کی امید بالکل نہ ہو، نہ اس بیوی کے لیے نکاحِ ثانی کی امید ہو۔ نیز بچوں کی پرورش میں بڑی پریشانی پیش آئے، گھر کا سارا نظام درہم برہم ہوجائے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس عورت کے اعزہ زید کو مارنے پیٹنے کو تیار ہوجائیں اور پھر عورت خود نان ونفقہ وسکنیٰ کی محتاج ہے، اس کا کوئی کفیل نہ ہو اور نہ خود کما کر اپنی گزر اوقات کرسکتی ہو۔ جواب عام فہم ہونے کے ساتھ ساتھ مفصل ومدلل بھی ضروری ہے، اختصار بالکل نہ ہو۔

الجواب ــــــــــــــ حامداً ومصلياً

اگر زید نے اپنی قابلِ شہوت (بالغ یا قریب البلوغ) لڑکی کو بغیر کپڑے کے، یا باریک کپڑے کے اوپر سے جو جسم کی گرمی محسوس ہونے میں سے مانع نہ ہو، ایسے طریقے پر ہاتھ لگایا ہے کہ اس کو ہاتھ لگانے سے شہوت پیدا ہوگئی، یا پہلے سے موجود تھی اس میں اضافہ ہوگیا تو اس لڑکی کی والدہ زید پر حرام ہوگئی، (۱) زید کے لیے واجب ہے کہ اس کو آزاد

(۱) ”وحرم أيضاً بالصهرية أصل ممسوسته بشهوة ولو لشعر على الرأس بحائل لايمنع الحرارة ... ==

کردے اور تعلقِ زوجیت ختم کردے۔ (۱) اگر بیوی کے لیے اور کوئی ٹھکانہ نہیں، کہیں نہیں جاسکتی، نہ دوسرا نکاح کرسکتی ہے۔ نیز زید کو اولاد کی پرورش کے لیے اس کی ضرورت ہے تو مجبوراً اس کی بھی گنجائش ہے کہ وہ اپنی اولاد کے ساتھ رہے اور زید اس کا خرچ برداشت کرتا رہے؛ مگر پورا پردہ ہونا لازم ہے، دونوں کبھی بھی تنہائی میں نہ ملیں، بے پردہ سامنے نہ آئیں، کوئی ہنسی بے تکلفی نہ ہونے پائے۔

اگر لڑکی نہ بالغہ ہے، نہ قریب البلوغ ہے، بالکل چھوٹی ہے، یا موٹے کپڑے کے اوپر سے ہاتھ لگایا گیا ہے کہ جسم کی گرمی محسوس نہ ہونے پائے، یا بغیر شہوت کے ہاتھ لگایا ہے، یا ہاتھ لگانے سے شہوت پیدا نہیں ہوئی، یا شہوت پہلے سے موجود تھی؛ مگر اس میں اضافہ نہیں ہوا تو ان سب صورتوں میں حرمت نہیں ہوئی۔ (۲) حرمت ثابت ہونے کی صورت میں بھی نکاح ختم نہیں ہوا، اس سے صحبت کرنا زنا نہیں، اگر چہ حرام اور سخت معصیت ہے، جیسے کہ بیوی سے حالتِ حیض میں صحبت کرنا زنا نہیں؛ مگر حرام ہے۔ (۳) ایسی حالت میں بھی اگر خدانخواستہ صحبت کرلی تو اس سے پیدا شدہ اولاد کو ولد الزنا کہنا درست نہیں ہوگا۔ (۴) یہ سب تفصیل کتب فقہ بحر، (۵) عالمگیری، (۶) ردالمحتار وغیرہ موجود ہے۔ (۷)

== هٰذا إذا تشترط كانت حية مشتهاة،أما غيرها يعني الميتة و صغيرة لم تشته،فلا تثبت الحرمة بها أصلاً ... وكذا تشترط الشهوة في الذكر...ولا فرق بين اللمس والنظربشهوة بين عمد ونسيان وخطأ وإكراه ...وفي المس لا تحرم مالم تعلم الشهوة ... وبنت سنها دون تسع ليست بمشتهاة،به يفتى،وإن ادعت الشهوة،إلخ". (الدر المختار مع رد المحتار،فصل في المحرمات:۳۲/۳،كتاب النكاح،سعيد)

(۱) (قوله:أومتاركة الزوج) في البزازية :المتاركة في الفاسد بعد الدخول لا تكون إلا بالقول باب المهر، مطلب في النكاح الفاسد:۱۳۲/۳،سعيد)

(۲) "وحرم أيضاً بالصهرية أصل ممسوسته بشهوة ولولشعر على الرأس بحائل لايمنع الحرارة ... هٰذا إذا تشترط كانت حية مشتهاة، أما غيرها يعني الميتة وصغيرة لم تشته،فلا تثبت الحرمة بها أصلاً ... وكذا تشترط الشهوة في الذكر... ولا فرق بين اللمس و النظربشهوة بين عمد ونسيان وخطأ وإكراه ... وفي المس لاتحرم ما لم تعلم الشهوة ... وبنت سنها دون تسع ليست بمشتهاة، به يفتى،وإن ادعت الشهوة،إلخ". (الدرالمختارمع رد المحتار، فصل في المحرمات:۳۲/۳،كتاب النكاح،سعيد)

(۳) قال اللّٰه تعالىٰ:﴿ويسئلونک عن المحيض،قل هوأذى،فاعتنزلوا النساء في المحيض،ولا تقربوهن حتىٰ يطهرن﴾(سورة التوبة:۲۲۳)

(۴) نکاح فاسد میں بچہ کے نسب ثابت ہوجانے کی وجہ سے اسے ولد الزنا کہنا درست نہیں ہے:

"النكاح الصحيح وما هوفي معناه من النكاح الفاسد،والحكم فيه أنه يثبت النسب من غيردعوة".
(الفتاوىٰ العالمگيرية،كتاب الطلاق،الباب الخامس عشرفي ثبوت النسب:۵۳۶/۱، رشيدية)

(۵) راجع البحرالرائق،فصل في المحرمات : ۳/ ۱۷۵،۱۷۹،رشيدية

(۶) راجع الفتاوىٰ الهندية،القسم الثاني:المحرمات بالصهرية،وما يتصل بذلک:۲۷۴/۱_۲۷۵، رشيدية

(۷) راجع رد المحتار،فصل في المحرمات:۳۲/۳،سعيد

"وبحرمة المصاهرة لايرتفع النكاح، حتىٰ لايحل لها التزوج بأخرىٰ، إلا بعد المتاركة وإنقضاء العدة والوطى بها لايكون زناً،آه". (الدر المختار)

"قال في الذخيرة: ذكر محمد في نكاح الأصل، أن النكاح لايرتفع بحرمة المصاهرة والرضاع بل يفسد، حتىٰ لو وطئها الزوج قبل التفريق،لايجب عليه الحد،اشتبه عليه أولم يشتبه عليه،آه". (رد المحتار)(۱)

لیکن حرمتِ مصاہرت ثابت ہونے کے بعد اگر صحبت کرے گا؛ تو سخت گناہ گار بھی ہوگا اور مہر بھی لازم ہوگا۔

"وعليه مهر المثل بوطئها بعد الحرمة، ولاحد عليه، ويثبت النسب،آه". (رد المحتار: ۲۸۳/۲)(۲)

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳۹۴/۴/۱ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۹۶/۱۱)

اپنی لڑکی کو شہوت سے چھونے سے حرمت:

سوال: ایک شخص رات کے وقت اپنی نفسانی خواہش کے واسطے اپنی بیوی کی چارپائی کے پاس گیا، اس کی بیوی کے پاس اس کی لڑکی سوئی ہوئی تھی، اس کا ہاتھ لڑکی کو لگ گیا یعنی بازو وغیرہ کو تو اس کو اسی وقت معلوم ہوگیا کہ میری لڑکی ہے، اس کے واسطے کیا حکم ہے؟ اس مسئلے کی بابت مولوی اشرف علی صاحب اپنے بہشتی زیور میں لکھتے:

"اس مرد کی عورت اس پر ناجائز ہوگئی، وہ اپنی عورت کو طلاق دے دے"۔

میں آپ کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ غلطی اس سے ہوئی، اس کی عورت کا کیا قصور ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــ حامداً ومصلياً

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ اس مسئلہ کو بہشتی زیور حصہ چہارم کے صفحہ: ۶۹ (۳) پر تحریر فرماتے ہیں اور آپ کے اس شبہ کا جواب امداد الفتاویٰ کے تتمہ ثالثہ، ص: ۳۴ میں دیا ہے، ان سے یہی سوال کیا گیا ہے اس کے جواب میں لکھا ہے:

"اس کا حرام ہونا کسی قصور کی وجہ نہیں، بلکہ جب سبب پایا جاتا ہے تو مسبب بھی پایا جاتا ہے؛ یعنی جیسا کہ کوئی شخص بھولے سے زہر کھالے، گناہ تو نہیں؛ مگر مر جاوے گا؛ یعنی: جیسا کہ خواہ بھول کر کھاوے، خواہ جان کر اس کا اثر ہوتا ہے، اسی طرح خواہ بھول کر جوانی کے جوش اور شہوت سے لڑکی کو ہاتھ لگاوے، خواہ جان کر، بہر حال اس کا اثر تو ضروری ہے"۔(۴)

(۱،۲) رد المحتار، كتاب النكاح، فصل في المحرمات: ۳/ ۳۷، سعيد

(۳) بہشتی زیور، باب "جن لوگوں سے نکاح کرنا حرام ہے، حصہ چہارم، ص: ۳۱۷، دارالاشاعت کراچی

(۴) امداد الفتاویٰ: ۳۲۶/۲، باب المحرمات وغیرہا، دارالعلوم کراچی

اگر وہ لڑکی بالغہ ہے اور اس کو شہوت سے ہاتھ لگایا ہے تو یہی بیوی؛ یعنی لڑکی کی والدہ اس پر حرام ہوگئی، اس کو علاحدہ کرنا ضروری ہے۔

"وحرم أيضاً بالصهرية أصل مزنية، أراد بالزنا الوطی الحرام، وأصل ممسوسته بشهوة". (الدر المختار)

قال الشامی: لأن المس بالأ والنظر سبب داع إلى الوطئ، فيقام مقامه في موضع الا حتياط، هداية، واستدل لذلك في الفتح بالأحاديث والآثار عن الصحابة والتابعين". (رد المحتار، ص: ۴۳۲) (۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۴/۱۱/۱۳۵۴ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۵/ذی قعدہ ۱۳۵۴ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۱/۳۹۹)

مراہقہ بیٹی کی پنڈلیوں پر غلطی سے پیر چلا جائے:

سوال: شخصے بشب بعد نماز عشاء بر بستر خود خوابیدہ، بعد ازاں بجہت تنگی جائے گاہ دخترش مراہقہ منکوحہ باجازت زنش کہ مادر دختر مذکورہ شدہ بر بوریہ کہ برآں بستر شخص مذکور شدہ خفتہ و شخص مزبور در خواب رفتہ واو را ایں امر بالکلیہ ہیچ معلوم نشد ناگاہ در شب چناں گردید کہ ہر دو پایش بر ہر در ساق دختر شدہ وآلۂ تناسل اوش انتشار یافت، بایں ہرگاہ بیدار شدہ آلہ اش از بیش منتشر بود؛ یعنی در حالت خواب منتشر شدہ و در حالت بیداری منتشر یافتہ و بعد بیدار شدن در انتشار زیادتی پیدا نہ گشت؛ لیکن ہیچ خطرۂ از شہوت ولذت در دلش بجانب دختر نیافت وفی الفور پا کشیدہ و او را از دستِ خود مَس نمودہ بنام او پرسید کہ تو فلاں ہستی دخترش جواب داد جی ہاں بعد ازاں از دختر روتافتہ پشت داد، آیا در نکاحش نقصانے افتادیانہ؟ چونکہ ایں امر بوقوع آمدہ دیں کہ در گرداب حیرانی وغم لہذا در رمضان خصوصاً ایام اعتکاف تصدیق می دسم از عبارت درمختار: "**فلو أيقظه، إلخ، وكذا لو فزعت فدخلت، إلخ**" در دل اضطرار و بیقراری بہم رسید واز عبارت شامی: "**وقال الفتح: وفرع عليه مالو انتشر وطلب امرأته فاولج بين فخذى بنتها خطأ لا تحرم، إلخ**" در دل قدرے تسلی می آید، مکرر ایں کہ مسئلہ مذکور برائے پرسیدن شدہ نہ کہ امرے دیگر؟ (۲)

---

(۱)　**الدر المختار مع رد المحتار، فصل في المحرمات: ۳/۳۲، كتاب النكاح، سعيد**

(۲)　خلاصہ سوال: ایک شخص اپنے بستر پر لیٹا ہے، جگہ کی تنگی کی وجہ سے اس کی مراہقہ منکوحہ لڑکی اپنی ماں کی اجازت سے اپنے باپ کی چٹائی پر آلیٹی، باپ سویا ہوا تھا، اسے کوئی علم نہ تھا، رات میں اچانک اس کی دونوں ٹانگیں لڑکی کی دونوں پنڈلیوں پر جا پڑیں، آلہ تناسل منتشر ہوگیا، جب وہ بیدار ہوا تو آلہ تناسل کو بیدار پایا، بیداری کے بعد انتشار میں نہ کوئی زیادتی ہوئی، نہ شہوت ولذت کا کوئی خطرہ گزرا، فوراً پاؤں کھینچ لیے اور اس لڑکی کو چھو کر نام لے کر پوچھا کہ کیا تو فلاں ہے؟ اس نے کہا کہ جی ہاں، اس کے بعد باپ پیٹھ پھیر کر سو گیا، فرمائیے کہ کیا اس سے نکاح میں کوئی خرابی ہوگی؟ (انیس)

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

دریں صورت حرمت مصاہرۃ ثابت نشد ہ۔(۱)

فی الدرالمختار: وحدّها[أی الشهوة] فیهما [أی المس و النظر] تحرک آلته أوزیادته،به یفتی.

وفی ردالمحتار: وفرع علیه ما لوانتشر وطلب إمرأة، فأولج بین فخذی بنتها خطأ ، لاتحرم أمها ما لم یزدد الانتشار.(٤٠٩/٢)(۲)

۲۵ رشوال ۱۳۳۰ھ (تتمہ اول ،ص: ۹۵) (امداد الفتاویٰ جدید: ۳۱۱/۲-۳۱۲)

بیٹی کوشہوت سے ہاتھ لگانے سے نکاح پر اثرات:

سوال: اگر کسی نے اپنی بیٹی کوشہوت کے ساتھ ہاتھ لگایا تو اس عمل سے اس کے نکاح پر کیا اثر پڑسکتا ہے؟ کیا بیوی اس کے لیے حرام ہوجائے گی، یا حلال رہے گی؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

اگر کسی شخص نے بیٹی کوشہوت کے ساتھ ہاتھ لگایا ہواور درمیان میں کوئی ایسی چیز بھی حائل نہ ہوجو بیٹی کی بدن کی درجہ حرارت کے احساس سے مانع ہواور نہ بیٹی کی عمر نو سال سے کم ہوتو اس صورت میں حرمت مصاہرت ثابت ہوکر لڑکی کی ماں اس شخص پر حرام ہوجائے گی اور اگر مذکورہ شرائط میں سے ایک بھی موجود نہ ہوتو پھر حرمت ثابت نہیں۔

قال فی الهندیة: فلو أیقظ زوجته لیجامعها فوصلت یده إلٰی بنته منها فقرصها بشهوة وهی ممن تشتهی یظن أنها أمها حرمت علیه الأم حرمة مؤبدة، كذا فی فتح القدیر. ثمّ لافرق فی ثبوت الحرمة بین كونه عامدًا أو ناسیًا ... ثم المس إنما یوجب حرمة المصاهرة إذا لم یكن بینهما ثوب، أما إذا كان بینهما ثوب فإن كان صفیقا لا یجد الماس حرارة الممسوس لا تثبت إلٰی یده ثبتج كذا فی الذخیرة ... والفتویٰ علٰی أن بنت تسع محل الشهوة لا ما دونها، كذا فی معراج الدرایة، انتهیٰ. (الفتاویٰ الهندیة: ٢٧٤/١، الباب الثالث فی المحرمات)(۳) (فتاویٰ حقانیہ: ۴۱۲/۴)

حرمت مصاہرت کے لیے مرد کا اقرار:

سوال: ایک آدمی پر الزام ہے کہ اس نے اپنی لڑکی کے ساتھ زنا کیا ہے؛ مگر کہیں سے اس کا ثبوت نہیں ہے کہ کیا سچ ہے، یا غلط ہے؟

---

(۱) ترجمہ جواب: اس صورت میں حرمت مصاہرت ثابت نہ ہوگی۔انیس

(۲) الدرالمختار مع ردالمحتار، فصل فی المحرمات: ٣٣/٣، دارالفكر بیروت، انیس

(۳) قال العلامة الحصكفی رحمه اللّٰه: ولا فرق فیما ذكر بین اللمس والنظر بشهوة بین عمدٍ و نسیان وخطأ وإكراه فلو أیقظ زوجته أوأیقظته هی لجماعها فمست یده بنتها المشتهاه أویدها ابنه حرمت الأم أبداً. (الدرالمختار علٰی صدر ردّ المحتار: ٣٥/٣، كتاب النكاح، فصل فی المحرمات) ومثلهٗ فی البحرالرائق: ١٠٠/٢، كتاب النكاح، فصل فی المحرمات.

گواہ نمبر (۱) اس آدمی کی زوجہ کہتی ہے کہ میں نے شوہر کا ذکر کھڑا دیکھا تو شک ہوا کہ یہ زنا کر کے آئے ہیں۔
گواہ نمبر (۲) لڑکی بعمر ۹ سال اس کا بیان ہے کہ سب جھوٹ ہے، کچھ نہیں ہوا۔ خود وہ شخص کہتا ہے کہ خدا گواہ ہے، کچھ نہیں ہوا، جب کہ وہ پہلے ایک، یا دو مولویوں کے سامنے زنا کا اقرار کر چکا ہے۔ دوسرے روز کہتا ہے کہ مجھ کو کچھ خبر نہیں ہے کہ میں نے کیا کہا۔ اس صورت میں اس کی زوجہ حرام ہوگئی، یا نہیں؟ فقط

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

عورت کا جو کچھ بیان ہے، وہ تو ثبوتِ زنا کے لیے بالکل کافی نہیں؛(۱) لیکن مرد کا اقرار کر لینا حرمت کے لیے کافی ہوگا؛ یعنی جس نے دو مولویوں کے سامنے اقرار کیا ہے اور وہ گواہی دیتے ہیں کہ اس نے اقرار کیا ہے کہ اس نے اپنی لڑکی کے ساتھ زنا کی ہے، اس پر کی عورت؛ یعنی لڑکی کی ماں حرام ہوگئی۔ (۲)
اس سے علاحدگی ضروری ہے، صاف صاف کہہ دے کہ میں نے تعلق نکاح ختم کر دیا۔ (۳) اس کے بعد اس کی وہ عورت عدت تین حیض گزار کر دوسری جگہ اپنا نکاح کر لے۔ (۴) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ، دار العلوم دیوبند، ۱۴/۱۱/۱۳۸۵ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دار العلوم دیوبند۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۷۸/۱۱)

ساس، یا بیٹی کو شہوت کے ساتھ چھونے سے بیوی حرام ہو جاتی ہے:

سوال: اگر کوئی نادان اپنی ساس، یا بیٹی کے بدن پر شہوت سے نظر کرے، یا ان سے زنا ہی کر لیوے، یا ان کی فرج داخل کی طرف شہوت سے نظر کر لے، یا بوسہ دے، یا شہوت سے بدن پر ہاتھ لگائے تو کیا زوجہ اس پر حرام ہو جاتی ہے، پھر کس طرح اس کو نکاح میں لا سکتا ہے؟

---

(۱) (قوله: أربعة رجال) فلا تقبل شهادة النساء". (ردالمحتار، كتاب الشهادات: ٤٦٤/٥، سعيد)

(۲) ولو أقر بحرمة المصاهرة، يؤاخذ به ويفرق بينهما، والإصرار على الإقرار ليس بشرط، حتىٰ لو رجع عن ذلك فقال: كذبت، فالقاضي لايصدقه، ولكن فيما بينه وبين الله تعالىٰ إن كان كاذباً فيما أقر، لاتحرم عليه إمرأته". (الفتاوىٰ الهندية، كتاب النكاح، القسم الثاني: المحرمات بالصهرية وما يتصل بذلك: ٢٧٦/١، رشيدية)

(۳) "وبحرمة المصاهرة لايرتفع النكاح، حتىٰ لايحل لها التزوج بآخر إلا بعد المتاركة وإنقضاء العدة".
"وقد صرحوا في النكاح الفاسد بأن المتاركة لايتحقق إلابالقول، إن كانت مدخولا بها كتركتك أو خليت سبيلك وأما غير المدخول بها فقيل: تكوب بالقول وبالترك على قصد عدم العود إليها". (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب النكاح، فصل في المحرمات: ٣٧/٣، سعيد)

(۴) قال الله تعالىٰ: ﴿والمطلقات يتربصن بأنفسهن ثلاثة قروء﴾ (سورة البقرة: ٢٢٨)
"وهي حرة ممن تحيض، فعدتها ثلاثة أقراء، لقوله تعالىٰ: ﴿والمطلقات يتربصن بأنفسهن ثلثة قروء﴾ (الهداية، باب العدة: ٤٢٢/٢، مكتبة شركة علمية، ملتان)

الجواب

حرام ہوجاتی ہے اور پھر کسی طرح اس کو نکاح میں لانا درست نہیں ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۴۳/۷)

رات میں غلطی سے لڑکی، یا ساس پر ہاتھ پڑ جائے اور شہوت ہو تو کیا حکم ہے:

سوال: رات کو اپنی بیوی کو جگانے اٹھا؛ مگر غلطی سے اپنی لڑکی پر ہاتھ جا پڑا، یا ساس پر اور بیوی سمجھ کر جوانی خواہش سے اس پر ہاتھ پھیرا تو وہ مرد اپنی بیوی سمجھ کر جوانی کی خواہش سے ہاتھ ڈالنے والے کو اپنی عورت کو علاحدہ کردینا چاہیے، وہ ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی، اس کے متعلق چند سوالات ہیں، لڑکی بالغ ہو، یا نابالغ، اس صورت میں غلطی کافی ہے، یا ارادۃً لڑکی پر ہاتھ ڈالنا ضروری ہے؟

الجواب

یہ حکم نو برس، یا زیادہ عمر کی لڑکی سے متعلق ہے، اس صورت میں غلطی بھی کافی ہے۔(۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۷۶/۷)

بیٹی باپ پر بدنیتی کا الزام لگاتی ہے اور باپ منکر ہے تو کیا حکم ہے:

سوال: فصاحت کی حقیقی بیٹی نے بیان کیا کہ میرے باپ نے مجھ پر بدنیتی سے ہاتھ چلایا؛ لیکن فصاحت سختی سے انکار کرتا رہا تو فصاحت کا نکاح ٹوٹ گیا، یا نہیں؟ لوگوں نے اس کو اپنی قربانی سے علاحدہ کردیا اور جب اس نے قربانی کرکے گوشت تقسیم کیا تو کسی نے نہیں لیا تو وہ گنہ گار ہوئے، یا نہ؟

الجواب

فصاحت کا نکاح اس صورت میں قائم ہے اور چوں کہ فصاحت منکرہ اور اس کی تکذیب شہود عدول سے ثابت نہیں ہے؛ اس لیے حرمت مصاہرت اس صورت میں ثابت نہ ہوگی، پس فصاحت کے ساتھ متارکت کرنا اور اس کو شریک قربانی نہ کرنا اور اس کے دیئے ہوئے گوشت قربانی کو نہ لینا اور اس کو ناجائز سمجھنا ناجائز اور معصیت ہے۔ فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۷۲/۷-۳۷۳)

موطوءۃ کی لڑکی کو رکھنا کیسا ہے اور اس کی اولاد کا کیا حکم ہے:

سوال: زید نے اپنی خوشدامن ہندہ سے زنا کیا، مسئلہ معلوم ہونے پر زید نے اپنی زوجہ کو چھوڑ دیا اور اس فعل

---

(۱) وحرم أيضاً بالصهرية أصل مزنيته وأصل ممسوسته بشهوة،إلخ، وفروعهن مطلقاً.(الدرالمختار علىٰ هامش ردالمحتار، فصل في المحرمات: ۳۸٤/۲،ظفير)

(۲) فلو أيقظ زوجته أوأيقظته هي لجماعها فمست يده بنتها المشتهاة أويدها إبنه حرمت الأم أبداً،فتح، قبل أم امرأته في أي موضع كان على الصحيح حرمت عليه إمرأته إلخ وبنت سنها دون تسع ليست بمشتهاة به يفتىٰ.(الدر المختار علىٰ هامش ردالمحتار،فصل في المحرمات: ۳۸۸/۲-۳۸۹،ظفير)

سے توبہ کیا، پھر زید کی زوجہ نے زور دیا کہ میں مبلغ پانچ سو روپیہ مہر کا دعویٰ کروں گی، زید نے بہ سبب خوف مہر کے توبہ توڑ دی اور زوجہ کو رکھ لیا، اس سے اولاد ہوئی، ایسے شخص کے لیے کیا حکم ہے، اس کو امام مقرر کرنا کیسا ہے اور نکاح زید کا باقی رہا، یا نہ؟ اور مہر زید کے ذمہ واجب ہے، یا نہ؟

الجواب

جب کہ زید نے اپنی زوجہ کو چھوڑ دیا اور اس کو علاحدہ کر دیا، نکاح اس کا باطل ہو گیا اور زید کو ایسا کرنا ضروری تھا؛ یعنی اپنی زوجہ کو علاحدہ کرنا لازم تھا، پھر زید کا اس زوجہ کو رکھنا اور اس سے صحبت کرنا حرام ہے اور اس کے بعد جو اولاد ہوئی، اس کا نسب ثابت نہیں ہے، سابق کا مہر لازم ہے؛ یعنی اگر وہ عورت موطوءۂ زید ہے تو مہر مثل لازم ہے۔

ویجب مهر المثل فی نکاح فاسد، إلخ. (الدر المختار)(۱)

الغرض زید بحالت مذکورہ فاسق ہے امامت اس کی مکروہ ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳۷۷/۷)

ربیبہ سے نکاح درست ہے:

سوال: ربیبہ سے نکاح جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

ربیبہ سے نکاح کی حرمت قرآن شریف میں موجود ہے۔

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿حرمت علیکم أمهاتکم ... وربائبکم اللاتی فی حجورکم﴾ (الآیة)(۲)

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳۶۴/۷)

ربیبہ سے نکاح:

سوال: زید اپنی مدخولہ بیوی کے مرنے کے بعد اس کے پہلے شوہر سے ہونے والی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتا ہے، کیا یہ درست ہے؟ (منظور عالم، چلمل)

الجواب

مذکورہ صورت میں زید پر وہ لڑکی حرام ہے اور اس کے لیے اس سے نکاح قطعاً جائز نہیں، خود قرآن مجید میں اس کے حرام ہونے کی صراحت موجود ہے، فرمایا گیا:

﴿وَرَبَائِبُكُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِكُمْ﴾(۳) (کتاب الفتاویٰ: ۳۴۱/۴)

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار، باب المهر، مطلب فی النکاح الفاسد: ۴۸۱/۲، ظفیر

(۲،۳) سورة النساء: ۲۴

منکوحہ کی بیٹی سے نکاح کرنا:

سوال: ایک شخص نے کسی مطلقہ یا بیوہ سے نکاح کیا، اس عورت کی سابقہ خاوند سے ایک جواں بیٹی بھی ہے جبکہ اس شخص نے دخول سے قبل ہی اس کو طلاق دیدی، اوراب وہ اس کی بیٹی سے نکاح کرنے کا خواہشمند ہے۔ تو کیا اس شخص کا اپنی مطلقہ کی بیٹی سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

منکوحہ کی بیٹی سے نکاح شرعا حرام ہے مگر یہ حرمت دخول یا خلوت صحیحہ کے ساتھ مشروط ہے۔ اگر یہ شرط پائے جانے سے قبل طلاق واقع ہوجائے تو منکوحہ مطلقہ کی بیٹی سینکاح مرخص ہے ورنہ خلوت صحیحہ یا دخول کی صورت میں نکاح ناجائز وحرام ہے صورت مسئولہ میں چونکہ خلوت صحیحہ یا دخول کی شرط مفقود ہے اس لئے اس شخص کا اس لڑکی سے نکاح درست ہے۔

قال العلامة المرغيناني: ولا بأم إمرأته دخل بها أو لم يدخل، لقوله تعالىٰ: ﴿وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ﴾ من غير قيد الدكول ولابنت امرأته التي دخل بها الثبوت قيد الدخول بالنص سواءٌ كانت في حجره أو في حجر غيره. (الهداية: ۲۸۷/۲، كتاب النكاح، فصل في المحرمات)

قال الله تعالىٰ: ﴿وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ﴾. (سورة النساء: ۲۳) (۱) (فتاوی حقانیہ: ۳۵۲/۴)

جو بیوی فوت ہوگئی، اس کی اس لڑکی سے جو دوسرے شوہر سے ہے، نکاح جائز ہے، یا نہیں:

سوال: حاجی محمد سعید، کلکتہ خلاصی ٹولہ ۸۵، کتاب خلاصۃ النکاح، ص: ۶ پر لکھا ہے کہ:

''جو عورت آپ نکاح میں لا چکے ہوں اور وہ مرجاوے تو اس کی لڑکی جو شوہر سابق سے ہے، اس کو نکاح میں لانا جائز ہے''۔ (ہکذا فی الہدایہ)

لہذا یہ صحیح ہے، یا نہیں، یعنی سوتیلی لڑکی سے مرجانے اس کی ماں کے نکاح جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

زوجہ مدخولہ کی دختر شوہر سابق سے شوہر ثانی کے لیے ہمیشہ کے لیے حرام ہے؛ کیوں کہ وہ ربیبہ اس شخص کی ہے اور ربیبہ کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہے۔

---

(۱) ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا﴾ (سورة النساء: ۲۳)

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ﴾(۱)

البتہ اگر اس منکوحہ سے وطی نہ کی ہو اور بلا وطی اس کو طلاق دے دیوے، یا وہ مرجاوے تو پھر اس کی دختر [بیٹی] سے نکاح صحیح ہے۔ کما قال اللّٰہ تعالیٰ فی آخر الآیة المذکورة: ﴿فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ﴾ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۴۳/۷۔۳۴۴)

مدخولہ بیوی کی لڑکی سے نکاح حرام ہے:

سوال: ﴿وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ﴾(۱)

(یعنی عورت کی وہ بیٹی جو پہلے خاوند سے ہے اور گود میں ہے حرام ہے، اس کی ماں کی زندگی اور موت میں۔)

"وهل تسمىٰ الربيبة وإن لم تكن فی حجره" کیا نام رکھا جاتا ہے؟ ربیہ اگر اس کی گود میں نہ ہو؛ یعنی جو گود والی بچی سے بڑی ہو وہ بھی حرام ہے، امام بخاری صاحب نے صحیح بخاری کے ترجمہ فیض الباری کے پارہ ۲۱ پر درج فرمایا ہے کہ حضرت عمر فاروق اور حضرت علی مرتضیٰ نے اپنے زمانہ خلافت میں اس لڑکی سے نکاح کی اجازت دی جو گود میں نہ تھی؛ یعنی پہلی کی تھی، روایت کیا اس کو ابن منذر وغیرہ نے اور اخیر پر یہ تحریر فرمایا کہ اگر نہ ہوتا اجماع احادیث اس مسئلہ میں تو اس کا لینا اولیٰ ہوتا، اس واسطے کہ حدیث کے اکثر طریقوں اور قرآن میں حجر قید آچکی ہے اور مخالفین نے صرف اس حدیث کو حجت پکڑا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری بیبیوں اپنے بیٹوں اور بیٹیوں سے نکاح کرنے کو مجھ سے نہ کہا کرو۔ حدیث مخالف سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت نے اپنی بیبیوں کو ان کی زندگی میں ان کے بیٹوں اور بیٹیوں سے نکاح کرنے کو منع فرمایا؛ یعنی جیسے عورت کی زندگی میں اس کی بہن حرام ہے، ویسے بیٹی بھی، ورنہ زندگی کے بعد کوئی عورت کیا کہہ سکتی ہے، اخیر پر یہ بھی گزارش ہے کہ کیا حضرت علی اور عمر فاروق سے مخالفین زیادہ معتبر اور واقف ہے؟

الجواب

زوجہ مدخولہ کی بیٹی شوہر اول سے مطلقاً حرام ہے، خواہ زوجہ موجود ہو یا نہ اور خواہ وہ گود میں اور پرورش میں ہو، یا نہ ہو، جیسا کہ قرآن شریف میں محرمات ابدیہ میں اس کو شمار کیا ہے:

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿و اللاتی فی حجورکم من نسائکم اللاتی دخلتم بهن﴾(۲)

اور قید فی حجورکم کی باعتبار غالب کے اور باعتبار اکثر کے ہے، چناں چہ جمہور صحابہ وتابعین وائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہی مذہب ہے اور سواء داؤد ظاہری کے کسی کا خلاف ائمہ میں سے اس بارے میں منقول نہیں ہے اور صحابہؓ میں جو اس بارے میں اختلاف تھا، وہ بعد اجماع کے مرتفع ہوگیا۔

(۱،۲) سورة النساء: ٢٤، ظفیر

جلالین میں ہے:

﴿فی حجورکم﴾ تربونها صفة موافقة للغالب فلامفهوم لها، إلخ. (۱)

اور مدارک میں ہے:

قال داؤد: إذا لم تكن فی حجرة لاتحرم، قلنا: ذكر الحجر علٰی غلبة الحال دون الشرط، إلخ. (۲)

اور درمختار میں ہے:

وبنت زوجته الموطوءة.

قال فی ردالمحتار: أی سواء كانت فی حجره أی كنفه ونفقته أولا، ذكر الحجر فی الآية خرج مخرج العادة أوذكر للتشنيع عليهم، كما فی البحر. (۳)

اور امام بخاری رحمہ اللہ بھی اس مسئلہ میں جمہور کے ساتھ ہیں، وہ بھی ربیبہ سے نکاح کو مطلقاً حرام فرماتے ہیں؛ یعنی گود میں ہو، یا نہ ہو، چناں چہ پوری عبارت بخاری شریف کی ترجمہ باب کی یہ ہے:

وهل تسمی الربيبة وإن لم تكن فی حجرة ودفع النبی صلی الله عليه وسلم ربيبة له إلٰی من يكفلها ويسمی النبی صلی الله عليه وسلم ابن ابنته ابناً. (۴)

اور اس کے بعد حدیث ''لاتعرضن'' سے بھی امام بخاریؒ نے اس پر دلیل پکڑی ہے کہ باوجود دوسرے شخص کی کفالت میں دور پرورش میں ہونے کے اس لڑکی کو ربیبہ فرمایا گیا اور محرمات میں شمار کیا گیا، باقی قرن اول کا اختلاف جب کہ اس کے بعد اجماع حرمت پر ہو چکا ہو، معتبر نہیں رہتا اور واضح ہو کہ حضرت علی وحضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا خلاف اس بارہ میں امام بخاریؒ نے نقل نہیں کیا اور یہ بھی ابن حجر ہی کا قول ہے کہ اگر نہ ہوتا اجماع حادث اس مسئلہ میں، الخ، امام بخاری کا قول کہنا اس کو غلط ہے۔ الغرض امام بخاری اور ائمہ اربعہ اور جمہور اہل سنت والجماعت اس مسئلہ میں متفق ہیں کہ زوجہ مدخولہ کی بیٹی ہمیشہ کے لیے حرام ہے، خواہ وہ حجر میں ہو، یا نہ اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مطلقاً حرام فرمایا ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۷/۳۷۷-۳۷۹)

حرمتِ مصاہرت سے نکاح ختم نہیں ہوتا، زوجین میں تفریق ضروری ہوتی ہے:

السوال: إذا زنٰی أحد مع امرأته أوبنت امرأته، أوبنته، أی بنت الزوجة والزوج معاً، هل امرأته حلال أم حرام؟ وإذا كان حراماً هل يبقی طلاقها ونكاحها؟

---

(۱) تفسیر الجلالین، ص: ۷۲، ظفیر

(۲) تفسیر مدارک التنزیل، سورة النساء: ۱/۳٤٦، دارالكلم الطيب بيروت، انيس

(۳) ردالمحتار، كتاب النكاح، فصل فی المحرمات: ۲/۳۸۲، ظفیر

(۴) صحيح البخاری: ۷/۱۱، دارطوق النجاة، انيس

الجواب ــــــــــــــــ حامداً ومصلیاً

من زنٰی بإحدی من ذکرت فی السوال، حرمت علیه زوجته، ولکن لم یرتفع النکاح بعد، فعلیه أن یفارقها فراقاً تاماً.

قال فی الدرالمختار (۲۷۹/۲): "وحرم بالصهریة أصل مزنية ... وبحرمة المصاهرة لایرتفع النکاح، حتٰی لایحل له التزوج باٰخر إلابعد المتارکة وإنقضاء العدة،آه". (۱)

وقال الشامی: "قال فی البحر: أراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربع: حرمة المرأة علٰی أصول الزانی وفروعه، وحرمة أصولها وفروعها علی الزانی، کما فی الوطء الحلال،آه". (۲)

حررہ العبد محمود عفی عنہ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۷۶/۱۱)

ربیبہ سے زنا کرنے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید نے ہندہ سے نکاح کیا ہے، ہندہ کے ساتھ ایک لڑکی اس کے پہلے شوہر سے ساتھ آئی تھی، ہندہ کی زید سے اولاد ہوئی، زید نے ہندہ کی اس لڑکی سے جو پہلے شوہر کی تھی زنا کیا، جس کے نتیجہ میں لڑکا پیدا ہوا۔ اب دریافت طلب بات یہ ہے کہ:

(۱) ہندہ کا نکاح زید سے باقی رہا یا نہیں؟

(۲) اگر حرام ہوگئی تو کیا دوبارہ نکاح کی گنجائش ہے؟

(۳) کیا زید اس لڑکی سے جو شوہر اول کی ہے نکاح کرسکتا ہے؟

(۴) زید کے ساتھ اس کے اعزہ اقرباء ترک موالات کریں یا اس سے میل جول قائم رکھیں؛ جبکہ وہ اس گناہ پر مصر ہے؟

(المستفتی: محمد عمران انصاری، شیخان، شیرکوٹ، بجنور)

باسمه سبحانه وتعالیٰ، الجواب ــــــــــــــــ وباللّٰه التوفیق

(۱) اگر واقعہ صحیح ہے تو زید کے اپنی بیوی کی صلبی لڑکی سے زنا کرنے کی وجہ سے بیوی ہمیشہ کے لیے زید پر حرام ہوگئی ہے۔ نیز زید کا اس لڑکی کے ساتھ نکاح بھی ہمیشہ کے لیے صحیح نہ ہوگا، اب زید ماں بیٹی میں سے کسی ایک سے بھی کبھی نکاح نہیں کرسکتا۔ ومن زنا بامرأة حرمت علیه أمها، وبنتها. (الهداية، اشرفی بکڈپو دیوبند: ۳۰۹/۲)

اور اس کو شرعی حکم بتلا دیا جائے، اگر باز آجائے تو ترک موالات نہ کیا جائے اور باز نہ آئے تو ترک تعلق کیا جاسکتا ہے۔

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿وَلَا تَرْكَنُوْا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ﴾ (سورة الهود: ۱۱۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۲۳/محرم الحرام ۱۴۱۴ھ (فتویٰ نمبر: الف ۳۲۸۲/۲۰) (فتاویٰ قاسمیہ: ۳۵۳/۱۳، ۳۵۴)

---

(۱) الدرالمختار مع ردالمحتار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات: ۳۷/۳، سعید

(۲) الدرالمختار مع رد المحتار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات: ۳۲/۳، سعید

لڑکی کہتی ہے: سوتیلے باپ نے میرے ساتھ زنا کیا اور باپ منکر ہے، کیا حکم ہے:

سوال: مسماۃ ہندہ زید کی زوجہ ہے اور ہندہ کی ایک لڑکی زینب دوسرے شوہر سے ہے، لڑکی کا بیان ہے کہ زید نے میرے ساتھ زنا کیا ہے اور زید منکر ہے اور لڑکی کے بیان کے سوا اور کوئی ثبوت نہیں۔

(المستفتی: ۶۷۹، پیر بخش (کوہ ڈگٹائی) ۲۶؍شعبان ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۴ نومبر ۱۹۳۵ء)

الجواب

اگر زید منکر ہے تو صرف زینب کے کہنے سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوگی۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ (کفایت المفتی: ۱۷۸/۵)

سوتیلی بیٹی کو شہوت سے چھونے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص غلطی سے اپنی سالی سے نکاح کرلے تو کیا اس کی بیوی حرام ہوجاتی ہے؟ اسی طرح اگر بیوی کی پہلی شادی سے بیٹی ہو اور کسی وقت یہ دوسرا شوہر اسے شہوت سے چھولے تو کیا اس کی بیوی اس پر حرام ہوجاتی ہے؟ چھونے سے مراد یہ ہے کہ کوئی چیز اس کے ہاتھ سے لیتے ہوئے، یا اسے دیتے ہوئے اس کے ساتھ ہاتھ لگ جائے اور اس سے ہلکی سی شہوت محسوس ہو تو کیا اس سے بھی بیوی حرام ہوجاتی ہے؟

الجواب بعون الملك الوهاب

اگر کوئی شخص اپنی سالی سے نکاح کرلے تو یہ نکاح فاسد ہوگا، اسی طرح اگر سالی سے نکاح کے بعد اس سے وطی کرلی تو ایسی صورت میں اس کا اپنی بیوی سے وطی کرنا حرام ہوگا، جب تک کہ اس کی سالی عدت نہ گزار لے، نیز بیوی کی بیٹی (پہلے شوہر سے) کو ہلکی سے شہوت سے چھونے کی صورت میں بیوی حرام نہیں ہوگی، جب تک کہ آلۂ تناسل میں انتشار پیدا نہ ہو۔

لمافي القرآن المجيد (النساء:۲۳): ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ﴾ (الآية)

وفي الشامية (۲۸/۳): (قوله: مصاهرة) كفروع نسائه المدخول بهن وإن نزلن وأمهات الزوجات وجداتهن بعقد صحيح وإن علون وإن لم يدخل بالزوجات وتحرم موطوئات آبائه

---

(۱) ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا﴾ (النساء: ۲۳)

وأجداده وإن علوا ولو بزنی والمعقودات لهم عليهن بعقد صحيح وموطوئات أبنائه وأبناء أولاده وإن سفلوا ولو بزنی والمعقودات لهم عليهن بعقد صحيح، فتح، وكذا المقبلات أو الملموسات بشهوة لأصوله أو فروعه أو من قبل أو لمس أصولهن أو فروعهن... قوله (جمع) أی بين المحارم كأختين ونحوهما أو بين الأجنبيات زيادة على أربع.

وفی الشامية: أيضا (۳۶/۳) ورجحه فی الفتح وعلى هذا فكان الأولٰی أن يقول لا تحرم ما لم تعلم الشهوة أی بأن قبلها منتشرا أو على الفم فيوافق ما نقلناه عن الفيض ولما سيأتی أيضا وحينئذ فلا فرق بين التقبيل والمس... والمعنی حرمت امرأته إذا لم يظهر عدم اشتهاء وهو صادق بظهور الشهوة وبالشک فيها أما إذا ظهر عدم الشهوة فلا تحرم ولو كانت القبلة على الفم،آه ح.

وفی الشامية أيضا(۴۰/۳): قوله (ونسی الأول) فلو علم فهو الصحيح والثانی باطل وله وطء الأولٰی إلا أن يطأ الثانية فتحرم الأولٰی إلى انقضاء عدة الثانية كما لو وطیء أخت امرأته بشبهة حيث تحرم امرأته ما لم تنقض عدة ذات الشبهة ح عن البحر. (نجم الفتاویٰ:۲۳۵/۴)

ربیب کی مطلقہ سے نکاح:

سوال: زید اپنے ربیب کی مطلقہ سے نکاح کرسکتا ہے، یانہیں؟

الجواب

کرسکتا ہے؛ بلکہ اپنی بی بی کے ساتھ جمع بھی کرسکتا ہے؛ کیوں کہ زید کی بی بی اوراس کے ربیب کی بی بی میں ایسا علاقہ نہیں کہ جس کو مرد فرض کریں، دوسرے سے نکاح حرام ہو۔

(تتمہ اولی،ص:۹)(امداد الفتاویٰ جدید:۲۳۲/۲)

بیوی قادیانی ہوگئی، قادیانی سے شادی کرلی، اب اس کی لڑکی سے نکاح کرسکتا ہے، یانہیں:

سوال: ایک شخص کی عورت قادیانی ہوگئی اور قادیانی سے نکاح کرلیا، اس سے لڑکی پیدا ہوئی، اس لڑکی سے اس کی ماں کا پہلا خاوند نکاح کرسکتا ہے، یانہیں؟

الجواب

نہیں کرسکتا۔

لقوله تعالٰی:﴿وربائبكم اللاتی فی حجوركم من نسائكم اللاتی دخلتم بهن﴾(۱)

قال فی الدرالمختار:وبنت زوجته الموطوءة وأم زوجته وجداتها مطلقاً.(۲)فقط(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳۸۱/۷)

(۱) سورة النساء:۲۴،ظفير

(۲) الدرالمختارعلٰی هامش رد المحتار،فصل فی المحرمات:۳۸۲/۲۔۳۸۳،ظفير

ربیبہ سے زنا کا انکار کیا، پھر دباؤ سے اقرار کرلیا، پھر انکار، کیا حکم ہے:

سوال: عمر نے شادی کی اور زوجہ سے قربت بھی کی، اس کے ساتھ ایک لڑکی ربیبہ بالغہ بھی آئی، تھوڑے دن کے بعد جو عمر کی پہلی بیوی سے ایک نابالغ لڑکا تھا، اس نے اپنے باپ عمر پر ربیبہ سے زنا کا الزام لگایا، لوگوں نے عمر اور ربیبہ سے پوچھا، دونوں نے زنا کا انکار کیا، بعد ازاں ایک خواندہ فقیر آیا، اس نے جبراً عمر سے زنا کا اقرار کرایا اور توبہ کرائی، پھر عمر زنا کا منکر ہوا اور لڑکا نابالغ بھی منکر ہے، اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب

اقرار زنا بالربیبۃ سے اس کی زوجہ اس پر حرام ہوگئی؛ لیکن وہ اقرار اگر اس نے کسی دباؤ سے جھوٹ کیا ہے اور فی الحقیقت اس نے اپنی ربیبہ سے زنا نہ کیا تھا تو اگر چہ عندالقاضی قول اس کا معتبر نہ ہوگا؛ مگر عنداللہ وہ عورت اس کے لیے حلال ہے۔ درمختار میں ہے:

وفی الخلاصة: وقیل له ما فعلت بأم امرأتک؟ فقال: جامعتها، تثبت الحرمة ولایصدق أنه کذب، إلخ، (قوله: ولایصدق أنه کذب) أی عند القاضی أما بینه وبین اللّٰه تعالٰی إن کان کاذباً فیما أقر لم تثبت الحرمة، إلخ. (شامی)(۱) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۸۴-۳۸۳/۷)

اپنی لڑکی سے زنا کیا تو بیوی حرام ہوئی، یا نہیں:

سوال: ایک شخص نے اپنی حقیقی دختر سے زنا کیا اور حمل ہوگیا، دو ماہ کے بعد وہ حمل ضائع کرایا گیا، اس صورت میں اس شخص کی زوجہ اس پر جائز رہی، یا نہیں؟

الجواب

اس صورت میں زوجہ اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی؛(۲) لیکن اگر باپ فعل سے انکار کرے اور گوہان عادل زنا کے موجود نہ ہوں تو پھر حرمت ثابت نہ ہوگی، **کما هو حکم الکتاب**. فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۴۰/۷)

(۱) دیکھئے: ردالمحتار، فصل فی المحرمات: ۳۹۰/۲، ظفیر

(۲) **إن النظر إلٰی فرج إبنته بشهوة یوجب حرمة امرأته وکذا لوفزعت فدخلت عریانیة فانتشر لها أبوها تحرم علیه أمها.** (الدرالمختار علٰی هامش ردالمحتار، فصل فی المحرمات: ۳۸۹/۲، ظفیر)

☆ کیا بیٹی سے جماع کرنے سے بیوی ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی لڑکی کے ساتھ جماع کیا، خواہشات کے ساتھ اب اس کی بیوی موجود ہے تو لڑکی کا کیا ہوگا اور بیوی کیا ہوگی؟ اگر لڑکی کو حمل ہو جائے تو کیا کیا جائے؟ لڑکی کی شادی بھی نہیں ہوئی ہے، اس کی عمر ۱۶/۱۷ سال کی ہے، مہربانی سے مع دلائل جواب عنایت فرمائیں۔ (المستفتی: عبدالغفور) ==

لڑکی کے ساتھ زنا کرنے سے بیوی حرام ہو جاتی ہے:

سوال: ایک شخص زید نے اپنی حقیقی لڑکی کے ساتھ زنا کیا تو اب اس لڑکی کی والدہ زید کے نکاح میں رہے گی، یا نہیں؟

الجواب ــ

اس لڑکی کی والدہ اس زانی پر ہمیشہ کو حرام ہوگئی، اس کو علاحدہ کر دینا لازم ہے اور کبھی اس سے نکاح نہیں ہوسکتا۔

وحرم أيضاً بالصهرية أصل مزنية، إلخ. (الدر المختار)(۱)

وفی الشامی عن البحر: وحرمة أصولها وفروعها علی الزانی. (۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳۹۱/۷)

ممسوسہ بالشہوۃ کی سوتن کی لڑکی سے شادی جائز ہے، یا نہیں:

سوال: ایک شخص نے ایک اجنبی عورت کے پستان شہوۃ سے چھوئے، اب اس شخص کا نکاح اس ممسوسہ کی سوت کی لڑکی سے درست ہے، یا نہیں؟

الجواب ــ

درست ہے۔ (۳) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳۶۷/۷)

بیوی کا خیال ہے کہ میرے شوہر نے میری بیٹی سے صحبت کی تو کیا حکم ہے:

سوال: ہندہ اپنے خاوند کی نسبت کہتی ہے کہ از روئے بد نیتی میری بیٹی سے بات چیت کی اور اغلب ہے کہ صحبت بھی کی ہوگی؛ اس لیے میں زید پر حرام ہوگئی، اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب ــ

محض گمان اور خیال سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی؛ پس ہندہ اپنے شوہر زید پر حرام محض اس خیال سے کہ زید نے شاید ہندہ کی دختر سے صحبت کی ہو اور حرام نہیں ہوئی۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳۷۳/۷)

== باسمہ سبحانہ وتعالیٰ، الجواب ـــــــــ وباللہ التوفیق

اپنی بیٹی سے زنا کرنے کی وجہ سے بیوی ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی ہے۔ اب تا حیات بیوی بنا کر رکھنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ اگر بیٹی سے کوئی بچہ پیدا ہو جائے تو ولد الزنا ہوگا، بچہ کو بیٹی کی طرف منسوب کیا جائے گا۔

حرمة المرأة عليی أصول الزانی، وفروعه نسباً، ورضاعاً وحرمة أصولها، وفروعها علی الزانی نسباً ورضاعاً. (شامی، کراچی: ۳۲/۳، زکریا: ۱۱۲/٤) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۲۸/ ذی قعدہ ۱۴۰۸ھ (فتویٰ نمبر: الف ۹۹۳/۲۴) (فتاوی قاسمیہ: ۲۵۲/۱۳، ۲۵۳)

(۱) الدر المختار علیٰ ھامش رد المحتار: ۳۸٤/۲، باب المحرمات، ظفیر

(۲) رد المحتار، باب المحرمات، ظفیر

(۳) کوئی وجہ حرمت نہیں۔ ﴿وأحل لكم ما وراء ذالكم﴾ (سورة النساء: ۲٤، ظفیر)

کیا حرمت مصاہرت کے ثبوت کے بعد بیوی کو ساتھ رکھنے کی کوئی شکل ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ مسمیٰ (زید جو کچھ ٹوٹا پھوٹا لکھ پڑھ سکتا ہے) نے ایک دن اپنی لڑکی (جس کی عمر ساڑھے گیارہ سال ہے) کا ہاتھ بری نیت سے پکڑ کر اپنے عضو تناسل پر اور اپنا ہاتھ لڑکی کی شرمگاہ پر رکھ دیا، لڑکی کو غصہ آیا اور خوف بھی محسوس ہوا، اس نے صورت واقعہ کی جانکاری اپنی ماں کو دی، ماں نے ایک مولوی صاحب سے اس بارے میں مسئلہ معلوم کیا تو انہوں نے فرمایا کہ لڑکی کی ماں زید پر ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی ہے اور اب اسے لڑکی کی ماں کو طلاق دے دینی چاہیے اور زید نے اس کو تین طلاق دے دی۔

مندرجہ بالاصورت میں زید کی بیوی کو کیا کرنا چاہئے؟ ویسے وہ فی الوقت اپنے میکہ میں ہے، ساتھ میں چار چھوٹے بچے ہیں، زید کی بیوی نے ابھی کسی کو صورت حال کی جانکاری نہیں دی ہے، میکہ میں زیادہ دن ٹھہرنا مشکل ہے؛ لہٰذا شریعت کا جو حکم ہے، اس سے جلد از جلد مطلع فرما کر ماجور ہوں۔

زید کے بارے میں شاید یہ بتادینا بھی کارآمد ہو کہ وہ ذہنی طور پر نارمل نہیں ہے، اس کے والدین نے اس کو پڑھانے کی بہت کچھ کوشش کی؛ لیکن وہ درجہ پنجم سے آگے نہ بڑھ سکا، چائے کی دوکان اور دوسرے کام کاج میں اس کو ڈالا گیا؛ لیکن اپنی عدم صلاحیت کی بنا پر وہ کسی میں بھی کامیاب نہ ہوسکا، گاہکوں کو سامان کے ساتھ زیادہ پیسے واپس کردینا، بازار سے چار سامان خریدنا، دولانا دو وہیں چھوڑ آنا وغیرہ اس کا روز کا معمول ہے، اپنی عقل وسمجھ سے کوئی کام نہیں کرسکتا، حساب کتاب نہیں کرسکتا، جو بھی کوئی کہہ دے، اسی کو مان لیتا ہے، کوئی کام کروانے والا ہو تو موٹے کام مثلاً مٹی گارے وغیرہ کے کرسکتا ہے۔

نوٹ: جو بھی حکم شریعت مطہرہ کا ہو واضح فرمائیں۔

(المستفتی: محمد اسماعیل خادم مدرسہ قاسم العلوم، سنت کبیر نگر، یوپی)

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ، الجواب ــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

سوال نامہ میں جو صورت حال بیان کی گئی ہے، اگر واقعۃً صحیح ہے تو زید کی بیوی اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی ہے اور فوری طور پر میاں بیوی کے درمیان تفریق کرانا، یا شوہر کی طرف سے متارکت کرنا لازم تھا اور بغیر متارکت بیوی کے لیے دوسری جگہ شادی کرنا بھی جائز نہیں تھا؛ لیکن سوال نامہ میں صاف لفظوں میں وضاحت ہے کہ زید نے اپنے بیوی کو تین طلاق دے دی ہے، لہٰذا تین طلاق سے متارکت بھی ہوگئی اور طلاق مغلظہ بھی ہوگئی۔

اب یہ بیوی شوہر کے پاس حلالہ کے بعد بھی نہیں آسکتی ہے؛ اس لیے کہ ہمیشہ کی حرمت ثابت ہوگئی ہے اور جس وقت طلاق دی ہے، اس وقت سے تین ماہواری گزر جانے کے بعد اس کی بیوی کی عدت پوری ہوجائے گی، اس کے بعد کسی دوسری جگہ وہ اپنی مرضی سے شادی کرسکتی ہے اور بچوں کا نان ونفقہ زید کے اوپر لازم رہے گا اور بیوی کی عدت کا

خرچہ بھی اس پر لازم ہے؛ اس لیے کہ بیوی مظلومہ ہے اور آئندہ دونوں کے ساتھ رہنے کی شرعاً کوئی شکل نہیں ہے اور شوہر کی دماغی حالت جو پیش کی گئی ہے، وہ ایسی نہیں ہے جو حقوق زوجیت ادا کرنے میں مخل ہو اور جنسی تعلقات کو سمجھنے میں ناکام ہو؛ بلکہ اس معاملہ میں اس کا دل ودماغ شرعاً درست ہے، اس کی دلیل کے لیے یہی کافی ہے کہ اسی کے نطفہ سے چار بچے پیدا ہوئے ہیں۔

إن النظر إلٰی فرج ابنته بشهوة يوجب حرمة امرأته،وكذا لو فزعت فدخلت فراش أبيها عريانة، فانتشر لها أبوها تحرم عليه أمها. (الدرالمختار)

وفي الشامية:(قوله: دخلت فراش أبيها) كنیٰ به عن المس و إلا فمجرد الدخول بغير مس لايعتبر. (شامی، كتاب النكاح، زكريا: ۱۱٤/٤، كراچی: ۳۷/۳)

وبنت تسع فصاعداً مشتهاة اتفاقاً. (شامی، زكريا ديوبند: ۱۱٤/٤، كراتشی: ۳۷/۳،الموسوعة الفقهية الكويتية: ۳۱۲/۳)

نفقة الأولاد الصغار على الأب لايشاركه فيها أحد. (الفتاویٰ الهندية، زكريا: ۵٦۰/۱، جديد زكريا: ٦۰۷/۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۳۰؍ محرم الحرام ۱۴۲۸ھ (فتویٰ نمبر: الف ۳۸؍ ۱۹۵۷)

الجواب صحیح: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۳۰؍۱؍۱۴۲۸ھ۔ (فتاوی قاسمیہ: ۱۳؍۳۰۸-۳۱۰)

لڑکی سے بوس وکنار کا اثر سوتیلی ماں پر:

سوال: ایک شخص اپنی لڑکی سے اگر زنا کا ارتکاب کر بیٹھے تو کیا، اس کی بیوی جس سے وہ لڑکی پیدا ہوئی ہے، اس شخص پر حرام ہو جائے گی؟ اور اگر اس لڑکی کی ماں انتقال کر چکی ہو اور اس کے باپ نے دوسرا نکاح کرلیا ہو تو اس دوسری بیوی کے متعلق کیا حکم ہے؟ حرام ہوگی، یا نہیں؟ نیز اپنی لڑکی سے شہوت کی حالت میں بوس وکنار کرنے سے، یا دواعی وطی سے بیوی اس پر حرام ہوگی، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــ حامداً ومصلياً

اس کے اس فعل بد سے اس لڑکی کی حقیقی ماں حرام ہوگئی، سوتیلی ماں حرام نہیں ہوئی، یہی حکم اس صورت میں بھی ہے، جب کہ شہوت سے اپنی لڑکی سے بوس وکنار، یا دواعی وطی کرے۔

"وحرم أيضاً بالصهرية أصل مزنية وممسوسة بشهوة،آه". (الدرالمختار)(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰؍۶؍۱۳۸۸ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۲؍۶؍۱۳۸۸ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۱؍۴۰۰)

(۱) الدرالمختار مع رد المحتار، كتاب النكاح،فصل في المحرمات: ۳۲/۳،سعيد

زنا سے رشتہ کا ثبوت:

سوال: ایک شخص اپنی بیٹی سے ملوث ہوگیا، نتیجۃً لڑکی ہوئی، جس کو ایک بیوہ نے پالا، لڑکی بالغہ ہوگئی، شادی ہوگئی، اس سے لڑکی کی جس سے منگنی ہورہی ہے، وہ اس کا ماموں ہوتا ہے کہ زانیہ کی ماں نے ایک رنڈوے سے شادی کرلی تھی، جس سے یہ لڑکا ہوا تھا۔ اب اگر معاملہ صحیح ظاہر کیا جاتا ہے تو بدنامی اور رسوائی ہے، اگر نہیں کیا جاتا تو شرعاً حرج تو نہیں اور پھر ان واقعات کا ثبوت کارے دارد ہے اور نہ ہی شاہد ہے۔

الجواب ــــــــــــــــــــــــ حامداً ومصلیاً

اس لڑکے اور لڑکی کے درمیان ماموں کا رشتہ شریعت کی رو سے تو موجود نہیں اور جو اس رشتہ کی بیان کی جاری ہے، اس پر شرعی شہادت نہیں، لہذا اس رشتہ کو حرام نہیں کہا جائے گا۔ جن صاحب کو اصل مخفی واقعہ معلوم ہے، وہ شہادت نہیں دیتے، جیسا کہ آپ نے خود ہی لکھا ہے، اگر شہادت دیں بھی تو تنہا شہادت پر فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔(۱) لڑکا اور لڑکی میں کوئی مدعی حرمت نہیں، لہٰذا اگر ان کے درمیان مناکحت ہوجائے تو وہ ناجائز نہیں۔(۲) جن صاحب کو کچھ معلوم ہے وہ بہت سے بہت کہہ دیں کہ یہ نکاح نہ کیا جائے، تفصیل کچھ نہ بتائیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔ (فتاویٰ محمودیہ:۱۱/۴۱۰)

چھوٹی بچی کی شرمگاہ پر ہاتھ رکھنے سے حرمت مصاہرت نہیں ہوتی:

سوال: میری بچی تین سال کی ہے، نیند کی حالت میں اس کی شرمگاہ پر ہاتھ رکھا رہا، جب بیدار ہوا تو علم ہوا، بہت فکرمند ہوا۔

الجواب ــــــــــــــــــــــــ حامداً ومصلیاً

تین سال کی بچی کی شرمگاہ پر سونے میں ہاتھ رکھے جانے سے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا؛ بلکہ اگر جاگتے میں رکھ دے، تب بھی کچھ نہیں ہوتا، اس کا استنجاء اور طہارت بھی کرانا ہوتا ہے، اس کے لیے بے فکر رہیں۔(۳) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، ۹/۵/۱۳۹۰ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ:۱۱/۴۱۶)

---

(۱) "ونصابها لغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالاً أوغيره كنكاح وطلاق ووكالة ووصية". (الدرالمختار، كتاب الشهادات: ٥/٤٦٥، سعيد)

(۲) قال الله تعالىٰ: ﴿وأحل لكم ما وراء ذلكم﴾ (سورة النساء: ٢٤) "أى ما عدا من ذكرن من المحارم، هن لكم حلال". (تفسير ابن كثير: ٤٧٤/١، سهيل اكادمى لاهور) / "أى أبيح لكم من النساء سوى ما حرم عليكم" (تفسير المنير: ٦/٥، دارالفكر بيروت) / قال الله تعالىٰ: ﴿وأحل لكم ما وراء ذلكم﴾: أى ما سوى المحرمات المذكورات فى الآيات السابقة". (التفسير المظهرى: ٦٦/٢، حافظ كتب خانة كوئٹه)

(۳) "ويشترط أن تكون المرأة مشتهاة، والفتوى على أن بنت تسع سنين محل الشهوة لاما دونها قال الفقيه أبو الليث: مادون تسع سنين لا تكون مشتهاة، وعليه الفتوىٰ، كذا فى فتاوىٰ قاضى خان، وقال فيه: فلو جامع صغيرة لا تشتهى، لا تثبت الحرمة، وكذا تشترط الشهوة، فى الذكر". (الفتاوىٰ الهندية، القسم الثانى: المحرمات بالصهرية وما يتصل بذلك: ٢٧٥/١، رشيدية)

حرمت مصاہرت کے باوجود نکاح جائز نہیں:

سوال: زید نے اپنی بھتیجہ عمر سے اپنی لڑکی ہندہ بالغہ کا نکاح کرنا چاہا تو ہندہ نے اپنے باپ زید سے کہا کہ میرا نکاح عمر کے ساتھ نہ کرو؛ کیوں کہ میں نے بچشم خود عمر کو اپنی اولاد سے زنا کرتے دیکھا ہے تو زید نے یہ کہا کہ فی الواقع تو سچ کہتی ہے، میں نے بھی بچشم خود دیکھا تھا اور مار پیٹ بھی کی تھی؛ مگر اس امر کو بوجہ بے عزتی کے ظاہر نہ کیا، غرضیکہ ہندہ بالغہ برابر اس نکاح انکار کرتی رہی اور زید نے ہندہ کا نکاح عمر سے کردیا، آیا زید کی والدہ ہندہ کا پہلے آپس میں گفتگو کرنا اور بوقت نکاح کے مجمع عام میں ساکت رہنا اور حرمۃ المصاہرۃ کا اظہار نہ کرنا اور اب جب کہ ہندہ نے اپنا دوسرا نکاح بکر کے ساتھ کرلیا ہے، برملا اظہار کرنا شرعاً معتبر ہے، یا نہیں؟ اور پہلے نکاح کو باطل کرسکتا ہے، یا نہ؟ اور نکاح ثانی جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ

اس صورت میں ہندہ کا نکاح عمر کے ساتھ نہیں ہوا کہ اول تو ہندہ کو جب کہ حرمتِ مصاہرت کا علم تھا تو اس کے حق میں نکاحِ مذکور باطل ہوگا۔(۱) علاوہ بریں ہندہ بالغہ تھی اور وہ برابر اس نکاح سے انکار کرتی رہی تو اس وجہ سے بھی نکاح ہندہ کا عمر کے ساتھ منعقد نہیں ہوسکتا۔(۲) پس نکاح ہندہ کا جو بعد میں بکر کے ساتھ ہوا صحیح ہے اور والدِ ہندہ کا حرمت المصاہرت کو باوجود علم کے بوقتِ نکاح ظاہر نہ کرنا مفید جواز نکاح نہیں ہے؛ کیوں کہ جب ہندہ بالغہ خود اپنے نکاح کا عمر کے ساتھ انکار کرتی رہی تو انعقادِ نکاح کی کوئی صورت نہیں ہے۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳۰۶/۷-۳۰۷)

پوتی اور نواسی کے ساتھ زنا کیا تو بیوی حرام ہوگئی:

سوال: زید نے اپنے بیٹے کی بیٹی (پوتی) کو غلط ارادہ سے پکڑا اور غلط کام کیا، اسی طرح بیٹی کی بیٹی (نواسی) کو پکڑا اور غلط کام کیا تو ان دونوں صورتوں میں زید کی بیوی زید پر حرام ہوگئی؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

صورت مسئولہ میں اگر یہ صحیح ہے کہ زید نے اپنی پوتی یا نواسی سے زنا کیا یا اس کو شہوت کے ساتھ بلا حائل چھوا تو ایسی صورت میں زید پر اس کی بیوی ہمیشہ ہمیش کے لیے حرام ہوگئی، زید کو چاہئے کہ اپنی بیوی کو متارکہ کردے یعنی چھوڑ دیا یا اس طرح کا جملہ استعمال کردے تاکہ وہ عدت گزار کر دوسرے مرد سے نکاح کرسکے؛(۳) اس لیے کہ زانی پر مزنیہ کے اصول وفروع حرام ہوجاتے ہیں۔

---

(۱) أراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربع وحرمة أصولها وفروعها على الزاني.(رد المحتار: ۳۸٤/۲،ظفير)

(۲) ولاتجبر البالغة البكر على النكاح لإنقطاع الولاية بالبلوغ.(رد المحتار: ٤١٠/۲،ظفير)

(۳) وبحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح حتى لا يحل لها التزوّج بآخر إلا بعد المتاركة وانقضاء العدة.(الدر المختار على هامش ردالمحتار باب المحرمات: ۲۸۳/۲)/(قوله:إلا بعد المتاركة)...أن المتاركة لا تتحقق إلا بالقول إن كانت مدخولا بها كتركتك أو خليت سبيلك،إلخ.(ردالمحتار: ۲۸۳/۲)

قال فی البحر: أراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربعة حرمة المرأة علی أصول الزانی وفروعه نسباً و رضاعاً وحرمة أصولها وفروعها علی الزانی نسباً و رضاعاً كما فی الوطء الحلال. (ردالمحتار: ۲/ ۳۸٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد جنید عالم ندوی قاسمی، ۲/۶/۱۴۲۲ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲۲۵/۴)

بیٹے کی منکوحہ سے نکاح حرام ہے:

سوال: ایک لڑکے نے نکاح کیا؛ لیکن وہ جماع کرنے پر قادر نہیں، اب اگر لڑکے کا باپ اس لڑکی سے نکاح کرنا چاہے تو کر سکتا ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

شریعت اسلامی میں جب کوئی ایک مرتبہ کسی شخص کے نکاح میں آجائے تو وہ عورت ہمیشہ کے لیے اس شخص کے باپ پر حرام ہو جاتی ہے، اس کے ساتھ کسی بھی صورت میں نکاح نہیں کر سکتا۔

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: ﴿وَحَلَائِلُ اَبْنَآءِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ﴾ (سورة النساء: ۲٤) (۱) (فتاوی حقانیہ: ۴۱۳/۴)

رسالہ ”جلائل الأنباء فی حرمة حلائل الأبناء“:

بعد الحمد والصلاة!

ایک صاحب نے الٰہ آباد سے ایک اشتہار بشکل استفسار بھیجا؛ جس سے معلوم ہوا کہ کسی شخص نے اپنی صلبی فرزند کی بیوی سے جو بیوہ تھی نکاح کر لیا، لوگوں نے اعتراض کیا اور آیت ﴿وحلائل أبنائكم الذين من أصلابكم﴾ (۲) کو پیش کیا، اس شخص نے جواب میں غایت بد دینی سے احکام میں انتہا درجہ کی تحریفات کیں اور کچھ تحریفات ان کی تائید میں مشتہر نے کیں، گو ان تحریفات کا بطلان اس قدر ظاہر ہے کہ اس کے اظہار سے شرم آتی ہے، پھر تحریف بھی واضح اور قطعی امر میں، پھر بناء بھی اس کی جہل بین، جس میں کوئی درجہ شبہ تک کا بھی نہیں؛ لیکن زمانہ کا رنگ دیکھ کر کہ شاید کسی ہوا پرست کو آڑ نہ مل جاوے۔

ضروری تنبیہ کے لیے سادہ الفاظ میں کچھ مختصراً لکھ دینا مناسب معلوم ہوا، اول اشتہار نقل کیا جاتا ہے، جس کی نقل کے وقت تمام قلب ظلمت اور وحشت سے بھرا جاتا ہے، پھر اس کا جواب نقل کیا جائے گا۔

---

(۱) وفی الهندية: وحليلة الابن وابن الابن وابن البنت وإن سفلوا دخل بها الابن أم لا. (الفتاویٰ الهندية: ۱/ ۲۷٤، القسم الثانی فی المحرمات بالصهرية)

ومثلهٗ فی الهداية: ۲/ ۲۸۸، كتاب النكاح

(۲) سورة النساء: ۲٤، انیس

استفسار:

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی صلبی فرزند کی جورو سے جو بیوہ تھی نکاح کرلیا، جب یہ بات ہر خاص وعام میں مشہور ہوئی تو اکثر معترض ہوئے کہ یہ نکاح ناجائز ہے، بیٹوں کی ازواج کو باپ کے اوپر اللہ پاک نے حرام کیا ہے، سورۂ نساء کی آیت پیش کی گئی کہ ﴿**حرمت عليكم أمهاتكم وبناتكم**﴾ [إلى آخر البيان] ﴿**وحلائل أبنائكم الذين من أصلابكم**﴾ (سورة النساء: ٢٤)

(ترجمہ اردو قرآن شریف مطبوعہ: حرام کی گئیں تم لوگوں پر جوروئیں تمہارے فرزندوں کی جو تمہاری نسل سے ہیں۔)

اس آیت کے ترجمہ سے ظاہر ہے کہ اپنے صلبی فرزندوں کی جوروئیں مطلقاً حرام ہیں، اس کا جواب وہ شخص ''جس نے اپنے فرزند کی زوجہ بیوہ سے نکاح کرلیا ہے'' یہ دیتا ہے کہ اللہ پاک نے اس آیت میں یعنی ﴿**حرمت عليكم** [إلى] **وحلائل أبنائكم الذين من أصلابكم**﴾ میں بیٹوں کی جوروں کو من حیث الزوجیت حکم حرمت کا نہیں فرمایا ہے، اس آیت شریفہ کا مطلب یہ ہے کہ حرام کی گئیں اوراوپر تمہارے حلال ہونے والی عورتیں تمہارے فرزندوں کی، وہ کہ تمہارے اصلاب سے ہیں۔ دیکھئے حلائل ابناء دو طرح پر ہیں، ایک عورتیں جو تمہارے اصلاب سے ہیں، جیسے بھتیجاں وبھانجیاں، وہ صرف تمہارے بیٹوں کے لیے حلال ہیں اور تمہارے لیے حرام اور دوسرے حلائل ابناء جو تمہارے غیر اصلاب کی ہیں، وہ تمہارے بیٹوں کے لیے حلال ہیں اور تمہارے لیے بھی حلال ہیں، جس کی تفسیر اللہ پاک خود فرماتے ہیں ﴿**الذين من أصلابكم**﴾ جب کہ اللہ پاک نے حکم حرمت کا تمہارے بیٹوں کے ان حلائل پر جو تمہارے اصلاب سے ہیں خاص کردیا تو وہ حلائل تمہارے بیٹوں کی جو تمہارے غیر اصلاب سے ہیں، حلال تمہارے لیے ہیں، تحقیق خاص بے عام محال ہوتے ہیں اور جو شئ حلال ہے ہمیشہ حلال ہے، حلائل کے معنی ازواج کے نہیں ہیں جن اشخاص نے ﴿**حلائل أبنائكم**﴾ کے معنی تمہارے بیٹوں کی ازواج سمجھا غلط سمجھا ﴿**حلائل أبنائكم**﴾ اور أزواج **أبنائكم** میں کس قدر تفاوت ہے، جو اولیٰ تأمل سے ظاہر ہوسکتا ہے، اگر تمہارے صلبی فرزندوں کی ازواج حرام ہیں تو یہ بھی ضرور مدنظر کرنا پڑے گا اور کہنا ہوگا کہ کون کون شخصوں کی ازواج حلال ہیں، یہ امر مخفی نہ رہے کہ جوروئیں کسی شخص کی حلال نہیں ہیں، چاہے بھائی ہو، چاہے چچا ہو، چاہے بیٹا ہو، چاہے بھتیجا ہو، چاہے متبنیٰ ہو، کسی شخص کی جورو پر حکم حلال ہونے کا نہیں ہوسکتا، تاوقتیکہ وہ کسی کی جورو ہے، ہاں بعد فوت شوہر، یا بعد طلاق نسبت زوجیت کو قطع نظر کرکے دیکھنا چاہیے کہ اب ہمارے ساتھ کیا رشتہ وتعلق ہے، اگر ان حرام شدہ عورتوں میں سے ہے، جن کو ہمارے اوپر اللہ پاک نے بالتفصیل بیان فرمایا ہے، وہ بیشک حرام ہے اور اگر علاوہ ہیں بحکم ﴿**وأحل لكم ماوراء ذلكم**﴾ بے شک حلال ہیں، دیکھئے اور منصف ہوکر ملاحظہ فرمائیے، آباء کے منکوحہ سے نکاح کرنے کی ممانعت اللہ

پاک ان لفظوں سے کرتا ہے﴿لاتنکحوا ما نکح اٰباء کم من النساء﴾اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج کے ساتھ نکاح کرنے کی ممانعت ان الفاظوں سے فرماتا ہے کہ﴿وما كان لكم أن توذوا رسول الله ولا أن تنكحوا أزواجه من بعده أبداً﴾ دونوں آیتوں میں لفظ ''لاتنکحوا''اور لفظ ''أزواج'' اور ''ما نكح آباء كم من النساء'' قابل توجہ ہے، اگر بیٹوں کی جوروؤں کی سے باپ کو نکاح کرنے کی ممانعت اللہ پاک کو کرنا ہوتا تو یہ فرماتا ﴿لاتنكحوا أزواج أبناء كم﴾ یا یہ فرماتا کہ،لاتنكحوا ما نكح أبناء كم من النساء، نہ یہ کہ حرمت عليكم حلائل أبناء كم الذين من أصلابكم، لہٰذا اس آیت شریفہ سے یہ مفہوم لینا کہ تمہارے بیٹوں کی ازواج تمہارے اوپر حرام کی گئیں، اللہ پاک کے حکم میں تحریف لازم آتی ہے اور اگر کوئی صاحب اس امر میں مدعی ہوں کہ حلائل کے معنی ازواج ہی کے ہیں تو کوئی آیت قرآنی، یا حدیث نبوی اس معنی کے ثبوت میں بطور مثال کے تحریر فرمادیں، جس سے یہ امر واضح اور روشن ہو جاوے کہ لفظ حلائل اور لفظ ازواج میں کوئی فرق نہیں ہے، دونوں لفظ ایک ہی معنی پر دلالت کرتے ہیں، جیسے ازواج کے ثبوت میں یہ آیتیں ہیں، پہلی مثال ﴿اُسكن أنت وزوجك الجنة﴾، دوسری مثال﴿هم وأزواجهم فى ظلال على الآرائك متكؤن﴾، تیسری مثال﴿ولا أن ننكحوا أزواجه من بعده أبداً﴾، اسی طرح چاہیے کہ لفظ حلائل کے ثبوت میں آیت قرآنی، یا حدیث نبوی بطور مثال کے تحریر کریں اور ذیل کے دو فقرہ جو زبان اردو میں لکھے جاتے ہیں، عربی فصیح میں لکھیں:

فقرہ اول: تمہارے بیٹے جو تمہارے اصلاب سے ہیں، ان کی جوروئیں تمہارے اوپر حرام کی گئیں۔

فقرۂ دوم: تمہارے بیٹوں کی حلال ہونے والی عورتیں تمہارے اصلاب سے ہیں، تمہارے اوپر حرام کی گئیں۔

ختم ہوا بیان اس شخص کا جس نے لفظ حلائل ابناء اور لفظ ازواج ابناء میں فرق بیان کیا اور اپنے خاص صلبی پسر متوفی کی زوجہ سے جو اس شخص کے اصلاب سے نہیں ہے، عقد کرلیا، لہٰذا علمائے محققین کے حضور میں عرض ہے کہ شخص مذکور کے بیان کو ملاحظہ فرما کر اللہ و رسول کا جو حکم اس مسئلہ کے متعلق ہو تحریر فرمادیں، کیا شخص مذکور کا بیان صحیح سمجھا جاوئے، کیا بعد فوت شوہر، یا بعد طلاق نسبت زوجیت از روئے قانون شرح شریف عورت کے اوپر سے حادث و ساقط ہو جاتی ہے، جیسا کہ شخص مذکور کا بیان ہے کہ بعد فوت شوہر، یا بعد طلاق نسبت زوجیت قطع نظر کر کے دیکھنا چاہیے کہ ہمارے ساتھ کی رشتہ وتعلق ہے، اگر ان عورتوں میں سے جن کو بالتفصیل آیت ﴿حرمت عليكم﴾ میں اللہ پاک نے حرام کر دیا ہے، وہ حرام ہیں اور اس کے علاوہ حلال ہیں، چاہے بیٹے کی زوجہ ہو، چاہے متبنیٰ وغیرہ کی نہ بالکل ازواج ابناء حرام ہیں اور نہ بالکل ازواج متبنیٰ و بھتیجا و بھانجا وغیرہ کی حلال جس کا فرق اللہ پاک کے اس حکم سے ظاہر ہے کہ﴿حرمت عليكم .... حلائل أبناء كم الذين من أصلابكم﴾، اگر شرع شریف سے نسبت زوجیت بعد فوت شوہر، یا بعد طلاق ساقط ہو جاتی ہے تو حکم حرمت کا زواج ابناء پر کس طرح باقی رہ سکے گا، آج دن ازواج ابناء ہے، اس پر حکم حرمت

کا اس کے آباء پر ہوا بعد فوت شوہر، یا بعد طلاق متبنیٰ کے ساتھ نکاح کر کے متبنیٰ کی زوجہ بن گئی اور اسی طرح بھتیجا، یا بھانجا کی، یا اور کسی کی زوجہ ہوگئی اوروں کے ازواج کو اردو ترجمہ قرآن شریف سے حلال ہونا سمجھا یا جاتا ہے اور صرف جو ہمارے اصلاب سے ہیں، ان کے ازواج پر حکم حرمت کا لگایا جاتا ہے اور اگر نسبت زوجیت بعد فوت شوہر، یا بعد طلاق ساقط نہیں ہوتی تو غیروں کے ساتھ اس کا نکاح کیسے جائز سمجھا گیا، کیا ہندوؤں کے مذہبی قانون کی طرح مذہب اسلام میں بھی ہے کہ جب عورت کا عقد کسی شخص سے ہوگیا تو شوہر مر بھی جائے تا بزیست عورت نسبت زوجیت اس کے اوپر سے ساقط نہیں ہوسکتی ہے، یہی وجہ ہے کہ جو ان کے یہاں دوسرا عقد عورت کا نہیں ہوسکتا، اصل حکم شرع شریف کا اس مسئلہ میں کیا ہے؟

جواب اشتہار بالا:

تحریف اوّل: حلائل ابناء دو طرح پر ہیں: ایک وہ عورتیں جو تمہارے اصلاب سے ہیں، جیسے بھتیجیاں اور بھانجیاں وہ صرف تمہارے بیٹوں کے لیے حلال ہیں اور تمہارے لئے حرام اور دوسرے حلائل ابناء جو تمہارے غیر اصلاب کی ہیں، وہ تمہارے بیٹوں کے لیے حلال ہیں اور تمہارے لیے بھی حلال ہیں، **نعوذ باللّٰہ**،، **اللہ پاک** نے حکم حرمت کا تمہارے بیٹوں کے ان حلائل پر جو تمہارے اصلاب ہیں خاص کر دیا۔

اصلاح: اللہ بچائے جہل سے اس شخص نے صریح الفاظ ﴿**الذین من أصلابکم**﴾ کو حلائل کی صفت قرار دیا ہے، جس کا جہل ہونا نحو میر والا بھی سمجھ سکتا ہے کہ اگر یہ حلائل کی صفت ہوتی تو بجائے ﴿**الذین**﴾ کے بجائے ''**اللآتی**'' ہوتا، لغت میں بھی ایجاد ہونے لگا، **إنا للہ** اور اگر ایجاد نہیں تو کسی اردو ترجمہ میں دیکھ کر بے سمجھے گمراہ ہوا ہے، جیسا اشتہار بالا میں دو جگہ شرع کے قریب اور ختم کے قریب اردو ترجمہ کا حوالہ اس کا قرینہ بھی ہے، اگر اس شخص کا اور کوئی جہل بھی نہ ہوتا، یہ ایک جہل ہی اس کے جاہل ہونے اور کسی فتوے، یا استدلال کے اہل نہ ہونے پر کافی شاید تھا؛ مگر مزید اظہار جہل کے لیے بقیہ جہالات آئندہ کا بھی اظہار مناسب مقام معلوم ہوا، یہ تو لغت کے خلاف ہوا اور جس کے خلاف اس لیے ہے کہ بھتیجی، بھانجی، چچا، یا ماموں کے صلب سے کہاں ہے، اگر بھتیجی بھانجی کا صلب سے ہونا حقیقت ہے تو نعوذ باللہ قرآن میں کذب کا وقوع لازم آتا ہے اور اگر آیت میں مجاز ہے تو تعذر حقیقت کی دلیل اور مجاز کا قرینہ کہاں ہے اور عقل کے خلاف اس لیے ہے کہ بھتیجی بھانجی کی حرمت اوپر تصریحاً ﴿**بنات الأخ و بنات الأخت**﴾ میں مذکور ہو چکی ہے، گو وہ حلائل ابناء نہ ہوں، پھر اس عنوان سے ذکر کرنا جس کو حکم میں کوئی دخل نہیں محض عبث ہوا، **حاشا کلامہ تعالیٰ من ذلک**، اس سے صاف معلوم ہوا کہ ان کی حرمت صرف حلائل ابناء ہونے کی وجہ سے ہے، گو ان سے اور کوئی رشتہ بھی نہ ہو۔

تحریف دوم: جو شئے حرام ہے، ہمیشہ حرام ہے، جو شئے حلال ہے، ہمیشہ حلال ہے۔

اصلاح: اس کے خلاف کا تو خود یہ شخص اپنی تحریر میں قائل ہوگیا؛ کیوں کہ منکوحات الآباء کو حرام مانا تھا، حالاں کہ وہ قبل نکاح آباء حلال تھیں، نکاح کے بعد حرام ہوگئیں اور ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئیں، پھر یہاں بھی ایسا ہی ہے کہ قبل نکاح ابناء حلال تھیں اور بعد نکاح ابناء ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئیں۔

تحریف سوم: بعد فوت شوہر، یا بعد طلاق نسبت زوجیت کو قطع نظر کر کے دیکھنا چاہیے کہ ہمارے ساتھ کیا رشتہ وتعلق ہے، الخ۔

اصلاح: یہ تقریر منکوحات الآباء میں بھی جاری ہے، پھر ان کو محرمات مؤبدہ میں کیوں مانا جاتا۔

تحریف چہارم: اگر بیٹوں کی جوروؤں سے باپ کو نکاح کی ممانعت اللہ پاک کو کرنا ہوتا تو فرماتا ﴿لا تنکحوا أزواج أبناء کم﴾، یا فرماتا ﴿لاتنکحوا ما نکح أبناء کم من النساء﴾.

اصلاح: جب ازواج اور حلائل کا ہم معنی ہونا لغت سے ثابت ہے تو دونوں عنوان برابر ہیں، جس کو چاہیں اختیار کرلیں، فی القاموس: حلیلتک إمرأتک وأنت حلیلها، رہا نکتہ ترجیح کا، سو اول تو ہر جگہ ضروری نہیں، پھر یہاں ایک لطیف نکتہ بھی ہوسکتا ہے ''چوں کہ وہ علمی نکتہ ہے؛ اس لیے عربی حاشیہ میں ملاحظہ کرلیجئے''۔(۱)

تحریف پنجم: اگر کوئی صاحب مدعی ہوں کہ حلائل کے معنی ازواج ہی کے ہیں تو کوئی آیت قرآنی، یا حدیث نبوی اس معنی کے ثبوت میں بطور مثال تحریر فرماویں۔

اصلاح: اول تو آیات واحادیث کی دلالت میں خود لغت کی نقل شرط ہے، نہ کہ لغت کی دلالت میں قرآن وحدیث کی نقل شرط ہو۔ دوسرے حدیث میں یہ معنی وارد بھی ہیں: ''أن تزنی حلیلة جارک''.(۲)

تحریف ششم: اگر حکم شرع شریف سے نسب زوجیت بعد فوت شوہر، یا بعد طلاق ساقط ہوجاتی ہے تو حکم حرمت کا ازواج ابناء پر کس طرح باقی رہ سکے گا۔

اصلاح: تحریف سوم کی اصلاح میں اس کا الزامی جواب گزر چکا ہے اور حقیقی جواب یہ ہے کہ نکاح ابناء ''اگر حرمت موقتہ کی علت ہوتی، جیسے غیر اصول وغیر فروع کا نکاح تو یہ تقریر صحیح تھی؛ لیکن نکاح مذکور حرمت مؤبدہ کی علت ہے؛ اس لیے نفس حدوث نکاح سے حرمت مؤبدہ متحقق ہوجائے گا، اس نکاح کا بقاء شرط نہیں، جیسے نکاح آباء

---

(۱) السرفی التعبیر منها دون الأزواج أوالنساء أن الرجل ربما یظن أن مملوکة الإبن رقبة ملک الأب بناء علی العرف أوبناء علیٰ حدیث أنت ومالک لأبیک''أن مملوکته متعة کمملوکةرقبة فلا یبالی بالاستمتاع بها فأشاربمادة الحلائل ویکون الإضافة للتخصیص إلیٰ کونهن مخصوصة بالأبناء فی أنها تحل مع زوجها فی فراش واحد أوتحل معه حیث کان أوأن زوجها یحل أزارها وأنهاحلال لزوجهاعلیٰ أقوال محتملة فی مادة الحل علیٰ ما تفلت فی روح المعانی ولم تکن لفظة الأزواج أوالنساء مفیدة لهذه الإشارة.(روح المعانی: ۴٦٧/٢،دارالکتب العلمیة بیروت)واللّٰہ اعلم

(۲) مشکاة،باب الکبائر

میں نفس حدوث نکاح کا بھی اثر خود اس مدعی کو بھی مسلم ہے، جیسا اوپر گزرا اور اسی سے ایک تحریف ہفتم کا جواب ہوگیا، جس کو آخر میں بطور الزام ظاہر کیا گیا ہے کہ کیا ہندؤں کے مذہبی قانون کی طرح مذہب اسلام میں بھی ہے کہ جب عورت کا عقد کسی شخص سے ہوگیا تو شوہر مر بھی جاوے تو بزیست عورت نسبت زوجیت اس کے اوپر سے ساقط نہیں ہوسکتی؟ اصلاح کی وجہ حقیقت مذکورہ سے ظاہر ہے؛ کیوں کہ بقاء حرمت سے بقاء زوجیت کا لازم نہیں آتا، یہ تو جواب ہوگیا ان تحریفات کا، جن میں دو آخر کی مشتہر کی ہیں؛ مگر شاید اس جواب کے سمجھنے سے بعض لوگ بے علمی کا عذر کریں، جس کا اس زمانہ میں احتمال کچھ بعید نہیں؛ اس لیے ایسے لوگوں کے لیے دو باتیں جو نہایت ہی عام فہم ہیں معروض ہیں:

پہلی بات:

جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متبنیٰ حضرت زید کی منکوحہ مطلقہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور کفار نے اس بنا پر طعن کیا کہ وہ فرزند صلبی اور متبنیٰ کا یکساں حکم سمجھتے تھے تو حق تعالیٰ نے اس طعن کا جواب اس طرح دیا کہ زید آپ کے فرزند صلبی نہیں ہیں، چنانچہ سورۂ احزاب کی آیات (۱) میں یہ مضمون مذکور ہے، نیز آیت زیر بحث کا سبب نزول بھی بعض روایات میں یہی واقعہ کہا گیا ہے۔ (۲) اس جواب سے صاف معلوم ہوا کہ اگر زید فرزند صلبی ہوتے تو یہ طعن صحیح ہوتا اور معلوم ہوا کہ فرزند صلبی اور متبنیٰ کا ایک حکم نہیں ہے، سو اگر اس محرف کا دعویٰ صحیح ہوتا تو حضرت زید کے فرزند صلبی نہ ہونے کو جواب میں کچھ بھی دخل نہ ہوتا؛ کیوں کہ فرزند صلبی ہونے کی حالت میں بھی یہی حکم ہوتا تو معاذ اللہ اس جواب کا لغو ہونا لازم آتا ہے۔ (تعالیٰ کلامه عن ذلک)

دوسری بات:

جو اس سے بھی سہل ہے اور آج کل خصوصیت کے ساتھ عوام کے لیے دین کی حفاظت میں دستور العمل بنانے کی قابل ہے، یہ ہے کہ نزول قرآن مجید کے وقت سے اس وقت تک امت محمدیہ میں بے شمار علماء مفسرین محدثین اصولیین متکلمین فقہاء و مجتہدین، جن میں حضرات صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین بھی ہیں گزر گئے؛ مگر آیت سے کسی نے یہ حکم نہ سمجھا؛ حتی کہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی باوجود وعدۂ الٰہیہ ﴿ثم إن علينا بيانه﴾ نہ سمجھتے اور اگر سمجھے تو باوجود

---

(۱) قال تعالىٰ: وما جعل أدعياء كم أبناء كم الآية، وقال تعالىٰ: زو جناكها لكيلا يكون على المؤمنين حرج في أزواج أدعيائهم إذا قضوا منهن وطرا. الآية، وقال تعالىٰ: ما كان محمد أبا أحد من رجالكم. (الدرالمنثور للسيوطي: ۴۷۵/۲، انيس)

(۲) في الدرالمنثور: أخرج عبد الرزاق في المصنف وإبن جرير وإبن المنذر وإبن أبي حاتم عن عطاء في قوله تعالىٰ: وحلائل أبنائكم، قال كنا نتحدث أن محمدصلى الله عليه وسلم لما نكح امرأة زيد قال المشركين بمكة في ذلك فأنزل الله تعالىٰ: وحلائل أبنائكم الذين من أصلابكم. ونزلت واجعل أدعيائكم أبناء كم ونزلت ماكان محمد أباء أحد من رجالكم وإخراج إبن المنذر من وجه آخر عن إبن جرير قال لم نكح النبي صلى الله عليه وسلم امرأة زيد، قالت قريش نكح إمرأة إبنة فنزلت وحلائل أبنائكم الذين من أصلابكم.

امرالٰہی ﴿بلغ ما أنزل إليک من ربک وإن لم تفعل فما بلغت رسالته﴾ آپ نے اس کو کبھی ظاہر نہیں فرمایا، اس صورت میں عقل اور شرع آیا اس نئی بات نکالنے والے کو گمراہ کہیں گے، یا نعوذ باللہ ان تمام مقبولین کو جن میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں اور یہ بات بھی قابل تنبیہ کے ہے کہ یہ گمراہی محض حد بدعت تک نہیں؛ بلکہ صریح کفر ہے؛ کیوں کہ اس میں انکار ہے، قطعی ضروری کا۔

اللّٰهم لاتزغ قلوبنا بعد إذ هديتنا وهب لنا من لدنک رحمة إنک أنت الوهاب وإهدنا إلیٰ طريق الصواب فی کل باب يأمن إليه المرجع والمآب.

کتبہ اشرف علی عفی عنہ، غرہ ذی قعدہ ۱۳۴۹ھ (النور، ۸/ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۰ھ) (امداد الفتاویٰ جدید: ۲/ ۳۳۹-۳۴۶)

بہو سے نکاح:

سوال: سسر بہو سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــ وباللّٰه التوفيق

بہو سے نکاح اسی طرح ناجائز وحرام ہے، جیسے بیٹی سے نکاح حرام ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی، ۱/ ۹/ ۱۳۶۹ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۴/ ۱۳۸)

بیٹے کی بیوی سے نکاح جائز نہیں:

سوال: بیٹے کی عورت کے ساتھ نکاح درست ہے، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــ

بیٹے کی زوجہ سے بیٹے کے مرنے کے بعد، یا طلاق دینے کے بعد باپ کو نکاح کرنا درست نہیں ہے؛ بلکہ قطعاً حرام ہے، قرآن شریف میں محرمات کے بیان میں فرمایا ہے:

﴿وحلائل أبنائکم الذين من أصلابکم﴾(۲)

(یعنی حرام کی گئی ہیں تم پر تمہارے بیٹوں کی بیبیاں۔) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۷/ ۳۶۸)

صلبی لڑکے کی بیوی سے نکاح حرام ہے:

سوال: زید نے اپنے صلبی لڑکے کی زوجہ سے نکاح کرلیا، یہ نکاح جائز ہے، یا نہیں؟ اہل اسلام نے زید سے کہا کہ یہ تیرے واسطے حرام ہے، اس کو چھوڑ دے اور توبہ کر، زید نہ اس عورت کو چھوڑتا ہے، نہ توبہ کرتا ہے، ایسے شخص سے میل جول رکھنا اور اپنے گورستان میں دفن کرنا اور میت کو غسل دلانا جائز ہے، یا نہیں؟

(۱) ﴿حرمت عليکم امهتکم وبناتکم ... وحلائل ابنائکم الذين من أصلابکم﴾(سورة النساء: ۲۳)

(۲) سورة النساء: ۲٤، ظفير

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــ

اپنے صلبی پسر کی زوجہ سے نکاح قطعاً حرام ہے اور وہ محرمات ابدیہ سے ہے، کبھی بھی نکاح اس سے جائز نہیں ہوسکتا۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وحلائل أبنائکم الذین من أصلابکم﴾(۱)

(اور حرام کی گئی ہیں تم پر تمہارے صلبی بیٹوں کی زوجات۔)

پس نکاح مذکور باطل ہوا اور شخص مذکور لائق تعزیر اور تنبیہ کے ہے اور اگر وہ توبہ نہ کرے اور اس عورت کو علاحدہ نہ کرے تو اس سے قطع تعلق کر دینا چاہیے اور کسی قسم کا میل اس سے نہ رکھنا چاہیے اور مردہ شوئی وغیرہ کی خدمت بھی اس سے نہ لی جاوے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۳۰/۷)

سگی بہو سے نکاح:

سوال: عرصہ ہوا زید نے اپنی سگی بہو کے ساتھ عقد کرلیا ہے، ایسی صورت میں زید کے گھر کھانا پینا نا جائز؟ عنداللہ اگر کوئی صورت ہو تو مطلع کریں کہ ہم لوگ اس کے یہاں کھا پی سکیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــ حامداً ومصلیاً

بیٹے کی بیوی سے عقد نکاح کرنا بالکل حرام ہے۔

لقوله تعالیٰ ﴿وحلائل أبنائکم﴾ (الآیة)(۲)

اور نکاح ہی منعقد نہیں ہوا، (۳) لہٰذا زید سے اس کو الگ کرائیں، پھر زید توبہ کرے؛ تب زید کا گناہ معاف ہوگا۔ (۴) پھر اس کے گھر کھانے پینے کا معاملہ جاری کریں۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳۹۲/۱/۲۱) (فتاویٰ محمودیہ: ۳۱۷/۱۱)

---

(۱) سورة النساء: ۲۳، ظفیر

(۲) سورة النساء: ۲۳)

"وحليلة الابن (أى تحرم) نسباً أوسبباً". (الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب النكاح، أسباب التحريم: ۶۱۸/۲، إدارة القرآن كراچی)

(۳) "نعم في البزازية، حكاية قولين في أن نكاح المحارم باطل أوفاسد، والظاهر أن المراد بالباطل ما وجوده كعدمه". (ردالمحتار، كتاب النكاح، باب المهر، مطلب فى النكاح الفاسد: ۱۳۲/۳، سعيد)

(۴) قال اللّٰه تعالىٰ: ﴿ومن يعمل سوء أو يظلم نفسه، ثم يستغفر اللّٰه يجد اللّٰه غفوراً رحيماً﴾

فالواجب علىٰ كل مسلم أن يتوب إلى اللّٰه حين يصبح وحين يمسى". (تنبيه الغافلين، باب آخر من التوبة، ص: ۶۰، مكتبة حقانية پشاور)

"واتفقوا علىٰ أن التوبة من جميع المعاصى واجبة على الفور، لا يجوز تأخيرها، سواء كانت المعصية صغيرة او كبيرةً". (النووى على الصحيح لمسلم، كتاب التوبة: ۳۵۴/۲، قديمى)

لڑکے کی بیوی سے نکاح ہمیشہ حرام ہے، یا عارضی طور پر:

سوال: از زوجہ ابن نکاح حرام است دائماً، یا بعد طلاق، یا وفات او جائز است و نیز از زوجہ ابن الاخ بعد موت او نکاح جائز است، یا نہ؟(۱)

الجواب

از زوجہ ابن نکاح حرام است دائماً،(۲) و از زوجہ ابن الاخ بعد موت او بعد عدت نکاح جائز است۔(۳) فقط

(فتاویٰ دار العلوم دیو بند: ۳۳۲/۷)

بیٹے کی بیوی کو ننگی کر دیا اور سوائے جماع کے سب کیا تو کیا حکم ہے:

سوال: نتھو کے اپنے بیٹے فتو کی زوجہ سے فعل ناجائز کرنا چاہا اور زوجہ فتو پر نتھو اس قدر قادر ہو گیا کہ اس کو ننگی کر کے فعل ناجائز کا مرتکب ہوا؛ مگر چوں کہ عورت کی منشا نہیں تھی، اس بات پر قادر نہ ہو سکا، جیسے سوئی میں دھاگہ پڑا ہوا ہو اور یہ امر کہ ایسا نہیں ہوا، زبانی زوجہ فتو کی معلوم ہوا، اب اس عورت کا نکاح فتو سے جائز رہا، یا نہیں؟ اور فتو، یا اس کی زوجہ کے معاف کرنے سے نتھو کا یہ گناہ معاف ہو جاوے گا، یا نہیں؟ نیز والدہ فتو نے بھی شہادت دی کہ ارادہ تھا؛ مگر یہ فعل ہونے نہیں پایا، سوائے اس کے اور کوئی شہادت نہیں ہے؟

الجواب

حرمت مصاہرت محض مس بالشہوت سے بھی ثابت ہو جاتی ہے، پس اگر دخول فرج داخل میں بھی نہ ہوا ہو، تب بھی صورت مذکورہ میں حرمت مصاہرت ثابت ہو گئی،(۴) اور فتو کی زوجہ فتو پر حرام ہو گئی، فتو کو چاہیے کہ اس کو علاحدہ کر دے، البتہ اگر فتو کو اس فعل کا یقین نہ ہو اور نہ دو گواہ اس فعل کے موجود ہیں تو محض عورت کے کہنے سے حرمت ثابت نہ ہوگی اور علاحدہ کرنا اس عورت کا فتو کے ذمہ لازم نہ ہوگا۔(۵) باقی اگر در حقیقت نتھو سے یہ فعل حرام ہوا ہے تو فتو کے معاف کرنے سے، یا عورت کے معاف کرنے سے اس کا گناہ معاف نہیں ہو سکتا، یہ اللہ کا گناہ ہے، البتہ اگر نتھو نے توبہ کر لی ہوگی تو جو گناہ اللہ کا ہوا وہ معاف ہو جاوے گا اور جو فتو کی حق تلفی ہوئی وہ فتو کے معاف کرنے سے معاف ہو جاوے گی۔ (فتاویٰ دار العلوم دیو بند: ۳۳۴/۷-۳۳۵)

---

(۱) ترجمہ سوال: بہو سے نکاح دائمی طور پر حرام ہے، یا طلاق، یا وفات کے بعد اس سے نکاح کرنا جائز ہے، نیز بھائی کی بہو سے طلاق، یا وفات کے بعد نکاح جائز ہے، یا نہیں؟ (انیس)

(۲) ﴿وحلائل ابنائكم الذين من أصلابكم﴾ (سورة النساء: ۲۳، ظفير)

(۳) ترجمہ جواب: بہو سے نکاح دائمی طور پر حرام ہے، اور بھائی کی بہو سے طلاق یا وفات کے بعد نکاح کرنا درست ہے۔ (انیس)

(۴) وحرم أيضاً بالصهرية وأصل ممسوسته بشهوة وأصل ماسته، إلخ، وفروعهن مطلقاً والعبرة للشهوة. (الدر المختار) (قوله: مطلقاً) يرجع إلى الأصول والفرع أي وإن علون وإن سفلن. (ردالمحتار، فصل في المحرمات: ۳۸۵/۲، ظفير)

(۵) وثبوت الحرمة بلمسها مشروط بأن يصدقها ويقع في أكبر رائه صدقها وعلىٰ هذا ينبغي أن يقال في مسه إياها لاتحرم علىٰ أبيه وابنه إلا أن يصدقها أو يغلب علىٰ ظنه صدقها ثم رأيت عن أبي يوسف ما يفيد ذلك. (البحر الرائق، فصل في المحرمات: ۱۰۷/۳، ظفير)

بیٹے کی عورت کو شہوت سے چھوئے تو کیا حکم ہے:

سوال: زید مقر ہے کہ میں نے اپنے بیٹے کی عورت کو شہوت سے مس کیا ہے، آیا زید کے بیٹے پر اس کی عورت حرام ہوگئی، یا نہیں؟ اگر حرام ہوگئی تو نکاح فسخ ہوگیا، یا تفریق قاضی کی ضرورت ہے، اگر ہے تو کون تفریق کرسکتا ہے اور تفریق کا کیا طریقہ ہے؟

الجواب

زید کا کہنا بیٹے پر حجت نہیں ہوسکتا؛ لیکن اگر بیٹا بھی اس کی تصدیق کرتا ہے، یا گواہوں سے ایسا مس ثابت ہے، جس سے حرمت مصاہرت ثابت ہوجاوے تو بیٹے پر وہ عورت ممسوسہ پدر بالشہوۃ حرام ہوگئی، (۱) لہٰذا بلا متارکت شوہر، یا تفریق قاضی نکاح فسخ نہ ہوگا، متارکت شوہر کی صورت یہ ہے کہ شوہر کہہ دے کہ میں نے اس کو علاحدہ کردیا، یا اس سے علاحدگی کرلیوے اور تفریق قاضی کی صورت یہ ہے کہ قاضی شرعی علاحدگی کرادے اور حکم مسلم فریقین بھی قائم مقام قاضی ہوسکتا ہے۔ (کما فی کتب الفقه) (۲) (فتاویٰ دار العلوم دیو بند: ۳۵۸/۷-۳۵۹)

اگر سسر بہو کو شہوت کے ساتھ چھودے:

سوال: اگر کسی شادی شدہ عورت کا سسر اس کو ہاتھ لگادے شہوت کی نیت سے تو مذکورہ عورت اس کے لڑکے کے لیے حلال رہی، یا نہیں؟ نکاح رہا، یا ٹوٹ گیا؟

الجواب وباللّٰه التوفيق

اگر بہ نیت شہوت (بلا حائل) ہاتھ لگایا تو بہو اس کے بیٹے پر ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی۔ (۳) شوہر پر لازم ہے کہ اس کو کہہ دے کہ میں نے تم کو چھوڑ دیا۔ (۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد بشیر احمد، ۱۲/ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲۲۹/۴)

---

(۱) رجل تزوج امرأة علىٰ أنها عذراء فلما أراد وقاعها وجدها قد رفنضت فقال لها من افتضك؟ فقالت أبوك، إن صدقها الزوج، بانت منه ولا مهر لها وإن كذبها فهى إمرأته، كذا فى الظهيرية. (الفتاوىٰ الهندية، نول كشورى، كتاب النكاح، الباب الثالث، القسم الثانى: ۲۸٤/۲، ظفير)

(۲) وبحرمة المصاهرة لايرتفع النكاح حتىٰ لايحل لها التزوج بآخر إلا بعد المتاركة وإنقضاء العدة وإن مضى عليها سنون، كما فى البزازية وعبارة الحاوى: إلا بعد تفريق القاضى أو بعد المتاركة، إلخ، وقد علمت أن النكاح لايرتفع بل يفسد وقد صرحوا فى النكاح الفاسد بأن المتاركة لاتحقق إلا بالقول إن كانت مدخولا بها كتركتك أو خليت بسبيلك وأما غير المدخول بها فقيل: تكون بالقول وبالترك علىٰ قصد عدم العود إليها وقيل لاتكون إلا بالقول فيهما حتىٰ لو تركها ومضىٰ علىٰ عدتها سنون لم يكن لها أن تتزوج بآخر فافهم. (ردالمحتار، فصل فى المحرمات: ۳۸۹/۲، ظفير)

(۳) والزنا واللمس والنظر بشهوة يوجب حرمة المصاهرة. (كنز الدقائق على هامش البحر الرائق: ۱۷۱/۳)

(۴) وبحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح حتى لا يحل لها التزوج بآخر إلا بعد المتاركة. (الدرالمختار على هامش ردالمحتار باب المحرمات: ۲۸۳/۲)

باپ نے بیٹے کی بیوی کوشہوت سے چھودیا تو یہ زنا کے حکم میں ہے:

سوال: ایک شخص نے اپنے بیٹے کی منکوحہ کوکئی بارشہوت سے بوسہ دیا اور پستان وغیرہ کو ہاتھ لگایا اور بغل میں لیا اور آیا وہ عورت اپنے شوہر کے لیے حرام ہوگئی، یا عورت مذکورہ کی ساس اس کے خسر پر حرام ہوگئی؟

الجواب

اگر فی الوقع لڑکی کا بیان صحیح ہے تو یہ لڑکی اپنے خاوند پر حرام ہوگئی، اس کی ساس اس کے سسر پر حرام نہیں ہوئی؛ لیکن یہ لڑکی دوسری جگہ نکاح اس وقت تک نہیں کرسکتی، جب تک کہ خاونداس کو چھوڑ نہ دے؛ یعنی زبان سے کہہ دے کہ میں نے چھوڑ دیا ہے اور اگر وہ چھوڑنے پر راضی نہ ہو(حالاں کہ لڑکی کے بیان کی تصدیق کرتا ہے) تو لڑکی کو اختیار ہے کہ عدالت موجودہ کے ذریعہ سے، یا پنچائت وغیرہ کے ذریعہ سے اس کو چھوڑنے پر مجبور کرے اور اگر خاوند نے لڑکی کے بیان کی تصدیق نہیں کی تو پھر حاکم اسے چھوڑنے پر مجبور نہیں کرسکتا۔

وعن أبی یوسف امرأة قبلت إبن زوجها وقالت کانت عن شهوة إن کذبها الزوج لایفرق بینهما ولوصدقها أنه عن شهوة وقعت الفرقة،إلخ. (خلاصة الفتاوی:۲/ ۱۰)

وقال فی متن الدرالمختار: وحرم بالصهرية أصل مزنية وممسوسة بشهوة إلٰی قوله و فروعهن ثم قال وبحرمة المصاهرة لایرتفع النکاح حتٰی لایحل لها التزوج باٰخرإلابعد المتارکة وإنقضاء العدة.

وقال الشامی: وعبارة الحاوی: إلابعد تفریق القاضی أوبعد المتارکة، ثم قال: والمتارکة لاتحقق إلابالقول إن کانت مدخولاً بها. (شامی،باب المحرمات:۲/ ۲۹۰) **واللہ تعالیٰ اعلم** (امدادالمفتین:۲/۴۶۵)

خسر کا شہوت کے ساتھ بہو کا ہاتھ پکڑنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ خسر نے اپنے لڑکے کی بیوی کے ہاتھ کورات کی تنہائی میں بہو کے بستر پر پہونچ کر پکڑلیا اور زبان سے زنا کی فرمائش کی؛ مگرلڑکی کسی طرح سے بھاگ کر باہر آگئی، دوسرے دن اپنے شوہر کو بتایا کہ رات کوایسا معاملہ ہوا ہے، جب لڑکے نے باپ سے پوچھا تو باپ نے کہا کہ میں نشے کی حالت میں تھا،لڑکے نے باپ کو مارا؛ مگر بیوی کے ساتھ ازدواجی تعلق برقرار رکھا،مسئلہ نہ معلوم ہونے کی وجہ سے؛ لیکن یہ بات اس کے دل میں کھٹکتی رہی کہ مسئلہ معلوم کروں۔غرض یہ مسئلہ درپیش ہے، بیوی اپنے شوہر کے ساتھ رہ سکتی ہے یانہیں؟ اور بیوی اپنے میکے ہے؛ لیکن بیوی یتیم ہے،اس کے ماں باپ نہیں ہے،اس بناپرلڑکا،اس کودل سے نہیں نکال رہا ہے،اگرکوئی مسئلہ ہو رکھنے کی صورت میں تو پیش کرواور اگرناجائز ہوتو بھی درپیش کرو۔

(المستفتی: حافظ نذیراحمد،سنت کبیرنگر، یوپی)

باسمه سبحانه وتعالیٰ، الجواب وباللّٰه التوفیق

سوال نامہ میں مذکورہ صورت کے اندر خسر نے اپنے لڑکے کی بیوی یعنی بہو کا ہاتھ شہوت سے جب پکڑلیا ہے اور

اس کا ارادہ بھی زنا کا ہے تو چاہے نشے کی حالت میں ہو یا غیر نشہ کی حالت میں، اگر لڑکے کو اس بات کا یقین ہے کہ واقعۃً میرے باپ نے بدکاری کے ارادہ سے میری بیوی کو پکڑا ہے تو بیوی لڑکے پر ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی ہے اور اگر لڑکے کو یقین نہیں ہے کہ میرے باپ ایسا کر سکتے ہیں تو ایسی صورت میں بیوی حرام نہیں ہوگی۔

وعلى هذا ينبغي أن يقال في منعه إياها لاتحرم علىٰ أبيه، وابنه إلا أن يصدقها،أو يغلب على ظنه صدقها، ثم رأيت عن أبي يوسف ما يفيد ذلك. (البحرالرائق، کوئٹہ:۳/۱۰۰، زکریا:۳/۱۷۷)

ومراهق و مجنون، وسكران كالبالغ. (الدرالمختار)

و في الشامية: قبل المجنون أم امرأته بشهوة،أوالسكران بنته تحرم أى تحرم امرأته. (شامی، زکریا:٤/١١٤، کراچی:۳/۳۷) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۲۷؍ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ (فتویٰ نمبر: الف ۶۶۲۶۳۵)

الجواب صحیح: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۱۴۲۱/۴/۲۹ھ۔ (فتاوی قاسمیہ:۱۳/۳۴۶،۳۴۷) ☆

☆ **خسر کا شہوت کے ساتھ بہو کو چھونا:**

سوال (۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ اگر بہو کو خسر نے بارادۂ بدکاری ہاتھ لگا دیا ہو، یا پکڑ لیا ہو تو یہ بہو اپنے شوہر کے لیے حرام ہے، یا حلال؟

(۲) اور طلاق بائنہ پڑی، یا مغلظہ، یا اور کوئی؟

(۳) اس واقعہ کے ۳؍ماہ بعد ایک لڑکی پیدا ہوئی ہے، آیا عدت گزری، یا نہیں؟

(۴) یہ بہو اپنا نکاح ثانی دوسرے شوہر سے کر سکتی ہے، یا نہیں؟ نیز یہ بھی واضح رہے کہ اس لڑکی کا اپنے شوہر سے کوئی بگاڑ نہیں تھا اور یہ حمل لڑکی کے شوہر ہی کا تھا۔ بینوا توجروا۔ (المستفتی: ماسٹر عبدالرشید)

باسمه سبحانه وتعالى، الجواب ــــــــــــ وبالله التوفيق

(۱) اگر بدکاری کے ارادہ سے بشہوت پکڑا ہے اور شوہر بھی اس کی تصدیق کرتا ہے کہ واقعی اس کے باپ نے یہ حرکت کی ہے تو بیوی شوہر پر ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی اور اگر شوہر تصدیق نہ کرے اور دو عادل عینی شاہد موجود نہ ہوں تو محض بیوی کے کہنے سے حرمت ثابت نہیں ہوگی۔ (مستفاد: احسن الفتاوی:۵/۷۱، فتاوی دارالعلوم دیوبند:۴/۳۳۵)

وثبوت الحرمة بلمسها مشروط بأن يصدقها،ويقع في أكبر رأيه صدقهاعلى هذا ينبغي أن يقال في مسه إياها لاتحرم علىٰ أبيه و إبنه إلا أن يصدقها، أو يغلب على ظنه صدقها. (البحرالرائق، کوئٹہ :۳/۱۰۰، زکریا:۳/۱۷۷، شامی، کراچی:۳/۳۳، زکریا:٤/١٠٨)

(۲) اس سے شوہر پر بیوی حرام تو ہوجاتی ہے؛ لیکن جب تک شوہر قولی متارکت، یا شرعی تفریق نہ کر دے تو نکاح سے باہر نہیں ہوگی اور نہ عورت اس کے بغیر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ (مستفاد: امدادالفتاوی:۲/۳۲۳)

وبحرمة المصاهرة لايرتفع النكاح حتى لايحل لها التزوج بآخر إلا بعد المتاركة وانقضاء العدة. (الدر المختار، کراچی:۳/۳۷، زکریا:٤/١١٤)

(۳) شوہر کی صریح متارکت یا شرعی تفریق سے قبل وضع حمل سے عدت پوری نہیں ہوسکتی ہے۔ ==

حرمت مصاہرت کی ایک صورت:

سوال: عورت بیان کرتی ہے: میں اکیلی اپنے مکان میں تھی، میری سسر نے آ کر مجھ کو زیورات وغیرہ کا لالچ دے کر ہمبستری کی خواہش کی اور میرے ہاتھ پکڑ کر شہوت سے پر ہو کر کواڑ بند کر لیے، میں چلا کر ہاتھ چھڑا کر کواڑ کھول کر باہر نکل آئی تو عورت اپنے شوہر پر حلال ہے، یا نہیں؟ اور کس کا قول معتبر ہوگا، عورت کا، یا سسر کا؟

الجواب

صرف ہاتھ پکڑنے سے جب کہ موٹے کپڑے درمیان میں حائل ہوں، حرمت ثابت نہیں ہوتی اور اگر اس سے زائد بات ہوئی ہے تو یہ عورت اپنے خاوند پر حرام ہو جائے گی، بشرطیکہ خاوند بھی اس کی تصدیق کرے۔

لما في محرمات الخلاصة: عن أمالي أبي يوسف إن كذ بها الزوج لايفرق بينهما ولو صدقها أنه عن شهوة وقعت الفرقة بنهما. (خلاصة الفتاوى: ۲/ ۱۰) واللہ تعالیٰ اعلم (امداد المفتین: ۲/۶۶۲)

خسر کے پیر دبانا اور سر پر بوسہ دینے سے حرمت ثابت ہوگی:

سوال: میں ایک یتیم لڑکی ہوں، میری عمر تقریباً ۲۲/سال ہے، آج سے تین مہینہ قبل میرا نکاح ہوا تھا؛ لیکن کم نصیبی سے یہ واقعہ پیش آ گیا جس کی تفصیل درج ذیل ہے تو اس میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ یہ بتا کر ممنون فرمائیں۔

ایک رات کو میرے خاوند گھر پر نہیں تھے، کام پر گئے ہوئے تھے میرے دیور، نند سب سوئے ہوئے تھے، لائٹ جل رہی تھی اور میں کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی سامنے پلنگ پر میرے خسر لیٹے ہوئے تھے اور میرے ساتھ باتیں کر رہے تھے۔

خسر نے مجھ سے کہا کہ میری طبیعت اچھی نہیں ہے؛ اس لیے میں نے اپنے خسر سے کہا کہ لائیے میں آپ کے پیر دبا دیتی ہوں، انہوں نے ہاں کہا، میں نے ہاتھوں سے پیر اور سر دبا دیا؛ لیکن انہوں نے کہا تجھ میں زور نہیں ہے؛ اس لیے پیروں سے دبا، اول میں نے منع کیا کہ مجھے پیروں سے چل کر دبانے میں شرم آتی ہے تو انہوں نے کہا کہ اس میں کیا ہوا؟

اخیر میں میرے خسر الٹے سو گئے اور میں نے پیروں سے پورے بدن پر چل کر بدن دبایا، دباتے دباتے میں نے کہا کہ آپ کا بدن دباتے ہوئے مجھے میرے مرحوم والد جیسا صبر آ رہا ہے، خسر نے مجھے ہاں کہا، تھوڑی دیر بعد میں نے

== **ولا تحقق المتاركة إلا بالقول بأن يقول تاركتك، أو خليت سبيلك، أو خليتها، أو تركتها.** (فتح القدير بيروت: ۳/۳٦٦، زكريا: ۳/۳٤۹، كوئٹه: ۳/۲٤٥)

(۴) عورت کے لیے اس وقت تک دوسری جگہ نکاح کرنا جائز نہ ہوگا، جب تک شوہر سے متارکت اور تفریق حاصل نہ کر لے۔ (مستفاد: فتاوی محمودیہ قدیم: ۳/۳۴۵، جدید ڈابھیل: ۱۱/۳۹۲، امداد الفتاوی: ۲/۳۲۳)

أما لو تركها ومضى على ذلك سنون لم تكن لها أن تتزوج بآخر. (فتح القدير، زكريا: ۳/۳٤۹، كوئٹه: ۳/۲٤٥، دارالفكر بيروت: ۳/۳٦٦) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۷/محرم الحرام ۱۴۰۹ھ (فتویٰ نمبر: الف ۲۴/۱۰۵۴) (فتاوی قاسمیہ: ۱۳/۳۴۷، ۳۴۸)

کہا کہ ابا بس؟ تو انہوں نے کہا: ہاں، آج مجھے میرا بدن خوب ہلکا لگتا ہے اور نیند بھی اچھی آئے گی، تھوڑی دیر بعد ہم سو گئے، خسر پلنگ پر اور میں دور چھوٹے دیور کے پاس بستر پر سو گئی، تھوڑی دیر بعد شاید میرا دیور رویا؛ اس لیے میرے خسر کی آنکھ کھل گئی اور میں بھی اٹھ گئی اور دیور سو گیا خسر نے کہا کہ تو بھی بیمار ہے اور تیرا بھی بدن دکھتا ہے تو لاؤ تیرے پیر دبا دیتا ہوں، میں نے ہاں کہا تو خسر نے پورا بدن دبا دیا اور کہا کہ تو نے میری بات مانی؛ اس لیے بیٹی تو مجھے بہت اچھی لگتی ہے، ایسا کہہ کہ میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور سر پر بوسہ دیا اور کہا کہ تو بھی دے تو میں نے بھی دیا، پیر دباتے ہوئے بولے کہ بیٹی اچھا لگتا ہے؟ میں نے ہاں کہا، پھر خسر چلے گئے، اس واقعہ میں ہم دونوں کی نیت صاف تھی، میں نے انہیں اپنے حقیقی باپ جیسا سمجھا اور انہوں نے مجھے حقیقی بیٹی سمجھی۔

اس واقعہ کے ذیل میں بتائیں کہ کیا میرا اپنے شوہر سے نکاح ٹوٹ گیا؟ تھوڑے دن قبل میری ساس کا انتقال ہو گیا؛ اس لیے روزانہ کہتے تھے کہ میں ہی تیری ماں ہوں اور میں ہی تیرا باپ بھی، تجھے گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے تو ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے جواب دینے کی گزارش ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً و مسلماً

صورت مسئولہ میں جو واقعہ ذکر کیا ہے، اس میں لکھا ہے کہ دونوں کی نیت صاف تھی؛ اس لیے کہ دونوں میں سے کسی نے بھی خواہش سے یہ کام نہیں کیا اور شوہر اپنے دل کی گواہی کے ساتھ یہ کہتا ہو کہ میرے باپ نے خواہش سے ایسا نہیں کیا ہے تو اس فعل سے عورت اس کے شوہر کے نکاح سے نہیں نکلے گی اور اس سے ان دونوں کے نکاح پر کوئی اثر نہیں آئے گا؛ اس لیے دونوں میاں بیوی کے طور پر ساتھ میں رہ سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ دینیہ: ۲۹۹/۳-۳۰۰)

خسر کا اپنی بہو کے منہ کا بوسہ لینا:

سوال: زید اپنے اہل وعیال کے ساتھ اپنے وطن سے دور دوسرے شہر میں رہتا ہے، ایک مرتبہ وہ اپنی بیوی بچوں کے ہمراہ اپنے وطن اپنی بہن کی شادی میں شرکت کے لیے گیا تھا، جس کمرہ میں زید کی بیوی ٹھہری ہوئی تھی، وہاں اس کے خسر آتے رہتے تھے، ایک مرتبہ جب کہ خسر اور بہو کمرہ میں تنہا تھے، خسر نے کچھ ہمدردی کے الفاظ کہتے ہوئے اپنی بہو کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے منہ کا بوسہ لے لیا، بہو کو اس حرکت پر بہت غصہ آیا؛ مگر صبر کر گئی، بعد میں جب زید آیا تو اس سے اس بات کا تذکرہ کیا اور یہ بات زید نے اپنی والدہ سے کہی، زید کی والدہ نے زید کے والد سے اس کا تذکرہ کیا، پہلے تو انہوں نے اس سے انکار کیا، کچھ زور دینے پر زید کے والد نے یہ کہتے ہوئے اقرار کیا کہ میں نے اپنی بیٹی سمجھ کر بوسہ لیا تھا، شہوت کا خیال بھی نہیں تھا، اس صورت میں زید کی بیوی زید کے لیے حلال رہی، یا نہیں؟ مطلع فرمائیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــــ

درمختار میں ہے: (قبل أم امرأته حرمت عليه امرأته)... لأن الأصل فى التقبيل الشهوة.

شامی میں ہے:

(قوله:على الصحيح،جوهرة)الذى فى الجوهرة للحدادى خلاف هٰذا فإنه قال: لو مص أوقبل وقال: لم اشته، صدق إلا إذا كان المس على الفرج والتقبيل فى الفم،آه، وهٰذا هوالموافق لما سينقله الشارع عن الحدادى ولما نقله عنه فى ا لبحرقائلا ورجحه فى فتح القدير والحق الخد بالفم،آه... وقيل لا يصدق لو قبلها على الفم وبه يفتى،آه. (الدرالمختار ورد المحتار: ۳۸۸/۲ باب المحرمات،كتاب النكاح)

عالمگیری میں ہے:

وكان الشيخ الإمام الأجل ظهير الدين المرغينانى يفتى بالحرمة فى القبلة فى الفم والخد والرأس وإن كان على مقنعة وكان يقول لا يصدق فى أنه لم يكن بشهوة. (الفتاوىٰ الهندية: ۷/۲، كتاب النكاح،باب المحرمات بالصهرية)

مندرجہ بالا عبارتوں سے واضح ہوتا ہے کہ صورت مسئولہ میں منہ پر بوسہ لینے کے سلسلہ میں خسر کی عدم شہوت والی بات قابل قبول نہ ہوگی اور قرائن اسی کے موئد ہیں، دونوں تنہا کمرے میں ہیں، بوسہ لینے قبل پیٹھ پر ہاتھ پھیرنا وغیرہ اس لئے حرمت ہی کا حکم لگایا جائے گا اور یہ بات تو واضح ہے کہ حرمت کے ثبوت کے لئے کسی ایک جانب سے شہوت ہونا کافی ہے۔ درمختار میں ہے:

وتكفى الشهوة من أحدهما. (الدرالمختار: ۳۸۹/۲،فصل فى المحرمات) **فقط واللہ اعلم بالصواب**

(فتاویٰ رحیمیہ: ۸/---------)

بیٹے کی بیوی سے بوسہ وغیرہ لینے سے حرمت:

سوال: استفتاء مندرجہ ذیل مسئلہ میں علمائے دین کیا فرماتے ہیں ایک شخص نے مندرجہ ذیل سوالات کے حسب ذیل حلفی بیانات دیئے:

(۱) خدائے پاک اور قرآن شریف کی قسم کھا کر اوراپنے قلم سے لکھ کر بیان کرو کہ کیا تم نے اپنے بیٹے کی بیوی کے ساتھ سوتے وقت چھ سات روز تک متواتر یہ حرکتیں کیں کہ اس کی چھاتی کئی مرتبہ پکڑی؟ اس کو منہ کھول دینے پر مجبور کیا، اس کے گالوں پر دومرتبہ بوسہ دیا؛ یعنی چوما اوراس کا کمر بند کھولا، یا کھولنا چاہا اور کہا کہ میری جان! میں تجھ پر عاشق ہوگیا ہوں۔

(۲) جس وقت تم نے اس کمر بند کھولا تھا یا کھولنا چاہا تھا، اس وقت کیا تم کوشہوت بہت زیادہ ہو رہی تھی اور تمہارے اعضائے تناسل میں بہت تندی ہو رہی تھی، جس کی وجہ سے تم نے اس قسم کا بے ہودہ ارادہ کیا؟

(۳) کیا تم اس سے صحبت کر سکے، یا نہیں؟ اور تم کو اطمینان کے ساتھ انزال ہوگیا، یا نہیں؟ اور صحبت تم نے اس عورت کی رضا مندی سے کی، یا بلا رضا؟ بالکل سچ اور صحیح تحریر کرو ورنہ خدائے تعالیٰ تم کو بڑی سخت سزا دیں گے۔

(۴) اگر تم صحبت نہیں کر سکے اور پاجامہ اس کا نہیں کھول سکے اور تندی تم کو نہیں ہورہی تھی تو کیا تم کو اس کشاکشی میں بغیر صحبت کیے ہوئے انزال ہوگیا تھا، یا نہیں؟ بات ہرگز مت چھپانا، اس میں بڑی باریک بات ہے، بالکل سچ بیان کرو۔

(۵) سب سے آخر میں یہ لکھوایا بیان کرو کہ میں نے جو کچھ اوپر لکھایا بیان کیا، بالکل سچ اور صحیح ہے، اگر میں نے کوئی بات اس میں جھوٹ کہی ہو تو اللہ تعالیٰ مجھ کو اسی وقت ہمیشہ کے لیے اندھا اور کوڑھی کردے اور میں بھیک مانگ کروں مروں۔

جواب سوالات جرح:

(۱) خدائے پاک اور قرآن شریف کی قسم کھا کر لکھتا ہوں کہ یہ شیطان کا کام ہے کہ وہ آدمی کو بہکاتا ہے اور ذلت میں ڈلواتا ہے، تین چار مرتبہ اس نے یہ حرکت کرائیں کہ اس کے بدن پر ہاتھ لگوایا؛ یعنی اس کے پستان کو پکڑا اور اس کا منہ کھلا ہوا تھا، دو مرتبہ گالوں کو چوما، ایک دو مرتبہ اس کو منہ کھولنے کو بھی کہا، کمر بند اس کا نہیں کھولا، نہ کھولنے کا ارادہ کیا، نہ اس کے پلنگ پر بیٹھا۔

(۲) کمر بند اس کا نہیں کھولا اور نہ کھولنا چاہا، نہ اس وقت مجھ کو شہوت ہورہی تھی اور اعضائے تناسل پر تندی بھی نہیں ہورہی تھی۔

(۳) صحبت نہیں ہوئی، نہ رضامندی سے، نہ بغیر ضامندی اور نہ انزال ہوا۔

(۴) انزال اس کو ہاتھ لگانے سے نہیں ہوا، نہ اعضائے تناسل پر تندی تھی، منی خارج نہیں ہوئی۔

(۵) یہ جو کچھ میں نے اوپر لکھا ہے، یا بیان کیا ہے، یہ سچ اور صحیح ہے، اگر کوئی جھوٹ لکھی ہو تو خداوند تعالیٰ اسی وقت ہمیشہ کے لیے اس کی سزا مجھ کو دے گا۔

اب سوال یہ ہیں:

(۱) ایسی صورت میں حنفی مذہب کی رو سے عمر کی بیوی اس کے نکاح میں داخل رہی، یا نہیں؟

(۲) اگر حنفی مذہب کی رو سے کوئی صورت عمر کے نکاح میں داخل رہنے کی باقی نہ ہو تو کسی دوسرے امام کے مذہب پر ضرورۃً عمل کرنا موجبِ گناہ تو نہیں ہوگا اور کس امام کے مذہب کے موافق عمر کی بیوی نکاح سے باہر نہیں ہوسکتی، ان کا نام بھی تحریر کیجیے۔

(۳) اگر عندالاحناف عورت مذکورہ ہمیشہ کے لیے عمر پر حرام ہوگئی اور کسی امام کے مذہب پر عمل کرتے ہوئے دوبارہ نکاح میں آنا جائز نہ ہو تو کیا عورت مذکورہ بغیر کسی روک کے دوسرے شخص سے نکاح کرسکتی ہے؟

(۴) عورت اپنے مہروں کا دعویٰ خسر پر کرے، یا عمر (شوہر) پر؟

(۵) عمر پر جس پر اس کے باپ نے اتنا بڑا ظلم کیا کہ اس کی بیوی کو ہمیشہ کے لیے حرام کر دیا، کیا اب بھی اس پر باپ کے حقوق پدری باقی رہیں گے؟ یا ساقط ہو جائیں گے۔

الجواب ــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

(۱) صورتِ مسئولہ میں عند الاحناف عمر کے لیے اس بیوی کو اپنے نکاح میں رکھنا جائز نہیں؛ بلکہ اس سے متارکت ضروری ہے؛ کیوں کہ مصاہرت کی وجہ سے اس پر حرام ہوگئی، یہ حرمت بلا انزال ثابت ہو جاتی ہے۔

"ولو أخذ ثديها وقال: كان عن غير الغالب خلافة". (۱)

اور عالمگیری میں ہے:

"لأن الغالب خلافة". (۲)

قال في الهندية: "وكان الشيخ الإمام الأجل ظهير الدين المرغيناني: يفتي بالحرمة في القبلة على الفم والخد والرأس وإن كانت مقنعة، وكان يقول: لايصدق في أنه لم يكن بشهوة". (الطحطاوی: ۱۷/۲) (۳)

وفي البحر الرائق: "لأن الأصل في التقبيل وهو الشهوة". (۴)

شامی (۴۶۲/۲) میں ہے:

"إن قبل الفم، يفتىٰ بها: أي الحرمة وإن ادعىٰ أنه بلا شهوة، وألحق الخد بالفم". (۵)

(۲) امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صورت مسئولہ میں حرمت ثابت نہیں ہوئی۔

"وعند الشافعي لاتثبت الحرمة بالزنا، فأولىٰ أن لاتثبت بالمس والنظر بدون الملك. (بدائع) (۶)

لیکن حنفی کے لیے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب پر ایسی صورت میں عمل کرنا جائز نہیں؛ بلکہ گناہ کبیرہ ہے؛ کیوں کہ اول تو حلت وحرمت کا مقابلہ ہے، لہٰذا حرمت کو ترجیح ہوگی، (۷) دوسرے ایسی صورتوں میں غیر کے مذہب پر عمل کرنے کی ہمارے فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی۔ (۸)

---

(۱) خلاصة الفتاویٰ، الفصل الثالث في حرمة المصاهرة: ۹/۲، امجد اکادمی لاهور

(۲) الفتاویٰ الهندية، القسم الثاني: المحرمات بالصهرية وما يتصل بذلك: ۲۷۶/۱، رشيدية

(۳) حاشية الطحطاوي على الدر المختار، فصل في المحرمات: ۱۷/۲، دار المعرفة، بيروت

(۴) البحر الرائق، فصل في المحرمات: ۱۷۸/۳، رشيدية

(۵) الدر المختار مع رد المحتار، كتاب النكاح، فصل في المحرمات: ۳۶/۳، سعيد

(۶) بدائع الصنائع، فصل المحرمات بالمصاهرة: ۲۶۰/۲، دار الكتب العلمية بيروت، انيس

(۷) إذا اجتمع الحلال والحرام، أو المحرم والمبيح، غلب الحرام والمحرم. (قواعد الفقه. (رقم القاعدة: ۱۴)، ص: ۵۵، الصدف پبلشر کراتشي)

(۸) "إرتحل إلىٰ مذهب الشافعي، يعزر". (الدر المختار)　　==

(۳) عمر کی بیوی کو عدت گزار کر عندالاحناف موافق شرع دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہے، جب کہ عمر نے کہہ دیا ہو کہ میں تجھے چھوڑ چکا، حاکم مسلم نے دونوں میں تفریق کردی۔

"وبحرمة المصاهرة لايرتفع النكاح، حتٰى لايحل لها التزوج بآخر إلا بعد المتاركة وإنقضاء العدة". (الدرالمختارعلی الشامی: ۲/ ۴۶۲)(۱)

(۴) عورت مہر کا مطالبہ عمر سے کرے، اگر خلوت صحیحہ، یا جماع کی نوبت عمر کے ساتھ آ چکی ہے۔

"ويتأكد [المهر] عند وطء أوخلوة صحت من الزوج". (۳)

"وإذا تأكد المهر، لم يسقط وإن جاء ت الفرقة من قبلها". (عالمگیری: ۲/ ۳۱۷)(۴)

اگر ان حرکات سے عمر کے باپ کی نیت یہ تھی کہ عمر پر اس کی بیوی حرام ہوجائے تو مقدار مہر عمر اپنے باپ سے لے گا، اگر یہ نیت نہیں تھی تو عمر باپ سے نہیں لے گا۔ (الفتاویٰ الهندية: ۲/ ۳۸۴)(۵)

(۵) حقوق پدری اب بھی باقی ہیں، ساقط نہیں ہوئے، جب تک کسی معصیت کا امر نہ کرے، حتی الوسع باپ کی اطاعت کرنی چاہیے۔ (۶) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۷/ ۱۲/ ۱۳۵۱ھ۔

صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۱/ ۱۲/ ۱۳۵۱ھ۔ صحیح: عبد الرحمٰن غفر لہ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۱/ ۳۹۰)

خسر کا اپنی بہو کے سینہ کو اپنے سینہ سے ملانا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ لعل میاں سارنگ اور اس کی بہو کے درمیان مندرجہ ذیل واقعات پیش آئے، اس صورت میں حرمت مصاہرت ثابت ہوئی، یا نہیں؟

== "(قوله: إرتحل إلى مذهب الشافعي يعزر): أي إذا كان ارتحاله لا لغرض محمود شرعاً، لما في التتارخانة: حكى أن رجلاً من أصحاب أبي حنيفة خطب إلٰى رجل من أصحاب الحديث إبنته في عهد أبي بكر الجوزجاني، فأبى إلا أن يترك مذهبه، فيقرأ خلف الإمام ويرفع يديه عند الانحطاط ونحوذلك، فأجابه فزوجه، فقال الشيخ بعد ما سئل عن هٰذه وأطرق رأسه: النكاح جائز ولكن أخاف عليه أن يذهب إيمانه وقت النزع؛ لأنه استخلف بمذهبه الذي هوحق عنده وتركه لأجل منتنة، إلخ". (رد المحتار، باب التعزير، مطلب فيما إذا إرتحل إلٰى غيرمذهبه: ۴/ ۸۰، سعيد)

(۱) "وبحرمة المصاهرة لايرتفع النكاح، حتٰى لايحل لها التزوج بآخر إلا بعد المتاركة وإنقضاء العدة". (الدر المختار، باب المهر: ۳/ ۱۰۲، سعيد)

(۲) الدرالمختار، باب المهر: ۳/ ۱۰۲، سعيد

(۳) الفتاویٰ الهندية، القسم الثاني: المحرمات بالصهرية وما يتصل بذلك، كتاب النكاح: ۱/ ۲۷۷، رشيدية

(۵) "رجل قبل إمرأة أبيه بشهوة أوقبل الأب امرأة إبنه بشهوة وهي مكرهة، وأنكر الزوج أن يكون بشهوة، فالقول قول الزوج، وإن صدقه الزوج، وقع الفرقة، ويجب المهرعلى الزوج، ويرجع، بذلك على الذي فعل إن تعمد الفاعل الفساد وإن لم يتعمد لايرجع". (الفتاویٰ الهندية، كتاب النكاح، القسم الثاني: المحرمات بالصهرية، وما يتصل بذلك: ۱/ ۲۷۶، رشيدية)

(۶) قال اللّٰه تعالٰى: ﴿وقضى ربك ألا تعبدوا إلا إياه وبالوالدين إحساناً﴾ (سورة بني إسرائيل: ۲۳)

پہلا واقعہ:

تقریباً ایک مہینہ ہوا، ایک دن دو پہر سے پہلے میرے خسر صاحب کھیت یعنی زمین سے غسل کرنے کے واسطے حوض کے گھاٹ پر آئے تھے، اس وقت اندر مکان سے گھاس لا رہی تھی، اس نے مجھ سے کہا کہ میرا کپڑا لا دے، میں نے کپڑا لا دیا، پھر دوبارہ جب میں گھاس لائی، دیکھتی ہوں کہ وہ غسل کر کے ڈیوڑھی میں داخل ہوا، پھر مجھے کہا کہ حلیمہ تو اس طرف آ جا، میں نے عرض کی: کس لیے؟ اس نے کہا کہ جلدی آ جا۔ میں مجبوراً ڈیوڑھی کے پوربی دروازے پر جا کر ٹھہری، اس نے کہا اندر آ جا۔ میں نے کہا کہ آپ کا کیا کہنا ہے، فرمائیں؟ اس نے کہا کو تو میری ایک بات قبول کر میں تجھ کو اپنی جگہ زمین اور ٹین کے گھر دوں گا۔ میں نے کہا: وہ کیا بات ہے؟ اس نے کہا کام کر، میں نے کہا: وہ کام کیا ہے؟ اس نے کہا اندر داخل ہو جا، میں نے کہا ہرگز نہیں، آپ میرے خسر اور ماموں ہیں، آپ سے میرا یہ کام نہیں ہوسکتا، تب اس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا، میں زور سے ہاتھ چھڑا کر مکان کی طرف بھاگ گئی۔

دوسرا واقعہ:

دوسرے روز میں عصر کے وقت ڈیوڑھی کے سامنے صحن کو جھاڑ و دیتی تھی، اس نے پیچھے سے آ کر کہا تو نے میری بات کو قبول نہیں کیا؟ میں نے جواب دیا آپ کی ایسی بات کو قبول نہیں کرسکتی، اس کے بعد وہ میرے دیور کو آتے ہوئے دیکھ کر دوسری طرف بھاگ گیا۔

تیسرا واقعہ:

تیسرے دن دو پہر کو میں بیل گھر کے سامنے سرنگوں ہو کر گھاس جمع کر رہی تھی، اس نے پیچھے سے آ کر میری کمر پر ہاتھ لگایا، جس میں کپڑا حائل نہیں تھا اور کہا تو بارش میں کیوں بھگتی ہے، پس میں اس سے الگ ہوگئی۔

چوتھا واقعہ:

اس کے دس پندرہ دن کے بعد میں تائی کے گھر میں نیند کے لئے گئی تھی، تقریباً آدھی رات گزری ہوگی، میرے خسر نے مجھے اپنے حجرہ میں بلوایا، جب میں وہاں پہونچی، میری ساس نے کہا: اپنے خسر کو پنکھا کر، پس میں پنکھا کرنے لگی، اس نے کہا کہ میرے بدن میں تیل مل آ کر تو میں اس کے ہاتھ اور پیٹھ میں تیل ملنے لگی۔ اس اثنا میں وہ میرا ہاتھ پکڑ کر ایسا زور سے کھینچا، جس سے میرا سینہ اس کے سینہ کے ساتھ مل گیا، میں اس سے چھوٹ کر بھاگ گئی۔

سوالِ عدالت وجواب حلیمہ:

عدالت: جس وقت تم کو چمٹا لیا تھا، اس وقت تیرے اور اس کے سینہ کے درمیان کپڑا حائل تھا، یا نہیں؟

جواب حلیمہ: جس وقت مجھ کو چمٹا لیا، اس وقت میرے پیٹ اور سینہ سے کپڑا الگ ہو گیا تھا۔

سوال عدالت: اس کے سینہ پر کپڑا وغیرہ کچھ تھا، یا نہیں؟

جواب حلیمہ:　　اس کا سینہ برہنہ تھا۔

سوال وجواب عدالت لعل میاں سارنگ خسر حلیمہ عمر پچاس سال:

سوال عدالت:　　کیا تم اس فعل میں مجرم ہو، یا نہیں؟

جواب لعل میاں:　　جب آپ لوگ مجرم کہتے ہیں تو میں مجرم ہوں۔

عدالت:　　ارے! ہم لوگوں کی بات چھوڑو، تم نے یہ فعل کیا ہے، یا نہیں؟

جواب لعل میاں:　　میں اس فعل میں مجرم ہوں۔

عدالت:　　کیا تم نے یہ فعل کیا ہے؟

جواب لعل میاں:　　جی ہاں! کیا ہے۔

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً ومصلیاً

اگر حلیمہ کے اس بیان کی کہ ”اس کو اس کے خسر نے شہوت سے ہاتھ لگایا ہے“ حلیمہ کا شوہر تصدیق کرتا ہے اور اس کو حلیمہ کے سچا ہونے کا یقین، یا ظنِ غالب ہے تو وہ اپنے شوہر کے اوپر حرام ہوگئی، متارکت لازم ہے اور متارکت کے بعد عدت گزار کر حلیمہ دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے، خسر سے اس وقت بھی درست نہیں۔

”وثبوت الحرمة بلمسها مشروط بأن يصدقها،أويقع في أكبر رأيه صدقها، ثم رأيت عن أبي يوسف ما يفيد ذلك،آه“. (بحر: ۱۰۰/۳)(۱)

”وبحرمة المصاهرة لايرتفع النكاح،حتٰى لايحل لها التزوج باٰخر إلا بعد المتاركة وإنقضاء العدة“. (الدر المختار على الشامي: ۴۳۷/۲)(۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۱/ جمادی الأولیٰ ۱۳۵۴ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۳/ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۴ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۹۲/۱۱)

خسر کا بہو کو صرف ہاتھ لگانا:

سوال:　　بکر پسر زید جس کی عمر ۱۷/ سال کی ہے، بظاہر نابالغ معلوم ہوتا ہے، اس کی زوجہ ہندہ دعویٰ کرتی ہے اور حلفاً بیان کرتی ہے کہ میرا خسر زید بوقت نصف شب میری چارپائی پر اپنے مکان سے، جو متصل میرے مکان سے ہے، روشن راستہ سے ہو، دونوں مکان کے درمیان میں آمد برآمد کے لیے کھلا ہوا ہے، آیا اور بارادۂ زنا مجھ کو ہاتھ لگایا، جب میں یکا یک چیخ اٹھی تو کہا: چپ رہ میں ہوں، پھر میں نے چیخ ماری، تب ہمسایوں کو خبر ہوئی، زید اپنے مکان میں چلا

(۱)　البحر الرائق، كتاب النكاح،فصل في المحرمات:۱۷۷/۳، رشيدية

(۲)　الدر المختار، كتاب النكاح،فصل في المحرمات:۳۷/۳،سعيد

گیا، ہمسایوں سے کسی نے کہہ دیا کہ چور تھا، دروازہ کو ذرا ہلا کر بھاگ گیا، زید سے معلوم کیا کہ تو نے یہ فعل کیا، زید نے حلف اٹھا کر بیان کیا کہ میں نے نہیں کیا اور نہ میں اس مکان میں گیا، یہ میرے اوپر بہتان دیا ہے تو صرف ہندہ کے حلفی دعویٰ پر باوجود حلفاً انکار کرنے زید کے ہندہ اپنے شوہر پر حرام ہوگئی، یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب

فی الدر المختار، فصل المحرمات: (وفی المس لا) تحرم (ما لم تعلم الشهوة) لأن الأصل فی التقبيل الشهوة بخلاف المس، آه.(۱)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ صرف ہاتھ لگانے سے دعویٰ شہوت کا کرنا صحیح نہیں، جب شہوت ثابت نہیں تو حرمت نہیں ہوئی، البتہ اگر زید شہوت سے ہاتھ لگانے کا اقرار کرے تو حرمت ہو جائے گی۔

(تتمہ اول، ص:۱۱۲) (امداد الفتاویٰ جدید:۲/۳۱۴)

خسر نے ۶۰/سال کی عمر میں بہو کا شہوت کے بغیر بطور محبت بوسہ لیا، کیا حکم ہے:

سوال: ایک شخص بعمر تقریباً ۶۵/سال بطور محبت بلا ارادہ صحبت اپنے لڑکے کی بیوی کو پیار کیا؛ یعنی بوسہ لے لیا، قصد بالکل کوئی دوسرا نہیں اور نہ ارتکاب کیا گیا، اس کے لیے شرع کیا حکم دیتی ہے اور اگر اس کی عورت اس پر حرام ہوگئی تو اس کا نان ونفقہ اور رہائش کا کیا حکم ہے؟

(المستفتی:۲۳۵۴، محمد بہار علی صاحب (کرنال) ۴/جمادی الاول ۱۳۵۷ھ)

الجواب

اگر لڑکے کی بیوی کا بوسہ لیتے وقت اس شخص کو شہوت نہ تھی اور دل میں بھی شہوت کا خیال نہ تھا تو یہ عورت اپنے شوہر پر حرام نہیں ہوئی؛ لیکن اگر یہ بوسہ شہوت سے لیا گیا تو یہ عورت اپنے شوہر پر حرام ہوگئی۔ (۲) اگر یہ شخص قسم کے ساتھ کہہ دے کہ شہوت نہ تھی تو اس کا اعتبار کرلیا جائے گا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی (کفایت المفتی:۵/۱۸۲-۱۸۳)

بوڑھے سسر کا بہو سے بوسہ لینے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ زید کے والد صاحب ایک دیندار

(۱) الدر المختار، فصل فی المحرمات:۳/۳۶، دار الفكر بيروت، انيس

(۲) وأما الحرمة بدواعی الوطی إذا مسها أوقبلها بشهوة تثبت الحرمة المصاهرة وإن أنكر الشهرة كان القول قوله إلا أن يكون ذلک مع انتشار الآلة. (الفتاویٰ الخانية علىٰ هامش الفتاویٰ الهندية، كتاب النكاح، باب فی المحرمات: ۱/۳۶۱، ماجدية)

عالم دین ہیں، عمر اسی (۸۰) برس ہو چکی ہے، پچھلے رمضان المبارک کے مہینے سے شوگر کے مریض ہونے کے باعث دماغی حالت مندرجہ ذیل ہوگئی ہے:

(۱) پیسے جیب سے نکال کر پھینک دینا۔

(۲) ڈھیروں سبزیاں خریدنا۔

(۳) بچوں کو بلا وجہ مارنا۔

(۴) روزے کی حالت میں کھالینا۔

(۵) حالت نماز میں بھی بچوں کے ساتھ کھیلنا۔

دو مہینے پہلے ایک لڑکی کی چوٹی پکڑ لی اور ایک راہ گزرتی لڑکی کو بے ہودہ بات کہہ دی۔

(صورت مسئلہ) بہو کے بچے کو بہو کو دینے کے لیے آئے اور بہو کا ہاتھ پکڑ کر گال پر بوسہ لے لیا۔اس سلسلے میں یہ آرا ہیں:

شوگر اسپیشلسٹ کی رائے:

شوگر کی بیماری چالیس برس کے مرد کی شہوت ختم کر دیتی ہے، جب کہ والد صاحب کی عمر تو اسی (۸۰) برس ہو چکی ہے۔ والد صاحب کا جواب یہ ہے کہ جیسے میں اپنے پوتے کو پیار کرتا ہوں، اسی طرح بہو کو بھی کر لیا، مجھے نہیں معلوم میں نے ایسا کیوں کیا۔

بیٹے کے تاثرات:

والد صاحب کی زندگی جو ہمارے سامنے گزری، وہ استقامت دین، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور پرہیز گاری پر مبنی ہے، لہٰذا میرے نزدیک والد صاحب کی یہ حرکت سراسر دماغی خرابی کے باعث سرزد ہوئی۔

والدہ کی رائے:

میرے شوہر کا جنسی تعلق میرے ساتھ دس برس پہلے بالکل ختم ہو چکا ہے، اگر غلطی سے کبھی میرا پاؤں بھی ان کو لگ جاتا تھا تو ناراض ہوتے تھے کہ ایسا مت کرو۔ پچھلے دس سال سے میں نے کسی قسم کی شہوت اپنے شوہر کی طرف سے محسوس نہیں کی۔

بہو کی رائے:

میری شادی کو چار سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے، اس تمام عرصہ میں ایسا کئی دفعہ ہوا کہ گھر پر صرف میرے سسر صاحب اور میں ہوتے تھے؛ لیکن کبھی کسی طور پر بھی انہوں نے کوئی پیش قدمی نہیں کی، نہ کبھی کوئی ایسی بات زبان سے کہی، سسر صاحب کو میں نے ہمیشہ باقاعدہ تہجد و قرآن پاک کی کثرت سے تلاوت کرتے ہوئے ہی دیکھا ہے، ہر لحاظ سے ان کا عمل شریعت کے مطابق ہی پایا ہے، یہ مسئلہ زندگی میں پہلی بار ہوا ہے، درحقیقت میں نہیں جانتی کہ ایسا کیوں ہوا؟

اب علماء کرام سے یہ مسئلہ معلوم کرنا ہے کہ اس تمام مذکورہ صورتحال کے بعد آیا زید کا اپنی بیوی کے ساتھ رہنا اور اسے نکاح میں رکھنا درست ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

واضح رہے کہ حرمت مصاہرت کے ثبوت کے تین اسباب ہیں:

(۱) نکاح صحیح۔

(۲) وطی (چاہے حلال ہو یا حرام ہو)۔

(۳) مس (چھونے)، بوسہ لینے یا فرج داخل کی طرف دیکھنے سے۔

دوسری بات یہ ملحوظ رہے کہ حرمت مصاہرت مس (چھونے) وغیرہ سے ثابت ہونے کے لیے نوجوان، بوڑھے اور نامرد میں معیار مختلف ہے۔ نوجوان میں معیار یہ ہے کہ انتشار آلہ ہوجائے اور اگر پہلے سے منتشر ہو تو انتشار میں زیادتی ہوجائے۔ بوڑھے اور نامرد میں معیار یہ ہے کہ خواہش سے دل حرکت کرنے لگے، یا حرکت میں زیادتی ہوجائے۔ صرف میلان نفس سے بوڑھے اور عنین میں مصاہرت ثابت نہیں ہوتی۔

لما فی الهندية (۱/۲۷۵): هذا الحدّ إذا كان شابّا قادرا على الجماع فإن كان شيخا أو عنينا فحد الشهوة أن يتحرك قلبه بالاشتهاء إن لم يكن متحركا قبل ذلک ويزداد الاشتهاء إن كان متحركا، كذا في المحيط، وحد الشهوة في النساء والمجبوب هو الاشتهاء بالقلب والتلذذ به إن لم يكن وإن كان فازدياده، كذا في شرح النقاية للشيخ أبي المكارم.

تیسری بات یہ ہے کہ فقہی قاعدہ ہے کہ مس (چھونے) اور تقبیل (بوسہ لینے) میں وجود شہوت سے متعلق مبتلی بہ سے دریافت کیا جائے گا، اگر وہ شہوت کا اقرار کرے تو حرمت ثابت ہوگی، ورنہ نہیں؛ لیکن تقبیل علی الفم والخد یعنی ہونٹ، یا گال پر بوسہ لینا اس سے مستثنی ہیں۔ ہونٹ، یا گال پر بوسہ مطلقا وجود شہوت پر دال ہیں، لہذا اس کے بعد اگر چہ مبتلی بہ انکار بھی کرے؛ لیکن حرمت مصاہرت کا اثبات ہوجائے گا۔ ہونٹ اور گال سے متعلق مطلقا اثبات حرمت کے قول کو فتح القدیر، بحر اور شامیہ میں راجح قرار دیا گیا ہے۔

لہذا صورت مسئولہ میں بوڑھے سسر سے متعلق تمام بیانات اور رپورٹس اگر ہونٹ، یا گال کے علاوہ پر بوسے کی صورت میں ہوتے تو حرمتِ مصاہرت کے ثبوت کا حکم نہیں لگایا جاتا؛ لیکن صورت مسئولہ میں بوڑھے سسر نے گال پر بوسہ لیا ہے، جو کہ شہوت کے قائم مقام ہے۔ نیز بوڑھے میں شہوت کا معیار بھی ہم نے ذکر کردیا، صرف تحرک قلب ہی حرمت مصاہرت ثابت کردے گا، چناں چہ یہاں حرمت ثابت ہوچکی ہے۔ اس عورت کا اپنے شوہر کے ساتھ رہنا درست نہیں۔ اس کے شوہر اور سسر نے بھی اپنی اس حرکت کی تصدیق کی ہے، لہذا یہ عورت اپنے شوہر پر حرام ہوچکی ہے۔ شوہر کو چاہیے کہ متارکت کے الفاظ (میں نے تجھے چھوڑ دیا وغیرہ) کہہ کر بیوی کو اپنے سے علاحدہ کردے۔

ما في فتح القدير (۳/۲۲۲): والحاصل أنه إذا أقر بالنظر وأنكر الشهوة صدق بلا خلاف وفي المباشرة إذا قال بلا شهوة لا يصدق بلا خلاف فيما أعلم وفي التقبيل إذا أنكر الشهوة اختلف

فیہ قیل لا یصدق لأنه لا یکون إلا عن شهوة غالبا فلا یقبل إلا أن یظهر خلافه بالانتشار ونحوه وقیل یقبل وقیل بالتفصیل بین کونه علی الرأس والجبهة والخد فیصدق أو علی الفم فلا والأرجح هذا إلا أن الخد یترائی إلحاقه بالفم.

وفی الشا میة(۳۳/۳): (قوله:وفی امرأة ونحو شیخ،الخ) قال فی الفتح:ثم هذا الحد فی حق الشابّ أما الشیخ والعنین فحدّهما تحرک قلبه أو زیادته إن کان متحرکا لا مجرد میلان النفس فإنه یوجد فیمن لا شهوة له أصلا کالشیخ الفانی.

وفیه أیضا (۳۶/۳):لو مس أو قبل وقال لم أشته صدق إلا إذا کان المس علی الفرج والتقبیل فی الفم اه وهذا هو الموافق لما سینقله الشارح عن الحدادی ولما نقله عنه فی البحر قائلا ورجحه فی فتح القدیر وألحق الخد بالفم،آه...(قوله: حرمت علیه امرأته،الخ) أی یفتی بالحرمة إذا سئل عنها ولا یصدق إذا ادعی عدم الشهوة إلا إذا ظهر عدمها بقرینة الحال وهذا موافق لما تقدم عن القهستانی والشهید ومخالف لما نقلناه عن الجوهرة ورجحه فی الفتح وعلی هذا فکان الأولٰی أن یقول لا تحرم ما لم تعلم الشهوة أی بأن قبلها منتشرا أوعلی الفم فیوافق ما نقلناه عن الفیض ولما سیأتی أیضا وحینئذ فلا فرق بین التقبیل والمسّ. (نجم الفتاویٰ:۲۳۵/۴-۲۳۷)

بیٹے کی بیوی کا ہاتھ پکڑا؛ مگر شہوت کا علم نہیں، کیا حکم ہے:

سوال: ایک شخص نے بدفعلی کے واسطے اپنی بیوی کا ہاتھ پکڑنا چاہا؛ لیکن خطاً اس بدکار نے اپنے بیٹے کی بی بی کا ہاتھ پکڑا، بی بی بولی کہ میں ہوں اس نے یہ سن کر شرما کر چھوڑ دیا؛ لیکن ہاتھ پکڑنے کے وقت شہوت تھی، یا نہیں، یہ معلوم نہیں ہے، حرمت ثابت ہے، یا نہیں؟

الجواب

پہلی صورت میں جب کہ شہوت کا ہونا یقینی نہیں ہے، حرمت مصاہرۃ ثابت نہیں ہوئی اور اس کے پسر کی زوجہ اپنے شوہر پر حرام نہیں ہوئی۔ (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۸۲/۷)

لڑکے کی بیوی کو شہوت سے چھوا؛ مگر دو عادل گواہ نہیں ہیں تو کیا حکم ہے:

سوال: ایک شخص اپنے لڑکے کی بیوی کے پاس زنا کرنے کی نیت سے دو رات گیا، جب دوسری رات شخص مذکور بی بی مذکورہ کے سینہ کی طرف ہاتھ پہنچانے لگا تو عورت نے نیند سے بیدار ہو کر شور کی، لوگ جمع ہو گئے اور یہ فعل ایک

---

(۱) قال فی الذخیرة:وإذا قبلها أو لمسها أو نظر إلیٰ فرجها ثم قال لم یکن عن شهوة ذکر الصدر الشهید،أنه فی القبلة یفتیٰ بالحرمة مالم یتیقن أنه بلاشهوة وفی المس و النظر لا،إلا أن یتیقن أنه بشهوة؛لأن الأصل فی التقبیل الشهوة بخلاف المس و النظر.(ردالمحتار،فصل فی المحرمات: ۳۸۸/۲،ظفیر)

مولوی کے سامنے ثابت ہوگیا، اس وقت وہ مولوی ان باتوں سے انکار کررہے ہیں۔ شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب

اگر وہ شخص، یا اس کا پسر مس بالشہوہ سے انکار کرے اور دومرد عادل، یا ایک مرد اور دوعورتیں عدول کی شہادت سے مس بالشہوۃ ثابت نہ ہوتو حرمت مصاہرت اس صورت میں ثابت نہ ہوگی؛ کیوں کہ حرمت مصاہرت ان حقوق میں سے ہے، جس میں دومرد، یا ایک مرد اور دوعورتوں کی شہادت کی ضرورت ہے۔ درمختار میں ہے:

وبغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالاً أوغيره كنكاح وطلاق ... رجلان أورجل وامرأتان.(۱)

وفي باب المحرمات منه: وإن ادعت الشهوة، إلخ، وأنكرها الرجل فهو مصدق لا هي. (الدر المختار ملخصاً)(۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۲۸/۷-۳۲۹)

عورت کہے کہ خسر نے زنا کیا اور شوہر انکار کرے تو حرمت ثابت ہوگی، یا نہیں:

سوال: ایک عورت نے دعویٰ کیا ہے کہ میری خسر نے میری ساتھ زنا کیا ہے؛ اس لیے میں اپنے خاوند پر حرام ہوں ،خاوند کا جواب یہ ہے کہ عورت بالکل جھوٹی ہے، میرا والد متقی ہے اور پرہیز گار ہے، وہ ایسا ناشائستہ کام نہیں کرسکتا اور خسر بھی بالکل منکر ہے اور عورت کے پاس کوئی گواہ بھی نہیں ہے، آیا وہ عورت اپنے خاوند پر اس صورت میں حرام ہے، یا نہیں؟

الجواب

اس صورت میں حرمت مصاہرت ثابت نہ ہوگی اور عورت مذکورہ اپنے شوہر کے نکاح میں ہے اور وہ عورت اپنے شوہر پر حرام نہیں ہوئی، عورت کا قول شرعاً جھوٹا ہے۔

لقوله عليه الصلاة والسلام: البينة على المدعي واليمين علٰى من أنكر. (۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۸۲/۷)

بیٹے کی بیوی کا دعویٰ ہے کہ خسر نے میرے ساتھ زنا کیا خسر انکار کرتا ہے، کیا حکم ہے:

سوال: زینب نے دعویٰ کیا کہ میرے خسر نے میرے ساتھ زنا کیا شب کے وقت اور کوئی شاہد نہیں، زینب قسم کھاتی ہے اور اس کا خسر انکار کرتا ہے تو قول زینب معتبر ہے، یا نہیں؟

الجواب

بدون شہادت معتبرہ کے قول زینب اس کے شوہر کے حق میں معتبر نہ ہوگا، (۴) یعنی وہ عورت اپنے شوہر سے علاحدہ

---

(۱) الدرالمختار علٰى هامش ردالمحتار، كتاب الشها دت: ۵۱۵/٤، ظفير

(۲) الدرالمختار، فصل في المحرمات: ۳۸۹/۲، ظفير

(۳) مشكاة المصابيح، باب الأقضية والشهادات، ص: ۳۲٦، ظفير

(۴) إن ادعت الشهوة في تقبيله أوتقبيلها ابنه وأنكرها الرجل فهو مصدق لاهي. (الدرالمختار علٰى هامش ردالمحتار، فصل في المحرمات: ۳۸۹/۲، ظفير)

نہ کی جاوے گی؛ بلکہ اگر زینب اوراس کا خسر؛ یعنی زانی اور مزنیہ دونوں مقرزنا کے ہوں اورشوہراس کوتسلیم نہ کرے اور شہادت معتبرہ موجود نہ ہوتو شوہر کے حق میں حرمت ثابت نہ ہوگی۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۳۶/۷)

خسر زنا سے انکار کرتا ہے، بہو بیان کرتی ہے، کیا حکم ہے:

سوال: ایک عورت عفیفہ قسم کھا کر کہتی ہے کہ میرے خسر نے میرے ساتھ تین چار مرتبہ زنا کیا، میں شرم کی وجہ سے افشانہیں کرتی، اس کا خسر بھی بحلف کہتا ہے کہ میں ایسے فعل کا کبھی مرتکب نہیں، اس عورت کا خسر سودخوار، فاسق تارک الصلوٰۃ ہے، اس صورت میں کس کا قول معتبر ہوگا؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

شرعاً کسی شخص کا اقرار اسی کی ذات تک محصور رہتا ہے اوراسی کی ذات کے بارے میں مقبول ہوتا ہے، دوسروں پر حجت نہیں ہوتا ہے، بخلاف شہادت معتبرہ کے کہ جو شہادت شرعیہ سے ثابت ہو، وہ تمام لوگوں پر حجت ہوتا ہے۔

لأن الإقرار حجة قاصرة. (۲)

قال في الدرالمختار: لما تقرر أن إقراره مقبول في حق نفسه فقط، إلخ. (۳)

پس بناء علیہ عورت مذکورہ کے اس اقرار کا اثر اس کے شوہر اور خسر پر کچھ مرتب نہ ہوگا؛ یعنی حرمت مصاہرت جو بحق شوہر ثابت ہوتی، وہ ثابت نہ ہوگی، لہٰذا اگر اس عورت کا شوہر اس فعل شنیع کی تصدیق نہ کرے تو اس پر اس کی زوجہ حرام نہ ہوگی؛ یعنی وہ عورت۔ شامی میں ہے:

وكذا أقر بجماع أمها قبل التزوج لايصدق في حقها، إلخ. (شامی: ۲۸۳/۲)(۴) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۵۱/۷-۳۵۲)

حرمت مصاہرت کے جب گواہ شرعی نہ ہوں تو کیا حکم ہے:

سوال: ایک شخص نے اپنی دختر کی شادی ایک لڑکے سے کردی، وہ لڑکا گزر گیا، پھر اس نے اپنی لڑکی کا نکاح شوہر متوفی کے چھوٹے بھائی سے کردیا، لڑکی کئی مرتبہ سسرال گئی؛ لیکن اب جانے سے انکار کرتی ہے اور کہتی ہے کہ میرے ساتھ میرے خسر نے زنا بالجبر کیا ہے، میں وہاں نہیں جاسکتی اوراس کی نند بھی گواہی زنا کی دیتی ہے، اس لڑکی کا

---

(۱) وثبوت الحرمة بلمسها مشروط بأن يصدقها ويقع في أكبر رائه صدقها وعلى هذا ينبغي أن يقال في مسه إياها لاتحرم على أبيه وابنه إلا أن يصدقها أويغلب على ظنه صدقها ثم رأيت عن أبي يوسف ما يفيد ذلك، إلخ. (البحرالرائق: ۱۰۷/۳، ظفير)

(۲) شرح القواعد الفقهية، للزرقاء: ۳۹٤/۱، مكتبة شاملة

(۳) الدرالمختار: ۳۹۲/۸، كتاب الإقرار، باب اقرار المريض، ط: الرياض، انيس

(۴) رد المحتار، فصل في المحرمات: ۳۹۰/۲، ظفير

نکاح بغیر طلاق کے دوسری جگہ ہوسکتا ہے، یانہیں؟ اوراس لڑکی کا اقرار بالزنا اوراس کی نند کی گواہی سے حرمت ثابت ہوسکتی ہے، یانہیں، حالاں کہ وہ طلاق نہیں دیتا؟

الجواب

محض اس لڑکی اوراس کی نند کے اقرار سے شوہر کے حق میں حرمت ثابت نہیں ہوتی اوراس عورت پر طلاق واقع نہیں ہوئی، بدون طلاق دینے شوہر کے اور بدوں عدت گزارنے کے دوسری جگہ نکاح اس لڑکی کا جائز نہیں ہے۔ فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۶۶/۷)

خسر نے زنا کیا؛ مگر نہ گواہ ہیں اور نہ وہ اقرار کرتا ہے، کیا حکم ہے:

سوال: مسماۃ ہندہ کا حلفیہ بیان ہے کہ ایک روز جب کہ وہ اوراس کا خسر زید اکیلے تھے، خسر نے کہا: آؤ چاپی (پاؤں دبانا) کرو، جس پر ہندہ نے خسر خودکو چاپے کرنا [دبانا] شروع کیا، اسی اثنا میں خسر نے بہ نیت بد مغلوب الشھوۃ ہوکر اس کو بوس وکنار کرنا شروع کیا، یہ چوں کہ جوان تھی، اس پر بھی شہوت غالب آگئی، زید نے اس سے زنا کیا، اس کے بعد ہر دو اسی طرح فعل بد کرتے رہے، اب وہ حاملہ ہے؛ یعنی ہندہ کو حمل ہوگیا ہے، جو زید کا ہے، اس عرصہ میں اس کا خاوند عمر اس کے نزدیک نہیں آیا، عمر زوج ہندہ کا حلفیہ بیان ہے کہ مجھے میری والدہ نے بتلایا کہ اس کا والد زید ہندہ کے ساتھ بدفعلی کرتا ہے، آخر کار عمر نے ایک روز اپنے والد زید کو اپنی زوجہ ہندہ کی کلائی پکڑے ہوئے دیکھا اور کچھ نہیں دیکھا اور میں نے اپنے والد کو کئی مرتبہ اپنی عورت سے چاپی کراتے دیکھا ہے، عمر کے بھائی بکر کا بیان ہے کہ میں نے کئی مرتبہ اپنے والد زید کو اپنی بھاوج ہندہ سے چاپی کراتے دیکھا ہے، زید کا بیان ہے کہ میں ہندہ سے چاپی ضرور کرایا کرتا تھا؛ لیکن اور تمام باتیں لغو اور جھوٹ ہیں، علاوہ ازیں کوئی چشم دید شہادت نہیں ہے، اس صورت میں حرمت مصاہرت ثابت ہے، یانہیں؟

الجواب

اس صورت میں بقاعدہ شرعیہ حرمت مصاہرت بحق عمر ثابت نہیں ہے؛ کیوں کہ کوئی شہادت مس بالشھوۃ، یا تقبیل بالشھوۃ، یا زنا کی نہیں ہے اور کلائی پکڑے ہوئے دیکھنا عمر کا، یا چاپی کراتے دیکھنا مستلزم مس بالشھوۃ کو نہیں ہے، پس جب کہ زید مس بالشھوۃ کا انکار کرتا ہے تو محض عمر کا چاپی کراتے دیکھنے سے مس بالشھوۃ ثابت نہ ہوگا۔ درمختار میں ہے:

وفی المس لاتحرم ما لم تعلم الشھوۃ؛ لأن الأصل فی التقبیل الشھوۃ بخلاف المس. (۱)

وفی الشامی: ولم یذکر المس وقدمنا عن الذخیرۃ أن الأصل فیہ عدم الشھوۃ مثل النظر فیصدق إذا أنکر الشھوۃ، إلخ. (۲)

(۱) الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار، فصل فی المحرمات: ۳۸۸/۲، ظفیر

(۲) ردالمحتار، فصل فی المحرمات: ۳۹۰/۲، ظفیر

اور بیان عورت کا شوہر کے حق میں مفید حرمت نہیں ہے؛ کیوں کہ اقرار حجت قاصرہ ہے، دوسرے شخص کے اوپر اس کے اقرار سے حرمت ثابت نہ ہوگی۔ درمختار میں ہے:

وإن ادعت الشهوة في تقبيله أوتقبيلها إبنه وأنكرها الرجل فهو مصدق،إلخ. (الدر المختار)(۱)

أى ادعت الزوجة أنه قبل أحد أصولها أوفروعها بشهوة أوأن أحد أصولها وفروعها قبله بشهوة قوله فهو مصدق؛لأنه ينكرثبوت الحرمة والقول للمنكر. (۲)

وفيه بعد سطور: كذا إذا أقر بجماع أمها قبل التزوج لايصدق في حقها، فيجب كمال المسمىٰ بعد الدخول ونصفه لوقبله،إلخ. (۳)

ان عبارات سے واضح ہے کہ عورت کا قول شوہر کے حق میں اور مرد کا قول عورت کے بارے میں مسموع نہ ہوگا۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۸۴/۷-۳۸۵) ☆

ثبوت حرمت مصاہرت کے لیے شہادت کا ضروری ہونا:

سوال: ہندہ نے ایک یا دو مردوں اور ایک، یا دو عورتوں سے کہا کہ سسر نے میرے ساتھ برا فعل کیا ہے، وہ لوگ

---

(۱) الدر المختار علىٰ ها مش رد المحتار،فصل في المحرمات: ۳۸۹/۲،ظفير

(۲) ردالمحتار،باب أيضاً: ۳۸۹/۲،ظفير

(۳) الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار: ۳۹۰/۲،ظفير

☆ **خسر منکر اور عورت کے پاس شرعی گواہ نہیں ہے تو کیا حکم ہے:**

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ مسماۃ مبینہ جو کہ محمد ابراہیم کے نکاح میں ہے، ابراہیم کے والد محمد نبیہ جو کہ گھوڑے پر سوار ہے کہیں باہر سے آئے اور مسماۃ مبینہ سے کہا کہ یہ چھوٹا سا بچہ گھوڑے پر بیٹھا ہے، اس کو اتارلو، جب بچہ کو اتارلیا تو کہا کہ یہ جو سامان ہے، اس کو بھی اتروادو؛ جب سامان اُتارنے لگی تو محمد نبیہ جو کہ میرے سسر ہوتے ہیں، انہوں نے میرے سینہ پر ہاتھ مارا، پھر مبینہ مکان کے اندر چلی گئی تو محمد نبیہ نے اس کو مکان کے اندر گھیرا لڑکی نے شور کیا، محمد نبیہ چلا گیا، لڑکی نے فوراً اس کے پڑوس والوں سے شکایت کی، مکان میں دوسرا کوئی اس واقعہ کا گواہ نہیں، سسر کی نیت کے بارے میں لڑکی کہتی ہے کہ اس کی نیت اچھی نہیں تھی، کیا اس شکل میں وہ لڑکی محمد ابراہیم کے نکاح میں باقی رہی، یا نہیں؟ مبینہ بحلف بیان کرتی ہے تو ایسی صورت میں کیا شرعی فیصلہ ہے؟ مطلع فرمائیں۔ نیز محمد نبیہ بحلف بیان میں واقعہ مذکورہ سے انکار کرتا ہے۔

(المستفتی: مولوی منصب علی، مدرس مدرسہ اشرف المدارس، دونکپوری ٹانڈہ، رامپور)

باسمه سبحانه وتعالىٰ، الجواب ــــــــــــ وبالله التوفيق

اگر عورت کے دعویٰ میں دو عادل گواہ موجود نہیں ہیں، نیز خسر انکار کررہا ہے تو شرعاً خسر سچا ہے اور ابراہیم پر مبینہ حرام نہ ہوگی۔

وفي المس لاتحرم مالم تعلم الشهوة (وقوله) وادعت الشهوة وأنكرها الرجل فهو مصدق لاهي. (تنوير الأبصار مع الدر المختار و الشامي،كراتشي: ۳۷/۲، زكريا: ۱۱۴/۴،الهندية، ۲۷۶/۱، جديد: ۳۴۱/۱، البحر الرائق، كوئٹه: ۱۰۰/۳، زكريا: ۱۷۷/۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۴؍ذی الحجہ ۱۴۰۷ھ (فتویٰ نمبر: الف ۳۸۳/۲۳) (فتاوی قاسمیہ: ۳۳۳/۱۳، ۳۳۴)

اس کی زبان کے شاہد ہیں اور اب ہندہ خود منکر ہے اور ایسا ہی ہندہ کی ساس نے بھی کہا کہ میرا خاوند اپنی بہو سے بدفعلی کرتا ہے، جن سے کہا وہ لوگ مقر ہیں؛ مگر ہندہ کی ساس منکر ہے، ایک شخص عادل طالب علم شہادت دیتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ شہوت کے ساتھ ہندہ کے سسر نے ہندہ کے کاندھے پر ہاتھ رکھا اور ایک دوسرا شخص کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ دن میں دروازہ بند کر کے ہندہ اور سسر اس کا ایک لحاف میں غلطاں ہیں اور قرائن خارجیہ سے بھی اس شخص کا حال ایسا ہی معلوم ہوتا ہے، موضع کے لوگ اکثر جو ثقات ہیں، وہ ان امور کے وقوع کے قائل ہیں تو ایسی صورت میں کہ چند عورت اور چند مرد تنہا تنہا متفرق اوقات اور متفرق ایام کی شہادت دیں اور لامس اور ملموسہ دونوں منکر ہیں تو کیا حرمت مصاہرت ثابت ہو کر تفرقہ ہوگا، یا نہیں؟ دواعی زنا کے لیے کیا زنا کا ثبوت جس پر ہوتا ہے، ایسا ہی ہوگا، یا کم اور تفریق قاضی کے حکم سے ہوگی، یا کیا یہ تفریق فسخ ہے، یا طلاق؟ اگر چہ یہ مسئلہ درمختار کے شعر:

فرق النكاح أتتك جمعانافعا☆فسخ الطلاق وهٰذاالدر يحكيها. (۱)

سے بخوبی منکشف ہوتا ہے؛ مگر بعض عبارات قوم موہمہ خلاف کی بھی ہیں۔ فقط

الجواب

فی الدرالمختار: قبّل أم إمرأته حرمت إمرأته ما لم يظهرعدم الشهوة وفی المس لاتحرم ما لم تعلم الشهوة؛لأن الأصل فی التقبيل الشهوة بخلاف المس والمعانقة كالتقبيل.

وفيه: بحرمة المصاهرة لايرتفع النكاح، حتٰى لايحل لها التزوج بآخر إلا بعد المتاركة وإنقضاء العدة.

وفی رد المحتار: إلابعد تفريق القاضی أو بعد المتاركة.

وفی الدرالمختار: إن ادعت الشهوة فی تقبيله أوتقبيلها إبنه وأنكرها الرجل فهو مصدق لا هی إلا أن يقوم إليها منتشراً آلته، فيعانقها لقرينة كذبه أو يأخذ ثديها أويركب معها، إلخ.

وفيه: تقبل الشهادة على الإقراربااللمس والتقبيل عن شهوة وكذا تقبل على نفس اللمس والتقبيل والنظرإلٰى ذكره أوفجها عن شهوة فی المختارتجنيس؛لأن الشهوةمما يوقف عليها فی الجملةبانتشارأو آثار. (۱)

ان روایات سے یہ امور مستفاد ہوئے:

(۱) اگر ہندہ منکر بھی نہ ہوتی؛ تب بھی صرف عورت کا دعویٰ مقبول نہ ہوتا۔

(۲) ہندہ کی ساس صرف شاہد ہے اور قبول شہادت کے شرائط مفقود ہیں۔

---

(۱) الدرالمختارعلی ردالمحتار: ۱۷۹/۴، ط:الریاض، انیس

(۲) الدرالمختارعلٰی هامش رد المحتار: ۱۱۲/۴-۱۱۳، ط:الریاض، انیس

(۳) طالب علم مس کا شاہد ہے اور وجود شہوت پر اس کے پاس کوئی دلیل کافی نہیں اور مس بدون علم شہوت کے موجب حرمت نہیں۔

(۴) محض دروازہ بند کرنے سے استدلال تو کافی نہیں اور اگر ایک لحاف میں دونوں کو دیکھا ہے تو یہ البتہ مثل رکوب معہا کے کافی قرینہ شہوت کا ہے؛ لیکن نصاب شہادت کافی نہیں اور دوسرے ثقات کی شہادت کی کیفیت مذکور نہیں، ورنہ اس میں نظر کی جاتی، لہٰذا حرمت مصاہرت قضاءً ثابت نہیں ہوسکتی، البتہ اگر صاحب واقعہ کو اس کا علم ہے، تو دیانۃً حرمت ثابت ہو جاوے گی۔ فقط واللہ اعلم

۱۹ رمحرم ۱۳۲۶ھ (تتمہ اولیٰ ،ص:۳۰۷) (امداد الفتاویٰ جدید: ۲/۳۰۷)

حرمت مصاہرت کے لیے صرف بیوی کا قول کافی نہیں ہے؛ بلکہ شوہر کا ظن غالب ہونا شرط اور کافی ہے:

سوال: ایک شخص اس کا اہل یعنی اس کی بیوی اور اس کی لڑکی اور دو بہو، دو لڑکے ایک کمرہ میں علاحدہ چند روز سے سوتے ہیں اور وہ خود اور اس کی نوجوان بہو؛ جس کا خاوند گھر پر موجود نہیں ہے؛ بلکہ محنت مزدوری کو کہیں باہر گیا ہوا ہے، دوسرے کمرہ میں علاحدہ چار پائیوں پر لیٹے ہیں، ایک روز یہ بہو اپنے والدین کے یہاں جاتی ہے اور اپنی والدہ کو کہتی ہے کہ آج میرے سسر نے میرے ساتھ زنا بالجبر کیا ہے، اس کی والدہ اس بات کا چرچا عام کر دیتی ہے، جس پر گاؤں میں مجمع ہوتا ہے اور گرد و نواح کے علماء کو جمع کرتے ہیں، علماء چار اشخاص کو لڑکی کے پاس بھیج کر بیان لیتے ہیں تو وہ کہتی ہے کہ آخر شب میں میرے سسر نے زنا بالجبر کیا ہے، وہ اشخاص علماء کی مجلس میں اس لڑکی کا بیان ظاہر کرتے ہیں کہ وہ کہتی ہے کہ مجھ سے میرے سسر نے زنا بالجر کیا ہے، پھر علماء اس کے سسر سے پوچھتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ یہ لڑکی بڑبڑا رہی تھی، میں نے اس کا فقط کندھا پکڑ کر ہلایا تھا اور پوچھا کہ لڑکی تجھے کیا ہوا، لڑکی نے کہا: ابا جان مجھے کچھ نہیں ہوا اور میں آرام سے ہوں، میں اپنی چار پائی پر لیٹ گیا اور وہ اپنی چار پائی پر لیٹی رہی، مجھے دوسرے روز معلوم ہوا کہ مجھ پر بہتان باندھا جاتا ہے، میں نے ہرگز زنا نہیں کیا، اس پر علماء اس کو قرآن کی قسم کھانے اور سر پر اٹھانے کو کہتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ میں اگر قرآن اٹھالوں، یا قسم کھالوں تو جو لوگ مجھ پر بہتان لگاتے ہیں، ان کو کیا سزا دو گے، علماء کہتے ہیں کہ ان کو کوئی سزا نہیں فقط، تم بری ہو جاؤ گے، اس پر وہ قسم اور قرآن مجید اٹھانے سے انکاری ہو گیا، علماء اور مجمع کے اصرار پر وہ شخص کہتا ہے کہ لوگ بڑے بڑے جرم کرتے ہیں، کوئی پوچھتا نہیں، میرے معاملہ کو بہت پکڑا جاتا ہے، آپ فرمادیں کہ اس صورت میں حرمت مصاہرت ثابت ہو کر وہ لڑکی اپنے خاوند پر حرام ہوگئی، یا نہیں فقط؟ اس لڑکی کی گواہی ہے، یا اس کا آخری کہنا کہ میرا معاملہ بڑھایا جاتا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب

اگر اس لڑکی کے خاوند کو قرائن وعلامات سے یہ ظن غالب ہو کہ اس کی زوجہ سچ کہتی ہے اور اس کے باپ نے اس کے

ساتھ زنا کیا ہے، یا شہوت سے ہاتھ لگایا ہے تو حرمت مصاہرت خاوند کے حق میں ثابت ہوگئی اور اس پر واجب ہوگیا کہ اس عورت کو چھوڑ دے اور صورت مسئولہ میں قرائن اس قسم کے بلاشبہ موجود نہیں، جن سے ظن غالب ہونا چاہیے۔

لما فی البحر معزیا إلی الفتح وثبوت الحرمة بلمسها مشروط بأن يصدقها ويقع فی أكبر رأيه صدقها وعلٰی هٰذا ينبغی أن يقال فی مسه إياها لاتحرم علٰی أبيه وإبنه إلا أن يصدقها أو يغلب علٰی ظنه صدقها ثم رأيت عن أبی يوسف ما يفيد ذلک. (البحر الرائق: ۱۰۷/۳)

وفی الخلاصة: عن أمالی أبی يوسف إمراة قبلت إبن زوجها وقالت كانت عن شهوة إن كذبها الزوج لايفرق بينهما ولو صدقها أنه بشهوة وقعت الفرقة. (خلاصة الفتاویٰ: ۱۰/۲) **واللّٰه تعالٰی أعلم**

(امداد المفتین: ۴۶۷/۲)

کیا شرعی شہادت کے بغیر محض عورت کے دعوی سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ جمیل احمد کے لڑکے کی بیوی مسماۃ عائشہ رات کو عشا کی نماز پڑھ کر اوپر چھت پر ہوا میں لیٹ گئی، کچھ دیر کے بعد اس کی آنکھ لگ گئی، ہوا سے اس کے سر کے بال اڑ اڑ کر اس کے منہ پر آ گئے، اسی حالت میں اس کا سسر جمیل احمد اس کے پاس آیا، وہ اکیلی تھی، اس کے پاس بیٹھ کر اس کے منہ ماتھے پر اس طرح ہاتھ پھیرا کہ جیسے بالوں کو ہٹا کر سر کی طرف کو سیدھا کر رہا ہو، تین بار اس نے ایسا کیا، لڑکی کو محسوس ہوا کہ کوئی اس کے منہ پر ہاتھ پھیر رہا ہے، وہ ابھی نیند سے پوری طرح جاگی نہیں تھی کہ یہ شخص فوراً اس کے پاس سے ہٹ کر کسی طرف کو اس طرح لیٹ گیا کہ جیسے سو رہا ہو، آنکھوں پر ہاتھ بھی رکھ لیا، لڑکی عائشہ نے آنکھیں کھولیں سوچا کہ کون میرے پاس آیا ہوگا اور کس نے منہ پر ہاتھ پھیرا ہوگا، اس نے اٹھ کر گھر میں اِدھر اُدھر دیکھا اور نیچے بھی دیکھا کہ شاید اس کا شوہر آیا ہو؛ لیکن اس کا شوہر بھی ابھی تک نہیں آیا تھا، وہ پھر وہیں لیٹ گئی اور اس کی آنکھ لگ گئی۔

اب یہ سسر جمیل احمد اٹھ کر دوبارہ اس کے پاس پہونچ کر زبان سے بول بول کر ناجائز پیار محبت کی باتیں کرنے لگا کہ تو مجھے بہت اچھی لگتی ہے، تجھے پیار کرنے کو میرا جی چاہتا ہے اور میں تجھ سے ایک بات کہوں اگر تو کسی سے نہ کہے، یہ آوازیں جب اس کے کان سے ٹکرائیں تو اس نے غور کیا کہ یہ آواز تو میرے سسر کی جیسی ہے تو آنکھیں کھولیں تو واقعی سسر ہی تھا، یہ اٹھی اور غصہ میں سسر کے ہاتھ پکڑ لیے اور اسے بہت کچھ کہہ ڈالا اور ابھی کچھ دیر پہلے تو نے ہی میرے منہ پر ہاتھ پھیرا تھا، تیرے اوپر چپل پھیرونگی، تو نے مجھے اپنی بڑی بہو کی طرح سمجھا ہے، اس کے ساتھ جیسے تو نے بدمعاشی کر رکھی ہے تو میرے ساتھ بھی وہی کرنا چاہتا ہے، سسر نے کہا دیکھ کسی سے اس بات کا ذکر مت کرنا، ورنہ اچھا نہیں ہوگا۔ تھوڑی دیر کے بعد اوپر ہی اس کا شوہر بھی آ گیا، تو عورت نے شوہر کو نیچے لے جا کر اس کے باپ جمیل احمد کی یہ ساری شکایت کر دی، شوہر نے کہا: اس بڈھے کو صبح ہی گھر سے نکال دینا اور کسی سے اس بات کا ذکر مت کرنا لڑکی خاموش رہی، اس کا سسر گھر سے چلا

گیا اور اس نے کہا اس بات کا تو اس سے بدلہ لینا ہے؛ یعنی عائشہ سے کچھ دن کے بعد عائشہ کا شوہر گھر سے چلا گیا کسی کام سے، پھر عورت کا سسر آ گیا اور اس کی نند اور شوہر آ جاتے ہیں، سسر اور نند نے عائشہ کے شوہر کو بہت ورغلایا کہ تیری بیوی عائشہ کا کرایہ دار سے ناجائز تعلق ہے وہ اس سے ملی ہوئی ہے۔

(اس کے مکان میں اوپر کے ایک حصہ میں کرایہ دار بھی رہتا ہے) یہ بے بنیاد الزام اور بہتان عائشہ پر رکھ کر اس کے شوہر سے اس کو پٹوایا، شوہر نے اس کو لوہے کے پائپ سے مارا، اس کے پیٹ میں بہت سخت ضرب آ گئی، شاید وہ اس کو جان سے ہی مارنا چاہتا تھا، یہ بھاگ کر گھر سے نکلی تو پڑوس والوں نے اسے پناہ دی اور اس کی جان بچائی، پڑوسی اور محلّہ والے اس کے گواہ ہیں، اس نے پھر بعد میں بھی یہ بات کہی ہے کہ اسے جان سے ماروں گا، اس کے میکے والے پڑوس میں سے اس کو لے گئے، اس کو ہسپتال میں بھرتی کر دیا گیا، تب عورت نے یہ بیان دیا کہ میرے آدمی نے جو مجھے مارا ہے، تو میرے سسر اور نند نے مجھ کو پٹوایا ہے، سسر نے مجھ سے اپنی اسی بات کا بدلہ لیا ہے، تب اس نے اپنے سسر کی ساری بات بیان کی جو مکان کی چھت پر اکیلے میں سسر نے عائشہ کے ساتھ کی تھی، سسر کا یہ کہنا ہے کہ یہ مجھ پر بے بنیاد الزام اور بہتان لگا رہی ہے اور عورت حلفیہ اس بات کو کہہ رہی ہے کہ بدنیتی کے ساتھ اس نے میرے منہ پر اور رخساروں پر ہاتھ پھیرا، وہ مجھ سے غلط کام کرنا چاہتا تھا؛ اسی لیے دوبارہ میرے پاس آیا اور ناجائز پیار ومحبت کی باتیں کہنے لگا۔

اب دریافت یہ کرنا ہے کہ ایسی صورت میں یہ عورت اپنے شوہر پر ہمیشہ کے لیے حرام اور اس کے نکاح سے خارج ہوئی، یا نہیں؟ اور آئندہ اس کے ساتھ رہنے کی کوئی شکل ہے، یا نہیں؟ یہ فرمائیں کہ اس بات کے ثبوت کے لیے کیا عورت کا حلفیہ بیان کافی ہے؛ کیوں کہ عورت کی طرف سے اس بات کا کوئی گواہ نہیں ہے تو بلا گواہ کے صرف اس کے حلفیہ بیان سے یہ بات ثابت مانی جائے گی، یا نہیں؟ اور سسر کا دوبارہ اس کے پاس جا کر ناجائز پیار ومحبت کی باتیں کرنا کیا اس بات کا قوی قرینہ مانا جا سکتا ہے کہ پہلی بار سسر نے بدنیتی کے ساتھ ہی اس کے منہ پر ہاتھ پھیرا ہے، جب کہ اس نے عائشہ سے یہ بھی کہا کہ دیکھ اس بات کو کسی سے مت کہنا، ورنہ اچھا نہیں ہوگا، اس مسئلہ کے جواب باصواب سے مشرف فرمائیں؟ (المستفتی: صوفی محمد اسماعیل، ہلدوانی، نینی تال)

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ، الجواب ــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

صرف عائشہ کے اقرار کرنے کی وجہ سے وہ اپنے شوہر پر حرام نہ ہوگی اور نہ اس کے نکاح سے خارج ہوگی۔

و إن ادعت الشهوة فی تقبيله، أو تقبيلها ابنه، وأنكرها الرجل فهو مصدق.

وفی الشامية: إن ادعت الزوجة أنه قبل أحد أصولها وفروعها بشهوة، أو أن أحد أصولها وفروعها قبله بشهوة، إلخ، قوله فهو مصدق؛ لأنه ينكر ثبوت الحرمة. (شامی، زکریا: ۱۱۴/۴، کراچی: ۳۷/۳)

وبحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح حتى لا يحل لها التزوج بآخر إلا بعد المتاركة انقضاء العدة. (شامی، زکریا: ۱۱۴/۴، کراچی: ۳۷/۳، الهندية: ۲۷۷/۱، جدید زکریا: ۳۴۲/۱)

سوال نامہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس سلسلہ میں عورت کے پاس کوئی گواہ نہیں ہے اور نہ ہی خسر اس بات کا اقرار کر رہا ہے اور نہ ہی شوہر نے لوگوں کے سامنے باپ کو جھٹلا کر عورت کی تصدیق کی ہے؛ اس لیے عائشہ کا حلفیہ بیان کرنا کہ میرے خسر نے شہوت کے ساتھ میرے رخسار پر ہاتھ پھیرا ہے، ثبوت حرمت کے لیے کافی نہیں ہے۔

وفي المس لا تحرم مالم تعلم الشهوة؛لأن الأصل في التقبيل الشهوة بخلاف المس. (الدر المختار مع الشامي: ۱۱۳/٤، كراتشي: ۳٥/۳،الهندية، زكريا: ۲۷٦/۱،جديد: ۳٤۱/۱)

نیز بہو کے بارے میں غیر مرد سے بغیر شرعی ثبوت کے تعلق کا الزام لگانا جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۱۸؍ ربیع الثانی ۱۴۲۰ھ (فتویٰ نمبر: الف ۳۴/ ۶۱۱۸)

الجواب صحیح: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۱۸/ ۴/ ۱۴۲۰ھ۔ (فتاوی قاسمیہ: ۱۳/ ۳۱۲-۳۱۵) ☆

خسر سے حرمت کے ثبوت کے شرائط:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ میرا نکاح اب سے چار سال پہلے محمد عمر صاحب کے صاحب زادہ عظمت علی صاحب سے ہوا، ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ میرے شوہر کہیں باہر گئے

☆ **کیا تنہا عورت کی گواہی حرمت مصاہرت کے لیے کافی ہے:**

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: میری شادی کو دو سال کا عرصہ ہوا، چار یا پانچ مہینہ بمشکل اپنی سسرال میں رہی، سسرال میں رہنے کے دوران میرے خسر کے معاملات میرے ساتھ بہت زیادہ گندے تھے، مثلاً ایک دفعہ میرے کمرے میں آ گئے تھے اور ایک دفعہ میرے شوہر اور اپنے آپ کو یہ کہہ رہے تھے کہ دو دوست سمجھنا اور ایک دفعہ اپنے اوپر کو گرا بھی لیا تھا اور نماز میں گال، منہ میں بھرتے تھے، گندی کتاب اور فلم دکھایا کرتے تھے، پکڑا کرتے اور آنکھ مارا کرتے تھے، میں اپنے شوہر سے ان باتوں کا تذکرہ کرتی تھی تو وہ اس کو جھوٹ بتاتے اور انکار کرتے اور بھی کئی ایسی باتیں ہیں، جن سے معلوم ہوتا تھا کہ میرے خسر کی نظر میرے اوپر گندی ہے، مسئولہ صورت میں میرے لیے کیا حکم شرعی ہے؟ نیز سسرال سے واپس آ کر فوراً ہی میں نے میکہ میں ان باتوں کو بیان کیا تھا اور اپنی ماں سے لپٹ کر روئی تھی اور کہا تھا کہ میرا نکاح شوہر سے کیا ہے یا خسر سے کیا ہے، اس کے باوجود سمجھا کر دوبارہ بھیج دیا گیا تھا، پھر بھی اسی طرح کے واقعات پیش آئے؛ اس لیے میکہ آ گئی تھی۔ (المستفتیہ: ایک مسلم بہن، ٹانڈہ، رامپور)

باسمه سبحانه وتعالى، الجواب ـــــــــــــــ وبالله التوفيق

سوال میں لکھی ہوئی باتیں صرف ایک جانب کی ہیں، دوسری جانب سے کیا بیان ہے، وہ ہمارے سامنے نہیں ہے، عورت کے مذکورہ بیان کے مطابق اگر اس کے پاس شرعی گواہ نہیں ہیں اور شوہر اس کی باتوں کی تصدیق نہیں کر رہا ہے اور نہ ہی خسر ان میں سے کسی بات کا اقرار کر رہا ہے تو قاضی، یا پنچایت کے سامنے اس کی بات معتبر نہ ہوگی؛ لیکن بینہا وبین اللہ اصل حقیقت کیا ہے، وہ اللہ اور اس کے درمیان کا مسئلہ ہے، ایسی صورت میں اگر واقعی عورت کو اس طرح کی باتوں کا یقین ہے تو ایسی صورت میں خلع وغیرہ کے ذریعہ شوہر سے علاحدگی کی کوشش کرنا عورت کے ذمہ ہے۔ (الحیلۃ الناجزہ: ۵/ ۱۵۴، ۳۰۰، ۳۰۰۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۳؍ ذی الحجہ ۱۴۳۳ھ (فتویٰ نمبر: الف ۴۰/ ۱۰۸۷۵)

الجواب صحیح: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۳/ ۱۲/ ۱۴۳۳ھ۔ (فتاوی قاسمیہ: ۱۳/ ۳۱۶-۳۱۷)

ہوئے تھے اور میں گھر پر اپنے کمرہ میں سوئی ہوئی تھی، رات کو تقریباً بارہ بجے میرے خسر میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑا چاقو ہاتھ میں لیے ہوئے تھے اور مجھ کو دھمکی دی کہ اگر شور وغل مچایا تو مار ڈالوں گا؛ لیکن میں نے اپنی عصمت کی خاطر شور مچا دیا تو میرے منہ پر ہاتھ رکھا تو میں جھٹک دیا، جب میرے شوہر باہر سے آئے تو میں نے ان کو سب کچھ بتایا؛ مگر انہوں نے مجھ کو جھوٹا بتا کر مارا پیٹا، پھر والد صاحب مجھ کو اپنے گھر بلا لائے، اس کے بعد تقریباً چار سال مقدمہ چلا جس کو ہم نے جیت لیا۔

اب میرے شوہر کی جانب سے ایک پرچہ آیا ہے، جس میں مجھ کو بیکار اور ناکارہ بتا کر لکھا ہے کہ ہم ایسی لڑکی کو ہر گز نہیں رکھنا چاہتے ہیں۔ اب دریافت طلب یہ بات ہے کہ مذکورہ صورت میں مجھ کو کیا کرنا چاہیے اور شوہر طلاق دینا نہیں معافی چاہتا ہے، میرے شوہر نے جو بات لکھی، اس کے شرعی گواہ بھی موجود ہیں اور میرے خسر نے میرے ساتھ جو کرنا چاہا، اس کا وہ بھی اقرار کرتے ہیں؟ بینوا بالدلیل توجروا عند اللہ أجراً جزیلاً۔

(المستفتیہ: پھول جہاں، قصبہ رام نگر، ضلع: نینی تال)

باسمه سبحانه وتعالیٰ، الجواب ————— وباللّٰه التوفيق

حرمت ثابت ہونے کے لیے دو عادل پابند شریعت گواہ، یا شوہر کی تصدیق شرط ہے اور صورت مذکورہ میں آپ کے پاس خسر کے فعل پر عینی گواہ شرعی موجود نہیں ہیں اور نہ ہی شوہر آپ کی تصدیق کر رہا ہے تو ایسے حالات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے شوہر پر حرام نہیں ہوئیں، اگرچہ خسر بھی اقرار کرے؛ بلکہ آپ کے ساتھ شوہر کا نکاح بدستور باقی ہے۔ (مستفاد: فتاوی دار العلوم: ۳۳۶/۷)

رجل قبل امرأة أبيه بشهوة،أو قبل الأب امرأة ابنه بشهوة، وهي مكرهة وأنكر الزوج أن يكون بشهوة، فالقول قول الزوج. (الفتاوى الهندية،القسم الثاني المحرمات بالصهرية، زكريا: ۲۷۶/۱)

وإن ادعت الشهوة في تقبيله،أو تقبيلها ابنه، وأنكرها الرجل، فهو مصدق لاهي. (الدرالمختار، كراچي: ۳۷/۳،زكريا: ۱۱۴/۴،۱۱۵)

وثبوت الحرمة بلمسها مشروط بأن يصدقها (إلى قوله) ولاتحرم علىٰ أبيه وإبنه إلا أن يصدقاه،أويغلب على ظنهما صدقه. (شامي، زكريا: ۱۰۸/۴، كراچي: ۳۳/۳)

اور شوہر کا یہ لکھنا کہ ہم ایسی لڑکی کو ہر گز نہیں رکھنا چاہتے ہیں، اگر شوہر نے طلاق کی نیت نہیں کی ہے، تو اس سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی، آپ بدستور شوہر کے نکاح میں برقرار ہیں اور شوہر لے جانا چاہے تو آپ کو جانا ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۲/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۱ھ (فتویٰ نمبر: الف ۲۶/ ۲۲۰۱) (فتاوی قاسمیہ: ۳۱۷/۱۳-۳۱۸)

عورت کے پاس شرعی گواہ ہونے کی صورت میں حرمت مصاہرت:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید کی بیوی کا ہاتھ پکڑ کر

زید کے والد نے کہا کہ میں تجھ سے صحبت کروں گا اور لے جانے لگے، زید کی بیوی راضی نہ ہوئی اور ہاتھ چھڑا لیا، ایسی صورت میں زید کے لیے بیوی حلال ہے، یا شریعت کا اس سلسلہ میں کیا حکم ہے؟ اس صورت میں زید اگر اپنی بیوی کو چھوڑتا ہے تو بیوی خودکشی کرنے کو کہتی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر زید اپنی بیوی کو چھوڑتا ہے تو زید کو اپنے والد کی بدنامی کا اندیشہ ہے، دوسرے زید کی بھی اس میں بدنامی ہے کہ بیوی کو چھوڑتا ہے اور گھر والوں کی بھی بدنامی ہے اور بیوی سے زید نے چھوڑنے کو کہا تو زید کی بیوی نے کہا کہ اس میں ہماری کیا گستاخی ہے، میں نے تو کچھ بھی نہیں کیا اور میں اللہ کے خوف اور اپنی آبرو کے ڈر سے ہاتھ چھڑا کر چلی آئی، اس میں میری کوئی گستاخی نہیں میری بسی بسائی زندگی کو کیوں کہ اجاڑا جا رہا ہے؟

(المستفتی: محمد شہزاد، بجنوری)

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ، الجواب ــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

سوال نامہ میں صرف بیوی کا بیان لکھا گیا ہے، خسر اور شوہر کا بیان نہیں، لہٰذا خسر اس دعویٰ کا انکار کرتا ہے اور زید اپنے باپ کی تصدیق کرتا ہے اور زید کی بیوی کے پاس عینی گواہ بھی نہیں ہیں تو ایسی صورت میں یہ زید کی بدستور بیوی رہے گی۔

وثبوت الحرمة بلمسها مشروط بان يصدقها،ويقع في أكبر رأيه صدقها. (شامی، کراچی: ۳۳/۳، زکریا: ۱۰۸/٤، البحر الرائق، کوئٹہ: ۱۰۰/۳، زکریا: ۱۷۷/۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۹ ربیع الاول ۱۴۱۹ھ (فتویٰ نمبر: الف ۵۶۶۰/۳۳)

الجواب صحیح: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۱۴۱۹/۳/۹ھ۔ (فتاوی قاسمیہ: ۳۳۱/۱۳، ۳۳۲)

ایک نے پستان پکڑنا بیان کیا، دوسرے نے بوسہ لینا، کیا حکم ہے:

سوال: زید شہادت دیتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ عمر اپنے فرزند کی زوجہ ہندہ کے ساتھ برہنہ لیٹا ہوا تھا اور زوجہ کے پستان پکڑے ہوا تھا، خالد شہادت دیتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ زید نے اپنے فرزند کی زوجہ کا بوسہ لیا، اس صورت میں حرمت مصاہرت ثابت ہوگی، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ

اس صورت میں زید کے بیان میں یہ امر مذکور نہیں ہے کہ پستان کا پکڑنا شہوت کے ساتھ تھا، یا نہ تھا، اسی طرح بوسہ میں بھی شہوت کا ذکر نہیں ہے اور پھر یہ کہ بوسہ دینا صرف ایک گواہ کا بیان ہے اور پستان کا پکڑنا بھی صرف ایک شخص کا بیان ہے، دونوں گواہ کسی امر واحد پر متفق نہیں، لہٰذا حرمت مصاہرت اس صورت میں ثابت نہ ہوگی۔ درمختار میں ہے:

وتقبل الشهادة على الإقرار باللمس والتقبيل عن شهوة، وكذا تقبل علىٰ نفس اللمس والتقبل ...عن شهوة،إلخ. (۱)

(۱) الدر المختار علیٰ هامش رد الحتار،فصل في المحرمات: ۳۹۰/۲،ظفير

پس اس صورت میں نہ لمس بالشہوت پر پوری شہادت ہے اور نہ تقبیل پر پوری شہادت ہے اور گواہوں کے بیان میں اختلاف بھی ظاہر ہے؛ اس لیے حرمت مصاہرت ثابت نہ ہوگی۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۷/۳۵۴)

عورت کے دعویٰ اور خسر واہل محلّہ کے انکار سے حرمت مصاہرت کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید کی شادی کو تقریباً چودہ پندرہ سال گزر گئے، زید کی شادی ایسے وقت ہوئی کہ زید کی والدہ مر چکی تھی، زید کے باپ نے شادی نہیں کی، چند سال گزرنے کے بعد زید کے باپ نے شادی کر لی، شادی سے ایک لڑکی پیدا ہوئی، جس کو تقریباً ۳/ساڑھے تین سال ہوگئے، پھر خدا نے لڑکا دیا، جس کو چند ماہ ہوئے ہیں؛ چوں کہ زید کے باپ کو اب تک زید کے علاوہ کوئی دوسری مذکر ومؤنث اولاد نہیں ہوئی تھی، تمام تر جائیداد کا مالک تنہا زید تھا۔

اب چند سال ہوئے زید کے باپ کی شادی کرنے کی وجہ سے دو اولاد مذکر ومؤنث ہونے پر زید کی بیوی نے زید کے باپ پر الزام لگایا کہ آج سے دس سال قبل زید کے باپ نے مجھ سے دو مرتبہ زنا کیا ہے، فوری طور پر زید کو اپنی بیوی پر اعتماد ہوگیا، جب کہ زید کا باپ حلف اٹھانے کو تیار تھا۔ اب جب کہ پوری بستی اور تمام رشتہ دار کو یہ یقین ہے کہ زید کی بیوی زید کے باپ پر اس سے ہونے والے بچوں پر حسد کی وجہ سے الزام لگا رہی ہے تو اب زید کو بھی بستی والے اور رشتہ داروں کے کہنے کی وجہ سے اعتماد کلی ہے کہ واقعی میری بیوی میرے باپ پر الزام لگا رہی ہے؛ کیوں کہ میرا باپ ایسا نہیں۔ زید کی بیوی ہندہ کے پاس کوئی شہادت بھی نہیں اور زید کا باپ مسجد میں حلف اٹھانے کو تیار ہے کہ ایسی غلطی مجھ سے نہیں ہوئی ہے۔ نیز محلّہ کے کسی بھی آدمی کو اس بات کا یقین نہیں کہ زید کے باپ نے ایسا کیا ہوگا۔ از روئے شرع زید کی بیوی زید پر حلال ہے، یا نہیں؟ جواب عنایت فرمائیں۔ (المستفتی: محمد الیاس صدیقی، محلّہ فتح اللہ گنج مراد آباد)

باسمه سبحانه وتعالیٰ، الجواب ــــــــــــــــــــــــ وبالله التوفيق

جب ہندہ کے پاس شرعی شہادت نہیں ہے اور شوہر ہندہ کی تکذیب کر رہا ہے اور باپ کی تصدیق کر رہا ہے تو زید پر مذکورہ حالات میں بیوی حرام نہ ہوگی، نکاح بدستور باقی ہے؛ کیوں کہ اس طرح کے واقعہ میں بیوی کے حرام ہونے کے لیے شوہر کی تصدیق لازم ہوتی ہے۔

ثبوت الحرمة بلمسها مشروط بأن يصدقها، ويقع في أكبر رأيه صدقها. (البحر الرائق، کوئٹہ: ۱۰۰/۳، زکریا: ۱۷۷/۳، شامي، کراچی: ۳۳/۳، زکریا: ۱۰۸/٤)

لاتحرم علىٰ أبيه وابنه إلا أن يصدقها، أو يغلب على ظنه صدقها. (البحر الرائق، کوئٹہ: ۱۰۰/۳، زکریا: ۱۷۷/۳، شامي، کراچی: ۳۳/۳، زکریا: ۱۰۸/٤، الهندية: ۲۷۹/۱، جديد: ۳۳۹/۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۱۰/ربیع الثانی ۱۴۰۹ھ (فتویٰ نمبر: الف ۱۱۹۲/۲۴) (فتاوی قاسمیہ: ۱۳/۳۳۴، ۳۳۵)

بیٹا کا اقرار ہے کہ میرے باپ نے میری بیوی سے زنا کیا، پھر انکار کیا، کیا حکم ہے:

سوال: اولاً زید کہتا ہے کہ میرے باپ بکر نے میری بیوی زینب کے ساتھ زنا کیا ہے؛ یعنی بچشم خود دیکھا ہے، بعد میں زید حلف سے بیان کرتا ہے کہ بکر نے میری عورت سے زنا نہیں کیا اور اب عورت کہتی ہے کہ میرے ساتھ بکر نے زنا کیا ہے اور زید نے جب پہلے اقرار کیا تھا کہ بکر نے میری عورت کے ساتھ زنا کیا ہے، اس وقت عورت منکر زنا تھی اور مسمیٰ بکر جو کہ زید کا باپ ہے، منکر زنا ہے، اس صورت میں حرمت مصاہرت ثابت ہوئی، یا نہ، یعنی زینب زید پر حرام ہوئی، یا نہ؟

(۲) جب کہ زید دوسری دفعہ حلف سے کہتا ہے کہ بکر نے میری عورت سے زنا نہیں کیا اور ایک صورت میں زینب بھی منکر زنا ہے تو مفتی دیانۃً یہ فتویٰ دے سکتا ہے کہ اگر فی الواقع زید نے بکر کو زینب سے زنا کے بارے میں اقرار غلط کیا تھا تو عند اللہ زینب زید پر حرام نہیں ہوئی، یا کیوں کر؟

(۳) جب کہ قاضی اس دیار میں نہیں ہے اور زید وزینب دونوں اپنے اقرار سے رجوع کر رہے ہیں تو بصورت ثابت ہونے حرمت مصاہرت کے زینب بلا طلاق دینے زید کے اپنا نکاح دوسری جگہ کر سکتی ہے، یا نہ؟

(۴) جب کہ بکر کے زینب سے زنا کرنے پر کوئی گواہ موجود نہیں ہے اور زید وزینب کے مختلف بیان ہیں تو بکر پر کوئی حد شرعی لگ سکتی ہے، یا نہ؟

(۵) کیا حدود میں شرعاً حکم ہو سکتا ہے؟

الجواب

وفی الخلاصة: قیل له ما فعلت بأم إمرأتک؟ فقال: جامعتها، تثبت الحرمة أی قضاء ولایصدق أنه کذب ولو هازلا. (الدر المختار)

(قوله: لایصدق أنه کذب) أی عند القاضی وأما بینه وبین اللّٰه تعالیٰ إن کان کاذباً فیما أقرّ لم تثبت الحرمة، إلخ. (۱)

وفی الدر المختار أیضاً: تزوج بکراً فوجدها ثیبة وقالت: أبوک فضنی إن صدقها بانت بلامهر وإلا لا. (۲)

لہٰذا اس صورت میں موافق اقرار زید کے اس کی زوجہ اس پر حرام ہوگئی، اور حرمت مصاہرت ثابت ہوگئی اور دوسرا قول اس کا معتبر نہیں؛ لیکن اگر فی الواقع اس نے جھوٹ بولا اور اس کے علم میں زنا ثابت نہیں ہے تو مابینہ وبین اللہ اس کی زوجہ اس پر حرام نہ ہوگی؛ لیکن اگر عورت کو اس کے اقرار سابق کا علم ہو گیا تو اس کو جائز نہیں کہ اس کو وطی کی اجازت دے۔

---

(۱) دیکھئے: ردالمحتار فصل فی المحرمات: ۳۹۰/۲، ظفیر

(۲) الدر المختار علیٰ هامش ردالمحتار، فصل فی المحرمات: ۳۸٤/۲، ظفیر

لأن المرأة كالقاضی.(الدرالمختاروغیره)(۱)

(قوله:دین فقط) ... والمرأة كالقاضی إذاسمعته أوأخبرهاعدل لایحل لهاتمكینه والفتویٰ علٰی أنه لیس لها قتله، ولا تقتل قتل نفسها بل تفدی نفسها بمال أوتهرب كما أنه لیس له قتلها إذاحرمت علیه وكلما هرب ردته بالسحر، وفی البزازیة عن الأوزجندی أنها ترفع الأمر للقاضی فإن حلف ولابینة لها فالإثم علیه،آه، قلت أی إذا لم تقدرعلی الفداء أوالهرب ولاعلٰی منعه عنها فلاینافی ما قبله.(۲)

(۲) مفتی اس طرح فتویٰ دے گا جواوپر لکھا گیا؛ یعنی یہ کہے گا کہ موافق زید کے اقرار کے اس کی زوجہ اس پر حرام ہوگئی؛ لیکن اگر واقع میں وہ جانتا ہے کہ میں نے جھوٹ بولا اور یہ اقرار غلط کیا تو مابینہ وبین اللہ اس کی عورت اس پر حرام نہیں ہوئی اور یہ جب ہی متصور ہے کہ اس کی زوجہ کو اس کے اقرار سابق کی خبر نہ ہو۔

(۳) رجوع عن الاقرار تو معتبر نہیں ہے، ''المرء یؤخذ باقراره'' (۳) قاعدہ مقررہ مسلمہ ہے، البتہ درمختار وغیرہ میں یہ تصریح ہے کہ:

''بحرمة المصاهرة لایرتفع النكاح حتٰی لایحل لهاالتزوج إلابعد المتاركة وإنقضاء العدة''.(۴)

اورشامی میں ہے:

وعبارة الحاوی:إلا بعد تفریق القاضی أوبعد المتاركة.(۵)

لہٰذا عورت کو قبل تفریق قاضی ماقبل متارکت وانقضاء عدت نکاح ثانی جائز نہیں ہے۔

(۴) حد شرعی بکر پر قائم نہ ہوگی؛ کیوں کہ اس صورت میں نہ زانی کا اقرار ہے اور نہ شہود اربعہ موجود ہیں۔

وقد قال اللّٰه تعالٰی:﴿وإذلم یأتوابالشهداء فأولٰئک عند اللّٰه هم الكاذبون﴾(۶)

(۵) حدود میں تحکیم صحیح نہیں ہے۔

كما فی باب التحكیم من الدرالمختار:صح لوفی غیرحد وقود.(شامی:۳٤٨/٤)(۷)فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳۸۶/۷-۳۸۸)

---

(۱) ردالمحتار،باب الصریح:۵۹٤/۲،ظفیر
(۲) ردالمحتار:۵۹٤/۲،ظفیر
(۳) دیکھئے:شرح القواعد الفقهیة:۶۰۰/۱،مادة ۷۹،شاملة،انیس
(۴) الدرالمختارعلٰی هامش ردالمحتار،فصل فی المحرمات:۳۸۹/۲،ظفیر
(۵) رد المحتار،فصل فی المحرمات:۳۸۹/۲،ظفیر
(۶) سورة النور:۲،ظفیر
(۷) الدرالمختارعلٰی هامش ردالمحتار،باب التحكیم:٤٨۳/٤،ظفیر

خسر کا بہو کو صرف ہاتھ لگانا، یا علم شہوت اور خسر سے زنا کا اقرار بدون تصدیق شوہر موجب حرمت مصاہرت نہیں اور زانی ومزنیہ کے اقرار سے بھی حرمت مصاہرۃ ثابت نہیں ہوتی:

سوال(۱) زید نے بکر کی بیوی ہندہ سے زنا، یا لوازمات زنا کیا، ہندہ مقر ہے اور زید منکر ہے اور گواہ ہندہ کا کوئی نہیں ہے، اس صورت میں کس کا قول معتبر ہے، آیا ہندہ مقر کا، یا زید منکر کا؟

(۲)　ہندہ زید کے لڑکے کے نکاح سے بدون لفظ طلاق نکاح سے باہر ہوسکتی ہے، یا یہ فعل باعث طلاق ہوگیا اور بدون حاصل کئے نکاح ثانی کرسکتی ہے، یا نہیں؟

الجواب

(۱)　ہندہ مدعی حرمت ہے، جس سے حق بکر کا زائل ہوتا ہے؛ اس لیے صرف دعویٰ کافی نہیں اور ہندہ کا قول معتبر نہ ہوگا۔

نظیره ما فی الدر المختار: وإن ادعت الشهوة فی تقبیله أو تقبیلها إبنه، وأنکرها الرجل فهو مصدق لاهی.

وفی رد المحتار: أی ادعت الزوجة أنه قبل أحد أصولها أو فروعها بشهوة أو إن أحد أصولها أو فروعها قبله بشهوة، إلخ، (قوله: فهو مصدق) لأنه ینکر ثبوت الحرمة والقول للمنکر. (۱)

البتہ اگر شوہر بھی ہندہ کی تصدیق کرے تو حکم حرمت کا کیا جائے گا۔

نظیره ما فی الدر المختار عن الخلاصة: قیل له ما فعلت بأم امرأتک؟ فقال: جامعتها تثبت الحرمة ولا یصدق أنه کذب و لو هازلاً. (۲)

اور جس صورت میں ہندہ کی تصدیق نہ کی جاوے؛ لیکن ہندہ واقع میں سچی ہو تو ہندہ کو چاہیے کہ جہاں تک قدرت ہو شوہر کو جماع سے باز رکھے اور جب مجبور ہو جاوے تو خیر یہ تفصیل زنا کے دعویٰ میں ہے اور لوازم زنا میں اور بھی تفصیل ہے، اس لازم کی تعین کر کے سوال کرنا چاہیے۔

(۲)　**فی الدر المختار: وبحرمة المصاهرة لا یرتفع النکاح حتیٰ لا یحل لها التزوج بآخر إلا بعد المتارکة وإنقضاء العدة.** (۳)

اس سے معلوم ہوا کہ اس فعل سے نکاح نہیں ٹوٹا اور طلاق نہیں ہوئی اور بدون طلاق کے نکاح ثانی جائز نہیں۔

(تتمہ اولیٰ ص:۱۱۳) (امداد الفتاویٰ جدید:۲/۳۲۰)

---

(۱)　ردالمحتار: ٤/١١٥، ط، الریاض، انیس

(۲)　الدر المختار علی هامش رد المحتار: ٤/١١٥، ط: الریاض، انیس

(۳)　رد المحتار: ٤/١١٣، ط: الریاض، انیس

سوال (۱) زید نے اپنے بیٹے بکر کی بیوی سے زنا، یا لوازمات زنا کیا اور زانی ومزنیہ ہر دو مقر ہیں، اب ہندہ بیوی بکر کے نکاح میں رہی، یا نہیں؟

(۲) اور جو اس کے نکاح سے باہر ہوگئی، یا بدون حاصل کئے طلاق ثانی کرسکتی ہے، یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

نکاح نہ ٹوٹنے کی تحقیق تو سوال بالا کے جواب میں گزری ہے، پوچھنا یہ چاہیے کہ ہندہ بکر پر حرام ہوگئی، یا نہیں؟ سو اس کا جواب یہ ہے کہ لوازم زنا کے متعلق اگر سوال کرنا ہو تو اس لازم کی تعین کرکے پوچھنا چاہیے اور اگر زنا کا اقرار ہے تو دیکھنا چاہیے کہ بکر ان دونوں کے اس اقرار کی تصدیق کرتا ہے، یا نہیں؟ اگر تصدیق کرتا ہے تو ہندہ بکر پر حرام ہوگئی اور اگر تصدیق نہیں کرتا تو ہندہ حرام نہیں ہوئی۔

مأخذه الأصل الذی ذکر فی رد المحتار تحت قول الدرالمختار (شرط العدالة فی الدیانات) مانصه: أی المحضة،درر،احترازاً عما إذا تضمنت زوال ملک کما إذا أخبر عدل أن الزوجین إرتضعا من امرأة واحدة لاتثبت الحرمة؛لأنه یتضمن زوال ملک المتعة،فیشرط العدد والعدالة جمیعاً،إتقانی، وهٰذا بخلاف الإخبار بأن ما اشتراه ذبیحة مجوسی؛لأن ثبوت الحرمة لا یتضمن زوال الملک کما قدمناه فتثبت لجواز اجتماعها مع الملک. (۳۳۹/۵)(۱)

(۲) اس کا جواب اوپر ہو چکا ہے۔

۲ / ربیع الاول ۱۳۳۰ھ (تتمہ اولیٰ ص: ۱۱۴) (امداد الفتاویٰ جدید: ۳۲۱/۲)

زید کے باپ نے جب اس کی بیوی سے زنا کیا تو زید کی بیوی اس پر حرام ہوگئی:

سوال: زید کے باپ نے زید کی زوجہ سے بدفعلی کی اور زید نے بچشم خود دیکھا، آیا زید پر اس کی زوجہ حرام ہوئی، یا نہ بعد نکاح کے رکھ سکتا ہے، یا نہیں؟ ایک شخص نے جواب دیا کہ حرام نہیں، آیا فتویٰ صحیح ہے، یا نہیں؟

الجواب

جب کہ زوجہ زید سے زید کے باپ نے زنا کیا یا مس بالشہوۃ بلا حیلولہ کیا تو وہ عورت زید پر حرام ہوگئی۔ شامی میں ہے:

قال فی البحر: أراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربع حرمة المرأة علٰی أصول الزانی وفروعه نسباً ورضاعاً وحرمة أصولها وفروعها علی الزانی نسباً ورضاعاً کما فی الوطء الحلال. (شامی: ۳۷۹/۲)(۲)

پس بحکم ﴿**ولا تنکحوا ما نکح آباء کم من النساء**﴾ (الآیة) (۳) **موطؤة الأب** خواہ وطی نکاح سے ہو، یا زنا سے بیٹے کے لیے حرام ہو جاتی ہے۔

(۱) ردالمحتار، کتاب الحظر والإباحة: ۳٤٦/٦، دارالفکر بیروت، انیس

(۲) ردالمحتار، فصل فی المحرمات: ۳۸٤/۲، ظفیر

(۳) سورة النساء: ۲۳، ظفیر

اور شامی میں فتح القدیر سے منقول ہے:

وبقولنا قال مالک فی ورایة وأحمد وهوقول عمر وابن مسعود وابن عباس فی الأصح وعمران بن الحصین وجابر وأبیّ وعائشة وجمهورالتابعین کالبصری والشعبی والنخعی والأوزاعی وطاؤس ومجاهد وعطاء وابن المسیب وسلیمان بن یسار وحماد والثوری وابن راهویه. (۱)

پس جس شخص نے فتویٰ حلت کا دیا، اس نے خلاف کیا ان تمام صحابہ جلیل القدر کا اور کبار تابعین کا۔

قال فی الدرالمختار: وبحرمة المصاهرة لایرتفع النکاح، حتی لایحل لها التزوج بآخر إلا بعد المتارکة،إلخ. (۲)

قال فی ردالمحتار:(قوله: إلا بعد المتارکة) أی وإن مضی علیها سنون،کما فی البزازیة وعبارة الحاوی:إلابعد تفریق القاضی أوبعد المتارکة. (شامی: ۲۸۳/۲)(۳)

الحاصل باپ نے اگر بیٹے کی زوجہ سے وطی کی تو وہ موطوءہ بیٹے پر حرام ہوگئی؛ لیکن نکاح بدون متارکت، یا تفریق قاضی فسخ اور مرتفع نہ ہوگا؛ لیکن بیٹے کو لازم ہے کہ اس عورت کو علاحدہ کر دے اور اس سے متارکت کرے۔ فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۳۷/۷-۳۳۸)

بیوی نے کہا کہ میرے ساتھ شوہر کے باپ نے زنا کیا، حرمت ثابت ہوئی، یا نہیں:

سوال: ایک شخص نے اپنی زوجہ کو بلا عذر شرعی غسل کرتے دیکھا، باعث پوچھنے پر منکوحہ نے جواب دیا کہ تیرے والد نے مجھ سے زنا کیا ہے، اس صورت میں وہ منکوحہ اس شخص پر حرام ہوگئی، یا نہیں؟

الجواب

صرف عورت کے کہنے سے شوہر کے حق میں حرمت ثابت نہ ہوگی، البتہ اگر شوہر اس کی تصدیق کرے تو اپنی منکوحہ کو علاحدہ کر دیوے۔ (۴) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۴۲/۷-۳۴۳)

بہو سے زنا کرنے سے بیٹے پر اس کی بیوی حرام ہو جائے گی:

سوال: اگر کسی شخص کے اپنی بہو یعنی لڑکے کی بیوی کے ساتھ ناجائز تعلقات پیدا ہو جائیں اور سسر نے بہو سے صحبت کر لی ہو تو کیا حکم ہے؟ اگر صحبت نہ کی ہو تو کیا حکم ہے؟

---

(۱) ردالمحتار،فصل فی المحرمات: ۳۸۴/۲-۳۸۵،ظفیر

(۲) الدرالمختارعلیٰ هامش ردالمحتار،فصل فی المحر مات: ۳۸۹/۲،ظفیر

(۳) رد المحتار،باب المحرمات: ۳۸۹/۲،ظفیر

(۴) وثبوت الحرمة بلمسهامشروط بأن یصدقها ویقع فی أکبررائه صدقهاوعلیٰ هٰذا ینبغی أن یقال فی مسه إیاها لاتحرم علیٰ أبیه وابنه إلا أن یصدقهاأویغلب علیٰ ظنه صدقها.(البحر الرائق،فصل فی المحرمات: ۱۰۷/۳،ظفیر)

الجواب

اگر کوئی شخص اپنے بیٹے کی بیوی سے زنا کرے تو وہ اس کے بیٹے پر حرام ہو جاتی ہے۔(۱) ایسی صورت میں شوہر پر واجب ہے کہ وہ اپنی بیوی سے یہ کہہ کر فوراً الگ ہو جائے کہ میں نے تمہیں چھوڑ دیا،(۲) اور اگر پوری صحبت نہیں ہوئی تو واقعے کی صحیح صحیح تفصیل لکھ کر بھیجئے، اسے دیکھ کر ہی حکم بتایا جا سکے گا۔ واللہ سبحانہ اعلم

۱۳۹۷/۳/۲۱ھ (فتاویٰ عثمانی:۲/۲۵۲)

بیٹے کی بیوہ سے نکاح حرام ہے، جو اولاد ہو چکی، اس کی پرورش کی جائے:

سوال: عبدالرحمٰن کا نکاح اپنے پسر متوفی سعید کی زوجہ بیوہ مسماۃ غفوراً سے شرعاً درست ہے، یا نہیں؟ جو اولاد نکاح مذکور کے بعد ان دونوں سے ہوئی تو اس کی پرورش کون کرے؟ عبدالرحمٰن اور غفوراً کو کیا کرنا چاہیے؟ عبدالرحمٰن وغفوراً اوران کی اولاد اگر داخل برادری ہو سکتے ہیں تو کن شرائط کے ساتھ؟

الجواب

(۱،۲،۳،۴) عبدالرحمٰن کا نکاح اپنے پسر کی زوجہ غفوراً سے حرام اور ناجائز ہوا،(۳) وہ نکاح نہیں ہوا، ان کو علاحدہ ہو جانا چاہیے اور علاقہ نکاح کو منقطع سمجھنا چاہیے اور توبہ واستغفار کرنا چاہیے، بعد توبہ واستغفار علاحدگی کے وہ دونوں شامل برادری ہو سکتے ہیں اور اولاد کی پرورش کرتے رہیں، ان کی پرورش کرنا ضروری اور کار ثواب ہے۔(۴) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۷/۳۴۵)

---

(۱) وفی الشامیة:: ۳۲/۳(طبع سعید) قال فی البحر:أراد بحرمة المصاهرة المحرمات الأربع حرمة المرأة علىٰ أصول الزانی وفروعه نسبا ورضاعاً،وكذا فی البحر الرائق:۱۰۱/۳،والهندية: ۲۷۵/۱،الباب الثالث فی المحرمات.

(۲) وفی الدر المختار:۳۷/۳،وبحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح حتى لا يحل لها التزوج بآخر الأبعد المتاركة.

وفی الشامية تحته ... وقد علمت أن النكاح لا يرتفع بل يفسد وقد صرحوا فی النكاح الفاسد بأن المتاركة لاتتحقق إلا بالقول إن كانت مدخولا بها كتركتك أوخليت سبيلك.

نیز دیکھئے: إمداد الفتاویٰ، ج:۲،ص:۳۲۳ (محمد زبیر عفی عنہ)

(۳) وحرم بالمصاهرة بنت زوجة الموطوءة إلخ وزوجة أصله وفرعه مطلقاًولوبعيداًدخل بهاأولا.(الدرالمختار)

وتحرم زوجة الأصل والفرع بمجرد العقد دخل بها أولا.(رد المحتار،فصل فی المحرمات: ۳۸۳/۲،ظفير)

(۴) اولاد کا نسب عبدالرحمٰن سے ثابت ہوگا اور پرورش اس پر ضروری ہے۔

وبحرمة المصاهرة لايرتفع النكاح حتىٰ لايحل له التزوج باٰخرإلابعد المتاركة وانقضاء العدة والوطؤة بها لايكون زنا.(الدرالمختار)

أی الوطء الكائن فی هٰذه الحرمة قبل التفريق والمتاركة لايكون زنا،قال فی الحاوی:والوطء فيها لايكون زنا؛ لأنه مختلف فيه وعليه مهرالمثل بوطئهابعد الحرمة ولاحدعليه ويثبت النسب.(ردالمحتار، كتاب النكاح،فصل فی المحرمات: ۳۸۹/۲.ظفير)

نامرد لڑکے کی بیوی بھی باپ کے لیے حرام ہے:

سوال: مسماۃ اللہ رکھی جوان کا نکاح ایسے لڑکے سے ہوا جو دنیاوی کام انجام نہیں دے سکتا اور قوت باہ اس میں پیدا نہیں ہوتی مانند مخنث کے ہے، اس لڑکے کا باپ اپنے لڑکے کی زوجہ سے نکاح کر سکتا ہے؟

الجواب

بیٹے کی زوجہ سے نکاح حرام قطعی ہے۔

کما قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وحلائل أبنائكم الذين من أصلابكم﴾(۱)

اس آیت میں محرمات ابدیہ میں سے زوجۃ الابن کو بھی فرمایا گیا ہے، پس اپنے پسر کی زوجہ سے اگرچہ وہ غیر مدخولہ ہو، نکاح قطعاً اور دائماً حرام ہے،(۲) اور دوسرے شخص سے نکاح اس عورت کا اس وقت ہو سکتا ہے کہ اس کا شوہر اس کو طلاق دے دے بدوں طلاق کے دوسرے شخص سے نکاح اس کا درست نہ ہوگا۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۴۵/۷-۳۴۶)

ایک خط مشتمل بر سوال وجواب [بہو کے ساتھ زنا] آیا:

بھو کے ساتھ زنا سے حرمت:

سوال اول: زید کے باپ سے بدفعلی صادر ہوئی، زید کی زوجہ کے ساتھ اور اس معاملہ کو زید نے بچشم خود دیکھا، اب آیا زید پر وہ زوجہ حرام ہوئی، یا نہیں؟ اور اگر حرام ہوگئی تو پھر بعد نکاح کے رکھ سکتا ہے، یا نہیں؟ بحوالہ کتب، بینوا توجروا۔

سوال دوم: ایک مفتی سے یہ سوال بالا کیا، انھوں نے یوں فتویٰ دیا۔

الجواب:

حرام نہیں، **لقوله تعالیٰ: ﴿أحل لكم ماوراء ذلكم﴾(۳)**

کتبہ احمد عفی عنہ، ۲۵/ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۵ھ۔

الجواب صحیح: کتبہ عبداللہ عفی عنہ، ۲۵/ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۵ھ۔

اس کے متعلق سوال یہ ہے کہ آیا جواب صحیح ہے، یا غلط؟ بینو ابالکتاب توجروا من اللّٰہ الوھاب.

یھاں سے اس کا جواب یہ دیا گیا:

الجواب

حنفیہ کے مذہب پر غلط جواب یہ اور یہ ﴿ماوراء ذلكم﴾ میں نہیں ہے؛ بلکہ ﴿مانكح اٰبائكم﴾ میں داخل ہے

(۱) سورة النساء: ۲۳، ظفیر

(۲) وتحرم زوجة الأصل و الفرع بمجرد العقد دخل بها أولا. (ردالمحتار: ۳۸۳/۲، ظفیر)

(۳) سورة النساء: ۲٤

اور ﴿ماوراء ذلکم﴾ میں داخل بھی مان لیا جاوے، تب بھی عام مخصوص البعض ہے، چناں چہ جمع بین المرأۃ وخالتھا، یابینھا وبین عمتھا ﴿ماوراء ذلکم﴾ میں داخل ہیں اور حرام ہیں۔

۸/جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ (تتمہ خامسہ: ۸۵) (امداد الفتاویٰ جدید: ۲/۳۲۸-۳۲۹)

جس عورت سے بیٹے نے زنا کیا، وہ باپ کے لیے حرام ہے:

سوال: زید نے ہندہ سے زنا کیا تو زید کا والد بکر ہندہ سے نکاح کرسکتا ہے، یا نہیں؟ عورت نے اول دریافت کرنے پر انکار کیا، پھر اتنا اقرار کیا کہ میں سوئی ہوئی تھی، زید نے آکر فعل ناجائز شروع کردیا اور دخول نہیں ہوا، حالاں کہ زید کہتا ہے کہ اس نے خود مجھے بلا کر زنا کرایا ہے۔ ایسی صورت میں کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

جس عورت سے بیٹے نے زنا کی، وہ باپ پر حرام ہے، جیسا کہ شامی میں بحر سے منقول ہے:

قال في البحر: أراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربع حرمة المرأة علیٰ أصول الزاني وفروعه نسباً ورضاعاً و حرمة أصولها وفروعها على الزاني نسباً ورضاعاً، إلخ. (۱)

پس **حرمة المرأة علیٰ أصول الزاني** سے معلوم ہوا کہ جس عورت سے پسر نے زنا کیا، وہ باپ پر حرام ہے؛ لیکن چوں کہ زنا کا ثبوت گواہان شرعی سے نہیں ہے اور اقرار ایک شخص کا دوسرے پر حجت نہیں ہے تو اگر والدِ زید یعنی بکر اس فعل پسر کی تصدیق نہ کرے اور یہ کہے کہ یہ غلط ہے تو بکر ہندہ سے نکاح کرسکتا ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم دیو بند: ۷/۳۴۷-۳۴۸)

باپ بیٹے کی بیوی سے زنا کرے تو خود طلاق ہوجائے گی، یا نہیں:

سوال: اگر کوئی شخص بیٹے کی زوجہ سے زنا کرے، تو وہ عورت لڑکے پر حرام ہوجائے گی، یا نہیں؟ اور خود طلاق پڑ جائے گی، یا طلاق دینے کی ضرورت ہوگی اور وہ طلاق کون سی کہلائے گی؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

وہ عورت بیٹے پر حرام ہوگئی، بیٹے کو چاہیے کہ اس کو علاحدہ کردے۔ طلاق، یا متارکت کی ضرورت ہے اور یہ طلاق طلاق بائن ہوگی۔ (۲) (فتاویٰ دار العلوم دیو بند: ۷/۳۵۷-۳۵۸)

---

(۱) ردالمحتار، فصل في المحرمات: ۲/۳۸٤، ظفیر

(۲) تزوج بكراً فوجدها ثيباً وقالت أبوك فضني إن صدقها بانت بلامهر وإلا لا. (الدرالمختار علیٰ هامش رد المحتار، فصل في المحرمات: ۲/۳۸٤، ظفیر)

وبحرمة المصاهرة لايرتفع النكاح حتیٰ لايحل لها التزوج بآخر إلا بعد المتاركة وانقضاء العدة. (الدرالمختار علیٰ هامش رد المحتار: ۲/۳۸۹، ظفیر)

بیٹے نے بہو کو دخول سے قبل طلاق دی تو بہو سے نکاح کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ بیٹے کی منکوحہ جس سے بیٹے نے وطی اور خلوت صحیحہ نہیں کی، اسے اگر بیٹا طلاق دے تو اس سے اس کا باپ نکاح کرسکتا ہے، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

مذکورہ عورت شوہر کے والد کے لیے حلال نہیں اگر چہ شوہر نے وطی، یا خلوت صحیحہ نہ کی ہو۔

لمافي القرآن الكريم (النساء:۲۳): ﴿وَحَلَائِلُ اَبْنَائِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ﴾

وفي الهندية (۲۷٤/۱): والثالثة حليلة الابن وابن الابن وابن البنت وإن سفلوا دخل بها الابن أم لا ولا تحرم حليلة الابن المتبنى على الأب المتبنى هكذا في محيط السرخسي. (نجم الفتاویٰ:۲۲۰/۴)

بیٹے کی مدخولہ سے باپ کا اور باپ کی مدخولہ سے بیٹے کا نکاح جائز نہیں:

سوال: بیٹے کی مدخولہ سے باپ کا اور باپ کی مدخولہ سے بیٹے کا نکاح جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــ

یہ ہر دو صورت جائز نہیں ہے۔

كما قال الله تعالىٰ: ﴿وحلائل أبنائكم﴾ إلخ (۱) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳۶۶/۷-۳۶۷)

عورت سے اس کے شوہر کا نانا زنا کرے تو کیا حکم ہے:

سوال: ایک شخص کی زوجہ سے اس کے نانا نے زنا کیا اور گواہی بھی ہو چکی ہے، حرمت مصاہرۃ ثابت ہے، یا نہیں اور نکاح فسخ ہو چکا ہے، نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــ

نانا کی مزنیہ اس شخص پر حرام ہوگئی، اس کو علاحدہ کرنا چاہیے۔ درمختار میں ہے کہ بدوں متارکت، یا تفریق قاضی کے نکاح فسخ نہ ہوگا۔

وبحرمة المصاهرة لايرتفع النكاح... إلابعد المتاركة. وفي الشامي: إلا بعد تفريق القاضي أوبعد المتاركة، إلخ. (۲) قال في البحر: أراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربع حرمة المرأة علىٰ أصول الزاني وفروعه. (۳) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳۸۲/۷-۳۸۳)

---

(۱) سورة النساء: ۲٤، ظفير

(۲) الدرالمختار علىٰ هامش رد المحتار، فصل في المحرمات: ۳۸۹/۲، ظفير

(۳) ردالمحتار، فصل في المحرمات: ۳۸٤/۲، ظفير

لڑکے کی بیوی سے زنا کی صورت میں کیا حکم ہے:

سوال: زید اور بکر آپس میں باپ اور بیٹا ہیں، زید والد ہے اور بکر ولد، زید نے اپنے لڑکے بکر کی عورت سے ناجائز فعل زنا کیا، گواہ کوئی نہیں، صرف وہ عورت اقرار کرتی ہے کہ اس نے میرے ساتھ زنا کیا اور زید وبکر کے آپس کے تعلقات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایسا ضرور ہوا ہے تو آیا وہ عورت اب بکر کو جائز ہے، یا نہیں؟ جب کہ اس کے والد نے اس کی بیوی کے ساتھ زنا کی، اس کا نکاح ٹوٹ گیا، یا کیا صورت ہوگی؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ حامداً ومصلیاً

اگر لڑکا اس بات میں اپنی بیوی کی تصدیق کرتا ہے اور اپنے باپ کو جھوٹا سمجھتا ہے تو شرعاً لڑکے پر اس کی بیوی حرام ہوگئی، اس کے ذمہ واجب ہے کہ اس کو چھوڑ دے اور کہہ دے کہ میں نے تجھے چھوڑ دیا، یا طلاق دے دے اور اگر لڑکا اپنی بیوی کی تکذیب کرتا ہے اور اپنے باپ کو اس انکار میں سچا سمجھتا ہے تو پھر وہ حرام نہیں ہوئی بدستور نکاح باقی ہے۔

"رجل تزوج امرأة علٰی أنها عذراء، فلما أراد وقاعها وجدها قد افتضت، فقال لها: من افتضك؟ فقالت: أبوك، إن صدقها الزوج، بانت منه، ولا مهر لها، وإن كذبها فهي امرأته، كذا في الظهيرية، إلخ". (الفتاویٰ العالمگیریة: ۱/۲۷۶)(۱)

"وبحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح حتٰى لا يحل لها التزوج بآخر إلا بعد المتاركة وإنقضاء العدة". (الدر المختار: ۲/۴۷۲)(۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۸/۱۰/۱۳۶۱ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۱/۳۵۵)

بیٹے کی بیوی سے ناجائز تعلق کی بنا پر حرمت:

سوال: ہندہ نے نکاحِ ثانی زید سے کیا جو کہ نابالغ تھا، اس درمیان میں ہندہ کا تعلق اپنے خسر بکر سے ہوگیا، جب زید سنِ بلوغ کو پہنچا تو اس نے اپنے والد بکر کو اپنی زوجہ سے زنا کرتے ہوئے دیکھا، وہ غیرت کا مارا اسی وقت اپنے وطن سے نکل گیا اور اب تک واپس نہیں آیا۔ اس کی عدم موجودگی میں ہندہ کے چند بچے پیدا ہوئے اور وہ بچے بعض بالغ ہیں، بعض آٹھ دس سال کے۔ برادری میں عام چرچا ہے کہ یہ سب بچے ولد الحرام ہیں، اب بکر ان بچوں کی شادی اپنے اخراجات سے کرنا چاہتا ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ مطابقِ شرع شریف ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟ اور ایسی شادی میں شریک ہونا کیسا ہے اور

---

(۱) الفتاویٰ الهندية، القسم الثاني: المحرمات بالصهرية، ومايتصل بذلك: ۱/۲۷۶، رشيدية

(۲) الدر المختار مع رد المحتار، فصل في المحرمات: ۳/۳۲، سعيد

جولوگ اس میں شریک ہوتے ہیں، ان سے اور خود اس شخص سے ترک کلام، حقہ پانی بند کرنا کیسا ہے؟ مطابقِ شرع شریف حکم فرمادیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

زنا کی حرمت نصِ قطعی سے ثابت ہے، اس کا مرتکب فاسق ہے۔(۱)

جب تک بکر ہندہ سے تعلق قطع کر کے سچی توبہ نہ کرے، اس کے ساتھ اختلاط، میل جول کرنا نہ چاہیے؛ بلکہ اگر مفید ہوتو اس سے سب مل کر قطع تعلق کریں کہ وہ تنگ آ کر توبہ کر لے،(۲) نیز جب اس لڑکے نے بیوی کو اپنے باپ سے زنا کرتے ہوئے دیکھا تو وہ بیوی اس شوہر پر حرام ہوگئی۔(۳)

تنبیہ: بلاشرعی ثبوت کے کسی ولدالزنا کہنا حرام ہے،(۴) اسی طرح کسی کو بلاشرعی شہادت کے زانی کہنا بھی حرام ہے۔(۵) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۳۵۶/۱۰/۲۲ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۳۵۶/۱۰/۲۲ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۸۳/۱۱)

---

(۱) قال اللّٰہ تعالٰی: ﴿ولا تقربوا الزنیٰ إنه کان فاحشة وساء سبیلاً﴾: أی طریقاً ومسلکاً ... ما من ذنب بعد الشرک أعظم عند اللّٰہ من نطفة وضعها رجل فی رحم لایحل له "(تفسیر ابن کثیر. (سورة الإسراء: ۳۲): ۵۵/۳، مکتبة دار السلام، بیروت)

(۲) "قال الخطابی: رخص للمسلم أن یغضب علٰی أخیه ثلاث لیال لقلته، ولایجوز فوقها، إلا إذا کان الهجران فی حق من حقوق اللّٰہ تعالٰی، فیجوز فوق ذلک ... ما لم یظهر منه التوبة والرجوع إلی الحق". (مرقاة المفاتیح، باب ما ینهی عنه من التهاجر، الفصل الأول: ۷۵۸/۸-۷۵۹، رشیدیة)

(۳) "وحرم أیضاً بالصهریة أصل مزنیة". (الدر المختار)

"(قوله: حرم، إلخ") أراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربع: حرمة المرأة علٰی أصول الزانی وفروعه نسباً ورضاعاً، وحرمة أصولها وفروعها علی الزانی نسباً ورضاعاً". (رد المحتار، فصل فی المحرمات: ۳۲/۳، سعید)

(۴) "عن عائشة رضی اللّٰہ تعالٰی عنها زوج النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم: أنها قالت: کان عتبة بن أبی وقاص عهد إلٰی أخیه سعد بن أبی وقاص ... فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم: إنها قالت: کان عتبة بن أبی وقاص عهد إلٰی أخیه سعد بن أبی وقاص ... فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم: "هولک یاعبد بن زمعة! الولد للفراش وللعاهر الحجر". (الحدیث) (صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب قول الموصی لوصیه: تعاهد ولدی، إلخ: ۳۸۳/۱، قدیمی)

"(قوله: علٰی مراتب) ضعیف ... وهو فراش المنکوحة ومعتدة الرجعی، فإنه فیه لاینتفی إلا باللعان". (رد المحتار، کتاب الطلاق، فصل فی ثبوت النسب: ۵۵۰/۳، سعید)

(۵) "وعزر شاتم بیاکافر ... یاحرام زاده، معناه، المتولد من الوطء الحرام، فیعم حالة الحیض، لایقال: فی العرف لایراد ذلک بل یراد ولد الزنا". (الدر المختار، باب التعزیر: ۶۹/۴-۷۱، سعید)

حقیقی بیٹے کی بیوی سے زنا کا حکم:

سوال: ایک شخص نے اپنے حقیقی بیٹے کی زوجہ سے بعدم موجودگی پسر خود فعل ناجائز کیا، اس عورت کو خسر کا حمل حرام ہوگیا، بیٹے کے پاس اس عورت کو بھیجا، اس نے یہ امر ظاہر ہونے پر اس کو واپس نکال دیا، بعد گزرنے ایامِ حمل لڑکا پیدا ہوگیا، اس کے لڑکے نے آگے بڑا فساد پیدا کیا، اس کو طلاق کے واسطے کہا گیا اور مہر طلب کیا گیا تو مہر ۵۰۰/روپیہ تھا، وہ ادائیگی کی وسعت نہ رکھتا تھا، اس وجہ سے طلاق نہ دے سکا اور ملازمت پر چلا گیا۔ اس اثنا میں دوسرا بچہ اس خسر کا پیدا ہوگیا۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا وہ عورت بے طلاق بیٹے کے نکاح سے خارج ہوگئی، یا نہیں؟ یا اس کو طلاق دینا ضروری ہے؟ اور مہر اس کو ادا کرنا چاہیے، یا نہیں؟ بہر دوصورت بعد گزرنے میعادِ عدت اس عورت مطلقہ کا نکاح اس خسر سے جائز ہے، یا نہیں؟ اور اس صورت میں جب کہ اس کا امر ظاہر ہوگیا اہلِ محلّہ جو لوگ اس کے طرفدار ہوتے ہیں، ان پر بھی کوئی سزا شرعی عائد ہوتی ہے، یا نہیں؟ مدلل و مفصل جواب عنایت فرمائیں؟ مہربانی ہوگی۔

الجواب ـــــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

صورت مسئلہ میں لڑکے پر اس کی بیوی حرام تو ہوگی؛ مگر نکاح کرنا اس عورت کو بلا تفریق قاضی، یا بلا متارکت جائز نہیں، البتہ اگر شوہر کہہ دے کہ میں نے چھوڑ دی، یا قاضی تفریق کردے اور پھر عدت بھی گزر جائے، تب عورت کو کسی دوسری جگہ نکاح کرنا درست ہوگا۔

"وبحرمة المصاهرة لايرتفع النكاح ،حتٰى لايحل لها التزوج بآخرإلا بعد المتاركة وإنقضاء العدة والمتاركة لايتحقق إلا بالقول إن كانت مدخولاً بها كتركتك أوخليت سبيلك". (شامی)(۱)

اور مہر لڑکے کے ذمہ واجب ہے۔(کذا فی الھندیۃ) (۲) متارکت بالقول، یا تفریق قاضی کے بعد جب عدت گزر جائے، تب بھی عورت کو خسر سے نکاح کرنا ہرگز جائز نہیں۔(کذا فی الھندیۃ) (۳) ایسی حالت میں خسر کی طرف داری کرنا اس معاملہ میں شرعاً گناہ ہے؛(۴) بلکہ اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس سے تعلقات ترک کردیئے جائیں۔(۵) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ (فتاویٰ محمودیہ:۱۱/۳۸۵)

---

(۱) الدر المختار مع ردالمحتار، فصل في المحرمات:۳/ ۳۷، كتاب النكاح ،سعيد

(۲) "ويجب المهرعلى الزوج، ويرجع بذلك على الذى فعل عمد الفاعل الفساد، وإن لم يتعمد لا يرجع". (الفتاوىٰ الهندية،القسم الثاني:المحرمات بالصهرية وما يتصل بذلك ،كتاب النكاح : ۱/۲۷۶،رشيدية)

(۳) "والثالثة:حليلة الإبن وإبن الإبن وإبن البنت وإن سفلوا، دخل بها الابن أم لا". (الفتاوىٰ الهندية،القسم الثاني:المحرمات بالصهرية وما يتصل بذلك،كتاب النكاح: ۱/ ۲۷۴،رشيدية)

(۴) قال الله تعالىٰ: ﴿وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الإثم والعدوان﴾(سورة المائدة:۲)

(۵) "قال الخطابي:رخص للمسلم أن يغضب علىٰ أخيه ثلاث لقلته،ولايجوز فوقها،إلا إذا كان الهجر ان في حق من حقوق الله تعالىٰ:فيجوز فوق ذلك ... ما لم يظهرمنه التوبة والرجوع إلى الحق "(مرقاة المفاتيح،باب ما ينهى من التهاجر،الفصل الأول :۸/ ۷۵۸_۷۵۹،رشيديه)

خسر کا اپنی بہو کو بدکاری کے لیے کہنا:

سوال: ایک شخص نے اپنے سگے بیٹے کی بیوی سے بدنیتی سے کہا کہ میرے ساتھ صحبت کرالو، یہ بات ایک بار نہیں، تین بار کہا۔عورت نے مجبور ہوکر اپنے گھر والے کو کہہ دیا۔گھر والے نے جواب دیا: چپ رہ۔کئی دنوں بعد بدکاری کے لیے پھر کہا۔عورت نے مجبوراً اپنے باپ اور دیگر رشتہ داروں سے کہہ دیا۔

اب سوال یہ ہے کہ اس صورت میں لڑکے کا نکاح باقی رہا، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

اگر خالی زبان سے کہا ہے، ہاتھ نہیں لگایا تو اس سے کچھ نہیں ہوا، اگر اس کے بدن کو ہاتھ لگایا کہ بدن کی گرمی محسوس ہوئی اور شہوت پیدا ہوگئی، یا پہلے سے شہوت تھی اس میں اضافہ ہوگیا،(۱) اور عورت کے شوہر نے اس کی تصدیق کی تو وہ اپنے شوہر پر حرام ہوگئی،(۲) اس کے ذمہ لازم ہے کہ طلاق دے کر آزاد کردے۔(۳) اگر شوہر کے نزدیک یہ بات غلط ہے تو حرام نہیں ہوئی؛(۴) لیکن اس کا انتظام کیا جائے کہ آئندہ ایسی نوبت نہ آئے کہ شکایت کا موقع ملے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۱/۲/۱۳۹۵ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ:۱۱/۳۹۴)

باپ بہت عرصہ بعد یہ کہتا ہے کہ ایسا ہوا ہے، میں نے بہو کو بدنیتی سے ہاتھ لگایا ہے، اب کیا کرنا چاہیے:

سوال: زید نے اپنے لڑکے عمرو کو بحالت پیری اطلاع دی کہ مجھ کو شبہ ہوتا ہے؛ بلکہ ضرور ایسا ہوا ہے کہ میں نے کبھی بہو کو بدنیتی سے ہاتھ لگا دیا ہے اور بہو کو اس کی اطلاع نہیں۔زید نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی پڑھتا ہے:

---

(۱) ’’فمن زنى بامرأة،حرمت عليه أمها وإن علت، وإبنتها وإن سفلت،وكذا تحرم المزني بها علىٰ آباء الزاني وأجداده وإن علوا،وأبنائه وإن سفلوا ... وكما تثبت هٰذه الحرمة بالوطئ،تثبت بالمس والتقبيل ... ثم المس إنما يوجب حرمة المصاهرة إذا لم يكن بينهما ثوب،أما إذا كان بينهما ثوب،فإن كان صفيقاً لايجد الماس حرارة الممسوس،لا تثبت حرمة المصاهرة وإن انتشرت آلته بذلک،و إن كان رقيقاً بحيث تصل حرارة المحسوس إلىٰ يده، تثبت، كذا في الذخيرة‘‘.(الفتاویٰ الهندية،القسم الثاني: المحرمات بالصهرية وما يتصل بذلک: ۲۷۷/۱،رشيدية)

(۲) ’’وثبوت الحرمة بلمسها مشروط بأن يصدقها،ويقع في أكبررأيه صدقها، وعلىٰ هٰذا ينبغي أن يقال في مسه إياها،لا تحرم علىٰ أبيه وإبنه،إلا أن يصدقاه أويغلب علىٰ ظنهما صدقها،ثم رأيت عن أبي يوسف ما يفيد ذلک‘‘.(رد المحتار،كتاب النكاح،فصل في المحرمات:۳۳/۳،سعيد)

(۳) ’’وبحرمة المصاهرة لايرتفع النكاح،حتىٰ لا يحل لها التزوج باٰخرإلابعد المتاركة وإنقضاء العدة‘‘.(الدر المختار،كتاب النكاح،فصل في المحرمات:۳۷/۳،سعيد)

(۴) ’’وثبوت الحرمة بلمسها مشروط بأن يصدقها ،ويقع في أكبررأيه،وعلىٰ هٰذا ينبغي أن يقال في مسه إياها،لا تحرم علىٰ أبيه وإبنه،إلا أن يصدقاه أويغلب علىٰ ظنهما صدقها،ثم رأيت عن أبي يوسف ما يفيد ذلک‘‘(رد المحتار، كتاب النكاح،فصل في المحرمات:۳۳/۳،سعيد)

﴿یا ایُّھا الذین آمنوا قوا أنفسکم﴾إلخ.(۱) اور﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ﴾إلخ.(۲)
پوچھا گیا کہ تم نے زنا تو نہیں کیا، کہا کہ نہیں، ایک غریب آدمی ہے اور صاحب اولاد ہے اور اپنی عمر کا بیشتر حصہ انتہائی کلفتوں اور مصیبتوں کے ساتھ گزار چکا ہے۔ بال بچوں کے لیے طرح طرح کی تکلیفیں اٹھا چکا ہے۔ بحالت موجودہ بھی نہایت افلاس کی حالت میں ہے۔ اکثر بیمار بھی رہتا ہے۔ نہ اس کے بچوں کا کوئی پرورش کرنے والا ہے، نہ وہ کوئی دوسرا انتظام کرسکتا ہے۔

(المستفتی:۱۴۸۶، مولوی محمد یوسف، سلطانپور، اودھ، ۲۰/ربیع الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۰/جون ۱۹۳۷ء)

الجواب

زید کی یہ بات کہ میں نے کبھی بہو کو بدنیتی سے ہاتھ لگا دیا ہے؛ یعنی ہاتھ لگانے کے ایک عرصہ دراز کے بعد گویا خبر دے رہا ہے۔ مطلب یہ کہ اپنی زبان سے اقرار کرتا ہے کہ عمرو پر اس کی بیوی حرام ہو جانے کے بعد وہ ان کے تعلقات زوجیت دیکھتا رہا اور حرمت کی اطلاع نہ کی اور یہ بات اس کے لیے موجب فسق ہے اور اس کا یہ قول ناقابل اعتبار ہے عمرو پر اس کی بیوی زید کے اس قول سے حرام نہیں ہوئی۔(۳) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ (کفایت المفتی:۱۷۹/۵)

بیوی عرصہ بعد کہتی ہے کہ خسر نے میرے ساتھ زنا کیا ہے، اب کیا کرنا چاہیے:

سوال (۱) زید کی زوجہ نے اپنے خسر پر الزام لگایا کہ اس نے مجھ سے جماع ناجائز کیا اور پنچایت میں دو آدمیوں نے گواہی دی کہ وہ شاہد ہیں کہ انہوں نے ایسا فعل کرتے دیکھا ہے اور مسماۃ نے بھی ایسا ہی کہا ہے۔

(۲) مسماۃ مذکورہ مدعیہ اپنے گھر میں رہتی تھی، جہاں اور اس کے رشتہ دار اور خاوند رہتے تھے۔ مسماۃ نے اس سے فعل ناجائز کے وقوع کے وقت کوئی مزاحمت نہیں کی اور نہ شور وغل اس فعل کی روک کے واسطے کیا۔ سوال یہ ہے کہ بروئے شرع شریف ایسی زوجہ اپنے خاوند کے نکاح جائز میں رہتی ہے، یا نہیں؟ مدعیہ نے اس فعل کی شکایت اس وقت کی جب کہ فریقین میں کچھ عرصہ بعد تنازعہ ہوا۔ دونوں کی نسبت اور ان لوگوں کی نسبت جواب شاہد ہیں اور محل وقوع پر خاموش رہے، ان سب کی نسبت شریعت کیا حکم دیتی ہے؟

(المستفتی:۲۰۳۳، حافظ غلام رسول صاحب، صدر بازار دہلی، ۳۰/شعبان ۱۳۵۶ھ، مطابق ۲۶/اکتوبر ۱۹۳۷ء)

---

(۱) سورۃ التحریم:٦

(۲) سورۃ النساء:۲۳

(۳) وثبوت الحرمة بلمسها مشروط بأن يصدقها ويقع في أكبر رأيه صدقها وعلىٰ هٰذا ينبغي أن يقال في مسه إياها،لاتحرم علىٰ أبيه أو إبنه إلا أن يصدقها أويغلب علىٰ ظنه صدقها.(البحر الرائق، كتاب النكاح،فصل في المحرمات:۱۰۷/۳، دار المعرفه،بيروت)

الجواب

اگر عورت اور گواہوں نے واقعہ کے فوراً بعد اس امر کا اظہار نہیں کیا تو وہ بھی فاسقہ اور اس کے گواہ بھی جھوٹے قرار دیئے جائیں گے اور اس کے کہنے اور گواہوں کے کہنے سے نکاح میں خلل نہ آئے گا۔(۱)

ہاں! اگر عورت کے خاوند کو کسی بنا پر اس واقعہ کی صحت کا یقین ہو جائے اور وہ اس کی تصدیق کرے تو پھر وہ اس عورت کے اپنے پاس بحیثیت بیوی کے نہ رکھ سکے گا۔(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی (کفایت المفتی: ۱۸۱/۵)

خسر جب بہو سے زنا کرے تو کیا وہ دوسرا عقد کسی کے ساتھ کر سکتی ہے:

سوال: خسر اپنی بہو کے ساتھ زنا کا مرتکب ہوا، جس کی تصدیق عدالت مجاز سے و نیز پنچان سے کی گئی، جس کا فتویٰ دہلی سے مورخہ ۱۱/ جولائی ۳۶ء کو لیا گیا ہے، جو ہم رشتہ فتویٰ ہذا ہے، اب چوں کہ مسماۃ جوان عمر ہے، کیا اس کا دوسرا عقد کر دیا جائے گا؟ (المستفتی: ۲۱۷۴، وزیر خاں، آگرہ، ۷/ ذی قعدہ ۱۳۵۶ھ ۱۰/ جنوری ۱۹۳۸ء)

الجواب

زوجین کی متارکت کے بعد عدت گزار کر عورت دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے۔(۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی (کفایت المفتی: ۱۸۱/۵)

زید نے بہو سے زنا کیا تو طلاق کے بعد اس کا نکاح زید کے داماد کے ساتھ ہو سکتا ہے:

سوال: زید کا ناجائز تعلق اپنے بیٹے کی بیوی سے ہو گیا اور دو تین بچے بھی ہو گئے۔ اب عرض ہے کہ چوں کہ مسماۃ مذکورہ زید کے لڑکے پر تو حرام ہو چکی، اگر بعد طلاق زید کے داماد سے نکاح کرے تو درست ہے، یا نہیں؟ جو زید کے نطفہ سے بچے ہیں، ان کا خرچ خوراک کس کے ذمہ ہوگا۔ ایسے بچے نابالغوں کی جو نطفہ حرام سے ہیں، نکاح کی کون اجازت دے اور لڑکے کی طرف سے کون ایجاب وقبول کرا دے۔ نکاح خواں نکاح پڑھاوے تو گنہگار تو نہ ہوگا۔

(المستفتی: ۲۲۵۷، جناب فضل الرحمٰن صاحب، ریاست جنید، ۲۳/ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ)

---

(۱) لاتقبل شهادة من يجلس مجلس الفجور والمجانة في الشرب وإن لم يشرب. (رد المحتار، كتاب الشهادات، باب القبول وعلمه: ٤٧٣/٥، سعيد)

(۲) رجل قبل امرأة أبيه بشهوة أو قبل الأب امرأته أبيه بشهوة وهي مكرهة وأنكرها الزوج أن يكون بشهوة فالقول قول الزوج وإن صدقه الزوج وقعت الفرقة (الهندية، كتاب النكاح، الباب الثالث، القسم الثاني: ٢٧٦/١، ماجدية)

(۳) وبحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح حتىٰ لايحل لها التزوج بآخر الابعد المتاركة وإنقضاء العدة. (الدرالمختار، كتاب النكاح، فصل في المحرمات: ٣٧/٣، سعيد)

الجواب

اگر زید کا لڑکا یہ تسلیم کرے کہ زید کا تعلق ناجائز بہو سے تھا تو عورت کو اس کے شوہر سے جدا کر دیا جائے گا،(۱) اور بچے جب شوہر کے بچے قرار دیئے جائیں گے،(۲) تاوقت یہ کہ باقاعدہ لعان نہ ہو، بچوں کا نسب منتفی نہ ہوگا۔(۳) عورت بعد تفریق وانقضاء عدت زید کے داماد سے نکاح کر سکے گی۔(۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی (کفایت المفتی: ۱۸۲/۵)

نواسہ کی بیوی سے بوس وکنار کی بنا پر حرمت:

سوال: زید نے اپنے نواسہ کی منکوحہ سے بوس وکنار کیا، یہ بیان صرف لڑکی کا ہے اور کوئی شہادت نہیں اور وہ لڑکی زید کی بھتیجی بھی ہوتی ہے تو کیا وہ لڑکی زید کے نواسہ پر حرام ہوگئی، یا نہیں؟ نیز اگر نواسہ اپنی مذکورہ بیوی کو طلاق دے دے تو نانا اس سے نکاح کر سکتا ہے، یا نہیں؟ حرمتِ مصاہرت کے سلسلہ میں دادا اور نانا میں کچھ فرق ہے، یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً

زید (نانا) پر اس کے نواسہ کی منکوحہ تو اسی وقت حرام ہوگئی تھی، جب کہ اس کے نواسہ نے اس سے نکاح کیا تھا اور زید نانا نے اپنے نواسے کی بیوی کو شہوت سے بوسہ دیا اور نواسہ نے اس کی تصدیق بھی کر دی تو اب یہ نواسہ کی منکوحہ خود اپنے زوج پر بھی حرام ہوگئی، اب زوج پر لازم ہے کہ اس کو صاف صاف طلاق دے دے اور اپنے سے جدا کر دے۔

كذا في البحر: "فتحرم حليلة ابن السافل على الجد الأعلى، وكذا حليلة ابن البنت وإن سفل".(۵)

اس عبارت سے یہ صاف ظاہر ہے کہ دادا اور نانا حرمتِ مصاہرت کے باب میں برابر ہیں۔

"وثبوت الحرمة بلمسها مشروط بأن يصدقها ويقع في أكبر رأيه صدقها، وعلى هٰذا ينبغي أن يقال في مسه إياها: لاتحرم مشروط أبيه وابنه، إلا أن يصدقاه أويغلب على ظنهما صدقه، ثم رأيت عن أبي يوسف رحمه الله تعالىٰ ما يفيد ذلك، آه، بحر معزياً إلى الفتح". (شامي: ۲۸۰/۲)(۶)

---

(۱) قبل الأب امرأة ... وأنكرها الزوج أن يكون بشهوة فالقول قول الزوج وان صدقه الزوج وقعت الفرقة. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب النكاح، الباب الثالث، القسم الثاني: ۲۷۶/۱، ماجدية)

(۲) حدثنا محمد بن زياد قال سمعت أبا هريرة قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: الولد الفراش وللعاهر الحجر. (صحيح البخاري، كتاب المحاربين، باب للعاهر الحجر: ۱۰۰۷/۲، قديمي)

(۳) عن ابن عمر أن النبي صلى الله عليه وسلم لاعن بين رجل وإمراته فانتفى من ولدها ففرق بينهما وألحق الولد بالمرأة. (صحيح البخاري، كتاب النكاح، يتحقق الولد بالملاعنة: ۸۰۱/۲، قديمي)

(۴) وبحرمة المصاهرة لايرتفع النكاح حتىٰ لايحل لها التزوج بآخر إلابعد المتاركة وإنقضاء العدة. (الدر المختار، كتاب النكاح، فصل في المحرمات: ۳۷/۳، سعيد)

(۵) البحر الرائق، كتاب النكاح، فصل في المحرمات: ۱۶۷/۳، رشيدية

(۶) الدر المختار مع رد المحتار، فصل في المحرمات: ۳۳/۳، سعيد

وبحرمة المصاهرة لايرتفع النكاح، حتىٰ لايحل لها التزوج بآخرإلا بعد المتاركة، وإنقضاء العدة''. (الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار: ۲/۲۸۳)(۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰/۲/۱۳۸۸ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۱/۳۸۲)

بیٹے کی بیوی سے زنا کرنے پر حرمت مصاہرت کا حکم:

سوال (۱) خسر نے جبراًوقہراً اپنے بیٹے کی بیوی سے زنا کیا تو اس کے بعد وہ عورت اپنے خاوند کے لیے حلال رہی، یا نہیں؟

(۲) اگر خسر کے اس فعل شنیع پر گواہ ہوں؛ لیکن خاوند تسلیم نہیں کرتا تو اس صورت میں کیا حکم ہے؟

(۳) محض عورت کے اقرار پر کیا حکم ہے؟

(۴) اگر یہ فعل سرزد ہوا ہو اور خاوند تسلیم بھی کرتا ہو؛ لیکن خاوند عورت کو خلاص نہیں کرتا، کیا عورت کو اجازت ہے کہ دوسری جگہ نکاح کرلے؟

(۵) عورت دوسرا نکاح کرسکتی ہے، یا نہیں؟

الجواب

(۱) حلال نہیں رہی۔ **(صرح به فى الهداية والدرالمختار وغيرها من كتب الفقه)**

(۲) اگر گواہ بقواعد شرعیہ موجود ہوں تو خاوند کے انکار سے کچھ اثر نہیں پڑتا؛ بلکہ بدستور حرام ہوگئی۔ **وهو ظاهر كله؟**

(۳) محض عورت کے اقرار کی وجہ سے تفریق نہیں کی جاسکتی، جب تک کہ اس کا خاوند تسلیم نہ کرے، یا شرعیہ سے ثابت نہ ہوجائے۔ **(كذا فى عامة كتب الفقه)**

(۴-۵) دوسری جگہ نکا کرنا اس وقت جائز نہیں، جب تک کوئی مسلمان حاکم، یا شرعی پنچائت ان دونوں میں تفریق نہ کرادے، یا یہ کہ خاوند خود چھوڑ دے اور چھوڑنے کی صورت یہ ہے کہ زبان سے ہے کہ میں نے چھوڑ دیا اور عملاً بھی چھوڑ دے۔

صرح به الشامى قال فى الدرالمختار: وبحرمة المصاهرة لايرتفع النكاح حتىٰ لايحل لها التزوج بآخرإلا بعد المتاركة وإنقضاء العدة.

وقال الشامى وعبارة الحاوى: إلابعد تفريق القاضى أوالمتاركة. (۲)

(۱) الدرالمختار مع رد المحتار، كتاب النكاح، فصل فى المحرمات: ۳/ ۳۷، سعيد

(۲) الدرالمختار علىٰ ردالمحتار: ٤/ ١١٤، ط: الرياض، انيس

بہو سے زبردستی زنا کرنا:

سوال: زینب کا نکاح زید سے ہوا، زید کے والد نے زینب سے زبردستی زنا کیا تو زینب زید کے نکاح میں رہ سکتی ہے، یا اس پر حرام ہوگئی اور بدون طلاق دینے زید کے دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے، یا نہیں؟

الجواب

اگر واقع میں زید کے باپ نے زید کی بیوی زینب کے ساتھ زنا کیا ہے تو زینب پر قطعاً حرام ہوگئی؛ لیکن دوسری جگہ نکاح اس کے بغیر نہیں ہوسکتا کہ زید اس کو چھوڑ دے اور چھوڑنے کی صورت یہ ہے کہ وہ زبان سے کہے کہ میں تجھے چھوڑ دیا، یا عملاً چھوڑ دے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں صورتیں اختیار کرے اور اگر زید نہ چھوڑے تو زینب بذریعہ عدالت، یا پنچائت اس کو چھوڑنے پر مجبور کرسکتی ہے۔

قال في الدرالمختار: وحرم بالمصاهرة أصل مزنيته وفروعهن وقال في البحر: أراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربع حرمة المرأة علىٰ أصل الزاني وفروعه نسباً ورضاعاً، إلخ. (شامی: ۲۸۷/۲)

وقال في الدرالمختار: وبحرمة المصاهرة لايرتفع النكاح حتىٰ لايحل لها تزوج باٰخر إلابعد المتاركة وإنقضاء العدة. (شامی: ۲۹۰/۲) **والله سبحانه تعالىٰ أعلم** (امداد المفتین: ۴۶۵/۲)

زنا سے حرمت مصاہرت کے ثبوت پر تفصیلی جواب:

سوال: آج کل عمرانہ اور اس کے خسر کا معاملہ بہت زوروں پر ہے اور اخبار کی زینت بنا ہوا ہے، علما، غیر علما، مسلم وغیر مسلم بہت سارے لوگوں نے اس پر لکھا، کچھ لوگوں نے اس کے خلاف مظاہرے کئے، دارالعلوم دیوبند سے فتویٰ منگوایا گیا، اس فتویٰ کی حمایت میں بھی بیانات آئے اور مخالفت میں بھی، بقول عمرانہ اس کے خسر نے اس کے ساتھ غلط کام کیا، آپ سے چند سوالات ہیں۔ امید ہے کہ مدلل ومفصل جوابات سے نوازیں گے۔

(۱) کیا زنا سے حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے، زنا خواہ جبراً ہو، یا راضی سے، دونوں میں کوئی فرق ہے؟ یا دونوں کا حکم یکساں ہے؟

(۲) اگر اس معاملہ میں فقہاء کے مابین اختلاف ہو تو ان کے اقوال کو بھی ذکر فرمادیں۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ حنفیہ کے قول کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔

(۳) اگر مذکورہ صورت میں عمرانہ کے خسر کا عمرانہ کے ساتھ زنا ثابت ہو تو کیا عمرانہ اپنے شوہر کے لیے حرام ہوئی، یا نہیں؟ کسی بھی صورت میں اب عمرانہ اپنے شوہر کے ساتھ رہ سکتی ہے؟ اگر وہ اپنے شوہر کے لیے حرام ہوگئی تو وہ کسی دوسرے سے نکاح کرسکتی ہے؟ اور دوسرے سے نکاح کرنے کے لیے شوہر کا طلاق دینا، یا متارکہ کرنا اور عمرانہ کے لیے عدت گزارنا ضروری ہے، یا نہیں؟

(۴) اگر زنا ثابت ہوجائے تو عمرانہ کے خسر کے لیے شرعاً کیا سزا ہوگی؟ اور خود عمرانہ کے لیے بھی کوئی سزا ہے، یا نہیں؟

(۵) اس معاملہ کو جو اتنا اچھالا گیا ہے اور اس گھناؤنے فعل کو اخباروں کی زینت بنایا گیا، کیا یہ درست ہے؟ شریعت اس کی اجازت دیتی ہے؟

(۶) اب مسلمانوں کو خاص کر اہل قلم حضرات کو کیا کرنا چاہیے؟

از روئے شرع جواب مدلل ومفصل عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب ــــــــــــــــــــ وباللہ التوفیق

(۱،۲) زنا سے حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے، یا نہیں؟ اس سلسلہ میں فقہا کی دونوں رائیں ہیں:

امام شافعی، امام مالک، سعید بن المسیب، یحییٰ بن یعمر، عروہ، زہری، ابوثور اور ابن المنذر کے نزدیک زنا سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی ہے اور زانی ومزنیہ دونوں ایک دوسرے کے اصول وفروع کے لیے حرام نہیں ہوتے ہیں اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک زنا سے حرمت مصاہرت ثابت ہوجاتی ہے اور زانی ومزنیہ دونوں ایک دوسرے کے اصول وفروع کے لیے حرام ہوجاتے ہیں، امام احمد بن حنبل، حسن بصری، عطاء، طاؤس، مجاہد، شعبی، نخعی، ثوری اور اسحٰق بھی اسی کے قائل ہیں۔ (دیکھئے ہدایہ: ۳۰۹/۲، بدائع الصنائع: ۵۳۷/۲، المغنی: ۵۷۶/۶، شرح المہذب: ۲۱۶/۱۶، الکافی ۲۴۴)

دونوں طرف دلائل اور حکم ومصالح شرعیہ موجود ہیں، یہ کہنا کہ حنفیہ کا مسلک کسی دلیل سے ثابت نہیں ہے، صحیح نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلاَ تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاءُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ﴾ (سورۃ النساء: ۲۲)

(اور تم ان عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے تمہارے باپ، دادا نے نکاح کیا ہو۔)

نکاح کا اطلاق عقد پر بھی ہوتا ہے اور وطی پر بھی۔ یہ ایک لمبی بحث ہے کہ نکاح کا حقیقی معنی عقد ہے، یا وطی۔ علامہ قرطبیؒ نے ''احکام القرآن'' میں اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہاں پر نکاح عقد اور وطی دونوں کو شامل ہے؛ یعنی جن عورتوں سے آباء واجداد نے عقد نکاح کیا ہو، یا جن سے وطی کی ہو، دونوں سے تمہارے لیے نکاح حرام ہے۔

''﴿وَلاَ تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاءُكُمْ﴾ فصار حراماً فی الأحوال کلها لأن النکاح یقع علی الجماع والتزوّج''. (أحکام القرآن للقرطبی: ۱۰۳/۵)

احادیث نبویہ اور آثار صحابہ کے مطالعہ سے بھی زنا سے حرمت مصاہرت کا ثبوت ملتا ہے۔ ابوہانی سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی عورت کی شرم گاہ کو دیکھ لے، اس کے لیے اس کی ماں اور بیٹی حلال نہیں ہے۔

حدّثنا جرير بن عبدالحميد عن حجاج عن أبى هانى قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من نظر إلى فرج امرأة لم تحل له أمها ولا ابنتها. (مصنف ابن أبى شيبة: ۴۸۱/۳)

اس حدیث سے یہ واضح ہے کہ کسی عورت کی شرمگاہ کو دیکھنے سے اس کی ماں اور بیٹی دونوں حرام ہوجاتی ہیں تو وطی کرنے سے بدرجۂ اولیٰ حرام ہوجائیں گی۔ علامہ کاسانیؒ بدائع الصنائع میں اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"فإذا ثبت الحرمة بالنظر فبالدخول أولى". (۱۳۹۴/۲)

اس حدیث کو علامہ ابن حجر''فتح الباری'' میں ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ اس کی سند مجہول ہے۔

عن أم هانى مرفوعا:"من نظر إلى فرج امرأة لم تحل له أمها ولا بنتها"،وإسناده مجهول. (فتح البارى: ۱۳۵/۹)

گرچہ علامہ ابن حجرؒ نے اس روایت پر کلام کرتے ہوئے اس کی سند کو مجہول قرار دیا ہے؛ لیکن اس کی تائید حضرت طاؤسؒ کے اس اثر سے بھی ہوتی ہے کہ ان سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو کسی عورت کے ساتھ زنا کرلے تو آپ نے فرمایا کہ وہ شخص اس عورت کی ماں اور اس کی لڑکی سے نکاح نہیں کرسکتا ہے۔ اعلاء السنن میں اس کے رواۃ کو ثقہ قرار دیا ہے۔

عن ابن طاؤس عن أبيه عن الرجل يزنى بالمرأة قال:لا ينكح أمها و لا بنتها أخرجه محمد فى الحجج أيضا ورجاله ثقات". (إعلاء السنن: ۱۳۲/۱۱)

ان مذکورہ دلائل کی روشنی میں کتب فقہ حنفی میں مسلک حنفی کی صراحت موجود ہے کہ زنا سے حرمت مصاہرت ثابت ہوجاتی ہے۔

"من زنا بامرأة حرمت عليه أمها وإن علت وابنتها وإن سفلت وكذا تحرم المزنى بها علىٰ اٰباء الزانى وأجداده و إن علوا وأبنائه وإن سفلوا،كذا فى فتح القدير". (الفتاوىٰ الهنديه: ۲۷۴/۱، الهداية: ۳۰۹/۲،ردالمحتار: ۲۷۹/۲-۲۸۰)

جہاں تک زنا بالجبر اور زنا بالرضا کا مسئلہ ہے تو کتب فقہ حنفی میں یہ صراحت بھی موجود ہے کہ اس مسئلہ میں جبر اور رضا دونوں برابر ہیں۔ دونوں صورتوں میں حرمت مصاہرت ثابت ہوجاتی ہے۔

"ولافرق فيما ذكر بين اللمس والنظر بشهوة بين عمد ونسيان وخطأ وإكراه. (الدر المختار)

وفى ردالمحتار نقلا عن الفتح:ولافرق فى ثبوت الحرمة بالمس بين كونه عامدا أو ناسيا أو مكرها أو مخطأ، قال الرحمتى:وإذا علم ذلك فى المس والنظر علم فى الجماع بالأولىٰ". (ردالمحتار: ۲۸۲/۲)

خلاصہ یہ ہے کہ کتاب وسنت، آثار صحابہ اور کتب فقہ کی عبارتوں سے یہ واضح ہے کہ زنا خواہ جبراً ہو، یا رضامندی سے اس سے حرمت مصاہرت ثابت ہوجائے گی اور زانی ومزنیہ دونوں ایک دوسرے کے اصول وفروع کے لیے حرام ہوجائیں گے۔

(۳) جہاں تک عمرانہ اوراس کے خسر کا معاملہ ہےتو اولاً کسی بھی معاملہ میں تحقیق ضروری ہے، بلا تحقیق کوئی بات کہنے، یا کوئی حکم لگانے کی ممانعت آئی ہے، پوری تحقیق کرلی جائے، اگر واقعتاً عمرانہ کے خسر نے اس کے ساتھ غلط حرکت کی ہے، خواہ جبراً کی ہو، یا راضی وخوشی سے اور عمرانہ مسلک حنفی کی ماننے والی ہے تو وہ اپنے شوہر پر ہمیشہ ہمیش کے لیے حرام ہوگئی، وہ کسی بھی صورت میں اپنے شوہر کے لیے حلال نہیں ہوسکتی ہے، وہ دونوں ایک دوسرے سے علاحدگی اختیار کریں، چوں کہ حرمت مصاہرت سے نہ تو طلاق واقع ہوتی ہے اور نہ ہی نکاح ختم ہوتا ہے؛ اس لیے شوہر کو بھی چاہیے کہ متارکہ کردے؛ یعنی چھوڑ دیا یا، اس طرح کا جملہ استعمال کردے؛ تاکہ بیوی کو بھی دوسرے سے نکاح کا حق حاصل ہوجائے، اس صورت میں بیوی پر عدت گزارنا بھی ضروری ہے۔

وبحرمة المصاهرة لايرتفع النكاح حتى لايحل لها التزوّج بآخر إلا بعد المتاركة وانقضاء العدة.(الدرالمختار) **أن المتاركة لا تتحقق إلا بالقول إن كانت مدخولا بها كتركتك أو خليت سبيلك.**(رد المحتار: ۳۸۳/۲)

(۴) زنا کی سزا شریعت میں یہ ہے کہ اگر زنا کرنے والا مرد، یا زنا کرنے والی عورت دونوں غیر شادی شدہ ہوں تو دونوں کو سو سو کوڑے لگائے جائیں گے اور اگر شادی شدہ ہوں تو دونوں کو سنگسار کیا جائے گا۔(۱) چوں کہ صورت مسئولہ میں عمرانہ اور اس کے سسر دونوں شادی شدہ ہیں؛ اس لیے اگر زنا ثابت ہوجائے تو اسلامی قوانین کے مطابق عمرانہ کے خسر کو سنگسار کیا جائے گا؛ یعنی پتھر وغیرہ سے مار کر ہلاک کیا جائے گا۔ اسی طریقہ سے اگر راضی وخوشی سے زنا ہو تو عمرانہ کو بھی سنگسار کیا جائے گا اور اگر زنا جبراً ہو، عمرانہ نے اپنے اوپر خسر کو قابو نہ دیا ہو تو اس صورت میں اس کے اوپر حد زنا جاری نہ ہوگی۔

یہ واضح رہے کہ حد زنا نافذ کرنے کے لیے ''دارالاسلام'' شرط ہے اور چوں کہ ہندستان اسلامی ملک نہیں ہے؛ اس لیے زنا کی شرعی حد جاری نہیں کی جاسکتی ہے، البتہ سماجی، یا سرکاری طور پر اس کے ساتھ ایسی سخت کارروائی ہونی چاہیے؛ تاکہ خود وہ توبہ واستغفار کرکے آئندہ اس طرح کی غلط حرکت سے باز رہنے کا پختہ عہد کرے اور دوسروں کو بھی عبرت ہو۔

''المرأة لو أكرهت فمكنت لم تحد بالإجماع و معنى الكراهة أن تكون مكرهة إلى وقت الإيلاج أما لو أكرهت، حتى اضطجعت، ثم مكنت قبل الإيلاج، كانت مطاوعة، كذا في خزانة الفتاوىٰ''.(الفتاویٰ الهندية: ۱۵۰/۲)

''(والزنى) الموجب للحد (وطء)...(مكلف)...(طائع في قبل المشتهاة)... خرج المكره والدبر... (في دارالإسلام) لأنه لاحد بالزنا في دارالحرب''.(الدرالمختار على هامش ردالمحتار كتاب الحدود: ۱۴۱/۳)

---

(۱) (ويرجم محصن في فضاء حتى يموت)...(وغيرالمحصن يجلد مائة إن حرّا ونصفها للعبد).(تنويرالابصار على هامش ردالمحتار كتاب الحدود مطلب أحكام الزنى: ۱۴۵/۳-۱۴۶)

(۵) عمرانہ اور اس کے خسر کے معاملہ کو اچھال کر اخباروں کی جو زینت بنایا گیا ہے، وہ قطعاً غلط اور بے بنیاد ہے۔اس میں پوری انسانیت کی تذلیل ہے۔اس طرح کے معاملہ میں پردہ پوشی کا حکم ہے نہ کہ اچھالنے کا۔احادیث کی کتابوں میں اس طرح کا واقعہ ملتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب مجرم نے آ کر اقبال جرم کیا اور گناہوں سے پاک کرنے کا مطالبہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا رخ دوسری طرف پھیر لیا، پھر جب دوسری طرف جا کر یہی سوال کیا تو دوبارہ بھی رخ پھیر لیا، کئی بار ایسا کرنے کے بعد آپ نے شرعی حکم کا اعلان فرمایا۔(۱) یہی وجہ ہے کہ زنا کا ثبوت صرف عورت کے بیان سے نہیں ہوتا بلکہ یا تو خود زانی مجلس قضاء میں قاضی کے پاس جا کر زنا کا اقرار کرے یا چار عینی شاہد زنا کی شہادت دیں۔(۲)

یہ خالص شرعی معاملہ ہے، اس پر غیروں کو کچھ لکھنے، یا اس کے خلاف احتجاج کرنے کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے، وہ تو اس معاملہ کی آڑ میں یا تو اسلام کو بدنام کرنا چاہتے ہیں، یا مسلمانوں کے درمیان تفریق پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

مسلمانوں میں بہت سارے لوگوں نے مسلکی رو میں آ کر قلم اٹھایا اور اپنے مسلک کو ثابت کرنے کے لیے پوری صلاحیت صرف کر دی اور یہ نہ سوچا کہ اس سے اسلام بدنام ہوگا اور غیروں کے سامنے کیسی تصویر آئے گی اور مسلمان مختلف خیموں میں تقسیم ہو جائیں گے۔یہ تو مسلک کا اختلاف ہے۔دارالعلوم دیوبند سے جو فتویٰ آیا ہے وہ فقہ حنفی کے عین مطابق ہے۔ظاہر ہے کہ جو لوگ جس مسلک کے ماننے والے ہیں وہ اپنے مسلک کے مطابق عمل کریں گے، سینکڑوں اور ہزاروں مسائل ہیں جن میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے، کسی بھی مسلک کے ماننے والے لوگ اپنے مسلک کو دوسرے مسلکوں پر تھوپ نہیں سکتے ہیں، مسلکی اختلافات کے باوجود تمام مسلمان کلمۂ واحدہ کی بنیاد پر ایک امت اور ایک جماعت بن کر رہے ہیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ رہیں گے۔

(۶) اب تمام مسلمانوں سے خصوصاً اہل علم اور اہل قلم حضرات سے گزارش ہے کہ اس معاملہ کو باہمی اختلاف وانتشار اور شقاق ونفاق کا ذریعہ نہ بنائیں اور اسلام کی مزید بدنامی کا سبب نہ بنیں، اب تک جو کچھ ہوا ہے، وہ بہت برا ہوا، آئندہ احتیاط ضروری ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سہیل احمد قاسمی، ۱۴۲۶/۵/۲۹ھ۔

الجواب صحیح: محمد جنید عالم ندوی قاسمی (فتاویٰ امارت شرعیہ:۴/۲۱۷-۲۲۲)

---

(۱) عن أبی هريرة قال جاء ماعز الأسلمي إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال إنه قد زنى فأعرض عنه ثم جاء من الشقّ الأخر فقال إنه قد زنى فأعرض عنه ثم جاء من الشق الأخر فقال يارسول الله إنه قد زنى فأمر به فى الرابعة فأُخرج إلى الحرّة فرجم بالحجارة.(سنن الترمذی باب ماجاء فی درء الحد عن المعترف إذا رجع: ۱۷۱/۱)

(۲) (ويثبت بشهادة أربعة) رجال(فى مجلس واحد)...(ويثبت)أيضاً(بإقراره).(الدرالمختار كتاب الحدود: ۱۴۱/۳-۱۴۲)

اگر کسی شخص نے اپنی بہو سے زنا کیا تو وہ عورت اپنے خاوند پر حرام ہوگئی:

سوال: زید کو شادی ہوئے تقریبا ایک سال کا عرصہ ہوتا ہے۔زید کی زوجہ کو نہ ماں ہے، نہ باپ؛ مگر زید کے والدین موجود ہیں۔زید اپنی ملازمت کی بنا پر بیوی کو مکان چھوڑ کر باہر روانہ ہوتا تھا۔زید کی آمدنی بھی ماہانہ دس روپے ہے،اس کی عورت بھی بالکل نادار ہے۔مال ومتاع کچھ بھی نہیں رکھتی۔اس کی عمر سترہ اٹھارہ سال کی ہوگی۔اب تک حمل وغیرہ کچھ نہیں ہے۔ایسی صورت میں زید کا باپ اس عورت کو چاہنے لگا، یہاں تک کہ کئی مرتبہ زبردستی بھی کی؛ مگر غالب نہ ہوسکا۔آخر کار موقع پا کر غالب ہوگیا۔عورت کی زبانی تو ایک ہی وقت معلوم ہوتا ہے؛ مگر دیگر قرائن واظہار سے معلوم ہوتا ہے کہ دو وقت۔عورت خود اچھی طرح اعتراف کرر رہی ہے، جو شخص اس پر غالب ہوا، وہ ایسی غلط حرکت ایک اور جگہ بھی کر چکا ہے، جس کی اطلاع زید کو نہ تھی۔اب وہ شخص اس بارے میں قرآن شریف لے کر قسم کھاتا ہے کہ نہ میں نے اس عورت کو ہاتھ لگایا، نہ اس کے ساتھ بدکاری کی ہے۔اس شخص نے اپنی عزت وآبرو رکھنے کے لیے قرآن تک کی پرواہ نہ کی؛ بلکہ جھوٹی قسم کھائی ہے، کچھ قرائن ہیں، جیسے اس عورت یعنی اپنی بہو کے لیے کپڑے بنوانا، روپیہ دینا اور لوگوں سے تخلیہ میں بات چیت کرنا، جس کی بنا پر لوگوں کو اس کی بدکاری کا گمان ہوتا ہے، خود اس نے آسانی سے نہیں کہا۔جبر اور کھود کرید کرنے سے اس نے پوری حقیقت کماحقہٗ کہہ دی، اب وہ عورت اپنے شوہر سے کہتی ہے کہ جو کچھ خطا ہوئی ہے، اسے بخش دو، اس میں کچھ میرا قصور نہیں ہے، وہ عورت اپنے اسی شوہر کے پاس رہ کر گزر بسر کرنا چاہتی ہے، ورنہ کہتی ہے کہ کنویں باؤلی میں گر کر مرجاؤں گی۔اب سوال یہ ہے کہ زید اس عورت کو کیا طلاق دے دے، یا اپنی زوجیت میں رکھ سکتا ہے؟ اگر طلاق دے تو مہر بھی ادا کرنا ہوگا، یا نہیں؟

الجواب

ھو الموفق للصواب: اگر یہ واقعی ہے کہ زید کے باپ نے زید کی عورت سے ناجائز فعل کیا ہے تو وہ عورت اس کے خاوند پر حرام ہوگئی۔اس کو طلاق دینے کی ضرورت نہیں؛ لیکن اس کا کسی دوسرے مرد سے نکاح کرنا، اپنے شوہر کے قید نکاح سے طلاق، یا موت کے ذریعہ نکلے بغیر جائز نہیں، اس سے نہ زید نکاح کرسکتا ہے، نہ وہ اس کے باپ کے لیے حلال ہوگی۔اگر زید نے اس سے وطی کی ہے، یا خلوت صحیحہ کی ہے تو اس کا مہر ساقط نہیں ہوگا، اس کا ادا کرنا لازم ہے۔جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے:

تثبت حرمة المصاهرة بالوطء حلالاً كان أو عن شبهة أو زنا، كذا في فتاویٰ قاضي خان، فمن زنیٰ بإمرأة، حرمت عليه أمها وإن علت، وإبنتها وإن سفلت، وكذا تحرم المزنی بها علیٰ آباء الزانی وأجداده وإن علوا وأبنائه وإن سفلوا، انتهیٰ.(۱)

---

(۱) الفتاویٰ الهندية: ۳۰۲/۱،ط:دارالکتب العلمية بيروت

نیز اسی میں مرقوم ہے:

المهر يتأكد بأحد معان ثلاثة: الدخول والخلوة الصحيحة وموت أحد الزوجين ... حتىٰ لايسقط منه شيء بعد ذلك إلا بالأبراء من صاحب الحق انتهىٰ.(۱)

جاننا چاہیے کے کسی مسلمان پر گمان بد کرنا اور محض قیاس وقرائن سے تہمت لگانا اور کسی کے عیوب وخطا کو ٹٹولنا اور کھود کرید کرنا حرام ہے، چوں کہ وہ شخص انکار کرتا ہے اور اس عورت نے بھی لوگوں کے جبر اور کھود کرید کرنے سے کہا ہے؛ اس لیے اگر وہ خلاف واقع ہے تو وہ زید کی زوجیت سے نہ نکلے گی اور نہ اس کو طلاق دینا زید پر لازم ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: ضیاء الدین محمد کان اللہ لہ۔ الجواب صحیح: محمد عبد الجبار عفی عنہ۔

الجواب صحیح: عبد الرحیم عفی عنہ۔ الجواب صحیح: شیخ آدم عفی عنہ۔ (فتاویٰ باقیات صالحات، ص:۱۸۵-۱۸۷) ☆

(۱) الفتاویٰ الهندية، الفصل الثاني فيما يتأكد به المهر: ۳۰۳/۱، دار الفكر بيروت، وكذا في بدائع الصنائع، كتاب النكاح: ۵۲۰/۳، بيروت، انيس

☆ خسر کا بہو سے زنا کرنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید نے اپنے لڑکے کی بیوی سے زنا کیا؛ کیوں کہ لڑکی کا شوہر گھر پر نہیں تھا، کئی مرتبہ لڑکی اپنے میکہ چلی گئی، اس کی وجہ معلوم کرنے پر لڑکی کے ماں باپ نے بار بار اس سے دریافت کیا، لڑکی نے مجبور ہو کر بتایا کہ یہاں پر میرا کوئی سننے والا نہیں ہے، سسر نے میرے ساتھ زنا کیا، لڑکی کے چچا عبد الغنی نے بھی لڑکی سے دریافت کیا اور گاؤں کے امام مولوی محمد اور لڑکے کے چچا ٹیلر ماسٹر غلام رسول خواجہ عبد العزیز درزی، ان چاروں آدمیوں نے لڑکی سے الگ الگ بیان لیے، لڑکی نے سب سے یہی کہا کہ سسر نے میرے ساتھ منہ کالا کیا، یہاں پر میرا کوئی سننے والا نہیں ہے، یہ چاروں آدمی صوم وصلوۃ کے پابند ہیں اور چند آدمیوں نے مل کر جبراً یہ فیصلہ کیا اور ان فیصلہ کرنے والوں نے یہ بھی کہا، اس کے علاوہ اور کوئی فیصلہ نہیں کرسکتا اور لڑکی کو اپنے شوہر کے گھر بھیج دیا اور نہ ہی لڑکی سے کوئی بیان لے سکتا ہے، لہٰذا قرآن وحدیث کی روشنی میں فیصلہ صادر فرمائیں نکاح درست رہا، یا فسخ ہوگیا اور فیصلہ کرنے والوں کے لیے شرعاً کیا حکم ہے؟ (المستفتی: خواجہ محمد بشیر)

باسمه سبحانه وتعالىٰ، الجواب ــــــــــــــــ وبالله التوفيق

اگر شرعی شہادتوں سے زنا ثابت ہو جائے، یا لڑکی کا شوہر خود لڑکی کی بات کی تصدیق کرتا ہے تو لڑکی لڑکے پر حرام ہو جائے گی، جدائیگی حاصل کرنا لازم ہے اور اگر شرعی شہادت نہیں ہے اور نہ ہی لڑکا تصدیق کر رہا ہے تو محض لڑکی کے کہنے سے زنا کا ثبوت نہ ہوگا اور خسر پر الزام لاگو نہ ہوگا۔

حرمة المرأة علىٰ أصول الزاني وفروعه نسباً ورضاعا، وحرمة أصولها و فروعها على الزاني نسباً ورضاعاً [إلىٰ قوله] وثبوت الحرمة المسها مشروط بأن يصدقها. (شامی، کراچی: ۳۲/۳-۳۳، زکریا: ۱۰۸/٤) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۲۷/ذی قعدہ ۱۴۱۲ھ (فتویٰ نمبر: الف ۲۹۲۰/۲۸)

الجواب صحیح: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۱۴۱۲/۱۱/۲۷ھ۔ (فتاوی قاسمیہ: ۳۴۹/۱۳، ۳۵۰)

==

کیا محض افواہ سے بیوی شوہر پر حرام ہو جائے گی:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید کے اوپر یہ الزام ہے کہ اس کے لڑکے عمرو کی بیوی آسیہ سے ناجائز تعلقات تھے، زید کا پچھلے سال انتقال ہو چکا ہے، زید کی زندگی میں یہ مسئلہ کسی مصلحت اور مجبوری کی وجہ سے نہیں اٹھایا گیا تھا، زید کے انتقال کے بعد پریوار کے لوگوں نے یہ مسئلہ اٹھایا، اس سلسلے میں زید کی بیوی عامرہ نے اپنے شوہر زید اور بہو آسیہ کے خلاف افواہیں پھیلائیں، زید کی لڑکی سعدیہ نے بھی ایسی باتیں کہی ہیں اور کچھ پریوار کی عورتیں ایسی باتیں کر رہی ہیں، چشم دید گواہ کوئی نہیں ہے، زید کا لڑکا عمرو کسی کے سامنے کہتا ہے کہ ایسے تعلق تھے اور کسی کے سامنے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ سب غلط ہے، پریوار اور برادری کے لوگوں نے زید کے یہاں کھانا پینا بند کر دیا ہے اور زید کے گھر کے ہر فرد کے لیے دوسرے کے کھانے پینے کی ممانعت کر دی

== کیا خسر کے بہو سے زنا کرنے سے بیوی شوہر پر حرام ہو جائے گی:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ رابعہ کہتی ہے: مجھ سے میرے سسر حافظ شفیع نے غلط کاری کرنے کی کوشش کی؛ مگر میں اپنی طاقت کی وجہ سے سسر کی گرفت سے آزاد ہو کر بھاگ گئی، پنچایت نے رابعہ کے سسر اور رابعہ کے شوہر سے حلفیہ بیان لیا، دونوں حضرات معاملہ کا قطعاً انکار کرتے ہیں، رابعہ کہتی ہے کہ میں نے اس معاملہ بد کا تذکرہ اپنے شوہر سے کر دیا تھا، شوہر اس تذکرہ کرنے کا بھی انکار کرتا ہے، رابعہ کہتی ہے میں نے جٹھانی سے بھی دوسرے تیسرے روز ذکر کیا تھا، یہ صحیح ہے؛ مگر جٹھانی نے رابعہ کو اس پر ڈانٹا اور اس کو سمجھایا کہ میں خود بہو بن کر اور نیز کئی اور بہوئیں اس گھر میں عرصہ سے رہتی آئی ہیں، ہم نے اپنے سسر کی کوئی ناشائستہ حرکت نہیں دیکھی، وہ بہت صاف نیت آدمی ہیں، رابعہ آٹھ ماہ پہلے کا یہ واقعہ بتاتی ہے۔ واضح رہے کہ رابعہ جس مکان اور جس دن کا یہ واقعہ بتلاتی ہے، اس روز سبھی گھر والے جاگے ہوئے تھے؛ کیوں کہ ہلدوانی میں ایک عزیز کی میت ہوگئی تھی، جو حافظ شفیع کے حقیقی برادر نسبتی (سالے) تھے، اس کی نعش کے ٹانڈہ آنے کا انتظار تھا اور خود رابعہ کے شوہر موجود تھے۔ نیز رابعہ کے سسر حافظ شفیع کی عمر ۷۷ر سال ہے۔

اب وضاحت طلب ہے کہ لڑکی مدعی ہے اور لڑکی کے سسر اور شوہر حلفیہ طور پر منکر ہیں، تو دونوں فریقوں میں سے کس کی بات کا شرعاً اعتبار کیا جائے گا؟ لڑکی شوہر کے لیے حرام ہوئی، یا نہیں؟

(المستفتی: حاجی محمد یونس، عبدالجلیل، عبدالشکور، ٹانڈہ رام پور)

باسمه سبحانه وتعالىٰ، الجواب ـــــــــــــــ وبالله التوفيق

سوال نامہ کی درج شدہ صورت میں جب کہ شوہر نے رابعہ کی تکذیب کی ہے تو رابعہ اپنے دعویٰ میں شرعاً جھوٹی ہے، لہٰذا شوہر اور رابعہ کے درمیان حرمت ثابت نہ ہوگی اور دونوں کا نکاح بدستور باقی ہے۔

وثبوت الحرمة بلمسها مشروط بأن يصدقها. (شامی، کراچی: ۳۳/۳، زکریا: ۱۰۸/۴، البحر الرائق، کوئٹہ: ۱۰۰/۳، زکریا: ۱۷۷/۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۱ ربیع الاولیٰ ۱۴۱۵ھ (فتویٰ نمبر: الف ۳۸۹۰/۳۱)

الجواب صحیح: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۱/۳/۱۴۱۵ھ۔ (فتاوی قاسمیہ: ۳۵۱/۱۳، ۳۵۲)

ہے، یہ کہا جارہا ہے کہ عمرو کی بیوی آسیہ عمرو کی ماں ہوگئی جو کہ ہمیشہ کے لیے عمرو پر حرام ہوگئی، کیا اس طرح سے حرمت مصاہرت کا ثبوت ہوگا؟ بالفرض اگر زید نے آسیہ سے صحبت نہ کی ہو؛ بلکہ بوس و کنار کیا ہو تو اس سے بھی حرمت مصاہرت ثابت ہوگی؟ زید اور عمرو کے یہاں کھانا پینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر زید کو عمرو کی بیوی کے ساتھ ایک چارپائی پر لیٹے دیکھا جائے تو کیا اس سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی؟ بینوا وتوجروا۔ (المستفتی: حبیب احمد، نئ مسجد)

باسمه سبحانه وتعالیٰ، الجواب ــــــــــــــــ وبالله التوفيق

اگر عمرو انکار کرتا ہے اور اس کے لیے کوئی شرعی ثبوت اور گواہ نہیں ہے تو محض افواہیں اڑانے والوں کی باتوں سے عمرو پر اس کی بیوی حرام نہیں ہوگی، اسی طرح بوس و کنار وغیرہ کے لیے بھی شرعی گواہ لازم ہے، اس کے بغیر محض ورتوں کی باتوں سے کوئی حکم ثابت نہیں ہوگا، جب کہ شوہر غلط ثابت کررہا ہے۔

وثبوت الحرمة بلمسها مشروط بأن يصدقها (إلى قوله) لاتحرم علىٰ أبيه وابنه إلا أن يصدقاه. (شامی، کراچی: ۳۳/۳، زکریا: ۱۰۸/٤) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۱۱؍رجب المرجب ۱٤۱۱ھ (فتویٰ نمبر: الف ۲۲۸۹/۲۶)

الجواب صحیح: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۱۲/۷/۱٤۱۱ھ۔ (فتاوی قاسمیہ: ۳۲۰/۱۳-۳۲۱)

کیا بارہ سال بعد حرمت مصاہرت کا ثبوت ہوگا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ساجدہ کی شادی ۲۲؍سال پہلے ہوئی تھی، چند مہینے کے بعد ساجدہ کے سسر نے ساجدہ کے ساتھ صحبت کرلی؛ لیکن ساجدہ نے نہ اپنے شوہر سے بتلایا، نہ ہی اپنے میکہ میں کسی سے بتلایا، نہ بتلانے کی وجہ یہ تھی کہ ساجدہ کے ماں باپ انتہائی غریب ہیں بڑی مشکل سے شادی کی تھی۔ اب ۱۲؍سال کے بعد جب کہ ۲؍بچے بھی ہیں، ساجدہ میں کچھ دینداری آئی تو اس نے اس بات کو بتلایا، ساجدہ نے اپنی ساس سے تذکرہ کیا تھا، اب ساس بھی وفات پاچکی ہے۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا اب ۱۲؍سال کے بعد ساجدہ کے اس واقعہ کو بتلانے سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی۔ (المستفتی: ساکنان، بجنور)

باسمه سبحانه وتعالیٰ، الجواب ــــــــــــــــ وبالله التوفيق

محض ساجدہ کے بتلانے سے کہ سسر نے اس کے ساتھ صحبت کی ہے، حرمت مصاہرت کا ثبوت نہیں ہوگا؛ جب تک سسر خود بھی اس کا اقرار نہ کرلے، یا شوہر اس کی تصدیق کرے کہ یہ بات صحیح ہے تو ساجدہ اپنے شوہر پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو جائے گی۔

وإن ادعت الشهوة في تقبيله، أو تقبيلها ابنه وأنكرها الرجل، فهو مصدق، لا هي. (ردالمحتار، زکریا دیوبند: ۱۱٤/٤، کراتشی: ۳۷/۳)

تزوج بكرا فوجدها ثيباً، وقالت أبوک فضني، إن صدقها بانت بلا مهر وإلا لا. (الدر المختار، زكريا: ١٠٦/٤، كراچی: ٣٢/٣) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۲۱؍ ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ (فتویٰ نمبر: الف ۹۲۶۸/۳۸) (فتاوی قاسمیہ: ۳۲۴/۱۳، ۳۲۵)

خسر کا بہو سے بدفعلی کا ارادہ کرنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ خالد بیمار تھا، ڈاکٹر نے اندر مکان میں بند رہنے کی ہدایت کر رکھی تھی، زینب خالد کی زوجہ برآمدہ میں تھی اور اسی برآمدہ میں زینب کے خسر سو رہے تھے، زینب کا کہنا ہے کہ رات کے کسی وقت میرے خسر نے میری چارپائی پر آکر مجھے اٹھایا اور بدفعلی کا ارادہ کیا، میں چھوٹ کر بیت الخلا چلی گئی، باقی رات وہیں گزاری، یہ باتیں پنچایت میں آئیں، خسر نے بالکل انکار کیا کہ ایسا نہیں ہوا، زینب اصرار کرتی ہے کہ واقعی ایسا ہی ہوا ہے، ایسے حالات میں کس کا قول معتبر ہے؟ اور پھر کیا حکم ہے کہ وہ اپنے شوہر پر حرام ہوگی، یا نہیں؟ اور دوسرے سے کس طرح نکاح کرسکتی ہے، البتہ شوہر یہ کہتا ہے کہ میرا باپ ایسا نہیں کرسکتا ہے؟ بینوا توجروا۔ (المستفتی: عزیز الرحمٰن، شریف نگر، مرادآباد)

باسمه سبحانه وتعالى، الجواب ــــــــــــــ وبالله التوفيق

اگر عورت کے پاس آنکھ دیکھے دو عادل گواہ نہیں ہیں تو عورت کا قول شرعاً معتبر نہیں ہوگا؛ بلکہ شرعاً خسر کا قول معتبر ہوگا، خاص طور پر جب شوہر یہی کہہ رہا ہے کہ باپ ایسا نہیں کرسکتا ہے، لہٰذا مذکورہ صورت میں عورت شوہر پر حرام نہیں ہوگی، دونوں کا نکاح باقی ہے۔

وإن ادعت الشهوة فی تقبيله، أو تقبيلها، وأنكرها الرجل، فهو مصدق لاهی. (الدر المختار، كراچی: ٣٧/٢، زكريا: ١١٤/٤، الهندية: ٢٧٦/١، جديد: ٣٤٢/١، البحر الرائق كوئٹه: ١٠٠/٣، زكريا: ١٧٧/٣)

وثبوت الحرمة بلمسها مشروط بأن يصدقها. (شامی، كراچی: ٣٣/٣، زكريا: ١٠٨/٤، البحر الرائق، كوئٹه: ١٠٠/٣، زكريا: ١٧٧/٣)

وماسوى ذلک من الحقوق تقبل فيه رجلان، أو رجل، وامرأتان، سواء كان الحق مالا، أو غير مال مثلا النكاح، والعتاق، والطلاق. (الجوهرة النيرة، امدادية ملتان: ٣٢٦/٢، دار الكتاب ديوبند: ٣٠٩/٢) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۱۵؍ رجب المرجب ۱۴۱۰ھ (فتویٰ نمبر: الف ۱۸۶۶/۲۶) (فتاوی قاسمیہ: ۳۳۵/۱۳، ۳۳۶)

شوہر پر بہو سے ہمبستری کرنے کا الزام لگانا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ محمد علیم کی بیوی کے ساتھ محمد علیم کے باپ نے ہمبستری کی، یہ بیان محمد علیم کی ماں کا ہے، باپ اور محمد علیم کی بیوی اس بات کا انکار کر رہے ہیں اور

ساس کے علاوہ اور کوئی گواہ نہیں ہے تو کیا ساس کے کہنے پر بیوی محمد علیم پر حرام ہوگی، یا نہیں؟

(المستفتی: محمد ہارون،بستی کرتپور، بجنور)

باسمه سبحانه وتعالیٰ، الجواب ــــــــــــــــ وبالله التوفيق

محض ساس کے الزام سے خسر کا بیٹے کی بیوی کے ساتھ ہمبستری کا ثبوت نہیں ہوگا اور اس الزام سے بیٹے محمد علیم پر اس کی بیوی حرام نہیں ہوگی۔ ہاں البتہ اگر محمد علیم اس کی تصدیق کرے اور باپ اقرار کرے، تب حرام ہوسکتی ہے، اس کے بغیر نہیں۔

لاتحرم علىٰ أبيه وابنه إلا أن يصدقاه، أويغلب على ظنهما صدقه. (شامی، کراتشی: ۳۳/۳، زکریا: ۱۰۸/٤، البحر الرائق، کوئٹه: ۱۰۰/۳، زکریا: ۱۷۷/۳) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۳ر رجب المرجب ۱۴۱۱ھ (فتویٰ نمبر: الف ۲۲۸۱/۲۶)

الجواب صحیح: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۱۴۱۱/۷/۳ھ۔ (فتاوی قاسمیہ: ۳۳۷/۱۳)☆

۷۰ر سالہ خسر پر بہو کا زنا کا الزام لگانا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید کی عمر ۷۰ر سال ہے، آنکھوں سے کمزور ہے، داڑھ دانت بیکار ہے، زید پر اس کی بہو نے زنا کا الزام لگایا، زید نہایت متقی پرہیز گار ہے، نمازی ہے، حلفیہ بیان دیتا ہے کہ میں نے زنا نہیں کیا، لڑکے نے باپ کے ہاتھوں پر قرآن پاک رکھ دیا اور کہا قسم کھاؤ مسجد میں چل کر تو باپ نے کہا مسجد تو کیا خانہ کعبہ میں جا کر قسم کھا سکتا ہوں۔ اس پر بھی لڑکے کو یقین نہیں ہوا، کچھ اور آدمی اور عورتیں بھی عورت کی بات پر یقین کر رہے ہیں، اس شکل میں شرعی حکم کیا ہے؟

☆ **بہو نے خسر پر زنا کا الزام لگایا:**

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ایک لڑکی نے اپنے خسر پر زنا کا الزام لگایا کہ خسر نے میرے ساتھ زنا کیا ہے، اس پر پنچایت ہوئی تو لوگوں سے خسر نے کہا یہ مجھ پر جھوٹا الزام ہے اور خسر نے قرآن کریم اٹھا کر قسم کھالی، خسر مذکور نیک اور پابند شرع ہے، لڑکا بھی اپنے باپ کے بارے میں نیک گمان کرتا ہے، اسے یقین نہیں ہے، تو طلاق ہوئی، یا نہیں؟ دونوں میں تفریق کرادی جائے، یا نہیں؟ شرعی حکم تحریر فرمائیں۔ (المستفتی: محمد وسیم، رام پوری)

باسمه سبحانه وتعالیٰ، الجواب ــــــــــــــــ وبالله التوفيق

بغیر شہادت معتبرہ کے صرف عورت کا قول معتبر نہ ہوگا؛ جب تک کہ شوہر عورت کی تصدیق نہ کردے اور صورت مسئولہ میں نہ خسر اقرار کر رہا ہے اور شوہر بھی عورت کی تصدیق نہیں کر رہا ہے؛ اس لیے عورت شوہر پر حرام نہیں ہوگی۔

(مستفاد: فتاوی دارالعلوم: ۳۳۶/۷، احسن الفتاوی: ۷۱/۵)

رجل قبل امرأة أبيه بشهوة، أو قبل الأب امرأة إبنه بشهوة، وهي مكرهة وأنكر الزوج أن يكون بشهوة، فالقول قول الزوج. (الفتاویٰ الهندية، زكريا: ۲۷٦/۱، جديد: ۳٤۲/۱، شامی، کراتشی: ۳۷/۳، زكريا: ۱۱٤/٤، البحرائق كوئٹه: ۱۰۰/۳، زكريا: ۱۷۷/۳) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۲۳ر جمادی الاولیٰ ۱۴۱۴ھ (فتویٰ نمبر: الف ۳۴۸۱/۲۹) (فتاوی قاسمیہ: ۳۳۷/۱۳، ۳۳۸)

(۱) زید کی بات کا اعتبار ہوگا، یا نہیں؟

(۲) باپ کی خدمت نہ کرنے پرلڑکے کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۳) کیا لڑکا اس عورت کو اپنے پاس رکھ سکتا ہے، یا اس سے خدمت لے سکتا ہے، یا بچوں کی دیکھ بھال کے لیے رکھ سکتا ہے، یا لڑکا اس عورت کو ہاتھ لگا سکتا ہے؟

(۴) جولوگ عورت کی بات پر یقین کررہے ہیں، ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(۵) عورت حاملہ ہے اگر وہ عدت کرتی ہے تو کب سے کب تک کرے گی؟

(المستفتی: عبدالحکیم، نینی تال)

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ، الجواب ــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

(۱) اگرلڑکا باپ کوجھوٹا سمجھ رہا ہے اوراس کواپنی بیوی کی سچائی کا یقین ہے تو ایسی صورت میں بیوی شوہر پر ہمیشہ کے لیے حرام ہوجائے گی۔ اب نکاح میں لانے کے لیے کوئی شکل نہیں ہے اور نہ ہی اس بیوی کو اپنے پاس رکھنا اوراس سے کسی قسم کی جسمانی خدمت لینا جائز ہوگا، اس کو اپنے سے الگ کردینا لازم ہوگا۔ (مستفاد: ایضاح النوادر: ۱۰۸/۲)

ثبوت الحرمة بلمسها مشروط بأن يصدقها، ويقع في أكبر رأيه صدقها. (شامی، کراتشي: ۳۳/۳، زكريا: ١٠٨/٤، البحرالرائق، كوئٹه: ١٠٠/٣، زكريا: ١٧٧/٣)

(۲) باپ کی خدمت بیٹے پر بہرحال واجب ہے۔

(۳) نہیں رکھ سکتا۔

(۴) عورت کی بات پر یقین کرنے سے عورت حرام ہوجاتی ہے۔

(۵) شوہر کی متارکت اور وضع حمل کے بعد عدت ختم ہوسکتی ہے۔ نیز شوہر کے چھوڑ دینے کے بعد سے عدت شمار ہوگی۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۱۴/رجب المرجب ۱۴۱۴ھ (فتویٰ نمبر: الف ۳۱/۳۵۳۴) (فتاوی قاسمیہ: ۳۴۰/۱۳، ۳۴۱)

بہو کا سسر پر زنا بالجبر کا الزام لگانا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ مسماۃ عرشا بی بی زوجہ فاروق نے اپنے حقیقی سسر مسمیٰ عبدالسلام پر زنا بالجبر کا الزام لگایا؛ لیکن کما حقہ ثبوت جرم کے لیے مطلوبہ گواہ نہ پیش کرسکی اور سسر مذکورہ جرم مذکور سے منکر ہے۔

(۱) مذکورہ عورت کا شوہر مذکور، مذکورہ پر خوش گمان ہے اور باپ کو پاکدامن خیال کرتا ہے، جس سے لگتا ہے کہ مذکورہ محض نجات کے لیے ایسا کرتی ہے؛ کیوں کہ ایک پنچایت میں مذکورہ کے سسر مذکور کو بعد از غسل وضو حلف بھی

دلایا گیا اور مذکور حلف اٹھا کر الزام سے منحرف ہوگیا؛ لیکن مذکورہ نہیں مانتی، تاہم متعدد مرتبہ پھر ملامت کررہی ہے۔

(۲) کیا ایسی صورت میں جبکہ شرعی ثبوت بصورت گواہ بھی نہیں اور خاوند مذکور بھی خوش گمان ہے اور ملزم اپنے الزام پر جامع مسجد شریف میں حلف بھی کرچکا ہے، حرمت مصاہرت لازم آتی ہے؟ جواب سے نوازیں۔

(المستفتی: مولانا محمد الیاس)

باسمه سبحانه وتعالیٰ، الجواب ــــــــــــــــ وبالله التوفيق

جب خسر نے باقاعدہ حلفیہ بیان دیا کہ اس نے ایسی حرکت نہیں کی اور شوہر کو بھی باپ کے پاک ہونے پر یقین ہے اور بیوی کے پاس شرعی گواہ بھی نہیں ہیں تو محض اس کے کہنے اور بے ثبوت الزام سے بیوی شوہر پر حرام نہیں ہوگی، نکاح بدستور باقی ہے، بہت ممکن ہے کہ جان چھڑانے کی راہ تلاش کررہی ہو۔

وثبوت الحرمة بلمسها مشروط بأن يصدقها،ويقع في أكبر رأيه صدقها، وعلى هذا ينبغي أن يقال في مسه إياها لاتحرم علىٰ أبيه و ابنه إلا أن يصدقاه،أو يغلب على ظنهما صدقه. (شامی، كراچی: ۳۳/۳، زكريا: ۱۰۸/٤، البحر الرائق، كوئٹه: ۱۰۰/۳، زكريا: ۱۷۷/۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۱۸/محرم الحرام ۱۴۱۸ھ (فتویٰ نمبر: الف ۵۱۳۹/۳۳)

الجواب صحیح: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۱۸/۱/۱۴۱۸ھ۔ (فتاوی قاسمیہ: ۳۳۸/۱۳، ۳۳۹) ☆

بہو سے جبراً تعلق قائم کرنے سے حرمت مصاہرت ثابت ہوئی، یا نہیں:

سوال: امام الدین نے اپنے بیٹے کی بیوی سے جبراً وقہراً برے تعلقات قائم کرلیے، جس کی وجہ سے ہم لوگوں نے اس کو کمیٹی سے الگ کیا تھا، شوہر اپنی بیوی کو اور بیوی اپنے شوہر کو نہیں چھوڑ سکتی ہے۔ نیز اس شوہر کے تین بچے بھی

☆ **بہو سے زنا بالجبر پر کوئی گواہ نہ ہو تو کیا حکم ہے:**

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنے بیٹے کی بیوی سے جبراً زنا کرلیا تو اب بیٹے کے لیے وہ بیوی حلال ہے، یا نہیں؟ جب کہ بیٹا اس بات سے انکار کرتا ہے کہ میرا باپ اس طرح نہیں کرسکتا ہے۔ شریعت کی روشنی میں حکم عنایت فرمائیں۔

(المستفتی: شمیم اختر متعلم مدرسہ شاہی مرادآباد)

باسمه سبحانه وتعالیٰ، الجواب ــــــــــــــــ وبالله التوفيق

جب بیٹا صاف کہہ رہا ہے کہ میرا باپ اس طرح نہیں کرسکتا ہے اور عورت کے پاس شرعی گواہ بھی نہیں تو ایسی صورت میں حرمت مصاہرت کا ثبوت نہ ہوگا اور باپ پر اس الزام کا شرعاً اعتبار نہ ہوگا۔

رجل قبل امرأة ابنه بشهوة، وهي مكرهة، وأنكر الزوج، فالقول قول الزوج. (الهندية، زكريا: ۲۷٦/۱، البحر الرائق، كوئٹه: ۱۰۰/۳، زكريا: ۱۷۷/۳، جديد: ۳٤۲/۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۷/ربیع الاول ۱۴۲۲ھ (فتویٰ نمبر: الف ۷۰۱۳/۳۵) (فتاوی قاسمیہ: ۳۳۲/۱۳، ۳۳۳)

ہیں اورادھر ماں باپ کی خدمت بجا لانا ضروری ہے۔امام الدین کے لیے قوانین شرع کی رو سے کون سی صورت ہوگی، کمیٹی میں داخل ہونا چاہتا ہے،اس کے لیے کون سی تدبیر ہوگی؟

الجواب ــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

برتقدیر صحت سوال امام الدین کی بہو اس کے بیٹے پر ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی، اب امام الدین کے لڑکے کو اپنی بیوی کے شامل رہنا جائز نہیں ہے۔(۱) اب اس کو چاہیے کہ متارکہ کردے؛ یعنی زبان سے بھی کہہ دے کہ میں نے اپنی بیوی کو چھوڑ دیا۔اس کہنے کے بعد سے تین حیض عدت گزار کر یہ عورت کسی دوسرے مرد سے شادی کرسکتی ہے۔(۲)

امام الدین اگر توبہ کرلے اور آئندہ ایسے برے کاموں سے پرہیز کرنے کا وعدہ کرے تو اس کو کمیٹی میں شامل کیا جاسکتا ہے۔(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللہ خالد مظاہری: ۱۵/۶/۱۴۰۱ھ۔(فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲۲۸/۴)

بہو کا سسر پر سینہ پر ہاتھ لگانے کا دعویٰ کرنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید کے اوپر اس کی بہو یہ الزام لگارہی ہے کہ زید نے اپنی بہو کے سینہ پر ہاتھ بشہوت لگایا؛ لیکن زید اس بات کا منکر ہے،ساتھ ہی زید کا کہنا ہے کہ اس کی بہو مسلسل دعوت دیا کرتی تھی؛ لیکن زید نے کبھی بھی اس کو ہاتھ تک نہیں لگایا غلط نیت سے،جب کہ ساس (زید کی بیوی) اپنی بہو کو یہ نصیحت کرتی تھی کہ وہ زید سے زیادہ تعلق نہ رکھے؛ لیکن بہو پھر بھی زید سے بے تکلفانہ انداز میں ملتی تھی اور بلا جھجک سسر زید کے قریب بیٹھتی تھی اور باتیں کرتی تھی،اس مسئلہ کا قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

(المستفتی: نور جہاں، بیجاپور، کرناٹک)

باسمه سبحانه وتعالى، الجواب ــــــــــــــــــــ وباللّٰه التوفيق

زید کی بہو کا صرف اپنا دعویٰ ہے اور اس دعویٰ پر کوئی شرعی گواہ اور ثبوت نہیں ہے اور خسر اس کا صاف انکار کررہا ہے تو ایسی صورت میں شرعی طور پر زید کی بہو کی بات کا کوئی اعتبار نہیں۔

---

(۱) من زنى بامرأة حرمت عليه أمها وإن علت وابنتها وإن سفلت وكذا تحرم المزنى بها على آباء الزاني وأجداده وإن علوا وابنائه وإن سفلوا كذافي فتح القدير ... ثم لا فرق في ثبوت الحرمة بالمس بين كونه عامداً أوناسياً أو مكرها.(الفتاویٰ الهنديه: ۲۸٤/۱)

(۲) وبحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح حتى لا يحل لها التزوّج بآخر إلا بعدالمتاركة وانقضاء العدة.(الدر المختار، فصل في المحرمات: ۲۸۳/۲)

(۳) عن عبدالله بن مسعود قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: التائب من الذنب كمن لا ذنب له.(مشكاة المصابيح: ۲۰٦/۱)

نیز شہوت کے ساتھ چھونے میں حرمت مصاہرت کے لیے یہ شرط ہے کہ ایک دوسرے کے بدن کی حرارت جانبین کو محسوس ہو اور یہاں پر اس بات کا ثبوت بھی نہیں۔

ثم المس إنما يوجب حرمة المصاهرة إذا لم يكن بينهما ثوب،أما إذا كان بينهما ثوب فإن كان صفيقاً لايجد الماس حرارة الممسوس لا تثبت حرمة المصاهرة، وإن كان رقيقا بحيث تصل حرارة الممسوس إلى يده تثبت. (الفتاوى الهندية، زكريا: ١/٢٧٥، جديد: ١/٣٤٠، هكذا في الفتاوى التاتارخانية، زكريا ديوبند: ٤/٥٣، رقم: ٥٥٠٣)

والفرق اشتراكهما في لذة المس كالمشتركين في لذة الجماع. (ردالمحتار،زكريا ديوبند: ٤/١١٣، كراتشي: ٣/٣٦) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۴؍ذی الحجہ ۱۴۳۲ھ (فتویٰ نمبر: الف ۱۰۵۵۲/۳۹) (فتاوی قاسمیہ: ۱۳/۳۴۱، ۳۴۲)

لڑکے کو والد کی طرف سے زنا، یا دواعی زنا کا یقین ہے تو کیا حکم ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ:

(۱) زید اپنے لڑکے کی بیوی سے گھریلو کام کاج کراتا ہے، لڑکے کی بیوی اپنے باپ کے برابر سمجھتے ہوئے کام کر دیتی ہے، سسر لڑکے کی بیوی کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے اپنی شہوت کو ظاہر کرتا ہے اور اس نے جبراً زنا بھی کرلیا، جب لڑکے کو معلوم ہوا تو اس نے اپنے باپ کو قتل کرنے کا ارادہ کرلیا، جب لوگوں کو معلوم ہوا تو اس معاملہ کو ٹھنڈا کر دیا گیا، کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اس عورت کو طلاق دے کر علیحدہ کر دیا جائے۔

(۲) اب غور طلب امر یہ ہے کہ اگر جماع ثابت نہ ہو تو لڑکے کی بیوی سے پاؤں دبوانا، مالش کرانا وغیرہ وغیرہ کی خدمت سے حرمت مصاہرت ثابت ہوگی، یا نہیں؟

(۳) اس عورت کو علاحدہ کرنے کے لیے طلاق دی جائے گی، یا نہیں؟

(۴) وہ عورت اس لڑکے کے لیے حرام ہو کر اس کے والد کے لیے حلال ہوگی، یا نہیں؟

(۵) آج کل عمومی طور پر سسر، نندوئی، دیور، وغیرہ سے پردہ نہیں کیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے یہ واقعات پیش آتے رہتے ہیں، مفصل ومدلل حکم صادر فرما کر ممنون ومشکور فرمائیں۔

(المستفتی: ڈاکٹر مشرف حسین انصاری، مرادآباد)

باسمه سبحانه وتعالىٰ، الجواب ــــــــــــــــ وبالله التوفيق

(۱) اگر لڑکے کو زنا، یا دواعی زنا کا یقین ہو گیا ہے اور اس وجہ سے باپ کے قتل کو تیار ہے تو بیوی ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی ہے۔ (مستفاد فتاوی دارالعلوم: ۷/۳۴۳)

وثبوت الحرمة بلمسها مشروط بأن يصدقها،ويقع في أكبر رأيه صدقها [إلى قوله]و في الجوهرة لو مس، أوقبل، وقال لم اشته صدق إلا إذا كان اللمس على الفرج، والتقبيل في الفم. (البحرالرائق، كوئٹہ:۳/۱۰۰، زكريا:۳/۱۷۷، كراچی:۳/۳۳، زكريا:۴/۱۰۸)

(۲) اگر دونوں میں سے ایک میں شرعی ثبوت سے شہوت ثابت ہوجائے تو بیوی لڑکے پر حرام ہوجائے گی، ورنہ نہیں۔

وتكفيٰ الشهوة من أحدهما، هذا إنما يظهر في المس. (الدرالمختار، كراچی:۳/۳۷، زكريا:۴/۱۱۴)

وفي المس لاتحرم مالم تعلم الشهوة؛لأن الأصل في التقبيل الشهوة بخلاف المس. (الدرالمختار، كراچی:۳/۳۷، زكريا:۴/۱۱۴)

خسر کو بہو کے ہاتھ سے پیر دبوانے سے بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔

(۳) طلاق، یا شرعی تفریق کے بغیر عورت دوسری جگہ اپنا نکاح نہیں کرسکتی۔

وبحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح حتى لا تحل لها التزوج بآخر إلا بعد المتاركة وانقضاء العدة. (الدرالمختار، كراچی:۳/۳۷، زكريا:۴/۱۱۴)

(۴) لڑکے کی مدخولہ بیوی باپ پر ہمیشہ کے لیے حرام ہوجاتی ہے، چاہے لڑکے پر حرام ہوجائے، یا لڑکے کا انتقال ہوجائے۔ (مستفاد: فتاوی دارالعلوم:۷/۳۳۰)

قال الله تعالىٰ:﴿وَحَلَآئِلُ اَبۡنَآئِكُمُ الَّذِيۡنَ مِنۡ اَصۡلَابِكُمۡ﴾(النساء:۲۳)

(۵) دیور سے شرعاً پردہ ہے، خسر سے شرعاً پردہ لازم نہیں؛ لیکن نا قابل اطمینان خسر سے احتیاط لازم ہے۔

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ،۲۲ رصفر المظفر ۱۴۳۵ھ (رجسٹر خاص) (فتاوی قاسمیہ:۱۳/۳۴۲-۳۴۴)

زوجین خسر سے زنا کے ثبوت کے اقراری ہوں تو کیا حکم ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید اور اس کی بیوی ہندہ اور زید کا باپ (ہندہ کا سسر) تینوں ایک ہی حویلی میں رہتے تھے، زید گاہے گاہے اپنے کاروبار کے لیے سفر بھی کرتا رہا۔ اب جب کہ ہندہ کے سات بچے ہوچکے ہیں ہندہ اپنے شوہر سے کہتی ہے کہ تمہارے باپ نے میرے دو بچے ہونے کے بعد یہ دھونس دے کر کہا اگر تم نے اس بات کو ظاہر کیا تو گھر سے نکال دوں گا، دو مرتبہ مجھ سے زنا کیا ہے، میں ڈر کی وجہ سے ظاہر نہ کرسکی۔ اب جب کہ ہندہ کے پانچ بچے اور ہوچکے ہیں، اس بات کو ظاہر کرتی ہے، ہندہ مدعیہ کے پاس کوئی شہادت نہیں، زید کے باپ (مدعیٰ علیہ) سے جب معلوم کیا گیا، کیا تم نے ایسا کیا ہے (مدعیٰ علیہ) زید کا باپ انکار کرتا ہے اور حلف اٹھانے کے لیے تیار ہے، جب کہ زید کو اپنی بیوی ہندہ کا یقین ہے کہ میری بیوی بالکل سچ بولتی ہے، لہٰذا مسئلہ مذکورہ کے مطابق ہندہ اپنے شوہر کے لیے حلال ہے، یا نہیں؟ از روئے شرع حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیے۔ (المستفتی: محمد فاروق، فتح اللہ گنج، مرادآباد)

باسمه سبحانه وتعالیٰ، الجواب ـــــــــــــ وبالله التوفيق

اگر شوہر کو اس بات کا یقین ہے کہ بیوی اس معاملہ میں سچ بول رہی ہے اور باپ کو اس میں کاذب سمجھتا ہے اور باپ سے ایسا فعل صادر ہونے کا ظن غالب بھی ہے، تو شوہر پر بیوی ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی ہے اور چوں کہ اب تک شوہر کو اس کا علم نہیں تھا؛ اس لیے بعد کی ازدواجی زندگی میں شوہر گنہگار نہیں ہوگا اور درمیان میں جو اولاد پیدا ہوگئی ہے، اس کا نسب بھی شوہر سے ثابت ہوگا، ان کو حرامی کہنا جائز نہ ہوگا اور اگر آئندہ بیوی دوسری جگہ نکاح کرنا چاہے تو شوہر سے اولاً متارکت حاصل کر کے عدت گزارنی ہوگی، اس کے بعد دوسری جگہ نکاح درست ہوسکتا ہے۔ (مستفاد: فتاوی دار العلوم:۱۱/۴۴)

وثبوت الحرمة بلمسها مشروط بأن يصدقها ويقع في أكبر رأيه صدقها. (ردالمحتار، كراتشي:۳/۳۳، زكريا:۴/۱۰۸)

و في البحر الرائق: لا تحرم على أبيه وإبنه إلا أن يصدقها،أو يغلب على ظنه صدقها. (البحر الرائق،كوئٹه:۳/۱۰۰، زكريا:۳/۱۷۷)

و إن صدقها الزوج وقعت الفرقة. (الفتاوى الهندية، زكريا قديم:۱/۲۷۶، زكريا جديد:۱/۳۴۲)

لأن النسب كما يثبت بالنكاح الصحيح يثبت بالنكاح الفاسد، وبالوطء عن شبهة. (البحر الرائق،كوئٹه:۴/۱۶۵، زكريا:۴/۲۷۹)

والنسب يحتال لا ثباته مهما أمكن والامكان هنا بسبق التزوج. (شامي مصرى، : ۲/۸۶۴، كراچی:۳/۵۴۷، زكريا:۵/۲۴۰)

لايرتفع النكاح حتى لا يحل لها التزوج بآخر إلا بعد المتاركة وانقضاء العدة. (شامي، زكريا:۴/۱۱۴، كراچی:۳/۳۷) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۱۸/صفر المظفر ۱۴۰۹ھ (فتویٰ نمبر: الف ۲۴/ ۱۱۲۱)

الجواب صحیح: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۱۴۰۹/۲/۱۸ھ۔ (فتاوی قاسمیہ:۱۳/ ۳۴۴، ۳۴۵)

حرمت مصاہرت کے ثبوت کے بعد خسر اپنی مزنیہ بہو سے نکاح کر سکتا ہے، یا نہیں:

سوال: خسر نے اپنی بہو سے زنا کرلیا، بیٹے کو بھی اس کا علم ہے تو وہ عورت اس کے بیٹے پر حرام ہوجائے گی، یا نہیں؟ اگر حرام ہوجائے تو خسر اس عورت سے (یعنی بہو سے) نکاح کر سکتا ہے، یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ـــــــــــــ

اگر خسر اپنی بہو سے زنا کرلے تو وہ عورت اس کے بیٹے پر ہمیشہ کے لیے حرام ہوجاتی ہے کہ اب بیٹے کو چاہیے کہ عورت کو طلاق دے کر علاحدہ کردے۔ شامی میں ہے:

(قوله:وحرم أيضا بالصرية أصل مزنية) قال في البحر:أراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربع حرمة المرأة علىٰ أصول الزاني و فروعه نسباً ورضاعاً،إلخ. (شامي،فصل في المحرمات:۲/۳۸۴)

بیٹا کسی عورت سے نکاح کرے، چاہے وہ اس سے صحبت کرے، یا نہ کرے، وہ عورت ہمیشہ کے لیے اپنے خسر پر حرام ہو جاتی ہے۔قرآن مجید میں ہے:

﴿وحلائل أبناء كم الذين من أصلابكم﴾(سورة النساء:۲۳)

(اور تمہاری ان بیٹوں کی بیبیاں بھی حرام ہیں جو تمہاری نسل سے ہوں۔)

درمختار میں ہے:

(وزوجة اصله وفروعه مطلقاً) ولو بعيداً دخل بها أولا.

شامی میں ہے:

(قوله:وزوجة أصله وفرعه) قوله تعالىٰ ﴿ولا تنكحوا ما نكح آباء كم﴾ وقوله تعالىٰ ﴿وحلائل أبنائكم الذين من أصلابكم﴾والحليلة الزوجة وذكر الأصلاب لاسقاط حليلة الابن المتبنى لا لاحلال حليلة الابن رضا عاً فإنها تحرم كا لنسب،بحر وغيره. (الدرالمختار ورد المحتار:۳۸۳/۲،فصل فى المحرمات)

لہٰذا صورت مسئولہ میں خسر اپنی بہو سے نکاح نہیں کرسکتا اگر نکاح کرے گا تو نکاح منعقد نہ ہوگا۔فقط واللہ اعلم بالصواب

(فتاویٰ رحیمیہ:۸/--------------)

شوہر کی تصدیق کے بعد بیوی کا رجوع عن الاقرار درست نہیں:

سوال: ہمارے پڑوس میں ایک عورت رہتی ہے،اس کی اپنے سسر کے ساتھ کسی بات پر سخت لڑائی ہوگئی۔ایک دوسرے پر سخت الزامات لگا دیئے گئے، یہاں تک کہ اس عورت نے کہا کہ ایک مرتبہ سسر نے مجھے بدنیت کے ساتھ پکڑ لیا اور بوسہ بھی لیا تھا،اس کے شوہر نے بھی اس کی تائید کی،البتہ اس لڑائی کے بعد جب دونوں میں صلح ہوگئی تو اس عورت نے کہا کہ میں نے غلط الزام لگایا تھا۔اب اس صورت میں یہ عورت اپنے شوہر پر حرام ہوگئی، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

عورت کے اس الزام (کہ سسر نے مجھے بدنیتی کے ساتھ پکڑا اور بوسہ بھی لیا) کی جب اس کے شوہر نے تصدیق کرلی تو حرمتِ مصاہرت ثابت ہو جائے گی،البتہ میاں بیوی کے درمیان تفریق کے لیے قضائے قاضی، یا شوہر کے الفاظ مثلاً میں نے تجھے چھوڑ دیا، میں نے تیرا راستہ خالی کر دیا وغیرہ ضروری ہوں گے اور شوہر کی تصدیق کے بعد عورت کا اپنے الزام سے رجوع معتبر نہیں،لہٰذا ان دونوں کا ساتھ رہنا جائز نہیں۔

لمافي البخارى (۷٦٥/۲): عن ابن عباس رضى الله عنهما حرم من النسب سبع ومن الصهر سبع ثم قرأ﴿حرمت عليكم أمهاتكم﴾(الآية)

وفى الدرالمختار (۳۸،۳۷/۳):وبحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح حتى لا يحل لها التزوج بآخر إلا بعد المتاركة وانقضاء العدة والوطء بها لا يكون زنا.

وفي الرد تحته:قوله (إلا بعد المتاركة) أى وإن مضى عليها سنون كما في البزازية وعبارة الحاوى إلا بعد تفريق القاضى أو بعد المتاركة اه وقد علمت أن النكاح لا يرتفع بل يفسد وقد صرحوا في النكاح الفاسد بأن المتاركة لا تتحقق إلا بالقول إن كانت مدخولا بها كتركتك أوخليت سبيلك ... وبعد اسطر: (قوله:وإن ادعت الشهوة في تقبيله) أى ادعت الزوجة أنه قبل أحد أصولها أو فروعها بشهوة ... (قوله:فهو مصدق) لأن ينكر ثبوت الحرمة والقول للمنكر... قوله (ولا يصدق أنه كذب إلخ) أى عند القاضى أما بينه وبين الله تعالى إن كان كاذبا فيما أقر لم تثبت الحرمة. (نجم الفتاویٰ:۴/۲۳۰)

حرمت مصاہرت کے ثبوت میں فقط شوہر کی تصدیق کی اہمیت کیوں:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حرمت مصاہرت چھونے سے کیوں ثابت ہوجاتی ہے، احادیث ذکر کردیں، دیگر ائمہ کا مذہب بھی بتادیں، نیز شوہر کا باپ اپنی بہو کومس بالشہوۃ کرے، پھر شوہر تصدیق کردے؛ لیکن سسر منکر ہوتو کیا ہوگا، حرمت ثابت ہوگی؟ یعنی بیوی کا دعویٰ اور شوہر کی تصدیق کافی ہوگی، یا سسر سے تفتیش ہوگی، اگر سسر ہی نہیں مان رہا تو پھر حرمت کیوں ثابت ہورہی ہے، گواہ اور قسم نہیں چلیں گے، مسئلہ کیا ہے حل کیا ہے؟ تمام پہلوؤں پر نظر فرمائیں، نیز یہ بھی بتائیں کہ شوہر کی تصدیق کی اتنی اہمیت کیوں ہے، کیا یہ حدیث سے ثابت ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

آپ کے سوال میں مختلف باتیں دریافت کی گئی ہیں، بالترتیب ان کے جواب دیئے جارہے ہیں:

(۱) شہوت کے ساتھ چھونا، یا فرج داخل کی طرف دیکھنا چوں کہ قبل (شرمگاہ) میں وطی کرنے کا سبب اور ذریعہ ہے، لہٰذا ان کو احتیاطاً وطی کے قائمقام کرکے ان پر وطی کا حکم لگایا گیا ہے، یہی وجہ ہے کہ فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر لمس، یا نظر کے ساتھ انزال ہوجائے تو حرمت مصاہرت ثابت نہ ہوگی؛ کیوں کہ اس صورت میں لمس اور نظر ہمبستری کے سبب نہیں رہتے ہیں۔

شریعت نے عورت کی عزت واحترام کا بہت زیادہ لحاظ رکھا ہے، اسی وجہ سے بعضیت کے شبہ کی بنیاد پر شریعت نے رضاعت کو بھی موجبِ حرمت قرار دیا ہے۔

مس (چھونے) اور نظر (دیکھنے) سے حرمت مصاہرت کا ثبوت احادیث سے بھی ہوتا ہے، ذیل میں چند احادیث ذکر کی جارہی ہیں:

(۱) عن أبي هانى قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:"من نظر الى فرج امرأة لم تحل له أمها ولا ابنتها". (المصنف لا بن ابى شيبة:۹/۹۹)

علامہ ظفر احمد عثمانی علیہ الرحمہ نے اس حدیث کے راویوں کی تعدیل نقل کر کے اس حدیث کو قابلِ حجت قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے:

"فالسند حسن ؛إلا أنه مرسل، وهو حجة عندنا وعند الجمهور من السلف". (إعلاء السنن: ۱۱/۳۳، ط: إدارة القرآن كراتشي)

(۲) عن علقمة عن عبدالله قال:"لا ينظر الله إلى رجل نظر الى فرج امرأة وابنتها".

(۳) عن مكحول أن عمر جرد جارية له ونظر إليها فساله إياها بعض ولده فقال:إنها لا تحل لک.

(۴) عن الحكم قال: قال مسروق حين حضرته الوفاة إني لم أصب من جاريتي هذه إلا مايحرمها ولدي اللمس والنظر.

(۵) عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: أيما رجل جرد جارية فنظر منها إلى ذلک ألا فإنها لا تحل لابنه.

(۶) سئل جابر بن زيد عن جارية كانت لرجل فمس قبلها بيده، أو أبصر عورتها ثم وهبها لابن له أيصلح له أن يتطئها، قال: لا. (المصنف لابن أبي شيبة: ۹/۹۵)

(۷) عن ابراهيم قال إذا قبّل الرجل المرأة من شهوة او مس أو نظر إلى فرجها لا تحل لأبيه ولابنه. (المصنف لابن عبدالرزاق: ۶/۲۸۲)

(۸) عن ابن عمر رضي الله عنهما أنه قال:إذا جامع المرأة أو قبّلها أو لمسها بشهوة أونظر إلى فرجها بشهوة حرمت على ابيه وابنه وحرمت عليه امها وابنتها". (بحواله البناية: ۴/۶۶)

(۹) قال صلى الله عليه وسلم:"ملعون من نظر إلى فرج امرأة وابنتها". (تبيين الحقائق: ۲/۴۶۹)

اس کے علاوہ بھی دیگر بہت سے آثار اور روایات سے حرمت مصاہرت کا ثبوت ہوتا ہے، جن روایات میں "**من نظر إلى فرج امرأة، الخ**" جیسے الفاظ ہیں؛ یعنی صرف دیکھنے سے مصاہرت کے ثبوت کا حکم ذکر ہے، ان سے دخول اور لمس سے مصاہرت کے ثبوت پر استدلال اس طرح کیا گیا ہے کہ جب نظر سے حرمت کا ثبوت ہو رہا ہے تو لمس اور دخول تو درجہ میں نظر سے زیادہ ہیں، لہٰذا ان سے مصاہرت کا ثبوت بدرجہ اولیٰ ہوگا، چناں چہ صاحب بدائع الصنائع نظر کی احادیث نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

"فاذا ثبتت الحرمة بالنظر فبالدخول أولى وكذا باللمس، لأن النظر دون اللمس في تعلق الأحكام بها".

صحابہ کرام میں سے حضرت عمر، ابن عمر، ابن مسعود، ابن عباس، عمران بن حصین، جابر بن عبداللہ، ابی بن کعب، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم کا یہی مسلک ہے کہ شہوت کے ساتھ چھونے وغیرہ سے مصاہرت کا ثبوت ہوجاتا

ہے۔جمہور تابعین مثلاً حسن بصری، شعبی، ابراہیم نخعی، محمد شہاب زہری، طاؤس، مجاہد، سعید بن المسیب، سلیمان بن یسار، حماد، سفیان ثوری، اسحٰق بن راہویہ بھی اسی کے قائل ہیں۔ائمہ اربعہ میں سے امام ابوحنیفہ، امام مالک اور ایک روایت کے مطابق امام شافعی واحمد کے نزدیک بھی شہوت کے ساتھ چھونے سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے۔ امام شافعی اور امام احمد کے راجح قول کے مطابق شہوت کے ساتھ چھونے سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی ہے۔

علامہ ظفر احمد عثمانی لمس اور نظر وغیرہ سے حرمت مصاہرت کے اثبات پر دلائل ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

”فقول أصحابنا الحنفية قوی رواية ودراية“. (إعلاء السنن: ۲۳/۱۱)

فقہاء احناف نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ اگر بیوی سسر وغیرہ کے بالشہوۃ چھونے کی مدعی ہو اور شوہر تصدیق نہ کرے تو قضاءً حرمت ثابت نہ ہوگی۔حرمت مصاہرت کے ثبوت کے لیے شرعاً شوہر کی تصدیق، یا اقرار ضروری ہے، صورت مسئولہ میں بھی جب شوہر نے بیوی کی تصدیق کر دی تو حرمت مصاہرت کا ثبوت ہو جائے گا، سسر سے تفتیش نہ ہوگی۔باقی رہا یہ اشکال کے شوہر کی تصدیق کی اتنی اہمیت کیوں ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ حرمت مصاہرت کے اثبات سے شوہر کا حق تمتع زائل ہو رہا ہے اور اس کی بیوی ہمیشہ کے لیے اس پر حرام ہو رہی ہے، لہٰذا وہ صاحبِ معاملہ ہے، اس کی تصدیق کے بغیر اس کا حق زائل نہ ہوگا۔

اقرار کی صورت میں بھی شوہر خود اپنے حق کے سقوط کا اقرار کر رہا ہے تو حرمت کا ثبوت ہو جائے گا، قاعدہ ”المرء مواخذ باقراره“ آدمی اپنے اقرار کی وجہ سے پکڑا جاتا ہے۔تصدیق، یا اقرار دونوں صورتوں میں اصل شوہر ہے، شوہر بیوی کے بدن سے استمتاع کا مالک ہے، اب اگر بیوی یہ دعویٰ کرے کہ مجھے شہوت کے ساتھ چھوا گیا ہے، یا سسر دعویٰ کرے کہ میں نے بہو کو شہوت کے ساتھ چھوا ہے تو یہاں گویا کہ شوہر کے حق تمتع کو چھینا جا رہا ہے؛ اس لیے صاحبِ حق یعنی شوہر کی تصدیق ضروری ہوگی، البتہ سسر سے تصدیق کی ضرورت نہیں؛ کیوں کہ اس کا کوئی حق متعلق نہیں۔

لما فی تبیین الحقائق (۴۶۹/۲): (والزنا واللمس والنظر بشهوة يوجب حرمة المصاهرة) ... وقال صلى الله عليه وسلم: ملعون من نظر إلى فرج امرأة وابنتها، وقال صلى الله عليه وسلم: من نظر إلى فرج امرأة لم تحل له أمها ولا ابنتها، وقال صلى الله عليه وسلم: من مس امرأة بشهوة حرمت عليه أمها وابنتها، وهو مذهب عمر وعمران بن الحصين وجابر بن عبد الله وأبی بن كعب وعائشة وابن مسعود وابن عباس وجمهور التابعين.

وفی (ص: ۴۷۲): والمس بشهوة كالجماع لما روينا ولأنه يفضی إلى الجماع فأقيم مقامه.

وفی الهندية (۲۷۵/۱): لو أقر بحرمة المصاهرة يؤاخذ به ويفرق بينهما... والإصرار على هذا الإقرار ليس بشرط حتى لو رجع عن ذلک وقال: كذبت فالقاضی لا يصدقه ولكن فيما بينه وبين الله تعالى إن كان كاذبا فيما أقر لا تحرم عليه امرأته. (نجم الفتاویٰ: ۲۳۰/۴-۲۳۲)

شامی کی ایک عبارت سے سسر اور دیور کی تصدیق بھی ضروری ہونے کے شبہ کا جواب:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حرمت مصاہرت سے متعلق ایک مسئلہ دریافت کرنا ہے، حرمت مصاہرت میں بالفرض شوہر کا باپ اگر عورت کو شہوت سے چھولے اور عورت دعویٰ کرے، تب بھی شوہر کی تصدیق کے بغیر عورت کا دعویٰ غیر معتبر ہے، اس کی وجہ بظاہر یہ ہے کہ شوہر کے مفاد پر ضرر پڑ رہا ہے، لہٰذا اس کی تصدیق ضروری قرار دی گئی۔ شامیہ کی ایک عبارت سے بندے کو ایسا محسوس ہوا کہ اگر ایک لڑکا کسی لڑکی کو ہاتھ لگائے گا، یا لڑکی کسی لڑکے کو ہاتھ لگانے کا دعویٰ کرتی ہے تو یہ اس وقت تک معتبر نہ ہوگا، جب تک لڑکے کا باپ، یا بیٹا تصدیق نہ کرے؛ کیوں کہ ان کے مفاد پر ضرر پڑتا ہے، مستقبل میں یہ باپ اور بیٹا اس عورت سے نکاح نہیں کر سکتے، لہٰذا ان کی تصدیق بھی ضروری ہونی چاہیے۔ وہ عبارت یہ ہے:

”وعلى هذا ينبغي أن يقال في مسه إياها لا تحرم على أبيه وابنه إلا أن يصدقاه“. (الشامية: ۳۳/۳)

الجواب ــــــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

حرمت مصاہرت کے ثبوت کے لیے ایسے شخص کی تصدیق ضروری ہے، جس کا ضرر فی الحال متحقق ہو؛ یعنی حرمت مصاہرت کے ثبوت سے اس کا فی الواقع موجود نکاح ٹوٹ رہا ہو، چناں چہ شوہر کو چوں کہ فی الحال ضرر پہنچتا ہے: کیوں کہ شوہر کا فی الواقع نکاح ٹوٹ رہا ہے؛ اس لیے اس کی تصدیق ضروری ہوتی ہے اور باپ اور بیٹے کی تصدیق جب کہ حرمتِ مصاہرت اجنبیہ کے ساتھ ہو تو چوں کہ فی الحال باپ بیٹے کو ضرر نہیں پہنچتا کہ ان کا نکاح فی الواقع ٹوٹ رہا ہو؛ بلکہ آگے ان کے لیے اس سے نکاح کا دروازہ بند ہو جاتا ہے، اس وجہ سے ان کی تصدیق حرمتِ مصاہرت کے ثبوت کے لیے ضروری نہیں ہے۔

باقی علامہ شامی نے فتح القدیر کے حوالہ سے جو عبارت ذکر کی ہے، اس میں حرمت مصاہرت کی مختلف صورتیں بیان کرنا مقصود ہے؛ لیکن سب میں جس شخص کی تصدیق کو ضروری قرار دیا گیا ہے، وہ شوہر ہی ہے، چناں چہ فتح القدیر کی پوری عبارت اس طرح ہے:

”وثبوت الحرمة بمسها مشروط بأن يصدقها أو يقع في أكبر رأيه صدقها وعلى هذا ينبغي أن يقال في مسه إياها لا تحرم علىٰ أبيه وابنه إلا أن يصدقاه أو يغلب على ظنهما صدقه ثم رأيت عن أبي يوسف أنه ذكر في الأمالي ما يفيد ذلک قال امرأة قبلت ابن زوجها وقالت كان عن شهوة إن كذبها الزوج لا يفرق بينهما ولو صدقها وقعت الفرقة، الخ“.

(عورت کے چھونے سے حرمتِ مصاہرت کا ثبوت اس بات کے ساتھ مشروط ہے کہ شوہر اس کی تصدیق کرے، یا اس کی غالب رای میں یہ ہو کہ اس نے ایسا کیا ہے اور اسی بنا پر مناسب یہ ہے کہ کہا جائے کہ اگر کوئی عورت کو چھولے تو وہ عورت

چھونے والے کے باپ اور بیٹے پر حرام نہ ہوگی؛ مگر یہ کہ یہ دونوں اس کی تصدیق کریں، یا ان کا غالب گمان یہ ہو کہ وہ سچ کہہ رہا ہے، پھر میں نے امام ابو یوسف کی ایک روایت دیکھی، جس کو انہوں نے امالی میں ذکر کیا ہے، جو اس قیاس کا فائدہ دے رہی ہے، وہ عبارت یہ ہے کہ عورت نے اپنے شوہر کے بیٹے کا بوسہ لیا اور کہتی ہے کہ یہ شہوت سے تھا تو اگر شوہر اس کو جھٹلائے تو ان کے درمیان تفریق نہ ہوگی اور اگر شوہر اس کی تصدیق کرے تو فرقت واقع ہو جائے گی۔)

اس عبارت میں تین صورتوں کا ذکر ہے:

(۱)　کوئی لڑکا اپنی ماں کو چاہے سگی ہو، یا سوتیلی شہوت کے ساتھ چھولے تو اس صورت میں اس لڑکے کے باپ پر یہ عورت اس وقت حرام ہوگی، جب کہ اس لڑکے کا باپ اپنے بیٹے کی تصدیق بھی کرے اور یہ باپ اصل میں اس عورت کا شوہر ہی ہے۔

(۲)　کوئی اپنی بہو کو شہوت کے ساتھ چھولے تو یہ اس کے بیٹے پر اس وقت حرام ہوگی، جب کہ اس کا بیٹا اس کی تصدیق بھی کرے، یا اس کا غالب گمان یہ ہو کہ اس کا والد سچ کہہ رہا ہے اور یہ بیٹا بھی دراصل اس عورت کا شوہر ہی ہے۔

(۳)　تیسری صورت جو مقیس علیہ ہے، وہ یہ ہے کہ عورت اگر اپنے شوہر کے بیٹے، یا باپ کو شہوت کے ساتھ چھولے تو یہ عورت اپنے شوہر پر اس وقت حرام ہوگی، جب کہ شوہر اس عورت کی تصدیق بھی کرے، ان تمام صورتوں میں جس کی تصدیق کو ضروری قرار دیا گیا ہے، وہ دراصل شوہر ہی ہے، جس کا ضرر فی الواقع متحقق ہے اور ظاہر عبارت سے جو وہم ہو رہا ہے کہ باپ بیٹے کی ہر حال میں تصدیق ضروری ہے، وہ اس عبارت کا مطلب نہیں ہے۔ (نجم الفتاویٰ: ۲۳۲/۴-۲۳۳)

سسر کا شہوت سے بہو کے چہرے پر ہاتھ لگانے کا حکم:

سوال:　کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام و مفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ ہمارے علاقے میں دو میاں بیوی کے درمیان مختلف اوقات میں جھگڑے ہوتے رہے اور علاقے کے معزز افراد ان کے درمیان صلح بھی کرواتے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ جھگڑے کی نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ شوہر نے بیوی کو دو طلاقیں دے دیں، بعد ازاں پھر دورانِ عدت رجوع کر لیا، کچھ عرصہ گزرنے کے بعد پھر جھگڑا شروع ہوا اور لڑکی اپنے میکے چلی گئی، کافی وقت گزرنے کے بعد دونوں میاں بیوی اب آپس میں اپنا گھر بسانا چاہتے ہیں؛ مگر لڑکی کے ساتھ اپنے سسرال میں ایک معاملہ پیش آیا تھا جس کی تحریر خود لڑکی کے ہاتھوں سوالنامہ کے ساتھ منسلک ہے۔ اس معاملہ کے بعد آیا لڑکی اپنے شوہر کے ساتھ رہ سکتی ہے، یا نہیں؟ ان کا نکاح باقی ہے؟ از راہِ کرم قرآن و سنت کی روشنی میں جواب مرحمت فرما کر مشکور فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

لڑکی کا سوال نامہ:　میرا نام شکیلہ عبد المبین ہے، میری شادی ۶/ مارچ ۲۰۰۵ء کو محمد اقبال ولد عبد الستار سے انجام پائی تھی، شادی کے چند ماہ تک میرے سسرال والوں کا رویہ میرے ساتھ ٹھیک تھا۔ بچپن سے میں باپ کی شفقت اور محبت سے محروم رہی ہوں۔ سسر کا رشتہ عطا کر کے اللہ نے میری اس محرومی کو ختم کر دیا تھا۔ سسر کو ہمیشہ میں نے والد کا درجہ دیا؛ لیکن

وہ مجھے بیٹی کا درجہ نہ دے پائے۔ میری شادی کو ۴/ماہ ہوئے تھے کہ ایک دن ساس، سسر میرے کمرے میں کسی کام سے آئے، ساس تو جس کام کے لیے آئی تھیں، وہ پورا کر کے چلی گئیں اور سسر کمرے میں رک گئے، واضح رہے کہ اس وقت میں لیڈی ڈاکٹر کے پاس سے چیک اپ کروا کر آئی تھی، ساس نے یہ بات سسر کو بتادی تھی، سسر میرے قریب آ کر یہ بات پوچھنے لگے، میں خاموشی سے وہاں کھڑی رہی، سسر میرے اور قریب آ کر کہنے لگے آج تمہاری امی (ساس) نے مجھے یہ بات بتائی ہے کہ تم مجھے دادا بنانے والی ہو، آج میں بہت خوش ہوں، اس خوشی میں تم مجھے اپنے ہونٹ چوسنے دو، کمرے میں اکیلے ہونے کی وجہ سے گھبراہٹ اور ڈر کے مارے میں نے اپنی گردن جھکالی، میرے سسر میرے اور قریب آگئے اور کہنے لگے مجھ سے شرماؤ نہیں، مجھے اپنی سہیلی سمجھو، پھر وہی بات دہرا کر میرا چہرہ اوپر اٹھانے لگے، اس پاک ذات کو میری عزت بچانی تھی کہ ایک دم ساس کمرے کی طرف سسر کو بلانے کے لیے آئیں اور اس طرح میری عزت بچ گئی۔

اس واقعے کے بعد میں بہت ڈر سہم کر رہنے لگی۔ شوہر نے اس بات کو نوٹ کیا اور مجھ سے پوچھنے لگے، شکیلہ کیا بات ہے، تم کیوں اس طرح رہتی ہو، میرا تو مان ٹوٹا تھا، میں اس شخص کو کیسے بتاتی کہ اس کے باپ نے میرے ساتھ کیا کیا، شوہر کے بار بار پوچھنے پر بھی میں نے انہیں یہ بات نہیں بتائی، ایک دن غصے میں آ کر شوہر گھر سے چلے گئے، رات دو بجے تک میرے فون کرنے پر بھی شوہر نہیں آئے اور مجھے دھمکیاں دینے لگے کہ میں اپنی گاڑی کسی ٹرک کے ساتھ ٹکرا کر اپنی جان دے دوں گا، میں نے بہت ڈر کر ایس ایم ایس کے ذریعے یہ بات ان کو فون پر پہنچائی، وہ گھر آ کر چیخنے چلانے لگے۔ میں نے ان کو منع بھی کیا کہ اس طرح بات کھل جائے گی، میں لوگوں کا سامنا کس طرح کر پاؤں گی، مجھے اس گھر میں رہنا ہے؛ لیکن شوہر نہیں مانے اور سب کی موجودگی میں یہ بات اپنے باپ سے پوچھی۔ باپ اس بات سے مکر گیا اور کہنے لگا کہ میں تو اس کو اپنی بیٹی سمجھتا ہوں اور اس نے خود مجھے کمرے میں روکا تھا۔

اس واقعہ کے بعد سے تمام گھر والوں کا رویہ مجھ سے خراب رہنے لگا اور آئے دن شوہر کو میرے بارے میں الٹی سیدھی باتیں بتا کر میرے خلاف کرنے لگے اور شوہر آئے دن مجھے مارنے پیٹنے لگے، اس مار پیٹ سے تنگ آ کر میں میکے آجاتی، پھر وہ لوگ معافی تلافی کر کے مجھے پھر لے جاتے، اس بار بھی ایک سال تک میکے میں رہنے کے بعد وہ لوگ مجھے اپنے گھر لے گئے اور صرف دو ماہ پچیس دن کے بعد میرے شوہر کی غیر موجودگی میں سسر نے مجھے ذرا سی بات پر مارنا شروع کر دیا، میں ساس کے کمرے کی جھاڑو لگا رہی تھی اور بیٹھی ہوئی تھی کہ سسر نے میرے سینے پر غلط جگہ پر لاتیں مارنا شروع کر دیں، میں کسی طرح اپنا بچاؤ کر کے کھڑی ہوئی اور اس طرح سسر نے گھسیٹ کر مجھے گھر سے باہر پھینک دیا میں رات کے تین بجے تک باہر بیٹھی رہی؛ لیکن مجھے ان لوگوں نے گھر میں نہیں بلایا، مجبوراً میں اپنے میکے آگئی۔ اب وہ لوگ چاہتے ہیں کہ میں واپس ان کے گھر چلی جاؤں۔ چاہوں تو علاحدہ کہیں اور گھر لے کر ان کے بیٹے کے ساتھ رہنے لگوں، کیا یہ ممکن ہے؟ مجھے کوئی بہتر حل بتا کر فیصلہ کرنے میں میری راہنمائی فرمائیں۔ (شکریہ)

الجواب ــــــــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

مرد وعورت کا شہوت کے ساتھ ایک دوسرے کو چھونے سے ہر ایک کے اصول وفروع دوسرے پر حرام ہو جاتے ہیں، لہٰذا صورت مسئولہ میں اگر سسر نے اپنی بہو کو شہوت کے ساتھ ہاتھ لگایا ہو (جیسا کہ بظاہر عورت کے بیان کردہ تحریر "اس خوشی میں تم مجھے اپنے ہونٹ چوسنے دو... میرا چہرہ اوپر اٹھانے لگے" سے معلوم ہوتا ہے) تو مذکورہ شخص پر اس کی بیوی ہمیشہ کے لیے حرام ہو جائے گی، بشرطیکہ شوہر بیوی کی بات کی تصدیق کرے، یا شوہر کا غالب گمان ہو کہ اس کی بیوی سچ بول رہی ہے۔ نیز اگر شوہر بیوی کی بات کو نہیں مان رہا ہو، اور بیوی کو یقین ہو، یا قرائن قویہ سے معلوم ہو رہا ہو کہ سسر نے شہوت کے ساتھ ہاتھ لگایا ہے تو عورت کے لیے مرد کے ساتھ ازدواجی زندگی بسر کرنا جائز نہیں؛ بلکہ خلع وغیرہ کے ذریعے سے اس شوہر سے خلاصی حاصل کرے۔ (کمافی الحیلۃ الناجزۃ ص:۱۷۳)

لما فی الشامية (۳۷/۳): (قوله: وفي الفتح، إلخ) قال فيه والحاصل أنه إذا أقر بالنظر وأنكر الشهوة صدق بلا خلاف وفي المباشرة لا يصدق بلا خلاف فيما أعلم وفي التقبيل اختلف فيه قيل لا يصدق لأنه لا يكون إلا عن شهوة غالبا فلا يقبل إلا أن يظهر خلافه بالانتشار ونحوه وقيل يقبل وقيل بالتفصيل بين كونه على الرأس والجبهة والخد فيصدق أو على الفم فلا والأرجح هذا إلا أن الخد يترائى إلحاقه بالفم، آه ... (قوله: ولا يصدق أنه كذب، إلخ) أي عند القاضي أما بينه وبين الله تعالى إن كان كاذبا فيما أقر لم تثبت الحرمة.

وفيه أيضاً (۲۵۱/۳): والمرأة كالقاضي إذا سمعته أو أخبرها عدل لا يحل لها تمكينه.

(نجم الفتاویٰ: ۲۴۲/۴-۲۴۴)

سسر کے پاؤں دبانے سے نکاح کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ بہو نے سسر کے پاؤں دبائے سسر کے کہنے پر جس کی وجہ سے سسر کا آلہ منتشر ہو گیا، کیا اس سے بہو کا نکاح اس شخص کے بیٹے کے ساتھ باقی رہا، یا ختم ہو گیا اور اگر سسر کو انزال ہو جائے تو پھر کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

بہو کا سسر کے پاؤں دبانے سے اگر سسر کے آلہ تناسل میں انتشار پیدا ہو گیا تو بہو اپنے شوہر پر حرام ہو گئی، البتہ اگر بہو کے ہاتھ لگانے سے سسر کو انتشار کے ساتھ ساتھ انزال بھی ہو گیا تو پھر حرمت ثابت نہ ہو گی، نیز بہو سے جسم دبوانا درست نہیں، اس سے قطعاً اجتناب برتا جائے۔

لما في المصنف لابن أبي شيبة (۹۷/۹، كتاب النكاح): عن عمرو بن حزم قال: سئل جابر بن زيد عن جارية كانت لرجل ممن قبلها بيده أو بصر عورتها ثم وهبها لابن له أيصح أن يطأها؟ قال: لا.

وفی مصنف عبدالرزاق (۲۷۸/٦، باب:وربائبکم):عن ابراهيم قال: إذا قبل الرجل المرأة من شهوة، أو مس أو نظر إلى فرجها لاتحل لأبيه ولا لابنه.

وفی الشامية (۳۳/۳):(قوله:وحدها فيهما) أی حد الشهوة فی المس والنظر ح (قوله:أو زيادته) أی زيادة التحرک إن كان موجوداً قبلهما (قوله:به يفتی)... (قوله: وفی امرأة ونحو شيخ، إلخ) قال فی الفتح: ثم هذا الحد فی حق الشاب، أما الشيخ والعنين فحدهما تحرک قلبه أو زيادته إن كان متحركا لا مجرد ميلان النفس فإنه يوجد فيمن لا شهوة له أصلا كالشيخ الفانی...(قوله:فلا حرمة) لأنه بالإنزال تبين أنه غير مفض إلى الوطء، هداية. (نجم الفتاویٰ:۲۵۰/۴، ۲۵۱)

باپ کا بہو سے زنا کرنے کی وجہ سے قطع تعلق کا حکم:

مفتی صاحب! درج ذیل باتوں سے متعلق استفسار کرنا ہے:

سوال (۱) ایک شخص نے اپنی بہو کے ساتھ زنا کیا ہے اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

(۲) باپ کے ساتھ یہ بیٹا رہ سکتا ہے یا نہیں؟ کیا اس عورت سے کوئی دوسرا بیٹا شادی کر سکتا ہے یا نہیں؟

(۳) کیا باپ سے تعلق رکھ سکتا ہے یا قطع تعلق کرے؟

الجواب ــــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

(۱) پہلی صورت میں یہ عورت اپنے شوہر پر ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی۔

(۲) دوسری صورت میں کوئی دوسرا بیٹا بھی؛ یعنی اس کے شوہر کا بھائی بھی شادی نہیں کر سکتا۔

(۳) اگر مقصود اپنے والد کو اس غلطی پر تنبیہ ہو کہ وہ اس پر نادم ہو کر سچی توبہ کرے اور آئندہ اس فعل بد سے احتراز کا عزم کر لیں تو اس بنا پر قطع تعلق کی گنجائش ہے۔

لما فی الدر المختار (۳۲/۳):(و) حرم أيضا بالصهرية (أصل مزنيته) أراد بالزنى الوطء الحرام (و) أصل (ممسوسته بشهوة).

وفی الشامية تحته:(قوله:وحرم أيضا بالصهرية أصل مزنيته)قال فی البحر:أراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربع حرمة المرأة على أصول الزانی وفروعه نسبا ورضاعا. (نجم الفتاویٰ:۲۴۴/۴)

بہو کے کمرہ میں خسر کے جانے سے حرمت مصاہرت نہیں ہوتی ہے:

سوال: سعیدہ خاتون کی شادی شیخ مقبول سے ہوئی۔ ایک دن سعیدہ خاتون کے سسر اس کے کمرہ میں تنہا چلے گئے، کیا بیوی اپنے شوہر کے لیے حلال رہی؟ شوہر بیوی کو نان ونفقہ بھی نہیں دیتا ہے۔

الجواب ــــــــــــــــــ وبالله التوفيق

صورت مسئولہ میں تحریر سے بھی اور زبانی معلوم کرنے سے بھی یہ بات معلوم ہوئی کہ سعیدہ خاتون کے سسر نے

شہوت کے ساتھ مس وغیرہ نہیں کیا ہے؛ بلکہ صرف کمرہ میں گیا تھا، لہٰذا اس سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوئی اور سعیدہ خاتون شیخ مقبول کے لیے حلال ہے۔(۱) اگر شیخ مقبول اپنی بیوی کو نان ونفقہ نہیں دیتا ہے اور حقوق زوجیت ادا نہیں کرتا ہے تو لڑکی فسخ نکاح کے لیے دارالقضاء امارت شرعیہ میں درخواست دے سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللہ خالد مظاہری، ۱۸/۴/۱۴۰۱ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ:۴/۲۲۸-۲۲۹)

باپ کا لڑکے کی مطلقہ سے نکاح:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ایک شخص اپنے لڑکے کی بیوی سے طلاق ہوجانے بعد نکاح کرنا چاہتا ہے، کیا ایسا کرنا جائز ہے، یا نہیں؟ جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

(المستفتی: مقصود احمد، ساکن: بھینسیہ، کٹگھر، مرادآباد)

باسمه سبحانه وتعالىٰ، الجواب ــــــــــــــــــــ وبالله التوفيق

لڑکے کی بیوی ہمیشہ ہمیش کے لیے حرام ہوجاتی ہے، چاہے لڑکا طلاق دے دے، یا اس کا انتقال ہوجائے، کسی بھی طرح جائز نہیں۔

وحرم بالمصاهرة [إلىٰ قوله] وزوجة أصله وفرعه. وفي الشامية: وحلائل أبناء كم الذين من أصلابكم الخ وقوله لالإحلال حليلة الإبن رضاعاً، فإنها تحرم كالنسب. (الدر المختار مع الشامي، كوئٹه: ۲/۳۱۲، كراچی: ۳/۳۱، زكريا: ٤/١٠٥) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۵/صفر المظفر ۱۴۰۸ھ (فتویٰ نمبر: الف ۲۳/۴۸۶) (فتاوی قاسمیہ:۱۳/۳۶۳) ☆

---

(۱) اس لیے کہ حرمت مصاہرت کے لیے زنا یا مس بالشہوۃ ضروری ہے۔ من زنى بامرأة حرمت عليه أمها وبنتها ... ومن مسته امرأة بشهوة حرمت عليه أمها وابنتها. (الهداية: ٢/٣٠٩)

☆ **بیٹے کی مطلقہ سے نکاح:**

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ باپ اپنے بیٹے کی مطلقہ عورت سے نکاح کرسکتا ہے، یا نہیں؟ باحوالہ جواب عنایت فرمائیں۔ (المستفتی: عبدالرحمٰن، محلہ لالباغ، مرادآباد)

باسمه سبحانه وتعالىٰ، الجواب ــــــــــــــــــــ وبالله التوفيق

باپ کے لیے اپنے نسلی بیٹے کی مطلقہ عورت سے نکاح کرنا حرام ہے، اگر کرلیا تو نکاح منعقد ہی نہ ہوگا اور کسی بھی حالت میں اس کی بیوی نہ ہوگی۔

قال الله تعالىٰ: ﴿وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ﴾ (النساء:٢٣)

عن عبد الرزاق عن ابن جريج قال: قلت لعطاء وحلائل أبنائكم الرجل ينكح المرأة لايراها حتى يطلقها أتحل لأبيه؟ قال هي مرسلة وحلائل أبنائكم الذين من أصلابكم. (مصنف عبد الرزاق، كتاب النكاح، باب وحلائل أبنائكم، المجلس العلمي: ٦/٢٨٠، رقم: ١٠٨٣٧) ==

جس سالی کو شہوت سے چھوا، وہ اپنے شوہر پر حرام نہ ہوئی:

سوال: ہندہ پر یہ تہمت لگائی جاتی ہے کہ اس کے بہنوئی نے اس کی چھاتی پر کرتا اتار کر ہاتھ پھیرا ہے، صرف زید کی جو مسماۃ کے شوہر کا حقیقی بھائی ہے، یہ شہادت ہے، اس شہادت کو مانتے ہوئے نکاح میں کچھ فرق تو نہیں آیا اور ہندہ اپنے شوہر پر حرام تو نہیں ہوئی؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــ

ہندہ کے بہنوئی نے اگر یہ حرکت ہندہ کے ساتھ کی بھی ہو تو ہندہ اپنے شوہر پر حرام نہیں ہوئی؛ کیوں کہ کوئی وجہ حرمت کی اس میں پائی نہیں گئی۔(۱) علاوہ بریں ایک شخص کے قول سے یہ تہمت ثابت بھی نہیں ہوسکتی اور اگر شوہر بھی خود اس فعل کو دیکھتا تو اس کی زوجہ اس پر حرام نہ ہوتی باقی، اگر ہندہ اور اس کے بہنوئی میں درحقیقت ایسا معاملہ ہوا ہے تو وہ دونوں گناہ گار ہوئے توبہ کریں، یہی اس کا کفارہ ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۷/۳۲۷-۳۲۸)

بحالتِ نابالغی سالی کا بوسہ لینے سے حرمت:

سوال: زید نے نابالغی کی حالت میں اپنی سالی کا بوسہ لیا اور وہ سالی عمر میں زید سے بڑی یعنی بالغ ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اب زید کا تعلق اپنی بیوی سے کیسا ہوگا؟ فقط

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

صورت مسئولہ میں زید کی بیوی زید پر حرام نہ ہوگی؛ بلکہ بدستور سابق بیوی رہے گی؛ کیوں کہ سالی کا تعلق بیوی سے جزئیت کا نہیں، نہ اصلاً، نہ فرعاً۔

"وثبوت الحرمة بالمس ليس إلا لكونه سبباً للجزئية". (كذا في الغنية)(۲)

نیز حرمت مصاہرت کے لیے بلوغ، یا کم از کم مراہقت شرط ہے۔

== حدثنا وكيع ابن جراح عن ابن طاؤس عن أبيه قال: إذا تزوج الابن لم تحل للأب دخل بها، أولم يدخل. (الحديث) (مصنف ابن أبي شيبه، كتاب النكاح، في الرجل يملك عقد المرأة، أتحل لأبيه إذا لم يدخل بها؟ مؤسسة علوم القرآن: ۹/۹٤، رقم: ١٦٤٦٦)

وزوجة أصله، وفرعه مطلقاً ولو بعيداً دخل بها، أو لا. (الدرالمختار مع الشامي، زكريا: ۱۰۵/٤، كراچی: ۳/۳۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۷/رجب المرجب ۱۴۲۶ھ (فتویٰ نمبر: الف ۸۸۹۰/۳۸) (فتاوی قاسمیہ: ۱۳/۲۸۵، ۲۸۶)

(۱) ولذا لو زنت امرأة رجل لم تحرم عليه وجاز له وطؤها عقب الزنا. (رد المحتار، فصل في المحرمات: ۲/۳۸٦، ظفير)

(۲) حاشية الشرنبلالي على درر الحكام شرح غرر الحكام، فصل في المحرمات: ۱/۳۰۰، دار إحياء الكتب العربية بيروت، انيس/ وفي الفتح: وَثُبُوتُ الْحُرْمَةِ بِالْمَسِّ لَيْسَ إِلَّا لِكَوْنِهِ سَبَبًا لِهَذَا الْوَطْءِ. (فتح القدير، فصل في بيان المحرمات: ۳/۲۱۹، دار الفكر بيروت، انيس)

’’ وكذا تشترط الشهوة في الذكر، فلو جامع غير مراهق زوجة أبيه، لم تحرم، فتح‘‘. (الدر المختار: ۱۸۸/۱)(۱) فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۵/۲/۱۳۵۳ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد: صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۶۲/صفر ۱۳۵۳ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۴۱۶/۱۱)

سالی کے سینے کو چھونے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ میں نے اپنی زوجہ کی بہن کو غلط ارادہ سے دیکھا اور اس کے سینہ کو چھوا، اس کے بعد یہ حرکت نہیں کی تو میری بیوی کے نکاح میں تو کوئی نقص نہیں آیا؟

(المستفتی: محمد مشرف علی، چگر کالونی، مرادآباد)

باسمه سبحانه وتعالىٰ، الجواب ــــــــــــــــ وبالله التوفيق

سالی کے ساتھ غلط فعل کرنے اور بدنیتی سے اس کو چھونے سے بیوی حرام نہیں ہوتی۔

وطء أخت امرأته لا تحرم عليه امرأته. (الدر المختار، فصل في المحرمات، زكريا: ۱۰۹/٤، كراچی: ۳٤/۳)

البتہ اگر خدانخواستہ ساس کو بدنیتی سے چھودیا جائے گا تو بیوی حرام ہوجائے گی۔

قال في الذخيرة: وإذا قبلها، أولمسها، أونظر إلى فرجها، ثم قال: لم يكن عن شهوة ذكر الصدر الشهيد، أنه في القبلة يفتىٰ بالحرمة، ما لم يتبين أنه بلاشهوة، و في المس والنظر لا إلا أن يتبين أنه بشهوة؛ لأن الأصل في التقبيل الشهوة بخلاف المس والنظر. (شامی، كراچی: ۳٥/۳، زكريا: ۱۱۲/٤، الهندية، زكريا: ۲۷٦/۱، جديد: ۳٤۱/۱)

لو قبل الرجل امرأته تثبت الحرمة ما لم يظهر أنه قبلها بغير شهوة وفي المس مالم يعلم أنه كان عن الشهوة لاتثبت الحرمة. (قاضی خان على الهندية، زكريا: ۳٦۱/۱، جديد: ۲۱۹/۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۲۶/صفر المظفر ۱۴۱۶ھ (فتویٰ نمبر: الف ۴۳۵۵/۳۲)

الجواب صحیح: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۲۶/۲/۱۴۱۶ھ۔ (فتاوی قاسمیہ: ۳۷۹/۱۳، ۳۸۰)

سالی سے زنا کیا تو بیوی حرام نہ ہوئی؛ لیکن ساس سے زنا کیا تو حرام ہوگئی:

سوال: کسی نے بی بی کی موجودگی میں سالی سے زنا کیا، بی بی اس پر حرام ہوئی، یا نہیں؟ اور اگر خوش دامنہ سے کسی نے زنا کیا تو بی بی حرام ہوئی، یا نہیں؟ اور اگر حرام ہوگئی تو حلال ہونے کی کوئی صورت ہے، یا نہیں؟

الجوابــــــــــــــــ

سالی سے زنا کرنے میں زوجہ اس پر حرام نہیں ہوئی، (۲) اور خوش دامنہ کے ساتھ زنا کرنے سے زوجہ اس کی اس پر

(۱) الدر المختار مع رد المحتار، فصل في المحرمات: ۳۷/۳، كتاب النكاح، سعيد

(۲) وطيء أخت إمرأته لاتحرم عليه امرأته. (الدر المختار علىٰ هامش ردالمحتار، فصل في المحرمات: ۳۸٦/۲، ظفير)

حرام ہوگئی، پھر زوجہ کے حلال ہونے کی کوئی صورت نہیں ہے۔(۱) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۷/۳۴۴)

سالی سے زنا کرنے سے بیوی حرام نہیں ہوتی:

سوال: اگرکوئی شخص اپنی بیوی کی بہن سے زنا کرےاورحمل قرار پائے، یانہیں تواس کی اصل بیوی اس کے تحت میں رہے گی، یانہیں؟

الجواب

بیوی کی بہن سے زنا کرنے سے اصل بیوی حرام نہیں ہوتی،اس کا نکاح بحالہ باقی ہے۔ہاں زانی کوگناہ شدید ہوگا۔(امدادالاحکام: ۳/۳۸۰) ☆

سالی سے زنا کرنے سے بیوی نکاح سے خارج نہیں ہوتی:

(الجمعیۃ،مورخہ ۱۰/فروری ۲۷ء)

سوال(۱) ایک شخص کی زوجہ موجود ہےاوردونابالغ بچے بھی ہیں،اسی دوران میں اس کا ناجائز تعلق سالی سے ہوگیا اوراس کی زوجہ کومعلوم ہوگیا تووہ اپنے شوہر کے پاس جاسکتی ہے، یانہیں؟

(۲) ایک عورت نے شوہر کے ہوتے ہوئے دوسرے مرد سے ناجائز تعلق کرلیا تو نکاح میں فرق آیا، یانہیں؟ اگرمردکواس کے تعلق کاعلم ہوگیا تو نکاح میں فرق آیا، یانہیں؟

الجواب

سالی کے ساتھ ناجائز تعلق ہوجانے کی وجہ سے اس کی بیوی اس پرحرام نہیں ہوئی،(۲) اورنکاح میں کوئی فرق نہیں آیااورجب تک اس کی بیوی اس کے نکاح میں ہے،سالی سے نکاح نہیں ہوسکتا۔(۳)

---

(۱) والزنا واللمس والنظربشهوة يوجب حرمة المصاهرة... أراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربع حرمته المرأة علىٰ أصول الزاني وفروعه نسباً ورضاعاً وحرمة أصولها وفروعها على الزاني نسباً ورضاعاً،كما في الوطء الحلال.(البحر الرائق، فصل في المحرمات: ۳/۱۰۵ـ۱۰۸،ظفير)

☆ **سالی سے زنا کرنے سے بیوی حرام نہیں ہوتی:**

سوال: آیاسالی سے ناجائز تعلقات ہونے کی بناپرنکاح برقراررہتاہے، یانہیں؟

الجواب

سالی سے زنا کرنا، یاناجائز مقاربہ کرناسخت گناہ کوموجب ہے؛لیکن اس سے بیوی حرام نہیں ہوتی۔واللہ سبحانہ اعلم ۲۲/۷/۱۳۹۷ھ (فتاویٰ عثمانی: ۲/۲۵۴)

(۲) وطی أخت إمرأة لاتحرم عليه امرأته.(الدرالمختار، كتاب النكاح،فصل في المحرمات: ۳/۳٤،سعيد)

(۳) ﴿وأن تجمعوا بين الأختين﴾(النساء: ۲۳)

(۲) اگر منکوحہ عورت حرام کاری کرے تو اس کا نکاح نہیں ٹوٹتا۔(۱) خاوند اگر رکھنا چاہے تو وہ بدستور اس کے پاس رہ سکتی ہے،(۲) اور جب کہ خاوند کو اس کی حرام کاری کا علم ہو تو اس کے ذمہ کوئی مواخذہ نہیں ہے۔فقط

محمد کفایت اللہ غفر لہ (کفایت المفتی:۵/ ۳۰۸-۳۰۹)☆

سالی کے ساتھ زنا کرنے سے نکاح میں کچھ خرابی آئے گی، یا نہیں:

سوال: عورت کی بہن یعنی سالی کے ساتھ زنا کرلے تو عورت حرام ہو جائے گی، یا نہیں؟

الجواب

صورت مسئولہ میں ہمیشہ کے لیے حرام نہ ہوگی؛ لیکن بعض فقہا نے لکھا ہے کہ جب تک اس کو (سالی) کو ایک حیض نہ آجائے، اس وقت تک عورت کے ساتھ صحبت نہ کرے۔

(۱) والمزنی بها لاتحرم علىٰ زوجها.(الدرالمختار، كتاب النكاح،باب المحرمات:۵/۳،سعيد)

(۲) لا يجب على الزوج تطليق الفاجرة.(الدرالمختار، كتاب النكاح،باب المحرمات:۵۰/۳،سعيد)

"عن ابن عباس رضى الله تعالىٰ عنهما قال: جاء رجل إلى النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فقال: إن امرأتى لاتمنع يدلامس، قال:"غربها إن شئت"قال: إنى أخاف أن تتبعها نفسى ، قال: استمتع بها".(سنن النسائى،كتاب الطلاق، باب ماجاء فى الخلع:۱۰۷/۲،ط:قديمى،انيس)

☆ سالی سے زنا کرنے سے نکاح نہیں ٹوٹتا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کسی شخص نے اپنی سالی سے زنا کرلیا، تو کیا اس کی بیوی نکاح میں رہے گی یا نہیں؟

باسمه سبحانه وتعالىٰ، الجواب وبالله التوفيق

اگر سالی سے سالی سمجھ کر زنا کیا ہے، تو یہ بہت بڑا گناہ اور سخت معصیت ہے؛ البتہ اس سے بیوی نکاح سے نہیں نکلے گی۔

(مستفاد: فتاویٰ محمودیہ:۴۰۹/۱۱،ڈابھیل)

قال الله تعالىٰ:﴿وَلَا تَقْرَبُوْا الزِّنَا﴾(الإسراء:۳۲)

أخرج البيهقى عن ابن عباس رضى الله عنهما حديثا فيه ...قال: كان الرجل إذا زنى أو أذى فى التعبير وضرب النعال فأنزل الله عزوجل بعد هذا: الزانية والزانى فاجلدوا كل رجما فى سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم، وهذا سبيلهما الذى جعل الله لهما.(السنن الكبرىٰ للبيهقى،باب ما يستدل به:۴۱۶/۱۲،رقم:۱۷۳۸۸)

عن ابن عباس رضى الله عنه قال: جاء رجل إلى النبى صلى الله عليه وسلم فقال:إن امرأتى لا تمنع يد لامس، قال غربها قال: إنى أخاف أن تتبعها نفسى قال: فاستمتع بها. (سنن أبى داؤد، أول كتاب النكاح: ۲۸۰/۱،رقم:۲۰۴۹،سنن النسائى، كتاب النكاح ،باب كراهية تزويج العقيم :۷۰/۲، رقم:۳۲۲۶، كتاب الطلاق،باب ما جاء فى الخلع:۱۰۶/۲ رقم: ۳۴۶۱)

وطء أخت امرأته لا تحرم عليه امرأته، ووجهه أنه لا اعتبار لماء الزانى. (ردالمحتار، فصل فى المحرمات:۳۴/۳، كراچى، كذا فى خلاصة الفتاوىٰ، كتاب النكاح ،الفصل الثانى ۷/۲،لاهور) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ،۱۵/۹/۱۳/۱۴۱۳ھ۔(کتاب النوازل:۸/ ۳۱۳،۳۱۴)

وفی الدرایة عن الکامل: لوزنی باحدی الأختین لا یقرب الأخریٰ حتیٰ تحیض الأخریٰ حیضة. (شامی: ۳۸۶/۲، فصل فی بیان المحرمات) (فتاویٰ رحیمیہ: ۸/۔۔۔۔۔۔۔)

سالی سے زنا کرنے سے بیوی حرام نہیں ہوتی ہے:

سوال: زید نے بیوی کی موجودگی میں سالی سے زنا کیا، اس صورت میں زید کی بیوی زید کے لیے حلال رہی، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

سالی سے زنا اگر چہ بڑا گناہ ہے؛ لیکن اس سے بیوی ہمیشہ کے لیے حرام نہیں ہوتی، (۱) جب تک سالی سے تعلق رہے گا، بیوی کے پاس جانا حرام ہوگا، جب اس سے تعلق منقطع کرے اور وہ کم سے کم ایک حیض ختم کرلے، یا حاملہ ہوگئی ہو تو اس کو وضع حمل ہوجائے، تب بیوی کے پاس جانا جائز ودرست ہوگا۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی، ۱۳۷۱/۱۰/۳۰ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲۳۲/۴)

کیا سالی سے زنا کرنے کی وجہ سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ کسی نے نسبتی ہمشیرہ جس کو عرف عام میں سالی کہتے ہیں؛ یعنی بیوی کی سگی بہن سے زنا کرلیا اور کرتا رہتا ہے تو کیا ایسی حالت میں بیوی سے نکاح باقی رہتا ہے، یا باطل ہوجاتا ہے؟ دلائل کی روشنی میں مسئلہ کی وضاحت فرمائیں۔ (المستفتی: نسیم احمد، ہلدوانی)

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ، الجواب ــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

ایسی صورت میں بیوی کے ساتھ نکاح تو بدستور باقی ہے؛ مگر سالی کے ساتھ جو حرکت ہوتی ہے، وہ گناہ عظیم کا سبب ہے، دونوں پر سخت پابندی لگائی جانی چاہیے اور دونوں پر لازم ہے کہ اپنے اس فعل شنیع سے خالص توبہ کرلیں۔

وطء أخت امرأته لاتحرم علیه امرأته. (الدر المختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، کراچی: ۳۴/۳، زکریا: ۱۰۹/۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۹/ صفر المظفر ۱۴۱۸ھ (فتویٰ نمبر: الف ۵۱۶۹/۳۳)

الجواب صحیح: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۱۴۱۸/۲/۹ھ۔ (فتاوی قاسمیہ: ۳۷۳،۳۷۲/۱۳)

---

(۱) وطئ أخت امرأته لاتحرم علیه امرأته. (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المحرمات: ۲۸۱/۲)

(۲) لوزنی بأحدی الأختین لا یقرب الأخری حتی تحیض الأخری حیضة. (ردالمحتار: ۲۸۱/۲)

☆ **سالی سے بدکاری کے بعد بیوی نکاح میں رہے گی، یا نہیں:**

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ کسی نے اپنی سالی کے ساتھ صحبت کرلی، یا اس سے نکاح کرلیا، ان دونوں حالتوں میں منکوحہ عورت نکاح میں رہے گی، یا مطلقہ ہوجائے گی، ان دونوں کے بارے میں کیا احکام ہیں؟ (المستفتی: عفیف احمد، ہری چوک، مرادآباد) ==

منکوحہ اپنے بہنوئی سے زنا کرائے تو شوہر پر حرام ہوگی، یا نہیں:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ میری شادی محسنہ خاتون سے ۲۴؍مئی ۱۹۸۸ء کو نگینہ ضلع بجنور سے ہوئی اور محسنہ خاتون اپنے بہنوئی سے زنا کرائی ہے اور زنا کے دو حمل گروا چکی ہے اور ایک سال سے زائد کا لڑکا اس کے پاس موجود ہے اور میری بیوی محسنہ کو دو مہینے کا مجھ سے حمل ہے اور محسنہ کی بڑی بہن تنظیم فاطمہ میرے گھر آئی تو اس کو بلا کر اپنے شوہر کے پاس لے گئی اور محسنہ بھی وہی ہے، وہ اپنے بہنوئی تنظیم کے شوہر سے زنا کراتی ہے اور جب میں اپنی بیوی محسنہ خاتون کو بلانے گیا تو اس کی بڑی بہن اور بہنوئی نے منع کر دیا اور آنے نہیں دیا اور بہنوئی دونوں بہنوں کو اپنے گھر میں رکھ رہا ہے (تنظیم فاطمہ اور محسنہ کو) اب اگر میری بیوی محسنہ میرے گھر میں آجائے تو میں اس کو اپنے گھر رکھ سکتا ہوں، یا نہیں؟ اور اس عورت کا میدان حشر میں اور قبر میں کیا حال ہوگا، جو اپنے شوہر کو چھوڑ کر بہنوئی سے زنا کراتی ہے، لہٰذا اس مسئلہ میں قرآن وحدیث سے جواب دیا جائے اور اس کا بھی جواب دیں کہ بیوی میری نکاح میں رہے گی، یا نہیں؟ آپ کی بہت مہربانی ہوگی۔

== باسمه سبحانه وتعالىٰ، الجواب ــــــــــــ وبالله التوفيق

اپنی سالی سے زنا کرنے سے بیوی کے نکاح میں شرعاً کوئی فرق نہیں پڑتا، نکاح بحالہ قائم رہتا ہے، البتہ سالی اور خود گناہ کبیرہ کے مرتکب اور مردود بارگاہ ہوں گے۔ نیز بیوی کی موجودگی میں سالی کے ساتھ نکاح شرعاً باطل ہوتا ہے اور حرام کاری کی زندگی میں مبتلا رہیں گے اور بیوی کے نکاح میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔

وطء أخت امرأته لاتحرم عليه امرأته. (الدرالمختار، كتاب النكاح، فصل في المحرمات، زكريا: ٤/ ١٠٩، كراچی: ٣/ ٣٤)

إذا تزوجهما على التعاقب، وكان نكاح الأولىٰ صحيحاً، فإن نكاح الثانية، والحالة هذه باطل قطعاً. (شامي، كراچی: ٣/ ٣٨، زكريا: ٤/ ١١٦) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۲۰؍محرم الحرام ۱۴۰۸ھ (فتویٰ نمبر: الف ۲۵/ ۱۶۱۸) (فتاوی قاسمیہ: ۱۳/ ۳۷۴)

سالی سے وطی کرنے سے بیوی حرام ہوگی، یا نہیں:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید نے اپنی بیوی کو نکاح میں رکھتے ہوئے اپنی سالی سے وطی کرلیا تو اس کی بیوی اس پر حرام ہوگی، یا نہیں؟

باسمه سبحانه وتعالىٰ، الجواب ــــــــــــ وبالله التوفيق

اپنی سالی سے زنا کرنے کی صورت میں زید پر اس کی بیوی حرام نہیں ہوئی؛ بلکہ نکاح بدستور باقی ہے؛ لیکن زید اور زانیہ سالی دونوں پر اس فعل بد سے توبہ کرنا لازم اور ضروری ہے۔

وطئ أخت امرأته لا تحرم عليه امرأته. (الدرالمختار كتاب النكاح، فصل في المحرمات كراچی: ٣/ ٣٤، زكريا: ٤/ ١٠٩) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۱۴؍شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ (فتویٰ نمبر: الف ۳۹/ ۱۰۷۶۶) (فتاوی قاسمیہ: ۱۳/ ۳۷۶)

باسمه سبحانه وتعالیٰ، الجواب ــــــــــــــــــــــ وبالله التوفيق

سالی کو ناجائز تعلق کے لیے گھر میں رکھنا حرام اور غضب الٰہی کے تسلط کا خطرہ ہے، علاقہ کے مسلمانوں پر ضروری ہے کہ اس شخص کو اس نازیبا حرکت سے روک دیں، اگر نہ مانے تو برادری کے لوگ اس سے بائیکاٹ کردیں، ورنہ سب لوگ گنہگار ہوں گے۔

﴿وَلَا تَرْكَنُوْا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ﴾ (سورة الهود: ۱۱۳)

نیز محسنہ اس حرکت کی وجہ سے اپنے شوہر کے نکاح سے باہر نہیں ہوئی؛ بلکہ بدستور شوہر کے نکاح میں برقرار رہے گی، لہٰذا محمد اقبال شوہر اپنی بیوی محسنہ کو اپنے پاس رکھ سکتا ہے، اس پر کوئی گناہ نہیں ہے؛ بلکہ محسنہ اور اس کے بہنوئی گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوئے ہیں، ان توبہ کر کے باز آجانا لازم ہے۔

لو زنت امرأة رجل لم تحرم عليه وجازله وطؤها عقب الزنا. (شامي، كراتشي: ۳/ ۳۴، زكريا: ۴/ ۱۰۹)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۱۴/ صفر المظفر ۱۴۰۹ھ (فتویٰ نمبر: الف ۲۴/ ۱۱۱۴) (فتاوی قاسمیہ: ۱۳/ ۳۷۴، ۳۷۶)

سالی سے زنا اور حرمت مصاہرہ:

سوال: اگر کسی نے اپنی سالی سے زنا کیا اور زنا بھول کر کیا اور ایسی حالت میں کہ اسے یہ محسوس ہو رہا تھا کہ وہ میری بیوی ہے، بعد میں معلوم ہوا کہ وہ اس کی سالی تھی، اب بتائے کہ اس کی بیوی اس کے نکاح میں برقرار رہی، یا نکاح سے نکلی گئی؟ مدلل تحریر کریں۔ اگر اس کو معلوم تھا کہ میری بیوی نہیں؛ بلکہ سالی ہے تو کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــ حامداً ومصلياً

اس کا نکاح تو باقی ہے، ختم نہیں ہوا؛ لیکن اگر اس سالی کو بیوی سمجھ کر وطی کی ہے تو یہ وطی بالشبہ ہے، ایسی حالت میں اس کو چاہیے کہ اپنی بیوی سے علاحدہ رہے، یہاں تک کہ سالی کو ایک حیض آجائے، اگر سالی کو سالی سمجھ کر وطی کی ہے تو یہ زنا ہے، سخت معصیت ہے، ایسی حالت میں بیوی سے کچھ بھی علاحدگی لازم نہیں۔

"وفي الخلاصة: وطى أخت امرأته، لاتحرم عليه امرأته، آه". (الدرالمختار)

وجہ: **"أنه لا اعتبار لماء الزاني، قال في البحر: لو وطى أخت امرأته بشبهة، تحرم امرأته ما لم تنقص عدة ذات الشبهة، آه".** (شامي: ۲/ ۲۸۱، بتقديم وتأخير) (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۸/ ۱/ ۱۴۰۱ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۱/ ۴۰۹)

سالی سے زنا کرنے پر حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی:

سوال: ایک شخص نے اپنی سالی کے ساتھ زنا کیا، اس کی منکوحہ یعنی مزنیہ کی ہمشیرہ اس شخص پر حرام ہوئی، یا نہیں؟

(۱) ردالمحتار، فصل في المحرمات: ۳/ ۳۷، كتاب النكاح، سعيد

الجواب

قال في البحر: لو وطء أخت إمرأة بشبهة تحرم إمرأته ما لم تنقض عدة ذات الشبهة.
وفي الدراية عن الكامل: ولو زنیٰ بإحدى الأختين لايقرب الأخرىٰ حتىٰ تحيض الأخرى حيضة.(۱)
وفي الخلاصة: وطی أخت إمرأته لاتحرم عليه إمرأته.
قال في الشامية: فالمعنى لاتحرم حرمة مؤبدة وإلا فتحرم إلىٰ إنقضاء عدة الموطوء ة.(۲)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ اس شخص پر اس کی منکوحہ ہمیشہ کے لیے حرام نہیں ہوئی؛ البتہ جب تک مزنیہ کہ ایک حیض نہ آ چکے، اس وقت تک اس منکوحہ بی بی سے علاحدہ رہنا واجب ہے۔ (امداد المفتین: ۴۶۳/۲) ☆

سالی سے وطی بالشبہہ ہو جانے کا حکم:

سوال: خالد رات میں اٹھا اور اپنی بیوی کے بستر پر گیا، اتفاق سے وہاں اس کی سالی سوئی ہوئی تھی، بیوی سمجھ کر اپنی سالی کے پاس گیا اور اس کے ساتھ وطی بھی کی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ بیوی نہیں؛ بلکہ سالی ہے تو ایسی صورت میں اس کی بیوی اس کے لیے حلال رہی، یا حرام ہوگئی؟ اور کیا مذکورہ صورت میں خالد کی بیوی پر عدت گزارنا بھی ضروری ہے؟ از روئے شرع جواب بوضاحت مع الدلیل عنایت فرمائیں۔

الجواب وباللّٰہ التوفیق

کوئی شخص اپنی سالی سے زنا کرے تو بیوی اس پر حرام نہیں ہوتی ہے، البتہ اگر بیوی سمجھ کر سالی سے وطی کر لے تو

(۱) البحر الرائق: ۱۷۰/۳، کتاب النکاح، فصل في المحرمات، ط: دار الکتب العلمية بيروت، انيس
(۲) الدر المختار مع رد المحتار: ۱۰۹/٤، ط: الرياض، انيس

☆ **سالی سے زنا کرنے سے بیوی حرام نہیں ہوتی:**

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید نے اپنی سالی سے زنا کیا اور وہ حاملہ ہوگئی، اس حالت میں زید کی بیوی زید پر حرام ہوگئی، یا نہیں؟ نکاح باقی رہے گا، یا نہیں؟

باسمه سبحانه وتعالىٰ، الجواب وباللّٰہ التوفیق

اس صورت میں زید کی بیوی اس کے نکاح سے خارج نہیں ہوئی، البتہ جب تک زید کی سالی کا وضع حمل نہ ہو جائے، اس وقت تک اُسے اپنی بیوی سے ہمبستری وغیرہ کرنا جائز نہیں ہے۔

قال قتادة: لا يحرمها ذٰلک عليه غير أنه لا يغشي امرأته حتى تنقضي عدة التي زنى بها. (المصنف لابن أبي شيبة: ٤٨٠/٣، رقم: ١٦٢٤٨، دار الكتب العلمية بيروت)

وفي الخلاصة: وطء أخت امرأته لا تحرم عليه امرأته، وتحته في الشامي: قوله: ولا تحرم أي لا تثبت حرمة المصاهرة فالمعنى: لا تحرم حرمة مؤبدة وإلا فتحرم إلى اقتضاء عدة الموطوء ة لو بشبهة، قال في البحر: لو وطیء أخت امرأته بشبهة تحرم امرأته مالم تنقض عدة ذات الشبهة. (الدر المختار مع الشامي، فصل في المحرمات: ٣٤/٣، کراچی: ١٩٠/٤، زکریا) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۱۹/۱۱/۱۴۱۰ھ۔ (کتاب النوازل: ۳۰۴/۸-۳۰۵)

بیوی سے اس وقت تک وطی نہیں کرسکتا ہے، جب تک اس سالی کی عدت نہ گزر جائے؛ یعنی اگر حیض آتا ہو تو تین حیض اور اگر حیض نہیں آتا ہے اور حاملہ بھی نہیں ہے تو تین ماہ اور اگر حاملہ ہے تو وضع حمل عدت ہے؛ کیوں کہ یہ وطی بالشبہہ ہے اور سالی سے وطی بالشبہہ کی صورت میں سالی کی عدت گزرنے تک بیوی حرام رہتی ہے، لہٰذا صورت مسئولہ میں خالد کی بیوی خالد کے لیے حرام نہیں ہوئی، البتہ جب تک سالی کی عدت نہ گزر جائے، وہ اپنی بیوی سے وطی نہ کرے۔

"وفی الخلاصة وطئ أخت امرأته لا تحرم عليه امرأته". (الدر المختار)

"وفی الشامية (قوله:وفی الخلاصة،الخ) هذا محترز التقييد بالأصول والفروع وقوله لاتحرم أی لا تثبت حرمة المصاهرة فالمعنى لا تحرم محرمة مؤبدة وإلا فتحرم إلٰی انقضاء عدة الموطوء ة لو بشبهة قال فی البحر لووطئ اخت امرأته تحرم امرأته ما لم تنقض عدة ذات الشبهة". (ردالمحتار: ۲۸۱/۲)

"لووطئ أخت امرأته بشبهة حيث تحرم امرأته ما لم تنقض عدة ذات الشبهة". (البحر الرائق: ۱۷۰/۳)

وفی الخانية: ومنها الجمع بين الأختين وطأ.إذا وطیء الرجل أخت امرأته بشبهة تجب العدة على الموطوئة ومالم تنقض عدتها لا يحل له أن يطأالمنكوحة. (الخانية على هامش الفتاویٰ الهندية: ۳٦٤/۱)

(وعدة المنكوحة نكاحا فاسدا) (والموطوء ة بشبهة) غير الأيسة والحامل(الحيض). (الدر المختار)

وفی الشامية قوله (الحيض) جمع حيضة أی عدة المذكورات ثلاث حيض إن كنّ من ذوات الحيض وإلا فالأشهر أو وضع الحمل. (ردالمحتار باب العدة: ٦٠٨/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد جنید عالم ندوی قاسمی، ۲۳/۶/۱۴۲۶ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲۳۱/۴-۲۳۲)☆

☆ سالی سے وطی بالشبہ کرنے سے بیوی حرام نہیں ہوتی:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ایک شخص کی ابھی نئی شادی ہوئے تین دن ہوئے تھے اور اسے اپنی بیوی سے روشناسی ٹھیک سے نہیں ہوئی تھی کہ ایک دوپہر کو وہ اپنی سسرال میں سورہے تھے اور بیوی کے انتظار میں تھے، اتنے میں ان کی ایک سالی آئی، جو ان کی بیوی کی بالکل ہم شکل تھی، اُنہوں نے اس سے ہم بستری کرلی اور وہ سالی کچھ نہیں بولی تو کیا یہ وطی بالشبہ میں داخل ہوگی، یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں نہیں؟

باسمه سبحانه وتعالٰی، الجواب ـــــــــــــــ وباللّٰه التوفيق

یہ صورت وطی بالشبہ کی ہے، اس کا حکم یہ ہے کہ اس شخص کی بیوی اس پر حرام تو نہیں ہوئی؛ البتہ سالی سے جماع کے بعد اس وقت تک اس کے لیے اپنی بیوی سے ہم بستر ہونا جائز نہیں ہے، جب تک کہ موطوءہ بالشبہ کی عدت (ایک حیض) نہ گزر جائے۔

عن أبی سعيد الخدری رضی اللّٰه عنه ورفعه أنه قال:لا توطأ حامل حتى تضع حملها،ولا غير ذات حمل حتى تحيض حيضة. (سنن أبی داؤد ،باب فی وطء السبايا: ۲۹۳/۱،رقم: ۲۱۵۷)

عن رويفع بن ثابت رضی اللّٰه عنه عن النبی صلى اللّٰه عليه وسلم قال:من كان يؤمن باللّٰه واليوم الآخر فلا يسقی ماء ه ولد غيره. (سنن الترمذی، باب الرجل يشتری الجارية وهی حامل: ۲۱٤/۱،رقم: ۱۱٤۰)

لو وطیء أخت امرأته بشبهة تحرم امرأته مالم تنقض عدة ذات الشبهة. (شامی: ۳٤/۳ كراچی)==

مزنیہ کی بہن سے نکاح اور سالی سے زنا کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ:

لو أن زيد زنى بامرأة فتزوج بأختها الصغيرة،أو الكبيرة،أوتزوج بامرأة، ثم زنىٰ بأختها صغيرة كانت أو كبيرة فسد النكاح أم لا؟ (المستفتی: ارشد خان شاہد)

باسمه سبحانه وتعالىٰ، الجواب ـــــــــــــــ وبالله التوفيق

زنا شریعت میں نہایت ہی قبیح شے ہے۔ قرآن وحدیث میں اس کی بڑی وعیدیں آئی ہیں؛ تاہم مزنیہ کی بہن سے نکاح کرنا جائز ہے اور بیوی کی بہن (سالی) سے زنا کرنے سے نکاح فاسد نہیں ہوتا؛ مگر مزنیہ کو ایک حیض آنے تک زانی کا اپنی بیوی سے الگ رہنا واجب ہے۔

في الخلاصة: وطى أخت امرأته لاتحرم عليه امرأته. (الدر المختار)

وفي الدراية: عن الكامل ولوزنىٰ باحدىٰ الأختين لاتقرب الأخرىٰ حتى تحيض الأخرىٰ حيضةً.

قال الشامي تحت (قوله لاتحرم): فالمعنىٰ لاتحرم حرمة مؤبدة وإلا فتحرم إلى انقضاء عدة الموطوء ة.

(شامي، كتاب النكاح، فصل في المحرمات، كراچي: ۳/۳٤، زكريا: ٤/۱۰۹، امداد المفتیین: ۴۵۳/۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۲۶/ جمادی الثانیہ ۱۴۲۰ھ (فتویٰ نمبر: الف ۶۱۸۶/۳۴)

الجواب صحیح: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۱۴۲۰/۶/۴ھ۔ (فتاوی قاسمیہ: ۳۷۶/۱۳، ۳۷۷)

سالی کو اٹھا کر لے جا کر اپنے ساتھ رکھنے سے کیا نکاح ٹوٹ جائے گا:

سوال (۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ بکر کے نکاح میں ہندہ ہے اور اس سے ایک لڑکی بھی ہے، دریافت یہ کرنا ہے کہ بکر اپنی سالی یعنی بیوی کی چھوٹی بہن کو زبردستی اس کے گھر سے رات کو اٹھا لے گیا، جس کی عمر ۱۳/ سال ہے اور اس کو چھ سات دن اپنے پاس رکھا اس کے بعد لڑکی کے والد اپنی لڑکی کو تلاش کر کے پھر واپس لے آئے تو بکر کا نکاح فسخ ہو گیا، یا نکاح باقی ہے؟

(۲) اگر نکاح ٹوٹ گیا تو دوبارہ ہندہ کا نکاح بکر سے ہو سکتا ہے، یا نہیں؟ (المستفتی: ابوالحسن، چھار چھ)

== **أما عدة الأقراء فلوجوبها أسباب : ... منها الوطء عن شبهة النكاح بأن زفت إليه غير امرأته فوطئها؛ لأن الشبهة تقام مقام الحقيقة في موضع الاحتياط؛ وإيجاب العدة من باب الاحتياط.** (بدائع الصنائع، في بيان حكم التوابع للطلاق العدة: ۳۰۳/۲، زكريا)

وفي التبيين: وعدة المنكوحة نكاحاً فاسداً والموطؤه بشبهة، الحيض للموت وغيره. (تبيين الحقائق: ۵۱۶/۳، ۵۱۸_۲۵٦/۳، زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۱۴۱۲/۱/۲۹ھ۔ (کتاب النوازل: ۳۱۲/۸، ۳۱۳)

باسمه سبحانه وتعالىٰ، الجواب ———————— وبالله التوفيق

(۲،۱) سالی کو اٹھا لے جانے اور ساتھ رکھنے سے بکر سخت گنہگار ہوا ہے، اسے اس گناہ سے فوراً توبہ کرنا لازم ہے؛ لیکن بکر اور ہندہ کے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑا، ہندہ بکر کے نکاح میں بدستور باقی ہے۔

وطى أخت امرأته لا تحرم عليه امرأته. (الدر المختار، كتاب النكاح، فصل في المحرمات، زكريا: ٤/ ١٠٩، كراتشي: ٣/ ٣٤) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۳/ ذی قعدہ ۱۴۱۷ھ (فتویٰ نمبر: الف ۳۲/ ۵۰۱۶)

الجواب صحیح: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۳/ ۱۱/ ۱۴۱۷ھ۔ (فتاوی قاسمیہ: ۱۳/ ۳۷۷، ۳۷۸)

سالی سے زنا کرنے پر حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی:

سوال: ایک شخص اپنی سالی (بیوی کی بہن) سے زنا کا مرتکب ہوا ہے، کیا اس کا نکاح ٹوٹ گیا، یا نہیں؟ یا نکاح میں کچھ خلل واقع ہوا ہے، یا نہیں؟

الجواب ————————————

اس شخص نے سخت گناہ کا ارتکاب کیا ہے، جس پر اسے توبہ استغفار کرنا چاہیے اور آئندہ اس سالی سے پردہ کا اہتمام کرنا چاہیے؛ لیکن اس عمل سے اس کی بیوی کے ساتھ نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑا، وہ بدستور اس کی منکوحہ ہے۔(۱) واللہ سبحانہ اعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ، ۱۲/ ۱/ ۱۴۲۲ھ، الجواب صحیح: احقر محمود اشرف غفر اللہ لہٗ

الجواب صحیح: محمد عبد اللہ عفی عنہ، الجواب صحیح: محمد عبد المنان اصغر علی ربانی، ۱/ ۴/ ۱۴۰۲ھ۔ (فتاویٰ عثمانی: ۲/ ۲۵۲-۲۵۳)

---

(۱) تاہم سالی کے استبراء؛ یعنی اس کے ایک حیض گزرنے تک، یا اس کے حاملہ ہونے کی صورت میں اس کے وضع حمل تک اپنی بیوی سے جماع کرنا جائز نہیں، بلکہ علاحدہ رہنا واجب ہے، دراصل اس مسئلے میں کہ مذکورہ صورت میں مزنیہ کا استبراء واجب ہے، یا مستحب؟ حضرات فقہائے کرام کے مختلف اقوال ہیں، جن کی روشنی میں محتاط یہی ہے کہ مزنیہ کا استبراء واجب ہے، تفصیل کے لیے حضرت والا دامت برکاتہم کا مصدقہ راقم کا درج ذیل فتویٰ ملاحظہ فرمائیں۔

مذکورہ مسئلے سے متعلق عبارات میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلے میں حضرات متقدمین کے مختلف اقوال ہیں، چناں چہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے دو قول مروی ہیں:

(۱) سالی سے زنا کی صورت میں سالی کے تین حیض گزرنے تک بیوی سے علاحدہ رہنا واجب ہے؛ یعنی مذکورہ صورت میں زنا سے عدت، نکاح میں عدت ہی کی طرح ہے۔

(۲) ایک حیض گزرنا واجب ہے۔

(۳) فقہائے حنابلہ نے ایک تیسرے قول کو بطور احتمال کے ذکر کیا ہے، جو اس کے ضعف کی طرف اشارہ ہے، وہ یہ ہے کہ ایسی صورت میں کچھ واجب نہیں؛ بلکہ بعض فقہائے حنابلہ نے یہ تیسرا قول ذکر ہی نہیں کیا۔

في المغني لابن قدامة تحت رقم المسئلة: ١١٣٩، ج:٩، ص:٤٧٩ و ٤٨٠ (طبع عالم الكتب الرياض) وإن زنىٰ بامرأة فليس له أن يتزوج أختها حتىٰ تنقضي عدتها وحكم العدة من الزنا والعدة من وطء الشبهة ==

بیوی کو طلاق دیئے بغیر شادی شدہ سالی سے نکاح کرنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ میں شہناز بنت ننہو ساکن میناٹھیر ضلع مرادآباد کی رہنے والی ہوں، میری شادی ۱۴/سال پہلے اظہار ولد حاجی حیار کے ساتھ ہوئی تھی، اظہار سے میرے دو بچے ہیں (لڑکا محمد ریاض اور لڑکی نور صبا) میری چھوٹی سگی بہن شاکرین کی شادی ناظم ولد چاند محمد بہر میٹھا

== كحكم العدة من النكاح،فإن زنى بأخت امرأته فقال أحمد: يمسك عن وطء امرأته حتىٰ تحيض ثلاث حيض و قد ذكر عنه في المزني بها أنها تستبرأ بحيضة لأنه وطء في غير نكاح ولا أحكامه النكاح ويحتمل أن لاتحرم بذلك أختها ولا أربع سواها لأنها ليست منكوحة ومجرد الوطء لا يمنع بدليل الوطء في ملك اليمين لا يمنع أربع سواها.

تنبيه: إذا وطيء بشبهة أو زنى لم يجز في العدة أن ينكح أختها ولو كانت زوجته نص عليه و فيه احتمال.(المبدع في شرح المنقع:٦٦/٧،طبع المكتب الإسلامي،بيروت/وكذا في الفقه الإسلامي وأدلته:١٦٥/٧،طبع دار الفكر،دمشق)

امام شافعی رحمہ اللہ سے استبراء مستحب ہونا معلوم ہوتا ہے؛ کیوں کہ ان کے ہاں ملکِ یمین میں بھی استبراء مستحب ہے۔(مغني المحتاج:١٨٠/٣،طبع دار إحياء التراث العربي/وكذا في التهذيب:٣٦١/٥،طبع دار الكتب العلمية، بيروت)

امام مالک رحمہ اللہ کا مسلک اس مسئلے میں نہیں مل سکا، جہاں تک حنفیہ کا تعلق ہے تو ان کے ہاں اس مسئلے میں دو قول ملتے ہیں، ایک قول شامی میں نقل کیا گیا ہے کہ استبراء مستحب ہے؛ یعنی:

إذا زنى بأخت امرأته أوبعمتها أوبنت أخيها أو اختها بلا شبهة فإن الأفضل أن لايطاء امرأته حتىٰ تستبرأ المزنية.(شامي :٢٨٠/٦،باب الاستبراء (طبع سعيد)

اور یہی قول جامع الرموز للقهستاني، كتاب الكراهية: ٤١٣/٢ (طبع سعيد) میں بھی مذکور ہے،وكذا في شرح الملتقى،ص:١١٢، علىٰ مجمع الأنهر)

مگر ایک دوسرا قول استبراء کے واجب ہونے کا بھی ہے، جو درایۃ عن الکامل کی عبارت:لو زنى بإحدى الأختين لا يقرب الأخرىٰ حتىٰ يحيض الأخرى حيضة،إلخ، کےعلاوہ النتف في الفتاوىٰ، كتاب النكاح،ص: ٩٨١ (طبع دار الكتب العلمية بيروت) میں یوں مذکور ہے:

الموانع في النكاح ... والخامس عشر:إذا وطأ ذات محرم من امرأته ممن لا يحرم عليه بزنا فإنه لا يطأ امرأته حتىٰ يستبرئ الموطوء ة بحيضة؛لأنه لا يحل له رحمان محرمان فيهما ماؤه.

نیز علامہ عبدالرحمٰن شیخی زادہ آفندی علامہ آفندی نے"مجمع الأنهر": ٩٧٤/١ (طبع دارالكتب العلمية،بيروت) میں صرف درایہ عن الکامل کی عبارت ذکر کی ہے، اس پر کوئی اشکال وغیرہ ذکر نہیں فرمایا، اس سے معلوم ہوا کہ حنفیہ کے ہاں ایک قول استبراء کے واجب ہونے کا بھی ہے،لہٰذا حنابلہ کے ہاں مطلقاً استبراء کے واجب ہونے اور حنفیہ کے ایک قول کے مطابق استبراء واجب ہونے کی بناء پر محتاط بات وہی معلوم ہوتی ہے، جو حضرت مفتی اعظم پاکستان رحمہ اللہ ونوراللہ مرقدہ نے امداد المفتین ،ص:۳۵۵ میں تحریر فرمائی ہے کہ کم ازکم ایک حیض گزرنے تک بیوی سے علاحدہ رہنے کو واجب قرار دیا جائے ،خاص طور پر جب کہ معاملہ فروج سے متعلق ہے،جس میں احتیاط والے پہلو کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے، یہ عمل بالاحتیاط خصوصا في باب الفروج۔(شامي:٢٨٣/٣،طبع سعيد)

في الفقه الإسلامي وأدلته:١٦٥/٧(طبع دار الفكر دمشق):وإن زنى الرجل بامرأة فليس له أن يتزوج بأختها حتىٰ تنقضي عدتها وحكم العدة من الزنا والعدة من وطء الشبهة كحكم العدة من النكاح.

کے ساتھ ہوئی تھی، میرے شوہر اظہار نے اپنی سالی (میری سگی چھوٹی بہن شاکرین سے ناجائز تعلقات بنا لیے اور مجھے بنا طلاق دیئے اپنے گھر سے مع بچوں کے نکال دیا، اور اپنی سالی یعنی میری سگی چھوٹی بہن کو بغیر طلاق کے بھگا کر لے گیا اور اسے اب بھی بطور بیوی اپنے گھر میں رکھے ہوئے ہے، میرے شوہر اظہار کا کہنا ہے کہ میں نے شاکرین سے شادی کر لی ہے، یہ بتایا جائے کہ میرے شوہر اظہار اور میری سگی چھوٹی بہن کی شادی جائز ہے، یا نہیں؟ شاکرین اور اظہار سے پیدا شدہ اولاد کا اظہار کی جائیداد میں حصہ ہے، یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ، الجواب ـــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

حسبِ تحریرِ سوال شہناز کے نکاح میں رہتے ہوئے اس کی چھوٹی بہن شاکرین کے ساتھ اظہار کا نکاح کرنا قطعاً حرام اور بدترین گناہ ہے۔ مزید یہ کہ وہ چھوٹی بہن بھی خود شادی شدہ اور غیر مطلقہ ہے؛ اس لیے حرمت کا حکم اور زیادہ مؤکد ہو جاتا ہے، اس ناجائز تعلق سے اظہار اور شاکرین کی جو اولاد ہوگی، وہ اظہار کی طرف منسوب نہیں کی جائے گی اور اظہار کی جائیداد میں اُس کی اولاد کا کوئی حصہ نہ ہوگا۔

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: ﴿وَلَا تَقْرَبُوْا الزِّنَا، اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَآءَ سَبِيْلًا﴾ (بنی اسرائیل: ۳۲)

﴿وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ﴾ أی وحرم علیکم الجمع بین الأختین معاً فی التزویج. (تفسیر ابن کثیر: ۳۷۳/۲، بیروت)

وأما السنة فما روی عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم أنه قال: من کان یؤمن باللّٰہ والیوم الآخر فلا یجمعن ماءہ فی رحم أختین. (نصب الرأیة: ۱۶۸/۳، کذا فی البدائع: ۵۴۲/۲، زکریا)

وإن تزوجها فی عقدتین فنکاح الأخیرة فاسد، ویجب علیه أن یفارقها. (الفتاویٰ الهندیة: ۲۷۷/۱، زکریا)

لا یجوز للرجل أن یتزوج زوجة غیرہ. (الفتاویٰ الهندیة: ۲۸۰/۱، زکریا)

أما الإرث فلا یثبت فیه. (شامی، باب المهر، مطلب فی النکاح الفاسد: ۲۷۷/۴، زکریا)

أن نکاح المحارم باطل أو فاسد ... ولذا لا یثبت النسب ولا العدة فی نکاح المحارم. (شامی، باب المهر، مطلب فی النکاح الفاسد: ۲۷۴/۴، زکریا) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۱۴۳۳/۵/۳ھ، الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ (کتاب النوازل: ۳۰۵/۸-۳۰۶)

جن دو بہنوں سے زنا کیا، ان میں سے ایک سے نکاح کا حکم:

سوال: زید نے دو سگی بہن کے ساتھ زنا کیا، اب زید دو میں سے ایک کے ساتھ شادی کرنا چاہتا ہے تو کیا یہ نکاح درست ہوگا؟

الجواب ـــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں زید مذکورہ دو سگی بہنوں میں سے ایک کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے از روئے شرع جائز ہے۔

(و) صح نكاح (حبلى من زنا)... (فروع) لو نكحها الزانى حل له وطؤها اتفاقاً. (الدر المختار: ۲۹۱/۲-۲۹۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد جنید عالم ندوی قاسمی، ۸/۳/۱۴۲۱ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲۳۱/۴)

بیوی کے ساتھ خلوت سے پہلے سالی سے زنا کیا تو بیوی حرام ہوئی، یا نہیں:

سوال: مسماۃ عزت خاتون ومسماۃ نوازی ہر دو خواہر اند، مسماۃ اللہ نوازی بہ اللہ بخش نامی عقد نکاح کردہ اند وزفاف کردہ اند، وزفاف نہ شدہ ہماں اللہ بخش بخواہر منکوحہ اللہ نوازی براو حرام می شود، یا نہ؟ (۱)

الجواب

ازیں فعل فاحشہ منکوحہ اللہ بخش مسماۃ اللہ نوازی براو حرام نہ شدہ است؛ بلکہ (۲) ایں فعل فاحشہ یعنی زنا بخواہر زوجہ خود حرام است، باید کہ ازیں فاحشہ توبہ کند۔

قال فى الدر المختار: وحرم الجمع بين المحارم نكاحاً أى عقداً صحيحاً وعدةً ... وحرم الجمع وطئاً بملك يمين بين امرأتين أيتهما فرضت ذكراً لم يحل للأخرىٰ. (الدر المختار) (۳) فقط

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳۵۵/۷-۳۵۶)

بہنوئی کے ساتھ خلوت کرنے سے بہن کے نکاح کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ دو بہنوں کی شادی ہوچکی ہے اور دونوں کے شوہر بھی موجود ہیں، اب چھوٹی بہن اپنی بڑی بہن کے شوہر کے ساتھ کہیں چلی گئی، پھر دونوں پندرہ، یا بیس روز کے بعد آئے، شرعاً ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اب چھوٹی بہن اپنے شوہر کے پاس رہ سکتی ہے، یا نہیں؟

باسمه سبحانه وتعالىٰ، الجواب وبالله التوفيق

مسئولہ صورت میں چھوٹی بہن کا بہنوئی کے ساتھ رہنا یقیناً حرام اور قابلِ لعنت عمل ہوا، جس پر سچے دل سے توبہ واستغفار ضروری ہے؛ لیکن اس کی وجہ سے اس کا نکاح اپنے شوہر سے ختم نہیں ہوا، لہٰذا اگر شوہر چاہے تو اُسے اپنے پاس رکھ سکتا ہے۔

---

(۱) ترجمہ سوال: عزت خانون اور نوازی دنوں بہن ہیں، اللہ نوازی نے اللہ بخش سے نکاح کیا اور زفاف بھی ہوا، اللہ بخش نے اپنی سالی سے حرام کاری کی تو کیا اللہ نوازی اس پر حرام ہوگی یا نہیں؟ [انیس]

(۲) وطىء أخت إمرأته لاتحرم عليه امرأته. (الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، باب المحرمات: ۳۸۶/۲، ظفير)

(۳) الدر المختار علىٰ هامش ردالمحتار، باب المحرمات: ۳۹۰/۲، ظفير

ترجمہ جواب: اس گندے کام کی وجہ سے اللہ بخش منکوحہ اللہ نوازی اس پر حرام نہ ہوگی؛ لیکن اس کی بہن سے یہ گندہ کام بذات خود حرام ہے، اس کو توبہ کرنا چاہیے۔ [انیس]

عن عبد الله رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: المرأة عورة، فإذا خرجت استشرفها الشيطان. (سنن الترمذى: ۲۲۲/۱،رقم: ۱۱۷۳، مسند البزار البحر الذخار،رقم: ۲۰۶۱،صحيح ابن خزيمة ،باب اختيار صلاة المرأة فى بيتها رقم:۱٦۸۵،صحيح ابن حبان، ذكر الأخبار عما يجب على المرأة رقم:۵۵۹۸)

عن جابر رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يخلون رجل بامرأة إلا كان ثالثها الشيطان. (سنن الترمذى: ۲۲۱/۱)

عن ابن عباس رضى الله عنهما قال: جاوز حرمتين إلى حرمة ولم تحرم عليه امرأته. (المصنف لابن أبى شيبة: ۴۸۰/۳،رقم: ۱٦۳۴۴،دار الكتب العلمية بيروت)

الخلوة بالأجنبية حرام، وأجمعوا أن العجوز لا تسافر بغير محرم، فلا تخلو برجل شاباً أوشيخاً. (الدر المختار مع الشامى: ۵۲۹/۹،زكريا)

اتفقوا على أن التوبة من جميع المعاصى واجبة، سواء كانت المعصية صغيرة أو كبيرة. (روح المعانى: ۲۳٦/۱۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۱۱/۶/۱۴۳۳ھ، الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ۔ (کتاب النوازل: ۳۰۲/۸-۳۰۳)

بیوی کی سوتیلی بہن اور داماد سے نکاح حرام ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ کیا سوتیلی سالی سے نکاح کیا جاسکتا ہے، یا نہیں؟ اسی طرح کوئی عورت اپنی بیٹی کے انتقال کے بعد داماد سے نکاح کرسکتی ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

زوجہ کی حیات میں اور حالت نکاح میں ہوتے ہوئے اس کی سوتیلی بہن [خواہ باپ شریک ہو، یا ماں شریک ہو، یا رضاعی ہو] سے نکاح درست نہیں ہے، اسی طرح عورت اپنی بیٹی کی وفات کے بعد داماد سے نکاح نہیں کرسکتی۔

لمافى القرآن الكريم (النساء:۲۳): ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ..... وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًارَّحِيْمًا﴾

وفى الدرالمختار (۳۰/۳): (وأم زوجته) وجداتها مطلقا بمجرد العقد الصحيح (وإن لم توطأ) الزوجة.

وفى الرد تحته: قوله (وأم زوجته) خرج أم أمته فلا تحرم إلا بالوطء أو دواعيه لأن لفظ النساء إذا أضيف الى الأزواج كان المرادمنه الحرائر كما فى الظهار والإيلاء، بحر. وأراد بالحرائرالنساء المعقود عليهن ولو أمة لغيره كما أفاده الرحمتي وأبو السعود قوله (وجداتها مطلقا) أى من قبل أبيها وأمها وإن علون،بحر (قوله:بمجرد العقد الصحيح) يفسره قوله وإن لم توطأ ح.

(قوله:الصحيح) احتراز عن النكاح الفاسد فإنه لا يوجب بمجرده حرمة المصاهرة بل

بالوطء أو ما يقوم مقامه من المس بشهوة والنظر بشهوة لأن الإضافة لا تثبت إلا بالعقد الصحيح بحر أى الإضافة إلى الضمير فى قوله تعالى ﴿وأمهات نسائكم﴾أو فى قوله وأم زوجته ويوجد فى بعض النسخ زيادة قوله فالفاسد لا يحرم إلا بمس شهوة ونحوه قوله (الزوجة) أبدله فى الدرر بالأم وهو سبق قلم. (نجم الفتاویٰ:۴/۲۲۰-۲۲۱)

حرمت مصاہرت کے متعلق چند سوالات و جوابات:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زوج کا اپنی منکوحہ کی فرع سے فعل موجب حرمت مصاہرت سرزد ہوجانے کی صورت میں مندرجہ ذیل مسائل کا حکم کیا ہوگا؟

(۱) تفریق بین الزوجین ضروری ہوگی، یا اس میں کچھ مستثنیات ہیں؟

(۲) اس تفریق کے لیے قضائے قاضی، یا متارکت الزوج ضروری ہے، یا نفس فعل ہی سے تفریق ہوجائے گی؟

(۳) یہ تفریق فسخ نکاح ہوگی، یا طلاق، نیز علی التابید ہوگی، یا نہیں؟

(۴) عدت واجب ہوگی، یا نہیں؟ اگر ہوگی تو زوجہ کے علم میں آنے کے بعد سے شمار ہوگی، یا ثبوت حرمت کے معاً بعد سے؟

(۵) کیا بعد التفریق مجامعت موجب حد زنا ہوگی، نیز کیا یہ از سرنو موجب مہر ہوگی؟

(۶) کیا ما بین علاقہ زوجیت کلاًمرتفع ہوجائے گی، یا مسائل ذیل متفرع ہوں گے:

(الف) نفقہ وسکنی کی ذمہ داری باقی رہے گی، یا نہیں؟

(ب) فلانہ زوجہ فلاں کا اطلاق صحیح ہوگا، یا نہیں؟

(ج) آپس میں پردہ ضروری ہوگا یا نہیں؟

(د) زوج سے مخصوص خدمت مثلاً: استنجا، غسل وغیرہ لینا درست رہے گا یا نہیں؟ آئسہ معذورہ کے لیے کوئی گنجائش ہوگی؟

(ہ) توارث منقطع ہوجائے گا، یا باقی رہے گا؟

(۷) اس فرع کا کن رشتہ داروں سے نکاح درست نہیں ہوگا؟

(۸) کیا اس فرع کا جس کے ساتھ یہ فعل ہوا ہے صحت نکاح کے لیے کوئی چیز شرط ہے، مثلاً قضائے عدت وغیرہ ہے، یا نہیں؟ (المستفتی: سید امان اللہ حسینی عفی عنہ)

باسمه سبحانه وتعالیٰ، الجواب ــــــــــــــــ وبالله التوفيق

(۱،۲) حرمت مصاہرت کے ثبوت کے بعد میاں بیوی میں سے ہر ایک پر ضروری ہے کہ وہ اس نکاح کو فسخ کرائیں اور ان دونوں کے درمیان تفریق قاضی کرائے، یا شوہر خود ہی متارکت کرلے اور تفریق کا اعتبار بھی قضاء قاضی، یا شوہر کے متارکت کے وقت سے ہوگا اور نفس فعل سے حرمت تو ثابت ہوتی ہے؛ مگر تفریق ثابت نہیں ہوتی۔

ولكل واحد منهما،فسخه ولو بغير محضر عن صاحبه دخل بها،أولا في الأصح خروجاً عن المعصية فلاينافي وجوبه. (شامی،زکریا:۲۷۵/٤، کراچی:۱۳۲/۳،۱۳۳)

وبحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح حتى لا يحل لها التزوج بآخرإلابعد المتاركة و انقضاء العدة. (شامی،زکریا:۱۱٤/٤، کراچی:۳۷/۳،الهندية:۲۷۷/۱،جديد زكريا:۳٤۲/۱)

(۳) اور یہ تفریق حرمت مصاہرت کے ثبوت کے بعد، یا قضاء قاضی کے ذریعہ سے جو تفریق ہوتی ہے، یہ تفریق فسخ نکاح ہوگی، طلاق نہیں، نیز یہ تفریق علی التابید اور ہمیشہ ہمیش کے لیے ہوگی۔

وأسباب التحريم أنواع قرابة، مصاهرة، ورضاع. (الدرالمختار)

وفي الشامية:وهذه الثلاثة محرمة على التأبيد. (شامی، فصل فی المحرمات، زکریا:۹۹/٤،۱۰۰، کراچی:۲۸/۳)

(۴) اگر عورت مدخول بہا ہے تو عدت واجب ہوگی اور یہ عدت متارکت، یا قضاء قاضی کے وقت سے شروع ہوگی۔

وتجب العدة...من وقت التفريق، أو متاركة الزوج. (شامی، زکریا:۲۷٦/٤، کراچی:۱۳۳/۳)

(۵) حرمت مصاہرت کے ثبوت کے بعد متارکت، یا قضاء قاضی سے پہلے اگر مجامعت ہوئی ہے تو یہ وطی بالشبہ کے درجہ میں ہوگی، اس کی وجہ سے حد زنا لازم نہیں ہوگی اور اس مجامعت کی وجہ سے از سر نو مہر مثل لازم ہو جائے گا۔

الوطء الكائن في هٰذه الحرمة قبل التفريق،والمتاركة لايكون زنا وعليه مهر المثل بوطئها بعد الحرمة ولاحد عليه ويثبت النسب. (شامی، زکریا:۱۱٤/٤،کراچی:۳۷/۳)

(٦-الف) حرمت مصاہرت کا سبب اگر شوہر بنا ہے، یا میاں بیوی کے علاوہ کوئی تیسرا آدمی بنا ہے، یا خود بیوی بنی ہے؛ مگر بیوی کی طرف سے معصیت نہیں تھی تو ان تمام صورتوں میں متارکت کے بعد دوران عدت نفقہ اور سکنی دونوں ملے گا اور اگر بیوی ہی حرمت مصاہرت کا سبب بنی ہے اور اس کی طرف سے معصیت کی وجہ سے حرمت مصاہرت کا ثبوت ہوا ہے تو بیوی کو عدت کے دوران صرف سکنی ملے گا، نفقہ نہیں ملے گا اور متارکت، یا قضاء قاضی سے پہلے نفقہ اور سکنی دونوں ہر حالت میں ملیں گے؛ اس لیے کہ متارکت میں تاخیر شوہر کی وجہ سے ہے۔

وكذلك الفرقة بغير طلاق إذا كانت من قبله، فلها النفقة، والسكنىٰ سواء كانت بسبب مباح كخيار البلوغ،أو بسبب محظور كالردة ووطء أمها أو تقبيلهما بشهوة بعد أن يكون بعد الدخول بها لقيام السبب وهو حق الحبس للزوج عليها بسبب النكاح، وإذا كانت من قبل المرأة، فإن كانت بسبب مباح كخيار الإدراك، أوخيار العتق،وخيار عدم الكفاء ة، فكذلك لها النفقة والسكنىٰ، وإن كانت بسبب محظور بأن ارتدت أو طاوعت ابن زوجها، أو أباه،أو لمسته بشهوة، فلا نفقة لها استحساناً ولها السكنىٰ، وإن كانت مستكرهة. (بدائع الصنائع، زکریا:۴۱۹/۳، کراچی:۱٦/٤-۱۷)

(ب) جب وہ متارکت کے بعد بیوی ہی نہیں رہی ہے تو زوجہ فلاں کہنا صحیح نہ ہوگا، البتہ زوجہ سابقہ کہنا صحیح ہو سکتا ہے۔

فخرج المجوسية، والمكاتبة، والمشركة، ومنكوحة الغير، والمحرمة برضاع،أو مصاهرة فحكمها كالأجنبية. (شامی، زکریا:۵۲۷/۹، کراچی:۳٦٦/٦)

(ج) حرمت مصاہرت کے ثبوت کے بعد بیوی ہمیشہ کے لیے حرام ہوجاتی ہے، اس کے ساتھ کسی بھی حالت میں نکاح جائز نہیں، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ معاشرہ اور رہن سہن میں بھی ماں بہن کی طرح بن گئی ہو؛ بلکہ رہن سہن کے معاملہ میں ایک دوسرے کے لیے مکمل اجنبی بن گئے، جیسے اجنبی مردوں سے مکمل پردہ ہے، اسی طرح اس شوہر سے مکمل پردہ کرنا عورت پر لازم ہے اور مرد پر بھی لازم ہے کہ اجنبی عورتوں کی طرح سے اس سے دور رہے۔

فخرج المجوسية، والمكاتبة، والمشركة، ومنكوحة الغير والمحرمة برضاع، أومصاهرة، فحكمها كالأجنبية. (شامي، زكريا: ٥٢٧/٩، كراچي: ٣٦٦/٦)

(د) حرمت مصاہرت کے ثبوت کے بعد خواہ تفریق اور متارکت سے پہلے ہو، یا اس کے بعد استنجا اور غسل وغیرہ میں ایک دوسرے سے تعاون لینا جائز نہ ہوگا؛ اس لیے کہ اب وہ عورت مرد کے حق میں اجنبیہ کی طرح ہوگئی ہے اور اس سے مکمل پردہ لازم ہے۔

فخرج المجوسية،والمكاتبة،والمشركة،ومنكوحة الغير،والمحرمة برضاع،أومصاهرة، فحكمها كالأجنبية. (شامي،زكريا: ٥٢٧/٩، كراچي: ٣٦٦/٦)

(ہ) قاضی کی تفریق، یا شوہر کے متارکت کے بعد میاں بیوی میں سے کسی ایک کا انتقال ہوجائے تو اگر حرمت کا سبب شوہر بنا ہے تو بیوی اس کی وارث بنے گی اور اگر حرمت کا سبب بیوی خود بنی ہے، یا شوہر کے علاوہ کوئی اور شخص بنا ہے تو اس صورت میں بھی بیوی شوہر کی وارث نہیں بنے گی۔

الفرقة لو وقعت بتقبيل ابن الزوج لاترث مطاوعة كانت أو مكرهةً، أما الأولىٰ فلرضاها بإبطال حقها،وأما الثاني فلم يوجد من الزوج إبطال حقها المتعلق بالإرث لو قوع الفرقة بغيره. (شامي،زكريا: ٨/٥، كراچي: ٣٨٧/٣)

وكذلك إذا وقعت الفرقة بمعنىٰ من قبلها فلاميراث لها. (الفتاوىٰ التاتارخانية، كراچي: ٥٧٧/٣، زكريا ديوبند: ١٢١/٥،رقم: ٧٤٣٤)

(۷،۸) شوہر نے اگر بیوی کے جز کے ساتھ حرکت کی ہے، جس کے نتیجہ میں حرمت مصاہرت ثابت ہوئی ہے، یا بیوی کے شوہر کی فرع اور جز کے ساتھ حرکت کی وجہ سے حرمت مصاہرت کا ثبوت ہوا ہے تو اس فرع کے لیے بیوی کے اصول و فروع اور شوہر کے اصول وفروع جو پہلے حرام نہیں تھے، اب حرام ہوجائیں گے اور جو پہلے سے حرام تھے، وہ اب بھی حرام ہیں۔

وحرم أيضاً بالصهرية،أصل ممسوسته بشهوة،وأصل ماسته،وفروعهن مطلقاً.

وفي الشامية: (قوله: مطلقاً) يرجع إلى الأصول،والفروع أي وإن علون وإن سفلن. (شامي، زكريا: ١٠٧/٤، كراچي: ٣٣/٣) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۱۷ ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ (فتویٰ نمبر: الف ۹۲۶۰/۳۸)

الجواب صحیح: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۱۸/۴/۱۴۲۸ھ۔ (فتاوی قاسمیہ: ۱۳/۳۰۳-۳۰۷)

بیوی کے مرنے کے بعد اس کی بہن، خالہ، پھوپھی، بھانجی یا بھتیجی سے نکاح جائز ہے، یا نہیں:

سوال: اگر کسی کی زوجہ مرجائے، یا مطلقہ ہوجائے تو اس زوجہ کی بہن، خالہ، پھوپھی، بھانجی، بھتیجی سے شوہر کا نکاح ہوسکتا ہے، یا نہیں؟ اگر جائز ہے، تو عدت کے اندر جائز ہے، یا بعد عدت کے؟

الجواب

مسئلہ صحیح یہ ہے کہ اپنی زوجہ کے مرجانے کے بعد اس کی بہن یا خالہ یا پھوپھی، بھانجی یا بھتیجی سے فوراً؛ یعنی اگلے دن، یا دو چار دن بعد نکاح کرسکتا ہے؛ کیوں کہ مرد پر عدت نہیں ہے، شامی میں اس کو صحیح کہا ہے اور اگر اپنی زوجہ کو طلاق دے دی ہے؛ خواہ رجعی، یا بائنہ تو جب تک اس عورت مطلقہ کی عدت نہ گزر جائے، اس وقت تک اس کی بہن اور خالہ و پھوپھی وغیرہ سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ درمختار میں ہے:

وحرم الجمع بين المحارم نكاحا وعدة ولو من طلاق بائن، إلخ. (۱)

اور شامی میں ہے:

فرع ماتت امرأته له التزوج بأختها بعد يوم من موتها، إلخ. (۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۶۴/۷)

سالی کی لڑکی نامحرم ہے اور نامحرم سے پردہ لازم ہے:

سوال: زید سے اس کی حقیقی سالی کی دُختر بالغہ کو شرعاً پردہ کرنا لازم ہے، یا نہیں؟

الجواب

هو الموفق للصواب: سالی کی لڑکی اجنبیہ اور نامحرم ہے اور نامحرم کو دیکھنا جائز نہیں، پردہ لازم ہے؛ لیکن خوف شہوت اگر نہ ہو تو سوائے چہرہ اور ہتھیلیوں کے سارے بدن کو ڈھانکے ہوئے سامنے نکلے تو اس کو دیکھنا جائز ہے۔ اگر خوف شہوت ہو تو بے ضرورت چہرہ اور ہتھیلی بھی نہ دیکھے۔ چناں چہ ہدایہ میں ہے:

لايجوز أن ينظر الرجل إلى الأجنبية إلا إلٰى وجهها وكفيها فإن كان لايأمن الشهوة لاينظر إلا للحاجة، انتهٰى. (۳) **فقط والله أعلم بالصواب**

کتبہ: عبدالوہاب کان اللہ لہ (فتاویٰ باقیات صالحات، ص: ۱۶۸-۱۶۹)

بیوی کی دادی، پھوپھی، چچی پر رات میں لاعلمی سے ہاتھ پڑ گیا:

سوال: ایک شخص اپنی بیوی کو لینے کے لیے سسرال گیا اور رات میں کھانے کے بعد بیوی سے الگ ہوکر دوسری

---

(۱) الدرالمختار علٰى هامش رد المحتار، فصل في المحرمات: ۳۹۰/۲، ظفير

(۲) ردالمحتار، فصل في المحرمات: ۳۹۰/۲، ظفير

(۳) الهداية مع فتح القدير، كتاب الكراهية، فصل في الوطء والنظر واللمس: ۲/۱۰، انيس

بستر پر سویا؛ لیکن جس کمرہ میں سویا، اس میں اس کی بیوی کی دادی اور پھوپھی اور چچی اور اس کی بیوی چاروں ایک بستر پر سوئیں۔ نصف شب میں وہ شخص جنسی طغیانی اور قضائے حاجت کے لیے اپنے بستر سے اٹھا، کمرہ میں اندھیرا تھا، جس کی وجہ سے اٹھانے کے لیے بجائے بیوی کے دادی کا قدم پکڑ لیا، بیوی کی دادی نے جھٹک دیا اور دشنام طرازی بھی کی اور شخص خاموشی سے بستر پر چل دیا؛ لیکن جنسی طغیانی اور ہیجان نے یہ معاملہ بیوی کی پھوپھی اور چچی کے ساتھ بھی کرادیا، ادھر وہ معاملہ انہوں نے کیا جو کہ دادی نے کیا تھا؛ مگر یہ سب کچھ اس شخص کی لاعلمی کی وجہ سے ہوا، اس مذکورہ بالا صورت میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

اس سے اس کی بیوی حرام نہیں ہوئی، جب کہ بیوی کی دادی کا قدم غلطی سے پکڑا اور اس سے شہوت میں اضافہ نہیں ہوا، فوراً دادی نے جھٹک دیا اور معلوم ہوتے ہی یہ وہاں سے چلا گیا، علاحدہ ہوگیا، (۱) پھوپھی، چچی کی وجہ سے کوئی اثر نہیں ہوا۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳۹۱/۲/۲۰ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳۹۱/۲/۲۱ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۱/۴۱۷)

بیوی کی ماں سے نکاح حرام ہے:

سوال: ایک شخص کا عقد ایک دوشیزہ لڑکی سے ہوا، جو تین سال اس کی زوجیت میں رہ کر فوت ہوگئی، لڑکی کی ماں سے اس شخص کا نکاح ہوگیا، یہ نکاح جائز ہوا، یا نہیں؟ شوہر کا بیان ہے کہ میں اپنی پہلی بیوی سے ایک یوم بھی ہم بستر نہیں ہوا، اس شخص کے ساتھ مسلمانوں کو کیسا برتاؤ کرنا چاہیے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ

زوجہ کی ماں سے نکاح ہمیشہ کو حرام ہے، اگرچہ زوجہ مدخولہ نہ ہو، **كما قال الله تعالىٰ: ﴿وأمهات نسائكم﴾** (۳)

وفي الدر المختار: حرم على المتزوج أصله وفرعه ... وأم زوجته وإن لم توطأ، إلخ. (۴)

پس ان میں مفارقت کرادی جائے اور اگر وہ نہ مانے اور توبہ نہ کرے تو مسلمانوں کو اس سے متارکت کردینی چاہیے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۷/۳۴۷)

---

(۱) **"ويعتبر للشهوة عند المس والنظر لا بعدهما، وحدهما تحرك آلته أو زيادته". (الدر المختار، كتاب النكاح، فصل في المحرمات: ۳۳/۳، سعيد)**

(۲) حرمتِ مصاہرت کا تعلق ممسوسہ کے اصول وفروع سے متعلق ہوتا ہے اور چچی و پھوپھی بیوی کے اصول وفروع میں سے نہیں۔
"وفروعهن) مطلقاً". (الدر المختار، كتاب النكاح، فصل في المحرمات: ۳۳/۳، سعيد

(۳) **سورة النساء: ۲٤، ظفير**

(۴) **الدر المختار على هامش رد المحتار، فصل في المحرمات: ۳۸۱/۲، ظفير**

ساس سے نکاح:

سوال: ایک شخص بمبئی میں رہتا ہے، اس نے ایک شخص کو اپنے نکاح کا وکیل بنا کر وطن بھیج دیا، وکیل نے نکاح کرادیا، اس کے بعد اس نے بمبئی سے طلاق دے دی بغیر خلوت کے۔ دریافت طلب یہ ہے کہ یہ شخص اپنی غیر مدخولہ مطلقہ زوجہ کی ماں سے نکاح کرسکتا ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

نکاح بالتوکیل صحیح اور نکاحِ صحیح کے بعد زوجہ کی ماں حرام ہوجاتی ہے، خلوت سے پہلے طلاق دی ہو، یا بعد میں۔

کما فی القرآن: ﴿وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ﴾ (الآية)(۱)

وکما فی الحدیث: "أیمارجل نکح امرأة، فلا یحل له أن ینکح أمها، دخل بها أولم یدخل بها". (مشکاة، ص: ۳۷۵)(۲)

"وحرم بالمصاهرة بنت زوجته الموطوءة وأم زوجته و جدتها مطلقاً بمجرد العقد الصحیح، وإن لم تؤطأ الزوجة". (شامی: ۳۷۸/۲)(۳) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۵۱/۱۱)

ساس سے نکاح:

سوال: زید نوجوان کی شادی ایک نابالغہ سے ہوئی اور زید سسرال رہنے لگا اور ساس سے ناجائز تعلق ہوگیا، جب لوگوں پر ظاہر ہوا، تب اس نے لڑکی کو طلاق دے کر دوسرے آدمی سے شادی کردیا، لڑکی طلاق کے وقت تک ۹/ برس کی تھی اور خلوت صحیحہ کے قابل نہ تھی، کچھ روز بعد وہ لڑکی قضا کرگئی، زید کے جماعت والوں نے زید کو نکال دیا، تب یہ

---

(۱) ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا﴾ (سورة النساء: ۲۳)

(۲) مشکاة المصابیح، باب المحرمات، الفصل الثالث، ص: ۲۷۵، قدیمی

أخرجه الترمذی، عن عمرو بن شعیب عن أبیه عن جده أن النبی صلی الله علیه وسلم قال: أیما رجل نکح امرأة فدخل بها لایحل له نکاح ابنتها وان لم یکن دخل بها فلینکح ابنتها، وأیما رجل نکح امرأة فدخل بها أولم یدخل بها یحله له نکاح أمها. (سنن الترمذی، رقم الحدیث: ۱۱۱۷، باب ماجاء فیمن یتزوج المرأة ثم یطلقها قبل أن یدخل بها هل یتزوج أم لا، قال أبوعیسیٰ: هٰذا حدیث لا یصح من قبل إسناده وإنما رواه ابن لهیعة والمثنیٰ بن الصباح یضعفان فی الحدیث. (الترمذی: ۴۲۶/۳، المکتبة الإسلامیة، انیس)

(۳) الدرالمختار، فصل فی المحرمات: ۳۰/۳، کتاب النکاح، سعید

اپنی ساس کو لے کر ایک دوسری جگہ پر رکھا اور ایک مولوی صاحب نے نکاح پڑھا دیا، بعدہ دولڑکے بھی پیدا ہوئے ہیں، وہ کہتا ہے کہ اگر مسلمان بھائی ہم کو اپنی جماعت میں نہ لیویں گے تو ہم کرسچن، یا آریہ مع اپنے بال بچوں کے ہوجائیں گے اور اس کے لیے تیار تھا تو ہم لوگوں نے روکا کہ فتویٰ منگواتے ہیں، انتظار کرو۔

الجواب ــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

مسئلہ شرعی یہ ہے کہ ساس سے کسی وقت نکاح نہیں ہوسکتا۔ شخص مذکور کو چاہیے کہ اپنی پچھلی غلطیوں سے توبہ کرے اور اس عورت کو چھوڑ دے اور زبان سے کہہ دے کہ ہم نے تجھ کو چھوڑ دیا۔(۱)

دین اور مذہب کا تعلق عقیدہ وعمل سے ہے، اسلام کا اول رکن توحید ورسالت ہے،(۲) جو شخص توحید ورسالت کو دل سے مانتا ہے، وہ مسلمان ہے۔ اگر وہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کی سزا دنیا وآخرت میں پائے گا۔ لذات دنیا کے لیے تبدیل مذہب کا ارادہ ایمان کے ضعف کی دلیل ہے۔ شخص مذکور کو چاہیے کہ اپنے ایمان کو قوی کرے اور آپ لوگوں کو چاہیے کہ اس کو سمجھا بجھا کر دین کی خوبیاں اس کے ذہن نشیں کرائیں۔ لذات دنیا کے مقابلہ میں عذاب آخرت سے ڈرائیے، کسی شخص کی خاطر، یا ارتداد کے خوف سے حکم مذہبی نہ بدل سکتا ہے، نہ بدلا جاسکتا ہے۔(۳) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

محمد عباس غفرلہ، ۴؍محرم ۱۳۴۹ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۱۳۸/۴-۱۳۹) ☆

(۱) ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ﴾(سورة النساء: ٢٤)

(حرم على المتزوجة) ... (أصله و فروعه) ... (وأم زوجته) ... (وإن لم توطأ). (الدرالمختار على هامش ردالمحتار فصل المحرمات: ٢٧٧/٢-٢٧٨)

(۲) قال عبداللّٰه: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: بني الإسلام على خمس شهادة أن لاإله إلااللّٰه وأن محمدا عبده ورسوله وإقام الصلاة،إلخ. (الصحيح لمسلم باب بيان أركان الاسلام: ٣٢/١)

(۳) ﴿وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِم اٰيَاتنا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ لَايَرْجُوْنَ لِقَاءَ نَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَا اَوْ بَدِّلْهُ قُلْ مَايَكُوْنُ لِيْ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَائِ نَفْسِيْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰى اِلَيَّ اِنِّيْ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ﴾(سورة يونس: ١٥)

☆ ساس کے ساتھ نکاح کرنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ساس کے ساتھ نکاح کرنا درست ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

ساس کے ساتھ نکاح کرنا قطعی حرام ہے، اگرچہ بیوی کو طلاق دے دی ہو، یا وہ وفات پاگئی ہو، اللّٰہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں محرمات کی فہرست میں بیوی کی ماں کو بھی ذکر کیا ہے ارشاد ربانی ہے:۔

﴿وَاُمَّهَاتُ نِسَآءِ كُمْ،إلخ﴾(سورة النساء: ٢٤)

قال علامة الدين الحصكفي رحمه اللّٰه: أسباب التحريم أنواع قراية مصاهرة.

قال ابن عابدين: مصاهرة كفروع نساءه المدخول بهنّ أونزلن واُمهات الزوجات وجداتهن بعقد صحيح وإن علون. (الدرالمختار علىٰ صدر ردالمحتار: ٣٨/٣، كتاب النكاح فصل في المحرمات) ==

داماد سے نکاح:

سوال: زینب نے اپنی لڑکی کا نکاح خالد کے ساتھ کیا اور بعد چند دن کے زینب خالد؛ یعنی اپنے داماد پر فریفتہ ہوگئی اور اپنی لڑکی کو اس سے طلاق دلا کر خود اپنے ساتھ نکاح کرلیا۔ یہ نکاح اس کا صحیح ہوگا، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

داماد کا ساس سے نکاح حرام ہے۔

"**ویحرم أم امرأته مطلقاً، دخل أولا إن كان العقد صحيحاً، آه**". (الدر المنتقی، ص: ۳۲۳)(۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۳۵۵/۱۱/۷ھ۔

صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف، ۹/ ذی قعدہ ۵۵ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۱۹/۱۱)

ساس کا داماد سے نکاح حرام ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ ہمارے علاقہ میں ایک شخص نے اپنی دو سالہ بچی کا نکاح ایک شخص سے کیا اور اس شخص کا یعنی بچی کے والد کا کچھ عرصہ کے بعد انتقال ہوگیا، اب اس کی بیوی نے اس شخص سے اپنی بچی کو طلاق دلوائی اور پھر خود اس سے نکاح کرلیا برائے کرم اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں کہ اس عورت کا اپنے داماد سے نکاح کرنا جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

اگر کسی آدمی کا کسی عورت سے عقد صحیح کے ساتھ نکاح ہو جائے تو نفس عقد ہی سے اس عورت کی ماں جو کہ اس آدمی کی ساس بنتی ہے، اس آدمی پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی ہے، اب اگر اس مرد وعورت میں جدائی ہو جائے، تب بھی اس شخص کا اپنی ساس سے نکاح جائز نہیں ہوگا، وہ ہمیشہ کے لیے اس پر حرام رہے گی، لہٰذا صورت مسئولہ میں اس عورت کا اس مرد سے جو کہ اس کا داماد بنتا ہے، نکاح شرعاً درست نہیں، فوراً جدائی اختیار کر کے توبہ کرنی چاہیے۔

لما فی القرآن الكريم (سورة النساء: ۲۳): ﴿**حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَاَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الاَخِ**﴾(الآية)

== قال ابن نجيم المصري: تحت قول الماتن وأُم امرأته بيان لما ثبت بالمصاهرة، لقوله تعالىٰ: ﴿واُمَّهَاتَ نِسَاءِ كُمْ﴾أطلقه فلابين كونه امرأته مدخولا بها أولا وهو المجمع عليه عند الأئمة الأربعة. (البحر الرائق: ۹۳/۳، كتاب النكاح فصل في المحرمات)

ومثلهٗ في بدائع الصنائع: ۲۵۸/۲، كتاب النكاح، فصل النوع الثاني فالمحرمات. (فتاویٰ حقانیہ: ۳۳۷/۴)

(۱) ملتقى الأبحر علىٰ هامش مجمع الأنهر، كتاب النكاح، باب المحرمات: ۳۲۳/۱، دار إحياء التراث العربي بيروت

وفی الدرالمختار (۳۰/۳، کتاب النکاح): وحرم المصاهرة (بنت زوجته الموطوءة وأم زوجته) وجداتها مطلقا بمجرد العقد الصحيح.

وفی الرد تحته: قوله (وأم زوجته) خرج أم أمته فلا تحرم إلا بالوطء أو دواعيه... قوله (و جداتها مطلقا) أی من قبل أبيها وأمها وإن علون بحر قوله (بمجرد العقد الصحيح) يفسره قوله وإن لم توطأ ح قوله (الصحيح) احتراز عن النكاح الفاسد. (نجم الفتاویٰ: ۲۱۹/۴)

لڑکی سے نکاح کے بعد اس کی ماں سے نکاح جائز نہیں:

سوال: شیر محمد اور مہدی ساکنان گول پور ڈیپومونہ میں کچھ عرصے اکٹھے رہے۔ اندریں اثناء مہدی نے اپنی لڑکی مسماۃ راجاں نابالغہ کا نکاح شیر محمد کے ساتھ کر دیا اور تقریباً ایک سال کے بعد مہدی فوت ہو گیا۔ اب شیر محمد اور مسماۃ زوجہ مہدی نے اکٹھا ہونے کے لیے نکاح کے جواز وعدم جواز کی بابت اپنے علماء سے دریافت کیا۔ ان کے امام نے ان کو بتلایا کہ لڑکی کے ساتھ صرف نکاح سے اس کی ماں حرام ہو جاتی ہے، باوجود اس کے کچھ دنوں کے بعد انہوں نے نکاح کر لیا اور ایک فتویٰ اندریں باب حاصل کر لیا، جس کے سوال وجواب کا خلاصہ یہ ہے:

ایک شخص مسمی شیرا ساکن گول پور مقیم کلاں مور کا ناجائز تعلق مسماۃ سینا زوجہ مہدی کے ساتھ تین چار سال رہا۔ اس کے بعد مہدی نے اپنی لڑکی مسماۃ صغیرہ عمر ایک سال کا نکاح شیرا سے کر دیا۔ اب مہدی فوت ہو گیا ہے اور عدت کے بعد سینا نے خود شیرا کے ساتھ نکاح کر لیا ہے اور راجاں کا نکاح شیرا کے ساتھ نکاح فاسد کے حکم میں ہے اور نکاح فاسد کی وجہ سے حرمت مصاہرت نہیں ہوتی فقط۔ اس جواب پر ایک دوسرے مولوی صاحب نے یہ تنقید فرمائی ہے۔ ''صورت مسئلہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شیرا سے صحت نکاح کے لیے اجازت طلب کی گئی ہے اور شیرا نے اجازت دے دی ہے کہ میرا نکاح مہدی کی لڑکی سے ہر وجہ سے صحیح ہے اور اس اجازت سے شیرا کا نکاح صحت کی بنا پر ثابت ہوا اور مہدی کی عورت شیرا پر ابدی حرام ہو گئی۔ اب جو شیرا نے زنا کا اقرار کیا ہے۔ شیرا کا دعویٰ نہیں، جو شہادت کی ضرورت ہو۔ دعویٰ ہونے کو شیرا کا نکاح کے لیے اجازت دینا باطل کرتا ہے۔ شہادت شیرا کی اپنے نفس کے لیے ہے۔ اصول کا قاعدہ ہے کہ جو شہادت اپنے نفس کے نقصان کے لیے ہو، وہ صحیح ہے اور جو نفع کے لیے ہو، وہ غیر صحیح نیز اگر مہدی کی حیاتی میں شہادت دیتا تو صحیح ہوتی؛ کیوں کہ مہدی کی لڑکی شیرا پر حرام ہو جاتی، وہ جدا کر دیتے، اب مہدی کے فوت ہونے کے بعد شہادت شیرا کے نفع کے لیے ہے؛ کیوں کہ شہادت شیرا کی جواز نکاح کے لیے ہے، وہ غیر صحیح ہے۔ شیرا کا نکاح صحیح اور مہدی کی عورت شیرا پر ابدی حرام ہے۔'' فقط، غرض کہ جو صورت استفتاء کے اندر دکھائی گئی ہے، وہ کہاں تک درست ہے، ممکن ہے کہ شیرا کا ناجائز تعلق مسماۃ سینا کے ساتھ ہو؛ لیکن اس وقت کا نکاح مسماۃ راجاں کے ساتھ اس ناجائز تعلق کے خلاف ہے۔ اگر اس ناجائز تعلق کو مانا جائے تو کیا شرعاً اس کے لیے کسی ثبوت کی ضرورت ہے، یا صرف عام افواہ، یا زوجین کے اقرار کا کافی ہیں؟

(المستفتی: ۲۷۹۲، مولوی اللہ دین صاحب ضلع جہلم ۲/ربیع الثانی ۱۳۶۴ھ)

الجواب

شیرا کا سینا کے ساتھ نکاح ناجائز اور حرام ہے؛(۱) کیوں کہ وہ اس کی خوش دامن ہے اور اگر شیرا سینا کے ساتھ زنا کا اقرار کرتا ہے تو اس کے اقرار کی وجہ سے راجاں بھی اس پر حرام ہوگئی؛ مگر سینا کی حرمت بدستور قائم رہے گی، لہٰذا اب اس اقراری کی صورت میں دونوں عورتیں اس پر حرام ہوں گی۔(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی (کفایت المفتی:۵/۱۸۵)

منکوحہ کی ماں سے نکاح:

سوال: عمر نے ہندہ کی صغیرہ لڑکی سے نکاح کیا؛ مگر مجامعت نہیں کی تھوڑے عرصہ بعد ہندہ بیوہ ہوگئی، ہندہ کی لڑکی کو طلاق دے کر عمر نے ہندہ سے نکاح کرلیا اور اولاد پیدا کی اولاد ولدالحلال ہوگی، یا نہیں؟

الجواب

عمر کا نکاح ہندہ سے کسی حال میں اور کسی وقت درست نہیں اور اولاد جو ہوئی ولدالحرام ہے، جیسا کہ درمختار میں ہے:

وأم زوجته وجداتها مطلقاً بمجرد العقد الصحيح وإن لم توطأ. (۳) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۷/۳۳۲)

مطلقہ غیر مدخولہ بیوی کی ماں سے نکاح جائز ہے، یا نہیں:

سوال: عائشہ نے اپنی دختر کریمن نابالغہ کی شادی عثمان سے کی اب عثمان کریمن کو جس سے ہم بستری نہیں کی، طلاق دے کر اس کی والدہ عائشہ سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔کیا یہ نکاح درست ہے؟

الجواب

عثمان کا نکاح اس صورت میں عائشہ سے درست نہیں ہے؛ کیوں کہ زوجہ کی والدہ سے یعنی اپنی ساس سے کسی حال میں نکاح درست نہیں ہے، خواہ زوجہ سے صحبت کی ہو، یا نہ کی ہو۔

كما قال الله تعالىٰ: ﴿وأمهات نسائكم﴾ (الآية) (۴) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۷/۳۳۹)

---

(۱) ﴿وأمهات نسائكم﴾.(سورة النساء:۲۳)

(۲) قال في البحر: وأراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربع،حرمة المرأة علىٰ أصول الزاني وفروعه نسبًا ورضاعًا.(رد المحتار،كتاب النكاح،فصل في المحرمات:۳/۳۲، سعيد)

(۳) الدر المختارعلىٰ هامش ردالمحتار،فصل في المحرمات:۲/۳۸۳،ظفير

(۴) سورة النساء:۲٤،ظفير

وحرم بالمصاهرة بنت زوجته الموطؤة وأم زوجته وجداتها مطلقاً بمجرد العقد الصحيح وإن لم توطأ الزوجة لما تقرر إن وطي الأمهات،يحرم البنات ونكاح البنات يحرم الأمهات،إلخ.(الدرالمختارعلىٰ هامش رد المحتار،فصل في المحرمات:۲/۳۸۲-۳۸۳،ظفير)

منکوحہ غیر مدخولہ کو طلاق دے کر اس کی ماں سے نکاح کرنا کیسا ہے:

سوال: زید ۳۰ سالہ نے ہندہ کی لڑکی دس سالہ سے نکاح کیا، مدت نکاح ۶ ماہ میں کوئی تعلق زن وشوئی نہیں ہوا، چھ ماہ کے بعد زید نے ہندہ کی لڑکی کو طلاق دے کر ہندہ سے نکاح کرلیا، یہ نکاح زید کا ہندہ سے درست ہے، یا نہیں؟

الجواب

اس صورت میں زید کا ہندہ سے درست نہیں، قطعاً حرام اور باطل ہے اور ہندہ سے نکاح ہمیشہ کے لیے حرام ہوگیا؛ کیوں کہ منکوحہ کی والدہ مجرد نکاح سے حرام ہوجاتی ہے، اگرچہ منکوحہ سے وطی نہ کی ہو۔

كما قال الله تعالىٰ: ﴿وأمهاتكم نسائكم﴾ (الآية) (۱)

اور مفسرین اور فقہانے باتفاق یہ تصریح فرمائی ہے کہ جس عورت سے نکاح کیا، محض نکاح کرنے کے ساتھ ہی اس کی والدہ ناکح پر حرام ہوجاتی ہے، بخلاف ربیبہ کے نکاح کے کہ اس کی والدہ کو پہلے وطی کے طلاق دے دے تو ربیبہ سے نکاح درست ہے۔

كما قال اللّٰه تعالىٰ: ﴿ربائبكم اللاتي في حجوركم من نساء كم اللاتي دختلم بهن فإن لم تكونوا دخلتم بهن فلاجناح عليكم﴾ (الآية) (۲)

قال في الدرالمختار: وحرم با لمصاهرة بنت زوجة الموطوءة وأم زوجته وجداتهامطلقا بًمجرد العقد الصحيح وإن لم توطأ الزوجة لماتقررأن وطى الأمهات يحرم البنات ونكاح البنات يحرم الأمهات، إلخ. (۳) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۷/۳۴۶-۳۴۷)

غیر مدخولہ منکوحہ کی ماں کا بوسہ لیا تو کیا حکم ہے:

سوال: شخصے بہ مادر منکوحہ غیر مدخولہ معانقہ وتقبیل می کند دریں صورت زوجہ اش بروے حلال است، یا نہ؟ (۴)

الجواب

قبل أم إمرأته في أى موضع كان على الصحيح، جوهرة، حرمت عليه إمرأته مالم يظهر عدم الشهوة ولوعلى الفم ... في المس لاتحرم مالم تعلم الشهوة. (۵)

پس بصورت مس وتقبیل بالشہوۃ مخلصے برائے تحلیل زوجہ اش نیست، البتہ اگر شہوت متحقق نہ باشد حرمت نخواہد شد۔ (۶) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۷/۳۵۷)

(۱،۲) سورة النساء: ۲۴، ظفير

(۳) الدرالمختار علىٰ هامش ردالمحتار، فصل في المحرمات: ۲/۳۸۲-۳۸۳، ظفير

(۴) ترجمہ سوال: ایک شخص نے اپنی ساس سے معانقہ کیا اور اس کا بوسہ لیا تو کیا اس کی بیوی اس پر حرام ہوگئی؟ [انیس]

(۵) الدرالمختار علىٰ هامش ردالمحتار، فصل في المحرمات: ۲/۳۸۸، ظفير

(۶) ترجمہ جواب: شہوت سے بوسہ لینے اور چھونے سے اس کی بیوی اس کے لیے حلال نہ رہی، البتہ اگر شہوت ثابت نہ ہوتو حرمت ثابت نہ ہوگی۔ [انیس]

جس سے منگنی بطور ایجاب وقبول ہوئی، اس کی ماں سے نکاح جائز ہے، یا نہیں:

سوال: عبداللہ بالغ کی منگنی بطور ایجاب وقبول ہوئی، لڑکی نابالغہ کے باپ نے ایجاب کیا، وہ لڑکی حالت صغر میں ہی مرگئی، حالت حیات میں اپنے والدین کے یہاں رہی، دخول کی نوبت نہیں آئی اور بوقت ایجاب کوئی خطبہ نکاح نہیں ہوا تھا، اب اس لڑکی کا والد بھی فوت ہوگیا، اب عبداللہ لڑکی کی والدہ سے نکاح کرنا چاہتا ہے، جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

اگر لڑکی کی جانب سے باپ نے ایجاب کیا اور لڑکے بالغ نے قبول کیا، دوگواہوں کے سامنے تو نکاح صحیح ہوگیا اور اس لڑکی کی ماں محرمات ابدیہ میں سے ہوگئی اور اس لڑکے کو اس سے نکاح کرنا کسی وقت درست نہیں۔ درمختار میں ہے:

وحرم بالمصاهرة بنت زوجة الموطوءة وأم زوجته وجداتها مطلقاً بمجرد العقد الصحيح وإن لم توطأ الزوجة. (۱) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۷/۳۳۶-۳۳۷)

ایک لڑکی نابالغہ سے منگنی بطور ایجاب وقبول ہوئی، وہ مرگئی، اب اس کی ماں سے نکاح جائز ہے، یا نہیں:

سوال: مسمیٰ عبداللہ کی منگنی کے طور پر ایجاب ہوا، مسمی مذکور اس وقت موجود تھا اور بالغ تھا، لڑکی نابالغ تھی، اس کے باپ نے کیا تھا، وہ لڑکی سن صغر میں فوت ہوگئی، اپنے ماں باپ کی پرورش میں تھی، نہ خطبہ ہوا اور نہ جماع ہوا اور لڑکی کا والد بھی فوت ہوگیا، اب عبداللہ لڑکی کی والدہ سے نکاح کرنا چاہتا ہے، چوں کہ علماء اس کو حرام قرار دیتے ہیں؛ مگر دوسرے علماء کہتے ہیں کہ لڑکی سے دخول نہیں ہوا، اگر دخول ہوتا تو حرام ہوتی؛ اس لیے کہ ہر دو کی دخول شرط ہے اور زیادہ صورت جواز کی جب ہی چاہتے ہیں کہ وہ اس میں مل جل گئے ہیں اور زنا کا خوف ہے، اگر کوئی صورت جواز کی ہوسکے تو فتویٰ دے کر پورا حوالہ تحریر فرمادیں؟ فقط

الجواب

زوجہ کی ماں سے نکاح کرنا کسی وقت درست نہیں؛ کیوں کہ وہ محرمات ابدیہ میں سے ہے۔

کمافی الدرالمختار: وحرم بالمصاهرة بنت زوجته الموطوءة وأم زوجته وجداتها مطلقاً بمجرد العقد الصحيح وإن لم توطأ الزوجة. (۲) واللہ اعلم (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۷/۳۳۷)

استدلال برحرمت مادر مخطوبہ:

سوال: جمیع کتب فقہ میں لکھا ہے کہ خطبہ نکاح نہیں؛ لیکن استنکاح ہے؛ مگر ہدایہ مولانا عبدالحی چھاپ [چھاپے] کی کتاب العدۃ میں (**قوله ولاتخطب المعتدة**) کے نیچے بحوالہ عینی لکھا ہے:

(۱،۲) الدرالمختار علیٰ هامش ردالمحتار، فصل في المحرمات: ۲/۳۸۲، ظفیر

"الخطبة التزوج و نكاح المعتدات لايجوز".

اس کا جواب کیا ہوسکتا ہے؟ یہاں کے بعض بعض مولوی اسی عبارت سے خطبہ کو نکاح سمجھ کر طرح بطرح کے مباحث اور جدال برپا کررہے ہیں اور بنت کے خطبہ کو نکاح جان کر اس کی والدہ کو حرام کہہ رہے ہیں، جناب اس میں کوئی کافی تحریر بحوالہ کتب عنایت فرمائیں، یہ عبارت ساری کتب معتبرہ سے مخالف ہے؟

الجواب

آپ اس عبارت کو خود دیکھ کر پوری لکھئے،(۱) میرے پاس کتاب نہیں ہے؛ اس لیے عبارت معلوم نہیں کرسکا؛ لیکن مطلب یہ ہے کہ خطبہ حکم تزوج میں ہے اور تزوج معتدہ کا جائز نہیں، لہٰذا خطبہ اس کا جائز نہیں اور جو من کل الوجوہ اس کو نکاح کہتے ہیں، ان سے پوچھئے کہ نکاح کی تعریف کیا ہے اور آیا وہ خطبہ پر صادق ہے، یا نہیں؟

ذی قعدہ ۱۳۳۶ھ (تتمہ خامسہ، ص:۱۷) (امداد الفتاویٰ جدید:۳۴۶/۲)

خوش دامن سے وطی بالشبہ کا حکم:

سوال: ایک شخص نیند کی حالت میں بے خبر بوقت شب اپنے بستر پر سویا تھا اور اسی جگہ اس کی عورت بھی دوسرے بستر پر علاحدہ سوئی تھی، اتفاقاً اس عورت کی ماں بھی اسی جگہ آ کر اپنی لڑکی کے ساتھ سو رہی اور مرد کو اس حالت سے مطلق خبر نہ تھی، مرد مستی اور شہوت کی حالت میں اپنی جگہ سے اٹھا اور اپنی عورت کے بستر پر ہاتھ لے گیا اور دونوں پاؤں پکڑے وہ پاؤں اس کی خوش دامن کے تھے کہ وہ اپنی لڑکی کے ساتھ سوئی ہوئی تھی اور وہ شخص ناواقفیت سے اپنی عورت سمجھا تھا؛ لیکن پاؤں چھونے کے ساتھ ہی وہ اس کی آواز سن کر فوراً پہچان گیا کہ یہ پاؤں اس کی خوش دامن کا ہے تو ہاتھ اٹھالیا اور اس کا پاؤں چھوڑ دیا اور پھر اپنے بستر پر چلا گیا۔

اب عوام کہتے ہیں کہ اس کی عورت اس پر حرام ہوگئی، وہ ایک مفلس شخص ہے، محتاج اور نہایت بے قدر، نہایت وقت سے ایک عورت اُس کو ملی، اس کے ساتھ نکاح کیا اور اپنا گھر آباد کیا تھا، اب ایسی حرکت ناگہانی بے اختیار کی، جو کہ اوپر مذکور ہوئی ہے اور اس کا گھر برباد ہوتا ہے۔

الجواب

مذہب حنفی میں اس واقعہ کا کوئی علاج ممکن نہیں اور اس شخص نے اپنی عورت کی ماں کو شہوت کی حالت میں چھوڑ دیا ہے، اس واسطے اس کی عورت اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی۔ ایسا ہی کتب فقہ میں لکھا ہے۔ مذہب شافعی کے موافق عورت حرام نہیں ہوئی۔ اس واسطے کہ اس شخص نے اپنی عورت کے گمان سے اس کی ماں کو چھوڑ دیا ہے، البتہ اگر وہ شخص اپنی عورت کی ماں کے ساتھ جماع کرتا تو اس کی عورت حرام ہوجاتی، ایسا ہی کتب فقہ میں لکھا ہے۔ واللہ اعلم (فتاوی عزیزی، ص:۵۵۶)

---

(۱) ہدایہ کی عبارت میں اسی طرح ہے، جس طرح سوال میں درج ہے، غالباً یہ عینی کے نسخہ کی غلطی ہے، صحیح عبارت "الخطبة للتزوج" ہونی چاہیے۔ سعید احمد

مس سے حرمتِ مصاہرت کب ثابت ہوتی ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسئلوں میں:

زید نے اپنی عورت کو ایک عرصہ کے واسطے اپنی والدہ کے پاس بھیج دیا تھا، جس جگہ اس کا باپ نوکر تھا اور خود اپنے مکان پر رہا، عرصہ دو ماہ بعد زید کی خوشدامن بیوہ، اس گاؤں میں [جہاں] کہ زید اپنے مکان میں علاحدہ رہتا تھا، آئی اور رہی، ایک روز بارادۂ بد زید اپنے پلنگ سے اُٹھ کر جس پلنگ پر خوشدامن سورہی تھی آ لیٹا اور دونوں رضائی میں باتیں کرتے رہے، تھوڑی دیر بعد زید نے اس کے شکم وسینہ پر ہاتھ پھیرا اور کس کر آغوش میں پکڑا؛ لیکن اس وقت دونوں اپنے اپنے کپڑے پہنے ہوئے تھے: یعنی برہنہ نہیں ہوئے تھے اور نہ بوسہ لیا، صرف حرکات مندرجہ بالا صادر ہوئیں، اس وقت میں زید کو خوف خدا آیا، کہ کم بخت کیا کرتا ہے، اس کا مرتبہ بجائے ماں کے ہے، یہ تصور کرکے اس کے پلنگ سے علاحدہ ہوا اور باہر کو چلا گیا اور صبح کو اپنی خوشدامن کو رخصت کردیا، یا کہ ایک دو روز بعد؛ لیکن اس سے کچھ گفتگو نہ کی۔

اس بات کو عرصہ پانچ سال کا ہوگیا، یا کچھ کم، یا زیادہ ہوا ہوگا، اس عرصہ کے بعد آج بروز بدھ دو فروری ۱۸۸۷ء (جمادی الاول ۱۳۰۴ھ) کو زید نے ضمیمہ ''مراۃ النساء'' میں صفحہ: ۹ پر لکھا دیکھا کہ جو شخص اپنی خوشدامن کو از راہ شہوت کے ہاتھ لگادے گا تو عورت اس کی اس پر حرام ہوجاوے گی، جب زید نے یہ حرکات کی تھیں، اس کو یہ مسئلہ معلوم نہ تھا، بعد پانچ برس کے آج جو یہ مسئلہ دیکھا، تو وہ فعل بد اپنا زید کو یاد آیا، اس واسطے یہ بات من وعن لکھ کر دریافت کرتا ہے کہ عورت منکوحہ زید کی، زید پر حلال رہی، یا کہ نہیں، یا کہ بوجہ ناواقفیت کے زید کو کفارہ دینا آوے گا۔ مع دلائل فتویٰ تحریر فرماویں؟

اگر عورت منکوحہ زید کی قابل زید کے نہ رہی تو عورت پر عدت کے ایام کب واجب ہوں گے، زید سے ایک دختر تین سالہ اور فرزند گیارہ ماہ کا ہے، اگر عورت زید لائق زید نہ رہی، بحکم شرع شریف یہ دختر وفرزند کس کو ملیں گے، زید کو، یا عورت کو؟

الجواب

سینہ وشکم پر اگر شہوت سے ہاتھ پھیرا تھا اور پیٹ پر کچھ کپڑا نہ تھا، یا کپڑا باریک تھا کہ گرمی شکم کی ہاتھ کو محسوس ہوئی تھی اور ایسا ہی آغوش میں دبانے میں گرمی بدن کی بدن کو لگی تو حرمت ثابت ہوگئی اور منکوحہ حرام ہوگئی اور جو گرمی بدن کی محسوس نہیں ہوئی، یا شہوت سے یہ کام نہیں کیا تو کچھ حرج نہیں ہوا۔ بہرحال بشہوت اگر بدون حائل، یا باریک حائل سے مس ہوا تو منکوحہ حرام ہوئی، خواہ ناواقفیت سے ہو، یا کسی طرح؟

اب جس وقت سے عزم عدم قربت کا کرے گا، اس وقت سے عدت تین حیض کی ہوکر افتراق ہوگا اور کفارہ سے کچھ نہیں ہوسکتا اور دختر اور پسر عورت کی پرورش میں رہیں گے اگر عورت چاہے، بشرطیکہ کسی نامحرم دختر سے نکاح نہ کرے اور یہ خرچ اولاد کا زید دیتا رہے گا، جب تک ساڑھے سات برس کے ہوجاویں، بعد اس کے زید لے سکتا ہے۔

کتبہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعۂ کلاں ص ۱۱۹-۱۲۱) (باقیاتِ فتاویٰ رشیدیہ، ص: ۲۸۷، ۲۸۷)

حرمت زوجہ بمس مادرش وجواب شبہ بے قصور بودز وجہ:

سوال: بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ اگر کسی شخص کا ہاتھ زوجہ کی ماں، یا بہن پر بخیال اپنی عورت کے رات کو شبہ میں پڑ جائے تو اس کی عورت تمام عمر کے لیے اس مرد پر حرام ہوگئی، اگر ہاتھ پڑ گیا ہو اور ہاتھ یا پیر کو ہاتھ لگنے پر معلوم ہو جاوے اور مردنا کام واپس ہو جاوے تو کس گناہ کا مرتکب سمجھا جاوے اور اس گناہ سے؛ کیوں کہ سبکدوش ہوسکتا ہے اور حرکت کرنے سے یہ گناہ لازم آتا ہے، یا صرف ہاتھ پاؤں ایسے خیال میں لگنے سے بھی، مفصل مطلع فرماویں؟ چوں کہ اکثر لوگ ایسی حالت میں اصل عورت کو بے قصور کہتے ہیں، کیا اس عورت سے پھر کسی طرح نکاح دوبارہ کچھ کفارہ وغیرہ دے کر حلالہ وغیرہ سے جائز ہے، یا نہ؟

الجواب

جائز نہیں اور گناہ صرف قلت تحقیق کا ہوا زیادہ نہیں ہوا؛ لیکن زوجہ حرام ہوگئی، اس کا حرام ہونا کسی قصور کی وجہ سے نہیں؛ بلکہ جب سبب پایا جاتا ہے، مسبب پایا جاتا ہے، کوئی شخص بھولے سے زہر کھالے گناہ تو نہیں؛ مگر مرتو جاوے گا اور یہ حکم ساس کے ہاتھ لگانے میں ہے اور اگر زوجہ کی بہن کو اس طرح ہاتھ لگ گیا، زوجہ حرام نہ ہوگی۔

(تتمہ ثالثہ، ص:۳۴) (امداد الفتاویٰ جدید:۳۲۶/۲)

اشتراط شہوت عند المس برائے حرمت مصاہرت وشرط مشتہات بودن:

سوال: زید کا رشتہ ایک جگہ ہوا ہے، زید ایک روز چانولوں کا نمونہ باہر سے گھر لے گیا اور اپنے خسر صاحب کو چاول اپنے ہی ہاتھ میں لیے دکھا رہا تھا، اتنے میں زید کی خوشدامن بھی آ گئی، اس نے بھی چاول زید ہی کے ہاتھ میں سے اٹھا کر دیکھے، بس تو زید کے دل میں کچھ ذرا وسوسہ سا پیدا ہوا تھا اور شہوت وغیرہ کچھ نہیں تھی تو یہ لمس میں داخل ہو کر کچھ شرعی حد تو قائم نہیں ہوئی؛ یعنی زید کا نکاح جو اس خوشدامن کی دختر سے ہوگا، اس میں کچھ فرق تو نہیں ہے؟

الجواب

فی الدر المختار: والعبرة للشهوة عند المس والنظر لا بعدهما وحدّها فيهما تحرك آلته أوزيادته، به يفتي، وفي إمرأته ونحوِ شيخ كبيرتحرك قبله أو زيادته.

والعنين فحدهما تحرك قلبه أوزيادته إن كان متحركا لامجرد ميلان النفس فإنه يوجد فيمن لاشهوة له أصلاً كالشيخ الفاني، ثم قال: ولم يحدوا الحد المحرم منها أى من المرأة وأقله تحرك القلب علٰى وجه يشوش الخاطر، آه.(۱)

وفي الدر المختار: (و)أصل (ممسوسته بشهوة) ... (وأصل ماسته) ...(وفروعهن).

---

(۱) ردالمحتار، فصل فی المحرمات: ۳۳/۳/۳، دار الفکر بیروت، انیس

فی ردالمحتار: (قوله:وأصل ماسته) أی بشهوة، قال فی الفتح:وثبوت الحرمة بلمسها مشروط بأن یصدقها ویقع فی أکبر رائه صدقها. (۱)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ زید کی تندرستی اگر ایسی ہے کہ شہوت کے وقت اس کا آلہ منتشر ہوتا ہے تو وقت مس کے انتشار آلہ اگر ہوا ہے تو اس کو شہوت کہا جائے گا اور اگر انتشار نہیں ہوا تو شہوت نہ کہا جائے گا اور اگر اس کی تندرستی ایسی نہیں ہے تو اگر قلب کو ایسی حرکت ہوئی کہ طبیعت مشوش ہوگئی تو شہوت کہیں گے، ورنہ نہیں کہیں گے، یہ تو زید میں حد شہوت ہے، اسی طرح اس خوشدامن کو مس کے وقت قلب میں حرکت ہوگی تو اس کی شہوت ظاہر ہوگی۔غرض زید، یا خوشدامن ان میں سے کسی کے اندر بھی شہوت پائی گئی تو لڑکی حرام ہوگئی، ورنہ حلال ہوگی اور خوشدامن کا حال اس کے بیان سے معلوم ہوسکتا ہے، اگر کسی قرینہ سے اس کا شبہ ہو تو دریافت کرنا ضروری ہے، ورنہ کچھ حاجت نہیں۔ واللہ اعلم

۲۰/ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ (امداد:۲۳/۲) (امداد الفتاویٰ جدید:۳۰۹/۲-۳۱۰)

ساس کا بوسہ شہوت کے ساتھ لینے سے بیوی ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی ہے:

سوال: اگر اپنی بیوی بوجہ لمس، یا قبلہ بالشہوہ اپنی ساس، یا سالی سے کرنے سے حرام ہو جائے تو تجدید نکاح سے حلال ہو جاتی ہے، یا ہمیشہ کے لیے حرام ہے؟

الجواب

ساس کے مس بالشہوۃ علیٰ شرطہ کرنے سے زوجہ ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی ہے، علاحدہ کرنا اس کا واجب ہے اور پھر کبھی وہ نکاح میں نہیں آسکتی، (۲) اور سالی کو مس بالشہوہ کرنا اگرچہ حرام ہے؛ لیکن اس سے زوجہ حرام نہیں ہوتی۔(۳) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳۲۷/۷)

صرف چھونے سے حرمت ہوتی ہے، یا نہیں:

سوال: دو شخص معتبر کہتے ہیں کہ زید اپنی ساس کو مساس کر رہا تھا، معلوم نہیں کہ شہوت تھی، یا نہ تھی، کپڑا بدن پر ہو، یا نہ ہو، سینہ پر ہو، یا کسی اور مقام پر؛ مگر زید شہوت سے انکار کرتا ہے، پس ایسی صورت میں حرمت مصاہرت ثابت ہو جاوے گی، یا نہیں؟

---

(۱) الدرالمختار مع ردالمحتار،صل فی المحرمات: ۱۰۸/٤-۱۰۹،ط:الریاض،انیس

(۲) (و)حرم أيضاً بالصهرية (أصل مزنيته) .. (و)أصل (ممسوسته بشهوة) ... (وأصل ماسته وناظرة إلى ذكره والمنظور إلى فرجها)... (وفروعهن) مطلقاً.(الدرالمختار)

لأن المس والنظرسبب داع الى الوطء فيقام مقامه فی مو ضع الاحتياط (قوله بشهوة) أی ولو من أحدهما (قوله مطلقاً) يرجع إلى الأصول والفروع أی وإن علون وإن سفلن.(ردالمحتار،فصل فی المحرمات: ۳۸۵/۲،ظفير)

(۳) وطی أخت امرأته لاتحرم عليه امرأته أی لاتثبت حرمة المصاهرة.(ردالمحتار،فصل فی المحرمات: ۳۸۶/۲،ظفير)

الجواب

ایسی صورت میں حکم حرمت مصاہرت کا نہ کیا جاوے گا۔

کما فی الدرالمختار: (وفی المس لا) تحرم (ما لم تعلم الشهوة) ...(وإن ادعت الشهوة) ... (وأنكرها الرجل فهو مصدق) لا هی. (۱) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۷/۳۵۹-۳۶۰)

خوشدامن کے داماد کے ہاتھ پر چاول رکھنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی:

سوال: زید نے اپنی خوشدامن سے کچے چاول نمونہ دیکھنے کے لیے مانگے، اس نے چاول لے کر زید کے ہاتھ پر رکھ دیئے، زید کے دل میں یہ خیال تھا کہ اگر خوشدامن کے ساتھ ذرا بھی مس بالشہوۃ ہو جائے تو زوجہ حرام ہو جاتی ہے؛ اس لیے وہ بہت احتیاط کرتا تھا؛ لیکن جب خوشدامن نے اس کے ہاتھ پر چاول رکھے تو اسے خیال آیا کہ یہی مس بالشہوۃ باعث حرمت ہو جاتا ہے، کہیں ایسا نہ ہو جائے، اس خیال کے آتے ہی اس کے آلہ تناسل میں خفیف سا احساس پیدا ہوا؛ مگر قیام کی حد تک نہیں پہنچا اور میلان قلب بھی ہرگز ہرگز نہ تھا، اس صورت میں حرمت مصاہرت ثابت ہے، یا نہیں؟

الجواب

اس صورت میں حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہے اور خفیف سا احساس حدِ شہوت میں داخل نہیں ہے، جب کہ میلان قلب بھی نہ تھا اور بظاہر چاول ہاتھ پر رکھنے کے وقت بھی نہ تھا؛ بلکہ بعد میں خیال مذکور آ کر خفیف سا احساس ہوا، جو حد شہوت میں داخل نہیں ہے۔

قال فی الدرالمختار: والعبرة للشهوة عند المس والنظر لا بعد هما.

قال فی الشامی: فيفيد اشتراط الشهوة حال المس فلو مس بغير شهوة، ثم اشتهیٰ عن ذلک المس إلا تحرم عليه. (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۷/۳۹۲)

ساس نے داماد کا بوسہ لیا اور داماد کو انزال ہو گیا، حرمت ثابت نہیں ہوئی:

سوال: زید کی خوش دامن نے زید کا بوسہ لیا او گلے لگا کر پیار کیا اور زید سفر میں جا رہا تھا اور زید کو اسی وقت انزال ہو گیا، وہ کہتا ہے، کہ میرا شہوانی خیال بالکل نہ تھا، بے اختیار انزال ہو گیا تو اب زید کی زوجہ اس پر حرام ہوئی، یا نہ؟

الجواب

اس صورت میں زید کی زوجہ زید پر حرام نہیں ہوئی۔ درمختار میں ہے:

فلو أنزل مع مسٍ أو نظر، فلا حرمة، به يفتیٰ. (۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۷/۳۸۹)

---

(۱) الدرالمختار علیٰ هامش رد المحتار، فصل فی المحرمات: ۲/۳۸۸، ظفیر

(۲) دیکھئے: ردالمحتار، فصل فی المحرمات: ۲/۳۸۵، ظفیر

(۳) الدرالمختار علیٰ هامش ردالمحتار، فصل فی المحر مات: ۲/۳۸۶، ظفیر

ساس کا بدن دبانے سے حرمت:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین مسائل ذیل میں:
زید جوان مرد نے ہندہ کی بیٹی زینب سے نکاح کیا، زینب کے قبل بلوغ ہندہ کی زبانی معلوم ہوا کہ زید ایک رات کہ نصف کے قریب گزر چکی تھی، ہندہ کی چار پائی پر آ بیٹھا، اس حالت میں کہ ہندہ کپڑے وغیرہ اتار کر سوئی ہوئی تھی، لیٹنے کے وقت جو معمولی کپڑے پہنے جاتے ہیں، وہی پہنے ہوئے تھی۔ زید بیٹھ کر ہندہ کا بدن دبانے لگا، ہندہ نے کہا: میں کوئی تھکی ماندی نہیں ہوں اور یہ وقت بدن دبانے کا نہیں ہے۔ کچھ دیر کے بعد جب زید کو یقین ہوگیا کہ اگر میں نہ جاؤں گا تو ہندہ شور مچائے گی، اس وقت چلا گیا۔ صبح زید کے بچھونے پر رطوبت کے نشانات بھی تھے۔ غرض یہ بات تو ہندہ کی زبانی معلوم ہوئی اور زید سے جب پوچھا گیا تو اس نے تو کئی دن سے اس کے پاس بیٹھ کر بدن دباتا ہوں؛ مگر کوئی بری نیت نہیں۔ اب عرض یہ ہے کہ زینب زید پر حرام ہوئی، یا نہیں؟ شقِ اول پر طلاق کی ضرورت ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

صورتِ مسئولہ میں زید کا قول شرعاً معتبر ہوگا، جب تک اس کے خلاف قرائن ظاہرہ سے یقین، یا ظن غالب حاصل نہ ہو جائے اور زید کے بچھونے پر رطوبت کا صبح کو پایا جانا اس پر قرینہ ظاہرہ نہیں کہ اس نے ہندہ کو شہوت سے مس کیا ہے؛ کیوں کہ ہوسکتا ہے شب کو احتلام ہوگیا ہو، لہذا اس کی بیٹی زید پر حرام نہیں ہوئی، البتہ اگر ہندہ کو شہوت سے مس کرنے کا یقین، یا ظنِ غالب ہے، یا خود ہندہ نے زید کو شہوت سے مس کیا ہے تو اس کی بیٹی زید پر حرام ہوگئی، متارکت ضروری ہے۔

”وإذا قبلها، ثم قال: لم يكن بشهوة فقد ذكر الصدر الشهيد في التقبيل: يفتى بثبوت الحرمة ما لم يتبين أنه قبل بغير شهوة، وفي المس والنظر إلى الفرج لايفتى بالحرمة، إلا إذا تبين أنه فعل بشهوة؛ لأنه الأصل في التقبيل الشهوة، بخلاف المس والنظر، كذا في المحيط، هٰذا إذا كان المس على غير الفرج، وأما إذا كان على الفرج، لايصدق أيضاً، كذا في المحيط“. (عالمگیری: ۲۸۴/۱)(۱)

اگر واقع میں زید نے ہندہ کو شہوت سے مس کیا ہے اور پھر انکار کرکے ہندہ کی بیٹی سے نکاح برقرار رکھے گا تو حرام کا مرتکب ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، یکم/ ربیع الآخر/ ۱۳۵۴ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۵۰۴/۱۱)

حالت شہوت میں ساس نے عمداً داماد کو چھوا تو کیا حکم ہے:

سوال: زید کو اس کی ساس نے عمداً اس حالت میں چھو دیا؛ جس وقت زید کا آلہ تناسل حرکت میں تھا اور طبیعت میں شہوت غالب تھی اور زید نے بھی اس کو چھوڑ دیا، زید کی عورت کے لیے کیا حکم ہے؟

---

(۱) الفتاویٰ الهندية، كتاب النكاح، القسم الثاني: المحرمات بالصهرية وما يتصل بذلك: ۲۷۶/۱، رشيدية

الجواب

مس بالشہوت سے اس وقت حرمت ثابت ہوتی ہے کہ بلا حائل غلیظ ہو، پس اگر موٹے کپڑے کے اوپر کومس کیا تو حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوئی۔

كذا في الدر المختار، قال في الشامي: (قوله: بحائل لايمنع الحرارة) أي ولو بحائل، إلخ، فلو كان مانعاً لا تثبت الحرمة، كذا في أكثر الكتب. (۱) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳۴۳/۷)

ساس نے داماد کو بوس وکنار کیا، کیا حکم ہے:

سوال: ایک عورت نے اپنے داماد کو بوس وکنار کیا تو اس شخص پر اس کی زوجہ حرام ہوئی، یا نہیں؟

الجواب

درمختار میں ہے:

(قبل أم امرأته) في أي موضع كان على الصحيح ... (حرمت) عليه (امرأته مالم يظهر عدم الشهوة) ...لأن الأصل في التقبيل الشهوة. (۱)

پس معلوم ہوا کہ صورت مذکورہ میں اس کی زوجہ اس پر ہمیشہ کو حرام ہوگئی۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳۸۵/۷-۳۸۶)

شہوت کے ساتھ ساس کومس کرنا اور بوسہ لینا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ داماد نے اپنی ساس کو شہوت کے ساتھ مس کیا اور بوسہ لیا تو کیا اس شخص پر اس کی بیوی حرام ہوگئی، یا نہیں؟

(المستفتی: محمد ناصر حسین رامپوری، مرادآباد)

باسمه سبحانه وتعالىٰ، الجواب وبالله التوفيق

داماد نے اپنی ساس کا بوسہ لیا تو اس پر اس کی بیوی ہمیشہ ہمیش کے لیے حرام ہوگئی۔

(و)حرم أيضاً بالصهرية (أصل مزنيته) .. (و)أصل (ممسوسته بشهوة) ... (وأصل ماسته وناظرة إلى ذكره والمنظور إلى فرجها)... (وفروعهن) مطلقاً. (الدر المختار مع الشامي، كراچی: ۳۲/۳، زكريا: ۱۰۷/٤، ۱۰۸)

وفي الهداية: ومن مسته امرأة بشهوة حرمت عليها أمها وابنتها. (الهداية، أشرفي بكدپو: ۳۰۹/۲)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۱۹ر محرم الحرام ۱۴۱۴ھ (فتویٰ نمبر: الف ۳۲۷۷/۲۹) (فتاوی قاسمیہ: ۳۶۷/۱۳، ۳۶۸)

---

(۱) ردالمحتار، فصل في المحرمات: ۳۸۵/۲، ظفير

(۲) الدر المختار علىٰ هامش ردالمحتار، فصل في المحرمات: ۳۸۸/۲، ظفير

شہوت کے ساتھ ساس کو چھونے سے کیا بیوی حرام ہو جائے گی:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ایک آدمی کی شادی ہوئی اور رخصتی ابھی نہیں ہوئی ہے کہ وہ آدمی اپنی سسرال گیا اور وہ رات میں اٹھا اپنی بیوی کے پاس جانے کے لیے؛ لیکن اچانک اس کا ہاتھ اپنی ساس پر پڑ گیا اور کیا کچھ نہیں بس ہاتھ پڑ گیا تو کیا یہ نکاح ٹوٹ گیا؟ اور اس کی محبت اپنی بیوی سے بے حد ہے، اس کا کہنا ہے کہ اگر ایسا ہوا تو ہم اپنی جان دے دیں گے اور مر جائیں گے، زندہ رہنا دنیا میں گوارہ نہیں تو اس کے بارے میں حضور بہت جلد تحریر فرمائیں؛ کیوں کہ ہم نے دین کی باتوں میں دیکھا ہے تو اس میں لکھا ہے کہ اگر ہاتھ لڑکی، یا ساس پر پڑ گیا تو بیوی ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی اور لازم ہے کہ وہ آدمی اپنی بیوی کو طلاق دے دے۔

(المستفتی: محمد حنیف قاسمی، مدرس مدرسہ جامعہ لکرالہ بدایوں، یوپی)

باسمه سبحانه وتعالىٰ، الجواب ـــــــــــــــ وبالله التوفيق

اگر ساس پر ہاتھ لگاتے وقت شہوت بھری حالت میں رہا ہے اور ساس کے بدن پر کپڑا نہیں تھا، یا ہلکا اور باریک کپڑا تھا کہ اوپر سے اندر کی گرمی محسوس ہو رہی ہے تو حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بیوی ہمیشہ کے لیے حرام ہو چکی ہے اور اگر شہوت بھری حالت میں نہیں تھا تو بیوی حرام نہ ہوگی نکاح بدستور باقی ہے۔

قبل أم امرأة حرمت عليه امرأته مالم يظهر عدم الشهوة [إلى قوله] في المس لاتحرم مالم تعلم الشهوة؛ لأن الأصل في التقبيل الشهوة بخلاف المس. (تنوير الأبصار مع الدر المختار، كراتشي :۳/۳٦، زكريا ديوبند: ٤/۱۱۳)

خودکشی کرنا بہت بڑا گناہ عظیم ہے، جس شے سے خودکشی کرے گا، اسی چیز سے جہنم میں ہمیشہ عذاب ہوتا رہے گا۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه أراه رفعه قال: من قتل نفسه بحديدة جاء يوم القيٰمة وحديدته في يده يتوجأبها بطنه في نار جهنم خالداً مخلداً أبداً، ومن قتل نفسه بسم فسمه في يده يتحساه في نار جهنم خالداً مخلداً أبداً. (سنن الترمذي، باب ماجاء فيمن قتل نفسه بسم،أوغيره، النسخة الهندية: ۲/۲٥، دار السلام رقم: ۲۰٤۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۸/صفر المظفر ۱۴۳۱ھ (فتویٰ نمبر: الف ۲۰۰۸/۲۸)

الجواب صحیح: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۱۴۳۱/۲/۹ھ۔ (فتاوی قاسمیہ: ۱۳/۳۷۰، ۳۷۱)

ساس کی پستان پکڑی، زوجہ حرام ہوئی، یا نہیں:

سوال: ایک شخص نے اندھیرے میں اپنی ساس کی پستان کو پکڑ کر کھینچا شہوت سے؛ یعنی اپنی زوجہ سمجھ کر؛ لیکن جب اس کو معلوم ہوا تو بہت شرمندہ ہوا، ایسے شخص کے لیے اس کی زوجہ کیسی ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

اگراوپر پستان کے کپڑا نہ تھا، یاباریک کپڑا تھاتوبشہوت اس کو ہاتھ لگانے سے اس کی زوجہ اس پرحرام ہوگئی۔(۱) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۸۶/۷)

دھوکے سے داماد کا ساس کو بحالتِ شہوت چھونا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید ایک شادی شدہ مرد ہے، وہ اپنی سسرال گیا ہوا تھا، رات کو جب چار پائی پر سویا تو اس کی بیوی کی چار پائی اوراس کی ساس کی چار پائی اورخود اس کی چار پائی برابر میں پڑی ہوئی تھی، رات کو اتفاق سے زید بیدار ہوا، اس نے اپنی بیوی کے دھوکہ میں بحالت شہوت اپنی ساس کو ہاتھ لگادیا، جب اس نے دیکھا کہ یہ میری بیوی نہیں ہے؛ بلکہ یہ میری ساس ہے، اس نے فوراً ہاتھ ہٹالیا، اتفاق سے ساس اور بیوی ایک ہی رنگ کا لباس پہنے ہوئے تھیں۔ مسئلہ کی صورت کے مطابق مفصل ومدلل جواب تحریر فرمائیں۔ (المستفتی: محمد وسیم رام پوری)

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ، الجواب ــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

اگر دھوکہ میں بھی بحالت شہوت اپنی ساس کو ہاتھ لگادیا ہے تو بھی بیوی ہمیشہ کے لیے شوہر پر حرام ہوگئی ہے۔

(مستفاد: فتاوی دارالعلوم دیوبند: ۳۷۶/۷)

ولا فرق فيما ذكر بين اللمس، والنظر بشهوة بين عمد ونسيان وخطأ وإكراه، فلو أيقظ زوجته،أو أيقظته هي لجماعها، فمست يده بنتها المشتهاة أويد ها ابنه حرمت الأم أبداً. (الدرالمختار مع الشامی، كراتشي: ۳۵/۳،زكريا: ۱۱۲/٤)

وفي الهندية: ثم لا فرق في ثبوت الحرمة بالمس بين كونه عامداً،أوناسياً، أومكرهاً، أومخطِأً أو نائماً. (الفتاوى الهندية، زكريا: ۲۷٤/۱، جديد: ۳٤۰/۱)/**وأيضاً في الهندية: ولومس شعرها بشهوة إن مس ما اتصل برأسها ثبت.** (الفتاویٰ الهندية: ۲۷٤/۱، جديد: ۳٤۰/۱) فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۱۹/رجب ۱۴۱۹ھ (فتویٰ نمبر: الف ۱۳۲۹/۲۵)

الجواب صحیح: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۱۴۱۹/۷/۱۹ھ۔ (فتاوی قاسمیہ: ۳۶۸/۱۳،۳۶۹)

ساس کو شہوت سے دیکھنا:

سوال: اگرکسی نے اپنی ساس کوشہوت کی نگاہ سے دیکھا تو کیا اس سے حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے، یانہیں؟

---

(۱) وحرم أيضاً أصل ممسوسة بشهوة ولو بشعر على الرأس بحائل لايمنع الحرارة،إلخ، وفروعهن مطلقاً والعبرة للشهوة عند المس. (الدرالمختار) (قوله: بشهوة) أي ولومن أحدهما (قوله: بحائل) أي ولوبحائل،إلخ، فلوكان مانعاً لاتثبت الحرمة. (ردالمحتار، فصل في المحرمات: ۳۸۵/۲،ظفير)

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــ

اگر فرج داخل کو شہوت کی نظر سے دیکھا ہو تو حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی، ورنہ مطلق نظر شہوت سے حرمت مصاہرت کا اثبات نہیں۔

قال ابن عابدين: (تحت قوله: والمنظور إلٰى فرجها) قيد الفرج، لأن ظاهر الذخيرة وغيرها أنهم اتفقوا علٰى أن النظر بشهوة إلٰى سائر أعضائها لا عبرة به ما عدا الفرج. (ردالمحتار: ۳۳/۳، كتاب النكاح، فصل في المحرمات)

قال في الهندية: لاتثبت بالنظر إلٰى سائر الأعضاء لابشهوة ولابمس سائر الأعضاء لا عن شهوة بلاخلاف، كذا في البدائع، والمعتبر النظر إلى الفرج الداخل، هٰكذا في الهداية. (الفتاویٰ الهندية: ۲۷۴/۱، فصل في المحرمات) (فتاوی حقانیہ: ۴۱۰/۴)

صحبت کے ارادے سے ساس کو بیوی سمجھ کر ہاتھ لگانا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید کی بیوی اپنی ماں کے قریب زید کے گھر سو رہی تھی، زید نماز پڑھ کر رات میں دیر سے گھر آیا، زید اپنی خواب گاہ پر گیا اور صحبت کے ارادے سے اپنی بیوی سمجھ کر دھوکہ سے اپنی ساس کا ہاتھ پکڑ کر ہلایا، ہلانے کی حرکت سے جب ساس نے کروٹ بدلی تو زید کو ساس کا چہرہ نظر آیا، جس سے شرمندہ ہو کر واپس چلا آیا؛ لیکن ہاتھ پکڑ کر ہلانے کی حرکت ساس کو آخر تک نہیں ہوئی۔ اب معلوم کرنا یہ ہے کہ زید کی بیوی کیا زید پر حرام ہوگئی؟ اگر حرام ہوگئی تو شریعت مطہرہ میں اس کا کوئی حل ہے، یا نہیں؟

(المستفتی: سمیع الدین، بسواں سیتاپور)

باسمه سبحانه وتعالٰى، الجواب ـــــــــــــــــــ وبالله التوفيق

جب صحبت کے ارادہ سے اپنی بیوی سمجھ کر دھوکہ سے اپنی ساس کو پکڑ کر ہلایا تھا، اس وقت اگر زید شہوت کی حالت میں تھا تو زید کی بیوی زید پر ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی، چاہے ساس کو اس کی خبر بھی نہ ہوئی ہو، اب اس بیوی کو چھوڑ کے دوسری عورت سے شرعی طریقہ سے نکاح کر کے باعصمت زندگی گزارنے کے علاوہ کوئی دوسرا حل نہیں۔

ولا فرق بين اللمس، والنظر بشهوة بين عمدٍ ونسيانٍ و خطأ وإكراه، فلو أيقظ زوجته، أو أيقظته هي لجماعها، فمست يده بنتها المشتهاة، أو يدها ابنه حرمت الأم أبداً. (الدرالمختار مع الشامي، كراتشي: ۳۵/۳، زكريا: ۱۱۲/٤) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۷/ جمادی الثانیہ ۱۴۲۶ھ (فتویٰ نمبر: الف ۸۸۴۲/۳۸)

الجواب صحیح: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۱۴۲۶/۶/۷ھ۔ (فتاوی قاسمیہ: ۳۶۹/۱۳-۳۷۰)

سوتیلی ساس اگر داماد سے بدن ملادے تو کیا حکم ہے:

سوال: زید کی سوتیلی ساس ہندہ نے بوجہ عداوت سوت وسوتیلی بیٹی کے زید کے ساتھ ایسی بے تکلفی کی کہ کبھی ہندہ نے اپنا گھٹنہ زید کے گھٹنہ پر رکھ دیا اور کسی حیلہ سے اپنا سینہ زید کے بازو شانہ سے اور کبھی پیٹ سے لگا دیا، اس صورت میں زید کی زوجہ زید پر حرام ہوئی، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

اس صورت میں زید کی زوجہ زید پر حرام نہیں ہوئی۔ (کذا فی الدر المختار وغیرہ من کتب الفقه)(۱) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۷/۳۶۲-۳۶۳)

ساس سے مصافحے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ زید کی منگنی دو سال پہلے بشری کی لڑکی سے ہوئی ہے، زید کے علاقے میں عورتوں اور مردوں کا آپس میں مصافحہ کرنے کا رواج ہے، زید کہتا ہے کہ ایک مرتبہ میرے ساتھ بشری نے مصافحہ کیا اور میں حالتِ شہوت میں تھا اب اس سے زید کے لیے بشری کی لڑکی سے نکاح کرنا حرام ہوگا؟ چوں کہ منگنی تمام رشتہ داروں میں مشہور ہے اس کو توڑنا موجب فساد اور قطع رحمی ہوگا۔ برائے مہربانی کیا صورت اختیار کی جائے، تحریر فرمادیں۔

الجواب ـــــــــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

زید نے چوں کہ ہندہ کے ساتھ حالت شہوت میں مصافحہ کیا؛ اس لیے زید ہندہ کی لڑکی سے نکاح نہیں کرسکتا، اس سے حرمت مصاہرت ثابت ہوگئی ہے، باقی قطع تعلق سے بچنے کے لیے زید کوئی بہانہ کردے، مثلاً یہ کہ لڑکی پسند نہیں ہے وغیرہ، بہرحال اب زید کا ہندہ کی لڑکی سے نکاح نہیں ہوسکتا۔

لما في الهندية (۱/۲۷٤): وكما تثبت هذه الحرمة بالوطء تثبت بالمس والتقبيل والنظر إلى الفرج بشهوة كذا في الذخيرة سواء كان بنكاح أو ملك أو فجور عندنا، كذا في الملتقط. (نجم الفتاویٰ: ۴/۲۴۴)

دوران جھگڑا ساس نے داماد کا آلۂ تناسل پکڑا تو حرمت مصاہرت کا حکم:

سوال: ساس اور داماد میں لڑائی جھگڑا ہوا، دوران جھگڑا ساس نے اپنے داماد کا آلۂ تناسل پکڑ لیا، جھگڑا ختم ہونے کے بعد جب لوگوں نے ساس سے سوال کیا کہ آلۂ تناسل شہوت سے پکڑا تھا، یا بغیر شہوت کے تو اس کے جواب میں ساس نے کہا: بغیر شہوت پکڑا۔ اب بتلایا جائے کہ حرمت مصاہرت ثابت ہوئی، یا نہیں؟

---

(۱) وأصل ممسوسته بشهوة لو بشعر على الرأس بحائل لايمنع الحرارة. (الدر المختار) أي ولو بحائل فلو كان مانعا لا تثبت الحرمة، كذا في أكثر الكتب. (رد المحتار، فصل في المحرمات: ۲/۳۸۵، ظفير)

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــ وباللہ التوفیق

صورت مسئولہ میں اگر یہ صحیح ہے کہ دوران جھگڑا ساس نے اپنے داماد کے عضو مخصوص کو بغیر شہوت کے پکڑا، جیسا کہ خود ساس کا بیان ہے تو ایسی صورت میں حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوئی۔

ولو أخذت ذكر الختن في الخصومة، وقالت: كان عن غير شهوة، صدقت، كذا في خزانة الفتاوىٰ. (الفتاویٰ الهندية: ۲۷۶/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سہیل احمد قاسمی، ۱۶/۶/۱۴۲۰ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲۳۵/۴-۲۳۶)

شہوت کے صرف شبہ سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی:

سوال: اکثر مجھے شبہ ہوتا ہے کہ فلاں بات سے کیا کوئی طلاق واقع ہوئی ہے، یا فلاں بات سے حرمت مصاہرت ہوئی ہے، براہ کرم ذیل کے مسائل کا جواب عنایت فرمائیں۔

(۱) ساس کے ساتھ شہوت سے ہاتھ لگے، یا ساس کی ماں کے ساتھ شہوت سے ہاتھ لگے، دونوں صورتوں میں حرمت مصاہرت ہوجاتی ہے، یا نہیں؟ البتہ شہوت میں مرد کا معیار یہ ہے کہ اس کے آلہ تناسل میں حرکت آجائے۔ ایک مرتبہ میری ساس نے مجھے چائے کی پیالی دی تو میرا ہاتھ ان کے ہاتھ سے لگا تو فوراً بوجہ شبہ دھیان آلہ تناسل کی طرف چلا گیا، آلہ تناسل میں حرکت نہ ہوئی، جیسا کہ حرکت بیوی کو ہاتھ لگانے سے شہوت کے خیال کے ساتھ آنا شروع ہوجاتی ہے، البتہ بطور میری عادت، آلہ تناسل کی طرف دل کی دھڑکن سے بھی خفیف دھڑکن غالباً دو مرتبہ خیال شہوت ہوا، چوں کہ آلہ تناسل میں حرکت نہ ہوئی تو غالباً اس سے حرمت مصاہرت کا سوال پیدا نہیں ہوتا، دو، تین ایام قبل میری ساس کی بوڑھی والدہ محترمہ نے میرا ہاتھ چوما، پھر مذکورہ صورت حال پیدا ہوئی، مارے خوف کے آلہ تناسل کی طرف دھیان رکھا، اس میں حرکت جسمانی محسوس نہ ہوئی، صرف خفیف دھڑکن، بہت خفیف دھڑکن ہوئی؛ لیکن آلہ تناسل میں جسمانی حرکت شہوت والی نہ آئی، میری کسی عورت پر نظر پڑ جائے تو آلہ تناسل کی طرف دل کی طرف سے ہوتی ہوئی دھڑکن (خفیف) سی دو، تین، چار مرتبہ اندرونی طور پر معلوم ہوتی ہے، یہ بات قابل ذکر ہے کہ شہوت مجھے کافی آتی ہے اور مذکورہ صورت میں وہ حرکت الہ تناسل میں نہ آئی سوائے وہ آلہ تناسل کے سرے تک کی دھڑکن جیسا کہ دھیان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سرے تک دھڑکن جاتی ہے، ساس کے ساتھ ہاتھ سے ہاتھ لگنے اور ان کی والدہ محترمہ کے بوسہ لیتے وقت خوف سا بھی ہوگیا کہ حرمت مصاہرت نہ ہوجائے اور خوف کی وجہ سے آلہ تناسل میں حرکت نہیں آیا کرتی، کیا دھڑکن شہوت سمجھی جائے گی؟

(۲) ایک شخص بیمار جنسیات ہو اور کسی سے ہاتھ وغیرہ لگ جانے سے فوراً آلہ تناسل میں حرکت آجاتی ہو تو اس شخص کا اگر ہاتھ ساس کے ہاتھ سے لگ جائے اور حرکت تناسل ہوجائے، جب کہ ارادہ اس شخص کا شہوت کا اور برائی کا نہ ہو تو اس بیماری کی وجہ سے کیا حرمت مصاہرت لازم نہ ہوگی کہ ہوگی؟

الجواب

آپ وساوس کو دور کرنے کے لیے ”قل أعوذ برب الناس“ آخر سورت تک کثرت سے پڑھا کریں اور جو صورت آپ نے سوال میں لکھی ہے، اس سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوئی، مس بلا کسی حائل کے شہوت کے ساتھ ہو تو اس سے حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے اور شہوت کے لیے آلہ تناسل میں جسمانی طور پر انتشار پیدا ہونا شرط ہے، محض انتشار کے شبہ سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی۔

وحد الشهوة فی الرجل أن تنتشر آلته أو تزداد انتشاراً إن كانت منتشرة كذا فی التبيين، وهو الصحيح كذا فی جواهر الأخلاطی، وبه يفتیٰ كذا فی الخلاصة ... هٰذا الحد إذا كان شاباً قادراً على الجماع. (الفتاویٰ الهندية: ۲۷۵/۱)(۱)

(۲) اگر واقعہ کسی کے ساتھ پیش آیا ہے تو پہلے یہ بتائیں کہ جنسی بیماری کیا اس قسم کی ہے کہ کسی مرد، یا کسی اور چیز کو ہاتھ لگانے سے بھی آلہ تناسل میں حرکت آجاتی ہے، یا عورت کو ہاتھ لگانے ہی سے حرکت آتی ہے؟ اس کے بعد جواب دیا جاسکے گا۔ واللہ سبحانہ اعلم

۱۳/۶/۱۳۹۷ھ (فتاویٰ عثمانی: ۲/۲۵۵-۲۵۶)

ساس کو بغیر شہوت کے ہاتھ لگانا:

سوال: ایک شخص کا اپنی بیوی کو جگاتے ہوئے بیوی کے بجائے ساس کو ہاتھ لگ گیا اور دل میں جماع وغیرہ کا خیال تھا؛ لیکن شہوت نہیں تھی تو کیا اس سے حرمت مصاہرت ثابت ہوگی؟

الجواب

حرمت مصاہرت کے اثبات کے لیے لمس (چھونا) ضروری ہے، جو کہ شہوت سے ہو اور جس لمس (چھونے) میں شہوت نہ ہو، اس سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی، لہٰذا صورت مسئولہ میں حرمت مصاہرت ثابت نہ ہونے کی وجہ سے اس شخص پر بیوی حرام نہیں ہوگی۔

قال العلامة الحصكفی: وفی المس لاتحرم ما لم تعلم الشهوة؛ لأن الأصل فی التقبيل الشهوة بخلاف اللمس. (الدرالمختار علىٰ صدر ردالمحتار: ۳۶/۳، كتاب النكاح، فصل فی المحرمات)

قال أبوالبركات النسفی: والزّنا واللمس والنظر بشهوة يوجب حرمة المصاهرة. (كنز الدقائق علىٰ هامش البحرالرائق: ۹۸/۳، كتاب النكاح، فصل فی المحرمات)(۲) (فتاویٰ حقانیہ: ۴/۴۱۰)

---

(۱) (طبع مكتبة رشيدية كوئٹه) وفی الدر المختار: ۳۳/۳ (طبع سعيد) وحدها فيهما تحرك آلته أو زيادته به يفتىٰ، وفی الشامية: قال فی الفتح: ثم هذا الحد فی حق الشاب، إلخ.

(۲) قال ابن نجيم: وقيد يكون اللمس عن غير شهوة لم يوجب الحرمة. (البحرالرائق: ۱۰۰/۳، كتاب النكاح، فصل فی المحرمات) ومثلهٗ فی الفتاویٰ الهندية: ۲۷۵/۱، الباب الثالث فی المحرمات

ساس کی شرمگاہ پر نظر پڑنے سے حرمتِ مصاہرت:

سوال: (استفتاء) زید گھر سے باہر جا رہا تھا کہ اس کی نگاہ ننگی عورت کی شرمگاہ پر پڑی، جو بعد غسل اپنے بدن کے کپڑے خشک کر رہی تھی۔ زید نے سمجھا کہ بیوی ہے، زید نے تھوڑی دیر بحالتِ شہوت اس کی شرمگاہ کو دیکھا، پھر اسی وقت زید کو معلوم ہوا کہ یہ تو خوشدامن ہے،(۱) اب زید کی بیوی زید کے نکاح میں باقی رہی، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

اگر شرمگاہ کے صرف اوپر (ظاہری) حصہ پر نظر پڑی ہے تو اس سے بیوی حرام نہیں ہوئی، دونوں بدستور شوہر بیوی ہیں۔(۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳۸۵/۱۰/۲۴ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳۸۵/۱۰/۲۵ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۱/۴۰۵)

ساس کی شرم گاہ کو دیکھنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید کی بیوی خالدہ ہے اور صدیقہ خالدہ کی ماں ہے اور زید نے صدیقہ کی شرمگاہ کو دیکھ لیا تو ایسی حالت میں خالدہ زید کی نکاح میں رہی، یا نہیں؟

(۱) زید نے صدیقہ کی شرمگاہ کو دیکھ کر نیت بری کی تو ائمہ کی متفق رائے بتائیں؟

(۲) اگر زید نے شرمگاہ کو دیکھا اور نیت بری نہیں کی تو بھی متفق رائے بتائیں؟

(المستفتی: محمد عظیم الدین، عرف عملیہ، بھاگل پور، بہار)

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ، الجواب ــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

اگر زید نے صدیقہ کی شرمگاہ کے اندرونی حصہ کو شہوت کے ساتھ دیکھ لیا ہے تو خالدہ زید پر ہمیشہ ہمیش کے لیے حرام ہوگئی۔

والمنظور إلیٰ فرجها المدور الداخل. (الدرالمختار، کوئٹہ: ۲/۳۸۵، زکریا: ٤/۱۰۸، کراچی: ۳/۳۳)

اور اگر شہوت سے نہیں دیکھا ہے؛ بلکہ اچانک کسی وجہ سے نظر پڑ گئی ہے اور بعد میں شہوت ہوگئی ہو، یا نہیں؟ تو خالدہ اور زید کے نکاح میں کوئی خرابی نہیں آئی۔

والعبرة للشهوة عند المس، والنظر لابعدهما. (الدرالمختار: ۲/۳۸۵، زکریا: ٤/۱۰۸، کراتشی: ۳/۳۳)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۲۶ر صفر المظفر ۱۴۰۸ھ (فتویٰ نمبر: الف ۵۴۸۷/۳۲) (فتاوی قاسمیہ: ۱۳/۳۶۶، ۳۶۷)

---

(۱) خوشدامن: ساس'' (فیروز اللغات، ص: ۶۰۱، فیروز سنز لاہور)

(۲) وحرم أیضاً بالصهریة ... المنظور إلیٰ فرجها المدور الداخل، اختاره فی الهدایة، وصححه فی المحیط والذخیرة، وفی الخانیة: وعلیه الفتویٰ، وفی الفتح: وهو ظاهر الروایة. (ردالمحتار علی الدرالمختار، فصل فی المحرمات: ۳/۳۳، سعید)

فرج داخل کو دیکھنا موجب حرمت مصاہرت ہے:

سوال: کتب فقہ میں مذکور ہے کہ شہوۃ کی نظر سے دیکھنے سے حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے، جب کہ آج کل تو بازاروں میں اکثر اوباش قسم کے لڑکے لڑکیوں کوشہوت کی نظر سے دیکھتے ہیں تو کیا اس سے حرمت مصاہرت ثابت ہوجائے گی، یانہیں؟

الجواب

مطلقاً شہوت کی نظر سے دیکھنا حرمت مصاہرت کا سبب نہیں؛ بلکہ کسی عورت کے داخل فرج کو بنظر شہوت دیکھنا سبب حرمت ہے باقی دیگر اعضاء کو دیکھنے سے حرمت مصاہرت ثابت نہ ہوگی۔

قال العلامة الحصكفي: والمنظور إلىٰ فرجها الداخل. (الدرالمختار على هامشِ ردالمحتار: ۳۸٦/۲، باب المحرمات) (۱) (فتاوی حقانیہ: ۴۱۵/۴)

محض اس گمان سے کہ ہندہ کے شوہر نے اس کی ماں سے وطی کی، ہندہ حرام نہیں ہوئی:

سوال: ہندہ صغیرہ کا نکاح اس کے اولیا نے ایک شخص بالغ سے کردیا اور یہ شخص بالغ ہندہ کی ماں کے پاس رہنے لگا اور اس قدر خلط ملط اس شخص کا ہندہ کی ماں سے ہوا کہ لوگوں کو گمان ہوگیا کہ یہ شخص ہندہ کی ماں سے صحبت کرتا ہے، ہندہ کا نکاح دوسری جگہ کردیا، چھ ماہ بعد اس نے بھی ہندہ کو نکال دیا، پھر ہندہ بالغہ ہوگئی، ہندہ نے تیسرے شخص سے نکاح کیا، اس نے ہندہ سے صحبت کی، پھر اس نے بھی ہندہ کو نکال دیا اور طلاق دے دی، آیا محض لوگوں کے گمان سے ہندہ کے شوہر اول پر حرمت ابدی ثابت ہوگی، یانہیں؟ اور دوسرا عقد صحیح ہوا، یانہ؟ دوسرے شخص نے جو ہندہ کو اپنے گھر سے نکال دیا اور طلاق دینا معلوم نہیں، محض نکال دینے سے ہندہ پر طلاق واقع ہوگی، یانہیں؟ الغرض دوسرا اور تیسرا نکاح صحیح ہے، یانہیں؟ اب شوہر اول نے ہندہ کو طلاق بھی دے دی ہے تو اس صورت میں عدت ختم ہونے پر ہندہ اپنا نکاح چوتھے شخص سے کرسکتی ہے، یانہیں؟

الجواب

محض گمان سے ہندہ اپنے شوہر پر حرام نہ ہوگی، (۲) اور بدوں شوہر اول کے طلاق دینے کے جو دوسرا اور تیسرا نکاح

(۱) وفي الهندية: والمعتبر النظر إلى الفرج الداخل هٰكذا في الهداية وعليه الفتوىٰ هٰكذا في الظهيرية، إلخ. (الفتاوىٰ الهندية: ۲۷٤/۱، القسم الثاني في المحرمات بالصهرية)

ومثلهٗ في الهداية: ۲۷۹/۲، كتاب النكاح.

(۲) اليقين لايزول بالشک" [الأشباه والنظائر، القاعدة الثالثة، ص: ٤٧، دارالكتب العلمية بيروت، انيس] وہ اقرار کرے، یا شرعی گواہ ہوں، یوں گمان سے کچھ نہیں ہوتا۔ ظفیر

ہوا، وہ باطل ہوا اور اگر کسی نے ان میں سے صحبت کی تو وہ حرام فعل ہوا تو بہ کریں۔(۱) اب جب کہ شوہر اول نے طلاق دے دی اور اس نے دخول وخلوت بھی نہ کیا تھا تو بلا عدت کے دوسرے شخص سے ہندہ کا نکاح صحیح ہے۔ فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۲۹/۷-۳۳۰)

جوان داماد اور ساس ایک چادر میں سوئے تو حرمت مصاہرت ہوگی، یا نہیں:

سوال: جوان داماد اور ساس شب کو ایک چار پائی پر اوپر سے ایک ہی چادر اوڑھے ہوئے سوئے اور وہ معمولی کپڑے پہنے ہوئے تھے، چند شب تک ایسا ہوا، شہوت ہونے نہ ہونے کی ابھی اس لیے تحقیق نہیں کی گئی کہ شاید مضاجعت میں اس کی ضرورت نہ ہو، آیا مجامعت کا یہ حکم ہے کہ اس کا موجب حرمت ہونا تحقیق شہوت پر موقوف ہے، یا یہ حکم ہے کہ مثل بعض صور تقبیل کے یہ موجب حرمت ہے؛ إلا أن يتيقن بعدم الشهوة، پھر اس تیقن کا شرعاً کیا ذریعہ ہے، آیا حلف، یا کچھ اور؟

الجواب

مجامعت میں سوائے اس کے کہ مس ہے اور کوئی یقینی امر نہیں ہے؛ یعنی معانقہ، یا مباشرۃ فاحشہ ضروری نہیں ہے اور مس میں حکم حرمت مصاہرت شہوت کے ساتھ ہوتا ہے اور عدم شہوت میں قول ان کا بحلف مصدق ہے؛ مگر جب کہ انتشار وغیرہ معلوم ہو تو اس کے قول کی تصدیق نہ کی جائے گی۔

كما في الشامي: ولم يذكر المس وقدمنا عن الذخيرة أن الأصل فيه عدم الشهوة مثل النظر فيصدق إذا أنكر الشهوة إلا أن يقوم إليها منتشراً؛ لأن الانتشار دليل الشهوة. (۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۳۰/۷-۳۳۱)

ساس سے زنا کا اقرار کیا تو اس پر بیوی حرام ہوگئی:

سوال: (شہادت شاہد اول) میں گواہی دیتا ہوں اور حلفاً کہتا ہوں کہ جو کہوں گا سچ کہوں گا، کالو نے مولوی محمد سعید سے کہا کہ مجھے معافی دو اور مولوی محمد سعید نے دریافت کیا، کاہے کی معافی دوں۔ کالو نے کہا کہ مجھے جو الزام لگایا ہوا ہے کہ میں نے ساس سے زنا کیا، وہ جرم مجھ سے واقعی ہوا ہے، اس کی معافی چاہتا ہوں، مجھے مسلمان کرو۔ بعد ازاں اس نے تین بار کہا کہ راجو (منکوحہ کالو) میری ماں، بہن، مولوی صاحب نے کہا کہ تین طلاق دے۔ پھر کالو نے تین بار طلاق طلاق کہہ دیا۔

(شہادت شاہد ثانی) میں گواہی دیتا ہوں کہ کالو نے کہا کہ معافی مانگی۔ مولوی محمد سعید نے دریافت کیا کہ کاہے کی معافی؟ کالو نے کہا کہ میں نے رحمون (کالو کی ساس) سے زنا کیا ہے۔ اس کی معافی چاہتا ہوں۔ تین بار اس بات کا کالو نے اقرار کیا، پھر راجو منکوحہ کو کالو نے تین بار طلاق دی۔

---

(۱) لايجوز للرجل أن يتزوج زوجة غيره وكذلك المعتدة، إلخ، ولو تزوج بمنكوحة الغير وهو لايعلم أنها منكوحة الغير فوطئها تجب العدة وإن كان يعلم أنها منكوحة الغير لايجب حتٰى لايحرم على الزوج وطئها. (الفتاویٰ الهندية، نول كشوری، باب المحرمات: القسم السادس: ۲۸۸/۲، ظفير)

(۲) ردالمحتار، فصل في المحرمات: ۳۹۰/۲، ظفير

(شہادت ثالث) میں گواہی دیتا ہوں کہ کالو نے کہا کہ مجھے معافی دو اور مولوی محمد سعید نے کہا کہ کا ہے کی معافی۔ اس نے کہا کہ مجھ پر لوگوں نے جھوٹی قسمیں اٹھائی ہیں اور جھوٹے قرآن اٹھائے ہیں، اس کی معافی دو اور اس نے زنا کا اقرار نہیں کیا، پھر اس نے اپنی عورت کو تین طلاق دیں۔

(شہادت رابع) میں گواہی دیتا ہوں کہ کالو نے آکر کہا کہ مجھے معافی دو اور مسلمان کر دو اور جو شریعت کی تعزیر ہے لگاؤ، پھر مولوی صاحب محمد سعید نے دریافت کیا کہ کا ہے کی معافی۔ کالو نے کہا کہ جو لوگوں نے مجھ پر بہتان گناہ کا لگایا ہوا ہے، اس کی معافی دو اور کالو نے تو زنا کا اقرار نہ کیا اور پھر مولوی صاحب نے تین بار طلاق طلاق طلاق کہلوایا۔

(شہادت خامس) میں گواہی دیتا ہوں کہ کالو نے آکر معافی مانگی اور کہا کہ شریعت کی تعزیر لگاؤ اور کالو نے خود بخود زنا کا اقرار کیا اور مولوی محمد سعید نے دریافت کیا اور تین بار اقرار زنا کیا، جو کہ ساس کے ساتھ زنا کی تہمت لگی ہوئی ہے، وہ واقعی میں نے زنا کیا ہے اور اس کی معافی دو اور ہر ایک گواہوں سے اقرار کرایا، بعدہ کلمہ پڑھایا اور مسلمان کیا اور پھر کالو نے راجو (منکوحہ) کو تین بار طلاق دے دی۔

(المستفتی: ۱۶۷۰، بدست محمد انور پنجابی، متعلّم مدرسہ امینیہ دہلی، ۶/ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ)

الجواب

اقرار زنا سے ثبوت زنا کے لیے یہ شرط ہے کہ اقرار مجلس قاضی میں ہو اور مقر چار مرتبہ چار مجلسوں میں اقرار کرے، مجلس قضا کے باہر اقرار ہو تو وہ معتبر نہیں اور اقرار پر شہادت مقبول نہیں۔

ولا یعتبر اقرارہ عند غیر القاضی ممن لا ولا یہ لہ فی إقامة الحدود ولو کان أربع مرات حتٰی لاتقبل الشھادة علیہ بذلک کذا فی ولا بد أن یکون الاقرار صریحًا. (عالمگیری)(۱)

والاقرار أن یقر البالغ العاقل علٰی نفسہ بالزنا أربع مرات فی أربعة مجالس المقر، کذا فی الھدایة. (عالمگیری)(۲)

لیکن اقرار زنا کے لیے یہ شرائط ثبوت حد زنا کے لیے ہیں اور حرمت زوجہ، یا ثبوت حرمت مصاہرت کے لیے یہ شرائط نہیں ہیں؛ بلکہ وہ ایک مرتبہ کے اقرار سے بھی ثابت ہو جائے گی اور اس کے لیے مجلس قضا بھی شرط نہیں۔

قیل: لرجل ما فعلت بأم امرأتک؟ قال؟ جامعتھا، قال: تثبت حرمة المصاھرة، قیل: إن کان السائل والمسئول ھازلین قال لایتفاوت ولایصدق أنہ کذب، کذا فی المحیط. (عالمگیری)(۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ (کفایت المفتی: ۱۸۰/۵)

---

(۱) الفتاویٰ الھندیة: کتاب الحدود، الباب الثانی فی الزنا: ۱۴۳/۲، ماجدیة

(۲) الھدایة، کتاب الحدود: ۴۸۲/۳، شرکة علمیة/الفتاویٰ الھندیة، کتاب الحدود: ۱۴۴/۲، ماجدیة

(۳) الھندیة، کتاب النکاح، الباب الثالث، القسم الثانی: ۴۷۶/۱، ماجدیة

جب داماد خوشدامن سے زنا کا اقرار کرے تو بیوی حرام ہو جائے گی:

سوال: ایک شخص نے بجبر واکراہ یہ اقرار کیا کہ میں نے اپنی خوش دامن سے زنا کیا، حالاں کہ اس کی خوشدامن مرحومہ مقرتھی کہ یہ حمل میرے بہنوئی کا ہے، نیز حرمت مصاہرت ایک دوعورت کی گواہی سے ثابت ہوسکتی ہے، یا نہیں؟

الجواب

قیل له مافعلت بام امرأتک؟ فقال: جامعتها، تثبت الحرمة ولایصدق أنه کذب. (الدر المختار)(۱)

اس سے معلوم ہوا کہ اس صورت میں اس کی زوجہ اس پر موافق اس اقرار کے حرام ہوگئی، اگر چہ وہ کہے کہ میں نے جھوٹ کہا ہے؛ یعنی قاضی اس کے جھوٹ کو تسلیم نہ کرے گا اور شامی میں ہے کہ اگر فی الواقع وہ اقرار اس کا جھوٹ ہوتو فیما بینہ وبین اللہ اس کی زوجہ اس پر حرام نہ ہوگی۔

أما بینه وبین اللّٰه تعالیٰ إن کان کاذباً فیما أقر لم تثبت الحرمة. (شامی)(۲)

اور حرمت مصاہرت ایک دوعورت کی گواہی سے ثابت نہ ہوگی۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳۹۱/۷-۳۹۲)

داماد ساس کے ساتھ زنا کا اقرار کرتا ہے اور ساس انکار کرتی ہے، کیا حکم ہے:

سوال: زید نے ایک مجمع کے سامنے اس بات کا اقرار کیا کہ میں نے اپنی ساس سے زنا کیا ہے؛ لیکن ساس منکر ہے اور کہتی ہے کہ یہ محض دشمنی سے اور میری لڑکی کو چھوڑنے کی غرض سے یہ تہمت لگاتا ہے تو اس صورت میں اس کی بیوی اس پر حرام ہوگی، یا نہیں؟ بینوا توجروا۔ (المستفتی: قطب الدین شیر کوٹی پنجابی)

الجواب

جب کہ زید اپنی ساس سے زنا کرنے کا اقرار کرتا ہے تو اس کا یہ اقرار خود اس کے حق میں معتبر سمجھا جائے گا اور اس کی بیوی اس سے علاحدہ کی جائے گی۔ ہاں اس کے اقرار سے ساس کے ذمہ زنا کا الزام قائم نہ ہوگا؛ لیکن وہ اپنی بیوی کو اس اقرار کے بعد اپنے پاس نہیں رکھ سکتا۔

لو أقر بحرمة المصاهرة یؤاخذ به ویفرق بینهما وکذلک إذا أضاف ذلک إلیٰ ما قبل النکاح بأن قال لإمرأته: کنت جامعت أمک قبل نکاحک یؤاخذ به ویفرق بینهما. (فتاوی عالمگیری)(۳) واللہ اعلم

(کفایت المفتی: ۱۷۵/۵)

---

(۱) الدر المختار علیٰ هامش ردالمحتار، فصل فی المحرمات: ۳۸٤/۲، ظفیر

(۲) ردالمحتار، فصل فی المحرمات: ۳۸/۳، دارالفکر بیروت، انیس

(۳) الفتاویٰ الهندیة، کتاب النکاح، الباب الثالث فی بیان المحرمات، القسم الثانی: ۲۷٥/۱، ماجدیة

پہلے ساس کے ساتھ زنا کا اقرار کیا، پھر انکار، کیا حکم ہے:

سوال: نور الحسن نے لوگوں سے بلا کسی تکرار کے بیان کیا کہ میری خوش دامن سے میرا ناجائز تعلق تھا، اسی کی وجہ سے اس نے میرے ساتھ اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا، یہ خبر جب اس کے خسر کو ہوئی تو اپنی لڑکی کو اس کے گھر سے لے گئے اور تکرار رہا، جس میں اس نے تمام لوگوں کے سامنے اپنے خسر کو بھی یہ طعنہ دیا اور جب لوگوں نے اس کو کہا کہ اب تیرا نکاح نہیں ہو رہا تو اس نے تمام لوگوں کے سامنے حلفیہ بیان کیا کہ میں نے یہ جھوٹا الزام لگایا تھا، نیز لڑکی کے سامنے بھی اس نے فعل ناجائز کا اقرار کیا، اب اس کی بیوی کو اس کے یہاں بھیجا جاوے، یا نہیں؟ اور نکاح اس کا جائز رہا، یا نہیں؟

الجواب

درمختار میں ہے:

وفي الخلاصة: ما فعلت بأم امرأتک فقال جامعها تثبت الحرمة ولايصدق أنه كذب ولو هازلاً.

وفي الشامي: (قوله: ولايصدق أنه كذب، إلخ) أي عند القاضي، أما بينه وبين الله تعالىٰ إن كان كاذباً فيما أقر لم تثبت الحرمة. (۱)

اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص یہ اقرار کرے کہ میں نے اپنی زوجہ کی ماں سے زنا کیا ہے تو اس کی زوجہ اس پر حرام ہو جاوے گی، اس کے بعد اگر وہ کہے کہ میں نے جھوٹ کہا تھا تو قاضی اس کے قول کا اعتبار نہ کرے گا اور حکم حرمت زوجہ کا جاری کر دے گا اور اگر قاضی تک معاملہ نہ پہنچے اور شوہر کہے کہ میں نے جھوٹ کہہ دیا تھا تو فیما بینہ وبین اللہ اس کی زوجہ اس پر حرام نہ ہوگی۔ (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳۶۸/۷-۳۶۹)

لوگوں نے کہا؛ مگر خود مرد ساس سے ملوث ہونے کا انکار کرتا ہے:

سوال: ایک شخص نے نکاح کیا ہے؛ منکوحہ کی عمر سالہ سال ہے، دو شخص مدعی ملا صاحب کے پاس جا کر بیان کرتے ہیں کہ یہ نکاح جائز نہیں؛ کیوں کہ ہم نے ناکح سے سنا ہے کہ اس نے منکوحہ کی والدہ متوفیہ سے زنا کیا تھا، ملا صاحب نے ناکح کو بلا کر دریافت کیا، وہ حلف سے انکاری ہے کہ میں نے والدہ منکوحہ کے ساتھ زنا نہیں کیا، یہ مجھ پر تہمت لگائی جاتی ہے، ملا صاحب نے مدعیان سے حلف اٹھوا کر یہ فتویٰ دیا ہے کہ یہ نکاح جائز نہیں اور جو اس مجلس نکاح میں شریک تھے، ان کے نکاح جاتے رہے، چنانچہ چار شخصوں کے دوبارہ نکاح پڑھائے گئے، کیا نکاح مذکورہ واقعی ناجائز ہوا تھا، کیا حکم ہے؟

الجواب

مفتی فتویٰ دیانت پر دیتا ہے، وہ قاضی نہیں ہے کہ شہادت کو سنے اور حلف دیوے، یہ کام قاضی کا ہے، پس ملا

(۱) رد المحتار، فصل في المحرمات: ۳۹۰/۲، ظفير

صاحب کو بھی یہ فتویٰ نہ دینا چاہیے تھا کہ نکاح جائز نہیں ہوا؛ کیوں کہ جب شوہر منکر ہے زنا سے، تو عنداللہ اس کی زوجہ اس پر حرام نہیں ہوئی، ملا صاحب کو لازم تھا کہ جب شوہر زنا کا اقرار نہیں کرتا تو فتویٰ حرمت کی نہ دیتے اور جبکہ وہ عورت منکوحہ اس پر حرام نہیں ہے تو شرکاء مجلس نکاح کے اوپر بھی کوئی مواخذہ نہیں ہے اور تجدید نکاح کی تو کسی حال میں بھی ضرورت نہ تھی؛ کیوں کہ تجدید نکاح بوجہ مرتد ہو جانے کا لازم ہوتی ہے اور شرکاء مجلس اور شوہر کے ارتداد کا حکم کسی طرح اس صورت میں نہیں ہوسکتا، یہ ان ملا حاحب کی ناواقفیت کی دلیل ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۷/۲۷۱-۲۷۲)

ساس کہتی ہے؛ مگر داماد زنا کا منکر ہے، کیا حکم ہے:

سوال: مسٹر شفیع نے اپنی ساس کے ساتھ زنا کیا؛ لیکن شفیع نے لوگوں کے سامنے زنا سے انکار کیا اور اس کی ساس برابر کہتی رہی کہ میرے داماد نے مجھ سے زنا کیا اور شفیع نے بھی ایک شخص کے سامنے اقرار کیا، ایسی صورت میں شفیع کا نکاح ٹوٹ گیا، یا قائم رہا؟

الجواب

جب کہ شفیع زنا سے منکر ہے اور شہادت شرعیہ موجود نہیں ہے تو اس کی زوجہ اس پر حرام نہ ہوگی۔ (۱) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۷/۲۷۲)

خوش دامن کے ساتھ زنا کا جھوٹا اقرار کیا تو کیا حکم ہے:

سوال: خلاصہ سوال یہ ہے کہ ایک شخص اپنے خواشدامن کے ساتھ مکان میں رہا، بعد کو اس کی خوشدامن کو حمل ظاہر ہوا تو پنچایت نے اس شخص سے اقرار لے کر ایک مولوی صاحب کو خط لکھا اور انہوں نے اس کی زوجہ کو اس پر حرام قرار دیا، اس کے بعد وہ شخص قسم کھا کر کہتا ہے کہ میں نے خوف کے مارے اقرار کیا تو اس صورت میں اس شخص کی زوجہ اس پر حرام ہے، یا حلال؟

الجواب

درمختار میں ہے:

وفي الخلاصة: قيل له ما فعلت بأم إمرأتک؟ فقال: جامعتها، تثبت الحرمة ولا يصدق أنه كذب ولو هازلاً. (۲)

---

(۱) وإن ادعت الشهوة في تقبيله أو تقبيلها إبنه وأنكرها الرجل فهو مصدق لاهي. (الدرالمختار)
(قوله: فهو مصدق) لأنه ينكر ثبوت الحرمة والقول للمنكر. (ردالمحتار: ۲/۳۸۹، ظفير)

(۲) الدرالمختار علىٰ هامش ردالمحتار، فصل في المحرمات: ۲/۳۹۰، ظفير

اور شامی میں ہے:

(قوله: ولايصدق أنه كذب) أى عند القاضى أما بينه وبين الله تعالىٰ إن كان كاذباً فما أقر لم تثبت الحرمة.(۱)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں اگر اس شخص نے اپنی خوشدامن کے ساتھ زنا کرنے کا چھوٹا اقرار کیا ہے تو قاضی اور مفتی اس کی تصدیق نہیں کریں گے؛ بلکہ حکم حرمت کا دیں گے اور ان میں یعنی زوجین میں تفریق کرادیں گے، البتہ اگر اس شخص کے علم میں اور یقین میں یہ بات راسخ ہے کہ میں نے اپنی خوشدامن سے زنا نہیں کیا اور کوئی فعل موجب حرمت مصاہرت اس سے صادر نہیں ہوا تو اس کے حق میں دنیا میں اس کی زوجہ حلال ہے۔(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۸۰/۷-۳۸۱)

ساس سے زنا کے اقرار کے بعد انکار کی کوئی حیثیت نہیں:

سوال: جناب مفتی صاحب! یہاں علاقائی جرگہ کے سامنے ایک شخص نے اقرار کیا کہ اس نے اپنی ساس کے ساتھ زنا کیا ہے؛ مگر اب وہ اس بات سے منکر ہے تو کیا اس عورت کی بیٹی اس شخص کے لیے حلال ہے، یا حرام؟

الجواب

بشرط صحت سوال ایک مرتبہ اقرار کرنے کے بعد اب اس کے انکار کا کوئی فائدہ نہیں، اس شخص کی بیوی اس پر حرام ہوگئی ہے، جرگہ اس بات کے انکار کی تصدیق نہ کرے۔

قال العلامة الحصكفى: فى الخلاصة قيل له ما فعلت بأم امرأتك فقال جامعتها تثبت الحرمة ولا يصدق أنه كذب ولو هازلا.

قال ابن عابدين: (قوله ولايصدق أنه كذب،إلخ) أى عندالقاضى أمّا بينه وبين الله تعالىٰ وإن كان كاذبًا فيما اقر لم تثبت الحرمة. (رد المحتار: ۳۹۰/۲،فصل فى المحرمات)(۲)(فتاوی حقانیہ:۴۱۶/۴)

نکاح کے بعد ساس کا اپنے حمل کو داماد کو بتانا:

سوال: ایک لڑکی کا نکاح ایک شخص کے ساتھ کیا گیا، اس کی ماں بیوہ تھی، اس کو حمل ظاہر ہوا، پوچھنے پر اس نے یہ کہا کہ حمل فلاں شخص سے ہے، جس سے اس لڑکی کا نکاح کردیا گیا تھا، نکاح کئے ہوئے مہینہ دو مہینہ ہوئے اور حمل چھ ماہ کا ہے، اب لڑکی کے نانا نے رخصتی سے انکار کردیا ہے، پس آیا نکاح سابق صحیح ہوا، یا کہ نانا کو اختیار ہے کہ کسی دوسرے سے اس کا نکاح پڑھوادے؟

(۱) ردالمحتار،فصل فى المحرمات: ۳۹۰/۲،ظفير

(۲) قال ابن نجيم: قيل لرجل ما فعلت بأم امرأتك قال جامعتُها تثبت الحرمة ولايصدق أنه كذب وإن كانوا اهازلين والإصرار ليس بشرط فى الاقرار لحرمة المصاهرة.(البحرالرائق: ۱۰۱/۱، كتاب النكاح، فصل فى المحرمات)

استفتاء مولوی محمد رشید صاحب نسبت سوال مذکور:

ایک مسئلہ ارسال خدمت خدام والا ہے، اس کی نسبت بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ نکاح صحیح نہیں ہوا؛ اس لیے کہ فقہا نے جو یہ لکھا ہے کہ نکاح حرمتِ مصاہرت سے مرتفع نہیں ہوتا؛ اس سے بظاہر یہ مراد ہے کہ نکاح کے بعد جو حرمت پیش آوے۔

وبحرمة المصاهرة لايرتفع النكاح. (۱)

نکاح فاسد و باطل کی تحقیق درمختار و شامی بھی قابل غور ہے، اس میں نکاح اختین میں لکھا ہے کہ ایک کے بعد اگر دوسرے سے عقد ہو تو متأخر باطل ہے تو نکاح باطل ہو جانا چاہیے؛ لیکن فقہا نے نکاح محارم کے فاسد، یا باطل ہونے میں اختلاف کیا ہے، جیسا کہ شامی نے نکاح فاسد و باطل میں لکھا آیا، اس میں کون قول صحیح ہے اور فاسد میں غالباً طلاق کی، یا جدائی کی ضرورت ہوگی اور باطل میں ضرورت نہ ہوگی اور بحر نے جو لکھا ہے کہ نکاح فاسد وہ ہے، جس میں فقہاء کا اختلاف ہو اور باطل وہ ہے، جس میں اتفاق ہو، اس سے یہ شبہ پڑتا ہے کہ یہ نکاح فاسد ہو؛ اس لیے کہ اس میں شافعیؒ کا خلاف ہے، ان کے نزدیک حرمت مصاہرت زنا سے ثابت نہیں ہوتی، غرضیکہ شبہات پڑتے ہیں، اس میں اعلیٰ حضرت کی کیا رائے ہے؟

الجواب

میرے خیال میں یہ آتا ہے کہ باطل وہ جہاں محل ہی صالح نہ ہو اور فاسد وہ ہے، جہاں محل صالح ہو؛ لیکن کوئی شرط جواز کی مفقود ہو، سو باطل تو منعقد ہی نہ ہوگا اور فاسد منعقد ہو کر مثبت بعض احکام ہوگا؛ مگر تفریق واجب ہوگی اور **ما اختلف العلماء فی جوازه،** میرے نزدیک صحیح نہیں، اسی طرح فاسد و باطل میں فرق نہ کرنا بھی ماؤل ہے، اس کے ساتھ کہ بعض کلام میں باطل کو فاسد سے تعبیر کر دیا ہے، سو مطلب یہ ہے کہ اس بعض کے کلام اصطلاح میں کچھ فرق نہیں، نہ یہ کہ دونوں کے معنوں میں بھی فرق نہیں پس اس بناء پر چونکہ یہ نکاح محرم سے ہوا ہے، جس میں محل ہونے کی صلاحیت ہی نہیں اس لئے کہ یہ نکاح باطل بمعنی غیر منعقد ہوگا اور بلا طلاق یہ لڑکی دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے، مگر اس شرط سے کہ زید اس کا مقر بھی ہو کہ ہندہ سے میں نے زنا یا مس بالشھوۃ کیا ہے اور اگر وہ انکار کرتا ہو تو لڑکی کو اپنے ظن پر ایک حق ثابت ظاہراً کا رفع جائز ہوگا۔ واللہ اعلم

۵/رمضان ۱۳۲۸ھ (تتمہ اولیٰ، ص: ۸۶) (امداد الفتاویٰ جدید: ۲/۳۱۷)

استفتاء مکرر مولوی محمد رشید صاحب نسبت سوال مذکور:

جو کچھ اعلیٰ حضرت نے ترقیم فرمایا ہے، سب بجا و درست ہے؛ لیکن مسئلہ اول کی نسبت پھر یہ تردد ہوتا ہے کہ محرمات سے نکاح کرنے کے متعلق شامی نے اختلاف نقل کیا ہے اور کسی کو ترجیح نہیں دی، حدود میں درمختار میں لکھا ہے کہ نسب

(۱) الدر المختار: ۱۱٤/٤، ط: الریاض، انیس

ثابت ہوجاتا ہے؛ اس لیے ظاہر ہے کہ باطل نہیں، ورنہ وجود وعدم برابر ہوتا، پس اعلیٰ حضرت نے باطل ہونے کو کس روایت کی وجہ سے ترجیح دی ہے۔

الجواب

شامی نے اس پر بھی کلام نقل کیا ہے اور ایسے ہی نکاح فاسد کی بحث میں لکھا ہے:

لایثبت النسب ولا العدة فی نکاح المحارم. (۱)

اور اگر یہ فاسد بھی ہوتو بھی زوجین میں سے ہر ایک کو بدون رضاء آخر فسخ وتفریق کا اختیار ہے، جیسا کہ شامی نے چلپی سے نقل کیا ہے:

تحت قول الدرالمختار: (قوله: من وقت التفریق) أی تفریق القاضی ومثله التفریق وهو فسخهما أو فسخ أحدهما. (۵۷۶/۲)(۲)

پس ثبوت نسب بھی متفق علیہ نہ رہا اور میں نے جو باطل ہونے کو ترجیح دی ہے، وہ روایت سے ہے اور پھر باطل وفاسد اس امر مسئول عنہ میں مساوی بھی ہیں، کمامر۔ (۳)

(تتمہ اولیٰ، ص: ۸۷) (امداد الفتاویٰ جدید: ۳۱۷/۲)

حرمت مصاہرت کے لیے کتنے گواہ ضروری ہیں:

سوال: حرمت مصاہرت کے لیے کتنی شہادتوں کی ضرورت ہے، اگر کسی شخص کو چند اشخاص نے منفرداً متفرق اوقات میں اپنی خوشدامن سے بدفعلی کرتے ہوئے دیکھا ہوتو اس سے حرمت مصاہرت ثابت ہوگی، یا نہیں؟ کیا ثبوت زنا کی طرح اس سے واسطے بھی چار شاہدوں کی اجتماعاً دیکھنے کی ضرورت ہے؟

الجواب

(ونصابها للزنا أربعة رجال) ... ولوعلق عتقه بالزناوقع برجلین ولا حدّ ... (و) نصابها (لغیرها من الحقوق سواء کان) الحق (مالًا أوغیره کنکاح وطلاق ووکالة ...) ولو (للإرث رجلان) ... (أورجل وامرأتان)، إلخ. (الدرالمختار) (۴)

پس اس صورت میں حرمت مصاہرت ثابت ہوجاوے گی؛ کیوں کہ حرمت مصاہرت دومرد یا ایک مرد اور دوعورتوں کی شہادت سے ثابت ہوجاتی ہے، اگرچہ زنا کا ثبوت اور حد کا جاری کرنا اس سے نہ ہوگا۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۹۱/۷)

---

(۱) ردالمحتار، مطلب فی النکاح الفاسد: ۱۳۲/۳، دارالفکر بیروت، انیس

(۲) ردالمحتار، مطلب فی النکاح الفاسد: ۱۳۳/۳، دارالفکر بیروت، انیس

(۳) قابل اجتہاد یہ امر ہے کہ مجھ کو باجود اس بسط کے اس بحث میں شرح صدر نہیں ہوا، ناظرین اپنی طور پر تحقیق فرمالیں۔ منہ

(۴) الدرالمختار علیٰ هامش ردالمحتار، کتاب الشهادة: ۵۱۴/۴-۵۱۵، ظفیر

کسی نے ساس سے زنا کیا تو اس کی بیوی کیا کرے:

سوال: زید نے اپنی دختر مسماۃ ہندہ کا عمر کے ہمراہ نکاح کر دیا تھا؛ مگر اب تک ہندہ رخصت ہو کر عمر کے گھر نہیں گئی تھی اور عمر زید کے گھر آتا جاتا تھا، اس اثنا میں عمر نے زید کی عورت کے ساتھ زنا کیا، ایک مرد اور دو عورتیں بھی دیکھ رہی تھیں، بعد ازاں عمر شرمندگی کے باعث غیر ملک کو چلا گیا، جو آج تک بہ انقضائے عرصہ دس گیارہ سال کے مفقود الخبر ہے اور مزنیہ پہلے بھی اقرار کرتی تھی اور اب بھی اپنی اقرار پر قائم ہے کہ میرے ہمراہ میرے داماد نے فعل بد کیا ہے اور گواہان مذکور بھی اب تک اپنے قول پر قائم ہیں، اب ہندہ کا نکاح عمر کے ہمراہ باقی ہے، یا بوجہ حرمت مصاہرت کے رفع اور فسخ ہو گیا اور زوج آخر کے ہمراہ نکاح کر سکتی ہے، یا نہیں؟

الجواب

در مختار میں ہے:

وبحرمة المصاهرة لایرتفع النكاح حتى لایحل لها التزوج بآخر إلا بعد المتاركة وانقضاء العدة. (۱)

(قوله: إلابعد المتاركة) أى وإن مضى عليها سنون كما فى البزازية وعبارة الحاوى: إلا بعد تفريق القاضى أوبعد المتاركة. (۲)

پس واضح ہوا کہ صورت مسئولہ میں بلا تفریق قاضی، یا متارکۂ شوہر ہندہ دوسرے مرد سے نکاح نہیں کر سکتی، البتہ اس وجہ سے کہ عمر مفقود الخبر ہو گیا ہے، بر بنا مذہب امام مالک جس پر حنفیہ نے بھی فتویٰ دیا ہے، مفقود ہونے کے وقت سے چار برس کے بعد زوجہ مفقود عدت وفات پوری کر کے دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔

شامی، جلد ثالث، باب المفقود میں ہے:

(قوله: خلافاً لمالک) فإن عنده تعتد زوجة المفقود عدة الوفاة بعد مضى أربع سنين [إلىٰ أن قال] لقول القهستانى: لوأفتىٰ فى موضع الضرورة لابأس به على ما أظن، إلخ. (۳)

اور کتب فقہ میں مالکیہ میں ہے:

ولزوجة المفقود الرفع للقاضى والوالى ووالى الماء وإلا فلجماعة المسلمين فيؤجل الحر أربع سنين ثم اعتدت كالوفاة ولا يحتاج فيها الإذن من الحاكم. (۴) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۷/ ۳۳۳-۳۳۴)

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار فصل فى المحرمات: ۳۸۹/۲، ظفير

(۲) ردالمحتار، فصل فى المحرمات: ۳۸۹/۲، ظفير

(۳) ردالمحتار، كتاب المفقود: ۴۵٦/۳، ظفير

(۴) دیکھئے، حاشية الخرشى علىٰ مختصر سيدى خليل: ۱۲۱/۵، ۱۲۲، فصل فى المفقود، ط: بيروت، لبنان) (فقہ مالکیہ، دیکھئے: الحیلۃ الناجزۃ، ص: ۱۲۴۔ ظفیر

ساس سے زنا کرنے کے بعد کیا بیوی کو طلاق دینے کی ضرورت ہے:

سوال: ایک شخص نے اپنی بیوی کی والدہ کے ساتھ اس وقت زنا کیا، جب کہ اس کی بیوی بطور اس کی بیوی کے عرصہ تک رہ چکی، اس شخص کی بیوی اس پر حرام ہوئی یا نہیں؟ اس کا نکاح فاسد ہوا، یا باطل؟ نکاح خود بخود فسخ ہو گیا، یا طلاق، یا حکم قاضی کی ضرورت ہے؟ (المستفتی: ۲۷۸۰، ولایت حسین بازار شنبہ بجنور۔ مورخہ ۱۳؍ اکتوبر ۱۹۴۴ء)

الجواب

یہ حرمت مصاہرت ہے، جس عورت کے ساتھ زنا کیا جائے، اس کی لڑکی اور اس کی ماں زانی پر حرام ہو جاتی ہے، خواہ پہلے سے نکاح ہو، یا نہ ہو۔

فمن زنى بامرأة حرمت عليه أمها وإن علت وبنتها وإن سفلت، كذا فى فتح القدير. (فتاوىٰ عالمگیری مصری: ۲۹۱/۱) (۱)

فلو أيقظ زوجة ليجامعها فوصلت يده إلٰى بنته منها فقرصها بشهوة وهى ممن تشتهى يظن أمها حرمت عليه الأم حرمة مؤبدة، كذا فى فتح القدير. (فتاوى عالمگيرى: ۲۹۲/۱)(۲)

نکاح فاسد ہوتا ہے، باطل نہیں ہوتا۔

أن النكاح لايرتفع بحرمة المصاهرة والرضاع بل يفسد. (فتاوى عالمگيرى: ۲۹٤/۱)(۳)

متارکت یا تفریق قاضی سے نکاح ختم ہوتا ہے۔

وبحرمة المصاهرة لايرتفع النكاح حتٰى لايحل لها التزوج باخرإلا بعد المتاركة وإنقضاء العدة. (الدر المختار)(۴)

وعبارة الحاوى إلا بعد تفريق القاضى أوبعد المتاركة. (ردالمحتار: ۲۰۷/۲، مصرى)(۵)

متارکت کے معنی یہ ہیں کہ زوج کہہ دے کہ میں نے تجھ کو چھوڑ دیا علاحدہ کر دیا ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی (کفایت المفتی: ۱۸۴/۵)

ساس سے زنا کرنے سے بیوی حرام ہو جاتی ہے:

(الجمعیۃ، مورخہ ۶؍ دسمبر ۱۹۲۵ء)

سوال: زید کا ہندہ کے ساتھ نکاح ہو چکا ہے اور بعد نکاح زید نے ہندہ کی ماں؛ یعنی اپنی ساس کے ساتھ زنا

(۱،۲) الهندية: كتاب النكاح، الباب الثالث، القسم الثانى: ۲۷٤/۱، ماجدية

(۳) الهندية، كتاب النكاح، الباب الثالث، القسم الثانى: ۲۷۷/۱، ماجدية

(۴،۵) الدر المختار مع ردالمحتار، كتاب النكاح، فصل فى المحرمات: ۳۷/۳، سعيد

کیا،اس کے لیے کیا حکم ہے؟ اگر حرام ہوچکی ہے تو ایسے نکاح کی شرعی تنسیخ کے لیے اسلامی حکومت کے مختار قاضی کا فتویٰ ضروری ہے، یا نہیں؟

الجواب

ہاں جب کہ زید اپنی ساس کے ساتھ زنا کرنے کا اقرار کرے، یا شہادت شرعیہ سے ثابت ہوجائے تو اس کی بیوی اوراس کے درمیان تفریق کرادی جائے گی؛ کیوں کہ عورت مزنیہ کی ماں اور بیٹی زانی پرحرام ہوجاتی ہیں اور جب کہ وہ سبب حرمت (یعنی زنا) کا اقرار کرتا ہے،شہادت سے ثابت ہوجاتا ہے تو پھر تفریق لازم ہوجاتی ہے، یہ حنفیہ کا مذہب ہے اور یہی حضرت عمر فاروق ،حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابن عباس، حضرت عمران بن حصین، حضرت جابر، حضرت ابی بن کعب، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور حضرت حسن بصری، حضرت امام شعبی، حضرت ابراہیم نخعی، حضرت امام اوزاعی، حضرت طاؤس، حضرت عطاء، حضرت مجاہد، حضرت سعید بن مسیّب، حضرت سلیمان بن یسار، حضرت حماد، حضرت سفیان ثوری، حضرت اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہے۔ (۱)

فقہ حنفی کی عبارتیں یہ ہیں:

وتثبت بالوطء حلالاً کان أوعن شبهة أوزنا، کذا فی فتاوی قاضی خان. (عالگمیری)(۲)

یعنی حرمت مصاہرۃ وطی حلال اوروطی بالشبہۃ اورزنا سے ثابت ہوجاتی ہے۔

والزنا واللمس والنظر بشهوة یوجب حرمة المصاهرة. (کنز)(۳)

یعنی خاوند اگر حرمت کا اقرار کرے تو اپنے اقرار سے ماخوذ ہوگیا اور زوجین میں تفریق کرادی جائے گی۔ایسے زوجین میں جن کے درمیان حرمت مصاہرت واقع ہوتی ہے،تفریق کرانے سے تفریق ہوجاتی ہے۔ ہندوستان کی انگریزی عدالتوں کے مسلمان کا حکم بالفسخ کافی ہوگا،اسی طرح ثالث کا فیصلہ بھی کافی ہوگا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی (کفایت المفتی:۱۸۵/۵)

ساس سے زنا کرنے پر بیوی کے حرام ہونے کا حکم:

سوال: اپنی ساس سے زنا کا ارتکاب کرنے والے شخص کے لیے اس عورت کی بیٹی حلال رہے گی، یانہیں؟

الجواب

اگر کوئی شخص اپنی ساس سے زنا کرے، یا شہوت کے ساتھ لمس، یا تقبیل کرے تو اس سے اس عورت کی بیٹی ہمیشہ کے لیے زنا کے مرتکب داماد پر حرام ہوجاتی ہے۔

---

(۱) رد المحتار، كتاب النكاح،فصل فى المحرمات:۳۲/۳،سعيد

(۲) الهندية: كتاب النكاح،الباب الثالث،القسم الثانى: ۲۷٤/۱، ماجدية

(۳) كنز الدقائق،كتاب النكاح، فصل فى المحرمات،ص: ۹۸،إمدادية

قال ابن نجيم: وأراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربع حرمة المرأة علىٰ أصول الزانی وفروعه نسباً ورضاعاً وحرمة أصولها وفروعها على الزانی نسبا ورضاعا كما فی الوطء الحلال. (البحر الرائق: ۱۰۱/۳، كتاب النكاح، فصل فی المحرمات)(۱)(فتاوی حقانیہ: ۴/۴۱۱)

خوشدامن سے ناجائز تعلق رکھنے سے بیوی ہمیشہ کے لیے حرام ہوجاتی ہے:

سوال: زید نوجوان بالغ کا نکاح ایک بیوہ عورت کی دختر نابالغہ کے ساتھ ہوگیا اور بوجہ نابالغ ہونے منکوحہ کے وداع نہیں ہوئی اور زید کے ناجائز تعلقات زن وشوئی ہمراہ خوشدامن خود ہوکر عام شہرت ہوگئی، پس ایسی حالت میں تعلقات ناجائز طور پر ہوتے ہوئے شرعاً زید کی منکوحہ اس کے لیے حلال ہے، یا نہیں؟

الجواب

اگر واقع میں زید نے اپنی بیوی کی ماں کے ساتھ زنا کیا ہے، یا شہوت کے ساتھ اس کو ہاتھ وغیرہ لگایا ہے تو زید پر اس کو منکوحہ بی بی نابالغہ حرام ہوگئی۔

لما فی الدرالمختار: وحرم أيضاً بالصهرية أصل مزنيته وأصل الزانی [إلىٰ قوله] وفروعهن. (۲)

اب اس کو چاہیے کہ نابالغہ کو چھوڑ دے اور بہتر یہ ہے کہ زبان سے بھی کہہ دے کہ میں نے تجھ کو چھوڑ دیا ہے؛ تا کہ فسخ ہوکر اس کا نکاح دوسری جگہ کیا جاسکے، بغیر اس کے چھوڑ دینے، یا طلاق دینے کے اس لڑکی کا نکاح دوسری جگہ نہیں ہوسکتا۔

لما فی الدرالمختار: بحرمة المصاهرة لايرتفع النكاح حتىٰ لايحل له النكاح بآخر إلابعد المتاركة وإنقضاء العدة [إلىٰ قوله فی المتاركة] وأما فی غير المدخول بها فقيل تكون [معنی المتاركة] بالقول والترک علىٰ قصد عدم العود إليها وقيل: لا تكون إلا بالقول. (۳)(امداد المفتین: ۲/۶۶۲)

ساس سے زنا کے بعد بیوی ہمیشہ حرام ہوجاتی ہے:

سوال: ایک شخص اپنی ساس سے متہم ہوا ساتھ فعل شنیع کے وہ شخص اب تک اپنی بیوی کے ہمراہ ہے، اگر اس کی زوجہ کا نکاح بعد عدت کے دوسرے سے کردیا جائے، پھر اس سے طلاق دلوا کر اس عورت کا نکاح پہلے شوہر سے کردیا جائے تو درست ہوسکتا ہے، یا نہیں؟

الجواب

اگر درحقیقت کسی شخص نے اپنی ساس کے ساتھ زنا کیا تو اس شخص کی زوجہ اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی، کسی وقت اس

---

(۱) وفی الهندية: فمن زنی بامراة حرمت عليه أُمها وإن علت وابنتها وإن سلفت. (الفتاویٰ الهندية: ۲۷٤/۱، الباب الثالث فی المحرمات) ومثلهٗ فی ردالمحتار: ۳۲/۳، كتاب النكاح، فصل فی المحرمات.

(۲) الدرالمختار علىٰ رد المحتار: ۱۰۷/۷، ط: الرياض، انیس

(۳) ردالمحتار، فصل فی المحرمات: ۳۷/۳، دارالفكر بيروت، انیس

سے نکاح نہیں کرسکتا اور علاحدہ کردینا اپنی زوجہ کا اس کو واجب ہے؛ (۱) لیکن جب تک وہ خود اقرار اس فعل کا نہ کریں، یا دو گواہ عادل موجود نہ ہوں، اس وقت تک حکم حرمت مصاہرت کا نہ ہوگا۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۷/۳۳۸-۳۳۹) ☆

حرمت مصاہرت سے بیوی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام ہوجاتی ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ جب ایک آدمی کے ساس، یا بیٹی کو چھونے سے حرمت مصاہرت ثابت ہوجائے تو اس کی بیوی اس پر حرام ہوجاتی ہے، کیا اس آدمی کے لیے دوبارہ اپنی بیوی کو ساتھ رکھنے کی کوئی صورت ممکن ہے؟ قرآن اور حدیث سے مسئلہ کی وضاحت فرماکر ثواب دارین حاصل کریں۔

الجواب ــــــــــــ بعون الملك الوهاب

حرمت مصاہرت ثابت ہونے کے بعد اب بیوی ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی، دوبارہ اسے رکھنے کی کوئی صورت نہیں۔

لمافي المصنف لابن ابي شيبة (١٦٥/٤) كذا في اعلاء السنن (٤٠/٥): عن أبي هاني رضي الله عنها مرفوعاً، ومن نظر الى فرج امرأة لم تحل له امها ولا بنتها.

وفي اعلاء السنن (٤٠/١١): عن الحسن البصري، عن عمران بن حصين قال فيمن فجر بام امرأته حر متا عليه، رواه عبدالرزاق ولا باس باسناده.

وفي الدرالمختار (٣٠/٣): و حرم المصاهرة (بنت زوجته الموطوءة وأم زوجته) وجداتها مطلقا بمجرد العقد الصحيح (وإن لم توطأ) الزوجةلما تقرر أن وطء الأمهات يحرم البنات ونكاح البنات يحرم الأمهات ويدخل بنات الربيبة والربيب وفي الكشاف واللمس ونحوه كالدخول عند أبي حنيفة وأقره المصنف. (نجم الفتاویٰ: ۲۲۹/۴)

---

(۱) إذا فجرالرجل بامرأة ثم تاب يكون محرما لابنتها؛ لأنه حرم عليه نكاح ابنتهاعلى التأبيد وهٰذا دليل أن الحرمة تثبت بالوطء الحرام وبماتثبت به حرمة المصاهرة. (البحرالرائق: ١٠٨/٣، ظفير)

☆ **خوش دامن سے مجامعت کرنے کا حکم:**

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید بیوی کے ہوتے ہوئے خوش دامن سے دھوکے میں، یا جان کر مجامعت کر بیٹھا تو اس صورت میں زید کی بیوی زید کے نکاح میں رہی، یا نکل گئی؟

(المستفتی: محی الدین احمد، قصبہ سہسپور، ضلع: بجنور)

باسمه سبحانه وتعالیٰ، الجوابــــــــــــ وباللّٰه التوفيق

اگر خوش دامن سے مجامعت کرنا شرعی شہادتوں سے ثابت ہے یا خود زید نے اس کا اقرار کرلیا تو زید پر بیوی ہمیشہ کے لیے حرام ہوچکی ہے، زید پر لازم ہے کہ فوراً علاحدہ کردے۔

قيل له مافعلت بأم امرأتك، فقال جامعتها تثبت الحرمة ولايصدق أنه كذب ولوهازلا. (الدر المختار، كوئٹه: ٣٩٠/٢، كراچی: ٣٨/٣، زكريا: ١١٥/٤، الهندية زكريا: ٢٧٦/١، جديد: ٢٧٦/١)

مذکورہ شرائط کے بغیر حرام نہیں ہوگی۔ (مستفاد: فتاوی دارالعلوم: ۳۶۸/۷) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۲۶ ربیع الاول ۱۴۰۸ھ (فتویٰ نمبر: الف ۵۹۴/۲۳) (فتاوی قاسمیہ: ۳۷۱/۱۳-۳۷۲)

ساس سے زنا سے حرمت مصاہرت:

سوال: زید نے اپنی ساس کے ساتھ زنا کیا، سہواً کیا یا قصداً، بہرصورت اس کی بیوی حرام ہوگئی، یانہیں؟ اگر حرام ہوگئی ہے، تو پھر دوبارہ شادی کرنے سے حلال ہوگی، یانہیں؟ اور اگر حرام نہ ہوتو اس بیوی کو طلاقِ صریح دینے کی ضرورت ہے یانہیں؟ اور بغیر طلاق کے وہ بیوی دوسرے مرد سے شادی کرسکتی ہے، یانہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

صورتِ مسئولہ میں زید کی بیوی زید پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی، دوبارہ نکاح کرکے بھی حلال نہیں ہوگی، اس کو طلاق دے دے، یا کہہ دے کہ میں نے اس کو چھوڑ دیا، اس کے بعد اگر مدخولہ ہے تو عدت گزار کر اور اگر غیر مدخولہ ہے تو بغیر عدت گزارے، اس کا نکاح دوسرے شخص سے جائز ہوگا۔

"من زنی بامرأة حرمت علیه أمها وإن علت، وابنتها وإن سفلت". (الفتاوی الهندية: ۲۷٤/۱)(۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ ہذا۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۵۲/۱۱)

ساس کے ساتھ جماع کرنے سے بیوی ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ایک آدمی نے اپنی ساس کے ساتھ جماع کیا تو اُن کی بیوی پر طلاق پڑی، یا نکاح ٹوٹ گیا، یا حرام ہوگئی؟ وہ اپنی بیوی کے ساتھ جماع کرسکے گا، یانہیں؟

باسمه سبحانه وتعالیٰ، الجواب ـــــــــــــــــــــ وبالله التوفيق

ساس کے ساتھ جماع کرنے سے بیوی ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی، اب اس آدمی کا اپنی بیوی کے ساتھ رہنا قطعاً حرام ہوگا، فوراً متارکت لازم ہے۔

قال الله تعالیٰ: ﴿وَأُمَّهَاتُ نِسَآءِ كُمْ﴾ (النساء: ۲۳)

أی وحرمت علیکم أمهات نساء کم. (بدائع الصنائع: ۵۳۲/۲، زکریا)

---

(۱) الفتاویٰ الهندية، کتاب النکاح، القسم الثانی، المحرمات بالصهرية: ۲٤۷/۱، رشیدية

"وبحرمة المصاهرة لا یرتفع النکاح، حتی لا یحل لها التزوج بآخر إلا بعد المتارکة وإنقضاء العدة، والمتارکة لا یتحقق إلا بالقول إن کانت مدخولاً بها کترکتک أو خلیت سبیلک، إما غیر المدخول بها فقیل: تکون بالقول فیها، حتی لو ترکها ومضی علی عدتها سنون، لم یکن لها أن تتزوج بآخر، فافهم". (الدرالمختار وشامی: ٤۳۷/۲ (الدرالمختار مع رد المحتار، باب المحرمات: ۳۷/۳، سعید)

عن عبد اللّٰه بن عمر رضی اللّٰه عنه عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم أنه قال: إذا نکح الرجل امرأته ... لیس له أن یتزوج الأم وفی روایة: عن عمرو بن شعیب عن أبیه عن جده قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: أیما رجل تزوج امرأة ... فلا یحل له أن یتزوج أمها. (السنن الکبریٰ للبیهقی ، باب قوله تعالیٰ: وأمهات نساء کم:۱۶۰/۷ ، کذا فی البدائع الصنائع:۵۳۲/۲،زکریا)

عن عمران بن الحصین فی الرجل یقع علی أم امرأته، قال: تحرم علیه امرأته. (المصنف لابن أبی شیبة:۴۶۹/۳ ، رقم: ۱۶۲۲۶،دار الکتب العلمیة بیروت)

عن أبی هانیء رضی اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: من نظر إلی فرج امرأةٍلم تحل له أمها ولا ابنتها. (المصنف لابن أبی شیبة:۴۷۹/۳ ،رقم: ۱۶۲۲۹،بیروت)

عن شعبة قال: سألت الحکم وحمادًا عن رجل زنی بأم امرأته، قالا: أحب أن یفارقها. (المصنف لابن أبی شیبة:۴۶۹/۳ ،رقم:۱۶۲۳۳،دار الکتب العلمیة بیروت)

أسباب التحریم أنواع قرابة ومصاهرة. (الدرالمختار)

کفروع نسائه المدخول بهن، وإن نزلن، وأمهات الزوجات وجداتهن بعقد صحیح، وإن علون، وإن لم یدخل بالزوجات. (الدر المختار مع الشامی،فصل فی المحرمات: ۹۹/۴،زکریا)

لما تقرر أن وطء الأمهات یحرم البنات. (الدر المختار: ۳۱/۳،کراچی)

لا یحل أن یتزوج بأم امرأته. (الهدایة،فصل فی المحرمات: ۳۰۷/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ،۲۳/۱۱/۱۴۱۷ھ، الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ۔ (کتاب النوازل:۲۹۷/۸-۲۹۹)

خوش دامن سے زنا کے نتیجہ میں بیوی کا حرام ہونا:

سوال (۱) بکر نے اپنی بیوی کی حقیقی ماں اور حقیقی بہن اور حقیقی خالہ سے زنا کیا اور ان میں سے ایک تو اس زنا سے حاملہ ہوگئی تو اس صورت میں بکر کی اپنی بیوی بکر کے نکاح میں باقی رہی، یا نکل گئی؟ اور اب اسے نکاح میں لانے کی کیا صورت ہے؟

(۲) اپنی بیوی کو دوسری طلاق بائن دینے کے بعد عدت کے اندر اندر نکاح کر کے اسے واپس اپنے نکاح میں لا سکتے ہیں؟ اور طلاق مغلظہ کے بعد عدت کے اندر اندر اسے دوبارہ اپنے نکاح میں لا سکتے ہیں؟

(۳) جاپان کا کیٹی کپڑا مرد حضرات پہن سکتے ہیں؟ کہا جاتا ہے کہ اس میں بیس فی صد کوٹن ہوتا ہے، شرعی حکم سے آگاہ فرمائیں۔

الجواب ــــــــــــــــــــــــــ حامداً ومصلیاً و مسلماً

(۱) بکر نے جب اپنی خوش دامن کو شہوت کے ساتھ ہاتھ لگایا، اسی وقت اس کی بیوی اس پر حرام ہوگئی اور اب مستقبل میں کبھی بھی اس عورت سے بیوی کا رشتہ رکھنا بکر کے لیے جائز نہیں رہا، اس کو نکاح میں لانے کی اب کوئی صورت نہیں ہے۔

(۲) طلاق بائن میں عدت کے اندر یا عدت کے بعد دونوں میاں بیوی راضی ہوں تو از سرِنو نکاح کر کے میاں بیوی بن سکتے ہیں اور تین طلاق کے بعد بغیر حلالہ کے نکاح نہیں ہوسکتا۔

(۳) کیٹی کپڑا پہننا مرد کے لیے جائز ہے۔ (فتاویٰ دینیہ:۳۰۲/۳-۳۰۳)

ماموں کی لڑکی کو نکاح میں رکھتے ہوئے اس کی بیوہ سے نکاح:

سوال: زید نے رشتہ کے ماموں کی لڑکی سے شادی کیا۔ ماموں انتقال کر گئے۔ اب زید اپنے ماموں کی دوسری بیوی (بیوہ) سے جو زید کی سوتیلی ساس ہے، عقد کرسکتا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

جب تک زید کی بیوی زندہ ہے اور زید کی زوجیت میں ہے، اس وقت تک وہ اپنی سوتیلی ساس سے نکاح نہیں کرسکتا ہے۔ ہاں اگر بیوی مر چکی ہو، یا زید نے اس کو طلاق دے دی ہو اور عدت گزر چکی ہو تو پھر سوتیلی ساس سے نکاح کرسکتا ہے۔(۱) ماموں کی بیوی ہونے سے کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ نکاح جائز ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عباس، ۱۳۵۳/۴/۳۰ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ:۱۵۰/۴)

ماں، ساس، بیٹے کی بیوی کو مس کرنے سے حرمتِ مصاہرت:

سوال: اگر کوئی شخص غلطی سے اپنی ماں کو بیوی سمجھ کر شہوت سے ہاتھ لگائے تو کیا اس کی بیوی اس پر حرام ہوجائے گی اور اس کو کتنا گناہ ہوگا؟ ایسے ہی اگر کوئی شخص غلطی سے اپنی بیوی سمجھ کر ساس کو ہاتھ لگا دے تو بیوی حرام ہونے پر کیا ساس سے نکاح ہوسکے گا؟ ایسے ہی بعض ملحدین اپنی اولاد کی بیویوں سے صحبت کرتے ہیں تو کیا اولاد پر بیویاں حرام ہوجائیں گی اور خسر پر اس کا کتنا گناہ ہوگا؟ فقط

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

اگر واقعی غلطی سے ماں کو بیوی سمجھ کر شہوت سے ہاتھ لگایا اور معلوم ہونے پر نادم ہوا تو اس سے گناہ نہیں ہوا، نہ اس سے بیوی اس پر حرام ہوئی، البتہ وہ ماں اس کے باپ پر حرام ہوجائے گی، جب کہ باپ اس کی تصدیق کرے۔(۲) ساس کو شہوت سے ہاتھ لگانے سے بیوی حرام ہوجائے گی، گرچہ غلطی ہی سے ہاتھ لگایا ہو اور ساس سے بھی نکاح جائز

---

(۱) ولا یجمع بین امرأتین لو کانت إحداهما رجلا لم یجز له أن یتزوج بالأخریٰ لأن الجمع بینهما یفضی إلی القطعیة والقرابة المحرمة للنکاح محرمة للقطع. (الهدایة، باب المحرمات: ۳۰۹/۲)

(۲) "رجل تزوج امرأة علی أنها عذراء فلما أراد وقاعها، وجدها قد افتضت، فقال لها: من افتضک؟ فقالت: أبوک، إن صدقها الزوج، بانت منه ولا مهر لها، وإن کذبها فهی امرأته، کذا فی الظهیریة" (الفتاویٰ العالمگیریة، القسم الثانی: المحرمات بالصهریة وما یتصل بذلک، کتاب النکاح: ۲۷۶/۱، رشیدیة)

نہ ہوگا۔ ایسے ہی اولاد کی بیوی خسر کے جماع کرنے سے اولاد پر حرام ہو جاوے گی،(۱) اور اولاد پر طلاق یا زبانی متارکت لازم ہوگی،(۲) بعد میں عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح درست ہوگا،(۳) خسر کا یہ فعل حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔

"قبل أم أمرأة،حرمت امرأته ما لم يظهر عدم الشهوة وفي المس لا،ما لم تعلم الشهوة". (تنوير الأبصار: ۲۸۲/۲)(۴)

"لايحل أن يتزوج بأم امرأته". (الهداية: ۲۸۷/۱)(۵)

"ولافرق في ثبوت الحرمة بالمس بها علىٰ اٰباء الزاني".

حررہ العبد محمود عفی عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲/صفر ۱۳۵۳ھ۔

صحیح: عبد اللطیف، ۶/صفر ۱۳۵۳ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۴۰۷/۱۱)

عدم زوال نکاح بحرمت مصاہرۃ وعدم جواز نکاح آں زن قبل طلاق شوہر:

سوال: میری نوجوان لڑکی خوش وخرم ایک دو بچہ اور خاوند کے ساتھ گزارا کر رہی تھی کہ ایک شب وہ نیند سے بیدار ہوئی تو شوہر کو اپنے ہمراہ بستر پر نہ پایا، چراغ جلا کر ڈھونڈا تو شوہر کو اپنی ماں سے عین مباشرت جماع میں دیکھا اور پکڑا اور ہم کو خبر کردی اور ہم شرم کے مارے کچھ نہ کہہ سکے، شوہر کے پاس رہنے دیا، وہاں سسرال میں رہی، اس شوہر نے جو صحبت دار علماء سے پوچھ کر اس سے برکنار ہوگیا؛ مگر گھر سے نہ نکالا اور اس نوجوان کو کالمعلقہ سے بدتر بند کر رکھا، باپ نے جو دریافت کیا تم زوجہ سے کیوں صحبت نہیں رکھتے، صاف کہہ دیا کہ مجھ سے اپنی ساس یعنی والدۂ زوجہ سے صحبت ہوا، یہ مجھ پر حرام ہے، باپ نے کہا کہ کسی سے یہ ذکر نہ کرنا کہ ہماری یہ بے عزتی ہے، لڑکی جوان تقاضائے جوانی سے آٹھ برس تاب لائی اور یہ بات کنبہ میں اور مجھ کو یقینی طور پر حرمت معلوم ہوگئی، مولوی صاحب کے پاس گیا اور یہ قصہ بیان کیا، اس نے کہا کہ یہ خاوند پر حرام ہے، چوں کہ وقت نازک ہے اور بہت عورتیں مفرور ہوگئی ہیں، اپنی

---

(۱) "وحرم أيضاً بالصهرية أصل مزنية". (الدر المختار)

(قوله: وحرم) أراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربع: حرمة المرأة علىٰ أصول الزاني وفروعه نسباً ورضاعاً، وحرمة أصولها وفروعها على الزاني نسباً ورضاعاً". (ردالمحتار، فصل في المحرمات: ۳۲/۳، كتاب النكاح، سعيد)

(۲) "وبحرمة المصاهرة لايرتفع النكاح، حتىٰ لايحل لها التزوج بآخر، إلا بعد المتاركة وإنقضاء العدة". (الدر المختار، فصل في المحرمات: ۳۷/۳، كتاب النكاح، سعيد)

(۳) قال اللّٰه تعالىٰ: ﴿والمطلقات يتربصن بأنفسهن ثلاثة قروء﴾ (سورة البقرة: ۲۲۸)

"وهي حرة ممن تحيض، فعدتها ثلاثة أقراء، لقوله تعالىٰ: ﴿والمطلقات يتربصن بأنفسهن ثلاثة قروء﴾ الهداية، باب العدة: ۴۲۲/۲، مكتبة شركة علمية، ملتان)

(۴) تنوير الأبصار مع رد المحتار، كتاب النكاح، فصل في المحرمات: ۳۵/۳-۳۶، سعيد

(۵) الهداية، كتاب النكاح، فصل في المحرمات: ۳۰۷/۲، مكتبه شركة علميه ملتان

عزت سے شرع کے موافق خود ایک قابل ہم کفو بلا کر نکاح کر کے ہم بستر کرد، یا سسرال والوں نے دعویٰ کیا کہ یہ لڑکی ہمارے اختیار میں ہے، ہم مالک ہیں، ہم خود کسی اور کو بیاہ دیں گے ایک طمع دار عالم کے پاس گئے، اس نے کہا اب طلاق کراؤ اور پھر دوسرے شخص سے نکاح کر دو زوج اول نے مطلقہ کر دیا اور بعد دو تین ماہ شاید عدت گزاری، یا کیا کیا، اس لڑکی کو بہانے سے ملاقات برادرنہ پر لے گئے اور نکاح جبراً کر کے دوسرے شخص کے حوالہ کر دیا اور وہ لڑکی میرے خراب درعذاب ہے اور سفید پوش امام قصبہ ہوں اور جس نے جبراً نکاح کیا شیطان آدمی ہے اور جس سے میں نے نکاح کیا تھا، برضامندی لڑکی خود کیا تھا، وہ رئیس عزت دار ہے، ضرور مقدمات سرکاری ہوں گے، لہٰذا میں بنام خدا ورسول پوچھتا ہوں کہ جس طرح حکم شرعی ہو، لکھیں کہ میں اسی طرح فیصلہ کروں، فقط۔ خلاصہ طور طویل عبارت خام سے اگر نہ سمجھیں یہ ہے حرمت مصاہرت ثابت کر کے میں نے اپنی لڑکی جوان کی رضا سے نکاح کر کے ہم بستر کر دیا، بعد وقوع حرمت گزرنے آٹھ سال کے جو خوف فرار ہونے کا بھی تھا؟

الجواب

فی الدرالمختار: وبحرمة المصاهرة لایرتفع النکاح حتٰی لایحل لها التزوج بآخرإلا بعد المتارکة إنقضاء العدة.

فی ردالمحتار:(قوله:إلا بعد المتارکة) أی وإن مضی علیها سنون،کما فی البزازیة: وعبارة الحاوی:إلا بعد تفریق القاضی أوبعد المتارکة،آه،وقد علمت أن النکاح لایرتفع بل یفسد وقد صرحوا فی النکاح الفاسد بأن المتارکة لا یتحقق إلا بالقول إن کانت مدخولا بها کترکتک أوخلیت سبیلک وأما غیر المدخول بها فقیل تکون بالقول وبالترک علی قصد عدم العود إلیهاوقیل لاتکون إلا بالقول فیهما،إلخ. (٤٦٣/٢)(۱)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ جب تک زوج قولاً متارکہ نہ کر دے، (۲) اور اس کے بعد عدۃ بھی گزرنا شرط ہے، اس وقت تک دوسرا نکاح درست نہیں، لہٰذا جو نکاح آپ نے کیا تھا وہ بھی ناجائز رہا اور سسرال والوں نے کیا، وہ اس وجہ سے بھی اور دوسرے بلا اذن منکوحہ ہونے سے باطل رہا، اب جس طور سے ممکن ہو، زوج سے طلاق دلوایا جاوے، یا کوئی دال علی الترک لفظ کہلوایا جاوے اور اس کے بعد عدۃ بھی گزر جاوے، پھر اس کے اذن سے کہیں نکاح ہو سکتا ہے، ورنہ نہیں۔

۸/ صفر المظفر ۱۳۳۲ھ (تتمہ ثانیہ، ص:۱۲۴) (امداد الفتاویٰ جدید:۳۲۲/۲)

---

(۱) الدرالمختار مع ردالمحتار،فصل فی المحرمات:۳۷/۳،دارالفکر بیروت،انیس

(۲) زوجہ کی طرف سے فسخ نکاح فاسد بالاتفاق صحیح ہے، متارکت میں اختلاف ہے، ابن عابدین نے اس کو ترجیح دی ہے کہ فسخ اور متارکت میں کوئی فرق نہیں دونوں زوجہ کی طرف سے صحیح ہیں۔ **وهذا مخلص ماهومشروح فی شرع التنویروحاشیة إبن عابدین فی فصل المحرمات،ص:٣٨٩،وفی بیان النکاح الفاسد،فی باب المهر،ص:٤٨٣-٤٨٤،وفی باب العدة،ص:٨٤١-٨٤٢)**

حضرت قدس سرہ نے الحیلۃ الناجزۃ میں یوں تطبیق دی ہے کہ حرمت اصلیہ یعنی موجودہ قبل العقد میں متارکۃ من الزوج صحیح ہے اور حرمت طاریہ بعارض بعد العقد میں متارکت من الزوج صحیح نہیں؛ مگر شامیہ کی عبارت اس تطبیق سے اباء کرتی ہے، فلیتأمل۔ رشید احمد عفی عنہ

حرمت مصاہرت میں کافر حاکم کی تفریق درست ہے، یا نہیں:

سوال: زید کا ہندہ سے نکاح ہو چکا ہے، نکاح کے بعد زید نے اپنی ساس سے زنا کیا تو اس صورت میں زید کی بیوی اس پر حرام ہوئی، یا نہ؟ اگر حرام ہوگئی تو تفریق اسلامی قاضی کی ضروری ہے، یا عدالت انگریزی کی تفریق بھی کافی ہے، اور ائمہ اربعہ کے، مذہب میں سے ترجیح کس امام کے مذہب کو ہے اور کیوں ہے؟

الجواب

اگر زنا ثابت ہے، مثلاً یہ کہ زید زنا کا مقر ہے، یا شہادت شرعیہ سے زنا ثابت ہے، تو زید کی زوجہ زید پر حرام ہوگئی، زید کو لازم ہے کہ اپنی منکوحہ کو علاحدہ کردے، یا قاضی یعنی حاکم شرعی ان میں تفریق کرادے، حاکم کافر کی تفریق معتبر نہیں ہے اور زنا سے حرمت مصاہرت ثابت ہونے میں امام شافعی رحمہ اللہ کا خلاف ہے؛ لیکن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ زنا سے بھی حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے، فتح القدیر میں فرمایا کہ یہی مذہب حضرت عمرؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ اور عبداللہ بن عباسؓ وغیرہم کا اور جمہور تابعی کا بھی یہی مذہب ہے۔ شامی میں ہے:

قال في الفتح: وبقولنا قال مالک في رواية وأحمد وهو قول عمر وابن مسعود وابن عباس في الأصح ... وجمهور التابعين، إلخ. (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۸۸/۷-۳۸۹)

حرمت مصاہرت سے متعلق ایک عجیب سوال:

سوال: ایک شخص نے اپنی ساس سے زنا کرلیا، اس شخص کو اپنے فعل پر ازحد ندامت ہے؛ لیکن حرمت مصاہرت کا مسئلہ اس کے لیے باعث تشویش بنا ہوا ہے کہ اب وہ کیا کرے، ازروئے شرع اس کی بیوی اس پر حرام ہو چکی، اگر وہ اس صورت میں اپنے فعل کو بیوی سے چھپائے ہوئے طلاق دے کر جدا کرتا ہے تو طلاق دینے کی وجہ سے سسرال والوں کی طرف سے جان کا خطرہ ہے، سسرال والے دولت وقوت میں فائق ہونے کے ساتھ ساتھ غنڈے بھی ہیں، اس علاقہ کے تمام لوگ یہ بات جانتے ہیں اور ان لوگوں سے خائف رہتے ہیں، نیز اگر وہ شخص اپنے اس برے فعل کا اظہار کرتا ہے تو اس صورت میں بھی جان کا خطرہ ہے تو مذکورہ صورت میں اختلاف امتی رحمۃ کے پیش نظر امام شافعیؒ کے مسلک پر (کہ زنا سے حرمت مصاحرت ثابت نہیں ہوتی) عمل کرے تو جائز ہوگا، یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

فتح القدیر میں ایک حدیث ہے:

قال رجل يارسول الله إني زنيت بامرأة في الجاهلية، أ فأنكح ابنتها؟ قال: لا أرى ذلک ولا يصلح أن تنكح امرأة تطلع من ابنتها علىٰ ما تطلع عليه منها. (۲)

(۱) رد المحتار، فصل في المحرمات: ۳۸۴/۲-۳۸۵، ظفير
(۲) فتح القدير: ۱۲۲/۳، فصل في بيان المحرمات تحت قوله: لأنها نعمة

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی شخص کسی عورت سے زنا کرے تو اس کی بیٹی اس پر حرام ہے۔

ہدایہ اولین میں ہے:

ومن زنى با مرأة حرمت عليه أمها وبنتها. (الهداية أولين، ص: ۹۸۲)

فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے:

حرمة الصهر تثبت بالعقد الجائز وبالوطئ حلالا كان أوحراماً أوعن شبهة أوزنا. (الفتاویٰ التاتارخانية: ۸۱٦/۲، الفصل السابع فی أسباب التحريم)

صورت مسئولہ میں ساس سے زنا کیا ہے تو حرمت مصاہرت ثابت ہوگئی اور بیوی اس پر حرام ہوگئی، اب شوہر بیوی کو طلاق دے کر علاحدہ کر دے، مذکورہ صورت میں امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کا مسلک چھوڑ کر امام شافعی علیہ الرحمہ کا مسلک اختیار کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی، جہاں مسلمانوں کی کوئی شدید اجتماعی ضروری داعی ہو (بالفاظ دیگر عموم بلویٰ ہو) ایسے موقع پر کسی خاص مسئلہ میں کسی دوسرے امام کے قول پر عمل کرنے کی گنجائش ہوسکتی ہے، بشرط یہ کہ تبحر علماء اس کا فیصلہ کریں، انفرادی رائے کا کوئی اعتبار نہیں، انفرادی ضرورت کی وجہ سے مذہب غیر کو اختیار کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی اور خاص کر عورت کی خاطر مذہب حق کو چھوڑنا بڑا خطرناک ہے اور اس سے سوء خاتمہ کا اندیشہ ہے۔ شامی میں ہے:

ایک حنفی المسلک نے اہل حدیث (غیر مقلد) کی لڑکی سے نکاح کا پیغام بھیجا، اس نے کہا اگر تو اپنا مذہب چھوڑ دے، یعنی امام کے پیچھے قرأت اور رفع یدین کرے تو پیغام منظور رہے، اس حنفی المسلک نے شرط قبول کرلی اور نکاح ہوگیا، شیخ وقت امام ابوبکر جوزجانی رحمہ اللہ نے یہ سنا تو افسوس کیا اور فرمایا:

"النكاح جائز ولكن أخاف عليه أن يذهب إيمانه وقت النزع؛ لأنه استخف بالمذهب الذى هو حق عنده وتركه لأجل جيفة منتة".

یعنی نکاح تو جائز ہے؛ لیکن مجھے اس شخص کے سوء خاتمہ کا اندیشہ ہے کہ اس نے ایک عورت کی خاطر اس مذہب کی توہین کی، جسے وہ آج تک حق سمجھتا تھا، محض عورت کی خاطر اسے چھوڑ دیا۔ (ردالمحتار: ۲٦۳/۳، باب التعزير مطلب فيما إذا ارتحل إلىٰ مذهب غيره)

مذکورہ صورت میں اختلاف امتی رحمۃ سے استدلال صحیح نہیں، جان کا خطرہ ہو تو وہ جگہ چھوڑ دے، لوگ معمولی باتوں کی وجہ سے اپنا وطن چھوڑ دیتے ہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ: ۸/۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔)

ساس سے چھیڑ خانی میں اِنزال ہوگیا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید جس کی شادی کم عمری

میں ہوئی تھی، ابھی رخصتی بھی نہیں ہوئی تھی کہ زید ایک بار اپنی سسرال گیا تھا اور رات میں سویا تھا کہ اَچانک زید کی ساس آئی اور زید کے ساتھ چھیڑ خانی کی، جس سے زید کو بھی کچھ شہوت ہوئی، زید اپنی ساس سے چپٹ گیا، جس سے زید کو انزال ہوگیا؛ لیکن زید نے اپنی شرم گاہ کو اپنی ساس کی شرم گاہ میں داخل نہیں کیا تھا اور زید کی ساس نے اپنے کپڑے بھی جسم سے علاحدہ نہیں کئے تھے، زید اُس وقت بالکل نادان تھا، مسائل سے بھی بالکل واقف نہیں تھا، اب جب کہ زید کی شادی کو تقریباً ۱۶/سال ہوگئے ہیں اور زید کے ۶/ بچے بھی ہیں اور حرمتِ مصاہرت سے متعلق مسائل معلوم ہوئے تو زید بہت پریشان ہے، توبہ، استغفار کرتا رہتا ہے اور ابھی یہ بات بالکل پوشیدہ ہے، اس راز کے ظاہر ہونے پر زبردست خون خرابے کا بھی اندیشہ ہے۔ اس صورت میں دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کی بیوی زید کے لیے حرام تو نہیں ہوئی؟ حکم شرعی بیان فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

باسمه سبحانه وتعالىٰ، الجواب ــــــــــــــــــ وبالله التوفيق

صورتِ مسئولہ میں چوں کہ جماع سے قبل زید کو انزال ہوگیا، اِس وجہ سے حرمتِ مصاہرت ثابت نہیں ہوئی اور زید کی بیوی زید کے لیے حلال ہے؛ تاہم دونوں پر توبہ واستغفار لازم ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۲۴۸/۵)

وحرم أصل ماسته ... وفروعهن، هٰذا إذا لم ينزل، فلو أنزل مع مس أو نظر فلا حرمة. (الدر المختار)/ **قال الشامي: لأنه بالإنزال تبين أنه غير مفض إلى الوطء.** (ردالمحتار: ۱۰۸/٤-۱۰۹، زكريا)

والزنا واللمس والنظر بشهوة حرمة المصاهرة. (كنز)/ **قال ابن نجيم: وأطلق المصنف ولم يقيد المس والنظر بشهوة بغير الإنزال للاختلاف فيما إذا أنزل، فقيل يوج الحرمة، وفي الهداية: والصحيح أنه لا يوجبها؛ لأنه بالإنزال تبين أنه غير مفض إلى الوطء، وفي غاية البيان وعليه الفتوى.** (البحر الرائق، فصل في المحرمات: ۱۷۹/۳، زكريا)

وشرطه أن لا ينزل حتى لو أنزل عند المس أو النظر لم تثبت حرمة المصاهرة، كذا في التبيين. قال الصدر الشهيد: وعليه الفتوىٰ، كذا في الشمني شرح النقاية ولو مسَّ فأنزل ثم تثبت به حرمة المصاهرة في الصحيح؛ لأنه تبين بالإنزال أنه غير داع إلى الوطء، كذا في الكافي. (الفتاویٰ الهندية، القسم الثاني المحرمات بالصهرية: ۲۷٥/۱، زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۱۴۲۵/۸/۵ھ، الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ۔ (کتاب النوازل: ۲۹۶/۸-۲۹۷)

سگی، یا سوتیلی ساس، یا سالی سے زنا کرنے پر بیوی کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ اگر کسی شخص نے اپنی ساس، یا سالی کے ساتھ صحبت کی تو کیا اُس کی بیوی اُس کے نکاح سے خارج ہوگئی؟ اور اگر یہ رشتہ حقیقی نہ ہو؛ یعنی جس کے ساتھ صحبت کی وہ بیوی کی سوتیلی ماں تھی، یا سوتیلی ہی تھی تو کیا ایسی حالت میں بھی بیوی نکاح سے خارج ہوگئی؟ اگر ایسا

ہے تو ایسی صورتِ حال میں ایسے شخص کو اپنی بیوی کے ساتھ ازدواجی زندگی گزارنے کے لیے شریعت کے اعتبار سے کیا کرنا چاہیے؟ اِسلام میں اِس بارے میں کیا اَحکام وارد ہوئے ہیں؟

باسمه سبحانه وتعالىٰ، الجواب ـــــــــــــــ وبالله التوفيق

بیوی کی سگی ماں سے صحبت کرنے کی وجہ سے بیوی ہمیشہ کے لیے حرام ہوجاتی ہے، اگر ایسا واقعہ پیش آ گیا ہو تو بیوی کو فوری طور پر الگ کرنا لازم ہے اور ایسے شخص کے لیے بیوی اور اس کی ماں دونوں ہمیشہ کے لیے حرام ہیں، ان سے زندگی میں کبھی بھی اِزدواجی تعلق قائم نہیں ہوسکتا، البتہ اگر بیوی کی سوتیلی ماں ہو تو اُس سے جماع کرنے سے بیوی حرام نہیں ہوتی، اِسی طرح اگر بیوی کی بہن یعنی سالی سے زنا کیا ہے تو اس کی وجہ سے بھی بیوی نکاح سے خارج نہیں ہوگی؛ تاہم زنا کاری بدترین قابلِ لعنت گناہ ہے، اس پر سچے دل سے توبہ واستغفار لازم ہے۔

قال الله تعالىٰ: ﴿وَاُمَّهَاتُ نِسَآءِ كُمْ﴾ (النساء:۲۳)

وحرم أيضاً بالصهرية أصل مزنيته. /**وتحته في الشامية: أراد بحرمة المصاهرة حرمات الأربع حرمة المرأة على أصول الزاني وفروعه نسباً ورضاعاً وحرمة أصولها وفروعها على الزاني نسباً ورضاعاً.** (شامي: ۱۰۷/۷، زكريا)

وبحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح حتى لا يحل لها التزوج بآخر إلا بعد المتاركة وانقضاء العدة. (شامي: ۱۱٤/٤، زكريا)

وطي أخت امرأته لا تحرم عليه امرأته، وتحته في الشامية، قال في البحر: لو وطي أخت امرأته بشبهة تحرم امرأته ما لم تنقض عدة ذات الشبهة. (شامي: ۱۰۹/٤، زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۱۲/۱/۱۴۳۲ھ، الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ۔ (کتاب النوازل: ۲۹۹/۸-۳۰۰)

کیا خوشدامن اور خسر کی والدہ محرمات میں سے ہیں:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ خوشدامن کی والدہ صاحبہ اور خسر کی والدہ صاحبہ محرمات میں داخل ہیں، یا نہیں؟ اگر محرمات میں داخل ہیں تو آیا حرمت مؤبدہ، یا موقتہ میں؟

(المستفتی: عارف حسین، یالوگنج، پرتا بگڈھ)

باسمه سبحانه وتعالىٰ، الجواب ـــــــــــــــ وبالله التوفيق

خوشدامن کی والدہ اور خسر کی والدہ دونوں شرعی محرمات میں داخل ہیں۔

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَاَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْاَخِ وَبَنَاتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهَاتُكُمُ الّٰتِيْ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهَاتُ نِسَآئِكُمْ﴾ (النساء:۲۳)

وأم امرأته. لقوله تعالىٰ: ﴿وَاُمَّهَاتُ نِسَآئِكُمْ﴾ ويدخل في لفظ الأمهات جداتها من قبل أبيها،

وأمها و إن علون. (البحرالرائق، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، زکریا: ۱۶۵/۳، کوئٹہ:۹۳/۳، شامی، زکریا: ۱۰٤/٤، کراچی: ۳۰/۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۲۲/ ذی الحجہ ۱۴۱۸ھ (فتویٰ نمبر: الف ۵۵۴۹/۳۳)

الجواب صحیح: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۱۴۱۸/۱۱/۲۲ھ۔ (فتاوی قاسمیہ: ۲۹۲/۱۳، ۲۹۳)

لڑکے کی ساس سے زنا کرنے سے بیٹے کی بیوی کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ خالد کا نکاح زینب کے ہمراہ ہو چکا ہے اور رخصتی بھی ہو چکی ہے۔ بکر کا نکاح فاطمہ کے ساتھ ہوا ہے؛ لیکن ابھی رخصتی نہیں ہوئی ہے اور عمر کا خالدہ کے ساتھ صرف رشتہ طے ہوا ہے، ابھی نکاح نہیں ہوا ہے تو مذکورہ بالا تینوں شکلوں میں خالد کے باپ نے زینب کی ماں سے، بکر کے باپ نے فاطمہ کی ماں اور عمر کے باپ نے خالدہ کی ماں سے زنا کر لیا، لہٰذا مذکورہ صورت میں نکاحوں کے بارے میں شریعت کا حکم کیا ہے؟

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ، الجواب ــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

مسئولہ تینوں صورتوں میں بالترتیب خالد بکر اور عمر کا نکاح اپنی بیویوں کے ساتھ شرعاً درست ہے، باپ اگر اپنے لڑکے کی بیوی کی ماں سے جماع کر لے تو اس سے لڑکے پر اس کی بیوی حرام نہیں ہوتی۔

وأما بنت زوجة أبيه أو ابنه فحلال. (كذا فى الدر المختار: ۳۱/۳)

لو زنا بامرأة حرمت عليه أصولها وفروعها، وحرمت المزنية على أصوله وفروعه، ولا تحرم أصولها وفروعها على ابن الواطى وأبيه. (مجمع الأنهر: ٤٨١/١، مكتبة فقيه الأمت)

يحل لأصول الزانى وفروعه أصول المزنى بها وفروعها. (البحر الرائق، فصل فى المحرمات: ۱۷۹/۳، زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۱۴۱۷/۱۰/۳۰ھ، الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ۔ (کتاب النوازل: ۲۹۱/۸-۲۹۲)

اجنبیہ منکوحہ سے حرمت مصاہرت کا کیا فائدہ:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ جو عورتیں مثلاً چچی، ممانی، بھابھی، یا دیگر اجنبیات کسی کے نکاح میں ہوں، اگر ان میں سے کسی کے ساتھ مس بالشہوۃ، یا بوس وکنار وغیرہ ہو جائے تو حرمت مصاہرت ثابت ہوگی، یا نہیں؟ کیوں کہ حرمت مصاہرت تو محللات میں ثابت ہوتی ہے تو مذکورہ عورتیں دوسرے کے نکاح میں ہونے کی وجہ سے پہلے ہی سے اس پر حرام ہے، پھر حرمت مصاہرت کا کیا فائدہ؟ فقہی جزئیات کی روشنی میں مسئلہ حل فرمائیں۔ (المستفتی: محمد عتیق سیتا پوری)

باسمه سبحانه وتعالیٰ، الجواب ـــــــــــــــ وبالله التوفيق

جوعورتیں پہلے سے کسی کے نکاح میں ہیں مثلاً چچی، ممانی، یا دیگر اجنبیات ان سے حرمت مصاہرت کا ثمرہ یہ ہے کہ اگراس طرح کی عورتوں سے مس بالشہوۃ، یا تقبیل وغیرہ ہوجائے تو ان کے اصول وفروع اس شخص پر حرام ہوجاتے ہیں، ان سے یہ نکاح نہیں کرسکتا، جب کہ اس عمل سے قبل ان کے اصول وفروع اس کے لیے حلال تھے۔

نیز حرمت مصاہرت کے ذریعہ حرمت مبتلا بہ عورت میں نہیں آئی، جیسا کہ سائل سمجھ رہا ہے؛ بلکہ حرمت اصول وفروع میں آتی ہے، اسی طرح حرمت مصاہرت اسباب حرمت کے ارتکاب سے صرف محللات ہی سے ثابت نہیں ہوتی؛ بلکہ محللات ومحرمات سب سے ثابت ہوتی ہے، مثلاً کسی شخص نے اپنی ماں کو شہوت کے ساتھ چھودیا، یا بوسہ لے لیا تو اس عمل سے اس کی ماں اپنے شوہر (اس کے باپ) پر ہمیشہ ہمیش کے لیے حرام ہوجاتی ہے اور کسی اجنبیہ کے ساتھ ایسا عمل ہونے سے اس کے اصول وفروع اس شخص پر حرام ہوجاتے ہیں؛ لہٰذا معلوم ہوا کہ حرمت مصاہرت حرمت اسباب کے ذریعے محللات ومحرمات دونوں میں ثابت ہوتی ہے۔

حرم أيضاً بالصهرية أصل ممسوسته بشهوة وفروعهن مطلقاً، ولا فرق بين عمد و نسيان، وخطأ وإكراه. (شامی، زکریا: ۴/ ۱۰۷-۱۱۲، کراچی: ۳/ ۳۲-۳۵)

فلو أيقظته هي لجماعها، فمست.....يدها ابنه حرمت الأم أبداً. (شامی، زکریا: ۴/ ۱۱۲، کراچی: ۳/ ۳۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۱۰/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۲ھ (فتویٰ نمبر: الف ۳۵/ ۷۲۲۲)

الجواب صحیح: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۴/ ۵/ ۱۴۲۲ھ۔ (فتاوی قاسمیہ: ۱۳/ ۳۱۱، ۳۱۲)

ماں سے زنا کرنے کے بعد اس کی لڑکی اور لڑکی سے وطی کرنے پر اس کی ماں حرام ہے:

سوال: ہندہ کے دو لڑکیاں ہیں، عزیز نے اہل محلّہ کے ذریعہ سے دختر کلاں کے نکاح کی درخواست کی ہندہ سے، ہندہ نے کہا کہ دختر خورد کا نکاح عزیز سے کرنے پر میں راضی ہوں؛ لیکن دختر کلاں کا نکاح عزیز سے کرنے پر میں راضی نہیں ہوں، چوں کہ ہندہ کی دختر کلاں بالغہ تھی اور عزیز کے ساتھ نکاح کرنے پر راضی تھی؛ اس لیے اس کا نکاح عزیز کے ساتھ ہونے لگا، جب ہندہ کو معلوم ہوا تو وہ نہایت غصہ سے مقام نکاح پر آگئی اور شور مچایا کہ یہ نکاح جائز نہیں؛ اس لیے کہ عرصہ سے عزیز کے ساتھ میرا ناجائز تعلق رہا ہے، میری سب اولا داسی کی ہے؛ بلکہ یہ بھی کہا کہ عزیز کا میری دختر کلاں سے بھی ناجائز تعلق ہے؛ اسی لیے وہ عزیز کے ساتھ نکاح کرنے پر راضی ہوگئی ہے، عزیز نے کہا یہ بکواس کرتی ہے، میں تو ہندہ کو اپنی والدہ سمجھتا ہوں، الغرض نکاح ہوگیا، عزیز اور ہندہ اور عزیز کی منکوحہ ایک ہی گھر میں رہے، اب کچھ عرصہ بعد ہندہ کی تصدیق کرتا ہے اور عزیز نے ایک عالم کے روبرو بیان دیا ہے کہ واقعی ہندہ سے

میرا ناجائز تعلق تھا، پھر عزیز نے اپنی منکوحہ کا نکاح بغیر طلاق دیئے دوسرے سے کر دیا اور عزیز سے خود اپنی منکوحہ کی والدہ سے نکاح کرلیا، ایسی حالت میں عزیز کا نکاح ہندہ سے جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

درمختار میں ہے:

وفی الخلاصة:قیل له ما فعلت بأم امرء تک فقال جامعتهاتثبت الحرمة ولایصدق أنه کذب ولوهازلا إلخ قوله ولایصدق أنه کذب أی عند القاضی أما بینه وبین اللّٰه تعالیٰ إن کان کاذباً فی أقرلم تثبت الحرمة،إلخ. (شامی)(۱)

پس معلوم ہوا کہ اس صورت میں قاضی اس کے اقرار کی تصدیق پر حکم حرمت مصاہرۃ کا کر دے گا اور عزیز کا نکاح اس صورت میں ہندہ کی دختر کے ساتھ جائز نہ ہوگا؛ لیکن اگر ہندہ کی دختر کے ساتھ عزیز نے وطی کی ہے تو پھر ہندہ سے بھی نکاح نہیں کرسکتا۔(۲) اگرچہ عزیز سے ہندہ کی دختر کا نکاح فاسد ہوگیا بوجہ اقرار عزیز کے ساتھ زنا ہندہ کے؛ لیکن اگر وہ وطی کر چکا ہے تو بدوں گزارنے عدت کے بعد متارکت کے وقت ہندہ کا نکاح دوسرے سے درست نہیں ہے۔(۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳۴۹/۷-۳۵۰)

ماں بیٹی دونوں سے جوزنا کرتا ہے، اس کا کیا حکم ہے:

سوال: ایک مسلمان نے ایک ہندو عورت کو گھر میں رکھ لیا ہے اور اس کے ساتھ ایک جوان بیٹی بھی تھی، دونوں کو مسلمان کر کے دونوں کے ساتھ عیش کرنے لگا، چناں چہ لڑکی حاملہ ہوئی اور بچہ ہوا، اس صورت میں کیا حکم ہے؟

الجواب

ماں کے ساتھ اگر صحبت کی ہے تو اس کی دختر کے ساتھ اب کسی حال میں نکاح نہیں ہوسکتا اور اگر ماں کے ساتھ وطی نہیں کی تو اس کو علاحدہ کر کے اس کی دختر سے نکاح کرنا درست ہے۔

قال فی الدر المختار :وبنت زوجة الموطوء ة،إلخ. (الدرالمختار)

واحترزبالموطوء ة عن غیرها فلاتحرم بنتها بمجرد العقد،إلخ. (۴)

---

(۱) دیکھئے،ردالمحتار،فصل فی المحرمات:۳۹۰/۲،ظفیر

(۲) وحرم أیضاً بالصهریة أصل مزنیته، أرادبالزناالوطء الحرام.(الدرالمختارعلیٰ هامش ردالمحتار،فصل فی المحرمات:۳۸٤/۲،ظفیر)

(۳) وبحرمة المصاهرة لایرتفع النکاح حتیٰ لایحل له التزوج بآخرإلابعدالمتارکة وانقضاء العدة والوطء بها لایکون زنا.(الدرالمختار:۳۸۹/۲،ظفیر)

(۴) ردالمحتار،فصل فی المحرمات:۳۸۲/۲،ظفیر

وفی الشامی عن البحر: وأراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربع حرمة المرأة علٰی أصول الزانی وفروعه نسباًورضاعاًوحرمة أصولهاوفروعهاعلی الزانی نسباً ورضاعاً. (۱) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۶۲/۷)

ماں بیٹی دونوں سے تعلق ہوتو کس سے نکاح جائز ہے:

سوال: زید ایک مشتہاۃ سے محض التقائے ختانین کرتا ہے اور اس کا ناجائز تعلق مادر مشتہاۃ سے ہے، اب زید مشتہاۃ مذکورہ سے نکاح کرسکتا ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

درمختار میں ہے:

هٰذا إذاكانت حية مشتهاة،إلخ. (الدر المختار)

(قوله:هٰذا)أی جميع ما ذكرفی مسائل المصاهرة،إلخ. (شامی) (۲)

پس صورت مذکورہ میں زید مشتہاۃ مذکورہ سے نکاح نہیں کرسکتا اور نہ مشتہاۃ کی مادر سے نکاح کرسکتا ہے۔ فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۵۶/۷-۳۵۷)

جس چچی کا بوسہ لیا، اس کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں:

سوال: زید نے عین اس وقت جب کہ اس کی قوائے شہوانیہ نے شرم وحیا، عقل وہوش، برائی بھلائی اونچ نیچ سب پر پانی پھیر دیا تھا، ہندہ کے جسم کا جو اس کی چچی ہوتی ہے، بوسہ لے لیا، جب کہ وہ محوخواب تھی، کیا ایسی صورت میں جب کہ ہندہ انتقال کرچکی ہے، زید اس کی لڑکی سے جو اس کی چچا زاد بہن ہے، عقد کرسکتا ہے، یا نہیں؟ بصورت ثانی کوئی امکانی صورت بھی نکل سکتی ہے، جب کہ زید کا یہ فعل بموجودگی عقل وہوش نہ تھا اور نہ اس مسئلہ کی پیچیدگی کا علم تھا۔

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

اگر بوسہ شہوت سے لیا ہے تو حرمت مصاہرت ثابت ہوگئی، پس زید کو اس کی دختر سے نکاح کرنا کسی طرح درست نہیں ہے اور لاعلمی اور غلبۂ شہوت عذر نہیں ہے۔ (كذا فی الدر المختار) (۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۴۰/۷-۳۴۱)

---

(۱) ردالمحتار،فصل فی المحرمات: ۳۸٤/۲،ظفير

(۲) ردالمحتار،فصل فی المحرمات: ۳۸۸/۲،ظفير

(۳) (وَ) حَرُمَ أَيْضًا بِالصِّهْرِيَّةِ (أَصْلُ مَزْنِيَّتِهِ) أَرَادَ بِالزِّنَا فِي الْوَطْءِ الْحَرَامِ (وَ) أَصْلُ (مَمْسُوسَتِهِ بِشَهْوَةٍ) وَلَوْ لِشَعْرٍ عَلَى الرَّأْسِ بِحَائِلٍ لَا يَمْنَعُ الْحَرَارَةَ (وَأَصْلُ مَاسَّتِهِ وَنَاظِرَةٍ إلَى ذَكَرِهِ وَالْمَنْظُورُ إلَى فَرْجِهَا) الْمُدَوَّرِ (الدَّاخِلِ) وَلَوْ نَظَرَهُ مِنْ زُجَاجٍ أَوْ مَاءٍ هِيَ فِيهِ (وَفُرُوعُهُنَّ) مُطْلَقًا وَالْعِبْرَةُ لِلشَّهْوَةِ عِنْدَ الْمَسِّ وَالنَّظَرِ لَا بَعْدَهُمَا وَحَدُّهَا فِيهِمَا تَحَرُّكُ آلَتِهِ أَوْ زِيَادَتُهُ بِهِ يُفْتَى ... (وَلَا فَرْقَ) فِيمَا ذَكَرَ (بَيْنَ اللَّمْسِ وَالنَّظَرِ بِشَهْوَةٍ بَيْنَ عَمْدٍ وَنِسْيَانٍ) وَخَطَأٍ، وَإِكْرَاهٍ. (الدرالمختارعلٰی هامش ردالمحتار،فصل فی المحرمات: ۳۸٤/۲-۳۸۷،ظفير)

حرمتِ مصاہرت:

سوال (۱) عورت خوشحال کے رشتہ کے اعتبار سے زید کی چچی ہوتی تھی، زید کی عمر ۲۱،۲۲ رسال کی تھی، زید غریب اور تنگدست تھا، وہ زید کو بلا کر اچھے کھانے کھلاتی تھی اور بہت خاطر کیا کرتی۔ اکثر زید کو پوچھتی تھی کہ تم مجھ کو کیا سمجھتے ہو؟ زید کہتا تھا کہ میں آپ کو اپنی ماں کے برابر سمجھتا ہوں، وہ خاموش ہو جاتی۔ حسبِ معمول ایک روز زید کو مکان سے بلا کر کھانا کھلایا اور اصرار کیا یہیں آرام کرو، زید کھانا کھا کر اس کے کمرے میں سو گیا۔ اس کے بعد وہ کمرہ میں داخل ہو کر اندر کی کنڈی بند کر کے زید کا کپڑا چپکے سے اٹھا کر خود بھی برہنہ ہو کر زید کے اوپر چمٹ گئی، فوراً زید کی آنکھ کھل گئی، زید اس کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کرنے لگا اور وہ زید سے بدکاری پر زور دیتی رہی، ترکیب بتلاتی کہ اس طرح کرو، گھبرا کر غصہ میں بھر گیا، کسی طرح اوپر ہو گیا اور پھر کنڈی کھول کر اپنے گھر چلا گیا، پھر کبھی اس کے جال میں نہیں پھنسا۔

(۲) کچھ عرصہ کے بعد وہ زید کے گھر آئی، رات کو قیام کیا، سب گھر والے اور وہ بھی نیچے سوئی اور زید اوپر چھت پر سویا، رات کو دو بجے کے بعد وہ چھت پر پہونچ کر زید کو لپٹ گئی، زید کی آنکھ کھل گئی، زید نے غصہ ہو کر جھڑک دیا اور اتر کر دوسرے مکان میں جا کر سویا، اس کے بعد وہ خاموش ہو گئی، کبھی کوئی حرکت نہیں کی۔

(۳) اس کے دس سال کے بعد زید کی شادی اس عورت کی لڑکی سے ہو گئی، جس کو آٹھ سال ہو گئے، تین بچے بھی ہو گئے۔ اب اس گزری ہوئی بات کا کیا مسئلہ ہے؟ اگرچہ میری خواہش کبھی اس سے بدکاری کی نہیں ہوئی ہے۔

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

اس نابکار نے اپنی اس کمینی حرکت سے اپنے لیے گناہ کا انبار جمع کر لیا ہے؛ مگر آپ کی زندگی کو بھی تباہ کر دیا، اگرچہ آپ کی نیت بالکل نہیں تھی اور فرض کیجئے کہ جب وہ آپ کو آ کر لپٹی اور بدن برہنہ کیا اور دخول کی پوری کوشش کی، اس وقت آپ کو شہوت نہیں ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی؛ مگر اس کو تو ضرور شہوت تھی، حرمتِ مصاہرت کے لیے ایک کی شہوت بھی کافی ہے، جیسا کہ درمختار میں ہے:

"وتكفي الشهوة من أحدهما".

قال الشامي: "هذا يظهر في المس، آه". (الدرالمختار)(۱)

اس وجہ سے اس کی لڑکی سے آپ کی شادی حرام ہے، فوراً اس کو چھوڑ دیں اور تعلق زوجیت منقطع کر دیں، صاف لفظوں میں کہہ دیں کہ میں نے تجھ سے تعلقِ زوجیت ختم کر دیا، آئندہ اس سے بالکل علاحدہ رہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۵/۳/۱۳۹۰ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۱/۳۵۱)

---

(۱) الدرالمختار مع رد المحتار، كتاب النكاح، فصل في المحرمات: ۳/۳۶، سعيد

"(وَكَذَا) يُوجِبُهَا (الْمَسُّ)... (مِنْ أَحَدِ الْجَانِبَيْنِ)، وَفِي الْمُضْمَرَاتِ أَنَّ شَهْوَةَ أَحَدِهِمَا كَافِيَةٌ إِذَا كَانَ الْآخَرُ مَحَلَّ الشَّهْوَةِ فَلَا يُشْتَرَطُ أَنْ يَكُونَا بَالِغَيْنِ. (مجمع الأنهر، باب المحرمات: ۱/۳۲۷-۳۲۶، بيروت)

چچی سے زنا حرمتِ مصاہرت:

سوال: زید نے اپنی چچی ہندہ سے زنا کیا اور حمل مشکوک ہے کہ زید کا ہے، یا زید کے چچا کا، یا ان دونوں میں سے ایک کے حمل کا یقین ہوگیا تو اب زید کی شادی ہندہ کے حقیقی بھائی کی لڑکی فاطمہ سے ہوئی ہے تو یہ جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

زید اور ہندہ کی اس کمینی حرکت سے ہندہ کے بھائی کی لڑکی زید پر حرام نہیں ہوئی، اس سے شادی درست ہے۔(۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۸/۱/۱۳۸۸ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۰/۱/۱۳۸۸ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۱/۴۰۸)

چچی کے ساتھ زنا کیا تو اس کی لڑکی سے نکاح:

سوال: میرے ایک دوست نے اپنی بیوہ چچی کے ساتھ زنا کیا اور ان کی ایک لڑکی یعنی چچیری بہن کو اپنے نکاح میں لانے کا خواہش مند ہے۔ یہ شرعاً جائز ہوگا، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ وباللہ التوفیق

صورت مسئولہ میں آپ کے جس دوست نے اپنی چچی کے ساتھ زنا کیا، اس کا نکاح اس چچی کی لڑکی سے ناجائز وحرام ہے؛ اس لیے اس سے نکاح نہیں کرسکتا ہے، (۲) وہ چچی سے نکاح کرلیں تو بہتر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی، ۱۰/۳/۱۳۶۹ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۴/۲۳۳)

چچی کا بوسہ لینے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید بہوش وحواس شہوت کے ساتھ ہندہ کے رخسار کا جو اس کی چچی ہوتی ہے بوسہ لیا، حالت بیداری وحالت خواب میں، کیا ایسی صورت میں زید اس کی لڑکی سے جو اس زید کی چچازاد بہن ہے، عقد کرسکتا ہے، یا نہیں؟ بصورت ثانی کوئی امکانی صورت بھی نکل سکتی

---

(۱) قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وأحل لكم ماوراء ذلكم﴾ (سورة النساء: ٤٤)

"أى ما عدا من ذكرن من المحارم، هن لكم حلال" (تفسیر ابن كثير: ٤٧٤/١، سهيل اكادمی لاهور)

"أى أبيح لكم من النساء سوى ماحرم عليكم" (التفسيری المنير: ٦/٥، دارالفكر بيروت)

"قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وأحل لكم ماوراء ذلكم﴾: أى ما سوى المحرمات المذكورات فى الآيات السابقة".

(التفسير المظهرى: ٦٦/٢، حافظ كتب خانة كوئٹة)

(۲) من زنیٰ بامرأة حرّمت عليه أمّها وبنتها. (الهداية: ٣٠٩/٢)

ہے، جیسا کہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے ''الحیلۃ الناجزہ'' میں مذہب غیر پر عمل کے بارے میں جواز لکھا ہے، یعنی میری مراد یہ ہے کہ میں حنفی مسلک ہوں، اس صورت میں کسی دوسرے امام کے مذہب پر عمل کرنے کی گنجائش نکل سکتی ہے، یا نہیں؟ اگر نہیں تو مسئلہ ختم اور اگر کوئی جواز کی صورت نکل سکتی ہے، جیسا کہ ''الحیلۃ الناجزہ کے ہی ص:۳۰۲ پر تلفیق کے جواز کے بارے میں معتمد عالم سے رجوع کرکے ان کی اصول فتویٰ پر عمل کو کہا ہے تو اب صرف پوچھنا یہ ہے کہ کیا مذکورہ صورت میں جواز کی کوئی شکل آپ کے نزدیک نکل سکتی ہے؟ (المستفتی: محمد خالد)

باسمه سبحانه وتعالیٰ، الجواب ــــــــــــــــ وباللّٰه التوفيق

حرمت مصاہرت کے ثبوت میں حالت خواب کا اعتبار نہیں، صرف بیداری کی حالت کا اعتبار ہے؛ لہٰذا اگر زید نے بیداری کی حالت میں شہوت کے ساتھ اپنی چچی کا بوسہ لیا ہے تو ان کی بیٹی سے نکاح کرنا اس کے لیے جائز نہیں ہے اور مذہب غیر پر عمل کا جواز صرف اجتماعی ضرورت شرعی کے وقت، یا خطرناک فتنہ سے حفاظت کی غرض سے ہے اور پیش آمدہ صورت ان میں سے کسی ضرورت کے دائرہ میں داخل نہیں، لہٰذا سائل کو یہاں کا ارادہ ترک کرکے دوسری جگہ شادی کی کوشش کرنی چاہیے۔

كما تثبت هذه الحرمة بالوطء تثبت بالمس، والتقبيل. (الهندية، زكريا: ۲۷٤/۱)

ومن مسته امرأة بشهوة حرمت عليه أمها، وبنتها. (الهداية، زكريا اشرفيه ديوبند: ۳۲۹/۲) فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۴؍ربیع الاولیٰ ۱۴۳۲ھ (فتویٰ نمبر: الف ۱۰۳۰۳/۳۹) (فتاوی قاسمیہ: ۳۲۷/۱۳، ۳۲۸)

جس نے ممانی کا بوسہ لیا، اس کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں:

سوال: زید نے اپنی ممانی جمیلہ کا بوسہ لیا اور کبھی ہاتھ پیر پکڑا تو زید کا نکاح جمیلہ کی دختر صغریٰ سے جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ

ایسی صورت میں زید کا نکاح بی بی جمیلہ کی دختر سے جائز نہیں ہے اور اگر ہوگیا تو علاحدگی کرلینی چاہیے؛ کیوں کہ حرمت مصاہرت شہوت کے ساتھ بوسہ وغیرہ سے ثابت ہوجاتی ہے اور اگر شہوت میں شک ہو تو جواز کا فتویٰ ہوجاوے گا۔ (۱) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳۵۴/۷-۳۵۵)

---

(۱) وفي التقبيل اختلف فيه ؟ قيل: لايصدق، لأنه لايكون إلاعن شهوة غالباً، فلايقبل إلا أن يظهر خلافه بالانتشار ونحوه، وقيل: يقبل، وقيل: بالتفصيل بين كونه على الرأس والجبهة والخد فيصدق أوعلى الفم فلا. (رد المحتار: ۳۹۰/۲)

وإذا أم امرء ته أو امرأة أجنبية يفتىٰ بالحرمة يتبين أنه قبل بغير شهوة؛ لأن الأصل في التقبيل هو الشهوة بخلاف المس. (البحر الرائق: ۱۰۷/۳، ظفير)

بھانجے کو بوسہ دینے والی ممانی کی لڑکی سے بھانجہ کا نکاح:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید اپنے بچپن سے اپنے ماموں ممانی کی پروش میں تھا اور جیسا کہ ہوتا ہے کہ ماں اپنی اولاد کومحبت کی بنیاد پر بوسہ دیتی ہیں، زید نے چوں کہ بچپن کی مہدی زندگی ممانی کی گود میں گزاری تو زید کے ساتھ اس کی ممانی بھی ماں کی طرح زید کو بوسہ وغیرہ محبت میں دیتی تھیں؛ لیکن جب زید بالغ ہوگیا، تب بھی ممانی اس کو بچپن ہی کی طرح بوسہ دیتی تھیں اور اب زید نے اپنے ماموں کے احسانات کی بنیاد پر ماموں کی لڑکی سے شادی کر لی ہے، شادی کے بعد جب اُن کو ایک عالم سے سابقہ پڑا تو عالم نے بتایا کہ تمہارا نکاح ممانی کی لڑکی سے صحیح نہیں ہوا ہے، جب کہ زید کو اپنی ممانی کی لڑکی سے ایک لڑکا بھی پیدا ہوگیا ہے تو کیا ایسی صورت میں زید کو اپنی بیوی سے علاحدگی اختیار کر لینی چاہیے، یا دونوں میاں بیوی کے ایک ساتھ رہنے کی کوئی گنجائش ہے۔ واضح رہے کہ زید نے ممانی کا دودھ بھی نہیں پیا ہے، صرف پرورش میں رہا ہے۔

باسمه سبحانه وتعالیٰ، الجواب ــــــــــــــــــ وبالله التوفيق

اگر یہ بات تحقیق اور یقینی طور پر معلوم ہوجائے کہ بوسہ لیتے وقت کبھی بھی ممانی میں یا خود زید میں شہوت نہیں پائی گئی؛ بلکہ محض شفقت میں یہ عمل ہوتا رہا، جیسا کہ سگی ماں اپنی اولاد کو پیار کرتی ہے اور جانبین سے کوئی شہوت نہیں ہوتی، تو اس صورت میں کوئی حرمت ثابت نہ ہوگی اور اگر یہ عمل کبھی بھی شہوت کے ساتھ ہوا ہو، تو اس ممانی کی بیٹی سے زید کا نکاح حلال نہیں ہوسکتا۔

وإذا قبّلها، ثم قال لم يكن عن شهوة يفتى بالحرمة ما لم يتبين أنه بلا شهوة. (شامی: ۱۱۲/٤، زکریا)

وتكفي الشهوة من أحدهما. (الدر المختار مع الشامي: ۱۱۳/٤، زكريا)

والشهوة تعتبر عن المس والنظر حتى لو وجدا بغير شهوة ثم اشتهى بعد الترك لا تتعلق به الحرمة ... ووجود الشهوة من أحدهما يكفي. (الفتاوىٰ الهندية: ۲۷۵/۱، زكريا)

وكما تثبت هٰذه الحرمة بالوطء تثبت بالمس والتقبيل ... بشهوة، كذا في الذخيرة. (الفتاوىٰ الهندية: ۲۷٤/۱، زكريا)

واللمس والنظر بشهوة يوجب حرمة المصاهرة. (البحر الرائق، فصل في المحرمات ۱۷۳/۳، زكريا)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۶/۵/۱۴۲۱ھ، الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ۔ (کتاب النوازل: ۸/۳۰۳-۳۰۴)

چچی زاد پھوپھی سے زنا کرنے سے پھوپھی اپنے شوہر پر حرام نہ ہوگی:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ کسی شخص نے اپنی چچی زاد

پھوپھی سے زنا کیا اور لڑکا غیر شادی شدہ ہے اور ان کی پھوپھی چار اولاد والی ہے؛ لہٰذا وہ پھوپھی ان کے پھوپھا کے لیے جائز رہی، یا نہیں؟ جب کہ پھوپھی ہی نے لڑکے سے محبت کی ہے، لڑکا ان کو نہیں چاہتا تھا۔ اگر لڑکا ان سے شادی کرنا چاہے تو شادی کرنا جائز ہے، یا نہیں؟ نیز یہ سب باتیں ان کے پھوپھا کو معلوم نہیں ہیں۔

باسمه سبحانه وتعالیٰ، الجواب ــــــــــــــــــ وباللّٰه التوفيق

صورتِ مسئولہ میں اس منکوحہ عورت نے زنا کرکے انتہائی گھناؤنے جرم کا ارتکاب کیا ہے، جس کی سزا اسلامی حکومت میں سنگ ساری ہے، اس پر لازم ہے کہ انتہائی تضرع وزاری کے ساتھ اپنے گناہ سے توبہ کرے؛ تاہم اس زنا کی وجہ سے وہ اپنے شوہر کے نکاح سے خارج نہیں ہوئی، اس کے نکاح میں رہتے ہوئے اس عورت کا نکاح زانی، یا کسی بھی شخص سے ہرگز جائز نہ ہوگا۔

قال اللّٰه تعالىٰ: ﴿وَلَا تَقْرَبُوْا الزِّنَا﴾(الإسراء۳۲)

أخرج البيهقي عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما حديثا فيه ... قال: كان الرجل إذا زنى أو أذى في التعبير وضرب النعال فأنزل اللّٰه عزوجل بعد هٰذا: الزانية والزاني فاجلدوا كل رجما في سنة رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، وهٰذا سبيلهما الذي جعل اللّٰه لهما. (السنن الكبرىٰ للبيهقي، الحدود، باب ما يستدل به: ۱۲/۴۱۶، رقم: ۱۷۳۸۸)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنه قال: جاء رجل إلى النبي صلى اللّٰه عليه وسلم فقال: إن امرأتي لا تمنع يد لامس، قال غربها قال: إني أخاف أن تتبعها نفسي قال: فاستمتع بها. (سنن أبي داؤد، أول كتاب النكاح: ۲۸۰/۱، رقم: ۲۰۴۹، سنن النسائي، كتاب النكاح، باب كراهية تزويج العقيم: ۷۰/۲، رقم: ۳۲۲۶، كتاب الطلاق، باب ما جاء في الخلع: ۱۰۶/۲، رقم: ۳۴۶۱)

لو زنت امرأة رجل لم تحرم عليه وجاز له وطؤها عقب الزنا. (شامي: ۳۴/۳، كراچي) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۱۴۱۲/۲/۱ھ۔ (کتاب النوازل: ۳۰۸/۸-۳۰۹)

باپ کی سوتیلی بہن سے نکاح:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ایک شخص کی دو بیوی ہیں، پہلی بیوی سے ایک لڑکا اور دوسری بیوی سے ایک لڑکی، پہلی بیوی کا لڑکا شادی شدہ ہے اور ایک لڑکے کا باپ ہے، جو [لڑکا] سن بلوغ کو پہونچ گیا، شخص مذکور کی دوسری بیوی سے ایک لڑکی اور پیدا ہوئی، وہ بھی بالغ ہوگئی۔ اب اس شخص کا پوتا اپنی اس بالغ ہونے والی پھوپھی سے پیار کرتا ہے، وہ بھی پیار کرتی ہے اور دونوں آپس میں نکاح کرنا چاہتے ہیں تو کیا جائز ہے، یا نہیں؟

(المستفتی: محمد عارف، دہلی)

باسمه سبحانه وتعالىٰ، الجواب ـــــــــــــــ وبالله التوفيق

باپ کی سوتیلی (یعنی علاتی) بہن سے نکاح شرعاً ناجائز اور حرام ہے؛ کیوں کہ وہ حقیقی پھوپھی کے درجہ میں ہے۔

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَاَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ﴾ (النساء: ۲۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۲۰ر محرم الحرام ۱۴۲۲ھ (فتویٰ نمبر: الف ۷۰۲۶/۳۵) (فتاوی قاسمیہ: ۲۸۹/۱۳)

بیوی کی خالہ اور پھوپھی محرم ہیں، یا غیر محرم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ بیوی کی خالہ اور پھوپھی محرم ہیں، یا نامحرم ہیں؟ (المستفتی: محمد امین)

باسمه سبحانه وتعالىٰ، الجواب ـــــــــــــــ وبالله التوفيق

بیوی کی خالہ اور پھوپھی غیر محرم ہیں؛ لیکن بیوی کے ہوتے ہوئے خالہ اور پھوپھی کو نکاح میں نہیں لا سکتے۔

حرمة موقتة نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يتزوج الرجل المرأة على العمة، أو على الخالة. (روائع البيان في تفسير آيات الأحكام: ٥٦/١)

عن الشعبي سمع جابراً قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم: أن تنكح المرأة على عمتها، أو خالتها. (صحيح البخاري، باب لاتنكح المرأة على عمتها: ٧٦٦/٢، رقم: ٤٩١٧، ف: ٥١٠٨) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۲۴ر محرم الحرام ۱۴۲۱ھ (فتویٰ نمبر: الف ۶۴۶۶/۳۴)

الجواب صحیح: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۱۴۲۱/۱/۲۵ھ۔ (فتاوی قاسمیہ: ۲۹۴/۱۳)

باپ کی مزنیہ سے بیٹے کا نکاح:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنی ایک منکوحہ رکھتا ہے اور اس منکوحہ سے ایک لڑکا بالغ ہے۔ زید ایک عورت غیر سے ہم پیالہ وہم نوالہ رہتا ہے اور برتاؤ منکوحہ جیسا اس عورت غیر سے رکھتا ہے اور دوسرے طور کا بھی مرتکب ہے۔ چند ایام زید کو اسی طرح سے گزرے، بعد چند ایام کے عورتِ غیر زید کے قابو سے نکل گئی، اب اس عورت مذکورہ بالا سے زید کا فرزند اپنا نکاح کرنا چاہتا ہے کہ جس سے زید مانوس تھا، نکاح ہوسکتا ہے، یا نہیں؟ اور اگر نکاح کرلیا ہے تو جائز ہے، یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ـــــــــــــــ

زید کے فرزند کا نکاح اس عورت سے ہرگز نہیں ہوسکتا، یہ عورت پسر زید پر حرام ہے، اگر نکاح کرلیا ہے؛ تاہم نکاح صحیح نہیں ہوا، تفریق کرانا واجب ہے۔ (کذا فی کتب الشريعة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مجموعہ کلاں ص: ۲۰۹-۲۱۰) (باقیاتِ فتاویٰ رشیدیہ، ص: ۲۴۱)

باپ کی مزنیہ سے نکاح کا عدم جواز:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ بیٹے کا باپ کی مزنیہ کے ساتھ نکاح جائز ہے، یا نہیں؟ اسی طرح باپ کا بیٹے کی مزنیہ سے نکاح کرنا جائز ہے، یا نہیں؟

(المستفتی: محمد عظمت علی آسامی)

باسمه سبحانه وتعالیٰ، الجواب ــــــــــــــــــــ وباللّٰه التوفیق

باپ کی مزنیہ کے ساتھ بیٹے کا نکاح اور بیٹے کی مزنیہ کے ساتھ باپ کا نکاح جائز نہیں۔ (مستفاد: فتاوی حقانیہ: ۴/۳۵۳)

وكذا الأب إذا وطء امرأة حراماً، كان أوحلالاً فإنها حرام على الابن، وذكر في الظهيرية أصلاً مضبوطاً فقال: تحرم الموطوءة علٰى أصول الواطي وفروعه. (الفتاویٰ التاتارخانية، زكريا: ٤/٤٩، رقم: ٥٤٩٨)

وكذا تحرم المزني بها على آباء الزاني، وأجداده وإن علوا، وأبناءه وإن سفلوا، كذا في فتح القدير. (الفتاویٰ الهندية، زكريا: ١/٢٧٤، جديد: ١/٣٣٩)

والزنا يوجب حرمة المصاهرة حتٰى لو زنیٰ بامرأة حرمت عليه أصولها وفروعها، وحرمت المزنية علٰى أصوله و فروعه. (مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت: ١/٤٨١)

وحرم أيضاً بالصهرية أصل مزنيته. و تحته في الشامية: حرمة المرأة علٰى أصول الزاني وفروعه نسباً ورضاعاً. (شامی، زكريا: ٤/١٠٧، كراچی: ٣/٣٢) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۱۵/ربیع الاول ۱۴۳۵ھ (فتویٰ نمبر: الف ۴۰/۱۱۴۷۴) (فتاوی قاسمیہ: ۱۳/۳۶۰، ۳۶۱)

ولدزانی کا مزنیہ کی بیٹی سے نکاح کی ایک صورت:

سوال: زنی بعد از مطلقہ شدن وعدت گذاردن کو چہ گرد شد تعلق ناجائز با چند کسان می داشت، از یں تعلق اور ادختری زائید بعد از زائیدنش بہ یکی از تعلق داران پیشین نکاح کرد، اکنون ناکح می خواہد کہ نکاح پسر بالغ خود بہمیں مولودہ بالغہ کہ درایام بدکاری زائیدہ است کند شرعا می توان شد و یانہ؟

درمختار (صفحہ: ۲۸۴): (حرم) على المتزوج ذكراً كان أوأنثٰى نكاح (أصله وفروعه) علا أونزل (وبنت أخيه وأخته وبنتها) ولو من زنا.

[وفي] ردالمحتار: أي بأن يزني الزاني ببكر ويمسكها حتٰى تلد بنتا، بحرعن الفتح، قال الحانوتي: ولايتصور كونها إبنته من الزنا إلا بذلك إذ لايعلم كون الولد منه إلا به، آه، أي لأنه لولم يمسكها يحتمل أن غيره زنى بها لعدم الفراش البافي لذلك الاحتمال. (۱)

از یں عبارت جواز مفہوم می شود چرا کہ درصورت مسئولہ بکارۃ وامساک منتفی است؟

(۱) رد المحتار، فصل في المحرمات: ٣/٢٩، دارالفكر بيروت، انيس

قال في البحر: وأراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربع: حرمة المرأة علىٰ أصول الزاني وفروعه نسباً ورضاعاً وحرمة أصولها وفروعها على الزاني نسباً ورضاعاً، كما في الوطء الحلال و يحل لأصول الزاني وفروعه أصول المزني بها وفروعها.(۱)

از اینجا ہم جواز فہمیدہ می شود آنچہ حکم شرعی آنچہ حکم شرعی است از وآ گاہ فرمائید؟

الجواب

درصورت مسئولہ مذکورہ نکاح پسر بالغ ناکح با مولودہ منکوحہ او کہ درایام بدکاری زائیدا ست جائز نیست کہ خلاف احتیاط است۔

قال الشامي: بعد العبارة المذكورة في السوال: (تنبيه) ذكر في البحر: أنه دخل بنت الملاعنة أيضاً فلها حكم البنت هنا؛ لأنه بسبيل من أن يكذب نفسه ويدعيها فيثبت نسبها منه، كما في الفتح، قال: وقدمنا في باب المصرف عن المعراج: أن ولد أم الولد الذى نفاه لايجوز دفع الزكاة إليه ومقتضاه ثبوت البنتية فيما ينبٰى على الإحتياط فلايجوز لولده أن يتزوجها لأنها أخته إحتياطاً ويتوقف علىٰ نقل، آه.(۲/٤٥٤)(۲)

قلت: والإحتياط في باب الفروج لازم فما قاله في الفتح والمعراج لاتخالفه القواعد ومقتضاه ما قاله في البحر: من ثبوت البنتية فيما مبناه على الإحتياط فيلزم الأخذ به إحتياطاً.(۳)

(تنقيد) قال الشيخ قياسه على بنت الملاعنة قياس مع الفارق، قلت: ولم أقس المسئلة علىٰ حكم بنت الملاعنة وولد أم الولد الذى نفاه بل بنية الجواب علىٰ قول البحر بعده ومقتضاه ثبوت البنتية فيما ينبى على الإحتياط[معناه فى أمور مبناها على الإحتياط فى باب الفروج حيث فرع عليه بقوله] فلايجوز لولده أن يتزوجها؛ لانها أخته احتياطاً، آه، وهٰذا القول بعمومه يوجب ثبوت البنتية فى الصورة المسئولة احتياطاً، وأما قوله ويتوقف على نقل، فالجواب عنه أن هٰذا الحكم الكلى بهٰذا اللفظ وإن لم يره منقولاً ولكن إحتياط الأئمة فى باب الفروج تفيده كيف لا، وظاهر الرواية أن الوطء فى الدبر لايوجب حرمة المصاهرة وكذا لو فضاها لعدم تيقن كونه فى الفرج ما لم تحبل منه، ذكره فى الدر.(٤٦١/٢)

ولكن فى حاشية الأشباه للحموى: أقول ذكر شمس الإسلام أنه يفتى بالحرمة إحتياطاً آخذاً

(۱) البحر الرائق، فصل فى المحرمات فى النكاح: ١٠٨/٣، دارالكتاب الإسلامى بيروت، انيس

(۲) رد المختار، فصل فى المحرمات: ٢٩/٣، دارالفكر بيروت، انيس

(۳) واستدلال سائل بعبارت بحر مفید نیست فإن معنى قوله ويحل لأصول الزاني و فروعه أصول المزنى بها وفروعها: أى الأصول ولفروع التى هى أصول وفروع للمزنى بها فقط ودليل ذلك قوله كما فى الوطء الحلال بعد ذلك وفى الصورة المسئولة بنت المزنى بها فيها شبهة كونها بنت الأب ومخلوقة من ماء ه أيضاً فافترقا. ظفر

بقول بعض المشائخ،انتهى،وهو لطيف حسن إذ لا يكون الوطء فى الدبر أدنى حالا من مسه وهو تثبت به الحرمة فلأن تثبت به أولٰى إذ فيه مس وزيادة. (ص:۳۵۷)(۱)

وأما فى الإفضاء فقد ذكر فى الفتح عن أبى يوسف قال:أكره له الأم والبنت وقال محمد التنزه أحب إلىَّ،آه. (۱۲۶/۳)(۲)

وفى كل ذلك دليل علىٰ غاية الإحتياط وإن لم يتيقن بكونها مخلوقة ماء ه ولكن فيها شبهة ذلك حتما فثبت مزنية الرجل فى صورة السوال أخت ولده إحتياط والله تعالىٰ أعلم

حررہ الاحقر ظفر احمد عفا عنہ،۲۱ر محرم ۱۳۴۵ھ

خلاصہ کلام ایں ست کہ بمقتضائے کلام آن مشائخ کہ قید امساک مزنیہ از دو واند بدون امساک ثبوت بنتیت دخترش از زانی بعید است ومقتضائے تنبیہ شامی آنست کہ بدون امساک ہم ثبوت بنتیت بعید نیست؛ بلکہ بنابر احتیاط احتمال ہم قریب است ودر باب احتیاط احتمالات قریبہ معتبر واحتمالات بعیدہ غیر معتبر است پس کسیکہ بدون امساک ہم ثبوت بنتیت را بعید نشمارد فتوی بعدم جواز خواہد داد ورجحان احقر کاتب حروف بہمین جانب ست۔ اما رجحان خاطر حضرت حکیم الامت دام مجدہم بسوء جواز نکاح پسر زانی باین دختر زانیہ است بمقتضائے عبارت مذکورہ سوال گو بنابر تنزہ واحتیاط ازیں نکاح احتراز نزد ایشان ہم اولی ست۔ فقط

۲۲ر محرم ۱۳۴۵ھ (امداد الاحکام:۳/ ۲۴۲-۲۴۴)

مزنیہ کے لڑکے سے جو زانی کے نطفہ سے ہو، زانی کی لڑکی کا نکاح حرام ہے:

سوال: زید کے ایک حلال زوجہ سے لڑکی ہے زینب اس کے بعد زید نے ہندہ سے زنا کیا تو ایک لڑکا عمر پیدا ہوا، سوال یہ ہے کہ عمر کا نکاح زینب سے ہوسکتا ہے، یانہیں؟

الجواب

قال الشامى تحت قول الدر (وبنتها)ولو من زنا:وأما التحريم علىٰ آباء الزانى وأولاده فلاعتبار الجزئية ولا جزئية بينهما وبين العم والخال. (۳)

پس معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں عمرو کا زینب سے نکاح حرام ہے۔

مورخہ ۲۹ر جمادی الاولیٰ ۱۳۵۰ھ (امداد الاحکام:۳/ ۲۵۱)

---

(۱) غمز عيون البصائر،ما ثبت للحشفة من الأحكام ثبت لمقطوعها:۳/ ۴۳۰-۴۳۱،دار الكتب العلمية بيروت،انيس

(۲) فتح القدير،فصل فى بيان المحرمات:۳/ ۲۱۹،دار الفكر بيروت،انيس

(۳) رد المحتار،كتاب النكاح،فصل فى المحرمات:۳/ ۲۸،دار الفكر بيروت،انيس

نوسالہ لڑکی جس کو شہوت سے چھوا، اس کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں:

سوال: زید نے ایک لڑکی نوسالہ کو شہوت سے چھوا تو زید اس ممسوسہ عورت کی لڑکی سے نکاح کرسکتا ہے، یا نہیں؟

الجواب

ممسوسہ بالشہوۃ کی دختر سے نکاح جائز نہیں ہے۔(۱) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۵۱/۷)

گیارہ سالہ لڑکے نے جس عورت کو شہوت سے چھوا، اس کی لڑکی سے شادی جائز ہے، یا نہیں:

سوال: ایک لڑکے نے جس کی عمر گیارہ سال تھی، ایک عورت کے گوشوارہ میں دست اندازی کی اور اس اثنا میں اس لڑکے کو انتشار رہوا، اس صورت میں حرمت مصاہرت ثابت ہوئی، یا نہیں؟ اور اس لڑکے کا نکاح اس عورت کی لڑکی سے جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

شامی میں ہے:

فتحصل من هٰذا أنه لابد في كل منهما من سن المراهقة وأقله للأنثى تسع وللذكر اثنىٰ عشر؛ لأن ذلك أقل مدة يمكن فيهما البلوغ كما صرحوا به في باب بلوغ الغلام.(۲)

وفي الدر المختار، في باب بلوغ الغلام: وأدنى مدته له اثنىٰ عشر سنة ولها تسع سنين هو المختار، إلخ، فإن راهقا بأن بلغا هٰذا السن.(۳)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ صورت مذکورہ میں جب کہ عمر لڑکے کی گیارہ سال کی تھی تو حرمت مصاہرۃ ثابت نہیں ہوئی اور اس عورت کی دختر سے نکاح کرنا اس کو درست ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۶۳/۷)

جس عورت کی شرمگاہ کو چھوا، اس کی لڑکی سے نکاح:

سوال: میں جب اٹھارہ سال کا تھا تو ایک مرتبہ اپنے ایک رشتہ دار عورت جو بیوہ ہے، وہ جب سوئی ہوئی تھی تو میں نے اس کی شرم گاہ کو ہاتھ سے چوما اور یہ اس کو پتہ نہیں چلا، جب کہ اس کے پیر کی طرف سے کمر تک کپڑے کے نیچے سے چومتا رہا، مجھے یاد نہیں کہ منی خارج ہوئی؛ یا نہیں؟ لیکن مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ منی نکل گئی ہوگی؛ لیکن سو فیصد یاد نہیں۔ اس واقعہ کے دوسال بعد مجھے اس کی بیٹی سے پیار ہوگیا؛ لیکن غلط تعلقات نہیں ہوئے اور وہ لڑکی بھی مجھ سے

(۱) وحرم أيضاً بالصهرية أصل مزنيته ... وفروعهن مطلقاً.(الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، فصل في المحرمات: ۳۸٤/۲، ظفير)

وبنت تسع فصاعدا مشتهاة اتفاقاً.(البحر الرائق، فصل في المحرمات: ۱۰٦/۳، ظفير)

(۲) ردالمحتار، فصل في المحرمات: ۳۸۷/۲، ظفير

(۳) الدر المختار علىٰ هامش ردالمحتار، باب بلوغ الغلام: ۱۳۲/۵-۱۳۳، ظفير

پیار کرتی ہے، جب اس کی جانکاری میرے والدصاحب کو ہوئی تو ہمارے والدصاحب بھی شادی کی بات کرنے لگے ہیں تو دریافت یہ ہے کہ کیا مذکورہ صورت میں اس عورت کی لڑکی سے میری شادی ہوسکتی ہے، یانہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں جب کہ آپ نے مذکورہ عورت کی شرمگاہ کو بغیر کسی حائل کے شہوت کے ساتھ چھوا اور آپ کو انزال نہیں ہوا تو ایسی صورت میں حرمت مصاہرت ثابت ہوگئی، اب اس عورت کی لڑکی سے آپ کا نکاح شرعاً حرام ہے، (۱) اور اگر مذکورہ عورت کی شرمگاہ کو شہوت کے ساتھ چھوا اور اس وقت انزال ہوگیا تو ایسی صورت میں حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوئی، آپ اس عورت کی لڑکی سے نکاح کر سکتے ہیں۔

(و) حرم أيضا بالصهرية (أصل مزنيته) ... (و) أصل (ممسوسته بشهوة)...هذا وإذا لم ينزل فلو أنزل مع مس أو نظر فلا حرمة به. (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار: ۲/ ۲۸۰۔ ۲۸۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد جنید عالم ندوی قاسمی: ۲۸/ ۱۱/ ۱۴۲۴ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۴/ ۲۲۹۔ ۲۳۰)

جس عورت سے زنا کیا، اس کی لڑکی سے نکاح:

سوال: زید نے ہندہ سے زنا کیا ہندہ کی ایک لڑکی ملّی موجود ہے، زید اس سے نکاح کرسکتا ہے، یانہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

صورت مسئولہ میں زید کا نکاح مسماۃ ملّی سے ناجائز ہے۔

وحرم أصل مزنيته وفروعهن. (۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۷/ ۳۵۷)

جس سے زنا کیا، اس کی لڑکی سے نکاح:

سوال: مسمّٰی عبدالسبحان سے مسماۃ سروری کو ناجائز تعلق تھا، بعدہ عبدالرحمٰن سے ہوگیا اور مسماۃ مذکور کو عبدالرحمٰن سے ایک لڑکی اصغری پیدا ہوئی، جب اصغری بالغ ہوئی تو عبدالرحمٰن نے بسبب ناواقفیت اپنے لڑکے عبدالسبحان سے اس کا عقد کردیا، لہٰذا از روئے مذہب حنفی یہ نکاح حلال ہوا، یا حرام؟

الجواب ــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

صورت مسئولہ میں عندالحنفیہ نکاح شرعاً ناجائز وحرام ہوا، دونوں پر فرض ہے کہ علاحدگی اختیار کریں۔ (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی، ۲۲/ ۴/ ۱۳۴۳ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۴/ ۲۳۰)

---

(۱) قال في البحر: أراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربعة حرمة المرأة على أصول الزاني وفروعه نسبا ورضاعاً وحرمة أصولها وفروعها على الزاني نسبا ورضاعاً كمافي الوطء الحلال. (ردالمحتار: ۲/ ۲۷۹)

(۲) الدرالمختار علی هامش ردالمحتار، فصل في المحرمات: ۲/ ۳۸٤، ظفير

(۳) ومن زنى بامرأة حرمت عليه أمها وابنتها. (الهداية، فصل في بيان المحرمات: ۲/ ۳۰۹)

==

مرد وعورت ایک چارپائی پر سوئے تو عورت کی لڑکی سے اس مرد کا نکاح جائز ہے، یا نہیں:

سوال: ایک مرد عورت کا اقرار ہے کہ ہم بلا شک ایک چارپائی پر سوئے ہیں، مگر چارپائی فراخ تھی، ہمارا آپس میں بالکل مماس نہیں ہوا، اس میں قدرے فاصلہ تھا اور نہ ہمیں کچھ شہوانی خیال تھا، آیا اس مرد کا نکاح عورت کے دختر سے جائز ہے، یا نہ؟

الجواب

اگر وہ دونوں مس بالشہوت کے منکر ہیں تو نکاح اس مرد کا اس عورت کی دختر سے درست ہے۔

وفی المس لاتحرم مالم تعلم الشهوة. (الدر المختار) (۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳۵۹/۷)

عورت نے جس نابالغ سے زنا کیا، اس سے اس کی لڑکی کا نکاح جائز ہے، یا نہیں:

سوال: ایک بیوہ عورت بالغہ نے ایک لڑکے نابالغ سے شہوت کے جوش میں فعل بد کیا، اس عورت کے ایک لڑکی ہے، اس لڑکے سے اس لڑکی کا نکاح ہوا یہ نکاح جائز ہوا، یا نہیں؟

الجواب

اگر وہ لڑکا نابالغ مراہق تھا؛ یعنی قریب البلوغ جس کی عمر بارہ برس یا زیادہ کی تھی تو حرمت مصاہرت ثابت ہوگئی اور مزنیہ کی دختر سے نکاح اس لڑکے کا صحیح نہیں ہو، اس کو علاحدہ کر دینا چاہیے اور اگر وہ لڑکا نابالغ بارہ برس کا نہیں تھا؛ یعنی مراہق نہ تھا تو حرمت مصاہرت اس سے ثابت نہیں ہوئی اور مزنیہ کی دختر سے اس لڑکے کا نکاح صحیح ہوگیا، جیسا کہ درمختار میں ہے:

فلو جامع غیر مراهق زوجة أبیه لم تحرم. (۲)

لابد من کل منهما من سن المراهقة وأقله للأنثیٰ وللذکر إثناعشر؛ لأن ذلک أقل مدة یمکن فیها البلوغ کماصرحوا فی باب بلوغ الغلام.

وفیه أیضاً: ومراهق ومجنون وسکران کبالغ. (الدر المختار)

أی فی ثبوت حرمة المصاهرة بالوطء أو المس. (شامی) (۳) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳۵۰/۷-۳۵۱)

== ولنا أن الوطء سبب الجزئیة بواسطة الولد حتی یضاف إلی کل واحد منهما کملا فیصیر أصولها وفروعها کأصوله وفروعه وکذلک علی العکس. (البحر الرائق: ۱۰۵/۳)

(۱) الدر المختار علیٰ هامش رد المحتار، فصل فی المحرمات: ۳۸۸/۲، ظفیر

(۲) الدر المختار علیٰ هامش رد المحتار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات: ۳۸۷/۲، ظفیر

(۳) ردالمحتار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات: ۳۸۹/۲، ظفیر

مزنیہ کی بیٹی سے نکاح کی عدم صحت اور طریق متارکت:

سوال: کیا فرماتے علماء دین ومفتیان شرع متین صورت مسئولہ میں کہ آٹھ سالہ نابالغہ لڑکی کا نکاح اس کے والد کے فوت ہوجانے کے بعد اس کی والدہ نے ایسی صورت میں کہ ایک شخص سے اس کا ناجائز تعلق ہوگیا تھا، اسی سے اپنی لڑکی کا نکاح کردیا، لڑکی اب معمرہ ۱۵/سالہ ہے؛ جس کا اب تک خاوند سے کوئی تعلق صرف اسی وجہ سے نہیں ہے کہ اسی نے اپنی ماں کو ناجائز تعلق کرتے ہوئے؛ یعنی مباشرت فاحشہ میں خاوند کے ساتھ بارہا دیکھا ہے، ازروئے شرع شریف لڑکی خاوند کے نکاح میں رہ سکتی ہے، یانہیں؟ نیز خاوند سے طلاق لینے کی ضرورت ہے، یا بغیر طلاق خاوند سے جدا ہوگی؟ بینوا توجروا۔

الجواب

جب لڑکی کی ماں کا ناجائز تعلق اپنے داماد سے قبل نکاح بنت ہی ہوچکا ہے تو اس صورت میں لڑکی کا نکاح اس شخص سے صحیح نہیں ہوا، بشرطیکہ لڑکی نے اپنے نکاح سے پہلے ماں کا ناجائز تعلق خود دیکھا ہو، یا دو معتبر دیکھنے والوں نے اس سے بیان کیا ہو، یہ ضرور نہیں کہ مباشرت فاحشہ کرتے ہوئے ہی دیکھا ہو؛ بلکہ اگر پاس سوتے ہوئے، یا تقبیل وغیرہ کرتے ہوئے بھی دیکھ لیا ہو، تب بھی کافی ہے، جب نکاح صحیح نہ ہوا تو لڑکی کو شوہر سے طلاق لینے کی ضرورت نہیں؛ بلکہ چند آدمیوں کے سامنے اسے اتنا کہہ دینا چاہیے کہ میں اپنے نکاح کو جو فلاں شخص سے ہوا تھا، فسخ کرتی ہوں اور بہتر یہ ہے کہ شوہر کے سامنے بھی یہ بات کہہ دے، گو ضرورت نہیں، پھر اگر شوہر سے لڑکی کی ہمبستری نہیں ہوئی، جیسا کہ سوال سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے، تب تو اس پر عدت بھی واجب نہیں؛ بلکہ بدون عدت ہی کے مذکورہ بالا کلمات کہہ کر وہ اپنا نکاح دوسرے شخص سے جو اس کو کفو ہو، خاندانی مہر پر کرسکتی ہے اور اگر ہمبستری ہوچکی ہے تو مذکورہ بالا کلمات کہنے کے بعد تین حیض گزرنے پر وہ اپنا نکاح دوسرے سے کرسکتی ہے۔

قال في الخلاصة: أما بالخلوة الصحيحة والفاسدة في النكاح الفاسد فلا تجب العدة وكمال المهر والنكاح الفاسد لا حكم له قبل الدخول حتى لو تزوج امرأة نكاحاً فاسداً بأن مس أمها بشهوة ثم تركها له أن يتزوج الأم، والمتاركة في النكاح الفاسد بعد الدخول لاتكون إلابالقول: تركتك أوخليت سبيلك [إلى أن قال] وبعد الدخول ليس لك واحد منهما حق الفسخ إلا بحضرة صاحبه كالبيع الفاسد وعند بعض المشائخ لك واحد حق الفسخ بعد الدخول وقبله،آه. (٤١/٢)

اور اگر لڑکی کے نکاح سے پہلے اس کی ماں کا ناجائز تعلق داماد سے نہ ہوا ہو؛ بلکہ بعد نکاح کے ناجائز تعلق ہوا ہو تو سوال دوبارہ کریں۔ واللہ اعلم

۹/رجب حررہ الاحقر ظفر احمد عفا اللہ عنہ بامر سیدی حکیم الامت دام مجدہم۔ (امداد الاحکام: ۲۶۸/۳)

حکم نکاح با دختر مزنیہ خود:

سوال: ہندہ زید کی مزنیہ فرع ہے، جس کا باپ عمرو ہے، زید کا نکاح اس سے جائز ہے، یا نہیں؟ بعض علما نے فتویٰ دیا ہے کہ جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ حنفیہ کے نزدیک زنا سے حرمت مصاہرۃ ثابت ہوجاتی ہے؛ لیکن زید کہتا ہے کہ اگر ہندہ سے میرا نکاح ہوجائے تو میں تمام کبائر سے جس میں اب مبتلا ہوں تائب ہوجاؤں گا، ایسی صورت میں اگر اور کسی امام کے مذہب پر جن کے نزدیک زنا موجبِ حرمت مصاہرۃ نہ ہو، عمل درآمد کیا جائے تو درست ہے، یا نہیں؟

الجواب

چوں کہ ترک تقلید شخصی بلاضرورت شدید بدلائل ناجائز ثابت ہوچکی ہے اور زید کا یہ عذر تو حد ضرورت شدیدہ میں داخل نہیں، لہٰذا حنفی کو اس باب میں دوسرے مذہب پر عمل کرنا جائز نہیں اور یہ عجب بات ہے کہ اگر اس کی اجازت ہوجائے تو سب کبائر سے توبہ کرلوں؛ اول تو یہ خود کبیرہ ہے، پس یہ کہنا ایسا ہے کہ اگر رشوت کی اجازت ہوجائے تو سود سے توبہ کرلوں، دوسرے توبہ کرلے گا، تو کس پر احسان ہے اور نہیں کرے گا تو کس کا نقصان ہے، معاذ اللہ یہ تو گویا شریعت پر دباؤ ڈالنا ہوا، سو عمل بالشرع اپنی فلاح کے لیے ہے، شرع مستغنی محض ہے۔﴿**فمن شاء فليؤمن ومن شاء فليكفر**﴾ اور **يمنون عليك إن أسلموا**، تیسرے اگر اس وقت بھی توبہ نہ کرے تو کوئی کیا کرے گا، نفع موسوم کے لیے یقینی ضرر کی اجازت دے کر کون وبال میں گرفتار ہو۔ فقط

۱۸/شعبان ۱۳۱۲ھ (امداد: ۲/۴۸) (امداد الفتاویٰ جدید: ۲/۳۰۵-۳۰۶)

حرمت نکاح اولاد ایں و نکاح مذکورۂ بالا در سوال:

سوال: متعلق سوال بالا (۱) اور ان دونوں سے لڑکا اور لڑکی پیدا ہوئی، ان دونوں کی شادی ہوسکتی ہے، یا نہیں؟

الجواب

حرام ہے۔ (۲)

۱۳۲۵ھ (امداد: ۲/۵۳) (امداد الفتاویٰ: ۲/۳۳۵)

دلیل ثبوت حرمت مصاہرت بالزنا:

سوال: کیا حنفیہ کے پاس حرمت مصاہرت بالزنا کے مسئلہ میں کوئی وجہ استنباط کی قرآن مجید سے بھی ہے؟

(۱) [یعنی ہندہ و زینب دونوں حقیقی بہن ہیں اور زید و عمر دونوں باپ اور بیٹے حقیقی، دونوں کا نکاح زینب اور ہندہ سے جائز ہے، یا نہیں؟ [انیس]

(۲) کیوں کہ اگر باپ کے لڑکا اور بیٹے کی لڑکی پیدا ہوں، تب تو وہ آپس میں چچا اور بھتیجے ہوئے اور اگر بالعکس ہوں تو وہ باہم پھوپی بھتیجے ہوئے اور حرمت نکاح ان کی ظاہر ہے۔ منہ

الجواب

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ﴾(الآیة)(۱)

آیت اس بات میں تو نص ہے کہ حرمت مصاہرت بنت المنکوحہ کی موقوف ہے، اس منکوحہ سے دخول پر اور اس حرمت کے لیے اس سے صرف نکاح کافی نہیں رہی، یہ بات کہ صورت دخول میں مؤثر اس حرمت میں کیا چیز ہے؟ آیا نکاح محض، یا نکاح بشرط دخول یا دخول محض، یا دخول بشرط نکاح؟ یا دونوں کا مجموعہ سو یہ سب احتمالات ہیں؛ کیوں کہ تتبع احکام سے سب میں صلاحیت علت مؤثر ہونے کی معلوم ہوتی ہے، چناں چہ بعض احکام میں صرف نکاح کو بلا دخول مؤثر پایا جاتا ہے، جیسے امہات نساء کی حرمت اور جیسے حلائل ابناء، یا نساء آباء کی حرمت اور بعض احکام میں صرف دخول کو بلا نکاح مؤثر پایا جاتا ہے، جیسے موطوءۃ بالشبہ کا عقر اور بعض احکام میں احدہما بشرط الآخر مؤثر دیکھا جاتا ہے، جیسے نکاح کے بعد خلوت صحیحہ سے وجوب مہر کامل اور بعض احکام میں مجموعہ مؤثر پایا جاتا ہے، جیسے رجم کہ اس کے لیے نہ صرف نکاح موجب ہے وصرف دخول اور اس میں یہ احتمال غیر ناشی عن دلیل ہے کہ مؤثر نکاح ہو؛ مگر بشرط دخول؛ کیوں کہ نکاح مجرد کا کوئی اثر اس عقوبت کی جنس میں کہیں پایا نہیں گیا، بخلاف وجوب مہر کامل بعد النکاح والدخول کے وہاں یہ احتمال کی دلیل موجود ہے اور یہاں نہیں اور احتمال غیر ناشی عن دلیل غیر معتبر ہے، لہٰذا رجم میں صرف نکاح بشرط دخول کو مؤثر نہ کہیں گے اور اسی طرح دخول کے مؤثر کہنے کا بھی کوئی قرینہ نہیں، لہٰذا اس کو بھی مؤثر نہ کہیں گے، پس مجموعہ ہی مؤثر ہو، اس سے ثابت ہوگیا کہ علیت کی صلاحیت ان سب میں ہے، نکاح میں بھی دخول میں بھی بالاشتراط بھی بلا اشتراط بھی مجموعہ میں بھی؛ اس لیے بنت منکوحہ کی حرمت کی علت میں سب مذکورہ احتمالات ہوئے اور نص سے احتمال اول تو باطل ہے، پس چار احتمال باقی رہے اور نص ہی سے یہ بھی یقینی ہے کہ مجموعہ کے وجود کے بعد ترتیب حرمت کا دخول ہی کے متصل ہوا ہے اور اصل نسبت حکم کی ہے جزو قریب کی طرف، جب تک کہ اس کے خلاف کوئی دلیل نہ ہو اور یہاں اس کے خلاف کوئی دلیل نہیں ہے، جیسے عنقریب واضح ہوگا، لہٰذا حرمت کو دخول ہی مرتب کیا جاوے گا، پس احتمال اخیر بھی ساقط ہوا، پس ترجیح اسی کو ہوئی کہ اصل علت حرمت کی دخول ہے، خواہ بشرط نکاح، یا بلا شرط نکاح اور اصل علت کی مؤثریت میں عدم اشتراط ہے، إلا أن یدل علیه دلیل اور یہاں کوئی دلیل نہیں؛ کیوں کہ اس اشتراط کی دلیل بھی وہی ہوسکتی تھی، جو صرف دخول کی طرف حکم حرمت کے منسوب نہ ہونے کی دلیل ہوسکتی تھی، سو اس کے متعلق اوپر اس قول میں تحقیق کا وعدہ کیا گیا ہے کہ عنقریب واضح ہوگا، پس ایک ہی احتمال متعین ہوگیا کہ ربائب کی حرمت مصاہرت کی علت صرف دخول ہے اور جب دخول کا علت مؤثرہ ہونا مورد نص میں ثابت ہوگیا تو غیر ربائب

(۱) سورۃ النساء: ۲۴، انیس

میں یعنی بنات الموطوٴہ میں بھی قیاس سے حکم متعدی ہوگیا اور چوں کہ موطوٴہ کے تمام اصول وفروع میں اسی طرح تمام اصول وفروع کے موطوءات میں کوئی فصل کا قائل نہیں؛ اس لیے بنات الموطوٴہ میں حرمت مصاہرت کا حکم کرنے سے سب میں حکم کردیا جاوے گا مگر چوں کہ اول دلیل کے بعض مقدمات ظنیہ ہیں، اس لئے اس حکم کو ظنی کہا جاوے گا، اب صرف وعدہٴ مذکورہ قول واضح ہوگا، یا ایفا باقی رہا، سومراد اس سے وہ روایات ہیں، جن سے جمہور نے اس میں تمسک کیا ہے کہ صرف وطی سے حرمت مصاہرت نہیں ہوتی، اگر یہ تمسک متکلم فیہ نہ ہوتا تو اس سے یہ بھی ثابت ہوجاتا کہ دخول میں علت ہونے کی صلاحیت نہیں، اسی طرح یہ بھی ثابت نہ ہوتا کہ دخول کے ساتھ نکاح شرط ہے؛ لیکن وہ روایات متکلم فیہ ہیں، جیسا اعلاء السنن میں اس کی تحقیق کی گئی ہے؛ اس لیے ان کی دلالت حنفیہ پر حجت نہیں اور یہ وجہ مسئلہ کی من حیث المنقول ہے اور اس کی تائید معقول سے بھی ہوتی ہے، جو اعلاء السنن میں مذکور ہے۔

۱۸/ربیع الاول ۱۳۴۲ھ (تتمہ خامسہ، ص: ۲۵۵) (امداد الفتاویٰ جدید: ۲/۳۳۱)

مزنیہ کی ہر لڑکی زانی پر حرام ہے:

سوال: جو شخص یہ کہے کہ خبر مشہور سے کتاب اللہ پر زیادتی جائز نہیں ہے اور بنت مزنیہ زانی پر مطلقاً حرام نہیں ہے؛ بلکہ جو بنت مزنیہ کی ماں زانی سے ہے، وہ تو اس پر حرام ہے اور جو قبل از زنا پیدا ہوئی ہے، وہ زانی کے لیے حلال ہے، ایسے شخص کی نسبت کیا عقیدہ رکھنا چاہیے؟

الجواب

بنت مزنیہ زانی پر مطلقاً حرام ہے۔

قال في الشامي عن البحر: وأراد بحرمة المصاهرة الحرمات عنها على الزاني نسباً ورضاعاً. (۱)

اور زیادتی خبر مشہور سے کتاب اللہ پر جائز ہے، **کما بین في أصول الفقه**، پس جو شخص بنت مزنیہ کو زانی کے لیے حلال کہتا ہے، وہ حنفی نہیں ہے، غالباً وہ غیر مقلد ہے اور متبع ہویٰ ہے، قابل مقتدا بنانے کے نہیں ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۷/۳۴۱-۳۴۲)

اپنی مزنیہ کی لڑکی سے نکاح کرنا حرام ہے:

سوال: اپنی مزنیہ کی لڑکی سے نکاح جائز ہے، یا نہیں؟ اگر دونوں سے اولاد پیدا ہو تو وہ کس کو ملے گی؟

الجواب

یہ نکاح جائز نہیں۔

---

(۱) ردالمحتار، فصل في المحرمات: ۳۸٤/۲، ظفیر

كما فى الدرالمختار(۲۸۷/۲): وحرم أيضاً بالصهرية أصل مزنية [إلٰى قوله] و فروعهن.

اور جو اولاد ان دونوں سے ہوئی، اس کا نسب اس شخص سے ثابت ہے۔

كما فى الدرالمختارو الشامية (۱٦۷/۳) من كتاب الحدود: وحرر فى الفتح أنها شبهة من المحل وفيها يثبت النسب.

لیکن اولاد کی پرورش کا حق ان کی والدہ کو حاصل ہے۔

كما فى الدرالمختار(٦٥۰/۲): باب الحضانة: بفتح الحاء وكسرها: تربية الولد (تثبت للأم) النسبية (ولو) كتابية أومجوسية أو (بعد الفرقة إلا أن تكون مرتدة) [إلٰى قوله] (أوفاجرة فجوراً يضيع ولد به كزنا. (۱) (واللہ تعالیٰ اعلم) (امدادالمفتین:۴٦۳/۲)

زنا سے جو لڑکی پیدا ہوئی، اس سے زانی کا نکاح حرام ہے:

سوال: ایک مسلمان نے کافرہ عورت سے زنا کیا، اس کافرہ کی لڑکی مسلمان ہوگئی، اس لڑکی سے مسلمان مذکور کا نکاح جائز ہے؟

الجواب

جس لڑکی کی ماں سے زنا کیا ہے، اگر چہ بحالت کفر کیا ہو، یہ لڑکی اس زانی کے نکاح میں کی طرح نہیں آ سکتی۔

قال فى الدرالمختار: حرم بالصهرية أصل مزنيته [إلٰى قوله] وفروعهن. (۲) (امدادالمفتین:۴٦۳/۲)

زانیہ کی لڑکی سے نکاح جائز ہے، یا نہیں اور اس نکاح کے بعد دوسرا نکاح کب درست ہے:

سوال: زید نے ہندہ سے زنا کیا، بعدازاں زید نے فہمیدہ بنت ہندہ سے نکاح کیا؛ چوں کہ فہمیدہ کو حرمت مصاہرت کا علم تھا؛ اس لیے زید کے ساتھ خانہ آبادی کو پسند نہ کیا اور بلا فسخ نکاح اول عمر کے ساتھ نکاح کرلیا، اس سے اولاد بھی ہوئی، اس صورت میں نکاح اول فاسد ہے، یا باطل؟ اور نکاح ثانی بلا فسخ نکاح اول جائز ہے، یا نہیں؟ نکاح باطل میں فسخ ہے، یا نہیں؟ حرمت مصاہرت ابتدائیہ وطاریہ علی النکاح میں کوئی فرق ہے، یا نہیں؟ اولاد عمر کی ہوگی، یا زید کی؟

الجواب

نکاح اول فاسد ہے اور اس کو باطل بھی کہہ سکتے ہیں، جیسا کہ محققین حنفیہ نے فرمایا ہے کہ نکاح باطل اور فاسد میں کچھ فرق نہیں ہے اور نکاح ثانی بلا تفریق قاضی، یا بلا متارکت کے صحیح نہیں ہے۔

وبحرمة الصاهرة لايرتفع النكاح. (الدرالمختار) (۳)

---

(۱) الدرالمختار، باب الحضانة: ۵۵۵/۳-۵۵٦، دارالفكر بيروت، انيس

(۲) الدرالمختار فصل فى المحرمات: ۱۰۷/٤، ط: الرياض، انيس

(۳) الدرالمختار علىٰ هامش ردالمحتار، فصل فى المحرمات: ۳۸۹/۲، ظفير

اور حرمت مصاہرت ابتدایہ اور طاریہ میں کچھ فرق نہیں ہے اور اولاد جو عمر سے ہو وہ عمر کی ہوگی، اگر چہ نکاح فاسد ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۵۵/۷)

مزنیہ کی لڑکی سے نکاح:

سوال: زید نے خالدہ سے ناجائز تعلق قائم کیا اور اس تعلق کی بنیاد پر خالدہ سے زنا کیا، خالدہ سے زنا کرنے کے بعد خالدہ کی ماں سے بھی زنا کیا، بدبختیوں کے بعد زید کو ندامت ہوئی اور اب وہ اپنی مزنیہ خالدہ سے عقدِ شرعی کرنا چاہتا ہے؛ تاکہ وہ حرام تعلق کو حلال سے بدل دے۔سوال یہ ہے کہ خالدہ زید کے لیے جائز ہوسکتی ہے، یا نہیں؟ جب کہ زید نے خالدہ سے کئی مرتبہ زنا کیا، اس کے بعد اس کی ماں سے زنا کیا۔

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں زید کے لیے خالدہ اور اس کی ماں دونوں سے نکاح حرام ہے۔ناجائز تعلقات قائم کرنے سے وہ گناہ گار ہوکر مرتکب کبیرہ ہوا، فوراً توبہ کرلے۔زید کے لیے اب کوئی صورت ان دونوں میں سے کسی سے بھی نکاح کرنے کی نہیں رہی۔

”ومن زنٰی بامرأة، حرمت علیه أمها وبنتها“. (الهداية أولين، ص: ۲۸۹) (۲) فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳۸۸/۵/۱۴ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳۸۸/۵/۱۷ھ۔(فتاویٰ محمودیہ: ۴۱۱/۱۱)

مزنیہ کی جوان لڑکی سے نکاح:

سوال: اگر کسی لڑکے نے کسی عورت کے ساتھ ہمبستری کی جو ناجائز تھی، اب اس عورت کی لڑکی جوان ہے اور لڑکی اور لڑکے کے تمام رشتہ دار اس لڑکے سے شادی کرانا چاہتے ہیں، جس نے اس لڑکی کی والدہ سے ہمبستری کی تھی، اب اس حالت میں لڑکا منع نہیں کرسکتا؛ کیوں کہ اگر لڑکا منع کرتا ہے تو اس کی بات نہیں چلتی اور منع کرنے سے ایک رشتہ داری بالکل ختم ہوجائے گی اور لڑکے سے سب آدمی کہتے ہیں کہ اس لڑکی سے شادی کرنے سے تم کو کوئی اعتراض نہیں کرنا چاہیے؛ کیوں کہ وہ تمہارے لائق ہے۔ان سب حالات کو دیکھتے ہوئے نکاح جائز ہے، یا نہیں؟ کچھ گنجائش ہے کہ لڑکا عیب چھپا سکے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً ومصلیاً

اپنے والد سے اگر صاف نہیں کہہ سکتا تو کسی بڑے عالم کو سب بات بتادے، وہ اس کے والد صاحب کو بلا کر کہہ

---

(۱) وتقدم في باب المهر أن الدخول في النكاح الفاسد موجب العدة وثبوت النسب. (ردالمحتار، باب العدة: ۸۳۵/۲، ظفیر)

(۲) الهداية، كتاب النكاح، فصل في بيان المحرمات: ۳۰۹/۲، مكتبة شركة علمية، ملتان

دیں کہ شرعاً یہ نکاح درست نہیں، اگر یہ نکاح کیا جائے گا تو معصیت اور حرام کاری ہوگی۔(۱)

تم تفصیل تو دریافت کرو، اس نکاح کو ختم کر کے دوسری جگہ نکاح کر دو۔ خدائے پاک ان کو اس کے قبول کرنے کی توفیق دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳۹۴/۱/۱۶ھ۔(فتاویٰ محمودیہ: ۴۱۲/۱۱) ☆

زانی مزنیہ کی لڑکی سے نکاح:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید اور ثناء ایک دوسرے سے بے حد محبت کرتے ہیں، وہ دونوں ایک دوسرے کے بغیر بھی نہیں رہ سکتے ہیں، دونوں ایک دوسرے سے جدا ہونے کا تصور بھی نہیں کر سکتے ہیں، دونوں کے گھر والے ان کی شادی بھی بہت جلد کر دینا چاہتے ہیں؛ لیکن معاملہ یہ

(۱) زانیہ اور مزنیہ کا اصول وفروع دوسرے پر حرام ہیں، اس وجہ سے یہ نکاح ناجائز ہے:

"وحرم أيضاً بالصهرية أصل مزنيته، ... قال: في البحر: أراد بحرمة المصاهرة الأربع: حرمة المرأة على أصول الزاني وفروعه نسباً ورضاعاً، وحرمة أصولها وفروعها على الزاني نسباً ورضاعاً". (ردالمحتار، فصل في المحرمات: ۳/۳۲، كتاب النكاح، سعيد)

☆ **موطوءہ کی بیٹی سے نکاح حرام ہے:**

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید کا ہندہ سے کافی عرصہ ناجائز تعلق رہا اور وہ حاملہ بھی ہوگئی، بعد میں وہ حمل زید نے ضائع کرادیا، دریں اثنا ہندہ اپنے موسیقی پروگرام کے تحت مہینوں ملک وبیرون ملک سفر کرتی رہی، جو اس کا پسندیدہ مشغلہ ہے، ہندہ کی لڑکی جس کا نام مریم عرف شبانہ ہے، جو اس کے ساتھ رہتی تھی، ہندہ کی غیر موجودگی کا فائدہ اٹھا کر زید نے جس کا نام نورالزماں عرف گوہر عالم ہے، ہندہ کی لڑکی سے بھی ناجائز تعلق قائم کر لیے، یہاں تک کہ ہندہ کی لڑکی کا بھی دو بار حمل ضائع کراچکا ہے، زید جس کی ناراضگی زید کے والد سے ہوگئی، اس ناراضگی کے سبب زید نے اپنے والد کے اوپر نہایت بدسلوکی کر کے ہاتھ اٹھایا اور نہایت بداخلاقی کے ساتھ ماں بہن کی گالی گلوج بھی کی، ہندہ کے گھر واپسی پر جب ہندہ کو حالات کا علم ہوا تو دونوں میں نہایت بدتمیزی کے ساتھ جھگڑا ہوگیا، ہندہ بالآخر اپنی لڑکی کا نکاح زید سے ہی اس کے وطن جا کر کرادیتی ہے، یہ نکاح کہاں تک درست ہے؟ از روئے شرع جواب سے نوازیں۔ اور جو اولاد زید کے ذریعہ ہندہ کی لڑکی سے ہوگی وہ کیسی ہوگی؟

(المستفتی: محمود حسین، مکھیوں والا، پھاٹک سول لائن بنگلہ گاؤں، مرادآباد، یوپی)

باسمه سبحانه وتعالیٰ، الجواب ــــــــــــــــ وبالله التوفيق

زید نے جب ہندہ سے زنا کیا تو ہندہ کی لڑکی مریم عرف شبانہ زید پر ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی تھی؛ اس لیے زید کا نکاح مریم عرف شبانہ کے ساتھ جائز نہ ہوگا اور اس سے جو اولاد ہوگی وہ حرام کی اولاد ہوگی۔

إذا فجر الرجل بامرأة، ثم تاب يكون محرماً لابنتها؛ لأنه حرم عليه نكاح ابنتها على التأبيد. (البحر الرائق: ۳/۱۰۱، زكريا: ۳/۱۷۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ ۱۳/صفر المظفر ۱۴۲۶ھ (فتویٰ نمبر: الف ۸۶۹۹/۳۷)

الجواب صحیح: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ، ۱۴۲۶/۲/۱۳ھ۔ (فتاوی قاسمیہ: ۱۳/۳۵۵، ۳۵۶)

ہے کہ زید نے ثنا کی امی سے کبھی جذبات میں آ کر زنا کر لیا تھا، اس وقت زید اور ثنا کی امی کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ زید اور ثنا کی شادی ہوگی، اب زید توبہ کر چکا ہے اور آئندہ مستقبل میں گناہ نہ کرنے کا عہد کر چکا ہے، وہ ایسے گناہ کا تصور بھی نہیں کرے گا، اللہ پاک نے اس کی توبہ قبول کر لی ہوگی؛ کیوں کہ اللہ اپنے بندوں سے بہت محبت کرتا ہے۔

علماء دین سے درخواست ہے کہ زید کی ثنا سے شادی کا شرعی مسئلہ بیان فرمائیں؟

(۱) کیا ان دونوں کی شادی ہوسکتی ہے؟

(۲) اگر نہیں ہوسکتی ہے تو کیا زید اپنے ماں باپ کی نافرمانی کرسکتا ہے؛ کیوں کہ اس کے ماں باپ ثنا کے ساتھ اس کی شادی کرنا چاہتے ہیں؟

(۳) اگر زید کے ماں باپ موت کے وقت ثناء سے شادی کرنے کی وصیت کر جائیں تو کیا اس وقت بھی زید ان کی نافرمانی کرسکتا ہے، جب کہ موت کے وقت کی وصیت واجب ہوتی ہے؟

(۴) اگر یہ دونوں شادی کر لیں تو کیا ساری زندگی زنا کاری میں لکھی جائے گی؟

(۵) اگر زید ثنا سے کہہ دے کہ وہ اس سے شادی نہیں کرے گا اور ثنا اس بات کو برداشت نہ کرسکے اور خودکشی کرلے تو کیا خدا کے گھر زید کی پکڑ نہیں ہوگی؟

(۶) کیا ایک مومن کی جان بچانے کے لیے بھی ایسے عالم میں شادی نہیں کرسکتا ہے؟

(۷) کیا حنفی شافعی مسلک کے مطابق شادی نہیں کرسکتا ہے؟ (المستفتی: محمد وسیم)

باسمه سبحانه وتعالیٰ، الجواب ـــــــــــــــ وباللّٰه التوفيق

جب زید نے ثنا کی ماں کے ساتھ بدکاری کر لی ہے تو اب زید کے لیے زندگی بھر ثنا کے ساتھ شادی کرنا جائز نہیں ہے، ایسے حالات میں زید اگر ثنا سے شادی نہ کرے اور وہ خودکشی کے لیے تیار ہوجائے تو زید اس کا مکلّف نہیں، ایک لڑکی سے شادی کرنے کے لیے حنفی مسلک کا آدمی، شافعی بن جائے، یا شافعی مسلک کا آدمی حنفی بن جائے، یہ انتہائی درجہ کی بے دینی اور ایمان کی کمزوری ہے؛ اس لیے اس کا خیال بھی نہیں کرنا چاہیے اور ان دونوں کو الگ الگ جائز طریقہ سے دوسری جگہوں میں شادی کر لینی چاہیے، تمام سوالات کے جوابات اسی میں آ گئے ہیں۔

حرم أيضاً بالصهرية أصل مزنيته [إلى قوله] وفروعهن مطلقاً. (الدر المختار مع الشامي، زكريا: ٤/١٠٧-١٠٨، كراچی: ٣/٣٢-٣٣)

وفي الهداية: ومن زنىٰ بامرأة حرمت عليه أمها وبنتها. (الهداية، أشرفي ديوبند: ٢/٣٠٩) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۴/ربیع الاول ۱۴۲۹ھ (فتویٰ نمبر: الف ۳۸/۹۴۹۲)

الجواب صحیح: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۱۴۲۹/۳/۳ھ۔ (فتاوی قاسمیہ: ۱۳/۳۵۶-۳۵۸)

مزنیہ کی فروع سے زانی کا نکاح:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ایک مولوی صاحب نے ایک عورت کے ساتھ زنا کرلیا اور کرنے کے بعد اللہ سے بہت توبہ واستغفار کیا؛ بلکہ اللہ سے بہت معافی مانگی ہے اور رویا بہت؛ کیوں کہ توبہ واستغفار کے ذریعہ بڑے بڑے گناہ بھی اللہ تعالیٰ معاف فرمادیتے ہیں؛ کیوں کہ گناہ کرتے وقت یہ بات ذہن میں نہیں رہتی ہے؛ بلکہ یوں ہی گناہ ہوجاتا ہے۔اب عرصہ کے بعد اس عورت کی ایک لڑکی ہے، اس اپنی لڑکی کے ساتھ بطریق جائز رشتہ وشادی کرانا چاہتے ہیں اور زنا کے متعلق نہ اپنے رشتہ داروں کو اور نہ اس عورت کے میاں کو بھی اس واقعہ کا پتہ ہے اور نہ لڑکے کی طرف کسی کو پتہ ہے، اب اس مولوی کے خاندان میں عالم مولوی ہیں، زیادہ تر اب لڑکی والے دیکھ رہے ہیں کہ اس گاؤں میں کوئی عالم مولوی نہیں ہے؛ اس لیے لڑکی والے بھی زیادہ زور پہ ہیں، صرف یہی نہیں دونوں جانب زور ہے۔اب لڑکا اس انتظار میں ہے کہ یہ شادی جائز ہے، یا ناجائز؟ لڑکی والوں کو اس بات کی وجہ سے اب تک کوئی جواب نہیں دیا؛ مگر دونوں طرف سے جلدی کررہے ہیں، مان نہیں رہے ہیں؛ کیوں کہ مولوی لوگوں کی نظر اس گاؤں پر ہے کہ گاؤں کے لوگوں کو ایک سدھارنے کا ذریعہ بن جائے گا، یہ ایک اچھا موقع ہے؛ کیوں کہ لڑکی والوں کی بات اس گاؤں میں چلتی ہے اور اس مولوی کا بھی گاؤں والے بہت عزت واحترام کرتے ہیں، دراں حالیکہ گاؤں کے لوگ گمراہی کی طرف جھک رہے ہیں، اسی بات کی وجہ سے لوگوں کی زیادہ کوشش بھی ہے کہ انہیں لوگوں کے یہاں رشتہ ہوجائے؟

(المستفتی: ابودرداء، امام مسجد بہادر علی خاں، رامپور)

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ، الجواب ــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

مولوی صاحب کا اپنی مزنیہ کی بیٹی سے نکاح کرنا کسی صورت میں جائز نہ ہوگا؛ کیوں کہ زنا کرنے کی وجہ سے حرمت مصاہرت کا ثبوت ہوگیا۔اب زانی کے اصول وفروع زانیہ کے لیے اور زانیہ کے اصول وفروع زانی کے لیے ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئے اور سوالنامہ میں جو اعذار ہیں اس کی وجہ سے حلال نہ ہوگی۔

حرمة المرأة علٰى أصول الزاني، وفروعه نسباً، ورضاعاً، وحرمة أصولها، وفروعها على الزاني نسباً، ورضاعاً كما في الوطء الحلال. (شامي، زكريا: ۱۰۷/٤، كراتشي: ۳۲/۳، الهداية اشرفي بكڈپو ديوبند: ۳۰۹/۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۱/ربیع الثانی ۱۴۱۹ھ (فتویٰ نمبر: الف ۵۷۰۰/۳۳)

الجواب صحیح: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۱۴۱۹/۴/۱ھ۔ (فتاوی قاسمیہ: ۳۵۹،۳۵۸/۱۳)

☆ **اپنی مزنیہ کی بیٹی سے نکاح:**

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید کا ہندہ سے کافی عرصہ ناجائز تعلق رہا اور وہ حاملہ ہوگئی، اس کے بعد اب زید اسی مزنیہ کی لڑکی سے نکاح کرنے پر مصر ہے، چناں چہ ہندہ کی لڑکی سے زید کا نکاح بھی ہوگیا تو ایسی صورت میں شریعت کیا کہتی ہے؟ (المستفتی: محمود حسین ملک، مکھنیوں والا، پھاٹک سول لائن ۲۸، نزد بنگلہ گاؤں چوک، مرادآباد) ==

زانی کا مزنیہ کی ماں، یا بیٹی کے ساتھ نکاح کا فساد:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زانی کا مزنیہ کی بیٹی کے ساتھ، یا اس کی ماں کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے، یا نہیں؟ (المستفتی: محمد وسیم، رام پوری)

== باسمه سبحانه وتعالیٰ، الجواب ــــــــــــــ وبالله التوفيق

اگر سوال نامہ میں لکھی ہوئی باتیں واقع کے مطابق صحیح ہیں اور زید نے ہندہ سے منھ کالا کر رکھا تھا تو ایسی صورت میں زید کے ساتھ ہندہ کی لڑکی کا نکاح درست نہیں ہوگا، اگر نکاح ہو بھی جائے تو وہ باطل ہوگا اور دونوں کے درمیان علیحدگی لازم اور ضروری ہے، ورنہ ہمیشہ حرام کاری اور زنا کاری کی زندگی میں مبتلا رہیں گے۔

وحرم أيضاً بالصهرية أصل مزنيته، أراد بالزنا الوطء الحرام (إلى قوله) وفروعهن مطلقاً. (الدر المختار مع الشامي، زكريا: ١٠٧/٤، كراچی: ٣٢/٣) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۲۷/رجب المرجب ۱۴۲۵ھ (فتویٰ نمبر: الف ۳۷/۸۴۸۷) (فتاوی قاسمیہ: ۳۵۹/۱۳، ۳۶۰)

زانیہ کی بیٹی سے نکاح کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک شخص نے ایک عورت سے زنا کیا، پھر اس عورت کی شادی کسی دوسرے شخص سے ہوگئی اور اس عورت کی ایک بیٹی ہوئی، اب اس شخص نے جس نے اس عورت سے زنا کیا تھا، اس عورت کی لڑکی سے نکاح کرلیا، پھر اس عورت کا شوہر بھی فوت ہوگیا اور کچھ عرصہ کے بعد اس لڑکی کا بھی انتقال ہوگیا تو اس شخص نے اسی عورت سے نکاح کرنا چاہا، جس سے پہلے زنا کیا تھا تو لوگوں نے اس کو منع کیا کہ تمہارا نکاح نہیں ہوگا تو اس نے کہا کہ میں نے اس عورت سے اس کی لڑکی کے نکاح سے پہلے زنا کیا تھا، لہٰذا میں اس سے نکاح کرسکتا ہوں؛ کیوں کہ اس کی بیٹی سے میرا نکاح ہی نہیں ہوا۔ مفتی صاحب آپ بتائیے کہ اس شخص کا یہ کہنا درست ہے، یا نہیں اور جب اس نے اس عورت کی لڑکی کے ساتھ نکاح کیا تو وہ اس پر حرام ہوئی، یا نہیں؟ جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب ــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

زنا سے ''حرمت مصاہرت'' ثابت ہوجاتی ہے؛ یعنی زانی پر مزنیہ (جس عورت سے زنا کیا گیا ہے) کے اصول مثلاً ماں، نانی وغیرہ اور فروع مثلاً بیٹی، نواسی وغیرہ سے نکاح کرنا حرام ہوجاتا ہے اور اسی طرح مزنیہ پر زانی کے اصول مثلاً باپ، دادا، الخ اور فروع مثلاً بیٹا، پوتا، الخ سے نکاح کرنا حرام وناجائز ہوجاتا ہے، لہٰذا صورت مسئولہ میں زانی نے جس عورت سے زنا کیا ہے، اس کی بیٹی سے زانی کا نکاح کرنا حرام وناجائز تھا، لہٰذا اس نے جتنی زندگی اس کے ساتھ گزاری گناہ کبیرہ (حرام کاری اور زنا کاری) میں مبتلا رہا، البتہ اب جب وہ فوت ہوچکی ہے، تب بھی اس مزنیہ کی ماں سے اس کا شادی کرنا درست نہیں؛ بلکہ حرام وناجائز ہے کیونکہ اس کی بیٹی سے نکاح (جو کہ حقیقت میں زنا تھا) کرنے کی وجہ سے اس کی ماں اس شخص پر حرام ہوگئی۔ خلاصہ بحث یہ ہے کہ ماں سے زنا کرنے کی وجہ سے بیٹی اور بیٹی سے زنا کرنے کی وجہ سے ماں اس پر حرام ہوگئی، نیز اس شخص کو اپنی اس انتہائی قبیح وشنیع حرکت پر صدقِ دل سے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنی چاہیے۔

لما في القرآن الكريم (سورة النساء: ٢٢): ﴿وَلَا تَنكِحُوا مَا نَكَحَ آبَائُكُم مِّنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا وَسَاء سَبِيْلاً﴾ ==

باسمه سبحانه وتعالیٰ، الجواب ـــــــــــــــ وباللّٰه التوفيق

زانی کا اپنی مزنیہ کی بیٹی کے ساتھ یا اس کی ماں کے ساتھ نکاح کرنا جائز نہیں۔

(مستفاد: فتاوی محمودیہ میرٹھ: ۴۱۸/۱۶، ڈابھیل: ۴۱۲/۱۱)

من زنیٰ بامرأة حرمت عليه بنتها وأمها. (الهداية، اشرفی بکڈپو دیوبند: ۳۰۹/۲)

فمن زنیٰ بامرأة حرمت عليه أمها وإن علت، وابنتها وإن سلفت. (الهندية قديم، زكريا: ۲۷٤/۱، جديد اتحاد: ۳۳۹/۱)

والزنا يوجب حرمة المصاهرة حتیٰ لو زنیٰ بامرأة حرمت عليه أصولها وفروعها. (مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت: ٤٨١/۱)

وحرم أيضاً بالصهرية أصل مزنيته.

و تحته فى الشامية: قال فى البحر: أراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربع، حرمة المرأة علیٰ أصول الزاني وفروعه نسباً ورضاعاً، وحرمة أصولها وفروعها على الزاني نسباً ورضاعاً كما فى الوطء الحلال. (شامی، زكريا: ۱۰۷/٤، كراچی: ۳۲/۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۱۵/ربیع الاول ۱۴۳۵ھ (فتویٰ نمبر: الف ۱۱۴۷/۴۰) (فتاوی قاسمیہ: ۳۶۲،۳۶۱/۱۳)

مزنیہ کی لڑکی سے نکاح کرنے والے کے یہاں کھانا کھانا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید نے غیر مسلمہ سے زنا کیا اور اب اس کی لڑکی کے ساتھ نکاح کرلیا تو یہ نکاح درست ہوا، یا نہیں؟

(۲) اور ایسے شخص کے یہاں کھانا کھانا جائز ہے، یا نہیں؟ اور جس شخص نے اس کے یہاں کھانا کھایا ہو، وہ امامت کرسکتا ہے، یا نہیں؟ (المستفتی: طاہر علی، سرکڑا خاص، مرادآباد)

== وفى الهندية (۲۷٤/۱، كتاب النكاح، الباب الثالث فى بيان المحرمات، القسم الثانى المحرمات بالصهرية): وتثبت بالوطء حلالا كان أو عن شبهة أو زنا، كذا فى فتاوى قاضى خان، فمن زنى بامرأة حرمت عليه أمها وإن علت وابنتها وإن سفلت وكذا تحرم المزنى بها على آباء الزانى وأجداده وإن علوا وأبنائه وإن سفلوا، كذا فى فتح القدير.

وفى الدر المختار (۲۸/۳، فصل فى المحرمات) أسباب التحريم أنواع قرابة مصاهرة رضاع.

وفى الرد تحته: (قوله: مصاهرة) كفروع نساء ه المدخول بهن وإن نزلن وأمهات الزوجات و جداتهن بعقد صحيح وإن علون وإن لم يدخل بالزوجات وتحرم موطوئات آبائه و أجداده وإن علوا ولو بزنى والمعقودات لهم عليهن بعقد صحيح وموطوئات أبنائه وأبناء أولاده وإن سفلوا ولو بزنى والمعقودات لهم عليهن بعقد صحيح، فتح، وكذا المقبلات أو الملموسات بشهوة لأصوله أوفروعه أومن قبل أولمس أصولهن أوفروعهن. (نجم الفتاویٰ: ۲۴۰/۴-۲۴۱)

باسمه سبحانه وتعالیٰ، الجواب ــــــــــــــــ وبالله التوفيق

(۱) مزنیہ کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ حرمت مصاہرت جس طرح نسب سے ثابت ہوتی ہے، اسی طرح زنا سے بھی ثابت ہوتی ہے۔

حرم أيضاً بالصهرية أصل مزنيته وفروعه. (شامي، كراچي: ۳۲/۳، ۳۳، زكريا: ۱۰۷/٤ ـ ۱۰۸)

(۲) اگر اس کے یہاں کھانا کھانے سے اس کی اصلاح کی امید ہو، تو ایسے شخص کے یہاں کھانا کھانا جائز ہے اور کھانے والے کی امامت میں کسی قسم کی کوئی قباحت نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاوی محمودیہ قدیم: ۳۰۵/۱۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۳۰/ شعبان المعظم ۱۴۱۵ھ (فتویٰ نمبر: الف ۴۱۶۷) (فتاوی قاسمیہ: ۳۶۲/۱۳، ۳۶۳)

ممسوسہ بالشہوہ کی بیٹی سے نکاح:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید ایک عورت کو شہوت کے ساتھ ہاتھ لگاتا ہے، یا عورت مرد کو شہوت کے ساتھ ہاتھ لگاتی ہے تو ایسی صورت میں اس عورت کی بیٹی کا نکاح اس زید کے ساتھ ہوسکتا ہے، یا نہیں؟ (المستفتی: محمد ابراہیم، ٹھاکردوارہ، مرادآباد)

باسمه سبحانه وتعالیٰ، الجواب ــــــــــــــــ وبالله التوفيق

مرد نے کسی عورت کو، یا عورت نے مرد کو بلا کسی حائل کے شہوت کے ساتھ چھودیا تو ایسی صورت میں دونوں پر ایک دوسرے کی اولاد حرام ہوجاتی ہے؛ یعنی نہ وہ مرد اس عورت کی لڑکی سے نکاح کرسکتا ہے اور نہ یہ عورت اس مرد کی اولاد سے نکاح کرسکتی ہے۔ (مستفاد: فتاوی دارالعلوم: ۳۴۴/۷)

ومن مسته امرأة بشهوة حرمت عليه أمها، وابنتها، قال في الفتح: قوله بشهوة أى بدون حائل. (فتح القدير، قديم زكريا: ۲۱۳/۳، كوئٹه: ۱۲۹/۳، كراچی: ۳۳/۳، زكريا: ۱۰۱۸/٤، فتاوى عالمگيرى، زكريا: ۲۷٤/۱، جديد: ۳٤۰/۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۹/ شعبان المعظم ۱۴۱۷ھ (فتویٰ نمبر: الف ۴۹۷۷/۳۲)

الجواب صحیح: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ، ۹/۸/۱۴۱۷ھ۔ (فتاوی قاسمیہ: ۳۵۴/۱۳، ۳۵۵)

شہوت کے ساتھ چھوئی ہوئی عورت کی بیٹی سے نکاح کا حکم:

سوال: ایک آدمی جس کا نام زید ہے، اس نے ایک عورت کو مس بشہوۃ کیا، پھر اس عورت کی شادی ہوئی عمر کے ساتھ، پھر عمر سے اس کی ایک بیٹی میمونہ پیدا ہوئی۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ میمونہ کا نکاح زید کے ساتھ ہوسکتا ہے، یا نہیں؟ اور اسی طرح میمونہ کا نکاح زید کے بیٹوں کے ساتھ ہوسکتا ہے، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

شہوت سے چھونا اگر بغیر حائل کے ہو، یا حائل تو ہو؛ لیکن اس سے جسم کی حرارت محسوس ہوتی ہو تو اس عورت کی بیٹی میمونہ کا نکاح زید کے ساتھ جائز نہیں ہے، البتہ زید کے بیٹوں کے ساتھ بہرصورت جائز ہے۔

لمافي الهندية (۲۷٤/۱): وكما تثبت هذه الحرمة بالوطء تثبت بالمس والتقبيل والنظر إلى الفرج بشهوة كذا في الذخيرة سواء كان بنكاح أملك أوفجور عندنا كذا في الملتقط.

وفي الشامية (۳۲/۳): قوله (وحرم أيضا بالصهرية أصل مزنيته) قال في البحر أراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربع حرمة المرأة على أصول الزاني وفروعه نسبا ورضاعا وحرمة أصولها وفروعها على الزاني نسبا ورضاعا كما في الوطء الحلال ويحل لأصول الزاني وفروعه أصول المزني بها وفروعها، آه. (نجم الفتاویٰ:۴/۲۳۴)

مردہ عورت کے ساتھ زنا کرنے سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی ہے:

سوال: ایک عورت کا انتقال ہوگیا اس کے انتقال کر جانے کے بعد ایک شخص نے اس سے زنا کیا، اب وہ شخص اس عورت کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو نکاح کرسکتا ہے، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــ وبالله التوفيق

مردہ عورت کے ساتھ زنا کرنے سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی ہے؛ اس لیے کہ نہ تو اس سے لذت معتاد حاصل ہوتی ہے اور نہ ہی توالد وتناسل۔

(قوله: بخلاف وطئها) أى الميتة فإنه لا يتعلق به حرمة المصاهرة (قوله: وفرق بوجود التغذى لااللذة) لأن المقصود من اللبن التغذى والموت لا يمنع منه والمقصود من الوطء اللذة المعتادة وذلک لايوجد في الميتة، بحر... لأن الموت منفر طبعاً فيلزم انتفاء قصد الولد الذى هو في الحقيقة علة حرمة المصاهرة. (ردالمحتار، باب الرضاع: ۴۰۹/۲)

لہٰذا صورت مسئولہ میں مذکورہ مردہ عورت کے ساتھ زنا کرنے سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوئی۔ مذکورہ شخص اس عورت کی لڑکی سے نکاح کرسکتا ہے۔ شرعاً جائز ودرست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی، ۱۳۷۲/۶/۳ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۴/۲۳۳-۲۳۴)

زانی کی اولاد کا مزنیہ کی اولاد سے نکاح:

سوال: کسی مرد نے اپنی کسی محرم عورت کے ساتھ زنا کیا؛ مثلاً بہن، پھوپھی، خالہ، اب اس عورت کی شادی کسی غیر محرم مرد کے ساتھ ہوئی، جس مرد کے ساتھ نکاح درست ہے، ایسی صورت میں عورت کو اپنے شوہر سے جو بچے پیدا ہوئے، ان بچوں سے وہ محرم مرد اپنی اولاد کا خواہ لڑکا، یا لڑکی ہو نکاح کرواسکتا ہے، یا نہیں؟ جب کہ محرم عورت کی اولاد

اس محرم مرد کا بھانجا، بھانجی، پھوپھی زاد بہن بھائی، خالہ زاد بہن بھائی ہوگا۔ان میں نکاح درست ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

زانی کے اصول وفروع مزنیہ کے لیے اور مزنیہ کے اصول وفروع زانی کے لیے حرام ہوتے ہیں، البتہ ان دونوں کے اصول وفروع ایک دوسرے کے لیے حلال ہیں۔لہٰذا صورت مسئولہ میں جس نے زنا کیا ہے، اس کی اولاد کا نکاح جس سے زنا کیا گیا ہے، اس کی اولاد سے ہوسکتا ہے۔نکاح شرعاً صحیح ومنعقد ہوگا۔

وأراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربعة حرمة المرأة على أصول الزانی وفروعه نسبا ورضاعاً وحرمة أصولها وفروعها على الزانی نسبا ورضاعاً كما فی الوطء الحلال ويحل لأصول الزانی وفروعه أصول المزنی بها وفروعها. (ردالمحتار: ۲۷۹/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد جنید عالم ندوی قاسمی، ۱۵/۵/۱۴۱۸ھ۔(فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲۳۴/۴)

مس بالشہوت کرنے والے کا لڑکا ممسوسہ کی لڑکی سے نکاح کرسکتا ہے، یا نہیں:

سوال: ایک آدمی مثلاً زید نے ہندہ کو چند سال قبل شہوت کے ساتھ مس کیا ہے، اس کے علاوہ اور کوئی برا کام نہیں ہوا، اب ہندہ کی لڑکی اور زید کے لڑکے کی نسبت (منگنی) ہوگئی ہے اور عنقریب نکاح ہونے والا ہے، شرعاً یہ نسبت صحیح ہے، یا نہیں؟ اور زید کے لڑکے اور ہندہ کی لڑکی کا نکاح شرعاً جائز ہے، یا نہیں؟ جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب ــــــــــــــــــــــــ

صورت مسئولہ میں جو نسبت طے ہوئی ہے وہ زید اور ہندہ کی فروع (اولاد) کے مابین ہے اور ہندہ کی لڑکی زید کے نطفہ سے نہیں ہے تو موجودہ نسبت اور نکاح صحیح ہے۔

مس بالشہوت، یا زنا سے، ممسوسہ، یا مزنیہ عورت، زانی کے اصول اور فروع پر حرام ہوجاتی ہے اور اسی طرح ماس (مس کرنے والا)، یا زانی مزنیہ، یا ممسوسہ کے اصل وفروع پر حرام ہوجاتا ہے؛ لیکن زانی، یا ماس کے اصول وفروع کے لیے مزنیہ، یا ممسوسہ کے اصول اور فروع حرام نہیں ہوتے، لہٰذا نکاح ہوسکتا ہے۔

(قوله: وحرم أيضاً بالصهرية أصل مزنيته) قال فی البحر: أراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربع حرمة المرأة علیٰ أصول الزانی وفروعه نسباً ورضاعاً وحرمة أصولها وفروعها على الزانی نسباً ورضاعاً كما فی الوطء الحلال ويحل لأصول الزانی وفروعه أصول المزنی بها وفروعها، آه. (ردالمحتار، فصل فی المحرمات: ۴۸۳/۲)

شامی کی خط کشیدہ عبارت موجودہ مسئلہ کی واضح دلیل ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب

نوٹ: اسی سے ملتا جلتا ایک سوال وجواب فتاویٰ رحیمیہ (۵: ۲۸۵) پر ہے، نیز اسی قسم کا ایک فتویٰ فتاویٰ محمودیہ (ص: ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳) جلد نہم پر ہے، وہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔(فتاویٰ رحیمیہ: ۸/ــــــــ)

کیا مزنیہ کے اصول وفروع زانی پر حرام ہیں:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید اور عمرو دونوں ایک گاؤں کے رہنے والے ہیں، زید کی شادی ہندہ سے ہوگئی، پھر ہندہ کے ناجائز تعلقات عمرو سے ہوگئے، پھر ہندہ سے ایک لڑکا بکر پیدا ہوا، جس کی شکل وصورت ڈیل ڈال سب کچھ عمر جیسا ہے، پھر کچھ دنوں کے بعد زید کو اپنی بیوی ہندہ اور عمرو کے تعلقات کا پتہ چلا تو زید نے اپنی بیوی ہندہ کو طلاق دے دی اور بکر کو اپنے پاس رکھ لیا، پھر جب بکر بڑا ہوا تو زید نے اس کی شادی کردی، پھر بکر کے بھی ایک لڑکی پیدا ہوئی اور پھر ہندہ مطلقہ سے عمرو نے باقاعدہ نکاح کرلیا اور ہندہ عمرو کے نکاح میں کئی برس رہ کر انتقال کرگئی، پھر عمرو نے دوسرا نکاح کیا رشیدہ سے رشیدہ سے ایک لڑکا خالد پیدا ہوا۔ اب دریافت یہ کرنا ہے کہ عمرو اپنے لڑکے خالد کی شادی بکر کی لڑکی خالدہ سے کرانا چاہتا ہے، قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ (المستفتی: شکیل احمد، مرادآباد)

باسمه سبحانه وتعالیٰ، الجواب ــــــــــــــــ وباللّٰه التوفيق

اگر ہندہ اور عمرو کے درمیان بکر کی پیدائش سے قبل ہی شرعی طور پر حرمت مصاہرت ثابت ہوچکی تھی تو بکر کی لڑکی کا نکاح عمرو کے لڑکے کے ساتھ جائز نہیں ہے اور ایسی صورت میں مسئلہ ربیبہ کا اشکال نہ ہوگا۔

ولـذا تحرم عليه ربيبة المولودة بعد طلاقه أمها وزوجة أبيه من الرضاع المطلقة قبل ارتضاعه. (شامی، كتاب النكاح، فصل في المحرمات، کراچی: ۳۲/۳، زکریا: ۱۰۶/٤)

وحـرم أيـضـاً بـالـصـهـرية أصل مزنيتـه وفروعهن. (الـدرالـمـختـار مع الـشـامی، کراچی: ۳۲/۳، زکریا: ۱۰۷/٤) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۱۴/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۷ھ (فتویٰ نمبر: الف ۴۸۱۹/۳۲)

الجواب صحیح: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۱۴/۵/۱۴۱۷ھ۔ (فتاوی قاسمیہ: ۳۷۸/۱۳، ۳۷۹)

☆ زانی اور مزنیہ کی اولاد کے درمیان نکاح جائز ہے:

سوال: جناب مفتی صاحب! اس مسئلہ کی وضاحت درکار ہے کہ زانی اور مزنیہ کی اولاد کا آپس میں نکاح ہوسکتا ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ

فقہاء کرام نے زنا سے حرمت مصاہرت کا اثبات چار گروہ میں کیا ہے، جن میں صورت مسئولہ شامل نہیں ہے؛ اس لیے زانی اور مزنیہ کی اولاد کا آپس میں نکاح جائز اور درست ہے۔ **قـال ابـن نجيم: وأراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربع حرمة الـمـرأة علیٰ أصول الزانی وفروعه نسباً ورضاعاً وحرمة أصولها وفروعها على الزانى نسبا ورضاعا كما فى الوطء الحلال.** (البحرالرائق: ۱۰۱/۳، كتاب النكاح، فصل فى المحرمات) / قال ابن عابدين (تحت قوله: حرم أيضاً بـالـصـهـرية أصل مزنية)... ومثلهٗ ما قدمناه قريبًا عن القهستانى عن النظم وغيره وقوله ويحل إلخ أى كما يحل ذٰلك بـالـوطء الـحـلال وتـقـيـده بـالـحـرمات الأربع مخرج لما عداها وتقدم آنفاً الكلام عليه. (ردالمحتار: ۳۲/۳، كتاب النكاح، فصل فى المحرمات) / ومثلهٗ فى الفتاوىٰ الهندية: ۲۷۵/۱، الباب الثالث فى المحرمات) (فتاوی حقانیہ: ۳۱۲/۴)

مزنیہ کی ماں، یا بیٹی سے نکاح:

سوال: زید مسماۃ ہندہ اور اس کی بیٹی دونوں کے ساتھ مرتکب فعل زنا ہوا، اب زید دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہے تو عندالشرع ماں کے ساتھ نکاح جائز ہے، یا بیٹی کے ساتھ، یا دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ بھی جائز نہیں؟

الجواب ———————— حامداً و مصلیاً

دونوں میں سے کسی کے ساتھ بھی نکاح جائز نہیں۔

”ومن زنیٰ بامرأة، حرمت عليه أمها وبنتها“. (الهدايه أولين: ۲۸۹/۱) (۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۷/شوال ۱۳۵۲ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۴۱۳/۱۱)

زنا سے جو بھتیجہ ہے، اس سے نکاح درست ہے، یا نہیں:

سوال: نرائن اہل ہنود اور مسماۃ رحیماً طوائف سے ناجائز تعلق رہا، چند اولاد جن میں مسماۃ کریماً بی پیدا ہوئی اور نرائن کے قوم کی بیوی سے لڑکا اور اس لڑکے سے مسمیٰ پرشاد ہوا تو نرائن کا پرشاد پوتہ ہے اور مسماۃ کریماً طوائف کے رشتہ سے لڑکی ہے تو پرشاد کے باپ کی بہن کریماً ہوئی؛ یعنی پھوپھی اور کریماً کے بھائی کا لڑکا پرشاد بھتیجہ ہوا تو ان دونوں میں باہم بہ حیثیت مسلم ہو جانے کے نکاح جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب ————————

نکاح ان دونوں میں یعنی پرشاد اور کریماً میں درست نہیں۔ (۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۶۵/۷-۳۶۶)

جس عورت کا پستان دبایا، اس کی لڑکی سے اس کے لڑکے کا نکاح جائز نہیں:

سوال: بکر نے ایک بالغہ لڑکی کی پستان کو بہ نظر شہوت چھوا؛ یعنی مس کیا، جماع نہیں کیا، اس لڑکی کا نکاح بکر کے فرزند سے جائز ہے، یا نہیں؟

---

(۱) الهداية، كتاب النكاح، فصل في بيان المحرمات: ۳۰۹/۲، مكتبة شركة علمية، ملتان

(۲) اگر دونوں مسلمان ہیں تو حرمت ظاہر ہے۔

حرم على التزوج ذكراً كان أو أنثىٰ نكاح أصله وفرعه علا أو نزل وبنت أخيه وأخته بنتها ولو من زنا وعمته وخالته، إلخ. (الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، فصل في المحرمات: ۳۸۱/۲، ظفير)

اور اگر ایک کا فر دوسرا مسلمان ہے۔

أسباب التحريم أنواع قرابة مصاهرة رضاع جمع ملك شرك. (الدر المختار) كالمجوسية والمشركة. (رد المحتار، فصل في المحرمات: ۳۸۰/۲، ظفير)

الجواب

اس صورت میں بکر کے فرزند کا نکاح اس لڑکی سے درست نہیں ہے۔(کذا فی الدر المختار و الشامی)(۱) فقط
(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۷/۳۲۷)

جس عورت کو شہوت سے چھوا، اس کی پوتی سے نکاح جائز نہیں:

سوال: عمر نے ایک عورت کے ہاتھ کو بشہوت چھوا تو عمر کا نکاح اس عورت کی پوتی سے جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

عمر کا نکاح اس صورت میں اس ممسوسہ بالشہوت کی پوتی سے درست نہیں ہے۔

کما فی رد المحتار: قال فی البحر: وأراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربع حرمة المرأة علی أصول الزانی وفروعه نسباً ورضاعاً وحرمة أصولها وفروعها علی الزانی نسباً ورضاعاً. (۲) فقط
(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۷/۳۳۴)

بوسہ لیا اور انزال نہ ہوا تو بھی حرمت ثابت ہوگی:

سوال: زید نے ہندہ کا بوسہ لیا اور شہوت کے ساتھ مس کیا؛ لیکن زید کو انزال نہیں ہوا، نہ زید نے ہندہ سے وطی کی، چوں کہ وطی و جماع نہیں کیا تو امام شافعیؒ کے نزدیک زید ہندہ کی لڑکی زینب سے نکاح کرسکتا ہے، اگر زید ہندہ کی لڑکی سے نکاح کرے تو مرتکب جرائم شرعی کا ہوگا، یا نہیں؟ اور زید حنفی ہے۔

الجواب

بوسہ اور مس بالشہوت سے حرمت مصاہرت ثابت ہوجاتی ہے، لہٰذا زید کا نکاح ہندہ کی دختر سے درست نہیں ہے اور حنفی کو اس مسئلہ میں امام شافعیؒ کے مذہب پر عمل کرنا درست نہیں ہے۔ (۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۷/۳۳۹-۳۴۰)

عدم حرمت مصاہرت بمس صغیر و صغیرہ:

سوال: زید کی عمر گیارہ سال تین مہینے، یا کچھ کم وبیش غرض بارہ سال سے کم تھی، ایک مکان دو پلنگ بچھے ہوئے

---

(۱) وحرم أيضاً بالصهرية أصل مزنيته ... وأصل ممسوسته بشهوة ... وأصل ماسته ... وفروعهن مطلقاً.(الدرالمختار)
لأن المس والنظر سبب داع الی الوطء فيقام مقامه فی موضع الاحتياط (قوله بشهوة) أی ولو من أحدهما (قوله مطلقاً) يرجع إلی الأصول والفروع أی وإن علون وإن سفلن.(ردالمحتار، فصل فی المحرمات: ۳۸۵/۲، ظفير)

(۲) ردالمحتار، فصل فی المحرمات: ۳۸٤/۲، ظفير

(۳) والزنا واللمس والنظر بشهوة يوجب حرمة المصاهرة إلخ واللمس والنظر سبب داع إلی الوطء فيقام مقامه فی موضع الاحتياط.(البحر الرائق كتاب النكاح: ۱۰۵/۳، ظفير)

قيل أم امرأة فی أی موضع كان حرمت عليه امرأته ما لم يظهر عدم الشهوة. (الدرالمختار علیٰ ها مش رد المحتار، فصل فی المحرمات: ۳۸۸/۲، ظفير)

تھے، ایک پلنگ پر زید کی چچی لیٹی ہوئی تھی اور دوسرے پلنگ پر زید کا چچا لیٹا ہوا تھا اور زید اپنے چچا کے پاس لیٹا ہوا تھا، پچھلی رات جو زید بیدار ہوا تو چچا کو اپنی چچی کی چار پائی پر دیکھا، زید نے یہ کہہ کر کہ کیا کر رہے ہو، اپنا ہاتھ ان کی چار پائی پر ڈالا تو وہ ہاتھ شاید چچا کے بدن پر لگا یا، شاید چچی کے بدن پر لگا اور دوسری بات یہ ہے کہ ان ہی ایام میں ایک روز دن کو ایک مکان میں زید کا چچا اور چچی دونوں موجود تھے، زید جو اچانک گھر میں گیا تو دیکھا کہ چچا اور چچی دونوں ایک چار پائی پر ہیں اور چچی کا بدن بالکل ننگا نظر آیا تو زید یہ حالت دیکھ کر باہر گیا، تھوڑی دیر کے بعد دیوار کے اوپر کو زید نے جھانکا تو اس وقت بدن وغیرہ چچی کا کچھ نظر نہیں آیا؛ کیوں کہ اس وقت زید کا چچا ہمبستری میں مصروف تھا، پس نہیں دیکھا، اب زید جوان ہو گیا اور زید کا رشتہ اسی چچی کی لڑکی سے ہوا ہے تو اب شریعت سے کوئی حد زید پر قائم نہیں ہوئی کہ جس سے نکاح جائز نہ ہو، مفصل جواب مع دلائل شرعیہ بیان فرمائیے؟

الجواب ــ

فی الشامية عن الفتح: مس المراهق كالبالغ وعن البزازية: المراهق كالبالغ حتى لو جامع امرأته أو لمس بشهوة تثبت حرمة المصاهرة، آه.

وبعد سطر: أنه لابد في كل منهما من سن المراهقة، وأقله للأنثىٰ تسع وللذكر إثنا عشر لأن ذلك أقل مدة يمكن فيها البلوغ كما صرحوا في باب بلوغ الغلام. (٤٥١/٢)(١)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ بارہ برس سے کم عمر والے لڑکے کا لمس وغیرہ قابل اعتبار نہیں، علاوہ اس کے صورت مسئولہ میں خود بھی شک ہے کہ چچی کو ہاتھ لگا یا نہیں اور برہنہ بدن دیکھنا جب تک کہ فرجِ داخل کو نہ دیکھے، موجب حرمت نہیں۔ غرض کسی طرح یہ لمس موجب حرمت مصاہرت نہیں؛ اس لیے زید کا نکاح اس چچی کی دختر سے جائز اور درست ہے۔ فقط

۲۰/ربیع الاول ۱۳۲۲ھ (امداد: ۱۶/۲) (امداد الفتاویٰ جدید: ۳۱۲/۲-۳۱۳)

زانی کے پسر سے مزنیہ کی لڑکی کا نکاح جائز ہے، یا نہیں:

سوال: زید کی زوجہ ہندہ کا ناجائز تعلق مسمیٰ جمیل سے قریباً دو سال سے رہا، جب کہ زید مزدوری کے لیے عرصہ تک باہر رہا، واپسی پر زید کو علم ہوا اور وہ اپنی عورت کو وہاں سے لے کر وطن چلا گیا اور جمیل سے اس کا تعلق نہ رہا، چار سال بعد زید و ہندہ کے گھر لڑکی پیدا ہوئی، کیا وہ لڑکی ناجائز تعلق والے جمیل کی اپنی منکوحہ بیوی کی اولاد میں سے کسی لڑکے کو آسکتی ہے، یا نہ؟

الجواب ــ

ہندہ کے بطن سے جو دختر پیدا ہوئی، وہ شرعاً زید کی شمار ہوگی اور زید سے اس کا نسب ثابت ہے، زانی سے اس کا نسب ثابت نہ ہوگا۔

---

(۱) ردالمحتار، فصل في المحرمات: ۳۵/۳، دار الفكر بيروت، انيس

لقوله عليه السلام:"الولد للفراش وللعاهر الحجر". (۱)

پس زید کی اولاد اس لڑکی کے بہن بھائی ہیں ان میں سے کسی لڑکے سے اس دختر کا نکاح درست نہیں ہے۔

كما قال الله تعالى: ﴿حرمت عليكم أمهاتكم وبناتكم وأخواتكم﴾ (الآية) (۲)

اور اگر مراد سائل کی یہ ہے کہ اس زانی کی منکوحہ زوجہ سے جو پسر ہے، اس کا نکاح اس دختر سے جائز ہے، یا نہیں؟ تو جواب اس کا یہ ہے کہ زانی کے پسر سے نکاح اس دختر ہندہ کا درست ہے؛ کیوں کہ وہ دختر شرعاً زید و ہندہ کی ہے زانی کی نہیں ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۴۸/۷-۳۴۹)

نابالغ لڑکے کا بالغہ سے زنا کرنے سے حرمت مصاہرت کا حکم:

سوال: اگر کوئی نابالغ لڑکا کسی بالغہ عورت سے زنا کرے تو اس سے حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے، یا نہیں؟

الجواب

زنا سے حرمت مصاہرت کے لیے لڑکے لڑکی کا بالغ ہونا روری ہے، یا کم از کم دونوں کا مراہق ہونا شرط ہے؛ اس لیے وہ نابالغ لڑکا جو مراہق نہیں کے زنا کرنے سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی۔

قال ابن نجيم رحمه الله: وكذا تشترط الشهوة في الذكر حتىٰ لو جامع ابن أربع سنين زوجة أبيه لا تثبت الحرمة وفي الذخيرة خلافه وظاهر الأول أنه يعتبر فيه السن المذكور لها وهو تسع سنين. (البحر الرائق: ۹۹/۳) (۳) (فتاوی حقانیہ: ۴۱۳/۴)

نابالغ لڑکے سے زنا کرانا حرمت مصاہرت کا سبب نہیں:

سوال: ایک عورت نے شدت شہوت کی وجہ سے ایک نابالغ لڑکے سے زنا کرایا، اب یہ عورت اس لڑکے کو اپنی بیٹی نکاح میں دینا چاہتی ہے، کیا ان دونوں کا نکاح جائز ہے؟

الجواب

حرمت مصاہرت کے ثبوت میں وہ زنا قابل اعتبار ہے، جس میں دونوں افراد بالغ یا مراہق ہوں، صورت مسئولہ میں چوں کہ لڑکا مراہق بھی نہیں ہے، لہٰذا حرمت مصاہرت ثابت نہیں؛ اس لیے دونوں (لڑکے اور لڑکی) کا نکاح جائز ہے۔

قال العلامة الحصكفي: فلو جامع غير مراهق زوجة أبيه لم تحرم. (الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار: ۳۸۹/۲، فصل في المحرمات)

---

(۱) مشكاة المصابيح، باب اللعان، ص: ۲۸۷، ظفير

(۲) سورة النساء: ۲۴، ظفير

(۳) قال ابن عابدين: (تحت قول كبالغ)... وفي الفتح لو مس المراهق وأقر أنه بشهوة ثبت الحرمة. (رد المحتار: ۳۷/۳، كتاب النكاح، فصل في المحرمات)/ ومثلهٗ في الفتاوىٰ الهندية: ۲۷۵/۱، الباب الثالث في المحرمات)

وفی الهندیة: وکذا تشترط الشهوة فی الذکر حتٰی لو جامع ابن أربع سنین زوجة أبیه لا تثبت به حرمة المصاهرة، کذا فی فتح القدیر. (الفتاویٰ الهندیة: ۲۷۵/۱،القسم الثانی فی المحرمات بالصهریة)/ ومثلهٗ فی البحر الرائق: ۹۹/۳،فصل فی المحرمات) (فتاوی حقانیہ:۴۱۴/۴) ☆

نوسال سے کم عمر کی لڑکی کو ہاتھ لگانے سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی:

سوال: زید رات کو اپنی بی بی کو جگانے کے لیے اٹھا؛ مگر غلطی سے لڑکی کے پیر پر ہاتھ پڑ گیا اور بی بی سمجھ کر جوانی کی خواہش کے ساتھ اس کو ہاتھ لگایا تھا، لڑکی بعمر سات سال نحیف ولاغر ہے، اس صورت میں حرمت مصاہرت ثابت ہے، یا نہیں؟

الجواب

لڑکی چوں کہ کم عمر ہے سات سالہ؛ اس لیے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوئی؛ یعنی اس شخص کی بی بی اس پر حرام نہیں ہوئی۔

کما فی الدر المختار والشامی (۶۸/۲): (هٰذا) [أی جمیع ماذکره فی مسائل المصاهرة] (إذا کانت حیة مشتهاة) ولو ماضیا (أما غیرها)... فلا.

وقال فی الدر بعد ذلک بأسطر: (وبنت) سنها (دون تسع لیست بمشتهاة) به یفتی.

وفی الشامیة: فأفاد أنه لافرق بین أن تکون سمینة أولا. (۱)

الغرض نو سال سے کم عمر کی لڑکی مشتہاۃ نہیں ہوتی اور غیر مشتہاۃ کے ہاتھ لگانے سے اگر چہ شہوت کے ساتھ ہو، حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ (واللہ تعالیٰ اعلم) (امداد المفتین: ۴۶۴/۲)

☆ کم سن بچی کو شہوت کے ساتھ چھونا حرمت مصاہرت کا سبب نہیں:

سوال: اگر کسی مرد نے ۸/۷ سال سے کم عمر کی بچی کو شہوت کے ساتھ چھوا تو کیا اس سے حرمت مصاہرت ثابت ہوجائے گی، یا نہیں؟

الجواب

حرمت مصاہرت کے اثبات کے لیے لڑکی کا مشتہات ہونا ضروری ہے؛ چوں کہ ۸، ۷/ سال کی بچی مشتہات نہیں ہوتی؛ اس لیے مذکورہ صورت میں حرمت مصاہرت ثابت نہیں۔

قال العلامة الحصکفی: وبنت سنها دون تسع لیست بمشتهاة. (الدرالمختار علٰی هامش ردالمحتار: ۳۸۹/۲،فصل فی المحرمات)

وفی الهندیة: الفتویٰ علٰی بنت تسع محل الشهوة لامادونها. کذا فی معراج الدرایة. قال الفقیه أبو اللّیث: ما دون تسع سنین لاتکون مشتهاة وعلیه الفتویٰ. (الفتاویٰ الهندیة: ۲۷۵/۱، القسم الثانی فی المحرمات الصهریة)/ ومثلهٗ فی البحر الرائق: ۹۹/۳،فصل فی المحرمات، کتاب النکاح) (فتاوی حقانیہ: ۴۱۵/۴)

(۱) الدرالمختار مع ردالمحتار،فصل فی المحرمات: ۳۴/۳-۳۷،دار الفکر بیروت،انیس

لامس اور ملموسہ کی اولاد کا نکاح:

سوال: زید نے ہندہ کو لمس بالشہوت کیا تو لامس وملموسہ کی اولاد آپس میں مناکحت کرسکتی ہے؟

الجواب ________ حامداً ومصلیاً

ان دونوں (لامس اور ملموسہ) کی اولاد کا آپس میں نکاح نہیں ہوسکتا۔ (کفایت اللہ کان اللہ لہ)

جواب سوال نمبر:۲، من جانب قاری سعید احمد صاحب، مفتی اعظم مظاہر علوم سہارنپور

جواب نمبر:۲ میں لامس اور ملموسہ کی اولاد کا آپس میں نکاح ہوسکتا ہے، حضرت مفتی صاحب کو اس میں سہو ہوا ہے، یا کچھ غلط فہمی ہوئی ہے۔

"ویحل لأصول الزانی وفروعه أصول المزنی بها وفروعها". (شامی:۲/۲۷۹)(۱)

آپ اس استفتاء کو حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں دوبارہ پیش کیجئے، اگر جواب پھر بھی یہی ہو تو مجھے بھی اطلاع دیجئے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۴/رمضان المبارک ۱۳۶۷ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ:۱۱/۴۱۳)

خط بابت استفتاء بالا:

مکرمی ومحترمی حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم وفیوضہم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

اسی رمضان میں ایک استفتاء جناب کی خدمتِ اقدس میں پیش کیا تھا، جس کا جواب وصول ہوگیا، اب پھر دوبارہ تکلیف دینے کی جرأت کررہا ہوں، معاف فرمادیں۔

اس سلسلہ میں ضروری عرض یہ ہے کہ اس استفتا کے سوال کے جواب میں جناب نے ارقام فرمایا کہ لامس وملموسہ کی اولاد آپس میں نکاح کرسکتی ہے؛ لیکن وہی استفتاء حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب مدظلہ کے پاس ارسال کیا تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ ''نکاح نہیں ہوسکتا''۔ حوالجات طرفین سے نہیں لکھے گئے، نہ جناب محترم نے، نہ حضرت مفتی اعظم صاحب نے۔ اب تردد ہے کہ کیا کیا جائے، کس پر عمل کریں؟ لہٰذا بعد تحقیق وحوالۂ کتب کے جواب سے مطلع فرماکر شکریہ کا موقع بخشیں وسوال کے جواب پر نظر ثانی فرمالیں تو بہتر ہے۔

نوٹ: جناب کا فتویٰ اور حضرت مفتی صاحب مدظلہ کا ارسال خدمت ہے، برائے مہربانی مفتی اعظم صاحب کے جواب پر نظر ثانی فرمائی جائے اور مطلع فرمادیں۔

---

(۱) رد المحتار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات:۳/ ۳۲، سعید

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــ حامداً و مصلياً

مکرمی زید مجدہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

یہاں کے فتویٰ کے مسئلہ نمبر:۲ کا استدلال عبارتِ ذیل میں سے ہے:

"حرم أيضاً بالصهرية أصل مزنية،آه". (الدرالمختار)

"قال في البحر: أراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربع: حرمة المرأة علىٰ أصول الزاني وفروعه نسباً ورضاعاً، وحرمة أصولها و فروعها على الزاني نسباً ورضاعا، كما في الوطء الحلال، ويحل لأصول الزاني و فروعه أصول المزني بها وفروعها،آه". (شامی: ۳۸٤/۲)(۱)

"ولا تحرم أصولها وفروعها علىٰ ابن الواطي وأبيه،آه". (مجمع الأنهر: ۳۲٦/۱)(۲)

اگر کسی شخص نے جس کے لڑکا موجود ہے، ایسی عورت سے نکاح کیا، جس کے پہلے شوہر سے لڑکی ہے تو اس لڑکے اور لڑکی کا آپس میں نکاح سب کے نزدیک درست ہے، ماں باپ کے نکاح اور جماع سے ان کے حق میں حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوگی۔

"وأما بنت زوجةأبيه أو ابنه فحلال،آه". (الدرالمختار والشامی: ۳۸٤/۲)(۳)

"لا بأس بأن يتزوج الرجل أمرأة ويتزوج إبنه إبنتها أو أمها، كذا في محيط السرخسي، آه". (فتاویٰ عالمگیری)(۴) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۳، رمضان المبارک ۱۳٦۷ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۴۱۵/۱۱)

غیر کو اپنی بیوی سمجھ صحبت کرنے سے ثبوتِ حرمت:

سوال: کسی نے اپنی بیوی سمجھ کر غلطی سے کسی عورت سے صحبت کر لی تو کیا وہ حرام ہوگئی؟ اور عورت اپنے شوہر کے عقد سے خارج ہوگئی؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــ حامداً و مصلياً

اگر کسی عورت سے شادی ہوئی، جس سے پہلے کوئی واقفیت نہ ہو، کبھی اس کو نہ دیکھا ہو اور پہلی شب میں کسی غیر عورت کو

(۱) ردالمحتار، فصل في المحرمات: ۳۲/۳، كتاب النكاح، سعيد

(۲) مجمع الأنهر، باب المحرمات: ۳۲٦/۱، دارإحياء التراث العربي، بيروت

(۳) الدرالمختار مع رد المحتار، فصل في المحرمات: ۳۷/۳، كتاب النكاح، سعيد

(۴) الفتاویٰ الهندية، القسم الثاني: المحرمات بالصهرية وما يتصل بذلك، كتاب النكاح: ۲۷۷/۱، رشيدية)

"لابأس بأن يتزوج الرجل إمرأة ويتزوج إبنه إبنتها؛ لأنه لامانع له". (فتح القدير، كتاب النكاح، فصل في المحرمات: ۲۱۸/۳-۲۱۹، مصطفى البابي الحلبي، مصر)

اس کے پاس پہونچادی جائے کہ یہ تمہاری بیوی ہے اور وہ اس کو بیوی سمجھ کر صحبت کر لے، پھر بعد میں معلوم ہوا کہ یہ تو بیوی نہیں تھی؛ بلکہ غیر تھی تو امید ہے کہ اس پر پکڑ نہیں ہوگی،(۱) اور اس کے ذمہ واجب ہوگا کہ اس سے علاحدہ رہے اور نادم ہو کر توبہ واستغفار کرے،(۲) جس سے واقفیت ہو، اس میں اشتباہ مشکل ہے، بے احتیاطی کی حد تک یقیناً آدمی ماخوذ ہوگا۔

اگر کسی عورت کو اپنی بیوی سمجھ کر سمجھ کر صحبت کر لی اور وہ ایسی عورت سے صحبت کرنے کی وجہ سے بیوی حرام ہونے کی وجہ سے تعلقِ نکاح کو ختم کر دے۔(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۲/۶/۱۳۹۰ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۱/۴۲۰)

دائی کا ہاتھ لگانے سے حرمت مصاہرت کا حکم:

سوال: ایک صاحب کی شادی کو آٹھ سال ہو چکے ہیں، ان کو یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص کسی لڑکی کی دائی (دودھ پلانے والی کو) شہوت سے ہاتھ لگائے تو اس لڑکی سے نکاح درست نہیں۔ یہ صاحب کہتے ہیں کہ دس سال پہلے ان کی بیوی کی دائی کے دماغ میں کچھ خلل واقع ہو گیا تھا، اس نے ان صاحب کو پکڑ لیا تھا اور ان کو شہوت بھی ہو گئی تھی، پھر اس دائی سے ہاتھ چھڑا کر بھاگے۔ اس صورت میں کیا کریں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

اگر خرابیِ دماغ کی حالت میں اس عورت نے ان کو پکڑا، جس سے ان کو شہوت ہوگئی؛ مگر یہ فوراً ہاتھ چھڑا کر بھاگ گئے تو اس سے ان کی بیوی حرام نہیں ہوئی۔(۵) ہاں! اگر عورت نے شہوت سے ہاتھ پکڑا تھا اور اس کی شہوت میں اس پکڑنے سے اضافہ ہو گیا تو پھر ان کی بیوی ان پر حرام ہوگئی،(۶) اب اس سے تعلق زوجیت ختم کر دیں؛ بلکہ صاف

---

(۱) ”ورأيت في الخانية: رجل زفت إليه غير إمرأته، ولم يكن رآها قبل ذلک، فوطئها، كان عليه المهر، ولا حد فيمن وطء من زفت إليه. (فتاویٰ قاضی خان: ۲٦/٤، سعيد)

(۲) قال الله تعالىٰ: ﴿ومن يعمل سوء أويظلم نفسه، ثم يستغفر الله، يجد الله غفوراً رحيماً﴾ سورة النساء: ۱۱۰) فالواجب علىٰ كل مسلم أن يتوب إلى الله حين يصبح وحين يمسى. (تنبيه الغافلين، ص: ٦٠، باب آخر من التوبة، مكتبة حقانية پشاور)

”واتفقوا أن التوبة من جميع المعاصي واجبة على الفور لايجوز تأخيرها، سواء كانت المعصية صغيرةً أو كبيرةً، إلخ“. (شرح النووي علىٰ الصحيح لمسلم، كتاب التوبة: ۳٥٤/۲، قديمی)

(۳) ”وبحرمة المصاهرة لايرتفع النكاح، حتىٰ لايحل لها التزوج بأخر إلا بعد المتاركة وقد علمت أن النكاح لايرتفع بل يفسد، وقد صرحوا في النكاح الفاسد بأن المتاركة لاتتحقق إلا بالقول، إن كانت مدخولاً بها كتركتک أوخليت سبيلک، إلخ“. (الدر المختار مع رد المحتار، فصل في المحرمات: ۳۷/۳، كتاب النكاح، سعيد)

(۵) (وفي المس لا) تحرم (مالم تعلم الشهوة)“. (الدر المختار، فصل في المحرمات: ۳٦/۳، سعيد)

(۶) ”والعبرة للشهوة عند المس والنظر، لابعد هما، وحدها فيهما تحرک آلته أوزيادته، آه“. (الدر المختار، فصل في المحرمات: ۳۳/۳، كتاب النكاح، سعيد)

لفظوں میں طلاق دے دیں۔(۱) یہ حکم اس وقت ہے کہ اس دائی نے ان کی بیوی کو ایام رضاعت میں دودھ پلایا ہو اور وہ عورت دائی بیان کرے کہ اس نے شہوت سے ان کو پکڑا تھا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیو بند۔(فتاویٰ محمودیہ:۱۱/۴۲۱)

شہوت سے چھونے سے حرمت ثابت ہوتی ہے، صرف صورت دیکھنے سے نہیں:

سوال: ایک شخص کو ایک عورت سے پاک محبت تھی، اس کی لڑکی سے نکاح کی گفتگو ہوئی، جس کی وجہ سے محبت میں اضافہ ہو گیا اور کبھی کبھی وہ اس عورت کو پیار بھی کر لیتا تھا اور نظر بالشہوت بھی ہو جاتی تھی، ایسی صورت میں اس کی لڑکی سے نکاح جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

پیار اور چھونا بدن کا اگر شہوت کے ساتھ ہو تو اس سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے اور اس کی لڑکی سے نکاح اس شخص کا درست نہیں ہے اور اگر مس بالشہوۃ نہیں ہوا تو اس کی لڑکی سے نکاح درست ہے اور نظر کرنا شہوت کے ساتھ اس وقت موجب حرمت ہے کہ فرج داخل کو شہوت کے ساتھ دیکھے، ورنہ نہیں۔ درمختار میں ہے:

(وَ) أَصْلُ (مَمْسُوسَتِهِ بِشَهْوَةٍ) ... (وَأَصْلُ مَاسَّتِهِ وَنَاظِرَةٍ إِلَى ذَكَرِهِ وَالْمَنْظُورُ إِلَى فَرْجِهَا) الْمُدَوَّرِ (الدَّاخِلِ) وَلَوْ نَظَرَهُ مِنْ زُجَاجٍ أَوْ مَاءٍ هِيَ فِيهِ (وَفُرُوعُهُنَّ) مُطْلَقًا. (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیو بند: ۷/۳۵۲-۳۵۳)

زنا کا الزام ہے، زانی مزنیہ انکار کرتے ہیں، گواہ صرف ایک شخص ہے، کیا حکم ہے:

سوال: زید و حلیمہ پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ یہ آپس میں زنا کرتے ہیں، اس واسطے دختر حلیمہ کی زید پر حرام ہو چکی ہے؛ لیکن زید و حلیمہ زنا کرنے سے انکار کرتے ہیں، ثبوت میں ایک شخص شہادت دیتا ہے کہ چند دفعہ ایک ہی مکان میں زید و حلیمہ کو شب باشی کرتے ہوئے دیکھا ہے، ایک گواہ بیان کرتا ہے کہ زید و حلیمہ کو بات چیت کرتے ہوئے دیکھا ہے؛ لیکن بچشم خود زنا کرتے ہوئے کسی نے نہیں دیکھا، اس صورت میں حرمت مصاہرت ثابت ہے، یا نہیں؟ ایک شخص کہتا ہے کہ زید نے زنا کا اقرار بھی کیا ہے؟

---

(۱) "فی البزازية: المتاركة فی الفاسد بعد الدخول لاتكون إلا بالقول إن كانت مدخولاً بها... وكتركتك أوخليت سبيلك ... وقال أيضاً: إذهبی وتزوجی، كان متاركة، و الطلاق فيه متاركة". (الدر المختار مع رد المحتار، مطلب فی النكاح الفاسد، باب المهر: ۳/۱۳۳، كتاب النكاح، سعيد)

(۲) الدر المختار علٰی هامش ردالمحتار، فصل فی المحرمات: ۲/۳۸۵، ظفير

ولنا أن المس والنظر سبب داع إلی الوطء فيقام مقامه فی موضع الاحتياط. (الهداية [فصل فی بيان المحرمات: ۱/۱۸۸، دار إحياء التراث العربی بيروت، انيس] ظفير)

واستدل لذلک فی الفتح بالأحاديث والآثار عن الصحابة والتابعين. (ردالمحتار، فصل فی المحرمات: ۲/۳۸۵، ظفير)

الجواب

قرائن مذکورہ جو بیان کئے جاتے ہیں، ان سے زنا کا ثبوت نہیں ہوسکتا، البتہ اقرار زید کا اگر دوگواہ عادل مسلمانوں سے ثابت ہوجاوے تو موجب حرمت مصاہرت ہے؛ یعنی بعد اس اقرار کے زید کا نکاح حلیمہ کے ساتھ جائز نہیں ہے اور اقرار زنا کے بعد زید کا انکار اس کے حق میں معتبر نہیں ہے، جیسا کہ درمختار میں خلاصہ [کے حوالہ] سے ہے:

وفی الخلاصة: قیل له: ما فعلت بأم امرأتک، فقال: جامعتها، تثبت الحرمة، ولا یصدق أنه کذب ولو هازلا. (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۵۳/۷)

جس نابالغہ کو شہوت سے چھوا، اس کی ماں سے نکاح جائز ہے، یا نہیں:

سوال: ایک شخص بالغ ایک نابالغ لڑکی کو سلا رہا تھا اور شہوت سے اس کو پکڑا تو اس شخص کا نکاح اس کی ماں سے جائز ہے، یا نہ؟

الجواب

اگر وہ لڑکی نو برس کی ہے، یا زیادہ کی اور اس کو مس بالشہوۃ کیا ہے، تو اس کی ماں سے نکاح صحیح نہیں ہے۔

هٰذا إذا کانت حیة مشتهاة. (الدرالمختار)

(قوله: مشتهاة) سیأتی تعریفها بأنها بنت تسع فأکثر. (شامی) (۲)

اور اگر وہ لڑکی نو برس کی عمر سے کم ہے، تو اس کی ماں سے نکاح جائز ہے۔

وبنت سنها دون تسع لیست بمشتهاة. (الدرالمختار) (۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۶۷/۷-۳۶۸)

جس ہندو عورت سے زنا کیا ہے، اس کی مسلمان لڑکی سے وہ نکاح نہیں کرسکتا:

سوال: ایک ہندو عورت مزنیہ سے ایک مسلمان مرد کا ناجائز تعلق تھا، پھر اسی عورت کی لڑکی سے جو ہندو شوہر سے پیدا ہوئی، اسی مرد مسلمان کا ناجائز تعلق ہوگیا؛ یعنی جو کہ ہر دو عورت پر زنا کے نام سے محمول کیا جاتا ہے، اگر وہ لڑکی اسلام قبول کرے تو وہ مرد اس لڑکی سے از روئے شریعت نکاح کرسکتا ہے، یا نہیں؟

الجواب

اس لڑکی سے نکاح نہیں کرسکتا؛ کیوں کہ مزنیہ کی دختر ہمیشہ کے لیے زانی پر حرام ہے۔ (کذا فی الشامی عن البحر) (۴) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۶۹/۷)

---

(۱) الدرالمختار علی هامش ردالمحتار، فصل فی المحرمات: ۳۹۰/۲، ظفیر

(۲) ردالمحتار، فصل فی المحرمات: ۳۸۷/۲، ظفیر

(۳) الدرالمختار علٰی هامش ردالمحتار، فصل فی المحرمات: ۳۸۹/۲، ظفیر

(۴) وأراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربع حرمت المرأة علٰی أصول الزانی وفروعه نسباً ورضاعاً وحرمته أصولها وفروعها علی الزانی نسباً ورضاعاً کما فی الوطی الحلال. (ردالمحتار، فصل فی المحرمات: ۳۸٤/۳، ظفیر)

جس کافرہ عورت کوشہوت سے چھوا، اس کی مسلمان لڑکی سے نکاح جائز نہیں:

سوال: ایک مسلم مرد نے کسی غیر مسلم عورت کو بحالت شہوۃ مس کیا ہے، اب وہ مرد اس کی دختر کو مشرف باسلام کر کے نکاح کرنا چاہتا ہے، جائز ہے یا نہ؟

الجواب

درمختار میں ہے:

(وَ أَصلُ (مَمْسُوسَتِهِ بِشَهْوَةٍ) ... (وَأَصْلُ مَاسَّتِهِ وَنَاظِرَةٍ إِلَى ذَكَرِهِ وَالْمَنْظُورُ إِلَى فَرْجِهَا) الْمُدَوَّرِ (الدَّاخِلِ) وَلَوْ نَظَرَهُ مِنْ زُجَاجٍ أَوْ مَاءٍ هِيَ فِيهِ (وَفُرُوعُهُنَّ) مُطْلَقًا .(۱)

اس [فقہی] روایت سے واضح ہے کہ جس عورت کو شہوۃ سے مس کیا جاوے، اس کے اصول؛ یعنی والدہ وغیرہ اور فروع یعنی دختر وغیرہ مس کرنے والے پر ہمیشہ کے لیے حرام ہوجاتی ہیں، اگرچہ وہ عورت جس کو مس کیا ہے، کافرہ ہو، لہٰذا اس صورت میں عورت مذکورہ کی دختر سے نکاح اس شخص کا جائز نہیں ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۶۹/۷-۳۷۰)

مزنیہ کافرہ کی بیٹی سے نکاح جائز نہیں:

سوال: یہاں لندن میں ایک مسلمان مرد کے ایک کافرہ عورت کے ساتھ ناجائز تعلقات تھے، اب وہ شخص توبہ کر کے اس عورت کی مسلمان بیٹی کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہے تو کیا یہ نکاح جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

کسی عورت کو شہوت کے ساتھ چھونا یا اس کے ساتھ ناجائز تعلقات قائم کرنا موجب حرمت مصاہرت ہے، عورت چاہے مسلمان ہو یا کافرہ، اس حرمت کی وجہ سے ممسوسہ کے اصول وفروع چھونے والے پر حرام ہوجاتے ہیں؛ اس لیے صورت مسئولہ میں مسلمان مرد کا نکاح اس ممسوسہ کافرہ کی مسلمان بیٹی سے جائز نہیں۔

قال العلامة الحصكفي: (وَ أَصلُ (مَمْسُوسَتِهِ بِشَهْوَةٍ) ... (وَأَصْلُ مَاسَّتِهِ وَنَاظِرَةٍ إِلَى ذَكَرِهِ وَالْمَنْظُورُ إِلَى فَرْجِهَا) الْمُدَوَّرِ (الدَّاخِلِ) وَلَوْ نَظَرَهُ مِنْ زُجَاجٍ أَوْ مَاءٍ هِيَ فِيهِ (وَفُرُوعُهُنَّ) مُطْلَقًا .(الدر المختار على هامش ردالمحتار: ۳۸۵/۲، فصل في المحرمات)(۲)(فتاویٰ حقانیہ: ۴۱۶/۴)

---

(۱) الدر المختار علیٰ هامش رد المحتار، فصل في المحرمات: ۳۸۵/۲، ظفير

(۲) وفي الهندية: فمن زنى بإمرة حرمت عليه أُمها وإن علت وابنتها وإن سفلت وكذا تحرم المزنى بها علىٰ آباء الزاني وأجداده وإن علو وابنائه وإن سفلوا، كذا في فتح القدير ... كما تثبت هٰذه الحرمة بالوطء تثبت بالمس والتقبيل والنظر إلى الفرج بشهوة، كذا في الذخيرة.(الفتاوىٰ الهندية: ۲۷۴/۱، القسم الثاني في المحرمات بالصهرية)/ومثلهٗ في الهداية: ۲۸۹/۲، كتاب النكاح)

شہوت سے ہاتھ لگایا، پہلے انزال نہ ہوا، دوسری بار ہوگیا، کیا حکم ہے:

سوال: زید نے ہندہ کو شہوت سے ہاتھ لگایا، ہندہ سوئی ہوئی تھی؛ لیکن انزال نہیں ہوا، پھر ایک ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد آ کر ہاتھ لگایا تو انزال ہوگیا، ان دونوں صورتوں میں حرمت مصاہرت ثابت ہوگی، یا نہیں؟

الجواب

اگر بدوں کپڑے کے کھلے ہوئے بدن، یا باریک کپڑے پر شہوت سے ہاتھ لگاوے تو حرمت مصاہرت ثابت ہوجاتی ہے، جیسا کہ پہلی صورت میں ہے اور اگر مس بالشہوۃ کے ساتھ انزال ہوجاوے تو اس سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی ۔(کذا فی الدر المختار)(۱) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۷۴/۷)

دو مرد کی گواہی سے حرمت ثابت ہوجائے گی:

سوال: اگر دو شخص عادل شہادت دیں کہ ہم نے زید کو ہمراہ ہندہ زنا کرتے دیکھا، کیا اس سے حرمت مصاہرت ثابت ہوکر مزنیہ کی دختر زانی پر حرام موافق عبارت عالمگیریہ ہے:

”ومنها الشهادة بغير محدود والقضاء وما يطلع عليه الرجال منها شهادة رجلين أو رجل وامرأتين،إلخ،لقوله تعالى:﴿واستشهدوا شهيدين من رجالكم﴾“.

أوبعبارة الدرالمختار:ولغيرها من الحقوق رجلان أورجل وامرأتان.

یا موافق آیہ کریمہ ﴿**والذين يرمون الحصنات**﴾ (الآية) کے چار مرد کی شہادت ضروری ہے اور نکاح زید بہ دختر مزنیہ جائز ہے؟

الجواب

یہ صحیح ہے کہ حرمت مصاہرت کے اثبات کے لیے دو مرد، یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت مقبول ہے، جیسا کہ **اقرار باللمس والتقبيل عن شهوة،إلخ.**(۲)

اور یہی منشا ہے عبارت عالمگیریہ و درمختار کا؛ مگر صورت مسئولہ میں شہادت زنا کی ہے اور ظاہر ہے کہ وہ ثابت نہیں ہوا؛ بلکہ ایسی صورت میں شہود پر حد قذف جاری ہوتی ہے اور وہ شرعاً کاذب شمار ہوتے ہیں تو جب کہ زنا ثابت نہ ہوا تو حرمت مصاہرت بھی ثابت نہ ہوگی؛ کیوں کہ یہ شہادت حرمت مصاہرت پر نہیں ہے؛ بلکہ زنا پر ہے اور وہ ثابت نہیں اور گواہ جھوٹے قرار پائے۔

---

(۱) **إذا لم ينزل فلو أنزل مع مس أو نظر فلاحرمة به يفتىٰ.(الدرالمختار)**
فلاحرمة؛لأنه بالإنزال تبين أنه غيرمفض إلى الوطء.(الهداية،ردالمحتار،فصل فى المحرمات: ۳۸۶/۲،ظفير)

(۲) **الدرالمختارعلىٰ هامش رد المحتار،فصل فى المحرمات: ۳۹۰/۲،ظفير**

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿لَوْلَا جَائُوا عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ فَأُولَئِكَ عِنْدَ اللَّهِ هُمُ الْكَاذِبُونَ﴾ (الآية) (۱) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۷۴/۷)

کمال الدین کی ماں سے جس نے زنا کیا، اس کی لڑکی سے کمال الدین کی شادی جائز ہے، یا نہیں:

سوال: خلاصہ سوال یہ ہے کہ اگر زنا کرنا فقیر کا کمال الدین کی والدہ سے ثابت ہوجائے تو کمال الدین کا نکاح فقیر کی دختر سے صحیح ہوگا، یا نہیں؟ اور اگر فقیر یہ کہے کہ کمال الدین میرے نطفہ سے ہے تو یہ شرعاً معتبر ہے، یا نہیں؟

الجواب

اگر شہادت شرعیہ یعنی چار عادل گواہوں کی شہادت سے زنا فقیر کا کمال الدین کی والدہ سے ثابت ہوجاوے، تب بھی موافق تصریح بحر وغیرہ کے کمال الدین کا نکاح فقیر کی دختر سے شرعاً صحیح ہے؛ کیوں کہ زانی کی فروع مزنیہ کی فروع کے لیے حرام نہیں ہے۔

کما في الشامي عن البحر: ویحل لأصول الزاني وفروعه أصول المزني بها وفروعها، إلخ. (شامی: ۲۷۹/۲) (۲)

اور فقیر کا یہ اقرار کہ کمال الدین میرے نطفہ سے ہے، شرعاً معتبر نہیں ہے۔

لقوله علیه الصلاة والسلام: الولد للفراش و للعاهر الحجر. (۳)

لہٰذا فقیر کے اس اقرار کا کچھ اعتبار نہیں ہے اور فقیر کے اس قول کی وجہ سے کمال الدین پر دختر فقیر حرام نہ ہوگی؛ کیوں کہ یہ قول فقیر کا بوجہ معارض ہونے نص مذکورہ کے لغو اور باطل ہے، البتہ اگر کمال الدین کا زنا، یا مس بالشہوۃ اور بوس وکنار فقیر کی زوجہ سے ثابت ہوجاوے شہادت معتبرہ سے، یا اقرار کمال الدین سے تو پھر کمال الدین کا نکاح دختر فقیر سے جائز نہ ہوگا۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۷۵/۷-۳۷۶)

لڑکی کی والدہ سے زنا کے بعد لڑکا سے نکاح کرنا:

سوال: مسمی عبدالوحید کی لڑکی دلربا کی شادی عرصہ ۷، ۸/ سال ہوئے حقیقی بھتیجا عبدالرشید خان سے ہوئی اور تقریباً ڈیڑھ سال سے لڑکی اس بنیاد پر اپنے شوہر کے یہاں نہیں جاتی کہ عبدالرشید نے یہ طعنہ دیا کہ میں نے تیری ماں کو اپنی بیوی بنا کر رکھا، اس امر کی تصدیق کی گئی کہ عبدالرشید خان نے اپنی ساس یعنی چچی سے ناجائز تعلق رکھے تھے تو معلوم ہوا کہ شادی سے قبل واقعی عبدالرشید خان نے ساس سے زنا کیا۔ آپ تحریر فرمائیں کہ دلربا کا نکاح درست ہوا، یا

---

(۱) سورة النور: ۲٤، ظفیر

(۲) ردالمحتار، فصل في المحرمات: ۳۸٤/۲، ظفیر

(۳) مشكاة المصابيح، باب اللعان، ص: ۲۸۷، ظفیر

نہیں؟ یا معلوم ہونے پر نکاح ساقط ہوگیا؟ عبدالرشید سے طلاق دینے کو کہتے ہیں تو وہ آمادہ نہیں ہے اور لڑکی شوہر کے یہاں جانے کو تیار نہیں۔

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

اگر عبدالرشید کو اس کا اقرار ہے کہ اس نے دلربا کی والدہ کے ساتھ زنا کیا ہے تو اس کا نکاح دلربا سے صحیح نہیں ہوا، یہ نکاح باطل ہوا طلاق دلوانے کی حاجت نہیں۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۴/۶/۱۳۸۸ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۱/۳۵۴)

زانی اپنے ناجائز لڑکے کی بیوی سے طلاق کے بعد نکاح کرسکتا ہے، یا نہیں:

سوال(۱) مسمی شیر محمد کا مسماۃ روشن ایک عورت سے بلا نکاح ناجائز تعلق تھا، اس حالت میں اس کے بطن سے باقر نامی لڑکا پیدا ہوا، بعد ازاں شیر محمد مذکور کا ایک دوسری عورت مسماۃ نشان کے ساتھ بلا نکاح ناجائز تعلق ہوا، پھر باقر کا دوسری عورت مسماۃ نشان کے ساتھ نکاح ہوا، بدیں وجہ شیر محمد اور باقر کے درمیان جب جھگڑا ہوا تو باقر سے طلاقیں لی گئیں، بعد انقضائے عدت شیر محمد اس مزنیہ مسماۃ نشان کا نکاح کرنا چاہتا ہے۔ آپ از روئے شرع شریف مطابق اہل سنت والجماعۃ فتویٰ دیں کہ شیر محمد کا مسماۃ روشن کے ساتھ نکاح نہ ثابت ہونے کی صورت میں مسماۃ نشان کے ساتھ نکاح ہوسکتا ہے، یا نہیں؟

(۲) روشن کے عدم نکاح کا فیصلہ دینے کے لیے شریعت غراء میں کس ثبوت کی ضرورت ہے؛ کیوں کہ اہل بصیر پور کو نکاح، یا عدم نکاح کا کوئی پتہ نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ وہ باہر شہر سے کچھ عرصہ لیے پھر اور بصیر پور میں نکاح نہیں ہوا۔ نیز یہ عرض ہے کہ شیر محمد پر جب ناجائز تعلق کرنے کے الزام پر مقدمہ کیا گیا تو حاکم کے روبرو شیر محمد اور روشن نے اپنے نکاح کا اعتراف کیا تھا، اس کا جواب شیر محمد یہ دیتا ہے کہ میں نے جھوٹ بولا تھا۔

(المستفتی: ۲۳۴۲، محمد شریف بصیر پور، منٹگمری، ۲۶/ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ، مطابق ۲۶/جون ۱۹۳۸ء)

الجواب ــــــــــــــــــــ

جس طرح مسماۃ نشان باقر کے لیے حرام تھی؛(۲) اسی طرح وہ اب شیر محمد کے لیے (۳) حرام ہوگئی۔(۴) ثبوت النسب کے باب میں اگرچہ باقر کا نسب شیر محمد سے ثابت نہ ہو؛ مگر ثبوت حرمت نکاح میں اس کی ابنیت معتبر ہوگی۔

(۱) "ولو أقر بحرمة المصاهرة يؤاخذ به ويفرق بينهما، والإصرار على الإقرار ليس بشرط، حتى لو رجع عن ذلك، فقال: كذبت، فالقاضي لا يصدقه، ولكن فيما بينه وبين الله تعالى، إن كان كاذباً فيما أقر، لا تحرم عليه امرأته". (الفتاوى الهندية، كتاب النكاح، القسم الثاني: المحرمات بالصهرية و ما يتصل بذلك: ۱/ ۲۷۶، رشيديه)

(۲) حرمت المرأة على أصول الزاني وفروعه نسبًا ورضاعًا. (رد المحتار، فصل في المحرمات: ۳/ ۳۲، سعيد)

(۳) بوجہ موطوئۃ الابن ہونے کے۔

(۴) وحرم بالمصاهرة بنت زوجته الموطوئة وأم زوجته وإن لم توطأ وزوجة أصله و فرعه مطلقًا. (الدر المختار، كتاب النكاح، فصل في المحرمات: ۳/ ۳۰، سعيد)

اگر شیر محمد پہلے اپنے اور روشن کے نکاح کا اعتراف کر چکا ہے تو اب اس کا انکار باقر کے نفی نسب کے حق میں قبول نہیں ہوگا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی (کفایت المفتی: ۱۸۲/۵)

نابالغ لڑکے اور لڑکی نے ایک دوسرے کو شہوت سے چھولیا تو حرمت ثابت نہیں ہوئی:

سوال: بکر کی عمر تقریباً آٹھ سال اور عابدہ کی تقریباً ۹ر سال۔ ایک روز عابدہ کو بدخیال آیا اور عابدہ نے بکر کو بدفعلی کی طرف بلایا۔ دونوں مباشرت کے لیے آمادہ تھے، اتنے میں ایک اجنبی شخص کے آنے سے بالفعل زنا تو نہیں ہوا، لیکن مس ونظر الی الفرج البتہ ہوا، برسوں گزر گیا، بکر عابدہ کی بیٹی آمنہ سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ نکاح جائز ہوگا، یا ناجائز؟ واضح رہے کہ اس وقت بکر بالغ ہونا تو درکنار قریب البلوغ بھی نہیں ہوا تھا، وہ یقیناً اس واقعہ کے چند برس بعد بالغ ہوا اور عابدہ بھی اس وقت بالغہ نہیں تھی، اس کے دوسال بعد بالغہ ہوئی۔

(المستفتی: ۲۶۲۶، محمد ارشاد علی صاحب ۲۴ر پرگنہ بنگال، ۲۷ر جمادی الاول ۱۳۵۹ھ، مطابق ۴ر جولائی ۱۹۴۰ء)

الجواب

آٹھ سال کی عمر کا لڑکا یقیناً مراہق نہیں، پس اگر لڑکی جس کی عمر تقریباً ۹ر سال کی لکھی ہے، مراہقہ بھی ہوتا ہم لڑکے کے غیر مراہق ہونے کی وجہ سے ان دونوں کے باہمی مساس ونظر سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوئی۔ (۱) پس صورت مسئولہ میں عابدہ کی لڑکی سے بکر کا نکاح جائز ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی (کفایت المفتی: ۱۸۳/۵)

حرمت مصاہرت میں مراہق مثل بالغ کے ہے:

سوال: کیا حکم ہے، اس صورت میں کہ زید وہندہ حالت مراہقت میں مرتکب دواعی شہوت مثل تقبیل ومباشرت فاحشہ وغیرہ ہوئے، صحبت نہیں ہوئی، بعد بلوغ زید کا نکاح زاہدہ سے اور ہندہ کا نکاح عزیز الدین سے ہوا، زید کے بطن زاہدہ سے ساجدہ متولد ہوئی اور ہندہ کے صلب عزیز الدین سے محمد حسن، زید کی اولاد کے ہمراہ زاہدہ کا شیر میمونہ نے حالت طفولیت میں پیا، اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ محمد حسن کا نکاح جو کہ ہندہ سے ہے ساجدہ دختر زید سے، یا میمونہ رضیعہ زید سے ہوسکتا ہے، یا نہیں؟ حالت مراہقت میں دواعی شہوت سے مصاہرت ثابت ہوئی، یا زنا شرط ہے؟ امید کہ سند کتاب درج فرمائی جائے، ضرورت ہے؟

---

(۱) فلو جامع غير مراهق زوجة أبيه لم تحرم. (الدر المختار)

وفي الشامية: التعليل بعدم الاشتهاء يفيد أن من لايشتهى لا تثبت الحرمة بجماعة. (ردالمحتار، كتاب النكاح، فصل في المحرمات: ۲۷٤/۳، ماجدية)

الجواب

☆چوں کہ حرمت مصاہرت میں مراہق کا حکم مثل بالغ کے ہے۔

كما في رد المحتار عن فتح القدير: مس المراهق كالبالغ وفي البزازية المراهق كالبالغ حتىٰ لو جامع امرأته أو لمس بشهوة تثبت حرمة المصاهرة، آه. (رد المحتار: ۲/۴٦۱)(۱)

اس لیے محمد حسن اور ساجدہ نسب ومصاہرت سے اور محمد حسن اور میمونہ رضاع ومصاہرت سے باہم بھائی بہن ہیں اور تناکح ان میں درست نہیں۔(۲)

۲۵/ذی الحجہ ۱۳۳۱ھ (تتمہ دوم، ص:۱۰۱) (امداد الفتاویٰ جدید: ۲/۳۰۸-۳۰۹)

عدم ثبوت مصاہرت:

سوال: زید کو ہندہ کے ساتھ ایک عورت نے متہم کیا، زید رات میں روشنی گل کر کے جس جگہ ہندہ سوتی ہے، آتا ہے؛ مگر عورت مذکورہ نے زید کو ہندہ کے ساتھ کسی فعل ناجائز کا مرتکب نہیں پایا، محض شبہ بیان کیا، جب زید کی لڑکی نے یہ بات سنی عورت مذکورہ کو شور وغل سے باز رکھا اور خود لڑکی مذکورہ کو تشویش پیدا ہوئی کہ آیا زید واقعی ہندہ کے ساتھ کسی امر ناجائز کا مرتکب ہے، یا عورت نے محض شک سے متہم کیا ہے اور لڑکی مذکورہ نے شک کی وجہ سے ہندہ کو لعنت وملامت کیا اور تاکید کیا کہ اب جب زید تیرے پاس شب کو آئے تو شور کر، چناں چہ ہندہ نے ویسا ہی کیا کہ ایک روز بآواز بلند کہا کہ دیکھو، زید میرا پیر پکڑتا ہے، اس آواز بے وجہ سے بنت زید کی آنکھ کھل گئی اور کیا دیکھا کہ زید ہندہ کے سونے کی جگہ سے ایک دوگز کے فاصلے سے جارہا ہے، جو کچھ ظاہری حالت تھی عرض کیا، باقی باطنی حالت اللہ خوب جانتا ہے، آیا ان واقعات معروضہ سے حرمت مصاہرت ثابت ہوگی، یا نہیں؟ ''واضح رہے کہ زید نابینا ہے'' اور ابن زید کا نکاح ہندہ کے ساتھ درست ہوگا، یا نہیں؟ خود زید نے ہی ہندہ کے ساتھ اپنے لڑکے عمرو کی منگنی بھیجا ہے، واضح رائے عالی ہو کہ عمرو بن زید اور اب ہندہ کو ان واقعات کی خبر نہیں اور نہ کوئی شخص خبر دینا چاہتا ہے؛ کیوں کہ اس میں بڑی بدنامی کا خوف ہے اور نہ کوئی گواہ معتبر موجود ہے سوائے بنت زید کے؛ کیوں کہ جس عورت نے اولاً متہم کیا تھا، اس کا انتقال ہوگیا، باقی رہی بنت زید فقط حرمت مصاہرت زنا سے امام شافعی کے یہاں ثابت نہیں، یہ قول امام شافعی صاحب علیہ الرحمہ کا کیسا ہے؟

☆ یہ جواب بعض روایات کے موافق ہے، جس میں احتیاط کی جانب لی گئی ہے، بعض روایات دیگر کے موافق جواب یہ ہے: محمد حسن اور ساجدہ کا نکاح درست ہے؛ کیوں کہ مزنیہ کا رضاع حکم نسب میں نہیں، صفحہ: ۲۱۵ ملاحظہ ہو۔

(۱) ردالمحتار، فصل في المحرمات: ۳/۳۵، دارالفکر بیروت، انیس

(۲) جب ابن زوجہ کا نکاح بنت زوج سے بالاتفاق بلا شبہ درست ہے تو ابن مزنیہ کا نکاح بنت زانی اور رضیعہ زانی سے بطریق اولیٰ صحیح ہوگا۔ رشید احمد عفی عنہ

الجواب

اگر ہندہ اس وقت نو سال سے کم تھی، تب تو حرمت مصاہرۃ ثابت نہ ہوگی۔

في الدرالمختار: بنت سنهادون تسع ليست بمشتهاة، به يفتى.(۱)

اور اگر نو سال سے زائد تھی تو زید سے اور ہندہ سے دریافت کیا جائے، اگر ایک بھی کہے کہ اس وقت مجھ کو شہوت تھی، تو حرمت مصاہرۃ ثابت ہوگی۔

في الدرالمختار: تكفي الشهوة من أحدهما.(۲)

اور اگر دونوں شہوت کے منکر ہوں اور بجز مس قدم کے اور اگر کوئی اور بات نہ ہوئی ہو تو حرمت مصاہرت ثابت نہ ہوگی۔

في الدرالمختار: وفي المس لاتحرم ما لم تعلم الشهوة.(۳)

اور اگر کوئی اور بات بھی مرد کے یا عورت کے بیان سے معلوم ہو تو اس کے متعلق دوبارہ استفسا کرنا چاہیے اور امام شافعیؒ کے مذہب کی تحقیق کا یہ موقع نہیں ہے۔ واللہ اعلم

۵/ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۵ھ (امداد: ۲/ ۴۱)

تنبیہ: امداد الفتاویٰ: ۲/ ۴۱ میں مسئلہ عدم ثبوت مصاہرت، الخ، کا ہے، اس میں اتنا سمجھ لینا چاہیے کہ اگر مس سے انزال ہو گیا تو حرمت مصاہرۃ ثابت نہ ہوگی۔

(تتمہ ثالثہ، ص: ۲۳۳) (امداد الفتاویٰ جدید: ۲/ ۳۱۰)

نابالغ بچہ کے ساتھ بالغہ عورت نے صحبت کی تو حرمت مصاہرت ثابت ہوئی، یا نہیں:

سوال: کودکے ہشت سالہ بود یا نہ سالہ بود زنے بالغہ او را اغلانیدہ اندرون خانہ بردہ یلاج کنانیدہ آن طللک اکنون جوان شدہ است وابزبان خود مقراست کہ مرازنے بہ بہانہ اندخانہ بردہ بود وآلت گرفتہ مرا درفرج خود داخل کردہ بشہوت خود زائل کنانید، اکنوں دختر آن زن درعقد آں مقر شرعاً آید یا نہ۔ حرمت مصاہرت باشد، یا نہ؟ بینواوتوجروا۔

الجواب

قال في الدرالمختار، في فصل المحرمات: فلو جامع غيرمراهق زوجة أبيه لم تحرم.

وفي الشامي: (قوله فلو جامع غيرمراهق، إلخ) الذي في الفتح: حتٰى لوجامع إبن أربع سنين زوجة أبيه لا تثبت الحرمة، قال في البحر: وظاهره اعتبار السن الآتي في حد المشتهاة أعني تسع سنين، قال في النهر: وأقول: التعليل بعدم الاشتهاء يفيد أن من لايشتهى لاتثبت الحرمة بجماعه

(۱) الدرالمختار علٰى رد المحتار: ٤/ ١١٤، ط: الرياض، انيس

(۲) الدرالمختار: ٤/ ١١٣، ط: الرياض، انيس

(۳) الدرالمختار علٰى هامش رد المحتار: ٤/ ١١٣، ط: الرياض، انيس

ولا خفاء أن ابن تسع عار من هٰذا بل لابد أن يكون مراهقاً، ثم رأيته في الخانية: قال الصبي الذي يجامع مثله كالبالغ، قالوا: وهو أن يجامع ويشتهي وتستحي النساء من مثله، وهو ظاهر في إعتبار كونه مراهقاً لا إبن تسع.

إلا أن قال: فتحصل من هٰذا أنه لابد في كل منهما من سن المراهقة وأقله للأنثىٰ تسع وللذكر إثناء عشر؛ لأن ذلك أقل مدة يمكن سبباً للولد أو المس الذي يكون سبباً لهٰذا الوطء ولايخفى أن غير المراهق منهما لايتأتى منه الولد.(۱)

ازیں روایات معلوم شد کہ کودکے ہشت ونہ سالہ مراہق نیست اگر زنے بالغہ ذکر اودر فرج خود داخل کند حرمت مصاہرت ثابت نہ شودلہذا نکاح کودک نابالغ غیر مراہق بادختر زن مذبورہ جائز وصحیح خواہد شد؛ لیکن احوط ایں ست کہ نکاح ایں ہر دو نہ کردہ شود۔ واللہ تعالیٰ اعلم (امداد المفتین:۲/۴۶۶)

حرمتِ مصاہرت کی ایک صورت:

سوال(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسمی پیر جان ہمراہ زوجہ خود مسماۃ ہندہ چندن اتفاقیہ آبادرہا، چنانچہ مذکورہ سے دولڑکیاں پیدا ہوئیں۔ بعدہ جب پیر جان نے دوسری شادی کہ تو ہندہ نے ان سے بھاگنا شروع کیا، جس میں اس بات کا چرچا پھیلا کہ پیر جان کا بھائی مسمی جموں خان شرارت کرتا ہے؛ اس لیے ہندہ بھاگتی ہے اور روپوش ہوجاتی ہے، اگرچہ فی الواقع جموں خان کی شرارت ضروری ہے؛ لیکن نہ کبھی ہندہ کو لے کر بھاگا اور نہ اس کے ساتھ کبھی روپوش ہوا، اس اثنائے مخالفت فی مابین زوجین میں ہندہ کے بطن سے ایک لڑکا علی اختر خان پیدا ہوا، جس کی نسبت ولدیت کا پیر جان قائل ہے کہ علی اختر میرا ہی بیٹا ہے۔

جب علی اختر سال، یا ڈیڑھ سال کی عمر کا ہوا تو اس کی والدہ ہندہ مذکورہ کو پیر جان نے طلاق دے دی، بعد انقضائے عدت ہندہ کے ساتھ جموں نے نکاح کرلیا۔ اب جموں خان کی لڑکی دوسری زوجہ مسماۃ فاطمہ کے بطن سے ہے، اس کے ساتھ علی اختر خاں نکاح کرنا چاہتا ہے، مذکورہ کے لیے وہ لڑکی شرعاً درست ہے، یا نہیں؟

(۲) بوجہ قواعدِ فقہیہ صورت ہذا میں حرمتِ مصاہرت یہاں ثابت ہوتی ہے، یا نہیں؟

(۳) اور وہ جو فتح القدیر میں مرقوم ہے کہ کسی شخص نے منکوحہ غیر باکرہ بالغہ کو حبس کرلیا تو بحالتِ حبس مذکور سے جو اولاد پیدا ہوئی تو اس کی نسبت ولدیت بطرفِ حابس منسوب ہے تو صورت مسئولہ میں یہ وجہ صادق آسکتی ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً ومصلیاً

صورتِ مسئولہ میں علی اختر خان کا نسب مسمیٰ پیر جان ثابت ہے، مسمی جموں خاں سے ثابت نہیں۔

---

(۱) انظر: رد المحتار مع الدر المختار، کتاب النکاح: ۴/۱۱۱، ط: الریاض، انیس

"قال أصحابنا: في ثبوت النسب ثلٰث مراتب: أحدهما النكاح الصحيح، وما هو في معناه من النكاح الفاسد، والحكم فيه أنه يثبت النسب من غيره دعوة ولاينتفي بمجرد النفي، وإنما ينتفي باللعان، فإن كان ممن لايلا عن بينهما، لاينتفي نسب الولد، كذا في المحيط". (الفتاویٰ الهندية، الباب الثاني عشر في ثبوت النسب، كتاب الطلاق) (۱)

لہٰذا جموں خان کی دوسری زوجہ کی لڑکی علی اختر کا نکاح شرعاً درست ہے۔

"وأما بنت زوجة أبيه أو إبنه فحلال". (الدر المختار على الشامي، مصري، كتاب النكاح، فصل في المحرمات) (۲)

اس حرمتِ مصاہرت کا اثر جموں خان کی لڑکی اور پیر جان کے لڑکے پر نہیں پڑے گا؛ بلکہ مسماۃ ہندہ کے اصول وفروع جموں خان پر حرام ہوجائیں گے۔ (۳)

فتح القدیر کی عبارت مع حوالہ صفحہ وباب ومطبع کتاب نقل کی جائے، تب اس کے متعلق کچھ لکھا جا سکتا ہے۔ سوال میں جو عبارت ہے، فتح القدیر کی نہیں ہے، خدا جانے وہاں کس عبارت کا یہ مطلب سمجھ لیا گیا۔ سوال میں جو عبارت کا یہ مطلب سمجھ لیا گیا اور اس مطلب پر بھی صورتِ مسئولہ منطبق نہیں ہوتی؛ کیوں کہ اس میں "بکر" کی قید ہے اور ہندہ بکر نہیں، جیسا کہ سائل نے خود اقرار کرلیا کہ "چناں چہ مذکورہ سے دولڑکیاں پیدا ہوئیں"۔

دوسرے اس میں حبس کی قید ہے اور صورت مسئولہ جموں نے ہندہ کو حبس نہیں کیا، جیسا کہ سائل نے لکھا ہے کہ "لیکن نہ کبھی ہندہ کو لے بھاگا اور نہ کبھی اس کے ساتھ روپوش ہوا" پھر تعجب ہے کہ فتح القدیر کی کس عبارت کے اس مطلب کو سامنے رکھتے ہوئے بھی علی اختر کے متعلق کیسے شبہ ہوا کہ اس کا نسب جموں خان سے ثابت ہوکر جموں کی لڑکی سے جو کہ دوسری زوجہ سے ہے، جائز نہ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ ۲/ رجب ۱۳۵۴ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۵/ رجب ۱۳۵۴ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۱/ ۳۵۷)

زانی کے انتقال کے بعد اس کی بیوی سے مزنیہ کی اولاد کا نکاح:

سوال: زید نے ہندہ سے زنا کیا تھا، ہندہ عمر کی منکوحہ تھی، پھر زید مر گیا، اس کے مرنے کے بعد ہندہ کے لڑکے نے جو عمر کے نطفہ سے تھا، زید مذکور کی بیوی سے نکاح کیا، کیا شرعاً یہ نکاح درست ہے؟

---

(۱) الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق، الباب الخامس عشر في ثبوت النسب: ۱/ ۵۳۶، رشيديه

(۲) الدر المختار، كتاب النكاح، فصل في المحرمات: ۳/ ۳۱، سعيد

"لا بأس بأن يتزوج الرجل امرأة ويتزوج إبنه ابنتها أو أمها، كذا في محيط السرخسي". (الفتاویٰ الهندية، القسم الثاني: المحرمات بالصهرية، وما يتصل بذلك: ۱/ ۲۷۷، رشيدية)

(۳) قال العلامة ابن نجيم المصري رحمه الله: الثاني المحرمات بالمصاهرة، وهن فروع نسائه المدخول بهن وأصولهن وحلائل فروعه وحلائل أصوله" (البحر الرائق، فصل في المحرمات: ۳/ ۱۶۳، رشيديه)

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

اس زنا سے عمر کے لڑکے اور زید کی بیوی میں کوئی حرمت کا تعلق نہیں ہوا، لہذا یہ نکاح درست ہے۔(۱) فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۹/۱۲/۱۳۵۳ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف، ۲۲/ ذی الحجہ/۱۳۵۳ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۱/۳۵۸)

حرمتِ مصاہرت دعوائے زنا سے:

سوال: مسئلہ دریافت طلب ہے، جس کے واقعات حسب ذیل ہیں:

مسماۃ بوندی بیوہ تھی، اس کا نکاح ثانی زید سے ہوگیا، ہر دو کی عمر بیس اور پچیس سال ہے، بعد نکاح معلوم ہوا کہ مرد خراب ہے، نکاح ہوکر عورت خاوند کے یہاں دو سال سے کم رہی ہوگی، عورت مسماۃ بوندی کے ایک لڑکی بھی پیدا ہوئی ہے، جو زندہ ہے، جس کی عمر تیرہ ماہ ہے اور ہمیشہ ان کے وہاں تکرار رہا۔ اب عورت مسماۃ بوندی اپنے باپ کے یہاں آ گئی ہے، جب اس کے لینے کو سسرال کے لوگ گئے تو وہ کہتی ہے کہ میرا مالک تو بالکل خراب ہے، عورت کے قابل نہیں تو کیا مجھے میرے خسر کے ساتھ بھیج رہے ہو اور میرا خسر ہی مجھ کو خراب کرتا ہے اور چند مرتبہ میرے خسر نے مجھ کو خراب کیا ہے؛ یعنی مجھ سے بہت مرتبہ صحبت مباشرت کی ہے، میں ان کے یہاں نہیں جاؤں گی۔ گواہ ایسے واقع کے کوئی نہیں چشم دید، صرف مسماۃ بوندی کا بیان ہے اور ظاہر واقعات بھی واقع کی تائید کرتے ہیں۔ ایسی صورت میں مسماۃ بوندی کو طلاق ہوسکتی ہے، یا نہیں؟ وہ اپنا نکاح ثانی کرسکتی ہے، یا نہیں، اس کا نکاح فسخ ہوگیا، یا نہیں؟ مکمل مطلوب ہے۔

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

اگر زید کو مسماۃ بوندی کے اس کہنے کا یقین ہے اور اس کی تصدیق کرتا ہے تو شرعاً مسماۃ بوندی زید پر حرام ہوگئی، زید پر واجب ہے کہ مسماۃ بوندی سے متارکت کرلے؛ یعنی اس کو کہہ دے کہ میں تجھے چھوڑ چکا، یا طلاق دے دے اور ہمیشہ کے لیے اس سے علاحدہ ہو جائے، اس کے بعد عدت گزار کر مسماۃ بوندی کسی دوسری جگہ شریعت کے موافق نکاح کرلے، اگر زید کو مسماۃ بوندی کے کہنے کا یقین نہیں؛ بلکہ وہ اس کی تکذیب کرتا ہے تو پھر حرمت نہیں ہوئی بدستور دونوں شوہر اور بیوی ہیں۔(۲)

---

(۱) قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وأحل لکم ما وراء ذلکم﴾(سورۃ النساء: ٢٤)
"أی ما عدا من ذکرن من المحارم، هن لکم حلال" (تفسیر ابن کثیر: ٤٧٤/١، سهیل اکیڈمی، لاهور)
"أی أبیح لکم من النساء سوی ما حرم علیکم" (التفسیر المنیر: ٦/٥، دار الفکر، بیروت)
قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وأحل لکم ماوراء ذلکم﴾ أی ما سوی المحرمات المذکورات فی الآیات السابقة" (التفسیر المظهری: ٦٦/٢، حافظ کتب خانة)

(۲) رجل تزوج امرأة علٰی أنها عذراء، فلما أراد وقاعها، وجدها قد افتضت، فقال لها: من افتضک؟ فقالت: أبوک، إن صدقها الزوج، بانت منه ولا مهر لها، وإن کذبها فهی امرأته، کذا فی الظهیریة". (الفتاویٰ الهندیة، القسم الثانی: المحرمات بالصهریة، وما یتصل بذلک: ٢٧٦/١، رشیدیة)

"يحرم كل من الزاني والمزنية علٰى أصل الآخر وفرعه،آه". (شامی)(۱)

"وبحرمة المصاهرة لايرتفع النكاح حتٰى لايحل لها التزوج بآخر إلابعد المتاركة وإنقضاء العدة، آه". (الدرالمختار)(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۳۰/۱۱/۱۳۵۸ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۳۰/۱۱/۱۳۵۸ھ۔

صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۳۰/۱۱/۱۳۵۸ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۱/۳۶۱)

حرمتِ مصاہرت کے اقرار سے رجوع:

سوال: آج سے ۴/ سال پہلے صبرو بیگم زوجہ حسین خان نے اپنے شوہر حسین کی زندگی میں جب حسین خان کہیں دوسری جگہ مزدوری کرنے گیا ہوا تھا، صبرو بیگم نے اپنے دیور مسمی سموں خان کے برخلاف علاقہ کے قاضی صاحب وغیرہ معتبرانِ علاقہ سے اپنے چند کسان گواہوں کی موجودگی میں یہ دعویٰ پیش کیا کہ میرے دیور سموں خان نے آج رات مجھ پر ہاتھ ڈالا اور مجھے پکڑا اور میرے ساتھ زنا بالجبر کیا ہے۔ قاضی صاحب نے مسماۃ صبرو بیگم کے بیانات سن کر یک گونہ افہام وتفہیم کی اور معاملہ کی تدارک رئیسِ علاقہ راجہ اللہ داد خان کے سپرد کی اور اس رات کو سموں خان اپنے گھر سے بھاگ کر چلا گیا، اطلاع پانے پر حسین خان شوہر صبرو بیگم گھر واپس آ گیا؛ یعنی بیوی کو اس دعویٰ پر سچا جان کر معتبر ان علاقہ سے شکایت کی کہ آپ نے میری بیوی کی تدارک نہ کی۔

خیر! بعدازاں معاملہ ویسا ہی رہا، چار سال گزرنے کے بعد حسین خاں مر گیا تو عدت گزرنے کے بعد صبرو بیگم بیوہ کے اس دیور سموں خان کے بیٹے حسین خان نے صبرو بیگم کے ساتھ نکاح کر لیا۔ چوں کہ پہلے قاضی صاحب مرحوم اس وقت فوت ہو چکے تھے، اب ان کی جگہ ان کا فرزند قاضی علاقہ مقرر کیا گیا ہے، نکاح ہونے کے بعد معاملہ ہذا نئے قاضی صاحب کے سامنے پیش ہوا تو نئے قاضی صاحب نے صبرو بیگم وغیرہ معتبران علاقہ کو طلب کیا تو اب صبرو بیگم نے بیان کیا کہ بیشک میں نے پہلے قاضی صاحب کے سامنے اپنے دیور سموں خان کے برخلاف مجھے پکڑنے اور ہاتھ ڈالنے اور زنا بالجبر کرنے کا دعویٰ کیا تھا؛ مگر میں نے وہ دعویٰ اپنے دوسرے دیور مسمیٰ دھاور خان کے ورغلانے پر کیا تھا اور میں نے اس وقت جھوٹ بولا تھا۔

راجہ اللہ داد خان رئیس علاقہ وغیرہ جن گواہوں کے روبرو صبر بیگم نے پہلے قاضی صاحب مرحوم کے سامنے دعویٰ کیا تھا، ان سب نے حلفیہ شہادت دی کہ صبرو بیگم نے اپنے دیور سموخان کے برخلاف پکڑنے اور ہاتھ ڈالنے اور زنا بالجبر

(۱) رد المحتار، كتاب النكاح، فصل فی المحرمات: ۳/ ۳۱، سعيد

(۲) الدرالمختار مع رد المحتار، كتاب النكاح، فصل فی المحرمات: ۳/ ۳۷، سعيد

کرنے کا دعویٰ ہمارے روبرو بڑے قاضی صاحب کے سامنے پیش کیا تھا۔علاوہ ازیں سموں خان کا صبرو بیگم کو پکڑنا اور صبرو بیگم پر ہاتھ ڈالنا اہلِ دیہہ اور علاقہ کے مرد اور عورت اور خورد و کلاں میں معروف و مشہور، مزید برآں یہ ہے کہ صبرو بیگم کا فاحشہ اور غیر محتاط ہونا کالشمس فی نصف النہار ہے۔

گواہان سابقہ اور باشندگانِ دیہہ وعلاقہ سے تصدیق حاصل کرنے کے بعد جدید قاضی صاحب نے حرمتِ مصاہرت کے ثبوت کے ماتحت حکم دے دیا کہ بوجہ حرمتِ مصاہرت فرزندِ سموں خان کے مسمی مسکین خان کے لیے صبرو بیگم کا نکاح ناجائز اور حرام ہے اور فسخِ نکاح اور تفریق کا حکم دیا۔قاضی جدید نے صبرو بیگم کے انکار بعد از اقرار کو غیر معتبر قرار دیا ہے۔

كما فی تكملة الشامی (۳۹۲/۱):"الإقرار المتأخر يرفع الإنكار المتقدم، والإ قرار المتقدم يمنع الإنكار المتأخر".(۱)

فی العالمكيرية (۲/ ۲۸۳):"ولو أقرت بحرمة المصاهرة يؤاخذ به،ويفرق بينهما،وكذلک إذا أضاف ذلک إلٰی ما قبل النكاح،إلخ، والا ستمرار علٰی هٰذا الإقرار ليس بشرط،حتٰی لو رجع عن ذلک وقال، كذبت،فالقاضی لايصدقه".(۲)

عبارتِ مذکورہ کے مطابق صبرو بیگم کا انکار بعد از اقرار غیر معتبر ہے اور قابلِ قبول نہیں اور اثباتِ حرمت مصاہرت کے لیے یہ دلائل ہیں۔

وفی العالمكيرية قال:"يثبت حرمة المصاهرة قيل:إن كان السائل والمسئول هازلين قال: لايتفاوت ولا يصدق أنه كذب".(۳)

فتح القدیر میں ہے:

"ولا فرق فی ثبوت الحرمة باللمس بين كونه عامداً أوناسياً أومكرهاً أومخطئاً أيضاً.(فتح القدیر)(۴)

درمختار میں ہے:

"وتقبل الشهادة على الإقراربااللمس والتقبيل بشهوة،وكذا تقبل على نفس اللمس و التقبيل والنظرإلٰی ذكره أوفرجها من شهوة فی المختار".(۵)

امام دیہہ نکاح خواں نے اس حکم اور انفساخ کے فیصلہ کو نافذ نہیں ہونے دیا اور خلاف استفتاء قائم کر کے خلاف فتویٰ حاصل کر کے روڑہ اٹکا رکھا ہے۔

---

(۱) تكملة رد المحتار،آخر كتاب الدعوی،مطلب واقعة الفتویٰ: ۵۰۶/۷،سعيد

(۲) الفتاویٰ الهندية،كتاب النكاح،القسم الثانی:المحرمات بالصهرية: ۲۷۵/۱-۲۷۶،رشيدية

(۳) الفتاویٰ الهندية،كتاب النكاح،القسم الثانی:المحرمات بالصهرية: ۲۷۵/۱-۲۷۶،رشيدية

(۴) فتح القدير،فصل فی بيان المحرمات: ۲۲۲/۳،مصطفی البابی الحلبی مصر

(۵) ردالمحتار،كتاب النكاح،فصل فی المحرمات: ۳۸/۳،سعيد

(۱)　بعض علما نے یہ فتویٰ دیا کہ چوں کہ اقرار حجت قاصرہ ہے تو صبرو بیگم کے اقرار کرنے سے سموں خان، یا اس کے بیٹے مسکین خان پر اس اقرار کا اثر نہیں پڑتا۔

(۲)　بعض علما کہتے ہیں کہ عورت کے قول کا سرے سے اعتبار نہیں تو صبرو بیگم کے اقرار، یا انکار کا کوئی اعتبار نہیں۔

(۳)　بعض علما کہتے ہیں کہ حرمت مصاہرت کے ثبوت کے لیے فقہا نے جو دلائل کتب فقہ میں بیان فرمائے ہیں، ان تمام عبارات میں صیغۂ مذکر استعمال کیا گیا ہے اور مذکر کے صیغوں کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ احکام مردوں کے ساتھ مخصوص ہیں، اس قسم کے افعال، اقوال، یا اقرار مرد اگر کرے تو حرمتِ مصاہرت کے ثبوت کا حکم دیا جائے گا۔ اگر عورت کی طرف سے اس قسم کے افعال، اقوال، یا اقرار کا اعتبار ہوتا تو مؤنث کے صیغہ کے ساتھ بھی فقہا عبارت پیش کرتے تو ثابت ہوا کہ عورت کی طرف سے اس قسم کے افعال، اقوال اور اقرار سے حرمتِ مصاہرت نہیں ثابت ہوتی اور قاضی علاقہ کا کہنا ہے کہ مقامی واقعات اور گواہوں کی گواہی اور علاقہ کے عوام، خواص میں واقعہ کی شہرت اس مسئلہ کو نظر انداز نہیں کرسکتی، باوجودیکہ معاملہ حلت وحرمت کا ہے تو حرمت کی جانب کو ترجیح ہے۔

الأشباه والنظائر (ص: ۸۸) میں: "الأصل فی الأبضاع التحریم، ولذا قال فی کشف الأسرار شرح فخر الإسلام: الأصل فی النکاح الحظر وأبیح للضرورة".

"فإذا تقابل فی المرأة حل وحرمة غلبت الحرمة، ولهٰذا لایجوز التحری فی الفروج". (ص: ۱۳۲)(۱)

"إذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام".

"إذا تعارض دلیلان: أحدهما یقتضی التحریم والآخر الإباحة، قدم التحریم". (۲)

"ولا یجوز التحری فی الفروج؛ لأنه یجوز فی کل ما جاز للضرورة، والفروج لاتحل بالضرورة، انتهٰی". (۳)

ایک عورت کی شہادت اور قول کا شریعت نے بیسیوں جگہ اعتبار کیا ہے تو صبرو بیگم کا اقرار کیسے نظر انداز کیا جاسکتا ہے۔ واقعہ کی اصل حقیقت اور مسئلہ کے اندر علما کا اختلاف پیشِ خدمت روانہ کیا جاتا ہے۔ اصولِ شرعیہ اور دینِ اسلام کی رو سے جو حق فیصلہ ہو، رقم طراز فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب ــــــــــــــــــــــــ حامداً ومصلیاً

جب کہ مسماۃ نے اپنے دیور کے متعلق دعویٰ اور اقرار زنا کیا تو مسماۃ کے حق میں اس دیور کی اولاد کی حرمت ثابت ہوگئی، (۴) اب اس کے لڑکے سے نکاح جائز نہیں، (۵) مسماۃ کا اب یہ کہنا کہ میں نے جھوٹا دعویٰ کیا تھا، اس نکاح کے

---

(۱)　الأشباه والنظائر، الفن الأول، القاعدة الثانية، ص: ۶۹، قدیمی

(۲)　الأشباه والنظائر، الفن الأول، النوع الثانی من القواعد، القاعدة الثانیة، ص: ۱۰۹، قدیمی

(۳)　الأشباه والنظائر، الفن الأول، القاعدة الثالثة، ص: ۷۰، قدیمی

(۴)　"ولو أقر بحرمة المصاهرة، یؤاخذ به ویفرق بینهما، وکذالک إذا أضاف ذلک إلٰی ما قبل النکاح بأن قال لإمرأته: کنت جامعت أمک قبل نکاحک، یؤاخذ به ویفرق بینهما ... ==

حق میں قابلِ قبول نہیں، اقرار کا حجتِ قاصرہ ہونا مسلم ہے، یہاں بھی مقرہ کے حق میں اس اقرار کی وجہ سے حرمت ثابت ہوئی ہے۔(۱) یہ کہنا کہ عورت کے قول کا سرے سے اعتبار ہی نہیں، بالکل غلط اور لغو ہے، کتب فقہ میں جزئیاتِ واضحہ مصرحہ اس کی تردید کرتی ہے۔(۲)

اگر مذکر کا صیغہ اس نوع کے احکام میں ذکر کیا جائے تو اس سے یہ ہرگز لازم نہیں آتا کہ عورتوں کے لیے یہ احکام ثابت نہیں، عامۃ قرآن کریم، حدیث شریف، کتب فقہ میں عبادات، معاملات وغیرہ کے مسائل میں مذکر کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے، مؤنث کا صیغہ اس جگہ ذکر کرتے ہیں، جہاں دونوں کے احکام میں فرق بتانا مقصود ہوتا ہے، یا اور کوئی حکمت ہوتی ہے تو کیا کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ عورتوں کے لیے صرف وہ احکام ہیں، جہاں مؤنث کا صیغہ مذکور ہے، باقی سب احکام مردوں کے لیے ہیں، ہرگز نہیں بلکہ تمام احکام عام ہوتے ہیں۔

"لأن النساء شقائق الرجال إلا أن يدل دليل خصوص". (۳)

(عالمگیری، قاضی خان، فتح القدیر (۴) وغیرہ میں ایسی جزئیات موجود ہیں، جن میں عورت کے قول وفعل، اقرار کی

== والإصرار علٰی هٰذا الإقرار ليس بشرط، حتّٰى لو رجع عن ذلک فقال: فالقاضي لا يصدقه، إلخ". (الفتاویٰ الهندية، كتاب النكاح، القسم الثاني: المحرمات بالصهرية، ومايتصل بذلک: ۲۷۵/۱، رشيدية)

(۵) "وكذلک المزني بها تحرم علٰى أصول الزاني وفروعه، ويحرم الزاني علٰى أصولها وفروعها" (حاشية الشلبي علٰى تبيين الحقائق، كتاب النكاح، فصل في المحرمات: ۴۶۹/۲، دارالكتب العلمية، بيروت)

حاشية صفحه هذا:

(۱) "ولو أقر بحرمة المصاهرة، يؤاخذ به ويفرق بينهما، وكذالک إذا أضاف ذلک إلٰى ما قبل النكاح بأن قال لإمرأته: كنت جامعت أمک قبل نكاحک، يؤاخذ به ويفرق بينهما ... والإصرار علٰى هٰذا الإقرار ليس بشرط، حتّٰى لو رجع عن ذلک فقال: فالقاضي لايصدقه، إلخ". (الفتاویٰ الهندية، كتاب النكاح، القسم الثاني: المحرمات بالصهرية، ومايتصل بذلک: ۲۷۵/۱، رشيديه)

(۲) "أي يثبت الرضاع بما يثبت به المال وهو شهادة رجلين أو رجل وامرأتين، وقال مالک: يثبت بشهادة امرأة واحدة، إلخ" (تبيين الحقائق، كتاب الرضاع: ۶۴۳/۲، دارالكتب العلمية، بيروت)

(۳) ﴿والذين هم لفروجهم حافظون﴾ يجوز أن يكون المراد عاماً في الرجال والنساء لأن المذكر والمؤنث إذا اجتمعا غلب المذكر، إلخ". (أحكام القرآن للجصاص، سورة المؤمنون: ۳۷۳/۳، قديمي)

(۴) "وتقبل الشهادة على الإقرار بالمس والتقبيل بشهوة ... وهل تقبل الشهادة علٰى نفس اللمس و التقبيل بشهوة؛ والمختار أنه تقبل". (الفتاویٰ الهندية، القسم الثاني: المحرمات بالصهرية، وما يتصل بذلک، كتاب النكاح: ۲۷۶/۱، رشيدية)

"وأما المحرمة بدواعي الوطء إذا مسها أو قبلها بشهوة، تثبت حرمة المصاهرة ... من المرأة الرجل في الحرمة كمس الرجل المرأة". (فتاویٰ قاضي خان، باب في المحرمات: ۳۶۱/۱، رشيديه)

فتح القدير، كتاب النكاح، فصل في المحرمات: ۲۲۲/۳، مصطفى البابي الحلبي مصر

وجہ سے حرمت کا حکم دیا گیا ہے، کہیں، مطلقاً کہیں مرد کی تصدیق کے ساتھ جیسا کہ مرد کے قول وفعل واقرار کی وجہ سے حرمت کا حکم کیا جاتا ہے کہیں مطلقاً کہیں عورت کی تصدیق کے ساتھ۔

ہدایہ میں ہے:

"ومن مسته امرأة بشهوة حرم عليه أمها وبنتها". (۱)

یہاں دیکھئے عورت کے فعل پر حرمت مرتب ہوئی۔

فتح القدیر: ۳۶۶/۲ میں شیخ ابن ہمام اس کے ذیل میں فرماتے ہیں:

"ومس امرأة كذلك". (۲)

معلوم ہوا دونوں کے فعل میں کوئی فرق نہیں۔

"وثبوت الحرمة بمسها مشروط بأن يصدقها أويقع فى أكبررأيه صدقها، وعلىٰ هٰذا ينبغي أن يقال فى مسه إياها". (۳)

نیز ایک جزئیہ امام ابو یوسفؒ سے نقل کیا ہے:

" امرأة قبلت ابن زوجها، وقالت: كانت من شهوة، إن كذبها الزوج، لايفرق بينهما، ولو صدقها وقعت الفرقة". (۴)

فتاویٰ عالمگیری مصری: ۲۷۶/۱، میں ہے:

" رجل تزوج امرأة علىٰ أنها عذراء،فلما أراد وقاعها،وجدها قد افتضت،فقال:لها من افتضك؟ فقالت:أبوك،إن صدقها الزوج،بانت منه ولامهرلها،وإن كذبها،فهي امرأته،كذا فى الظهيرية". (۵)

اس کے کچھ بعد ایک جزئیہ عالمگیری میں نقل کیا ہے، جس میں محض ایک جانب سے اقرار ہے، پھر بھی حرمت کا حکم کیا گیا ہے۔

" تزوج بأمة رجل ثم إن الأمة قبلت ابن زوجها قبل الدخول بها،فادعى الزوج أنها قبلت بشهوة وكذبه المولى،فإنها تبين من زوجها لإقرارالزوج أنها قبلته بشهوة". (۶)

دیکھئے اس صورت میں میں فعل صادر ہوا عورت کی طرف سے اور اقرار کیا مرد نے پھر بھی حرمت ہوگئی، معلوم ہوا کہ

---

(۱) الهداية، كتاب النكاح،فصل فى المحرمات: ۳۰۹/۲،مكتبة شركة علمية،ملتان

(۲) فتح القدير، كتاب النكاح،فصل فى المحرمات: ۲۲۱/۳،مصطفى البابى الحلبى مصر

(۳) فتح القدير، كتاب النكاح،فصل فى المحرمات: ۲۲۲/۳،مصطفى البابى الحلبى مصر

(۴) فتح القدير،فصل فى المحرمات: ۲۲۲/۳،مصطفى البابى الحلبى مصر

(۵،۶) الفتاوىٰ الهندية،القسم الثانى،المحرمات بالصهرية وما يتصل بذلك، كتاب النكاح: ۲۷۶/۱،رشيدية

عورت کے فعل پر بھی حرمت مرتب ہوتی ہے اور مقرہ کے حق میں حرمت ہونا اس کے حجت قاصرہ ہونے کی منافی نہیں؛ بلکہ حجتِ قاصرہ ہونے کا مطلب ہی یہ ہے کہ مقرہ کے حق میں حرمت ثابت ہوجائے۔ یہاں مسماۃ مقرہ ہے، لہٰذا اس کے حق میں حرمت ثابت ہوجائے گی اور ایسا نہیں ہوسکتا کہ مسماۃ کے حق میں تو حرمت ہو اور دیور کے لڑکے کے حق میں حلت باقی رہے، اگر مقر کے حق میں بھی ثابت نہ ہو تو پھر اقرار کی حجیت ہی ختم ہوجائے گی۔ بحر (۱۰۸/۳) میں ہے:

"لا فرق بين الرجل والمرأة، فلو مست المرأة عضواً من أعضاء الرجل بشهوة أو نظرت إلىٰ ذكره بشهوة، فثبتت الحرمة". (۱)

اقرار سے رجوع اور اپنے نفس کی تکذیب ایسے مسائل میں قضاء معتبر نہیں۔ (كذا في البحر: ۱۰۹/۲) (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۳۶۶/۴/۲۴ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۵/ربیع الثانی ۱۳۶۶ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۶۸/۱۱)

دیور نامحرم ہے:

سوال: اسلام نے دیور کو نامحرم قرار دیا ہے، اگر دیور ہم عمر، یا چھوٹا ہو تو کیا اس سے بات کی جاسکتی ہے؟

(ایکس، وائی، زیڈ، چھتہ بازار)

الجواب

دیور نامحرم ہیں اور اس کا حکم بھی وہی ہے، جو دوسرے نامحرموں کا ہے، اصل تو یہی ہے کہ دیور سے بھی مکمل پردہ کیا جائے؛ لیکن اگر مشترک مکان ہو، مکمل پردہ میں بہت مشقت ہو اور بظاہر فتنہ کا کوئی محرک نہ ہو تو چہرہ اور ہاتھ اس کے سامنے کھول سکتے ہیں اور اگر کوئی ضروری امر درپیش ہو تو بقدر ضرورت گفتگو بھی کرسکتے ہیں، ضرورت سے زیادہ گفتگو، یا ہنسی، مذاق، جیسا کہ ہندوستان میں رواج ہے، یہ جائز نہیں، اس میں فتنہ کا بہت اندیشہ ہوتا ہے؛ اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیور موت ہے؛ "الحمو الموت" (۳) ---- کیوں کہ دن رات کی ملاقات اور بے تکلفی کی وجہ سے اس میں اندیشہ اور زیادہ ہے، اس میں احتیاط کرنی چاہیے۔ (کتاب الفتاویٰ: ۳۲۸/۴)

بھاوج سے زنا:

سوال: بڑی بھاوج سے جبراً صحبت کی اور کہا کہ ہم دونوں بھائی تجھ کو ہی رکھیں گے، چار آدمیوں میں جب اس کا تذکرہ ہوا تو باپ نے کہا کہ یہ کیا بات ہے، دیور بھاوج میں ایسا ہو ہی جاتا ہے؟

(۱) البحر الرائق، فصل في الحرمات: ۱۷۹/۳، رشيدية

(۲) "وفي الخلاصة: قيل لرجل: ما فعلت بأم امرأتک؟ قال: جامعتها، تثبت الحرمة، ولا يصدق أنه كذب وإن كانوا هازلين، والإصرار ليس بشرط في الإقرار لحرمة المصاهرة". (البحر الرائق، فصل في المحرمات: ۱۷۹/۳، رشيدية)

(۳) صحيح البخاري، رقم الحديث: ۵۲۳۲

الجواب ــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

زنا حرام ہے، بھائی کی بیوی سے اور بھی قبیح ہے، (۱) شوہر کے والد کا یہ جواب کہ ''دیور بھابھی میں ایسا ہو ہی جاتا ہے'' انتہائی بے غیرتی کا جواب ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دار العلوم دیو بند ۳/۶/۱۳۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دار العلوم دیو بند ۵/۶/ ۶۷ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۱/۴۰۸)

داماد اور خسر دونوں محرم ہیں:

سوال (الف)　　داماد اپنی ساس کے لیے محرم ہے، یا نہیں؟

(ب)　　خسر اپنے بیٹے کی بیوی کے لیے محرم ہے، یا نہیں؟　　(حبیب صالح، گلبرگہ)

الجواب ــــــــــــــــ

جن رشتہ داروں سے ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہے، ان کو ''محرم'' کہتے ہیں اور ان کے ساتھ سفر جائز ہوتا ہے، شرط یہ ہے کہ ایسے اسباب نہ ہوں، جو فتنہ کا اندیشہ پیدا کرتے ہیں، داماد اور ساس اور اسی طرح خسر اور بہو ایک دوسرے پر ہمیشہ کے لیے حرام ہیں، گو داماد کی بیوی، یا خسر کے بیٹے کا انتقال ہو جائے؛ اس لیے یہ ایک دوسرے کے لیے محرم ہیں۔ (۲) (کتاب الفتاویٰ: ۴/۳۴۰، ۳۴۱)

کیا حرمتِ مصاہرت حلالہ سے ختم ہو جاتی ہے:

سوال: زید نے اپنی بیوی ہندہ کے ساتھ وطی کر کے دونوں میاں بیوی ایک بستر پر سو رہے تھے، آخر اللیل میں ہندہ کی ماں داماد کے پاس سو گئی، داماد نے ساس کے ساتھ اپنی بیوی جان کر وطی بالشبہ کیا، قریب الانزال کے وقت معلوم ہوا کہ بیوی نہیں؛ بلکہ اس کی ماں ہے، ساس کو دیکھ کر زید فوراً علاحدہ ہو گیا۔ بعدہ ایک شخص سے زید نے ذکر کیا کہ واقعہ یہ ہے، اس نے چند عالموں سے دریافت کر کے کہا کہ زید! تم پر ہندہ حرام ہو گئی ہے بوجہ طلاق کے، اگر تم چاہو تو بعد حلالہ کے ہندہ سے نکاح کر سکتے ہو۔ یہ بات سن کر زید نے بعد حلالہ ہندہ سے نکاح کر لیا، اسی طرح دو سال گزر گئے۔

بعدہ ایک شخص نے کہا کہ بھائی زید! میں نے اور عالموں سے اس مسئلہ کو دریافت کیا تھا، انہوں نے جواب دیا کہ ہندہ زید پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو گئی، لہٰذا زید نے ہندہ کو طلاق نامہ رجسٹری کرا کر بھیج دیا۔ ان سب واقعات کے پہلے ایک لڑکی دو لڑکے تھے، انہوں نے اپنی ماں ہندہ کو لا کر دوسرے مکان میں رکھا۔ اب زید پر ہندہ کسی صورت میں حلال ہو سکتی ہے، یا نہیں؟ اگر حلال نہ ہو تو زید ہندہ کی معیشت کا بندوبست کر سکتا ہے، یا نہیں؟ اور زید نے ہندہ کے ساتھ بعد

(۱)　قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿ولا تقربوا الزنا، إنہ کان فاحشۃ وساء سبیلا﴾ (سورۃ الإسراء: ۳۲)

(۲)　سورۃ النساء: ۲۳

وطی بالشبہ شخصِ مذکور کے قول کے مطابق نکاح کر کے وطی کیا۔اس پر کیا حکم ہے اور اس جاہل مفتی پر کیا حکم ہے؟ اور اس واقعہ کے شاہدوں سے وطی بالشبہ کا ثبوت نہ ہو؛ بلکہ زنا کا ثبوت ہو،تو اس پر کیا حکم ہے؟ فقط

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

وہ زوجہ ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی،کوئی صورت اس کے حلال ہونے کی نہیں،اس سے متارکت واجب ہے، ہمیشہ کے لیے اس کو چھوڑ دے اور کہہ دے کہ میں نے اس کو چھوڑ دیا، پھر بعد عدت وہ عورت دوسری جگہ نکاح کرلے،جس شخص نے یہ مسئلہ بتلایا ہے کہ طلاق پڑگئی،حلالہ کے بعد دوبارہ نکاح درست ہے،اس نے غلط بتلایا ہے،حرمتِ مصاہرت سے طلاق واقع نہیں ہوتی اور نکاح باطل نہیں ہوتا،البتہ نکاح فاسد ہو جاتا ہے اور عورت کو چھوڑنا واجب ہوجاتا ہے اور بعد حلالہ کے دوبارہ نکاح صحیح نہیں ہوتا۔

قال ابن عابدين رحمه اللّٰه تعالىٰ:"ذكر محمد في نكاح الأصل أن النكاح لايرتفع بحرمة المصاهرة والرضاع،بل يفسد،حتىٰ لو وطيها الزوج قبل التفريق،لايجب عليه الحد اشتبه عليه أولم يشتبه عليه،وقد صرحوا في النكاح الفاسد بأن المتاركة لاتتحقق إلا بالقول،قال في الحاوي:والوطي فيها لايكون زنا؛لأنه مختلف فيه،وعليه مهر المثل بوطيها بعد الحرمة،ولاحد عليه،ويثبت النسب،آه". (ردالمحتار:۴۳۷/۲)(۱)

شخصِ مذکور پر اس وطی کی وجہ سے حد زنا لازم نہیں ہوگی اور اس کا گناہ مفتی مذکور پر ہوگا اور بغیر تحقیق کے فتویٰ دینا حرام ہے۔

" قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم:"أجرأكم على الفتيا أجرأكم على النار".

"عن أبي هريرة رضي اللّٰه تعالىٰ عنه عن النبي صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم:"من أفتى بفتيا من غير ماثبت،فإنما على من أفتاه،آه". (سنن الدارمي،ص:۲۲)(۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ،معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب صحیح:سعید احمد غفرلہ،صحیح:عبد اللطیف،مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔(فتاویٰ محمودیہ:۳۷۰/۱۱)

---

(۱) الدرالمختار مع رد المحتار،كتاب النكاح،فصل في المحرمات:۳۷/۳،سعيد

(۲) سنن الدارمي،باب الفتيا ومافيه من الشدة:۶۹/۱،قديمي

"أجرأكم على الفتيا أجرأكم على النار".(فيض القدير،(رقم الحديث : ۱۸۳): ۳۰۰/۱،مكتبة نزار مصطفى الباز مكة المكرمة)

"من أفتى بغير علم كان إثمه على من أفتاه".(فيض القدير(رقم الحديث : ۸۴۹۰):۵۶۸۲/۱۱،مكتبة نزارمصطفى الباز مكة المكرمة)(سنن أبي داؤد،عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، باب التوقي في الفتيا،رقم الحديث:۳۶۵۷،انيس)

حرمت مصاہرت سے متعلق بیانات:

سوال (۱) ایک شخص محمد عمر نے متوفی عنہا زوجہا سے جو حاملہ ہے، قبل از وضع حمل نکاح کرلیا، جس کی وجہ سے دیندار مسلمانوں نے قطعِ تعلق کیا۔ مزید براں یہ ہے کہ متوفی عنہا زوجہا کے ماموں نے کہا کہ اس محمد عمر کے چرواہے نے مجھے کہا کہ اس متوفی عنہا زوجہا کے ساتھ اس ناکح کے جو پہلی عورت سے ہے، اس سے زنا ہوا ہے، میں نے دیکھا ہے، میں گواہی جہاں کہوگے آ کر دوں گا، اسی طرح اس ناکح کی جو اگلی عورت ہے، اس نے بھی ایک دوسرے شخص سے کہا ہے کہ میں اپنے لڑکے کو جو محمد عمر کا لڑکا ہے، اس نے بیسوں مرتبہ اس متوفی عنہا زوجہا کے ساتھ زنا کیا ہے۔

اس بنا پر عمر تائب ہونے کو تیار ہوا بشرطیکہ یہ متوفی عنہا زوجہا جس سے حالت حمل میں میں نے عقد کیا ہے، صحیح نہیں ہوا تو دوبارہ مجھ سے عقد کرادو، گاؤں والوں نے کہا کہ تمہارے لڑکے سے جب اس کے ساتھ زنا ہوا ہے تو دائماً تم اس سے عقد نہیں کرسکتے۔ اب دریافت کرنے پر اور مجبور کرنے پر وہ شرعی فیصلہ پر تیار ہوا اور مدعی مدعیٰ علیہ اور گواہوں کا بیان لیا گیا، جو آپ کی خدمت میں بھیجا جاتا ہے:

مدعی نور احمد: ''میں نے لوگوں سے سنا ہے کہ عمر کے لڑکے قمر الدین نے اس عمر کی منکوحہ ثانی متوفی عنہا زوجہا سے زنا کیا ہے، قبل ایں عقد، الخ''۔

مدعیٰ علیہ قمر الدین ولد عمر: ''میں حلفیہ بیان کہتا ہوں کہ مسماۃ دوران متوفی عنہا زوجہا سے میں نے زنا نہیں کیا''۔

گواہ والدہ قمر الدین جو زوجہ اول عمر ہے: ''میں نے اپنے لڑکے قمر الدین کو دوران کے ساتھ زنا کرتے نہیں دیکھا''۔

گواہ دوم کمال الدین: ''میں نے عمر کے لڑکے قمر الدین کو مسماۃ دوران کے ساتھ زنا کرتے نہیں دیکھا''۔

اب سوال یہ ہے کہ نور محمد سے پہلے گواہ دوم نے رؤیتِ زنا کا اقرار کیا ہے۔

(۲) عمر کی اول عورت اپنے بھائی سے پہلے اقرار کرچکی کہ ایک دفعہ نہیں کئی دفعہ میں نے اپنے لڑکے کو دیکھا ہے، اپنے ہاتھ سے ایک دوسرے کو علاحدہ کیا؛ لیکن اب گواہی کے وقت رویتِ زنا کی منکر ہے، جب پوچھا گیا کہ تم نے اپنے بھائی سے رویت زنا کی کیسے خبر دی؟ تب جواب دیا: میرے شوہر نے دوسری شادی کرکے مجھے اذیت پہونچائی، جس کی وجہ سے میں نے کہا۔

(۳) ایک شخص نے خبر دی ہے، ان بیانات کے بعد کہ ان گواہوں نے برادری کے بعض افراد کے دباؤ سے یہ گواہی بدلی ہے۔

(۴) یہ حرمتِ مصاہرت دیانات میں سے ہے، یا نہیں؟ اگر ہے تو عورت واحد، یا مرد واحد کے خبر دینے سے حرمتِ مصاہرت ثابت ہوگی، یا نہیں؟

(۵) اور یہ حکم مفتی کے سامنے جب گواہی دے گا، تب ہی اس کی گواہی معتبر ہوگی، یا اور دوسرے کے لیے مانی جائے گی؟ اگر کہے گا تو اس کے حق اور دوسرے لوگوں کے حق میں بھی کہے گا تو مانی جائے گی؟

(۶) لفظ ''أشہد'' یا اس کا ترجمہ گواہی کے وقت ادا کرنا ضروری ہے، کما فی متون کتب الفقہ ؟

(۷) ان گواہیوں کا حکم بھی تحریر فرما دیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

یہ سوال کچھ روز ہوئے پہلے بھی آیا تھا، پہلے بھی یہاں میں تدافع تھا، اب بھی تدافع ہے گواہوں کی طرف سے، مدعی از خود تو رؤیتِ زنا کو نقل کرتا ہے اور جب ان کا بیان نقل کرتا ہے تو اس میں رؤیتِ زنا سے انکار ہے۔ شرعاً ثبوت زنا کے لیے چار عادل مردوں کی شہادت ضروری ہے۔ (۱) اگر اس میں کمی ہو تو گواہوں پر حدِ قذف جاری ہوتی ہے اور خود مدعی پر بھی، اس باب میں عورت کی شہادت قطعاً معتبر نہیں، اگر شاہد بعد شہادت رجوع کر لیں، تب بھی ان پر حد قذف جاری ہوگی۔ (۲)

یہ سب باتیں اسلامی حکومت کی ہیں یہ سب تفصیل قضا ہے؛ لیکن دیانۃً حرمتِ مصاہرت ثابت ہونے کے لیے چار گواہوں کی ضرورت نہیں؛ بلکہ اگر صرف ایک گواہ کے کہنے سے صدق کا غلبہ ظن حاصل ہو جائے، تب بھی حرمتِ مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے اور یہ بھی ضروری نہیں کہ قاضی، حکم، یا مفتی کے سامنے گواہی دی جائے، یا بصیغہ ''أشہد'' بیان کیا جائے؛ بلکہ یہ قبیلِ اخبار سے ہے اور حرمتِ مصاہرت کے لیے حقیقی زنا شرط نہیں؛ بلکہ یہ حرمت مس بالشہوۃ اور تقبیل بالشہوۃ سے بھی ثابت ہوتی ہے۔ (۳)

ان تمام بیانات میں مسماۃ دوران کا بیان درج نہیں کہ وہ اقرار کرتی ہے، یا انکار، اگر وہ اقرار کرے اور اس کے اقرار سے مدعی علیہ کو صدق کا غلبہ ظن حاصل ہو جائے، تب بھی حرمتِ مصاہرت ثابت ہو جائے گی۔

''رجل تزوج امرأة علٰی أنها عذراء، فلما أراد وقاعها، وجدها قد افتضت، فقال لها: من افتضك؟ فقالت: أبوك، إن صدقها الزوج، بانت منه ولامهر لها، وإن كذبها فهي امرأته، كذا في الظهيرية''. (كذا في الفتاویٰ العالكيرية)(۴)

''خبر الواحد يقبل في الديانات كالحل والحرمة والطهارة والنجاسة إذا مسلماً عدلاً ذكراً أو أنثىٰ حراً أو عبداً، محدوداً أولا، ولايشترط لفظ الشهادة والعدد، كذا في الوجيز للكردري وكذا في المحيط السرخسي والهداية، آه''. (عالمكيري: ۲۷۶/۵)(۵)

---

(۱) ''ونصابها للزنا أربعة رجال''. (الدرالمختار)

''(قوله: أربعة رجال) فلا تقبل شهادة النساء''. (رد المحتار، كتاب الشهادات: ۴۶۴/۵، سعيد)

(۲) ''ويحد من رجع من الأربعة بعد الرجم فقط، لإنقلاب شهادته بالرجوع قذفاً''. (الدرالمختار، باب الشهادة على الزنا والرجوع عنها: ۱۵۴/۲-۱۵۵، رشيدية)

(۳) والزنا واللمس والنظر بشهوة يوجب حرمة المصاهرة. (البحر الرائق، فصل في المحرمات: ۱۷۳/۳، رشيدية)

(۴) الفتاویٰ الهندية، القسم الثاني: المحرمات بالصهرية، وما يتصل بذلك: ۲۷۶/۱، رشيدية

(۵) الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية، الباب الأول في العمل بخبر الواحد، الفصل الأول: ۳۰۸/۵، رشيدية

”إذا كانت الزوجة مشتهاة، فأخبره رجل أن أبا الزوج وإبنه قبلها بشهوة،ووقع في قبله أنه صادق،له أن يتزوج بأختها أو أربع سواها،بخلاف ما لوأخبره بسبق الرضاع والمصاهرة على النكاح؛لأن الزوج ثمة ينازعه في العارض لاينازعه لعدم العلم،فإن وقع عنده صدقه وجب قبوله،وهٰكذا في الوجيز للكردري،آه“. (الهندية:٥)(١)

حالتِ عدت میں جو نکاح کیا ہے، وہ یقیناً ناجائز ہے، اس کا فسخ اور متارکت واجب ہے۔ (۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہانپور، ۹/ ۳/ ۱۳۶۴ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۹/ ۳/ ۱۳۶۴ھ۔

صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۹/ ۳/ ۱۳۶۴ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۱/ ۳۷۳)

حرمت مصاہرت محض ظن سے:

سوال (۱) ہندہ ایک دفعہ اپنی ساس سے جھگڑتے ہوئے کہتی ہے: کل کو تو مجھے اور تہمت بھی لگا دے گی؛ یعنی تیرا تعلق بکر سے ناجائز ہے، بکر اس بات کو سنکر مسکرایا۔

(۲) جب زید مع اپنی بیوی کے سفر میں تھا تو بکر یعنی زید کا باپ ملنے آیا، پندرہ بیس روز رہا، ہندہ خوب ان دونوں بکر کی خدمت کرتی رہی، بڑی بے تکلفی سے باتیں کرتے رہتے اور ہندہ خوب دنداسہ مل کر ہونٹوں کو سرخ کرتی اور آنکھوں میں سرمہ ڈالتی اور وہ دوپٹہ جو ۲۶، ۲۷/ سال کا بیاہ کا پڑا ہوا تھا، اس نے نکال کر اپنے اوپر لے لیا، اس پر زید کو شک ہوا، چناں چہ زید رات کو اپنے پیشاب کے بار بار آنے کی تکلیف سے اٹھتا تو چار پائیاں ہندہ اور بکر کی جو دوسرے کمرہ میں تھیں (کیوں کہ زید کو شک پہلے تھا ہی نہیں) چار پائی کے کھڑ کھنے کی آواز آئی، اس پر زید کو شک ہوا۔

ایک دفعہ زید بہت جلدی سے اٹھ کر پہونچا تو ہندہ اپنی چار پائی کے پاس جھکی ہوئی تھی، اس پر زید ہندہ کو پکڑ کر فی الفور باہر لے گیا اور اس کے سر پر قرآن پاک رکھا اور کہا: سچ سچ بتا کہ کس چار پائی سے اٹھی ہے۔ ہندہ کہنے لگی کہ میں اٹھ کر اپنی چار پائی سے باہر چلی تھی، اگر اپنی چار پائی کے بغیر اور کسی دوسرے چار پائی سے اٹھی ہوں؛ یعنی بکر کی چار پائی سے تو مجھے مرتے دفعہ ایمان نصیب نہ ہو۔

(۳) دو تین موقع پر بکر اور ہندہ کو دیکھا گیا کہ رات کو چار پائیاں اس طرح بچھاتے ہیں، چار پائیوں کے سر قریب قریب رہیں۔

(۴) ہندہ اور بکر اکثر علاحدگی کی تلاش میں رہتے ہیں، اگر ہندہ کو کہا جاتا ہے کہ تو برائی سے واپس آجا تو کہتی

---

(۱) الفتاویٰ الهندية، كتاب النكاح،الباب الأول في العمل بخبر الواحد،الفصل الأول: ٣١٢/٥،رشيدية

(۲) ”أما نكاح منكوحة الغير ومعتدته، فالدخول فيه لايوجب العدة إن علم أنها للغير؛ لأنه لم يقل أحد بجوازه، فلم ينعقد أصلاً (رد المحتار،باب المهر،مطلب في النكاح الفاسد: ١٣٢/٣،سعيد)

ہے: اگر میں بری ہوں تو مجھے مرتے دفعہ ایمان نصیب نہ ہو، یا جو حصہ غیر مرد نے چھوا ہے، وہ دوزخ میں جلے۔ کبھی زید سے کہتی ہے کہ میرا فیصلہ خدا تعالیٰ تمہارے سامنے کرے، بکر بھی انکار کرتا ہے۔

کیا مندرجہ بالا حالات میں ہندہ زید پر حلال ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ حامداً ومصلیاً

اگر زید کو ہندہ کا یقین ہے کہ وہ اپنے بیان میں سچی ہے، وہ زید پر حرام نہیں ہوئی، نکاح بدستور باقی ہے؛ مگر بکر سے اس قدر بے تکلفی اور اختلاط نہیں چاہیے، اس کے انتظام کی ضرورت ہے اور اگر زید کو ہندہ کا یقین نہیں؛ بلکہ اس کو ظنِ غالب ہے کہ ہندہ کا تعلق بکر سے ناجائز ہے اور مس بالشہوۃ کی نوبت آئی ہے، (۱) تو اس کو علاحدہ کردے: یعنی طلاق دیکر تعلق منقطع کردے۔ (۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۹/صفر ۱۳۶۳ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۳۰/صفر ۱۳۶۳ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۱/۳۷۵)

عدم ثبوت حرمت مصاہرت بالمس وقتے کہ انزال شود:

سوال: بہشتی زیور میں ایک مسئلہ ہے کہ جو شخص کسی عورت کو جوش جوانی کے ساتھ بدنیتی سے ہاتھ لگائے تو اس کی ماں اور لڑکی اس مرد پر حرام ہو جاتی ہیں تو اب زید علماء دین سے استفساء عرض کرتا ہے کہ اپنی خوشدامن سے ران اور کمر کی مالش تیل سے کرائی، خوشدامن اس کی نے بہ نیت پاک بغرض علاج مالش کی اور زید کو بحالتِ مالش ران وکمر حظِ نفس ہوتا رہا اور بارہا اس کی خوشدامن کا ہاتھ زید کے اعضائے تناسل سے مالش کرنے میں لگتا رہا، جس سے زید کو زیادہ حظِ نفس ہوا، یہاں تک جوش ہو کر انزال ہو گیا؛ لیکن زید نے اس جوش کے ساتھ میں اپنی خوشدامن کو ہاتھ نہیں لگایا اور نہ اپنی خوشدامن سے عضو تناسل کی مالش کرائی اور نہ اس کی خوشدامن کی نیت میں کچھ فتور پیدا ہوا اور نہ زید نے برے فعل کے ارادے سے اپنی خوشدامن کو ہاتھ لگایا تو اب ایسی صورت میں زید کی زوجہ جو اس کی خوشدامن کی بیٹی ہے زید کے واسطے حلال ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

فی الدر المختار: وتکفی الشهوة من أحدهما.

(۱) "وثبوت الحرمة بلمسها مشروط بأن یصدقها ویقع فی أکبر رأیه صدقها، وعلیٰ هٰذا ینبغی أن یقال فی مسه إیاها: لاتحرم علیٰ أبیه وابنه إلا أن یصدقها أو یغلب علیٰ ظنه صدقها" (البحر الرائق، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات: ۱۷۷/۳، رشیدیة)

(۲) "وبحرمة المصاهرة لا یرتفع النکاح، حتیٰ لایحل لها التزوج إلابعد المتارکة وإنقضاء العدة والوطء بها، آه". (الدر المختارمع رد المحتار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات: ۳۷/۳، سعید)

فی ردالمحتار: هٰذاإنما يظهر فی المس.(۱)

وفی الدرالمختار: فلوأنزل مع مس اونظرفلاحرمة، وبه يفتی.(۲)

پس صورت مسئولہ میں جبکہ انزال ہوگیا، اب زید پراس کی زوجہ حرام نہیں ہوئی، البتہ اگر کبھی اور بھی مالش کرانے کا اسی طرح اتفاق ہوااوراس میں انزال نہیں ہوا، اس سے زوجہ اس سے زید پر حرام ہوجائے گی۔ واللہ اعلم

۱۹ رمضان المبارک ۱۳۲۴ھ (امداد: ۲/۳۴) (امدادالفتاویٰ جدید: ۲/۳۱۳)

حرمتِ مصاہرت اوروجوبِ حدزنا میں فرق:

سوال: زید وہندہ کسی عالم کے آگے جاکراقرارکرتے ہیں کہ ہم نے زنا کیا ہے، خواہ وہ عالم ان دونوں کا علم ہوجائے، یا نہ، کیا صورت مذکورہ میں مصاہرت عندالاحناف ثابت ہوتی ہے، یا نہیں؟ یعنی برتقدیرِ ثبوتِ زنا کے ہندہ کی ماں، یادختر کا نکاح زید کے ساتھ ہوسکتا ہے، یا نہیں؟ ایک مفتی صاحب کا کہنا ہے کہ زنا کا ثبوت دوطرح پر ہے: ایک یہ کہ قاضی کے آگے جاکر چارگواہ عدول بدیں طوراپنی شہادت اداکریں کہ:

"رأيناه وطئها فی فرجها كالميل فی المكحلة".

دوم یہ ہے کہ دونوں زنا کنندگان صریحاً قاضی کے آگے جاکرزنا کا اقرار چارمجلس میں کریں اور **ما نحن فيه** میں یہ دونوں صورتیں مفقود ہیں؛ کیوں کہ یہاں شرعی قاضی موجودنہیں ہےاور عالم مذکورقاضی شرعی نہیں ہے، حکم ہو یا نہ ہو، پس بغیر دوصورتِ مذکورہ کےثبوتِ زنا عندالحنفیہ نہیں ہےاور یہ مسئلہ کتب احناف میں کسی کتاب میں نہیں ملتا کہ عالم مذکوراگرچہ بھی ہو، وہ قاضی کے حکم میں ہے۔ پس مانحن فیہ میں زنا ثابت نہیں ہوسکتا، جب زنا ثابت نہیں تو ثبوتِ مصاہرت کہاں، پس زید ہندہ کی ماں اوردختر کونکاح میں لاسکتا ہے۔ درمختار میں ہے:

فلا يثبت بعلم القاضی ولا بالبينة علی الإقرار، إلخ".

"**يثبت**" کا فاعل ہے، ردالمحتار میں اس کے تحت میں مرقوم ہے:

"تصريح علٰی ما فهم من حصرثبوته بأحد شيئن: الشهادة بالزنا أوقراربه، وقوله: ولابالبينة علی الإقراربيان لفائدة تقييد الشهادة بأن تكون علی الزنا، إلخ".(۳)

پس ثابت ہوا کہ زنا سے ثبوت کے لیے یہی دوصورتیں ہیں، تیسری صورت بالکل کوئی نہیں۔ ثم کلام المفتی الفنجابی

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ حامداً ومصلياً

ثبوتِ زنا کی جوصورتیں سائل نے نقل کی ہیں، وہ وجوبِ حد کے لیے ہیں؛ کیوں کہ حدشبہات کی بناپرساقط کرنے کا حکم ہے۔

---

(۱) رد المحتار، كتاب النكاح: ۱۱۳/٤، ط: الرياض، انيس

(۲) الدرالمختار: ۱۰۹/٤، ط: الرياض، انيس

(۳) الدرالمختارمع ردالمحتار، كتاب الحدود، مطلب: الزنا شرعاً لايختص بما يوجب الحد: ۱۰/٤، سعيد

''ادرؤ،والحدود ما استطعتم''.(الحدیث)(۱)''عن أبی ھریرة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال:قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم:''ادفعوا الحدود ما وجدتم مدفعاً''.(۲)

ثبوتِ حرمتِ مصاہرت کے لیے ان صورتوں کی ضرورت نہیں ہے کہ نفس اقرار، یا شہادت کافی ہے، اپنے اقرار پر اصرار بھی ضروری نہیں تھیں، حتی کہ اگر اقرار سے رجوع کر کے اپنی تکذیب کردے تو شرعاً وہ تکذیب معتبر نہیں، (۳) اور اس حرمت کا ثبوت جس طرح زنا سے ہوتا ہے، مس بالشہوۃ وتقبیل بالشہوۃ سے بھی ہو جاتا ہے۔ (۴) نیز عمد، نسیان، اکراہ، خطا، سب کا ایک حکم ہے اور ان صورتوں میں حد زنا شرعاً جاری نہیں ہوتی ہے۔ مسائل حلت وحرمت میں مفتی کا فتویٰ عامی کے حق میں بمنزلہ قضاء القاضی ہے۔

''تثبت حرمة المصاهرة بالوطء حلالاً کان أوعن شبهة أوزنا''.(کذا فی فتاویٰ قاضی خان)(۵)

''من زنیٰ بامرأة،حرمت علیه أمها وإن علت،وابنتها وإن سفلت،وکذا تحرم المزنی بهاعلی آباء الزانی وأحداده وإن علو،أوأبنائه وإن سفلوا''.(کذا فی فتح القدیر)(۵)

''وکما تثبت هٰذه الحرمة بالوط،تثبت بالمس والتقبیل،سواء کن بنکاح أو ملک أوفجور،ثم لافرق فی ثبوته الحرمة بالمس کونه عامداً أوناسیاً أومکرهاً أومخطئاً''.(کذا فی فتح القدیر)(۶)

''لوأقربحرمة المصاهرة یؤخذ به ویفرق بینهما،والإصرارعلی الإقرارلیس بشرط،حتیٰ لو رجع عن ذلک فقال:کذبت،فالقاضی لایصدقه،ولکن ما بینه وبین اللّٰہ تعالیٰ إن کان کاذباً فیما أقر لاتحرم علیه امرأته،آه''.(کذا فی الفتاویٰ الهندیة مختصراً)(۷) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۲/۳/۶۳ ۱۳ھ۔

صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۲/ربیع الاول/۶۳ ۱۳ھ۔

صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۲/۳/۶۳ ۱۳ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۱/۳۸۰)

---

(۱) والحدیث بتمامه:''عن عائشة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنها قالت: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم: ''ادرؤا الحدود عن المسلمین مااستطعتم''.(سنن الترمذی،کتاب الحدود،باب ما جاء فی درء الحدود: ۲۶۳/۱،سعید)

(۲) سنن ابن ماجة،باب السترعلی المؤمن ودفع الحدود بالشبهات،ص:۱۸۳،قدیمی

(۳) لوأقر بحرمة المصاهرة،یؤاخذ به ویفرق بینهما،والإصرارعلی الإقرارلیس بشرط حتیٰ لورجع عن ذلک، فقال:کذبت، فالقاضی لایصدقه،ولکن ما بینه وبین اللّٰہ تعالیٰ إن کان کاذباً فیما أقر،لاتحرم علیه إمرأته''.(الفتاویٰ الهندیة، القسم الثانی:المحرمات بالصهریة وما یتصل بذالک: ۲۷۵/۱،رشیدیة)

(۴) وکما تثبت هٰذه الحرمة بالوطأ،تثبت بالمس والتقبیل''.(فتح القدیر،کتاب النکاح،فصل فی المحرمات: ۲۲۲/۳، مصطفی البابی الحلبی مصر)

(۴) فتاویٰ قاضی خان علیٰ هامش الفتاویٰ الهندیة،کتاب النکاح،باب فی المحرمات: ۳۶۰/۱،رشیدیة

(۵) فتح القدیر،کتاب النکاح،فصل فی المحرمات: ۲۱۹/۳،مصطفی البابی الحلبی،مصر/البحرالرائق، کتاب النکاح،فصل فی المحرمات: ۱۷۹/۳،رشیدیة

(۶) فتح القدیر،کتاب النکاح،فصل فی المحرمات: ۳۲/۳،مصطفی البابی الحلبی،مصر

(۷) الفتاویٰ الهندیة،کتاب النکاح،القسم الثانی:المحرمات بالصهریة وما یتصل بذلک: ۲۷۵/۱،رشیدیة

شرعی گواہ نہ ہونے کی صورت میں زنا کا اقرار کرے، یا نہ کرے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید نے شادی کی فاطمہ سے فاطمہ سے دولڑکے یعنی عمر، بکر پیدا ہوئے، اس کے بعد فاطمہ انتقال کرگئی، پھرزید نے دوسری شادی کی خالدہ سے، عمر نے خالدہ سے زنا کرلیا، اس زنا کا علم بکر کو ہوگیا؛ مگرزید کو زنا کا علم نہیں ہے، عمر کے زنا کرنے کے بعد زید سے دوتین بچے بھی پیدا ہوئے؛ مگر بکر نے اس راز کو کھولا نہیں وہ اپنے دل میں کہتا ہے کہ اگر میں راز کو کھولوں تو ہمارے خاندان والوں کی بدنامی ہوگی اور یہ بھی سوچتا ہے کہ اگر میں اس راز کو نہیں کھولتا ہوں تو میری آخرت میں پکڑ ہوگی۔

(المستفتی: منظر عالم، جامعہ اسلامیہ جامع مسجد امروہہ)

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ، الجواب ـــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

اس کے اظہار کے لیے شرعی گواہوں کی ضرورت ہوتی ہے، ورنہ بکر خود مجرم ثابت ہوگا۔ نیز اگر گواہ نہیں ہیں اورزید اس پر یقین نہ کرے اور عمر اور خالدہ اقرار نہ کریں تو شرعاً اس عمل کا ثبوت نہ ہوگا اور اگر یہ لوگ خود اقرار کریں اور زید بھی تصدیق کرے تو خالدہ زید پر حرام ہوجائے گی اور شرعی گواہ نہ ہونے کی وجہ سے بکر اس کو ظاہر نہ کرے گا تو گنہگار نہ ہوگا۔

لاتحرم علیٰ أبیه وابنه إلا أن یصدقاه أویغلب علی ظنهما صدقه. (شامی، کراچی: ۳۳/۳، زکریا: ۱۰۸/٤)

حرمة المرأة علی أصول الزانی، وفروعه. (شامی، کراچی: ۳۳/۳، زکریا: ۱۰۸/۸) **فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۱۰؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۶ھ (فتویٰ نمبر: الف ۴۴۵۸/۳۲) (فتاوی قاسمیہ: ۳۱۹/۱۳)

نابالغ بچی سے زنا کے نتیجے میں حرمت مصاہرت کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ہندہ نابالغ بچی تھی بالکل ناسمجھ کچھ جانتی بھی نہ تھی، آٹھ نوسال کے درمیان اس کی عمر ہوگی، زید بالغ تھا زید نے ہندہ سے زنا کیا، زید کے بیان کے مطابق زید نے خود جان کر دخول نہیں کیا، اس وجہ سے کہ وہ بچی ہے، وقت گزر گیا، زید کا نکاح کسی اور جگہ ہوگیا، ہندہ کے بالغ ہونے پر ہندہ کا بھی نکاح ہوگیا تو اب ہندہ کی لڑکی کا نکاح زید کے لڑکے سے ہوسکتا ہے، یا نہیں؟

(المستفتی: عبداللہ قاسمی، معصوم پوری)

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ، الجواب ـــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

نابالغ لڑکی سے زنا کرنے سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی ہے، لہٰذا زید کے لڑکے کا نکاح ہندہ کی لڑکی سے جائز اور درست ہے۔

أما غیرها یعنی المیتة، وصغیرة لم تشته فلا تثبت الحرمة بها أصلاً. وفی الشامیة: تحت قوله أصلاً أی سواء کان بشهوة أولا أنزل أولا. (الدر المختار مع الشامی، زکریا: ۱۱۰/٤، کراچی: ۳٤/۳)

ویشترط و طؤها فی حال کونها مشتهاة. (شامی، زکریا: ۱۰۴/٤، کراچی: ۳۰/۳)

ووطء الصغيرة التی لا تشتهی لا یوجب حرمة المصاهرة فی قول أبی حنيفة، ومحمد. (فتاوی قاضی خان علی هامش الهندية، زکريا: ۳٦٠/۱، جدید: ۲۱۸/۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۱۱ر محرم الحرام ۱۴۲۳ھ (فتویٰ نمبر: الف ۷۴۱۹/۳۶) (فتاوی قاسمیہ: ۳۲۱/۱۳-۳۲۲)

لمس بالید سے حرمت مصاہرت کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید اپنی پھوپھی شبنم کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہے؛ مگر حقیقت واقعہ یہ ہے کہ شبنم نے ایک دن زید کو پان دیا، پان پکڑتے وقت زید کی انگلیوں کے اگلے پوروؤں کا اگلا حصہ (سرا) شبنم کے اگلے پوروؤں سے ٹچ ہوگیا، اس وقت زید کو شبنم کے پوروؤں کی گرمی (حرارت) تو ضرور محسوس ہوئی اور پان پکڑنے کا وقت تقریباً ایک یا دو سکنڈ تھے؛ مگر زید اس امر میں متشکک ہے کہ اس وقت زید کو شہوت تھی، یا نہیں اور عضو مخصوص میں انتشار تھا، یا نہیں؟ تو اب مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ کیا صورت مذکورہ ''لمس بالید'' میں داخل ہے، یا نہیں؟ اور زید اپنی پھوپھی کی لڑکی سے نکاح کرسکتا ہے، یا نہیں؟

نیز اس بات کی وضاحت ضرور کردیں کہ ''لمس بالید'' کے سلسلہ میں مفتی بہ قول کیا ہے اور حرمت مصاہرت کے ثبوت میں فتوی کس امام کے کس قول پر ہے؟ (المستفتی: محمد عتیق الرحمٰن القاسمی)

باسمه سبحانه وتعالیٰ، الجواب ________ وبالله التوفيق

مذکورہ صورت میں لمس بالید جو شرعی طور پر ممنوع اور حرام ہے، وہ ثابت نہیں ہے؛ اس لیے کہ لمس بالید سے اس حرمت مصاہرت کے ثبوت کے لیے شہوت کا یقین ہونا شرط اور لازم ہے اور یہاں شہوت کا یقین سے ہونا ثابت نہیں ہے؛ اس لیے شبنم کی لڑکی سے آپ کا نکاح کرنا بلا شبہ جائز ہے اور یہی مفتی بہ قول ہے۔

وأصل ماسته أی بشهوة، قال فی الفتح: وثبوت الحرمة بلمسها مشروط بأن يصدقها ويقع فی أكبر رأيه صدقها. (شامی، زکریا: ۱۰۸/٤، کراچی: ۳۳/۳)

اليقين لا يزول بالشک. (الاشباه والنظائر قدیم، ص: ۱۰۰) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۲۰ر شوال المکرّم ۱۴۲۵ھ (فتویٰ نمبر: الف ۸۵٦٦/۳۷) (فتاوی قاسمیہ: ۳۲۵/۱۳، ۳۲٦)

کیا مذاق میں بھی مس، تقبیل وغیرہ سے حرمت مصاہرت ثابت ہوجاتی ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ کسی مرد نے کسی اجنبیہ عورت، یا لڑکی کو مذاق میں شہوت کے ساتھ چھوا، یا بوسہ لیا، یا اس کی شرمگاہ کی طرف دیکھا، یا کسی اجنبیہ عورت، یا لڑکی نے یہ فعل کسی اجنبی لڑکے، یا مرد کے ساتھ کیا تو کیا اس سے حرمت مصاہرت ثابت ہوجائے گی؟ اور ہر ایک کے

اصول وفروع اولاد ایک دوسرے پر حرام ہوجائے گی؟ اگر یہ شخص اپنی اولاد کا اس عورت، یا اس کی لڑکی سے نکاح کرانا چاہے تو کرا سکتا ہے، یا نہیں؟

نیز اگر ایسا شخص بعد میں مذکورہ حرکات کی صورت میں شہوت کا انکار کرے تو اس کی بات مانی جائے گی، یا نہیں؟ سوال مذکور کا تسلی بخش جواب مع دلائل عنایت فرمائیں۔

(المستفتی: محمد افضل حلیمی، بھاگلپوری، متعلم مدرسہ شاہی، مرادآباد)

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ، الجواب ــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

جس شخص نے کسی اجنبیہ کو، یا کسی عورت نے کسی اجنبی مرد کو شہوت کے ساتھ چھودیا، یا بوسہ لیا، یا شرمگاہ کی جانب دیکھ لیا تو ان تمام صورتوں میں حرمت مصاہرت ثابت ہوجاتی ہے اور دونوں کے اصول وفروع ایک دوسرے پر حرام ہوجاتے ہیں۔

حرم بالصهرية أصل مزنيته، وأصل ممسوسته وفروعهن مطلقاً. (الدرالمختار، زكريا: ٤/١٠٧، کراچی: ٣/٣٢)

اس شخص کی اولاد کا اس عورت سے نکاح درست نہیں، البتہ اس کی لڑکی سے اپنے لڑکے کا نکاح کرسکتا ہے۔ (مستفاد: احسن الفتاوی: ۵/۷۶)

ويحل لأصول الزاني،وفروعه أصول المزنيبها، وفروعها. (شامی، زكريا: ٤/١٧، کراچی: ٣/٣٢)

اگر مذکورہ حرکت کا مرتکب شہوت کا انکار کرے تو نظر اور مس میں اس کی بات تسلیم کی جاسکتی ہے، اس وقت حرمت مصاہرت کا حکم نہیں لگے گا؛ لیکن تقبیل [بوسہ] میں اس کی بات قبول نہیں کی جائے گی؛ کیوں کہ عموماً بوقت تقبیل شہوت کا وجود ہوتا ہے۔

إذا قبلها،أولمسها،أونظر إلى فرجها، ثم قال لم يكن عن شهوة ذكر الصدر الشهيد، أنه في القبلة يفتىٰ بالحرمة وفي اللمس،والنظر لا لأن الأصل في التقبيل الشهوة بخلاف المس، والنظر. (شامی، زكريا: ٤/١١٢، کراچی: ٣/٣٥، الهندية، زكريا: ١/٢٧٦، جديد: ١/٣٤١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۲۲ر محرم الحرام ۱۴۲۲ھ (فتویٰ نمبر: الف ۳۵/۳۱/۷۰۲) (فتاوی قاسمیہ: ۱۳/۳۲۸-۳۳۰)

حرمت مصاہرت کی ایک مشتبہ صورت:

سوال: انگلینڈ میں ایک لڑکی رہتی ہے اور اس کی بیوہ والدہ یہاں ہندوستان میں تنہا رہتی ہے، اس لڑکی کے ساتھ یہاں کے ایک لڑکے کا رشتہ طے ہوا ہے اور اب وہ اس لڑکی سے شادی کرنے کے لیے انگلینڈ جانے کی تیاری کررہا ہے، اس درمیان لڑکی کے سرپرستوں کو کئی خطوط بغیر نام کے موصول ہوئے، ان سب کا مضمون یہ ہے کہ جس لڑکے کا رشتہ طے ہوا ہے، لڑکے کا اس لڑکی کی والدہ کے ساتھ غلط تعلقات ہیں، لہذا یہ نکاح نہیں ہوسکتا، وہ لڑکی اس لڑکے پر حرام ہے،

لڑکی کے سرپرستوں نے اس بات کی تحقیق کے لیے یہاں ایک شخص پر خط لکھا۔ تحقیق کرنے پر یہ معلوم ہوا کہ اس واقعہ کا کوئی چشم دید گواہ نہیں ہے، ہاں یہ محقق ہے کہ اس لڑکے کے مدت سے اس عورت کے ساتھ تعلقات ہیں، وہ اس عورت کے گھر (جو تنہا رہتی ہے) بکثرت آمد و رفت رکھتا ہے، وہاں کھاتا پیتا بھی ہے اور گاہے سوتا بھی ہے، دونوں میں بے تکلفی بہت ہے، عورت جو کہتی ہے، لڑکا اس کے موافق کام کرتا ہے۔ ان باتوں کی وجہ سے لوگوں کو اس پر شبہ ہے اور یہ بات مشہور بھی ہوگئی ہے۔ لڑکا قسم کھا کر کہتا ہے کہ کبھی بھی میں نے اس عورت سے غلط حرکت نہیں کی۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ نکاح ہوسکتا ہے، یا نہیں؟ کیا ان خطوط کی بنا پر اس نکاح کو حرام کہا جاسکتا ہے؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں، بینوا توجروا۔

الجواب

بے شک بغیر نام کے خطوط شرعی شہادت نہیں ہیں، لہذا محض ان خطوط کی بنا پر حرمت ثابت نہیں کی جاسکتی اور اس سے نکاح کو ناجائز اور حرام نہیں کہا جاسکتا؛ لیکن جب حقیقت یہ ہے کہ عورت یہاں تنہا رہتی ہے اور لڑکا کا اس کے یہاں مدت سے آمد و رفت رکھتا ہے، کھاتا پیتا بھی ہے اور کبھی کبھی سوتا بھی ہے اور تمام کام عورت کے کہنے کے موافق کرتا ہے، ان وجوہات کی بنا پر لوگوں کا جو شبہ اور وہم ہے اس کو بلا دلیل نہیں کہا جاسکتا، ان قرائن کی بنا پر اس کو صحیح سمجھا جاسکتا ہے، بالکل نظر انداز نہیں کر سکتے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد واجب الاذعان ہے:

”لایخلون رجل بامرأة إلا کان ثالثها الشیطان“. (رواه الترمذی)(مشکاة المصابیح، ص: ۲۶۹، کتاب النکاح باب النظر إلی المخطوبة)

(یعنی جب کوئی شخص کسی عورت سے خلوت میں ملتا ہے تو ان میں تیسرا شیطان ہوتا ہے، وہ دونوں کو گناہ میں مبتلا کرنے کے لیے پوری کوشش کرنے لگتا ہے۔)

دوسری حدیث میں ہے:

عن جابر رضی اللّٰہ عنه عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم لا تلجوا علی المغیبات فإن الشیطان یجری من أحد کم مجری الدم. (مشکاة المصابیح، ص: ۲۶۹)

(حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسی عورتوں کے پاس مت جاؤ، جن کی محرم ان کے ساتھ نہ ہوں؛ کیوں کہ شیطان آدمی کے اندر خون کی طرح گردش کرتا رہتا ہے۔)

حرمت مصاہرت کا ثبوت صرف صحبت اور ہم بستری پر منحصر نہیں ہے؛ بلکہ حالت شہوت میں بلا حائل ایک دوسرے کے بدن کو مس کرنے، چومنے، بوسہ لینے اور شرم گاہ کو دیکھنے سے بھی حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے، یہ افعال قصداً

ہوں، یا نسیاناً، راضی خوشی سے ہوں، یا کسی کے مجبور کرنے سے۔(۱) لہٰذا لوگوں میں جو باتیں مشہور ہوگئی ہیں، ان کو بالکل نظر انداز کر کے نکاح کرنا اور کرانا تقویٰ اور احتیاط کے خلاف ہوگا اور اس میں بدنامی بھی ہے، جس سے بچنا ضروری ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''اتقوا مواضع التهمة''.(۲)(تہمت کی جگہوں سے بچ کر رہو۔)

غیر محرم سے پردہ کتنا ضروری ہے، اس کا اندازہ اس حدیث سے لگائیے، حدیث میں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہ کو ان کے بھائی جوان کے والدہ زمعہ کی باندی کے بطن سے تھے، محض اس بنا پر ان سے پردہ کرنے کا حکم فرمایا کہ ان کے متعلق عتبہ کا یہ دعویٰ کہ وہ میرے نطفہ سے ہے اور وہ لڑکا عتبہ کے مشابہ تھا۔اگرچہ شرعی قانون ''الولد للفراش وللعاهر الحجر'' کی بنا پر عتبہ کا لڑکا ہونے کا دعویٰ رد کردیا گیا تھا اور زمعہ کا (جو حضرت سودہؓ کے والد ہیں) بیٹا قرار دیا گیا تھا؛ مگر اس کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہؓ سے فرمایا ''احتجبني منه'' اس سے پردہ کرو، چنانچہ حضرت سودہؓ نے اس سے پردہ کیا اور مرتے دم تک اس لڑکے نے اپنی بہن حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو نہیں دیکھا، فمارأها حتیٰ لقی الله.(۳)

غور کیجئے! شریعت میں پردہ کا کتنا سخت حکم ہے، شریعت کی اس ہدایت کو بالائے طاق رکھ کر تنہائی میں غیر محرم عورت کے ساتھ ملنے، بات چیت کرنے، کھانے پینے اور سونے کو کس طرح صحیح کہا جاسکتا ہے؟ اور لوگوں کو ان باتوں کی وجہ

---

(۱) ولافرق فيما ذكر بين اللمس والنظر شهوة بين عمد ونسيان وخطأ واكراه.(الدرالمختار،فصل في المحرمات: ۲/۲۸۶-۲۸۷)

(۲) حدیث مذکور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعا ثابت نہیں ہے، جیسا کہ علامہ عراقی نے تخریج احادیث احیاء العلوم میں میں فرمایا ہے۔(دیکھئے کشف الخفاء للعجلونی: ۱/۴۴)

لیکن اس کے مفہوم کی تائید میں بعض روایات وارد ہوئی ہیں:

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ، عَنْ عَامِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:الحَلاَلُ بَيِّنٌ، وَالحَرَامُ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ لاَ يَعْلَمُهَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى المُشَبَّهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ: كَرَاعٍ يَرْعَى حَوْلَ الحِمَى، يُوشِكُ أَنْ يُوَاقِعَهُ، أَلاَ وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى، أَلاَ إِنَّ حِمَى اللَّهِ فِي أَرْضِهِ مَحَارِمُهُ، أَلاَ وَإِنَّ فِي الجَسَدِ مُضْغَةً: إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الجَسَدُ كُلُّهُ، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الجَسَدُ كُلُّهُ، أَلاَ وَهِيَ القَلْبُ.(صحيح البخاری،رقم الحديث: ۵۲،صحيح لمسلم،رقم الحديث: ۱۵۹۹)

حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى الأَنْصَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ،قَالَ:حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ أَبِي الحَوْرَاءِ السَّعْدِيِّ، قَالَ: قُلْتُ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ: مَا حَفِظْتَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: دَعْ مَا يَرِيبُكَ إِلَى مَا لاَ يَرِيبُكَ، فَإِنَّ الصِّدْقَ طُمَأْنِينَةٌ، وَإِنَّ الكَذِبَ رِيبَةٌ وَفِي الحَدِيثِ قِصَّةٌ.[وَأَبُو الحَوْرَاءِ السَّعْدِيُّ اسْمُهُ: رَبِيعَةُ بْنُ شَيْبَانَ،وَهَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ](سنن الترمذی،باب،رقم الحديث: ۲۵۱۸)[انیس]

(۳) مشكاة المصابيح،ص: ۲۸۷،باب اللعان،الفصل الأول

سے شبہ ہو تو کس طرح اس کو بلا دلیل کہا جا سکتا ہے؟ اس لیے بہتر یہ ہے کہ لڑکی کا نکاح کسی اور سے کر دیا جائے، اسی میں احتیاط اور تقویٰ ہے بدنامی سے حفاظت رہے گی۔

مزید وضاحت کے طور پر مندرجہ ذیل واقعہ غور سے پڑھئے:

حدیث میں ہے، حضرت عقبہؓ نے ابواہاب کی لڑکی سے نکاح کیا تھا، ایک عورت نے آکر بیان کیا ''میں نے عقبہ کو بھی دودھ پلایا ہے اور جس عورت سے عقبہ نے نکاح کیا ہے، اس کو بھی دودھ پلایا ہے، عقبہ نے کہا: مجھے یہ معلوم نہیں کہ تو نے مجھ کو دودھ پلایا ہے اور نہ اس سے قبل تو نے کبھی اس کا تذکرہ کیا ہے، پھر ابواہاب کے خاندان والوں سے اس کی تحقیق کی، ان لوگوں نے بھی کہا کہ ہم بھی نہیں جانتے کہ اس عورت نے تمہاری بیوی کو دودھ پلایا ہے، تب عقبہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' کیف وقد قیل'' جب کہ یہ بات کہی جارہی ہے (کہ تو اس کا رضاعی بھائی ہے) تو اب وہ تیرے نکاح میں کیوں کر رہ سکتی ہے؟ ففارقها ونكحت زوجاً غيره، اس کے بعد عقبہ نے اس کو چھوڑ دیا اور اس عورت نے دوسرے مرد سے نکاح کر لیا۔ (مشكاة المصابيح، ص: ۲۷۳-۲۷٤، باب المحرمات) (۱)

ایک عورت کی شہادت سے رضاعت ثابت نہیں ہوسکتی؛ لیکن تقویٰ اور احتیاط اور بدنامی کے خیالی سے تفریق کو پسند کیا گیا۔ التعليق الصبيح شرح مشكاة المصابيح میں ہے:

(قوله: كيف وقد قيل): أي كيف تباشرها وتفضي إليها والحال أنه قد قيل إنك أخوها من الرضاعة وذلك بعيد من ذوي المروة والورع وفيه أن الواجب على المرء أن يحتب موافق التهم والريبة وإن كان يرى الساحة (إلى قوله) قال القاضي: هذا مجول عند الأكثرين على الأخذ بالاحتياط والحث على التورع من مظان الشبه لا الحكم بثبوت الرضاع وفساد النكاح بمجرد شهادة المرضعة، كذا في شرح الطيبي.

وفي فتاوى قاضي خان: رجل تزوج امرأة فأخبره رجل مسلم ثقة أو امرأة أنها ما ارتضعا من امرأة واحدة قال في الكتاب أحب إلى أن يتنزه فيطلقها ويعطيها نصف المهر إن لم يدخل بها ولا تثبت الحرمة بخبر الواحد عندنا ما لم يشهد به رجلان أو رجل وامرءتان وقال التوربشتي وجه ذلك عند أكثر العلماء ان قوله كيف وقد قيل حث على التورع لمكان الشبهة. (التعليق البيح: ٣٢/٤-٣٣، باب المحرمات) فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ: ۸/-------)

---

(۱) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ، أَنَّهُ تَزَوَّجَ ابْنَةً لِأَبِي إِهَابِ بْنِ عُزَيْزٍ فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: إِنِّي قَدْ أَرْضَعْتُ عُقْبَةَ وَالَّتِي تَزَوَّجَ، فَقَالَ لَهَا عُقْبَةُ: مَا أَعْلَمُ أَنَّكِ أَرْضَعْتِنِي، وَلاَ أَخْبَرْتِنِي، فَرَكِبَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ فَسَأَلَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَيْفَ وَقَدْ قِيلَ، فَفَارَقَهَا عُقْبَةُ، وَنَكَحَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ. (صحيح البخاري: ٢/٧٦٤-٧٦٥، باب شهادة المرضعة، رقم الحديث: ٨٨، انيس)

چار پانچ سالہ بچی سے مس بالشہوت کیا تو حرمت مصاہرت ثابت ہوگی، یا نہیں:

سوال: ایک مرتبہ رات کو میں اپنی بیوی کے ساتھ لہو ولعب میں مشغول تھا، اس کے پاس چار پانچ سالہ چھوٹی بچی سوئی ہوئی تھی، غلطی سے ایک مرتبہ بیوی کے ہاتھ کے بجائے اس چھوٹی بچی کی انگلی میرے ہاتھ میں آ گئی تو اس کا کیا حکم ہے، کیا اس سے میری بیوی مجھ پر حرام ہوگئی؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــ

صورت مسئولہ میں چونکہ بچی بہت چھوٹی ہے، قابل اشتہاء نہیں ہے، لہٰذا حرمت مصاہرت ثابت نہ ہوگی۔ درمختار میں ہے:

(هٰذا إذا كانت حية مشتهاة) ولو ماضيا (أما غيرها) يعني الميتة وصغيرة لم تشته (فلا) تثبت الحرمة بها أصلاً.

شامی میں ہے:

(قوله: فلا تثبت الحرمة بها) أي بوطئها أو لمسها أو النظر إلىٰ فرجها وقوله أصلاً أي سواء كان بشهوة أم لا وسواء أنزل أو لا. (الدرالمختار و شامی: ۳۸۷/۲، فصل فی المحرمات)

امدادالفتاویٰ میں ہے:

سوال: ایک شخص اپنی چار پانچ برس کی عمر کی لڑکی کو ساتھ لے کر سویا، نیند میں اپنی بیوی سمجھ کر اس لڑکی کا بوسہ لیا اور اس کو لپٹایا؛ لیکن ایک بڑا تکیہ بیچ میں رکھ کر سویا تھا، اب اس کی بیوی اس پر حلال ہے یا نہیں؟

الجواب: اس سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوئی، بیوی حلال ہے؛ لأنها صغيرة جداً. (امدادالفتاویٰ: ۲/۲۷۴)

فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ: ۸/۔۔۔۔۔۔)

شہوت سے چھونے سے حرمت مصاہرت موجب حد نہیں:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ آیا حرمت مصاہرت میں مس بالشہوۃ زنا کے قائم مقام ہے؟ اگر زنا کے قائم مقام ہے تو ان پر حد زنا جاری ہوگی، یا صرف حرمت ثابت ہوگی، اگر اجنبی مرد، اجنبی عورت کے ساتھ تقبیل بالشہوۃ، یا مس بالشہوۃ کرے تو آیا ان کی وجہ سے اجنبی مرد پر اس اجنبی عورت کے اصول وفروع حرام ہوں گے؟ شریعت کی روشنی میں بحوالہ کتب عربی تحریر فرمادیں۔

الجواب ــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

اگر اجنبی مرد اجنبی عورت کا شہوت سے بوسہ لے، یا شہوت سے چھولے تو اس کی وجہ سے اجنبی مرد پر اس اجنبی عورت کے اصول وفروع حرام ہوجائیں گے، حرمت مصاہرت کے ثبوت میں شہوت کے ساتھ چھونے کا وہی حکم ہے، جو زنا کا ہے؛ مگر اس کی وجہ سے حد زنا جاری نہ ہوگی صرف حرمت ثابت ہوگی۔

لما فی البخاری (۱۰۰۸/۲): عن ابن عباس رضی اللّٰه عنهما، قال: لما أتی ماعز بن مالک النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال له: لعلک قبلت، أو غمزت، أو نظرت قال: لا یا رسول اللّٰه، قال: أنکتها، لا یکنی، قال: نعم فعند ذلک أمر برجمه.

وفی الهندیة (۲۷٤/۱): وکما تثبت هذه الحرمة بالوطء تثبت بالمس والتقبیل والنظر إلی الفرج بشهوة، کذا فی الذخیرة.

وفیه أیضاً (۱٤۷/۲): الباب الرابع فی الوطء الذی یوجب الحد والذی لا یوجبه: الوطء الموجب للحد هو الزنا، کذا فی الکافی.

وأیضاً (۱٤۳/۲): ورکنه التقاء الختانین ومواراة الحشفة لأن بذلک یتحقق الإیلاج والوطء. (نجم الفتاویٰ: ۲۳۳/۴-۲۳۴)

نانا کا نواسے کی بیوی کو شہوت سے چھونا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی اپنے نواسے کی بیوی کو شہوت سے چھولے، یا اس کے چھونے پر شہوت محسوس ہو تو حرمت کے اعتبار سے کیا اثر پڑے گا؟

الجواب ــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

اگر نانا نے عورت کو بلا حائل، یا اتنے باریک کپڑے کے اوپر سے چھولیا، جس سے جسم کی حرارت محسوس ہوتی ہو اور بوقت مس جانبین میں سے کسی ایک کو شہوت پیدا ہو جائے، یا پہلے سے انتشار موجود ہو اور اس میں زیادتی ہو جائے تو اس سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے اور نواسے پر بیوی حرام ہوگی۔

لمافی المصنف لابن أبی شیبة (۱۱/٤): عن مجاهد رحمه اللّٰه قال: إذا قبلها أو لمسها أو نظر إلی فرجها حرمت علیه ابنتها.

وفی الدر المختار (۳۲/۳): وحرم أیضا بالصهریة أصل مزنیته، الخ.

وفی الرد تحته: (قوله: وحرم أیضا بالصهریة أصل مزنیته) قال فی البحر: أراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربع حرمة المرأة علی أصول الزانی وفروعه نسبا ورضاعا، الخ. (نجم الفتاویٰ: ۲۳۴/۴-۲۳۵)

زنا سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی بندہ اپنے سالے کی بیٹی سے زنا کرتا ہے تو اس بندے کے بیٹے کی شادی اس متاثرہ لڑکی کے ساتھ ہو سکتی ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

اپنے سالے کی بیٹی سے زنا کرنے سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے اور زانی کے اصول وفروع پر مزنیہ حرام

ہوجاتی ہے،لہٰذا صورت مسئولہ میں مزنیہ لڑکی کے ساتھ زانی کے بیٹے کا نکاح کرنا حرام ہے۔

لما في إعلاء السنن (١١/٤٦): وقال الموفق في المغني: ووطء الحرام محرم كما يحرم وطء الحلال والشبهة يعني انه يثبت به تحريم المصاهرة فاذا زنى بامراة حرمت على ابيه وابنه وحرمت عليه امها وابنتها كما لو وطئها بشبهة اوحلالاً ولو وطء ام امرأته او بنتها حرمت عليه امرأته، نص احمد على هذا في رواية جماعة، وروى نحو ذالک عن عمران بن حصين وبه قال الحسن وعطاء وطاؤس ومجاهد والشعبي والنخعي والثوري واسحاق واصحاب الرأى رحمهم اللّٰه تعالىٰ عليهم أجمعين.

وفي الشامية(٣/٢٨):وتحرم موطوء ات آبائه وأجداده وإن علوا ولو بزني والمعقودات لهم عليهن بعقد صحيح. (نجم الفتاویٰ:۴/۲۴۰)

کافرہ عورت سے زنا کی صورت میں حرمت مصاہرت:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک مسلمان نے کافرہ عورت سے زنا کیا،اس کافرہ عورت کی لڑکی مسلمان ہوگئی،آیا اس مسلمان زانی کا اس نومسلمہ لڑکی سے نکاح جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

زانی پر مزنیہ عورت کی لڑکی (اگرچہ مسلمان ہوگئی ہے) اس پر حرام ہے؛اس لیے کہ زنا سے حرمت مصاہرت ثابت ہوچکی ہے۔

لما في البحرالرائق (٣/١٠١):وأراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربع حرمة المرأة على أصول الزاني وفروعه نسبا ورضاعا وحرمة أصولها وفروعها على الزاني نسبا ورضاعا.

وفي الهندية (١/٢٧٤): فمن زنى بامرأة حرمت عليه أمها وإن علت وابنتها وإن سفلت وكذا تحرم المزني بها على آباء الزاني وأجداده وإن علوا وأبنائه وإن سفلوا،كذا في فتح القدير. (نجم الفتاویٰ:۴/۲۴۵،۲۴۶)

وطی فی الدبر سے حرمت مصاہرت کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ وطی فی الدبر (پچھلے حصے میں ہمبستری) سے حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے کہ نہیں؟ نیز وطی فی الدبر کرنے والے کا شریعت میں کیا حکم ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

وطی فی الدبر سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی، باقی اگر وطی فی الدبر اپنی باندی یا بیوی سے کرتا ہے تو اس کو تعزیراً سزا دی جائے گی اور اس پر حد نہیں؛لیکن اگر غیر کی باندی، یا بیوی سے کرتا ہے تو امام کو اختیار ہے کہ چاہے تو اس کو پہاڑ سے گرادے، یا اس کے اوپر دیوار گرائے، یا اس کو قید کرے؛لیکن اگر یہ اس فعل کی عادت بنالے تو مفتی بہ قول کے مطابق اس کو سیاسۃً قتل کیا جاسکتا ہے۔

لما في الهندية (۲۷۵/۱): ولو نظر إلى دبر المرأة لا تثبت به حرمة المصاهرة، كذا في فتاوى قاضي خان وكذا لو وطء في دبرها لا تثبت الحرمة كذا في التبيين وهو الأصح هكذا في المحيط وعليه الفتوى هكذا في جواهر الأخلاطي.

وفي الدر المختار (۳٤/۳): (فلا) تثبت الحرمة بها أصلا كوطء دبر مطلقا.

وفي الرد تحته: قوله (مطلقا)أي سواء كان بصبي أوامرأة كما في غاية البيان وعليه الفتوى كما في الواقعات ح عن البحر.

وفي الدر المختار أيضا (۲۷/۳): (أو) بوطء (دبر) وقالا إن فعل في الأجانب حد وإن في عبده أو أمته أو زوجته فلا حد إجماعا بل يعزر قال في الدرر بنحو الإحراق بالنار وهدم الجدار والتنكيس من محل مرتفع باتباع الأحجار وفي الحاوي والجلد أصح وفي الفتح يعزر ويسجن حتى يموت أو يتوب ولو اعتاد اللواطة قتله الإمام سياسة. (نجم الفتاویٰ:۲۴۸/۴)

اجنبی کے ساتھ غلط تعلقات کا نکاح پر اثر:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ایک شادی شدہ عورت نے ایک سال قبل دوسرے مرد سے ناجائز تعلقات قائم کرلیے، پھر اس کے بعد اپنے شوہر کے پاس رہنے لگی، جب کہ اس کے شوہر نے طلاق بھی نہیں دی، اس کے بارے میں مفتیان دین کیا فرماتے ہیں؟

(المستفتی: عبدالغالب شمسی، محلّہ بھٹی، مرادآباد)

باسمه سبحانه وتعالىٰ، الجواب ــــــــــــــــــــ وبالله التوفيق

غیر مرد کے ساتھ غلط تعلق قائم کر کے اس کے ساتھ چلے جانے کی وجہ سے شوہر کے نکاح میں کوئی فرق نہیں آیا، شوہر کا نکاح اس عورت کے ساتھ بدستور باقی ہے؛ اس لیے بعد میں شوہر کے ساتھ بغیر نکاح ثانی بھی رہنا جائز ہے اور بدکاری کا گناہ عورت اوراس دوسرے مرد کے سر رہے گا۔

لو تزوج بامرأة الغير عالماً بذلك ودخل بها لا تجب العدة عليها حتى لا تحرم على الزوج وطؤها وبه يفتي لأنه زنىٰ والمزني بها لاتحرم على زوجها. (شامي، کراچی: ۵۰/۳، زکریا: ۱٤٤/٤)

أنه زنىٰ والمزني بها لاتحرم على زوجها. (شامي، فصل في المحرمات، کراچی: ۵۰/۳، زکریا: ۱٤٤/٤)

وأما نكاح منكوحة الغير ومعتدته فالدخول فيه لايوجب العدة إن علم أنها للغير: لأنه لم يقل أحد بجوازه، فلم ينعقد أصلاً. (شامي، کراچی: ۵۱٦/۳، زکریا: ۱۹۷/۵، البحر الرائق، کوئٹہ: ۱٤٤/٤، زکریا: ۲٤۲/٤) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ، ۲۴ ربیع الثانی ۱۴۱۴ھ (فتویٰ نمبر: الف ۳۴۲۹/۲۹)

الجواب صحیح: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۲۴/۴/۱۴۱۴ھ۔ (فتاوی قاسمیہ: ۳۸۵/۱۳، ۳۸۶)

دو کپڑوں کے ساتھ مس کرنے سے حرمتِ مصاہرت ثابت نہ ہوگی:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید نے ہندہ کی پیٹھ کو اپنی پنڈلی سے شہوت کے ساتھ مس کیا، زید کی پنڈلی سوتی کپڑے سے ڈھکی ہوئی تھی، نیز ہندہ کی پیٹھ بھی کپڑے سے ڈھکی ہوئی تھی؛ یعنی زید کی پنڈلی اور ہندہ کی پیٹھ کے درمیان دو کپڑے حائل تھے، کیا صورتِ مسئولہ میں دونوں کے درمیان حرمتِ مصاہرت ثابت ہوگی، زید ہندہ کی لڑکی سے نکاح کا بہت خواہش مند ہے، کیا زید کے لیے ہندہ کی لڑکی سے نکاح کرنا شرعاً درست ہوگا؟

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ، الجواب ـــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

بظاہر یہ دو کپڑے احساسِ حرارت سے مانع ہیں؛ اس لیے حرمتِ مصاہرت ثابت نہ ہوگی، زید ہندہ کی لڑکی سے نکاح کرسکتا ہے۔

ثم المس إنما یوجب حرمة المصاهرة إذا لم یکن بینهما ثوب، أما إذا کان بینهما ثوب، فإن کان صفیقًا لا یجد الماس حرارة الممسوس لا تثبت حرمة المصاهرة، وإن انتشرت آلته بذٰلک، وإن کان رفیقا بحیث تصل حرارة الممسوس إلی یده تثبت، کذا في الذخیرة. (الفتاویٰ الهندیة ،القسم الثاني المحرمات بالصهریة: ۲۷٤/۱،زکریا)

وانصرف اللمس إلی أي موضع من البدن بغیر حائل، وأما إذا کان بحائل، فإن وصلت حرارة البدن إلی یده تثبت الحرمة وإلا فلا، کذا في أکثر الکتب. فما في الذخیرة من أن الشیخ الإمام ظهیر الدین یفتي بالحرمة في القبلة علی الفم والذقن والخد والرأس، وإن کان علی المقنعة محمول علی ما إذا کانت المقنعة رقیقة تصل الحرارة معها کما قدمناه. (البحرالرائق ، فصل في المحرمات: ۱۷۷/۳،زکریا)

وأصل ممسوسته بشهوة ولو لشعر علی الرأس بحائل لا یمنع الحرارة أي ولو بحائل،إلخ، فلو کان مانعًا لا تثبت الحرمة، کذا في أکثر الکتب. (الدر المختار مع الشامي ،فصل في المحرمات: ۱۰۸/٤،زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۲۱/۳/۱۴۱۲ھ۔ (کتاب النوازل: ۲۸۸/۸-۲۸۹)

جس عورت کو شہوت کے ساتھ چھوا، اُس کی لڑکی سے نکاح:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ:

(۱) زید نے ایک مرتبہ کچھ دوری سے ہندہ کو غسل کرتے ہوئے دیکھ لیا، اس حال میں کہ ہندہ کے جسم پر کپڑے نہیں تھے۔ ایک مرتبہ زید اسی ہندہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور ہندہ کے پیر زید کے پیر سے چھو رہے تھے، جس کی وجہ سے زید

کے جسم میں مستی کی کیفیت طاری ہورہی تھی اور ایک مرتبہ زید نے ہندہ کے سینہ پر ہاتھ پھیر دیا، جب کہ ہندہ سوئی ہوئی تھی، اِن سب واقعات کو ہوئے کئی سال گزر گئے، اب ہندہ زید کے ساتھ اپنی لڑکی کی شادی کرنا چاہتی ہے۔ پوچھنا یہ ہے کہ ان سب واقعات کے بعد زید کی شادی ہندہ کی لڑکی کے ساتھ درست ہوگی، یا ازروئے شرع ممانعت ہے؟

(۲) زید نے ہندہ کے پستان پر ہاتھ لگایا، تو کیا ہندہ کی بیٹی اس پر حرام ہوگئی، یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ، الجواب ــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

(۱) مسئولہ صورت میں چوں کہ زید نے متعدد مرتبہ ہندہ سے شہوت انگیز حرکتیں کی ہیں اور اس کے بعض اعضا ہندہ سے شہوت کے ساتھ مس ہوئے ہیں، لہٰذا اُن دونوں میں حرمتِ مصاہرت ثابت ہوگئی، اب ہندہ کی لڑکی سے زید کا نکاح حلال نہیں ہے۔

حرم أيضًا بالصهرية أصل مزنيته. (الدر المختار)

قال في البحر: أراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربع: حرمة المرأة على أصول الزاني وفروعه نسبًا ورضاعًا، وحرمة أصولها وفروعها على الزاني نسبًا ورضاعًا، كما في الوطء الحلال. ويحل لأصول الزاني وفروعه أصول المزني بها وفروعها.

من مسته امرأة بشهوة حرمت عليه أمها وبنتها، وقال الشافعي: لا تحرم، وعلى هٰذا الخلاف مسه امرأة بشهوة ونظره إلى فرجها. (الفتاویٰ التاتارخانية: ۵۷/۴، رقم: ۵۵۱۸، زکریا)

(وَ) حَرُمَ أَيْضًا بِالصِّهْرِيَّةِ (أَصْلُ مَزْنِيَّتِهِ) أَرَادَ بِالزِّنَا فِي الْوَطْءِ الْحَرَامِ (وَ) أَصْلُ (مَمْسُوسَتِهِ بِشَهْوَةٍ) وَلَوْ لِشَعْرٍ عَلَى الرَّأْسِ بِحَائِلٍ لَا يَمْنَعُ الْحَرَارَةَ (وَأَصْلُ مَاسَّتِهِ وَنَاظِرَةٍ إِلَى ذَكَرِهِ وَالْمَنْظُورُ إِلَى فَرْجِهَا) الْمُدَوَّرِ (الدَّاخِلِ) وَلَوْ نَظَرَهُ مِنْ زُجَاجٍ أَوْ مَاءٍ هِيَ فِيهِ (وَفُرُوعُهُنَّ) مُطْلَقًا. (الدر المختار: ۱۰۷/۴-۱۰۸)

(۲) اگر زید نے ہندہ کے پستان پر کپڑے کے اوپر سے ہاتھ لگایا اور کپڑا اتنا دبیز تھا کہ بدن کی حرارت کا اندازہ جانبین کو نہ ہوسکا تو اس طرح اوپر سے ہاتھ لگانے کی وجہ سے حرمتِ مصاہرت ثابت نہیں ہوتی؛ لیکن اگر پستان پر اس طرح ہاتھ لگایا کہ کپڑا حائل نہ تھا، یا کپڑا تو تھا؛ لیکن وہ اتنا باریک تھا کہ حرارت کے اندازہ سے مانع نہیں ہوا تو اس صورت میں حرمتِ مصاہرت ثابت ہوجائے گی اور زید کے لیے ہندہ کی بیٹی سے نکاح کرنا قطعاً حرام ہوگا۔

ثم المس إنما يوجب حرمة المصاهرة إذا لم يكن بينهما ثوب، أما إذا كان بينهما ثوب صفيقًا لا يجد الماس حرارة الممسوس لا تثبت حرمة المصاهرة، وإن انتشرت آلته بذلك وإن كان رقيقاً بحيث تصل حرارة الممسوس إلى يده ثبتت، كذا في الذخيرة. (الفتاویٰ الهندية: ۲۷۵/۱، زکریا، كذا في البحر الرائق: ۱۷۷/۳، زکریا، الدر المختار مع الشامي: ۱۰۸/۴، زکریا) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۱۷/۳/۱۴۲۷ھ، الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ۔ (کتاب النوازل: ۲۹۴/۸-۲۹۶)

جس عورت کو شہوت کے ساتھ چھوا ہو، اُس کی بہن سے نکاح:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ایک شخص نے کسی لڑکی کے ساتھ ناجائز تعلق قائم کیا اور وطی ودخول کے سوا بوس وکنار کیا، صرف دخول نہیں کیا، پھر اسی لڑکی کی چھوٹی بہن سے شادی کرنا چاہتا ہے، جائز ہے یا نہیں؟

باسمه سبحانه وتعالیٰ، الجواب ــــــــــــــــــــ وبالله التوفيق

مذکورہ شخص نے اجنبی عورت سے چھیڑ چھاڑ کر کے سخت گناہ کا ارتکاب کیا ہے، جس پر سچے دل سے توبہ لازم ہے؛ تاہم اس عمل کے باوجود مذکورہ لڑکی کی بہن سے اُس کا نکاح شرعاً درست ہے۔

عن الزهري قال: إذا زنى الرجل بأخت امرأته فإنها لاتحرم عليه، لا يحرّم حرام حلالاً. (المصنف لابن أبي شيبة: ۴۸۰/۳، رقم: ۱۶۳۴۵، دار الكتب العلمية بيروت)

وطی أخت امرأته لا تحرم عليه امرأته. (الدر المختار مع الشامي: ۱۰۹/۴، زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۱۴۲۵/۷/۲۰ھ، الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ۔ (کتاب النوازل: ۳۰۱/۸)

مراہق کے بوسہ سے حرمت مصاہرت کا ثبوت:

سوال: زید مراہق ہے، اس نے شہوت کے ساتھ ہندہ بالغہ کو بوس وکنار کیا اور اس کے سینہ کو دبایا تو ایسی صورت میں حرمت مصاہرت ثابت ہوئی، یا نہیں؟ کیا ثبوت حرمت مصاہرت کے لیے بلوغ شرط ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ وبالله التوفيق

حرمت مصاہرت کے ثبوت کے لیے بلوغ شرط نہیں ہے؛ بلکہ مراہق ہونا کافی ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں اگر یہ صحیح ہے کہ زید جو مراہق ہے، اس نے ہندہ کا بوس وکنار کیا تو ایسی صورت میں حرمت مصاہرت ثابت ہوگئی۔

والمراهق كالبالغ حتىٰ لو مسّ وأقرّ أنه بشهوة تثبت الحرمة عليه. (فتح القدير شرح الهداية، باب المحرمات: ۲۲۲/۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سہیل احمد قاسمی (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲۲۲/۴)

موٹر سائیکل پر عورت کو ساتھ بٹھانے سے حرمت مصاہرت کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ باپ اپنی بیٹی کو موٹر سائیکل پہ اسکول لے جاتا ہے، یا بھائی اپنی بہن کو موٹر سائیکل پہ لے جاتا ہے اور بیٹی یا بہن جوان یعنی بالغہ ہے تو کیا اس طرح کرنا جائز ہے؟ اس سے حرمت مصاہرت تو ثابت نہیں ہوتی اور حرمت مصاہرت کے لیے کیا شرطیں ہیں اور اس کا حکم کیا ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

عورت کو چھونا اگر بغیر کسی کپڑے کے شہوت کے ساتھ ہو تو اس سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے، لہذا کسی ضرورت کے تحت اپنی ماں بیٹی وغیرہ کو موٹر سائیکل پر اپنے ساتھ بٹھانے سے (عام طور پر) حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی؛ تاہم پھر بھی اپنی ان خواتین کے ساتھ ایسی سواری پر زیادہ لگ کر نہ بیٹھنا چاہیے۔

(نوٹ) حرمتِ مصاہرت کے مسائل انتہائی پیچیدہ بھی ہیں اور افراد واحوال کے بدلنے سے حکم بھی بدل جاتا ہے؛ اس لیے اگر کوئی خاص واقعہ پیش آیا ہو تو اسے ہی تفصیلاً لکھ کر مسئلہ معلوم کر لیا جائے؛ تاکہ واقعہ کی نوعیت کو دیکھ کر حکم لکھا جا سکے۔ باقی حرمت مصاھرت کا ثبوت اگر کسی عورت کے ساتھ ہو جائے تو اس کا حکم یہ ہے کہ اس عورت کے اصول وفروع اس چھونے والے مرد پر حرام ہو جاتے ہیں اور وہ عورت اس چھونے والے کے اصول وفروع پر حرام ہو جاتی ہے۔

لمافی الهندية(۱/ ۲۷٤-۲۷۵):ثم المس إنما يوجب حرمة المصاهرة إذا لم يكن بينهما ثوب أما إذا كان بينهما ثوب فإن كان صفيقا لا يجد الماس حرارة الممسوس لا تثبت حرمة المصاهرة وإن انتشرت آلته بذلک وإن كان رقيقا بحيث تصل حرارة الممسوس إلى يده تثبت، كذا في الذخيرة... والشهوة تعتبر عند المس والنظر حتى لو وجدا بغير شهوة ثم اشتهى بعد الترک لا تتعلق به الحرمة.

وفي الشامية (۳/ ۳۲): (قوله:وأصل ممسوسته،الخ) لأن المس والنظر سبب داع إلى الوطء فيقام مقامه في موضع الاحتياط، هداية ...(قوله:بشهوة) أي ولو من أحدهما كما سيأتي... (قوله:بحائل لا يمنع الحرارة) أي ولو بحائل،إلخ، فلو كان مانعا لا تثبت الحرمة،كذا في أكثر الكتب. (نجم الفتاویٰ:۴/ ۲۴۹)

اسکول میں مس [استانی محترمہ] سے مصافحہ کرنے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ میں ایک طالب علم ہوں اور نویں کلاس میں پڑھتا ہوں، اسکول میں لڑکیوں کے ساتھ اختلاط بھی ہوتا رہتا ہے اور ہمیں پڑھانے والی اکثر عورتیں ہوتی ہیں اور وہ بہت فحش لباس میں اسکول آتی ہیں، بہر حال ہم سب طلبہ ان کو دیکھتے رہتے ہیں اور بعض دفعہ ان کو دیکھنے سے شہوت ہوتی ہے اور بعض دفعہ کلاس میں داخل ہوتے وقت میں اپنی مس کو سلام بھی کرتا ہوں؛ یعنی مصافحہ، کبھی کبھی مصافحہ کرتے وقت شہوت ہو جاتی ہے اور بسا اوقات ان کے ہاتھ پر بوسہ بھی دیتا ہوں، جب میں نے یہ بات اپنے محلے کے ایک دینی مدرسہ کے طالب علم دوست کو بتائی تو اس نے کہا کہ بھائی وہ مس اور اس کی اولاد تم پر حرام ہو چکی ہے، مجھے اس کی یہ بات بالکل سمجھ نہیں آئی، چناں چہ میں نے اس سے کہا کہ ہمارے قریب جو دارالافتاء ہے، اس سے فتویٰ لیتے ہیں، لہٰذا اب مفتی صاحب آپ ہی مسئلہ کا حل بتائیے۔

الجواب ــــــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

کسی بھی عورت کو شہوت سے دیکھنے سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی؛ مگر شہوت سے ہاتھ لگانے سے حرمت مصاہرت ثابت ہوجاتی ہے، چاہے کسی بھی جگہ ہاتھ لگایا ہو؛ اس لیے آپ نے جن عورتوں سے مصافحہ کیا ہے اور بوقت مصافحہ آپ کو شہوت ہو تو اس عورت سے آپ کی حرمت مصاہرت ثابت ہوجائے گی۔ حرمت مصاہرت کے ثابت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس عورت کے اصول یعنی ماں، نانی وغیرہ اور فروع یعنی تمام اولاد اور پوتے وغیرہ آپ پر حرام ہوجائیں گے اور اسی طرح آپ کے اصول اور فروع اس پر حرام ہوجائیں گے؛ مگر آپ کا نکاح اس عورت سے ہوسکتا ہے، وہ آپ پر حرام نہیں ہوئی؛ اس لیے آپ کے دوست نے اولاد کے حرام ہونے کی حد تک تو مسئلہ درست بتایا ہے؛ مگر وہ عورت (مس) بھی حرام ہوگی یہ بات درست نہیں۔

باقی رہا یہ مسئلہ کہ جہاں لڑکے اور لڑکیوں کا بے محابا اختلاط ہو، نیز پردے کا کوئی انتظام نہ ہو، حد یہ کہ مس بھی فحش اور تقریباً عریاں لباس میں پڑھاتی ہوں تو آیا ان اسکولوں میں پڑھنا جائز بھی ہے، یا نہیں؟ تو یاد رہے کہ ایسے اسکولوں میں پڑھنا قطعاً جائز نہیں، یہ اسلامی تہذیب کے خلاف ہونے کے ساتھ ساتھ عقل سلیم کے بھی خلاف ہے، لہٰذا کسی ایسے اسکول میں جہاں صرف لڑکے پڑھتے ہوں اور پڑھانے والے ٹیچر بھی مرد ہوں، وہاں داخلہ لے کر پڑھیں، ایسے غیر شرعی اور بدتہذیب اسکول کو چھوڑ دیں۔

لمافي الكلام المجيد (النسآء: ٢٣): ﴿وَلَا تَنكِحُوا مَا نَكَحَ آبَائُكُم مِّنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيْلاً﴾

وفى المصنف لابن ابى شيبة (كتاب النكاح: ٩٩/٩): عن أبى هانى قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من نظر إلى فرج امرأة لم تحل له امها ولا ابنتها.

وفى اعلاء السنن (٤٠/١١): هذا وقد ظهر بذلک اتفاق اجلة التابعين واكثرهم على كون الزنا ومقدماته موجبا للتحريم وهو قول عمران بن حصين وابن عباس وابن مسعود وابن عمر وغيرهم من الصحابة وهو مقتضى حديث اختصام سعد بن ابى وقاص وعبد بن زمعة.الخ.

وفى الهندية (٢٧٥/١): وكما تثبت هذه الحرمة بالوطء تثبت بالمس والتقبيل والنظر إلى الفرج بشهوة، كذا فى الذخيرة، سواء كان بنكاح أو ملک أو فجور عندنا، كذا فى الملتقط، قال أصحابنا: الربيبة وغيرها فى ذلک سواء، هكذا فى الذخيرة... ثم لا فرق فى ثبوت الحرمة بالمس بين كونه عامدا أو ناسيا أو مكرها أو مخطئا كذا فى فتح القدير أو نائما، هكذا فى معراج الدراية، فلو أيقظ زوجته ليجامعها فوصلت يده إلى بنته منها فقرصها بشهوة وهى ممن تشتهى يظن أنها أمها حرمت عليه الأم حرمة مؤبدة، كذا فى فتح القدير... ولو مس ظفرها بشهوة تثبت، كذا فى الخلاصة. (نجم الفتاویٰ: ۲۴۹/۴، ۲۵۰)

بخار چیک کرنے کے لیے ماتھے پر ہاتھ رکھنے سے حرمت مصاہرت کا حکم:

سوال: زید بہت سخت بیمار ہے ہسپتال میں اس کے ساتھ اس کی ساس ہے۔ڈاکٹر نے کہا ہے کہ آپ زید کا ہر وقت بخار دیکھا کرو؛ تا کہ میں جب بھی آؤں تو مجھے پتہ چلے، یا اگر زیادہ ہو جائے تو مجھے فوراً اطلاع کر دینا۔اب مسئلہ یہ ہے کہ زید کے پاس اور کوئی موجود نہیں ہے، گاؤں بھی کافی دور ہے۔ساس کہتی ہے کہ مجھے شہوۃ کے آنے کا غالب گمان ہے، اب کیا کیا جائے۔ساس اگر اس کے ماتھے، یا ہاتھ پر کپڑا رکھ کر بخار دیکھنا چاہے تو اس کا پتہ نہیں چلتا اور اگر بغیر کپڑے کے ہاتھ لگاتی ہے تو شہوۃ کے آنے کا قوی اندیشہ ہے، لہٰذا حرمت مصاہرت کا کیا حکم ہوگا؟

الجواب ــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

عام طور پر ہسپتال میں بخار چیک کرنے کے لیے ''تھرمامیٹر'' اور ''پٹی'' استعمال کی جاتی ہے، لہٰذا بہتر تو یہی ہے کہ مذکورہ چیزوں کو استعمال کیا جائے، اگر بالفرض یہ چیزیں موجود نہ ہوں تو صورت مسئولہ میں حرمت مصاہرت ثابت ہونے کے لیے ضروری ہے کہ مس بالشہوۃ ہو، لہٰذا ساس اگر داماد کو شہوت سے چھوئے تو حرمتِ مصاہرت ثابت ہوگی اور اگر داماد کو چھوتے وقت شہوت نہ ہو؛ بلکہ چھونے کے بعد ہاتھ ہٹاتے ہی شہوت آجائے تو حرمتِ مصاہرت ثابت نہ ہوگی اور عورت میں شہوت کی علامت یہ ہے کہ دل میں خواہش اور مزہ آنے لگے اور اگر یہ کیفیت پہلے سے ہو تو اس میں زیادتی ہو جائے، لہٰذا آپ کو چاہیئے کہ ڈاکٹر کو سمجھا دیں کہ یہ شرعی حرمات کا مسئلہ ہے داماد کو ہاتھ نہ لگانے میں ہی عافیت ہے خصوصاً جب ساس ضعیف العمر بھی نہ ہو۔

لمافي الدر المختار (۳۳/۳): والعبرة للشهوة عند المس والنظر لا بعدهما وحدها فيهما تحرك آلته أو زيادته، به يفتى، وفي امرأة ونحو شيخ كبير تحرك قلبه أوزيادته.

وفي الرد تحته: (قوله: والعبرة، إلخ) قال في الفتح وقوله بشهوة في موضع الحال فيفيد اشتراط الشهوة حال المس فلو مس بغير شهوة ثم اشتهى عن ذلك المس لا تحرم عليه، آه... (قوله: به يفتى) وقيل حدها أن يشتهي بقلبه إن لم يكن مشتهيا أو يزداد إن كان مشتهيا ولا يشترط تحرك الآلةوصححه في المحيط والتحفة وفي غايةالبيان وعليه الاعتمادوالمذهب الأول، بحر. (نجم الفتاویٰ:۴/۲۵۱)

چوڑیاں پہنانے سے حرمت مصاہرت کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ میری جیولرز کی دوکان ہے، ہماری دوکان پر مستورات آتی رہتی ہیں، بسا اوقات وہ عورتیں مجھے چوڑیاں پہنانے کے لیے کہتی ہیں اور میں ان کو چوڑیاں پہناتا ہوں، بسا اوقات چوڑیاں پہناتے ہوئے میرے دل میں شہوت ہوتی ہے اور کبھی اس کی مقدار بہت بڑھ جاتی

ہے۔ بہرحال مفتی صاحب آپ سے یہ معلوم کرنا ہے کہ میرے اس فعل سے حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے، یا نہیں؟ جب کہ اکثر عورتیں برقعہ اوڑھے ہوئے ہوتی ہیں؛ یعنی میں ان کا چہرہ نہیں دیکھتا صرف ہاتھ کو ہاتھ میں پکڑتا ہوں۔ جواب دے کر مشکور فرمائیں۔

الجواب ـــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

عورت کے کسی عضو کو شہوت کی حالت میں چھونے سے حرمت مصاہرت ثابت ہوجاتی ہے، لہٰذا صورت مسئولہ میں آپ کو چاہیے کہ ان کو چوڑیاں پہنانے سے اجتناب کریں اور جن جن عورتوں کو آپ نے ایسی حالت میں چوڑیاں پہناتے ہوئے چھوا ہے، جس سے آپ کے آلہ تناسل میں انتشار پیدا ہوگیا، یا اگر پہلے سے انتشار تھا تو اس میں اضافہ ہوگیا تو آپ کے اور ان کے درمیان حرمت مصاہرت ثابت ہوگئی ہے، البتہ اگر آپ کی عمر ۱۲/سال سے کم ہے تو اس صورت میں حرمت ثابت نہیں ہوگی۔

لما في المصنف لابن ابي شيبة (۹۹/۹، كتاب النكاح): قال ابراهيم وكانوا يقولون اذا اطلع الرجل من المرأة على مالا يحل له او لمسها بشهوة فقد حرمتا عليه جميعا.

وفي الهندية (۲۷٤/۱): وكما تثبت هذه الحرمة بالوطء تثبت بالمس والتقبيل والنظر إلى الفرج بشهوة كذا في الذخيرة سواء كان بنكاح أو ملك أو فجور عندنا كذا في الملتقط.

وفي الشامية (۳۲/۳): (قوله: وأصل ممسوسته، إلخ) لأن المس والنظر سبب داع إلى الوطء فيقام مقامه في موضع الاحتياط هداية واستدل لذلك في الفتح بالأحاديث والآثار عن الصحابة والتابعين قوله (بشهوة) أي ولو من أحدهما كما سيأتي. (نجم الفتاویٰ: ۴/ ۲۵۱، ۲۵۲)

کسی عورت سے ٹکرا جانے سے حرمت مصاہرت کا ثبوت:

سوال: میرا ایک دوست بازار میں جارہا تھا کہ راستہ میں وہ کسی دوکان کے باہر لٹکی ہوئی چیز کو دیکھنے میں مصروف ہوگیا کہ ایک عورت اچانک اس سے آکر ٹکرائی، بہرحال معافی تلافی ہوئی؛ لیکن میرا دوست کہتا ہے کہ یار اگر اس عورت سے حرمت ثابت ہوگی تو پھر معاملہ بہت مشکل ہوسکتا ہے، بہرحال آپ حضرات سے یہ پوچھنا ہے کہ اس طرح ٹکر لگنے سے حرمت ثابت ہوتی ہے، یا نہیں نیز لڑکی کو دیکھنے سے بھی حرمت ثابت ہوتی ہے، یا چھونا ضروری ہے اور چھوتے وقت شہوت کی کیا صورت ہوتی ہے، جس سے حرمت ثابت ہو؟ تفصیل سے جواب دیں۔

الجواب ـــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

حرمت مصاہرت صحبت کرنے سے، یا شہوت کے ساتھ بلا حائل چھونے سے، یا شہوت کے ساتھ عورت کی شرمگاہ کو دیکھنے سے ثابت ہوتی ہے۔ عورت کے اعضا کو (فرج داخل کے علاوہ) دیکھنے سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں

ہوتی، اسی طرح شہوت کے بغیر اعضاء کو چھونے سے بھی حرمت ثابت نہیں ہوتی اور چھوتے وقت شہوت کی صورت یہ ہے کہ دل میں شہوت ہو اور لذت محسوس ہو اور اس کے ساتھ ساتھ مردوں میں یہ بات بھی ہے کہ آلہ منتشر ہو جائے، یا انتشار اور زیادہ بڑھ جائے۔صورت مسئولہ میں آپ کے دوست کے ساتھ وہ عورت اگر بغیر شہوت کے ٹکرائی ہے (جیسا کہ ظاہر سے معلوم ہوتا ہے) تو اس عورت سے حرمت (عدم شہوت کی وجہ سے) ثابت نہیں ہوئی۔

لمافي الشامية(۳۲/۳): (قوله: وأصل ممسوسته،إلخ) لأن المس والنظر سبب داع إلى الوطء فيقام مقامه في موضع الاحتياط هداية واستدل لذلک في الفتح بالأحاديث والآثار عن الصحابة والتابعين (قوله: بشهوة) أي ولو من أحدهما كما سيأتي. (نجم الفتاویٰ:۲۵۲/۴)

ہیجڑے سے حرمت مصاہرت کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام و مفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بندے نے ایک کتاب میں حرمت مصاہرت کا لفظ پڑھا اور کچھ تفصیلات بھی ساتھ ذکر تھیں، وہ بھی پڑھیں اور پھر اپنے علاقے کے ایک صاحبِ علم سے رجوع کیا تو انہوں نے کافی تفصیل میں سمجھایا کہ حرمت مصاہرت سے کیا ہوتا ہے؛ لیکن آج میں ناگن چورنگی سے جا رہا تھا، مجھے وہاں ہیجڑے نظر آئے تو میرے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوا کہ ان کو چھونے سے حرمت مصاہرت ثابت ہوگی، یا نہیں؟ مفتی صاحب ازراہِ کرم اس کا حکم بتا دیں اور اگر ہیجڑا بیچ کا ہو، یعنی دونوں مذکر اور مؤنث والا ہو، اس کا حکم کیا ہوگا؟

الجواب ــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

خنثیٰ (ہیجڑے) میں اگر مردوں کی علامتیں واضح اور غالب ہوں تو اس پر مردوں کے احکام لاگو ہوں گے اور اگر عورتوں کی علامتیں واضح اور غالب ہوں تو اس پر عورتوں کے احکام لاگو ہوں گے، لہٰذا اگر کسی مرد نے ایسے ہیجڑے کو شہوت سے چھوا، جس میں عورتوں کی علامتیں راجح ہوں تو اس سے حرمت مصاہرت ثابت ہوگی اور اس چھونے والے شخص کے لیے اس ہیجڑے کی والدہ سے نکاح جائز نہیں ہوگا۔اس کے برعکس جس میں مردوں کی علامتیں راجح ہوں، مرد کا اسے شہوت کے ساتھ چھونے سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوگی۔اسی طرح اگر کسی نے خنثیٰ مشکل (بیچ والے ہیجڑے) کو شہوت سے چھوا تو چوں کہ اس میں مرد، عورت دونوں کی علامتیں برابر پائی جاتی ہیں، لہٰذا ایسے خنثیٰ کو شہوت سے چھونے سے بھی حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی؛ کیوں کہ فقہاء کے کلام میں خنثیٰ مشکل کے مسائل میں احوط پر عمل کرنے کی تصریح ملتی ہے، یہی وجہ ہے کہ مردوں کی صف میں نماز پڑھنے والے خنثیٰ مشکل کی نماز ہو جائے گی؛ لیکن اس کے دائیں بائیں اور بالکل پیچھے کھڑے حضرات کے لیے اپنی نماز کا اعادہ کرنا مستحب ہے۔

نوٹ: آج کل جو ہیجڑے پائے جاتے ہیں، وہ عام طور پر مرد ہوتے ہیں، بتکلف اپنے آپ کو مؤنث ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں، لہٰذا ان کا حکم مردوں والا ہوگا۔

لمافی تبیین الحقائق (کتاب الخنثی: ۴۴۶/۷): ومن أحکام الخنثی المشکل أنه لو قبله رجل بشهوة لم یتزوج أمه إلا إذا تبین أنه ذکر لاحتمال أنه أنثی فیثبت به حرمة المصاهرة،وکذا إذا قبلته امرأة لا تتزوج بأبیه لما ذکرنا.

وفی الجوهرة النیرة (کتاب الخنثی: ۷۶/۲): والاصل فی ذلک أن الخنثی المشکل یؤخذ له فی جمیع امور بالأحوط فی امور الدین... فان وقف فی صف النساء اعاد صلوته لاحتمال أنه رجل، وان قام فی صف الرجال فصلاته تامة ویعید الذی عن یمینه والذی عن یساره والذی خلفه بحذائه صلوتهم احتیاطا لاحتمال أنه امرأة ... فان صلی بغیر قناع أمر بالاعادة لاحتمال أنه امرأة، قال فی الهدایة: وهو علی الاستحباب وان لم یعد أجزأه.

وفی الطحطاوی علی الدر (کتاب الخنثی: ۵۳۰/۴،مکتبة الرشید) : (قوله:وان قبل رجل) ای مع انتشار اٰلة أو ازدیاد الانتشار (قوله:تثبت حرمة المصاهرة) فلا یجوز لأم الخنثی التزوج بهذا المقبل ولا بنتها، ولا یجوز التزوج بأم المشکل. (نجم الفتاویٰ:۲۵۲/۴-۲۵۳)

شہوت سے چھونے کی صورت میں انزال ہو جانے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک شخص نے کسی اجنبیہ عورت کو شہوت کے ساتھ مس کیا اور ساتھ ہی انزال بھی ہو گیا، اب اس شخص نے اس عورت کی لڑکی کے ساتھ نکاح کیا تو کیا شرعاً یہ نکاح صحیح ہوا کہ نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

عورت کو شہوت کے ساتھ چھونے سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے؛ لیکن اگر انزال بھی ہو جائے تو حرمت ثابت نہیں ہوتی، لہٰذا صورت مسئولہ میں چوں کہ حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوئی، لہٰذا یہ نکاح صحیح ہے۔

لما فی الهندیة (۲۷۵/۱): ووجود الشهوة من أحدهما یکفی وشرطه أن لا ینزل حتی لو أنزل عند المس أوالنظر لم تثبت به حرمة المصاهرة، کذا فی التبیین، قال الصدر الشهید: وعلیه الفتوی، کذا فی الشمنی شرح النقایة، ولو مس فأنزل لم تثبت به حرمة المصاهرة فی الصحیح لأنه تبین بالإنزال أنه غیر داع إلی الوطء، کذا فی الکافی.

وفی الدر المختار (۳۳/۳):هذا إذا لم ینزل فلو أنزل مع مس أو نظر فلا حرمة، به یفتی. وفی الرد تحته: قوله (فلا حرمة) لأنه بالإنزال تبین أنه غیر مفض إلی الوطء،هدایة. (نجم الفتاویٰ:۲۵۳/۴)

ثبوت مصاہرت کے بعد اگر لڑکی کے لیے علاحدگی کی کوئی سبیل نہ ہو:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرے ایک عزیز کینیڈا میں جاب

کے سلسلے میں مقیم ہیں، انہوں نے اپنی بیٹی کی شادی ایک نومسلم سے کی ہے، دونوں اچھی زندگی گزار رہے تھے؛ لیکن اچانک ایک عجیب واقعہ پیش آ گیا، ایک دن وہ شخص گھر پر نہیں تھا کہ اس کا باپ (یاد رہے کہ اس نومسلم کا باپ مسلمان نہیں ہوا تھا) گھر آیا اور بہو کو بہکانے لگا بہو چوں کہ مسلم اور باپردہ خاتون ہیں وہ ایسی قبیح حرکت کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی، البتہ لڑکے کے باپ نے آگے بڑھ کر لڑکی کو بھینچ لیا اور بوسے لیے؛ لیکن عین وقت پر پڑوسی آ گئے، جس کے باعث معاملہ فی الحال رفع دفع ہو گیا۔

اب مسئلہ یہ ہے کہ لڑکی کا باپ کہتا ہے کہ میں لڑکی کو دوبارہ اس گھر نہیں بھیجوں گا، یہ اپنے شوہر پر ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی، نیز شوہر لڑکی کی بات تسلیم نہیں کر رہا ہے، وہ کہتا ہے: میرا باپ یہ نہیں کرسکتا۔ مفتی صاحب آپ بتائیں کیا کیا جائے؟ وہاں تو مسلمان جج وغیرہ بھی موجود نہیں ہیں ایک مسلم کمیونٹی کا علاقہ ہے، جہاں یہ چند مسلمان گھرانے بستے ہیں، اب شوہر سے علاحدگی کس طرح کی جائے؟ وہ لڑکی کی دوسری جگہ شادی کرانا چاہتے ہیں؛ تاکہ فتنہ ختم ہو؛ لیکن شک ہے کہ یہ پہلا نکاح ختم ہوا، یا نہیں؟ لہٰذا آپ مسئلہ کا مکمل ومدلل جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں عطا فرمائیں۔

الجواب ـــــــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

جواب سے قبل یہ بات خاص طور پر ذہن نشین رہے کہ اگر فی الواقع عورت کے ساتھ ایسا معاملہ نہیں ہوا اور وہ کذب بیانی سے کام لے رہی ہے تو وہ عورت بدستور اس مرد کے نکاح میں رہے گی، شرعاً کسی قسم کے فیصلے سے بھی وہ عورت مرد کے نکاح سے نہیں نکلے گی؛ لیکن اگر کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ زنا، یا دواعی زنا مثلاً بوسہ گلے لگانا، چھونا وغیرہ شہوت کے ساتھ کرتا ہے تو عورت پر اس مرد کے اصول (باپ، دادا) اور فروع (بیٹا، پوتا وغیرہ) ہمیشہ کے لیے حرام ہوجاتے ہیں۔

لہٰذا صورت مسئولہ میں بیوی اپنے شوہر کے باپ پر دعویٰ کر رہی ہے کہ اس نے بوسہ ومعانقہ کیا ہے اور شوہر اس بات کی تکذیب کر رہا ہے، چوں کہ شریعت میں اگر دعویٰ کرنے والے کے پاس گواہ نہ ہوں تو سامنے والے کا قول اس کی قسم کے ساتھ معتبر ہوتا ہے، لہٰذا شوہر پر بیوی حرام نہیں ہوگی البتہ اگر بیوی کے ساتھ واقعتاً ایسا ہوا ہے اور بیوی کے پاس گواہ نہیں (نیز شوہر بھی تصدیق نہیں کر رہا) لہٰذا ظاہر ہے کہ عدالت شوہر کے حق میں فیصلہ کر دے گی، البتہ اگر بیوی کو یقین ہو کہ سسر نے شہوت سے اسے چھوا ہے تو پھر عورت کے لیے شوہر کو اپنے اوپر قدرت دینا جائز نہیں، وہ کسی بھی طرح شوہر سے چھٹکارا حاصل کرے، اگر وہ طلاق نہیں دیتا تو اسے خلع پر راضی کرے اور اگر شوہر خلع پر بھی راضی نہ ہو تو اگر اسلامی ملک ہو تو عورت یک طرفہ خلع کی ڈگری (جو کہ شرعاً اگر چہ معتبر نہیں ہوتی؛ لیکن چونکہ یہ عورت حقیقتاً فی الواقع مرد پر حرام ہو چکی ہے، لہٰذا یہ ڈگری اس کے لیے عدالتی طور پر علاحدگی کا ایک ثبوت بن جائے گی) عورت یہ ڈگری حاصل کر کے علاحدہ ہو جائے اور اگر وہ غیر مسلم ملک میں ہے، جیسا کہ صورت مسئولہ میں ہے تو وہاں بھی چونکہ عورت تو شوہر پر حرام ہو چکی ہے، لہٰذا وہاں کی عدالت کے موافق عورت کے مرد سے علاحدہ ہونے کا جو بھی طریقہ ہو، اس کے

مطابق وہ عدالت سے فیصلہ لے لے، وہ فیصلہ اگر چہ عام اوقات میں شرعاً غیر معتبر ہو؛ لیکن اس عورت کے لیے علاحدگی کا ثبوت بن جائے گا۔

لمافی الشامیة (۳/۳۵): (قوله:قبل أم امرأته،إلخ) قال فی الذخیرة:وإذا قبلها أولمسها أو نظر إلی فرجها ثم قال لم یكن عن شهوة ذكر الصدر الشهید أنه فی القبلة یفتی بالحرمة ما لم یتبین أنه بلا شهوة وفی المس والنظر لا إلا إن تبین أنه بشهوة لأن الأصل فی التقبیل الشهوة بخلاف المس والنظر... (قوله:وإن ادعت الشهوة فی تقبیله) أی ادعت الزوجة أنه قبل أحد أصولها أوفروعها بشهوة أو أن أحد أصولها أو فروعها قبله بشهوة... (قوله:فهو مصدق) لأنه ینكر ثبوت الحرمة والقول للمنكر.

اورالحیلۃ الناجزۃ (ص:۱۷۱): ''اگرعورت کا دعویٰ صحیح تھا؛ مگر شہادت معتبر پیش نہ ہوسکی اور خاوند نے حلف کرلیا، اس واسطے قاضی نے مقدمہ خارج کر دیا؛ یعنی نہ تفریق کی نہ زوجیت میں رہنے کا حکم دیا تو اس عورت کے لیے جائز نہیں کہ اپنے اختیار سے شوہر کو اپنے نفس پر قدرت دے؛ بلکہ خلع وغیرہ کے ذریعے اپنے آپ کو اس سے علاحدہ کرنے کی کوشش کرے اور اگر کوئی تدبیر کارگر نہ ہو تو جب تک اپنا بس چلے اس شوہر کو کبھی پاس نہ آنے دے اور اگر قاضی نے عورت کا دعویٰ ردّ کرنے کے ساتھ یہ حکم بھی کر دیا کہ بدستور شوہر کی زوجیت میں رہے تو اس صورت میں عورت کو تمکین جائز ہے، یا نہیں؟ اس کے متعلق نہ تو کوئی جزئیہ ملا اور نہ قواعد سے کچھ احقر کی فہم ناقص میں آیا''۔

لیکن حضرت حکیمِ الامت دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس صورت میں بھی عورت کو تمکین جائز نہیں، نیز یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ مجھ کو اس میں شرح صدر ہے، کچھ تردد نہیں اور مفتی صاحب دارالعلوم دیوبند نے بھی اس میں موافقت فرمائی؛ مگر احقر کو ہنوز شرحِ صدر نہیں ہوا۔ ہاں یہ ظاہر ہے کہ جب تک کسی جزئیے سے، یا قواعد سے شرح صدر کے ساتھ جواز تمکین ثابت نہ ہو، اس وقت تک حضرت والا کے ارشاد پر عمل واجب ہے۔ (نجم الفتاویٰ:۴/۲۵۳-۲۵۴)

خون دینے سے حرمت مصاہرت کا ثبوت:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ ہمارے گاؤں میں ایک عورت تھی، جو کہ بہت بیمار رہتی تھی اور اس کو خون کی ضرورت تھی تو اس وقت میں نے اس کو خون دے دیا، پھر جب وہ صحت یاب ہوگئی تو اس کی بیٹی سے میرا رشتہ طے ہوا۔ اب ہمارے محلے کے ایک صاحب فرما رہے ہیں کہ اس کی بیٹی مجھ پر حرام ہوگئی اور خون دینے کی بنا پر حرمت مصاہرت ثابت ہوگئی ہے۔ اب میں کافی پریشان ہوں؛ کیوں کہ مجھ کو وہ لڑکی پسند بھی ہے۔ براہ کرم اگر میرے لیے کچھ گنجائش نکلتی ہو تو بتا دیں؛ تاکہ میں اس کے مطابق عمل کرسکوں، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

الجواب ــــــــــــــــــ بعون الملك الوهاب

مذکورہ صاحب کی بات غلط ہے، کسی کو خون دینے سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی، لہٰذا آپ مذکورہ لڑکی سے شادی کر سکتے ہیں۔

لمافي الدر المختار (۳/۳۲-۳۶): (و) حرم أيضا بالصهرية (أصل مزنيته) أراد بالزنى الوطء الحرام (و) أصل (ممسوسته بشهوة)... (وأصل ماسته وناظرة إلى ذكره والمنظور إلى فرجها) ... (وفي المس لا) تحرم (ما لم تعلم الشهوة) لأن الأصل في التقبيل الشهوة بخلاف المس والمعانقة كالتقبيل). (نجم الفتاویٰ:۴/۲۴۸-۲۴۹)

دوسرے کا خون دینے سے کوئی رشتہ قائم نہیں ہوتا:

سوال: ایک مسلمان دوسرے مسلمان مرد، یا عورت کو خون دے تو ان دونوں کے درمیان رشتہ کس طرح ہو جاتا ہے؛ یعنی مرد کا خون مرد کو دیا جائے تو کیا دونوں خون کے رشتہ سے بھائی ہو جاتے ہیں، یا مرد کا خون عورت کو دیں تو دونوں بھائی بہن ہو جاتے ہیں اور کیا دونوں کا نکاح جائز نہیں ہوتا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــ حامداً ومصلياً

اس کی وجہ سے ان میں کوئی رشتہ قائم نہیں ہوتا، جیسے پہلے تھے ویسے ہی رہیں گے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳۹۳/۸/۵ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ:۱۱/۴۲۳)

اندیشہ مصاہرت والے نکاح میں شرکت:

سوال: زید جو ڈاکٹر اور حکمت کرتا ہے اور ہندہ جو دائی کا کام کرتی ہے اور ڈاکٹر مذکور کی اس میں مدد کرتی ہے، جس کی وجہ سے دونوں میں کافی اختلاط رہتا ہے۔ ہندہ کی ایک جوان لڑکی ہے اور ہندہ ان کا نکاح زید سے کرنا چاہتی ہے۔ ایک صاحب جو محتاط ہیں، وہ اس نکاح میں شرکت نہیں کرنا چاہتے ہیں؛ لیکن ان دونوں کا کہنا کہ ہم برائی سے بالکل بری ہیں، سوال یہ ہے کہ اگر دونوں سے حلف لے کر شرکت کرلیں تو کوئی حرج نہیں ہے؟

---

(۱) ”لا تثبت المصاهرة بإدخال الدم،لأن حرمة المصاهرة بثلاثة أشياء:بالنكاح الصحيح أوبالزنا أو بدواعيه، وإدخال الدم ليس من هٰذه الثلاثة ... وأما الذى يوجب حرمة المصاهرة فهوأربعة أمور:أحدها العقد الصحيح، ثانيها:الوطء سواء كان بعقد صحيح أو فاسد،أوزناء ثالثها:المس،رابعها:نظرالرجل إلٰى داخل فرج المرأة،ونظر المرأة إلٰى ذكرالرجل،إلخ“.(كتاب الفقه على المذاهب الأربعة، كتاب النكاح، مبحث فيما تثبت به حرمة المصاهرة:٤/٥٨،دارالفكر،بيروت)

”إذا وطىء الرجل إمرأة بنكاح أوملك أوفجور،حرمت عليه ... وكما تثبت هذه الحرمة بالوطء تثبت بالمس والتقبيل والنظرإلى الفرج بشهوة،سواء كان بنكاح أوملك أوفجور“.(المحيط البرهانى،كتاب النكاح، الفصل الثالث عشرفى بيان أسباب التحريم:٣/١٨٢،مكتبة غفارية، كوئٹة)

علاج ودوا میں مدد کرنے کی بنا پر جو اختلاط ہوتا ہے، اس کو ناجائز تعلق پر محمول کر کے متہم کرنا جائز نہیں اور جبکہ برأت پر وہ حلف بھی کرتے ہیں تو شرعاً اس کے نکاح کو ناجائز نہیں کہا جائے گا اور اس میں شرکت ممنوع ہے،(۱) اگرچہ مواقعِ تہمت سے بچنا بھی لازم ہے، لہٰذا علاج حدود کے اندر رہ کر کریں؛ تاکہ بدگمانی کا موقع بھی نہ رہے۔(۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳۹۱/۲/۱۷ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ:۱۱/۴۲۴)

عدمِ حرمت مصاہرت بنکاحِ فاسد:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے عورت سے معاذ باللہ پوشیدہ زنا کچھ مدت تک کیا، اس کے بعد اسی کی دختر نابالغ سے نکاح کرلیا، زن منکوحہ سے وطی نہیں کی، اب ان دونوں عورتوں میں سے اس شخص پر کون سی حلال اور کون سی حرام ہے اور کس شرط اور قاعدہ پر؟

الجواب

جب اس عورت سے زنا کی، اس کی دختر اس پر حرام ہوگئی، اب وہ اس دختر سے نکاح کیا، وہ نکاح صحیح نہیں ہوا اور نکاح غیر صحیح سے حرمت مصاہرت نہیں ہوتی، جب تک لمس بالشہوۃ وغیرہ نہ ہو۔

لما فی الدرالمختار: وحرم بالمصاهرة بنت زوجته الموطوءة وأم زوجته وجداتها مطلقاً بمجرد العقد الصحيح وإن لم توطأالزوجة،إلخ.

فی رد المحتار:(قوله: الصحيح)احترازعن النكاح الفاسدفإنه لايوجب بمجرده حرمة المصاهرة بل بالوطء أوما يقوم مقامه من المس بشهوة والنظربشهوة؛لأن الإضافة تثبت إلا بالعقد الصحيح،بحر.(۳)

پس اگر اس شخص نے اس دختر کو شہوت سے ہاتھ لگایا ہو، ماں بھی حرام ہوگئی اور اگر صرف نکاح ہی ہوا تھا تو اس کو طلاق دے کر اس کی ماں سے نکاح کرسکتا ہے، جیسا اوپر مذکور ہوا کہ نکاح فاسد سے دختر کی ماں اس شخص کی ساس نہیں ہوئی۔

۱۳۳۱/۵/۲ھ (تتمہ ثانیہ، ص:۴۴) (امدادالفتاویٰ جدید:۲/۳۱۸)

---

(۱) قال اللّٰہ تعالیٰ:﴿والذين يرمون المحصنات ثم لم يأتوا بأربعة شهداء فاجلدوهم ثمٰنين جلدة ولا تقبلوا لهم شهادة أبداً وأولئک هم الفٰسقون﴾(سورة النور:٤)

قال العلامة الآلوسی:"شروع فی بيان حكم من نسب الزنا إلٰی غيره قرينة علی المراد بناء علی العلم بأنه لاشیء يتوقف ثبوت بالشهادة علٰی شهادة أربعة إلاالزناء".(روح المعانی،سورة النور:١٨/٨٨، دارإحياء التراث العربی،بيروت)

(۲) "اتقوا مواضع التهم".(كشف الخفاء:١/٤٥،موسة الرسالة بيروت)

(۳) رد المحتار:٤/١٠٤،ط:الرياض،انيس

عدم ثبوت حرمت مصاہرت نا کردن داماد زوجۂ پدرزوجہ خود:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے ومفتیان شرع متین مسئلہ ہذا میں کہ زید کے دو بیبیاں اور دونوں سے اولاد تھی اور باہمی دونوں میں یہ اتفاق تھا کہ اگر ایک ان میں سے اپنا لڑکا چھوڑ کر کسی کام کو جاتی تو دوسری اس کے لڑکے کو دودھ پلاتی، محل ثانی کی لڑکی کی شادی ہوئی، چوں کہ زید کا انتقال ہوگیا تھا تو دایا کو اپنے ہی مکان پر دیکھ بھال کے لیے رکھا، بعد چند روز کے محل اول سے ربط ضبط ہوکر بذریعہ زنا لڑکا پیدا ہوا، اب ایسی صورت میں محل ثانی کی لڑکی کا نکاح باقی رہا کہ نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

نکاح باقی ہے، **لأنـه لـمـا جاز الجمع فی النکاح بین المرأة وإمرأة أبیه لاتثبت حرمة المصاهرة بوطء أحدهما للأخری.**

۱۸ر شعبان ۱۳۳۱ھ (تتمہ ثانیہ، ص:۶۵) (امداد الفتاویٰ جدید:۳۲۰/۲)

کم سنی میں بچی کو شوہر نہیں لے سکتا اور نفقہ بھی اس کے ذمہ نہیں ہے:

مسئلہ: تا ایامِ حضانت صغیرہ کو زوج نہیں لے سکتا اور نفقہ بھی زوج کے ذمہ نہیں آتا، (۱) جو آپ سمجھے درست ہے، ہاں مراہقہ کو لے سکتا ہے؛ کیوں کہ ایامِ مراہقت حضانت سے خارج ہوجاتے ہیں، علی الصحیح؛ اس لیے کہ بسبب فتنہ کے اب تا حیض حضانت نہیں ہونی چاہیے؛ بلکہ مشتہاۃ ہونے تک۔ فقط

رشید احمد (مکتوب بنام مولانا خلیل احمد انبہٹوی، مکتوب:۳۹) (باقیاتِ فتاویٰ رشیدیہ، ص:۲۸۸)

آئینہ میں عورت کی شرم گاہ دیکھنے سے حرمت مصاہرت نہیں ہوتی:

سوال: ایک عورت آئینہ کے سامنے بیٹھی ہوئی تھی، اس کا ستر کھلا ہوا تھا، ایک شخص جو اس کے پیچھے کھڑا تھا، اس نے آئینہ میں اس کی شرم گاہ کو دیکھا اور اس کو شہوت پیدا ہوگئی تو کیا اس صورت میں حرمت مصاہرت ثابت ہوئی، یا نہیں؟

الجواب وباللّٰه التوفیق

صورت مسئولہ میں جب کہ شخص مذکور نے مذکورہ عورت کی شرمگاہ کو آئینہ میں دیکھا تو ایسی صورت میں حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوئی؛ اس لیے کہ آئینہ میں اس نے شرمگاہ کو نہیں دیکھا ہے؛ بلکہ عکس کو دیکھا اور عکس کو دیکھنے سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی ہے۔

---

(۱) یعنی مطلقہ بیوی کا نفقہ بایں وجہ کہ وہ صغیر کی پرورش کررہی ہے، شوہر کے ذمہ نہیں، البتہ جب تک وہ دودھ پلائے مرضعہ ہونے کی وجہ سے، اس کا نفقہ بچہ کے باپ پر واجب ہے۔ (پالن پوری)

لو نظر في مرآة ورأى فيها فرج امرأة، فنظرعن شهوة، لا تحرم عليه أمها وابنتها لأنه لم ير فرجها وإنما رأى عكس فرجها. (الفتاوىٰ الهنديه: ۲۷۴/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سہیل احمد قاسمی، ۲۷/۸/۲۷ ۱۴ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲۳۶/۴)

ویڈیو کی تصویر سے حرمت مصاہرت:

سوال: آج کل بعض واقعات ایسے پیش آرہے ہیں کہ جرائم پیشہ عناصر بعض عورتوں کو اغوا کر کے، یا منشیات اور ہوش وحواس کھودینے والی دوائیں پلا کر عورتوں کی برہنہ تصویریں، جو فحش صورتوں پر مبنی ہوتی ہے لے لیتے ہیں اوران کے ویڈیو بناتے ہیں، یہ ویڈیو مہنگے داموں فروخت کئے جاتے ہیں، بہت سی شریف خواتین اس استحصال کا شکار ہوچکی ہیں، اب اگر کوئی شخص ایسی ویڈیو فلم میں عورت کے ان اعضا کو دیکھے جن کا دیکھنا حرمت مصاہرت پیدا ہوجانے کا سبب ہے تو کیا اس کی وجہ سے حرمت مصاہرت ثابت ہوجائے گی اوراس کی ماں اور بیٹی دیکھنے والے پر حرام ہوجائے گی؟ (عبدالدیان قاسمی، جدہ)

الجواب

امام ابوحنیفہؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک زنا اور دواعی زنا سے بھی حرمت پیدا ہوجاتی ہے، (۱) دواعی زنا میں عورت کی شرمگاہ کو دیکھنا بھی شامل ہے، بشرطیکہ یہ اس کے لیے شہوت وہیجان کا باعث بنا ہو؛ لیکن یہ حرمت اس وقت ہے جب بعینہ جسم کا مشاہدہ پایا جائے، اگر کوئی صورت، یا اس کا عکس آئینہ میں، یا پانی میں نظر آئے تو اس سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔

" لا تحرم المنظور إلى فرجها الداخل إذا رآه من مرآة أوماء، لأن المرئى مثاله بالإنعكاس". (۲)

ویڈیو کی صورت بھی چونکہ عکس کی ہے؛ اس لیے ویڈیو میں اگر اس طرح کی چیزیں دیکھنے میں آئیں تو اس کی وجہ سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوگی۔ (کتاب الفتاویٰ: ۳۶۳/۴-۳۶۴)

کیا بیوی کے ساتھ خلافِ فطرت فعل سے نکاح ختم ہوجاتا ہے:

سوال: کیا عورت کی پچھلی شرمگاہ سے صحبت کرنے سے عورت نکاح سے خارج ہوجاتی ہے؟

(قاری ایم ایس خاں، اکبر باغ)

الجواب

یہ صورت سخت گناہ کی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بہت ہی شدت سے منع فرمایا ہے اوراس کے

(۱) البحر الرائق: ۱۷۳/۳

(۲) الدر المختار مع ردالمحتار: ۱۰۹/۴-۱۱۰

مرتکب پر لعنت بھیجی ہے،(۱) البتہ اس کی وجہ سے نکاح ختم نہیں ہوتا؛ البتہ چوں کہ یہ فعل شرعی اعتبار سے بھی مذموم و حرام ہے اور طبعی اعتبار سے بھی سخت تکلیف دہ اور اذیت کا باعث ہے؛ اس لیے اگر شوہر اس حرکت سے باز نہ آتا ہو تو وہ دارالقضاء میں فسخ نکاح کے لیے درخواست دے سکتی ہے۔ (کتاب الفتاویٰ:۴/۳۶۵)

کیا زنا سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے:

سوال: اگر کوئی شادی شدہ عورت زنا کی مرتکب ہو جائے تو کیا اس کا نکاح باقی رہتا ہے؟ اور غیر شادی شدہ لڑکی نے زنا کیا تو اس کا نکاح دوسرے مرد سے ہو جائے گا؟ (ایک بہن، پھولانگ، نظام آباد)

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ

زنا سخت گناہ ہے، چناں چہ شادی شدہ مرد و عورت کے لیے زنا کی سزا کسی مسلمان کے مرتد ہو جانے سے بھی زیادہ سخت ہے؛ لیکن اگر شوہر کے باپ یا اپنے سوتیلے بیٹے سے ایسی قبیح حرکت کی نوبت نہ آئی ہو؛ بلکہ کسی اور کے ساتھ ملوث ہوئی ہو تو اس سے نکاح نہیں ٹوٹے گا، غیر شادی شدہ لڑکی اس کی مرتکب ہو تو اس کا بھی نکاح کرنا درست ہے؛ بلکہ سماج کے ذمہ دار لوگوں کا فریضہ ہے کہ اس کا افشا نہ ہونے دیں اور اس کا نکاح کر دیں؛ تا کہ آئندہ وہ آبرومندانہ زندگی بسر کر سکے؛ لیکن بہر حال زنا شدید گناہ ہے اور اگر کسی مسلمان مرد و عورت سے اس برائی کا ارتکاب ہو جائے تو اسے پورے احساس ندامت کے ساتھ توبہ و استغفار کرنا چاہیے اور آئندہ اس سے احتیاط کرنا چاہیے۔

(کتاب الفتاویٰ:۴/۳۶۵-۳۶۶)

ایسی عورت جس کے ساتھ زنا بالجبر کیا گیا، شوہر اس کو رکھ سکتا ہے، یا نہیں:

سوال: زید کی عدم موجودگی میں اس کے چچازاد بھائی بکر نے زید کی بیوی کو اپنے گھر لے جا کر جان سے مارنے کی دھمکی دے کر اس کے ساتھ زنا بالجبر کیا تو اس صورت میں زید اپنی بیوی کو رکھ سکتا ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

صورت مسئولہ میں شوہر اپنی بیوی کو رکھ سکتا ہے۔ اس کو کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ عورت بے قصور ہے؛ اس لیے شوہر کو چاہیے کہ اس کو اچھی طرح رکھے۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی، ۱۳/۱/۲/۱۳۷ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ:۴/۲۳۴-۲۳۵)

---

(۱) حَـدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ، وَجَمِيلُ بْنُ الْحَسَنِ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، يَقُولُ: كَانَتْ يَهُودُ تَقُولُ: مَنْ أَتَى امْرَأَةً فِي قُبُلِهَا مِنْ دُبُرِهَا، كَانَ الْوَلَدُ أَحْوَلَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ: ﴿نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ﴾(البقرة:۲۲۳)[انیس](سنن ابن ماجة،رقم الحديث:۱۹۲۳،باب النهي عن إتيان النساء في أدبارهن)

(۲) لوزنت امرأة رجل لم تحرم عليه وجاز له وطؤها عقب الزنا.(ردالمحتار باب المحرمات:۲/۲۸۱)

بیوی کے زنا کرانے سے نکاح ختم نہیں ہوتا ہے:

سوال: زید کی بیوی نے ایک اچھوت موہن نامی سے زنا کرایا، جس کو بہت سے لوگوں نے پکڑا ہے، لوگ زید کو مجبور کرتے ہیں کہ اپنی بیوی کو طلاق دے کر علاحدہ کردے؛ لیکن زید اپنی بیوی کو چھوڑنا نہیں چاہتا ہے۔ ایسی حالت میں زید کو کیا کرنا چاہیے اور اگر زید اپنی بیوی کو زوجیت میں رکھے تو اس کے لیے کیا شرائط ہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

زنا سے نکاح نہیں ٹوٹتا ہے، (۱) اگرچہ زنا بڑا گناہ ہے اور دنیا وآخرت کی رسوائی اور عذاب کا سبب ہے، (۲) زید جب اپنی بیوی کو رکھنا چاہتا ہے تو اس کے لیے اس کا رکھنا جائز و درست ہے کسی کو حق نہیں ہے کہ وہ اس کو طلاق دینے پر مجبور کرے؛ (۳) لیکن زید کو چاہیے کہ وہ اپنی بیوی سے توبہ کرائے اور اس کو ساتھ رکھے۔ فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی، ۱۲/۱/۱۳۷۰ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲۳۵/۴)

حرمت مصاہرت کے بعد جو بچہ پیدا ہو، وہ ثابت النسب ہوگا، یا نہیں:

سوال: زید کی بیوی حرمت مصاہرت کی وجہ سے اس پر حرام ہو چکی تھی، زید کے لیے لازم تھا کہ وہ اپنی بیوی کو متارکہ کردیتا؛ تاکہ اسے دوسرے سے نکاح کا حق حاصل ہو جاتا۔ اس مسئلہ کو جان لینے کے باوجود اگر زید اس بیوی کو اپنی زوجیت میں رکھے اور بچہ پیدا ہو تو پیدا ہونے والا بچہ حرامی کہلائے گا، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

حرمت مصاہرت ثابت ہو جانے کے بعد بیوی سے تعلقات قائم رکھنا حرام ہے، بیوی سے علاحدگی اختیار کرلے

---

(۱) لوزنت امرأة رجل لم تحرم عليه وجاز له وطؤها عقب الزنا. (ردالمحتار باب المحرمات: ۲۸۱/۲)

عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّ امْرَأَتِي لَا تَمْنَعُ يَدَ لَامِسٍ قَالَ: غَرِّبْهَا، قَالَ: أَخَافُ أَنْ تَتْبَعَهَا نَفْسِي، قَالَ: فَاسْتَمْتِعْ بِهَا. (سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ۲۰۴۹، انیس)

(۲) ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّه كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيْلًا﴾ (سورة بنی اسرائيل: ۳۲)

(۳) لايجب على الزوج تطليق الفاجرة ولا عليها تسريح الفاجر إلا إذا خافا أن لا يقيما حدود اللّٰه فلا بأس أن يتفرّقا. (الدر المختار: ۲۹۲/۲)

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، وَغَيْرُهُ، عَنْ هَارُونَ بْنِ رِئَابٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، وَعَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَبْدُ الْكَرِيمِ، يَرْفَعُهُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، وَهَارُونُ لَمْ يَرْفَعْهُ، قَالَا: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّ عِنْدِي امْرَأَةً، هِيَ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ، وَهِيَ لَا تَمْنَعُ يَدَ لَامِسٍ، قَالَ: طَلِّقْهَا، قَالَ: لَا أَصْبِرُ عَنْهَا، قَالَ: اسْتَمْتِعْ بِهَا، قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: هَذَا الْحَدِيثُ لَيْسَ بِثَابِتٍ، وَعَبْدُ الْكَرِيمِ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ، وَهَارُونُ بْنُ رِئَابٍ أَثْبَتُ مِنْهُ وَقَدْ أَرْسَلَ الْحَدِيثَ، وَهَارُونُ ثِقَةٌ، وَحَدِيثُهُ أَوْلَى بِالصَّوَابِ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْكَرِيمِ. (سنن النسائي، تزويج الزانية، رقم الحديث: ۳۲۲۹، انیس)

اور جو غلطی ہوگئی ہے، اس کے لیے توبہ واستغفار لازم ہے، البتہ اگر اس صورت میں بچہ پیدا ہو جائے تو وہ ثابت النسب ہوگا؛ اس لیے کہ حرمت مصاہرت میں بیوی حرام ہو جاتی ہے؛ لیکن نکاح باقی رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شوہر کے متارکہ کیے بغیر بیوی کے لیے دوسرے سے نکاح کرنا حرام ہے۔

وبحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح حتى لا يحل لها التزوج بآخر إلا بعد المتاركة وانقضاء العدة والوطء لها لايكون زنا. (الدرالمختار)

(قوله: والوطء لها) أى الوطء الكائن فى هذه الحرمة قبل التفريق والمتاركة لا يكون زنا، قال فى الحاوى: والوطئ فيها لايكون زنا لأنه مختلف فيه وعليه مهر المثل بوطئها بعدالحرمة ولاحدعليه ويثبت النسب. (ردالمحتار: ۲۸۳/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد جنید عالم ندوی قاسمی، ۷/۵/۱۴۱۷ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲۳۷/۴-۲۳۸)

سسر کے بہو سے زنا کرنے پر بچہ کا نسب کس سے ثابت ہوگا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید نے اپنے لڑکے عمر کی بیوی کے ساتھ زنا کیا، اب عمر کے لیے اس کی بیوی حرام ہوگئی، یانہیں؟ اور عمر کا نکاح ٹوٹ جائے گا، یانہیں؟ اگر نکاح ٹوٹ گیا تو عمر کو بیوی کو دین مہر دینا پڑے گا، یانہیں؟ نیز زید عمر کی بیوی کے ساتھ نکاح کرسکتا ہے، یانہیں؟ اگر زید سے عمر کی بیوی کو حمل ٹھہر جائے تو اس حالت میں کیا ہوگا؟

باسمه سبحانه وتعالىٰ، الجواب ــــــــــــــــ وبالله التوفيق

صورتِ مسئولہ میں اگر شوہر کو اس کا یقین ہو کہ اس کے باپ نے اس کی بیوی سے زنا کیا ہے اور وہ اس کی تصدیق بھی کرے تو اُس کی بیوی اس کے نکاح سے خارج ہو جائے گی اور اُس کا مہر دینا شوہر پر لازم ہوگا، وہ عورت نہ تو شوہر کے نکاح میں واپس آسکتی ہے اور نہ ہی اس کے باپ کے نکاح میں رہ سکتی ہے، حاملہ ہونے کی صورت میں بچہ شوہر کی طرف ہی منسوب ہوگا۔

عن أبى هريرة رضى الله عنه أن النبى صلى الله عليه وسلم قال: الولد للفراش وللعاهر الحجر. (سنن النسائى، كتاب الطلاق، باب إلحاق الولد بالفراش: ۱۱۰/۲، رقم: ۳۴۷۹، دار الفكر بيروت)

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: الولد للفراش وللعاهر الأثلب، قيل: وما الأثلب؟ قال: الحجرُ. (المصنف لابن أبى شيبة: ۵۲/۴، رقم: ۱۷۶۸۱، دار الكتب العلمية بيروت)

وفى الهندية: رجل قبّل امرأة أبيه بشهوة أو قبّل الأب امرأةَ ابنه بشهوة، وهى مكرهة وأنكر الزوج أن يكون بشهوة، فالقول قول الزوج، وإن صدقه الزوج وقعت الفرقة، ويجب المهر على الزوج. (الفتاوىٰ الهندية، باب المحرمات بالصهرية: ۲۷۶/۱، زكريا، وكذا فى الشامية: ۳۳/۳)

وثبوت الحرمة بلمسها مشروطٌ بأن يصدقها ويقع في أكبر رأيه صدقها، وعلى هٰذا ينبغي أن يقال في مسه إياها: لا تحرم على أبيه وابنه إلا أن يصدقها أو يغلب على ظنه صدقُها. (البحر الرائق، كتاب النكاح، فصل في المحرمات: ۱۷۷/۳، زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ، ۲۰/۱۱/۱۴۱۰ھ۔ (کتاب النوازل: ۲۹۰/۸-۲۹۱)

حرمت مصاہرت کے لیے شہوت کی حد:

سوال: ایک شخص رات کو بیوی کی چارپائی پر گیا اور اسے بیدار کرنے کے لیے بوسہ دیا، اس وقت اسے شہوت بالکل نہ تھی، بوسہ دینے کے بعد معلوم ہوا کہ بیوی کی چارپائی پر اس کی جوان لڑکی ہے تو اس حالت میں اس شخص پر اس کی بیوی حرام ہوگئی، یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــــــ ومنه الصدق والصواب

جانبین میں سے کسی ایک میں بوقت مس شہوت پیدا ہوجائے تو حرمت ثابت ہوجاتی ہے، مس کے بعد شہوت کا کوئی اعتبار نہیں، شہوت کی حد ایسے مرد میں جس کی صحت ایسی ہو کہ عموماً بوقت شہوت اسے انتشار ہوتا ہو یہ ہے کہ بوقت مس انتشار ہوجائے اور پہلے سے انتشار ہو تو اس میں زیادتی ہوجائے، ایسے مرد میں جسے خرابی صحت کے باعث بوقت شہوت عموماً انتشار نہ ہوتا ہو اور اسی طرح عورت میں حد شہوت یہ ہے کہ قلب میں حرکت مشوشہ پیدا ہوجائے، اگر پہلے سے حرکت ہو تو زیادہ ہوجائے، پس اگر سائل میں شہوت کی حد مذکور نہیں پائی گئی اور قرائن سے یہ بھی ظن غالب ہو کہ لڑکی میں بھی اس وقت شہوت پیدا نہیں ہوئی تو حرمت ثابت نہ ہوگی اور نہ ہی لڑکی سے تحقیق کی ضرورت ہے، البتہ اگر لڑکی میں شہوت پیدا ہوجانے کی گمان ہو تو اس سے تحقیق کی جائے، اگر وہ اقرار شہوت کرے اور باپ کو اس کے صدق کا ظن غالب ہو تو حرمت ثابت ہوجائے گی۔

قال في شرح التنوير: وَالْعِبْرَةُ لِلشَّهْوَةِ عِنْدَ الْمَسِّ وَالنَّظَرِ لا بَعْدَهُمَا وَحَدُّهَا فِيهِمَا تَحَرُّكُ آلَتِهِ أَوْ زِيَادَتُهُ بِهِ يُفْتَى وَفِي امْرَأَةٍ وَنَحْوِ شَيْخٍ كَبِيرٍ تَحَرُّكُ قُبُلُهُ أَوْ زِيَادَتُهُ.

وفي الشامية: قَالَ فِي الْفَتْحِ: ثُمَّ هٰذَا الْحَدُّ فِي حَقِّ الشَّابِّ أَمَّا الشَّيْخُ وَالْعِنِّينُ فَحَدُّهُمَا تَحَرُّكُ قَلْبِهِ أَوْ زِيَادَتُهُ إِنْ كَانَ مُتَحَرِّكًا لا مُجَرَّدُ مَيَلَانِ النَّفْسِ، فَإِنَّهُ يُوجَدُ فِيمَنْ لا شَهْوَةَ لَهُ أَصْلًا كَالشَّيْخِ الْفَانِي، ثُمَّ قَالَ: وَلَمْ يَحُدُّوا الْحَدَّ الْمُحَرِّمَ مِنْهَا أَيْ مِنَ الْمَرْأَةِ وَأَقَلُّهُ تَحَرُّكُ الْقَلْبِ عَلَى وَجْهٍ يُشَوِّشُ الْخَاطِرَ، آه.

وأيضاً فيها تحت (قَوْلُهُ: وَأَصْلُ مَاسَّتِهِ) أَيْ بِشَهْوَةٍ قَالَ فِي الْفَتْحِ: وَثُبُوتُ الْحُرْمَةِ بِلَمْسِهَا مَشْرُوطٌ بِأَنْ يُصَدِّقَهَا، وَيَقَعَ فِي أَكْبَرِ رَأْيِهِ صِدْقُهَا وَعَلَى هٰذَا يَنْبَغِي أَنْ يُقَالَ فِي مَسِّهِ إِيَّاهَا لا تَحْرُمُ

عَلَى أَبِيهِ وَابْنِهِ إِلَّا أَنْ يُصَدِّقَاهُ أَوْ يَغْلِبَ عَلَى ظَنِّهِمَا صِدْقُهُ، ثُمَّ رَأَيْت عَنْ أَبِي يُوسُفَ مَا يُفِيدُ ذَلِكَ،آه. (ردالمحتار: ۳۸۵/۲)(۱)فقط واللّٰہ تعالیٰ أعلم

۳/جمادی الاولیٰ ۱۳۷۵ھ (احسن الفتاویٰ: ۷۵/۵-۷۶)

نکاح فاسد موجب حرمت مصاہرت نہیں:

سوال: کسی نے اپنی مزنیہ لڑکی سے نکاح کرلیا اور رخصتی سے قبل ہی اسے طلاق دے دی، اب اگر یہ شخص اس مزنیہ سے نکاح کرنا چاہے تو کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

مزنیہ کی لڑکی سے جو نکاح ہوا، وہ فاسد ہے اور نکاح فاسد سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی؛ اس لیے اس کی ماں حرام نہیں ہوئی، اس کے ساتھ نکاح کرسکتا ہے، البتہ اس لڑکی کو شہوت سے ہاتھ لگا تا تو اس کی ماں ہو جاتی۔

قال في العلائية: (وَ) حَرَّمَ الْمُصَاهَرَةُ (بِنْتَ زَوْجَتِهِ الْمَوْطُوءَةِ وَأُمَّ زَوْجَتِهِ) وَجَدَّاتِهَا مُطْلَقًا بِمُجَرَّدِ الْعَقْدِ الصَّحِيحِ (وَإِنْ لَمْ تُوطَأْ) الزَّوْجَةُ.

وفي الشامية: (قَوْلُهُ: الصَّحِيحِ) احْتِرَازٌ عَنْ النِّكَاحِ الْفَاسِدِ، فَإِنَّهُ لَا يُوجِبُ بِمُجَرَّدِهِ حُرْمَةَ الْمُصَاهَرَةِ بَلْ بِالْوَطْءِ أَوْ مَا يَقُومُ مَقَامَهُ مِنْ الْمَسِّ بِشَهْوَةٍ وَالنَّظَرِ بِشَهْوَةٍ؛ لِأَنَّ الْإِضَافَةَ لَا تَثْبُتُ إلَّا بِالْعَقْدِ الصَّحِيحِ، بَحْرٌ. (ردالمحتار: ۳۰۱/۲)(۲)فقط واللّٰہ تعالیٰ أعلم

۳۰/ذوالحجہ ۱۴۰۶ھ (احسن الفتاویٰ: ۹۲/۵)

☆ ☆ ☆

(۱) الدر المختار مع ردالمحتار، فصل فی المحرمات: ۳۳/۳، دارالفکر بیروت، انیس

(۲) الدر المختار مع ردالمحتار، فصل فی المحرمات: ۳۰/۳، دارالفکر بیروت، انیس

اردو کتب فتاویٰ

نمبرشمار	کتب فتاویٰ	مفتیان کرام	مطبع
(۱)	فتاویٰ عزیزی	حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	ایم ایچ سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی
(۲)	فتاویٰ رشیدیہ	حضرت مولانا رشید احمد بن ہدایت احمد بن قاضی پیر بخش گنگوہی	محمد اسحاق صدیقی اینڈ سنز، تاجران کتب، و مالکان کتب خانہ رحیمیہ، دیوبند، سہارنپور، انڈیا
(۳)	تالیفات رشیدیہ	حضرت مولانا رشید احمد بن ہدایت احمد بن قاضی پیر بخش گنگوہی	مکتبۃ الحق ماڈرن ڈیری، جوگیشوری، ممبئی ۱۰۲
(۴)	باقیات فتاویٰ رشیدیہ	حضرت مولانا رشید احمد بن ہدایت احمد بن قاضی پیر بخش گنگوہی	حضرت مفتی الٰہی بخش اکیڈمی کاندھلہ ضلع پربدھ نگر (مظفرنگر) یوپی، انڈیا
(۵)	عزیز الفتاویٰ	حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی ابن فضل الرحمٰن عثمانی	زکریا بک ڈپو، دیوبند، سہارنپور، یوپی، انڈیا
(۶)	فتاویٰ دارالعلوم دیوبند	حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی ابن فضل الرحمٰن عثمانی	زکریا بک ڈپو، دیوبند، سہارنپور، یوپی، انڈیا
(۷)	امداد الفتاویٰ	حضرت مولانا محمد اشرف علی بن عبدالحق التھانوی	زکریا بک ڈپو، دیوبند، سہارنپور، یوپی، انڈیا
(۸)	الحیلۃ الناجزۃ	حضرت مولانا محمد اشرف علی بن عبدالحق التھانوی	مکتبہ رضی دیوبند، سہارنپور، یوپی، انڈیا
(۹)	امداد الاحکام	حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی بن لطیف احمد رمولانا عبدالکریم گمتھلوی	زکریا بک ڈپو، دیوبند، سہارنپور، یوپی، انڈیا
(۱۰)	آلات جدیدہ کے شرعی احکام	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی بن محمد یاسین عثمانی	مکتبہ تفسیر القرآن، نزد چھتہ مسجد، دیوبند، یوپی
(۱۱)	جواہر الفقہ	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی بن محمد یاسین عثمانی	مکتبہ تفسیر القرآن، نزد چھتہ مسجد، دیوبند، یوپی
(۱۲)	امداد المفتیین	حضرت مفتی محمد شفیع دیوبندی بن محمد یاسین عثمانیؒ	زکریا بک ڈپو، دیوبند، سہارنپور، یوپی، انڈیا
(۱۳)	مجموعۂ فتاویٰ عبدالحیٔ	ابوالحسنات محمد عبدالحیٔ بن حافظ محمد عبدالحلیم بن محمد امین لکھنوی	مکتبہ تھانوی، دیوبند، یوپی، انڈیا
(۱۴)	فتاویٰ مظاہر علوم	ابوابراہیم خلیل احمد بن مجید علی انبہٹوی محدث سہارنپوریؒ	شعبۂ نشر و اشاعت مظاہر علوم سہارنپور، یوپی، انڈیا
(۱۵)	فتاویٰ محمودیہ	حضرت مولانا مفتی محمود حسن بن حامد حسن گنگوہی	مکتبہ شیخ الاسلام دیوبند، سہارنپور، یوپی، انڈیا
(۱۶)	فتاویٰ امارت شرعیہ	حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد بن مولوی حسین بخش و دیگر مفتیان	شعبۂ نشر و اشاعت امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ
(۱۷)	کفایت المفتی	حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی بن شیخ عنایت اللہ	حفیظ الرحمٰن واصف، کوہ نور پریس، دہلی، انڈیا
(۱۸)	فتاویٰ باقیات صالحات	حضرت مولانا شاہ عبدالوہاب قادری ویلوری بن عبدالقادر	جامعہ باقیات صالحات، ویلور، بنگلور، انڈیا
(۱۹)	فتاویٰ احیاء العلوم	حضرت مولانا مفتی محمد یٰسین مبارک پوری بن عبدالسبحان	جامعہ احیاء العلوم، مبارکپور، یوپی، انڈیا
(۲۰)	منتخبات نظام الفتاویٰ	حضرت مولانا مفتی نظام الدین اعظمی	ایفا پبلیکیشن، جوگابائی، نئی دہلی، انڈیا
(۲۱)	نظام الفتاویٰ	حضرت مولانا مفتی نظام الدین اعظمی	ایفا پبلیکیشن، جوگابائی، نئی دہلی، انڈیا
(۲۲)	خیر الفتاویٰ	حضرت مولانا خیر محمد جالندھری	مکتبۃ الحق ماڈرن ڈیری، جوگیشوری، ممبئی ۱۰۲

(۲۳) فتاویٰ شیخ الاسلام	شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی بن سید حبیب اللہ	مکتبہ شیخ الاسلام، دیوبند، یوپی، انڈیا
(۲۴) فتاویٰ حقانیہ	حضرت مولانا عبدالحق بن حاجی معروف گل پاکستانی	دکن ٹریڈرس بک سیلر اینڈ پبلیشرز، نزد واٹر ٹینک مغل پورہ، حیدرآباد
(۲۵) احسن الفتاویٰ	حضرت مولانا مفتی رشید احمد بن مولانا محمد سلیم پاکستانی	زکریا بک ڈپو، دیوبند، سہارنپور، یوپی، انڈیا
(۲۶) فتاویٰ عثمانی	حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی بن محمد شفیع دیوبندی	کتب خانہ نعیمیہ دیوبند، سہارنپور، یوپی، اندیا
(۲۷) فتاویٰ قاضی	قاضی القضاۃ حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی	ایفا پبلیکیشن، جوگا بائی، نئی دہلی، انڈیا
(۲۸) فتاویٰ رحیمیہ	حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب لاجپوریؒ	مکتبہ رحیمیہ منشی اسٹریٹ راندیر، سورت گجرات
(۲۹) کتاب الفتاویٰ	مولانا مفتی خالد سیف اللہ رحمانی صاحب	کتب خانہ نعیمیہ دیوبند، سہارنپور، یوپی، اندیا
(۳۰) محمود الفتاویٰ	مولانا مفتی احمد خانپوری صاحب	مکتبہ نور، محمود نگر، متصل جامعہ، ڈابھیل
(۳۱) حبیب الفتاویٰ	مولانا مفتی حبیب اللہ قاسمی صاحب	سمیع پبلیکیشنز (پرائیویٹ) لمیٹیڈ، دریا گنج، نئی دہلی
(۳۲) فتاویٰ فرنگی محل	حضرت مولانا محمد عبدالقادر صاحب فرنگی محلی	مطبع نامی نخاس، لکھنؤ، یوپی، انڈیا
(۳۳) فتاویٰ ندوۃ العلماء	حضرت مولانا مفتی محمد ظہور ندوی صاحب	مجلس صحافت ونشریات، ندوۃ العلماء مارگ، پوسٹ باکس نمبر ۹۳، لکھنؤ، انڈیا
(۳۴) فتاویٰ بینات	مفتیان جامعہ علوم اسلامیہ، بنوری ٹاؤن، پاکستان	مکتبہ بینات، جامعۃ العلوم الاسلامیۃ، علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی، پاکستان
(۳۵) فتاویٰ فریدیہ	مولانا مفتی محمد فرید صاحب پاکستانی	مولانا حافظ حسین احمد صدیقی نقشبندی مہتمم دارالعلوم صدیقیہ زروبی ضلع صوابی، پاکستان
(۳۶) فتاویٰ مفتی محمود	مولانا مفتی محمود صاحب پاکستانی	جمعیت پبلیکیشنز وحدت روڈ، لاہور، پاکستان
(۳۷) آپ کے مسائل اوران کا حل	حضرت مولانا محمد یوسف بن چودھری اللہ بخش لدھیانوی	مکتبہ لدھیانوی ایم اے جناح روڈ، کراچی، پاکستان
(۳۸) مرغوب الفتاویٰ	مولانا مفتی مرغوب الرحمٰن صاحب لاجپوری	جامعۃ القرأت کفلیتہ، مولانا عبدالحئی نگر، سورت، گجرات
(۳۹) فتاویٰ دارالعلوم زکریا	مولانا مفتی رضاء الحق صاحب، افریقہ	ایجوکیشنل پبلیشنگ ہاؤس، دہلی-۶، انڈیا
(۴۰) فتاویٰ شاکر خان	مولانا مفتی محمد شاکر خان صاحب پونہ، انڈیا	مدرسہ بیت العلوم کونڈوا، خردسروے نمبر ۱۴۲، شوکا میوز کے پیچھے، پونہ ۴۸، انڈیا
(۴۱) فتاویٰ ریاض العلوم	مفتیان کرام مدرسہ عربیہ ریاض العلوم، گورینی، جونپور	مدرسہ عربیہ ریاض العلوم، چوکیہ گورینی، جونپور (یوپی)
(۴۲) فتاویٰ بسم اللہ	حضرت مولانا اسماعیل بن محمد بسم اللہ	جامعۃ القرءات، مولانا عبدالحئی نگر، کفلیتہ، سورت گجرات
(۴۳) فتاویٰ یوسفیہ	مولانا مفتی محمد یوسف صاحب تاؤلوی	مکتبہ فقیہ الامت دیوبند
(۴۴) کتاب النوازل	مولانا مفتی سید محمد سلمان منصور پوری	زکریا بک ڈپو، دیوبند، سہارنپور، انڈیا
(۴۵) نجم الفتاویٰ	مفتی سید نجم الحسن امروہوی	شعبہ نشرواشاعت جامعہ دارالعلوم یاسین القرآن، نارتھ کراچی
(۴۶) فتاویٰ فلاحیہ	حضرت مولانا مفتی احمد ابراہیم بیماتؒ	حافظ اسجد بن مفتی احمد ابراہیم بیمات، کینیڈا
(۴۷) فتاویٰ دینیہ	حضرت مولانا مفتی محمد اسماعیل کچھولویؒ	جامعہ حسینہ راندیر، سورت، گجرات

مصادر ومراجع

نمبر شمار	اسمائے کتب	مصنف، مؤلف	سن وفات
	﴿قرآن (مع تفاسیر وعلوم قرآن)﴾		
(۱)	القرآن الکریم	کتاب اللہ	وحی الٰہی
(۲)	جامع البیان فی تأویل القرآن	ابوجعفر الطبری، محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الآملی	۳۱۰ھ
(۳)	احکام القرآن	ابوبکر احمد بن علی الرازی الجصاص الحنفی	۳۷۰ھ
(۴)	التفسیر الکبیر (مفاتیح الغیب)	أبوعبداللہ، محمد بن عمر بن الحسن بن الحسین التیمی الرازی، فخر الدین الرازی	۶۰۶ھ
(۵)	انوار التنزیل واسرار التأویل (تفسیر بیضاوی)	ناصر الدین ابوسعید عبداللہ بن عمر بن محمد الشیرازی البیضاوی	۶۸۵ھ
(۶)	تفسیر القرآن العظیم	ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصری ثم الدمشقی	۷۷۴ھ
(۷)	تفسیر الجلالین	جلال الدین محمد بن احمد محلی رجلال الدین ابوالفضل عبدالرحمٰن بن ابوبکر بن محمد بن ابوبکر بن عثمان سیوطی	۸۶۴ھ/۹۱۱ھ
(۸)	الإتقان فی علوم القرآن	جلال الدین سیوطی، عبدالرحمٰن بن ابوبکر	۹۱۱ھ
(۹)	تفسیر مظہری	قاضی محمد ثناء اللہ مظہری پانی پتی	۱۲۲۵ھ
(۱۰)	فتح القدیر	محمد بن علی بن محمد بن عبداللہ الشوکانی	۱۲۵۰ھ
(۱۱)	روح المعانی	محمود بن عبداللہ شہاب الدین ابوالثناء الحسینی الآلوسی	۱۲۷۰ھ
(۱۲)	روائع البیان فی تفسیر آیات القرآن	محمد علی الصابونی	مدظلہ
	﴿عقائد (مع شروحات)﴾		
(۱۳)	فقہ اکبر	ابوحنیفہ، نعمان بن ثابت بن زوطی بن ہرمز	۱۵۰ھ
(۱۴)	العقیدۃ الطحاویۃ	ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامۃ الطحاوی	۳۲۱ھ
(۱۵)	شرح فقہ اکبر	نورالدین علی بن سلطان محمد الہروی القاری، ملاعلی قاری	۱۰۱۴ھ
(۱۶)	منح الروض الأزہر فی شرح فقہ أکبر	نورالدین علی بن سلطان محمد الہروی القاری، ملاعلی قاری	۱۰۱۴ھ
	﴿متون واطراف واجزاء حدیث﴾		
(۱۷)	مسند ابوحنیفہ بروایۃ الحصکفی وابی نعیم	امام اعظم ابوحنیفہ، نعمان بن ثابت بن زوطی بن ہرمز	۱۵۰ھ
(۱۸)	جامع معمر بن راشد	ابوعروۃ البصری معمر بن أبی عمرو راشد الأزدی	۱۵۳ھ

نمبر شمار	اسمائے کتب	مصنف، مؤلف	سن وفات
(۱۹)	موطأ امام مالک	امام دار الہجرہ، مالک بن انس بن مالک بن عامر الاصبحی المدنی	۱۷۹ھ
(۲۰)	کتاب الآثار بروایۃ أبی یوسف	ابو یوسف القاضی، یعقوب بن ابراہیم بن حبیب بن سعد بن حبتۃ انصاری	۱۸۲ھ
(۲۱)	الزھد والرقائق لابن المبارک	ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن المبارک بن واضح الحنظلی الترکی ثم المروزی	۱۸۱ھ
(۲۲)	کتاب الاٰثار بروایۃ امام محمد	ابوعبداللہ محمد بن الحسن بن فرقد الشیبانی	۱۸۹ھ
(۲۳)	موطأ امام مالک رموطأ امام محمد	ابوعبداللہ محمد بن الحسن بن فرقد الشیبانی	۱۸۹ھ
(۲۴)	الجامع لابن وھب	ابومحمد عبداللہ بن وھب بن مسلم المصری القرشی	۱۹۷ھ
(۲۵)	مسند الشافعی بترتیب السندی	امام شافعی ابوعبداللہ محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع بن عبدالمطلب بن	۲۰۴ھ
(۲۶)	السنن الماثورۃ بروایۃ المزنی	عبد مناف الشافعی القرشی المکی	
(۲۷)	مسند ابوداؤد الطیالسی	ابوداؤد سلیمان بن داؤد بن الجارود الطیالسی البصری	۲۰۴ھ
(۲۸)	مصنف عبدالرزاق صنعانی	عبدالرزاق بن ہمام بن نافع الصنعانی	۲۱۱ھ
(۲۹)	مسند الحمیدی	ابوبکر عبداللہ بن الزبیر بن عیسیٰ بن عبیداللہ القرشی الأسدی الحمیدی المکی	۲۱۹ھ
(۳۰)	الصلوٰۃ	ابونعیم الفضل بن عمرو بن حماد بن زہیر بن درہم القرشی المروف بابن دکین	۲۱۹ھ
(۳۱)	مسند ابن الجعد	علی بن الجعد بن عبید الجوھری البغدادی	۲۳۰ھ
(۳۲)	مصنف ابن ابی شیبہ رمسند ابن ابی شیبہ	حافظ ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان بن خورستی	۲۳۵ھ
(۳۳)	مسند اسحاق بن راھویہ	ابویعقوب اسحاق بن ابراہیم بن محمد بن ابراہیم الحنظلی المروزی، ابن راہویہ	۲۳۸ھ
(۳۴)	مسند امام احمد	امام احمد، ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی الذھلی	۲۴۱ھ
(۳۵)	فضائل الصحابۃ	امام احمد، ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی الذھلی	۲۴۱ھ
(۳۶)	المنتخب من مسند عبد بن حمید	ابومحمد عبدالحمید بن نصر الکسی	۲۴۹ھ
(۳۷)	صحیح البخاری	ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ الجعفی البخاری	۲۵۶ھ
(۳۸)	الادب المفرد	ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ الجعفی البخاری	۲۵۶ھ
(۳۹)	صحیح مسلم	ابوالحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری بن دردین النیشافوری	۲۶۱ھ
(۴۰)	أخبار مکۃ فی قدیم الدھر وحدیثہ	ابوعبداللہ محمد بن اسحاق بن العباس المکی الفاکھی	۲۷۲ھ
(۴۱)	سنن ابن ماجہ	حافظ ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ الربعی القزوینی، ابن ماجہ	۲۷۳ھ
(۴۲)	سنن ابوداؤد رمراسیل ابوداؤد	ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد بن عمرو الازدی السجستانی	۲۷۵ھ
(۴۳)	سنن الترمذی	ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی	۲۷۹ھ

نمبر شمار	اسمائے کتب	مصنف، مؤلف	سن وفات
(۴۴)	شمائل الترمذی	ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی	۲۷۹ھ
(۴۵)	مسند الحارث	ابومحمد الحارث بن محمد بن داھر التمیمی البغدادی الخطیب المعروف باابن ابی اسامہ	۲۸۲ھ
(۴۶)	البدع	ابوعبداللہ محمد بن وضاح بن بزیع المروانی القرطبی	۲۸۶ھ
(۴۷)	الآحاد والمثانی	ابوبکر بن أبي عاصم، احمد بن عمرو بن الضحاک بن مخلد الشیبانی	۲۸۷ھ
(۴۸)	السنۃ	ابوبکر بن أبي عاصم، احمد بن عمرو بن الضحاک بن مخلد الشیبانی	۲۸۷ھ
(۴۹)	البحر الزخار المعروف بمسند البزار	ابوبکر احمد بن عمرو بن عبدالخالق بن خلاد بن عبیداللہ العتکی، البزار	۲۹۲ھ
(۵۰)	تعظیم قدر الصلاۃ	ابوعبداللہ محمد بن نصر بن الحجاج المروزی	۲۹۴ھ
(۵۱)	مختصر قیام اللیل وقیام رمضان وکتاب الوتر	ابوعبداللہ محمد بن نصر بن الحجاج المروزی	۲۹۴ھ
(۵۲)	القدر	ابوبکر جعفر بن محمد بن الحسن بن المستفاض الفریابی	۳۰۱ھ
(۵۳)	سنن النسائی	احمد بن شعیب بن علی بن سنان النسائی	۳۰۳ھ
(۵۴)	عمل الیوم واللیلۃ	احمد بن شعیب بن علی بن سنان النسائی	۳۰۳ھ
(۵۵)	المسند	حافظ ابویعلی احمد بن علی الموصلی	۳۰۷ھ
(۵۶)	المنتقی	ابن الجارود ابومحمد عبداللہ بن علی النیشاپوری	۳۰۷ھ
(۵۷)	مسند الرویانی	ابوبکر محمد بن ہارون الرویانی	۳۰۷ھ
(۵۸)	الکنی والأسماء	ابوبشر محمد بن احمد بن حماد بن سعید بن مسلم الانصاری الدولابی الرازی	۳۱۰ھ
(۵۹)	صحیح ابن خزیمۃ	محمد بن اسحق بن المغیرۃ بن صالح بن بکر السلمی النیسافوری الشافعی	۳۱۱ھ
(۶۰)	التوحید	محمد بن اسحق بن المغیرۃ بن صالح بن بکر السلمی النیسافوری الشافعی	۳۱۱ھ
(۶۱)	السنۃ لابن ابی بکر بن الخلال	ابوبکر احمد بن محمد بن ہارون بن یزید الخلال البغدادی الحنبلی	۳۱۱ھ
(۶۲)	مسند السراج/حدیث السراج	ابوالعباس محمد بن اسحاق بن ابراہیم بن مہران الخراسانی النیسابوری	۳۱۳ھ
(۶۳)	مستخرج ابوعوانہ	ابوعوانہ یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم النیسابوری الاسفرائنی	۳۱۶ھ
(۶۴)	شرح معانی الآثار	ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامۃ الطحاوی	۳۲۱ھ
(۶۵)	شرح مشکل الآثار	ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامۃ الطحاوی	۳۲۱ھ
(۶۶)	مکارم الأخلاق/مساوی ءالاخلاق	ابوبکر محمد بن جعفر بن محمد بن سہل بن شاکر الخرائطی السامری	۳۲۷ھ
(۶۷)	مسند الشاشی	ابوسعید الہیثم بن کلیب بن سریج بن معقل الشاشی البنکثی	۳۳۵ھ
(۶۸)	معجم ابن الأعرابی	ابوسعید بن الأعرابی احمد بن محمد بن زیاد بن بشر بن درھم البصری الصوفی	۳۴۰ھ

نمبر شمار	اسمائے کتب	مصنف، مؤلف	سن وفات
(۶۹)	صحیح ابن حبان	ابوحاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان بن معاذ التمیمی الدارمی البستی	۳۵۴ھ
(۷۰)	المعجم الأوسط / المعجم الکبیر	سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطرابوالقاسم الطبرانی	۳۶۰ھ
(۷۱)	الدعاء	سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطرابوالقاسم الطبرانی	۳۶۰ھ
(۷۲)	مسند الشامیین	سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطرابوالقاسم الطبرانی	۳۶۰ھ
(۷۳)	عمل الیوم واللیلة	ابن السنی، احمد بن محمد بن اسحاق بن ابراہیم بن اسباط بن عبداللہ	۳۶۴ھ
(۷۴)	سنن الدارقطنی	ابوالحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود البغدادی الدارقطنی	۳۸۵ھ
(۷۵)	الترغیب فی فضائل الاعمال وثواب ذلک	ابن شاہین، ابوحفص عمر بن احمد بن عثمان بن احمد بن محمد بن ایوب بن ازداد البغدادی	۳۸۵ھ
(۷۶)	شرح مذاهب أهل السنة	ابن شاہین، ابوحفص عمر بن احمد بن عثمان بن احمد بن محمد بن ایوب بن ازداد البغدادی	۳۸۵ھ
(۷۷)	الإبانة الکبریٰ	ابوعبداللہ عبیداللہ بن محمد بن محمد بن حمدان العکبری المعروف بابن بطة	۳۸۷ھ
(۷۸)	معالم السنن	ابوسلیمان حمد بن محمد بن ابراہیم بن الخطاب البستی المعروف بالخطابی	۳۸۸ھ
(۷۹)	المستدرک علی الصحیحین	محمد بن عبداللہ بن حمدویہ الحاکم النیسافوری	۴۰۵ھ
(۸۰)	الإیمان	ابوعبداللہ محمد بن اسحاق بن محمد بن یحی بن مندہ العبدی	۳۹۵ھ
(۸۱)	شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة	ابوالقاسم ھبة اللہ بن الحسن بن منصور الطبری الرازی اللالکائی	۴۱۸ھ
(۸۲)	حلیة الاولیاء وطبقات الاصفیاء	ابونعیم احمد بن عبداللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران أصفہانی	۴۳۰ھ
(۸۳)	المسند المستخرج علی صحیح مسلم	ابونعیم احمد بن عبداللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران أصفہانی	۴۳۰ھ
(۸۴)	امالی	ابوالقاسم عبدالملک بن محمد بن عبداللہ بن بشران بن محمد بن بشران بن مھران البغدادی	۴۳۰ھ
(۸۵)	مسند الشهاب	ابوعبداللہ محمد بن سلامة بن جعفر بن علی بن حکمون القضاعی المصری	۴۵۴ھ
(۸۶)	السنن الکبریٰ / السنن الصغیر	ابوبکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ الخراسانی البیهقی	۴۵۸ھ
(۸۷)	شعب الإیمان	ابوبکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ الخراسانی البیهقی	۴۵۸ھ
(۸۸)	معرفة السنن والآثار	ابوبکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ الخراسانی البیهقی	۴۵۸ھ
(۸۹)	الدعوات الکبیر	ابوبکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ الخراسانی البیهقی	۴۵۸ھ
(۹۰)	جامع بیان العلم وفضله	ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر بن عاصم النمری القرطبی	۴۶۳ھ
(۹۱)	تفسیر غریب ما فی الصحیحین	محمد بن فتوح بن عبداللہ بن فتوح بن حمید الازدی المیورقی الحمیدی	۴۸۸
(۹۲)	الفردوس بمأثور الخطاب	ابوشجاع، شیرویہ بن شهردار بن شیرویہ بن فناخسر والدیلمی الہمدانی	۵۰۹ھ
(۹۳)	شرح السنة	محی الدین ابومحمد الحسین بن مسعود بن محمد بن الفراء البغوی الشافعی	۵۱۶ھ

نمبرشمار	اسمائے کتب	مصنف، مؤلف	سن وفات
(۹۴)	سنن الدارمی	عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن الفضل بن بہزام التمیمی السمرقندی الدارمی	۵۵۲ھ
(۹۵)	المعجم	ابوالقاسم علی بن الحسن بن ھبۃ اللہ المعروف بابن عساکر	۵۷۱ھ
(۹۶)	کنزالعمال فی سنن الأقوال والأفعال	علاءالدین علی المتقی بن حسام الدین الہندی	۵۷۹ھ
(۹۷)	جامع الأصول فی أحادیث الرسول	مجدالدین ابوالسعادات المبارک بن محمد بن محمد بن محمد بن عبدالکریم الشیبانی الجزری ابن الاثیر	۶۰۶ھ
(۹۸)	مشکٰوۃ المصابیح	ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزی	۷۲۰ھ
(۹۹)	منہاج السنۃ	تقی الدین ابوالعباس احمد بن عبدالحلیم بن تیمیہ الحرانی الحنبلی الدمشقی	۷۲۸ھ
(۱۰۰)	الجوھرالنقی	علاءالدین علی بن عثمان بن ابراہیم بن مصطفیٰ المار دینی ابن الترکمانی	۷۵۰
(۱۰۱)	جامع المسانیدوالسنن الھادی لأقوم السنن	ابوالفداءاسماعیل بن عمر بن کثیرالقرشی الدمشقی	۷۷۴ھ
(۱۰۲)	نصب الرایۃ فی تخریج أحادیث الہدایۃ	جمال الدین ابومحمد عبداللہ بن یوسف بن محمد الزیلعی	۷۶۲ھ
(۱۰۳)	البدرالمنیر رمختصرتلخیص الذھبی	ابن الملقن سراج الدین ابوحفص عمر بن علی بن احمد الشافعی المصری	۸۰۴ھ
(۱۰۵)	تخریج أحادیث إحیاءعلوم الدین	عبدالرحیم بن الحسین بن عبدالرحمٰن الحافظ العراقی	۸۰۶ھ
		تاج الدین ابونصرعبدالوھاب ابن تقی الدین السبکی	۷۷۱ھ
		السیدمحمد مرتضیٰ الزبیدی	۱۲۰۵ھ
(۱۰۵)	مجمع الزوائدومنبع الفوائد	نورالدین محمد بن ابوبکر بن سلیمان الہیثمی	۸۰۷ھ
(۱۰۶)	الدرایۃ فی تخریج احادیث الھدایۃ	ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجرالکنانی العسقلانی	۸۵۲ھ
(۱۰۷)	التلخیص الحبیر	ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجرالکنانی العسقلانی	۸۵۲ھ
(۱۰۸)	المقاصدالحسنۃ	محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد شمس الدین السخاوی	۹۰۲ھ
(۱۰۹)	الجامع الصغیررالفتح الکبیر	جلال الدین ابوالفضل عبدالرحمٰن بن ابوبکر بن محمد بن ابوبکر بن عثمان السیوطی	۹۱۱ھ
(۱۱۰)	تنویرالحوالک شرح موطأ الامام مالک	جلال الدین ابوالفضل عبدالرحمٰن بن ابوبکر بن محمد بن ابوبکر بن عثمان السیوطی	۹۱۱ھ
(۱۱۱)	جمع الفوائدمن جامع الأصول ومجمع الزوائد	العلامۃ محمد بن محمد سلیمان المغربی	۱۰۹۴ھ
(۱۱۲)	آثارالسنن	محمد بن علی الشہیر بظہیر احسن النیموی البہاری الحنفی	۱۳۲۲ھ
(۱۱۳)	اعلاءالسنن	مولاناظفراحمد بن محمد لطیف عثمانی تھانوی	۱۳۹۴ھ

﴿شروح وعلل حدیث﴾

(۱۱۴)	شرح صحیح البخاری	ابن بطال ابوالحسن علی بن خلف بن عبدالملک	۴۴۹ھ
(۱۱۵)	النووی شرح مسلم	محی الدین ابوزکریایحیٰ بن شرف النووی الشافعی الدمشقی	۶۷۶ھ

نمبرشمار	اسمائے کتب	مصنف،مؤلف	سن وفات
(۱۱۶)	احکام الاحکام شرح عمدۃ الاحکام	تقی الدین ابوالفتح الشہیر بابن دقیق العید	۷۰۲ھ
(۱۱۷)	المفاتیح شرح المصابیح	الحسین بن محمد بن الحسن مظہرالدین الزیدانی الکوفی الضریرالشیر ازی الحنفی	۷۲۷ھ
(۱۱۸)	الکاشف عن حقائق السنن شرح الطیبی	شرف الدین حسین بن عبداللہ بن محمد الحسن الطیبی	۷۴۳ھ
(۱۱۹)	فتح الباری	زین الدین عبدالرحمٰن بن احمد بن رجب بن الحسن السلامی البغدادی ثم الدمشقی الحنبلی	۷۹۵ھ
(۱۲۰)	المحلی شرح الموطأ	ابوعبداللہ محمد بن سلیمان بن خلیفہ المالکی	
(۱۲۱)	فتح الباری شرح صحیح البخاری	ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجر الکنانی العسقلانی	۸۵۲ھ
(۱۲۲)	تقریب التہذیب	ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجر الکنانی العسقلانی	۸۵۲ھ
(۱۲۳)	تہذیب التہذیب	ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجر الکنانی العسقلانی	۸۵۲ھ
(۱۲۴)	شرح المصابیح	محمد بن عزالدین عبداللطیف بن عبدالعزیز بن امین الدین بن فرشتا الرومی الکرمانی الحنفی المشہور بابن ملک	۸۵۴ھ
(۱۲۵)	عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری	بدرالدین ابومحمد محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین العینی	۸۵۵ھ
(۱۲۶)	شرح سنن أبي داؤد	بدرالدین ابومحمد محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین العینی	۸۵۵ھ
(۱۲۷)	قوت المغتذی شرح جامع الترمذی	جلال الدین ابوالفضل عبدالرحمٰن بن ابوبکر بن محمد بن ابوبکر بن عثمان السیوطی	۹۱۱ھ
(۱۲۸)	الآلی المصنوعۃ فی الأحادیث الموضوعۃ	جلال الدین ابوالفضل عبدالرحمٰن بن ابوبکر بن محمد بن ابوبکر بن عثمان السیوطی	۹۱۱ھ
(۱۲۹)	مصباح الزجاجۃ شرح سنن ابن ماجۃ	جلال الدین ابوالفضل عبدالرحمٰن بن ابوبکر بن محمد بن ابوبکر بن عثمان السیوطی	۹۱۱ھ
(۱۳۰)	ارشادالساری شرح البخاری	احمد بن محمد بن ابوبکر بن عبدالملک القسطلانی المصری	۹۲۳ھ
(۱۳۱)	مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح	نورالدین علی بن سلطان محمد الہروی القاری، ملاعلی قاری	۱۰۱۴ھ
(۱۳۲)	جمع الوسائل فی شرح الشمائل	نورالدین علی بن سلطان محمد الہروی القاری، ملاعلی قاری	۱۰۱۴ھ
(۱۳۳)	فیض القدیر شرح الجامع الصغیر	زین الدین محمد عبدالرؤوف بن تاج العارفین بن علی بن زین العابدین المناوی	۱۰۳۱ھ
(۱۳۴)	کنوزالحقائق فی حدیث خیرالخلائق	زین الدین محمد عبدالرؤوف بن تاج العارفین بن علی بن زین العابدین المناوی	۱۰۳۱ھ
(۱۳۵)	اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ المصابیح	مولانا عبدالحق محدث دہلوی (عبدالحق بن سیف الدین بن سعداللہ البخاری الدہلوی الحنفی)	۱۰۵۲ھ
(۱۳۶)	حاشیۃ السندی علی سنن ابن ماجۃ	ابوالحسن نورالدین السندی محمد بن عبدالہادی التتوی	۱۱۳۸ھ
(۱۳۷)	شرح مسندالشافعی	ابوالحسن نورالدین السندی محمد بن عبدالہادی التتوی	۱۱۳۸ھ
(۱۳۹)	کشف الخفاء	اسماعیل بن محمد بن عبدالہادی بن عبدالغنی العجلونی الدمشقی الشافعی	۱۱۶۲ھ
(۱۴۰)	سبل السلام شرح بلوغ المرام	محمد بن اسماعیل بن صلاح بن محمد الحسن امیر یمانی	۱۱۸۲ھ
(۱۴۱)	نیل الأوطار	محمد بن علی بن محمد بن عبداللہ الشوکانی	۱۲۵۰ھ

نمبر شمار	اسمائے کتب	مصنف، مؤلف	سن وفات
(۱۴۲)	مظاہر حق	نواب قطب الدین خاں دہلوی	۱۲۸۹ھ
(۱۴۳)	بذل المجہود فی حل أبی داؤد	المحدث خلیل احمد السہارنفوری	۱۲۹۷ھ
(۱۴۴)	التعلیق المجد علی موطا الإمام محمد	ابوالحسنات محمد عبدالحئ بن حافظ محمد عبدالحلیم بن محمد امین لکھنوی	۱۳۰۴ھ
(۱۴۵)	حاشیۃ السنن لأبی داؤد	ابوالحسنات محمد عبدالحئ بن حافظ محمد عبدالحلیم بن محمد امین لکھنوی	۱۳۰۴ھ
(۱۴۶)	حاشیہ حصن حصین	ابوالحسنات محمد عبدالحئ بن حافظ محمد عبدالحلیم بن محمد امین لکھنوی	۱۳۰۴ھ
(۱۴۷)	عون الباری لحل أدلۃ البخاری	نواب صدیق حسن خاں (محمد صدیق بن حسن بن علی بن لطف اللہ حسینی قنوجی)	۱۳۰۷ھ
(۱۴۸)	التعلیق الحسن علی آثار السنن	محمد بن علی الشہیر بظہیر احسن النیموی البہاری الحنفی	۱۳۲۲ھ
(۱۴۹)	لامع الدراری علی صحیح البخاری	حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی	۱۳۲۳ھ
(۱۵۰)	الکوکب الدری علی جامع الترمذی	حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی	۱۳۲۳ھ
(۱۵۱)	عون المعبود فی شرح سنن أبی داؤد	ابوالطیب محمد شمس الحق بن أمیر علی بن مقصود علی الصدیقی العظیم آبادی	۱۳۲۹ھ
(۱۵۲)	المنھل العذب المورود شرح أبی داؤد	محمود محمد خطاب السبکی	۱۳۵۲ھ
(۱۵۳)	العرف الشذی شرح سنن الترمذی	علامہ محمد انور شاہ بن معظم شاہ حسینی کشمیری	۱۳۵۲ھ
(۱۵۴)	فیض الباری شرح البخاری	علامہ محمد انور شاہ بن معظم شاہ حسینی کشمیری	۱۳۵۲ھ
(۱۵۵)	تحفۃ الأحوذی شرح سنن الترمذی	ابوالعلی عبدالرحمٰن مبارکپوری	۱۳۵۳ھ
(۱۵۶)	فتح الملہم	مولانا شبیر احمد عثمانی دیوبندی	۱۳۶۹ھ
(۱۵۷)	التعلیق الصبیح علی مشکوٰۃ المصابیح	مولانا محمد ادریس کاندھلوی	۱۳۹۴ھ
(۱۵۸)	معارف السنن شرح جامع الترمذی	مولانا محمد یوسف بن سید زکریا حسینی بنوری	۱۳۹۷ھ
(۱۵۹)	أوجز المسالک إلی موطا امام مالک	مولانا محمد زکریا بن محمد یحییٰ کاندھلوی	۱۴۰۲ھ
(۱۶۰)	مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح	ابوالحسن عبیداللہ بن محمد عبدالسلام بن خاں محمد بن امان اللہ بن حسام الدین رحمانی مبارکپوری	۱۴۱۴ھ
(۱۶۱)	سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ	محمد ناصر الدین الالبانی	۱۴۲۰ھ
(۱۶۲)	منار القاری شرح مختصر صحیح البخاری	حمزہ بن محمد قاسم	۱۴۳۱ھ
(۱۶۳)	منہاج السنن شرح سنن الترمذی	مولانا مفتی محمد فرید زرویوی	۱۴۳۲ھ
(۱۶۴)	البحر المحیط الثجاج فی شرح صحیح لمسلم	محمد بن علی بن آدم بن موسی الإتیوبی الولوی	--

سیرت وشمائل

(۱۶۵)	زاد المعاد فی ہدیۃ خیر الانام	ابومحمد عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامۃ المقدسی	۶۲۰ھ
(۱۶۶)	لمواھب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ	ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجر الکنانی العسقلانی	۸۵۲ھ

نمبر شمار	اسمائے کتب	مصنف، مؤلف	سن وفات
(۱۶۷)	سبل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر الانام	محمد بن یوسف الصلاحی الشامی	۹۴۲ھ
(۱۶۸)	تاریخ الخمیس فی أحوال أنفس النفیس	حسین بن محمد بن الحسن الدیار بکری	۹۶۶ھ
(۱۶۹)	شرح المواھب اللدنیۃ	العلامہ محمد بن عبدالباقی الزرقانی المالکی	۱۱۲۲ھ
(۱۷۰)	اصح السیر	مولانا ابوالبرکات عبدالرؤف داناپوری	--
(۱۷۱)	سیرۃ المصطفی	محمد ادریس کاندھلوی بن حافظ محمد اسماعیل کاندھلوی	۱۳۹۴ھ

﴿کتب فقہ احناف﴾

نمبر شمار	اسمائے کتب	مصنف، مؤلف	سن وفات
(۱۷۲)	الحجۃ علی اہل المدینۃ	ابوعبداللہ محمد بن الحسن بن فرقد الشیبانی	۱۸۹ھ
(۱۷۳)	کتاب الأصل	ابوعبداللہ محمد بن الحسن بن فرقد الشیبانی	۱۸۹ھ
(۱۷۴)	الجامع الصغیر	ابوعبداللہ محمد بن الحسن بن فرقد الشیبانی	۱۸۹ھ
(۱۷۵)	مختصر الطحاوی	ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامۃ الطحاوی	۳۲۱ھ
(۱۷۶)	شرح مختصر الطحاوی	ابوبکر احمد بن علی الرازی الجصاص الحنفی	۳۷۰ھ
(۱۷۷)	عیون المسائل	ابواللیث نصر بن محمد بن احمد بن ابراہیم السمر قندی	۳۷۳ھ
(۱۷۸)	مختصر القدوری	محمد بن احمد بن جعفر بن حمدان القدوری	۴۲۸ھ
(۱۷۹)	النتف فی الفتاوی	ابوالحسن علی بن الحسین بن محمد السغدی الحنفی	۴۶۱ھ
(۱۸۰)	المبسوط	شمس الائمہ ابوبکر محمد بن احمد بن سہل السرخسی	۴۸۳ھ
(۱۸۱)	شرح السیر الکبیر	شمس الائمہ ابوبکر محمد بن احمد بن سہل السرخسی	۴۸۳ھ
(۱۸۲)	تحفۃ الفقہاء	علاء الدین محمد بن احمد بن ابواحمد السمر قندی الحنفی	۵۳۹ھ
(۱۸۳)	خلاصۃ الفتاویٰ رمجموع الفتاویٰ	طاہر بن احمد بن عبدالرشید البخاری	۵۴۲ھ
(۱۸۴)	المحیط البرھانی فی الفقہ النعمانی	ابوالمعالی محمود بن احمد بن عبدالعزیز بن مازہ البخاری	۵۷۰ھ
(۱۸۵)	بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع	علامہ علاء الدین ابوبکر بن مسعود الکاسانی الحنفی	۵۸۷ھ
(۱۸۶)	فتاویٰ قاضی خان	محمود اوزجندی قاضی خان حسن بن منصور	۵۹۲ھ
(۱۸۷)	بدایۃ المبتدی وشرحہ الھدایۃ	برہان الدین ابوالحسن علی بن ابوبکر المرغینانی	۵۹۳ھ
(۱۸۸)	قنیۃ المنیۃ لتتمیم الغنیۃ	ابوالرجاء مختار بن محمود بن محمد الزاہدی الغزمینی	۶۵۸ھ
(۱۸۹)	المجتبی شرح مختصر القدروی	ابوالرجاء مختار بن محمود بن محمد الزاہدی الغزمینی	۶۵۸ھ

نمبر شمار	اسمائے کتب	مصنف، مؤلف	سن وفات
(۱۹۰)	تحفۃ الملوک	زین الدین ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر بن عبدالقادر الحنفی الرازی	۶۶۶ھ
(۱۹۱)	مجمع البرکات	ابوالبرکات بن حسام الدین بن سلطان بن ھاشم بن رکن الدین بن جمال الدین بن سماء الدین الحنفی الدہلوی	۶۶۷ھ
(۱۹۲)	الوقایۃ (وقایۃ الروایۃ)	صدرالشریعہ محمود بن عبداللہ بن ابراہیم المحبوبی الحنفی	۶۷۳ھ
(۱۹۳)	الاختیار لتعلیل المختار	عبداللہ بن محمود بن مودود بن محمود ابوالفضل مجدالدین الموصلی	۶۸۳ھ
(۱۹۴)	الفتاویٰ الغیاثیۃ	شیخ داؤد بن یوسف الخطیب الحنفی	۶۸۶ھ کے بعد
(۱۹۵)	مجمع البحرین وملتقی النیرین	مظفرالدین احمد بن علی بن ثعلب المعروف بابن الساعاتی البعلبکی	۶۹۴ھ
(۱۹۶)	منیۃ المصلی وغنیۃ المبتدی	سدیدالدین محمد بن محمد بن الرشید بن علی الکاشغری	۷۰۵ھ
(۱۹۷)	کنزالدقائق	حافظ الدین ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی	۷۱۰،۷۰۱ھ
(۱۹۸)	تبیین الحقائق شرح کنزالدقائق	فخرالدین عثمان بن علی بن محجن الزیلعی	۷۴۳ھ
(۱۹۹)	شرح مختصرالوقایۃ (شرح وقایۃ الروایۃ)	صدرالشریعہ الصغیر، عبیداللہ بن مسعود بن محمود بن احمد المحبوبی الحنفی	۷۴۷ھ
(۲۰۰)	النقایۃ مختصر الوقایۃ	صدرالشریعہ الصغیر، عبیداللہ بن مسعود بن محمود بن احمد المحبوبی الحنفی	۷۴۷ھ
(۲۰۱)	الکفایۃ شرح الہدایۃ (متداولہ)	جلال الدین بن شمس الدین الخوارزمی الکرمانی	۷۶۷ھ
(۲۰۲)	النہایۃ شرح الہدایۃ	حسام الدین حسن بن علی بن حجاج السغناقی	۷۷۱ھ
(۲۰۳)	جامع المضمرات شرح مختصر القدوری	یوسف بن عمر بن یوسف الصوفی الکادوری نبیرہ شیخ عمر بزار	۸۳۲ھ
(۲۰۴)	شرح العنایۃ علی الہدایۃ	اکمل الدین محمد بن محمد بن محمود البابرتی	۷۸۶ھ
(۲۰۵)	الفتاویٰ التاتارخانیۃ	علامہ عالم بن العلاء الأنصاری الدہلوی	۷۸۶ھ
(۲۰۶)	السراج الوہاج فی شرح مختصر القدوری	ابوبکر بن علی بن محمد الحدادی العبادی	۸۰۰ھ
(۲۰۷)	الجوہرۃ النیرۃ فی شرح مختصر القدوری	ابوبکر بن علی بن محمد الحدادی العبادی	۸۰۰ھ
(۲۰۸)	شرح مجمع البحرین علی ہامش المجمع	ابن الملک، عبداللطیف بن عبدالعزیز	۸۰۱ھ
(۲۰۹)	الفتاویٰ البزازیۃ	محمد بن محمد بن شہاب بن یوسف الکردری الخوارزمی المعروف بابن بزازی	۸۲۷ھ
(۲۱۰)	معین الحکام	ابوالحسن علاء الدین علی بن خلیل الطرابلسی الحنفی	۸۴۴ھ
(۲۱۱)	البنایۃ شرح الہدایۃ	بدرالدین ابومحمد محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین العینی	۸۵۵ھ
(۲۱۲)	منحۃ السلوک فی شرح تحفۃ الملوک	بدرالدین ابومحمد محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین العینی	۸۵۵ھ
(۲۱۳)	فتح القدیر علی الہدایۃ	ابن ہمام کمال الدین محمد بن عبدالواحد بن عبدالحمید الحنفی	۸۶۱ھ

نمبر شمار	اسمائے کتب	مصنف، مؤلف	سن وفات
(۲۱۴)	کتاب التصحیح والترجیح علی مختصر القدوری	ابو العدل زین الدین قاسم بن قطلو بغا الحنفی	۸۷۹ھ
(۲۱۵)	درر الحکام شرح غرر الأحکام	ملا خسرو، محمد بن فرامرز بن علی	۸۸۵ھ
(۲۱۶)	شرح النقایۃ	ابو المکارم عبد العلی بن محمد بن حسین البرجندی	۹۳۲ھ
(۲۱۷)	حاشیۃ علی العنایۃ شرح الهدایۃ	سعد الله بن عیسیٰ بن امیر خان الرومی الحنفی الشہیر بسعدی چلپی وبسعدی آفندی	۹۴۵ھ
(۲۱۸)	ملتقی الأبحر	ابراہیم بن محمد بن ابراہیم چلپی حنفی المعروف بالحلبی الکبیر	۹۵۶ھ
(۲۱۹)	الصغیری رالکبیری شرح منیۃ المصلی	ابراہیم بن محمد بن ابراہیم چلپی حنفی المعروف بالحلبی الکبیر	۹۵۶ھ
(۲۲۰)	جامع الرموز شرح مختصر الوقایۃ المسمیٰ بالنقایۃ	شمس الدین محمد الخراسانی القہستانی	۹۶۲ھ
(۲۲۱)	البحر الرائق فی شرح کنز الدقائق	ابن نجیم زین العابدین بن ابراہیم المصری الحنفی	۹۷۰ھ
(۲۲۲)	المسالک فی المناسک	،ابو منصور محمد بن مکرم بن شعبان الکرمانی الحنفی	بعد: ۹۷۵ھ
(۲۲۳)	المنسک المتوسط المسمی لباب المناسک	رحمۃ الله بن عبد الله السندی المکی الحنفی	--
(۲۲۴)	الفتاویٰ الحامدیۃ	حامد بن محمد آفندی القونوی العمادی المفتی بالروم	۹۸۵ھ
(۲۲۵)	تنویر الأبصار وجامع البحار	شمس الدین محمد بن عبد الله بن احمد بن تمرتاش الغزی الحنفی الخطیب التمرتاشی	۱۰۰۴ھ
(۲۲۶)	النہر الفائق شرح کنز الدقائق	علامہ سراج الدین عمر بن ابراہیم بن نجیم المصری الحنفی	۱۰۰۵ھ
(۲۲۷)	شرح النقایۃ فی مسائل الهدایۃ	نور الدین علی بن سلطان محمد الہروی القاری، ملا علی قاری	۱۰۱۴ھ
(۲۲۸)	رمز الحقائق شرح کنز الدقائق	نور الدین علی بن سلطان محمد الہروی القاری، ملا علی قاری	۱۰۱۴ھ
(۲۲۹)	حاشیۃ الشلبی علی تبیین الحقائق	شہاب الدین احمد بن محمد بن احمد بن یونس بن اسماعیل بن یونس الشلبی	۱۰۲۱ھ
(۲۳۰)	سکب الأنہر علی فرائض مجمع الانہر	علاء الدین علی بن محمد الطرابلسی بن ناصر الدین الحنفی	۱۰۳۲ھ
(۲۳۱)	نور الایضاح ونجاۃ الارواح	ابو الاخلاص حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی	۱۰۶۹ھ
(۲۳۲)	امداد الفتاح شرح نور الایضاح	ابو الاخلاص حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی	۱۰۶۹ھ
(۲۳۳)	مراقی الفلاح شرح نور الایضاح	ابو الاخلاص حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی	۱۰۶۹ھ
(۲۳۴)	مجمع الأنہر فی شرح ملتقی الأبحر	عبد الرحمٰن بن شیخ محمد بن سلیمان الکلیبولی المدعو بشیخی زادہ، المعروف بداماد آفندی	۱۰۷۸ھ
(۲۳۵)	الفتاویٰ الخیریۃ لنفع البریۃ	خیر الدین بن احمد بن نور الدین علی ایوبی علیمی فاروقی الرملی	۱۰۸۱ھ
(۲۳۶)	الدر المختار شرح تنویر الأبصار	محمد بن علی بن محمد بن عبد الرحمٰن بن محمد بن حسن الحصنی المعروف بالعلاء الحصکفی	۱۰۸۸ھ
(۲۳۷)	الفتاویٰ الأسعدیۃ	سید اسعد بن ابو بکر المدنی الحسینی	۱۱۱۶ھ
(۲۳۸)	الفتاویٰ الھندیۃ (عالمگیریہ)	شیخ نظام الدین برہان پوری گجراتی (وجماعۃ من اعلام فقہاء الھند)	۱۱۶۱ھ

نمبر شمار	اسمائے کتب	مصنف، مؤلف	سن وفات
(۲۳۹)	حاشیۃ الطحطاوی علیٰ مراقی الفلاح	علامہ السید احمد بن محمد الطحطاوی	۱۲۲۱ھ
(۲۴۰)	حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار	علامہ السید احمد بن محمد الطحطاوی	۱۲۲۱ھ
(۲۴۱)	اسعاف المولی القدیر شرح زاد الفقیر	احمد بن ابراہیم تونسی دقدویسی مصری	۱۲۲۲ھ کے بعد
(۲۴۲)	مالابد منہ (فارسی)	قاضی ثناء اللہ الاموی العثمانی الہندی پانی پتی	۱۲۲۵ھ
(۲۴۳)	رد المختار حاشیۃ الدر المختار	علامہ محمد امین بن عمر بن عبد العزیز عابدین الشامی	۱۲۵۲ھ
(۲۴۴)	العقود الدریۃ فی تنقیح الفتاویٰ الحامدیۃ	علامہ محمد امین بن عمر بن عبد العزیز عابدین الشامی	۱۲۵۲ھ
(۲۴۵)	مجموعہ رسائل ابن عابدین	علامہ محمد امین بن عمر بن عبد العزیز عابدین الشامی	۱۲۵۲ھ
(۲۴۶)	منحۃ الخالق حاشیۃ البحر الرائق	علامہ محمد امین بن عمر بن عبد العزیز عابدین الشامی	۱۲۵۲ھ
(۲۴۷)	مأۃ مسائل	ابوسلیمان اسحاق بن محمد افضل بن احمد بن محمد بن اسماعیل بن منصور بن احمد بن محمد بن قوام الدین العمری الدھلوی (مولانا محمد اسحاق دہلوی)	۱۲۶۲ھ
(۲۴۸)	رسالہ الاربعین	ابوسلیمان اسحاق بن محمد افضل بن احمد بن محمد بن اسماعیل بن منصور بن احمد بن محمد بن قوام الدین العمری الدھلوی (مولانا محمد اسحاق دہلوی)	۱۲۶۲ھ
(۲۴۹)	غایۃ الاوطار ترجمہ اردو الدر المختار	مترجم اول: مولانا خرم علی ملہوری/مترجم دوم: مولانا محمد احسن صدیقی نانوتوی	۱۲۷۱ھ/--
(۲۵۰)	التحریر المختار حاشیۃ رد المختار	عبد القادر الرافعی الفاروقی	۱۲۸۳ھ
(۲۵۱)	جواہر الإخلاطی	برہان الدین ابراہیم بن ابوبکر بن محمد بن الحسین الاخلاطی الحسینی	--
(۲۵۲)	مفتاح الجنۃ	کرامت علی بن ابو ابراہیم شیخ امام بخش بن شیخ جار اللہ جونپوری	۱۲۹۰ھ
(۲۵۳)	اللباب فی شرح الکتاب (القدوری)	عبد الغنی بن طالب بن حمادۃ بن ابراہیم الغنیمی الدمشقی المیدانی الحنفی	۱۲۹۸ھ
(۲۵۴)	النافع الکبیر شرح الجامع الصغیر	ابوالحسنات محمد عبد الحئی بن حافظ محمد عبد الحلیم بن محمد امین لکھنوی	۱۳۰۴ھ
(۲۵۵)	السعایۃ فی کشف مافی شرح الوقایۃ	ابوالحسنات محمد عبد الحئی بن حافظ محمد عبد الحلیم بن محمد امین لکھنوی	۱۳۰۴ھ
(۲۵۶)	عمدۃ الرعایۃ فی حل شرح الوقایۃ	ابوالحسنات محمد عبد الحئی بن حافظ محمد عبد الحلیم بن محمد امین لکھنوی	۱۳۰۴ھ
(۲۵۷)	حاشیہ علی الہدایہ	ابوالحسنات محمد عبد الحئی بن حافظ محمد عبد الحلیم بن محمد امین لکھنوی	۱۳۰۴ھ
(۲۵۸)	نفع المفتی والسائل بجمع متفرقات المسائل	ابوالحسنات محمد عبد الحئی بن حافظ محمد عبد الحلیم بن محمد امین لکھنوی	۱۳۰۴ھ
(۲۵۹)	مجموعۃ الفتاویٰ	ابوالحسنات محمد عبد الحئی بن حافظ محمد عبد الحلیم بن محمد امین لکھنوی	۱۳۰۴ھ
(۲۶۰)	مجموعۃ رسائل اللکنوی	ابوالحسنات محمد عبد الحئی بن حافظ محمد عبد الحلیم بن محمد امین لکھنوی	۱۳۰۴ھ
(۲۶۱)	تحفۃ النبلاء فی جماعۃ النساء	ابوالحسنات محمد عبد الحئی بن حافظ محمد عبد الحلیم بن محمد امین لکھنوی	۱۳۰۴ھ

نمبر شمار	اسمائے کتب	مصنف، مؤلف	سن وفات
(۲۶۲)	تحفۃ الاخیار	ابوالحسنات محمد عبدالحئ بن حافظ محمد عبدالحلیم بن محمد امین لکھنوی	۱۳۰۴ھ
(۲۶۳)	علم الفقہ	عبدالشکور بن ناظر علی فاروقی لکھنوی	--
(۲۶۴)	الفتاویٰ الکاملیۃ فی الحوادث الطرابلسیۃ	محمد کامل بن مصطفیٰ بن محمود الطرابلسی الحنفی	۱۳۱۷ھ
(۲۶۵)	القطوف الدانیۃ فی تحقیق الجماعۃ الثانیۃ	مولانا رشید احمد بن مولانا ہدایت احمد انصاری گنگوہی	۱۳۲۲ھ
(۲۶۶)	رسائل الارکان	عبدالعلی محمد بن نظام الدین محمد انصاری لکھنوی	۱۳۳۵ھ
(۲۶۷)	مجلۃ الاحکام العدلیۃ	لجنۃ مکونۃ من عدۃ علماء وفقہاء فی الخلافۃ العثمانیۃ	--
(۲۶۸)	الآثار الحمیدیۃ شرح مجلۃ الاحکام العدلیۃ	عبداللطیف بن حسین الغزی	۱۳۴۰ھ
(۲۶۹)	بہشتی گوہر، بہشتی زیور	مولانا محمد اشرف علی بن عبدالحق التھانوی	۱۳۶۲ھ
(۲۷۰)	کشف الدجیٰ عن وجہ الربوا	مولانا محمد اشرف علی بن عبدالحق التھانوی	۱۳۶۲ھ
(۲۷۱)	تصحیح الاغلاط	مولانا محمد اشرف علی بن عبدالحق التھانوی	۱۳۶۲ھ
(۲۷۲)	ارشاد الساری الی مناسک الملا علی قاری	حسین بن محمد سعید عبدالغنی المکی الحنفی	۱۳۶۶ھ
(۲۷۳)	جواہر الفقہ	مفتی محمد شفیع دیوبندی	۱۳۹۶ھ
(۲۷۴)	دینی مسائل اور ان کا حل	مولانا مفتی سلمان منصور پوری	مدظلہ

﴿دیگر مسالک کی کتب فقہ﴾

نمبر شمار	اسمائے کتب	مصنف، مؤلف	سن وفات
(۲۷۵)	المدونۃ الکبریٰ	امام دار الہجرہ، مالک بن انس بن مالک بن عامر الاصبحی المدنی	۱۷۹ھ
(۲۷۶)	نھایۃ المطلب فی درایۃ المذہب	امام الحرمین ابوالمعالی عبدالملک بن عبداللہ بن یوسف بن محمد الجوینی	۴۷۸ھ
(۲۷۷)	بحر المذہب	ابوالمحاسن عبدالواحد بن اسماعیل الرویانی	۵۰۲ھ
(۲۷۸)	متن أبی شجاع المسمی الغایۃ والتقریب	احمد بن الحسین بن احمد، أبوشجاع، شھاب الدین أبوالطیب الأصفھانی	۵۹۳ھ
(۲۷۹)	بدایۃ المجتھد ونھایۃ المقتصد	ابوالولید محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن احمد بن رشد	۵۹۵ھ
(۲۸۰)	المغنی	ابومحمد عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامۃ المقدسی	۶۲۰ھ
(۲۸۱)	المجموع شرح المہذب	محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی الشافعی الدمشقی	۶۷۶ھ
(۲۸۲)	المقنع، الشرح الکبیر علی المقنع	شمس الدین ابوالفرج عبدالرحمٰن بن محمد بن احمد بن قدامۃ المقدسی	۶۸۲ھ
(۲۸۳)	الفتاویٰ الکبریٰ	تقی الدین ابوالعباس احمد بن عبدالحلیم بن تیمیہ الحرانی الحنبلی الدمشقی	۷۲۸ھ
(۲۸۴)	الفتاویٰ الکبریٰ	ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجر الکنانی العسقلانی	۸۵۲ھ
(۲۸۵)	المبدع شرح المقنع	ابواسحاق، برہان الدین، ابراہیم بن محمد عبداللہ بن محمد بن مفلح	۸۸۲ھ

نمبر شمار	اسمائے کتب	مصنف، مؤلف	سن وفات
(۲۸۶)	المیزان الکبریٰ	ابوالمواھب عبدالوھاب بن احمد بن علی بن احمد بن علی بن زوفا بن ابی الشیخ الشعرانی	۹۷۳ھ
(۲۸۷)	الشرح الکبیر علی مختصر خلیل	احمد دردیر، احمد بن احمد بن أبی حامد العدوی المالکی الأزہری الخلوتی	۱۲۰۱ھ
(۲۸۸)	حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر	محمد بن احمد بن عرفہ الدسوقی المالکی	۱۲۳۰ھ
	فقہ مقارن		
(۲۸۹)	بلوغ المرام من ادلۃ الاحکام	ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجر الکنانی العسقلانی	۸۵۲ھ
(۲۹۰)	الفقہ علی المذاہب الأربعۃ	عبدالرحمٰن بن محمد عوض الجزیری	۱۳۶۰ھ
(۲۹۱)	الفقہ الاسلامی وادلتہ	ڈاکٹر وہبہ بن مصطفیٰ زحیلی	۲۰۱۵ء
(۲۹۲)	الموسوعۃ الفقہیۃ	مرتبہ وزارت اوقاف کویت	--
	اصول فقہ		
(۲۹۳)	اصول البزدوی	فخر الاسلام علی بن محمد البزدوی	۴۲۲ھ
(۲۹۴)	اصول السرخسی	محمد بن احمد بن ابوسہل شمس الائمہ السرخسی	۴۸۳ھ
(۲۹۵)	المقدمات الممہدات	ابوالولید محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن احمد بن رشد	۵۹۵ھ
(۲۹۶)	آداب المفتی	محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی الشافعی الدمشقی	۶۷۶ھ
(۲۹۷)	المنار	حافظ الدین النسفی	۷۱۰ھ
۲۹۸)	الکافی شرح البزدوی	الحسین بن علی بن حجاج بن علی حسام الدین السغناقی	۷۱۱ھ
(۲۹۹)	کشف الاسرار شرح اصول البزدوی	عبدالعزیز بن احمد بن محمد علاء الدین البخاری الحنفی	۷۳۰ھ
(۳۰۰)	الأشباہ والنظائر	زین الدین بن ابراہیم بن محمد، ابن نجیم المصری	۹۷۰ھ
(۳۰۱)	غمز عیون البصائر فی شرح الاشباہ والنظائر	احمد بن محمد المکی ابوالعباس شہاب الدین الحسینی الحموی الحنفی	۱۰۹۸ھ
(۳۰۲)	نورالانوار فی شرح المنار	ملا جیون حنفی، احمد بن ابوسعید	۱۱۳۰ھ
(۳۰۳)	شرح عقود رسم المفتی	علامہ محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز عابدین الشامی	۱۲۵۲ھ
(۳۰۴)	عمدۃ الفقہ	سید زوار حسین شاہ	۱۴۰۰ھ
	تزکیہ واحسان		
(۳۰۵)	ادب الدنیا والدین	ابوالحسن علی بن محمد بن محمد بن حبیب البصری البغدادی الماوردی	۴۵۰ھ
(۳۰۶)	احیاء علوم الدین	ابوحامد محمد بن محمد الغزالی الطوسی	۵۰۵ھ
(۳۰۷)	عوارف المعارف	شیخ المشائخ شہاب الدین سہروردی شافعی علیہ الرحمہ	۶۳۲ھ

نمبرشمار	اسمائے کتب	مصنف،مؤلف	سن وفات
(۳۰۸)	غنیۃ الطالبین	قطب ربانی محبوب سبحانی عبدالقادر بن أبی صالح الجیلی	۵۶۱ھ
(۳۰۹)	الترغیب والترہیب	ابومحمد زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری الشامی الشافعی	۶۵۶ھ
(۳۱۰)	الکبائر	شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان بن قائماز ذہبی	۷۴۸ھ
(۳۱۱)	الزواجرعن اِقتراف الکبائر	شہاب الدین شیخ الاسلام احمد بن محمد بن علی بن حجر الہیثمی السعدی الانصاری	۹۷۴ھ
(۳۱۲)	تحقیق الحق المبین	حضرت شاہ احمد سعید صاحب نقشبندی مجددی	۱۲۷۷ھ
	﴿لغات،معاجم،ادب وتاریخ،طبقات وتراجم﴾		
(۳۱۳)	الطبقات الکبریٰ لابن سعد	ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع الھاشمی البصری البغدادی	۲۳۰ھ
(۳۱۴)	المتفق والمفترق	ابوبکر احمد بن علی بن ثابت الخطیب البغدادی	۴۶۳ھ
(۳۱۵)	النہایۃ فی غریب الحدیث والأثر	مجدالدین ابوالسعادات المبارک بن محمد بن محمد بن محمد بن عبدالکریم الشیبانی الجزری	۶۰۶
(۳۱۶)	مجمع البحار فی لغۃ الاحادیث والآثار	علامہ محمد طاہر بن علی صدیقی پٹنی	۹۸۶ھ
(۳۱۷)	الکلیات معجم فی مصطلحات والفروق اللغویۃ	أبوالبقاء الحنفی،أیوب بن موسیٰ الحسینی القریمی الکفوی	۱۰۹۴ھ
(۳۱۸)	کشاف اصطلاحات الفنون والعلوم	محمد بن علی ابن القاضی محمد حامد بن محمّد صابر الفاروقی الحنفی التہانوی	۱۱۵۸ھ
(۳۱۹)	نوراللغات	مولوی نورالحسن نیر	۱۳۵۵ھ
(۳۲۰)	التعریفات الفقھیۃ	محمد عمیم الاحسان المجددی البرکتی	۱۳۹۵ھ
(۳۲۱)	غیاث اللغات	مولوی غیاث الدینؒ	--
(۳۲۲)	فیروزاللغات	الحاج مولوی فیروزالدینؒ	--
	﴿متفرقات﴾		
(۳۲۳)	تنبیہ الغافلین	ابواللیث نصر بن محمد بن ابراہیم بن الخطاب الفقیہ الحنفی السمرقندی	۳۷۳ھ
(۳۲۴)	ماثبت من السنۃ	شیخ ابوالمجد عبدالحق بن سیف الدین دہلوی بخاری	۱۰۵۲ھ
(۳۲۵)	حجۃ اللہ البالغۃ	شاہ ولی اللہ احمد بن عبدالرحیم ابوعبدالعزیز وابوعبداللہ	۱۱۷۶ھ

نوٹ : ’’فتاویٰ علماء ہند،جلد-۲۹‘‘ کے متن وحاشیہ میں ان کتابوں سے استفادہ ہوا ہے اور متعلقہ جگہ طباعت کی تفصیلات درج ہیں۔(انیس الرحمٰن قاسمی)